حجۃ اللہ علی العالمین

فی

معجزات سید المرسلین ﷺ

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

حُجّةُ اللّٰہِ عَلَی الْعَالَمِیْن

فی

مُعجزاتِ سیّدِ المُرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلد دوم

تصنیف: حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی: اِدارہ ضیاء المصنفین ۰ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ـ کراچی ـ پاکستان

فہرست

پانچواں باب

اس باب میں سرور کائنات ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا جن میں جمادات نے آپ سے گفتگو کی، آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ کی پیروی کی۔ 15

کنکریوں اور کھانے کا تسبیح کرنا 25

ستون حنانہ کا فراق رسول اللہ ﷺ میں گریہ بار ہونا 27

در و دیوار کا آمین کہنا 31

پہاڑ کی حرکت 31

منبر کا حرکت کرنا 32

بھونی ہوئی بکری اور زہر آلود بکری کا آپ کو خبر دینا 33

اشارۂ مصطفیٰ ﷺ سے بتوں کا سجدہ ریز ہو جانا 35

چٹان میں آپ ﷺ کے قدموں کے نشان 35

آپ ﷺ کی ضرب سے چٹان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا 36

چھٹا باب

وہ معجزات جن میں جانور آپ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہوئے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی، آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ کی اطاعت بجالائے 37

مکڑی کا جالا بننا اور کبوتری کا انڈا 37

حضور ﷺ کی مبارک اونٹنی 38

گھوڑے کا آپ ﷺ کی اطاعت کرنا 47

خچر کا آپ ﷺ کے حکم کو بجالانا 47

گدھے کا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کلام ہونا 48

بکریوں کا حضور ﷺ کے لئے سجدہ ریز ہونا 49

ایک ہرنی کا بارگاہ رسالت میں فریاد 49

بھیڑیے کا ہم کلام ہونا 51

گوہ کا حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا 55

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیر 57

ایک وحشی جانور کا ایمان افروز واقعہ 58

چڑیا کی فریاد 58

کوا بارگاہ رسالت میں 58

ایک پالتو جانور کا عشق مصطفیٰ ﷺ 59

ایک شیر خوار بچے کا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا 59

ساتواں باب

اس باب میں نبی مکرم کے وہ معجزات کا بیان ہے جن کا تعلق غیب کی خبروں کے ساتھ ہے 60

آپ ﷺ کا بعض صحابہ کرام کے متعلق غیب کی خبریں دینا 63

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبریں 63

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے متعلق جنت کی بشارت 64

حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے لئے جنت کا مژدہ جانفزاء 66

چاروں خلفاء کے لئے جنت کی بشارت 66

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے متعلق غیب کی خبر 67

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں 67

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں 68

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق غیب کی خبریں 70

سیدۃ النساء خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق بشارت 73

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبریں 74

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مختلف خبریں 74

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پیشگوئی 77

نام کتاب	حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (جلد دوم)
مصنف	حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	علامہ ذوالفقار علی، فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تاریخ اشاعت	مارچ 2002ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z318
قیمت	-/500 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

فیکس:۔ 042-7238010

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو غیب کی تین خبریں بتانا 117

حضرت عمرو بن الغفواء الخزاعی رضی اللہ عنہ کو ان کے رفیق راہ کے متعلق خبر 118

حضرت حارث بن سواء رضی اللہ عنہ کے مال میں برکت کی بشارت 118

حضرت مسعود بن الضحاک اللخمی رضی اللہ عنہ کو امارت کی بشارت 119

حضرت مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر 119

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی پیش گوئی 119

حضرت قدر بن عمار رضی اللہ عنہ کے لئے امن و آتشی کی پیشگوئی 120

حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ کو غلبہ اسلام کی خوشخبری 120

حضرت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک غیبی خبر 120

حضرت حارث بن عبدکلال الحمیری رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر 121

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر 121

حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ کے دل کی بات بتائی 121

حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر 122

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر 122

حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر 123

حضرت الاقرع بن شفی العکی رضی اللہ عنہ کو زندگی اور ہجرت کی بشارت 123

حضرت نضر بن حارث رضی اللہ عنہ کے ارادہ کی خبر 123

حضرت قباث بن اشیم اللیثی کے دل کے ارادہ کی خبر 124

حضرت معاویہ اللیثی رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر 124

حضرت عوف ابن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی ایک خبر 125

وفد عبدالقیس کے متعلق غیبی خبریں 125

ایک اعرابی کے وصال کی خبر 127

ایک منافق کی موت کی خبر 128

غزوۂ تبوک میں آپ ﷺ کے علم غیب کا اظہار 128

حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر 129

آپ ﷺ نے دو آدمیوں کے دل کی بات بتادی 130

حضرت عینیہ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ کی خفیہ سازش کا علم 130

قریش مکہ کے بعض افراد کے قتل کی خبر 130

قریش کی دستاویز کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی خبر 136

بعض قبائل کے ساتھ جنگ کرنے اور بعض شہروں کے فتح ہونے کی خبر 138

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت اور فارس و روم کی فتح کی بشارت 142

حارث بن ابی شمر الغسانی کی ہلاکت کی خبر 147

مشرکین کے ایک سردار کی ہلاکت کی خبر 148

امت مسلمہ کی خوشحالی کی خبر 148

امت مسلمہ کی خلافت اور کثرت مال کی خبر 153

خلافت کے بعد ملوکیت کی خبر 155

نبی محترم ﷺ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بعد کے حالات کی خبر دینا 156

بنوعباس کے حالات کی خبریں 159

غیب کی بعض خبریں جن کا ذکر پہلے نہیں ہوا 161

حضور ﷺ کا اپنی امت کے احوال کی خبر دینا 179

مدینہ طیبہ کا طاعون سے محفوظ ہونے کی خبر 188

حضرت زید بن صوحان اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما کے متعلق پیش گوئی 188

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ایک مردہ میرے بعد کلام کرے گا 190

حضرت صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کی شفاعت کا تذکرہ 190

وہب بن منبہ اور غیلان القدری کے متعلق خبر 190

محمد بن کعب القرظی کے متعلق پیشین گوئی 190

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ 191

عذراء کے مقتولین کے متعلق غیبی خبر 193

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک عجیب خبر	77
ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق غیب کی خبر	77
ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر	78
حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کی بشارت	78
حضرت زبیر بن العوام کے متعلق غیب کی خبر	78
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے مژدہ جانفزا	79
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	80
حضرت جعفر طیار، حضرت زید اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر	80
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا راز	84
حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کو ایک بشارت	84
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبر	84
حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کے راز کو افشاء کرنا	86
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	86
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیش گوئی	86
حضور ﷺ کا عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر بتانا	87
حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے منافع بخش سودے کی خبر	88
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	88
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	90
حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق غائبانہ اطلاع	91
حضرت عبداللہ بن سلام کو جنت کی بشارت	92
انصار رضی اللہ عنہم کے متعلق خبریں	92
حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	93
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو جنت کا مژدہ	93
حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	94
حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت	94
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی قابل ستائش زندگی کا بیان	94
حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی کامیابی کی خبر	95
حضرت عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کے متعلق پیشین گوئی	96
حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	97
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر	98
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی امارت وثروت	98
حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	99
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کے حالات بتانا	99
عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ کی استعانت	101
حضور ﷺ کو عمیر بن وہب جمی رضی اللہ عنہ کے خفیہ منصوبے کا علم	102
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر	103
حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور ان کی قوم کی آمد کی خبر	103
حضرت ابوہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب اور ایک شخص کے متعلق غیب کی خبر	104
حضرت عتاب، حضرت جبیر، حضرت حکیم اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کی خبر	105
حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	105
حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر	107
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	109
حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	110
حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک خبر	110
حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	111
حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو زمین عطا فرمانا	113
حضرت عبداللہ بن بسر کو طویل زندگی کی بشارت	114
حضرت عروہ بن بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر	117
حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر	115
حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ کی موت کی پیشین گوئی	116
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	116
حضرت صرد بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	116
ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر بتانا	117

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	233	غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کی دعائیں	252
حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	235	قریش کے لئے دعا	252
حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	235	اہل طائف کے لئے دعا	253
حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	235	تجیبی غلام کے لئے دعا	253
حضرت عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	235	دیگر امور میں نبی اکرم ﷺ کی دعائیں	253
حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	236	وہ افراد جن کے لئے حضور ﷺ نے بددعا فرمائی	257
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	236	عتبہ بن ابی لہب کے لئے بددعا	257
حضرت ابوطلحہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کے لئے دعا	236	قریش کے خلاف بددعا	259
حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	237	نوفل بن خویلد کے لئے بددعا	261
حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	237	ابن قمیئہ اور عتبہ بن ابی وقاص کے لئے بددعا	261
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ محترمہ کیلئے دعا	239	غزوۂ بنی انمار میں ایک شخص کے لئے بددعا	262
حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	240	غزوۂ خندق کے دن حضور ﷺ کی بددعائیں	262
ثعلبہ بن حاطب کے لئے دعا	240	عامر بن طفیل کے لئے بددعا	263
حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	241	عرنیین کے خلاف بددعا	265
حضرت مالک بن ربیعہ اسلولی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	241	حدیبیہ کے دن مشرکین کے لئے بددعا	265
حضرت بشر بن معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	242	کسریٰ کے لئے بددعا	266
زہیر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	242	بنو حارثہ بن قرہ کے لئے بددعا	266
حضرت عمروہ البارقی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	242	معاویہ بن صیدہ پر بددعا کا اثر	266
حضرت ضمرہ بن ثعلبہ البہزی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	243	محلم بن قیامہ کے لئے بددعا	266
حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	243	الحکم بن ابی العاص کے لئے بددعا	267
حضرت ابوسبرہ اور ان کے بیٹے رضی اللہ عنہما کے لئے دعا	243	مختلف مقامات پر مختلف بددعائیں	267
حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	243	حضور ﷺ کے دم، دعائیں اور ان کے اثرات	270
حضرت بکر بن شداخ اللیثی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	246	قرض کی ادائیگی کے لئے دعا	270
حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دعا	247	جنات سے تحفظ کی دعا	271
حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کے لئے دعا	247	سانپ اور بچھو کا دم	271
حضرت نابغہ بن جعدہ کے لئے دعائے مصطفیٰ ﷺ	247	نیند کی دعا	272
حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	248	رزق میں کشادگی کی دعا	273
غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ کی دعائیں	248	سانپ کے ڈسے کا دم	273
بکر بن وائل کے لئے دعا	250	پاگل پن کا علاج	273
مدینہ طیبہ کے لئے خصوصی دعائیں	250	چوری سے حفاظت کا وظیفہ	274

عنوان	صفحہ
مدینہ طیبہ کے عالم حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	193
قریش کے عالم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیشین گوئی	193
امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اختلاف کی خبر	193
نبی اکرم ﷺ کا خوارج کے متعلق پیشین گوئی کرنا	196
رافضہ، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کے متعلق غیب کی خبر دینا	198
فتنۂ انکار حدیث کی خبر	199
نبی اکرم ﷺ کا پولیس کے متعلق خبر دینا	199
حجاج بن یوسف اور مختار بن عبید الثقفی کے متعلق خبر	200
بغداد کی تعمیر کی خبر	201
کوفہ اور بصرہ کے متعلق غیب کی خبریں	201
دوسری فصل	
نبی اکرم ﷺ کے خواب اور ان کی تعبیریں	202
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خواب اور رسول مکرم ﷺ کی تعبیریں	208
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب	208
ابن زمیل الجہنی رضی اللہ عنہ کا خواب	208
عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب	209
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خواب	210
حضرت زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خواب	211
ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا خواب	212
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا خواب	212
حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا خواب	213
حضرت جہیم بن الصلت رضی اللہ عنہ کا خواب	215
ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا خواب	215
ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا خواب	215
ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب	216
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب	216
حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا خواب	216
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خواب	218
حضرت عبداللہ بن زید الانصاری کا اذان کے متعلق خواب	218
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ابولہب کے متعلق خواب	219
بعض صحابہ کرام کا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنا	219
حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کا خواب	219
انصار کے ایک شخص کا خواب	220
حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کا خواب	220
حضرت محرز بن فضلہ رضی اللہ عنہ کا خواب	220
حضرت حنظلہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کا خواب	221
ایک صحابیہ کا خواب جنہوں نے بارہ شہداء کو جنت میں دیکھا	221
حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خواب	221
کسریٰ کا خواب	222
آٹھواں باب	
سرور دو عالم ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کے معجزات	223
صحابہ کرام علیہم الرضوان کیلئے سرور کائنات ﷺ کی دعائیں	223
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دعا	223
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے دعا	226
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	228
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	229
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کیلئے دعا	229
حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کیلئے دعا	230
حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	230
ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کیلئے دعا	230
حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	230
حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	231
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	231
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	231
حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	232
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	232

کمال خلق کے چار اوصاف 370
کمال اخلاق 371
حجۃ الاسلام امام غزالی کے فرمودات 381
امام قسطلانی کے ارشادات 382
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات 382
ابن تیمیہ کا قول 384
حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات 388
حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں 390
سرور کائنات ﷺ کا دہن مبارک، لعاب مبارک اور دندان مبارک 390
روئے تاباں 392
حضور ﷺ کی مبارک بغلیں 392
حضور ﷺ کی زبان اقدس 393
حضور ﷺ کا دل مبارک 393
حضور ﷺ کی سماعت 397
حضور ﷺ کی آواز مبارک 397
نبی محترم ﷺ کی عقل مبارک 398
رسول مکرم ﷺ کا پسینہ مبارک 398
حضور ﷺ کا قد مبارک 400
حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا 400
جسد اطہر پر مکھی کا نہ بیٹھنا 400
نبی مکرم ﷺ کے بال مبارک 400
رسول کریم ﷺ کا خون مبارک 401
حضور ﷺ کا قدم مبارک 401
رسول کریم ﷺ کی رفتار مبارک 401
تاجدار حرم ﷺ کی نیند مبارک 402
حضور ﷺ کی قوت مجامعت 402
احتلام سے حفاظت 402
حضور ﷺ کے بول مبارک اور براز مبارک کی طہارت 403
نبی کریم ﷺ کے پیشاب مبارک سے شفاء 404
حضور ﷺ کا بے مثال حسن 404
الاخلاق المبتولتة المضافة من الحضرة المحمدية 412
امام شعرانی کے فرمودات 412
چوتھی قسم 424
وہ معجزات جو حضور ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے 424
پہلا باب
وہ خلاف عادت واقعات جو نبی محترم ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے 424
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام عقیدت 438
حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گلہائے عقیدت 439
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نذرانہ عقیدت 440
حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے عقیدت کے پھول 442
مصنف کا بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ خلوص 443
حضور ﷺ کے وصال کی غیبی خبر 445
حضور ﷺ کے غسل کے وقت ایک غیبی آواز 446
حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کی وصال کے بعد گفتگو 447
حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی قبر انور 449
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خواب 452
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی 454
حاکم شام کے قاصد کا قبول اسلام 455
اسکندریہ کے سردار کا اعتراف 456
لکین کا جن 457
کعب نامی جن کا واقعہ 458
سانپ اور بیت اللہ 458
کعبہ معظمہ اور مقام ابراہیم کی ابدی نشانیاں 461
کعبہ معظمہ کے وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے 462
کعبہ پر حملہ کرنے والوں کا عبرتناک انجام 465
شاہ تبع کا کعبہ شریف پر حملہ کرنے کا ارادہ 465

نواں باب

وہ معجزات جن کا تعلق کھانے اور پینے کی اشیاء کے ساتھ ہے 275

پہلی فصل

کم کھانے کا حضور ﷺ کی برکت سے زیادہ ہو جانا 275

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت 276

انڈوں میں برکت 278

حیس میں برکت 278

کھجوروں میں برکت 278

کھانے میں برکت 279

غزوۂ تبوک میں کھانے کا زیادہ ہونا 280

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت 282

ولیمہ کی نرالی دعوت 284

ثرید میں برکت 284

آٹے میں برکت 285

آسمان کا کھانا 286

حضرت ابوایوب انصاری کے کھانے میں برکت 286

بکری کے گوشت میں برکت 286

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ہنڈیا میں برکت 287

کھانے میں برکت 287

کھجوروں میں برکت 290

جو میں برکت 292

سو کھجوروں میں برکت 294

دوسری فصل

وہ معجزات جن میں حضور ﷺ کی برکت سے دودھ میں اضافہ ہوا 297

سب سے بابرکت ذات 300

دسواں باب

اس باب میں ان معجزات کا ذکر ہے جن میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا، آپ ﷺ کی برکت سے پانی زیادہ ہوا اور آپ کی دعا سے رحمت کی بارش نازل ہوئی 304

پہلی فصل

حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا رواں ہونا 304

غزوۂ ذات الرقاع میں پانی کثیر ہونا 305

حدیبیہ کے دن پانی میں برکت 305

دوسری فصل

حضور ﷺ کی برکت سے اور چھونے سے قلیل پانی کا کثیر ہونا 310

غزوۂ تبوک میں پانی کا انتظام 311

قبا کے کنویں میں برکت 313

پانی کی کثرت 315

تیسری فصل

حضور ﷺ کی دعا سے باران رحمت کا نزول 317

گیارہواں باب

ان معجزات کا تذکرہ جن کا ذکر سابقہ ابواب میں نہیں ہوا 327

حضور ﷺ کی لوگوں سے حفاظت 327

ہجرت سے قبل نبی محترم ﷺ کے معجزات 334

ہجرت مصطفیٰ ﷺ میں رونما ہونے والے معجزات 340

بعض غزوات میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات 343

غزوۂ احد میں رونما ہونے والے معجزات 347

غزوۂ احزاب میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات 348

غزوۂ بنی قریظہ میں حضور ﷺ کے معجزات 349

غزوۂ خیبر میں رونما ہونے والے معجزات 349

فتح مکہ کے دن رونما ہونے والے معجزات 351

غزوۂ حنین میں رونما ہونے والے معجزات 354

غزوۂ تبوک میں رونما ہونے والے معجزات 356

بعض دیگر فوجی مہموں میں رونما ہونے والے معجزات 356

نبوت مصطفیٰ ﷺ کی مزید علامات 357

بارہواں باب

حضور ﷺ کے معنوی معجزات کے بارے میں 369

علامہ الماوردی کی وضاحت 369

عنوان	صفحہ
ہر مشکل وقت میں حضور ﷺ سے استمداد کرو	549
شیر سے حفاظت	549
ضیافت مصطفیٰ ﷺ	549
کنویں کی گہرائی سے نجات	550
حضور ﷺ کے وسیلہ سے نجات	550
میری نیا پار لگادینا	551
راستے کا خطرہ ٹل گیا	552
نظر کرم سے بینائی مل گئی	552
علالت سے شفاء	552
قید سے نجات	553
داڑھی اُگ آئی	553
دست شفا بخش کی برکت	554
شفا ملتی ہے پل بھر میں	554
بیماری سے شفا	555
وسیلہ کی دعا	556
محبوب خدا ﷺ کا ہے کیا خوب شفاخانہ	557
ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں	557
مجوسی کا مشرف باسلام ہونا	558
روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں	559
تم نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے	559
جب پڑے مشکل شاہ مشکل کشا کا ساتھ ہو	560
مظلوم کی دادرسی	560
تاجدار حرم ﷺ کی نظر کرم	561
پانچ آیات کی برکت	562
آپ ﷺ کی برکت سے قرض کی ادائیگی میں آسانی	563
طاہر بنا یحییٰ کا نذرانہ	564
تیسری فصل	
بھوک اور پیاس کے عالم میں نبی محترم ﷺ سے استغاثہ	565
بارگاہ رسالت میں دودھ ملنا	565
کھانے کی خواہش پوری ہوگئی	565
آپ ﷺ کے توسل سے ہر روز کھانا ملتا رہا	566
عمدہ کھجوریں مل گئیں	567
آپ ﷺ کی برکت سے کھانا مل گیا	567
بابرکت درہم	568
دریا بہادیئے ہیں	568
رسول مکرم ﷺ کی ضیافت	569
باران رحمت کے لئے استغاثہ	570
علامہ حلبی بیان فرماتے ہیں	572
تتمہ	573
نبوت مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کی ایک اور دلیل	584
تیسرا باب	
قیامت کی چھوٹی اور بڑی وہ نشانیاں جن کی خبر حضور نبی محترم ﷺ نے دی تھی	588
پہلی قسم	
وہ علامات جو ظاہر ہوئیں اور ختم ہوگئیں	588
حضور ﷺ کا وصال	588
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصال	588
شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	589
فتنہ تتار	589
حجاز کی آگ	589
دجال کذابوں کا ظہور	593
بیت المقدس کی فتح	595
مدائن کی فتح	596
عرب کی سلطنت کا زوال	596
مال و دولت کی فراوانی	596
پہاڑوں کا اپنی جگہوں سے حرکت کرنا	596
تین مرتبہ زمین دھنسنا	596
زلزلوں کی کثرت	597
مسخ اور قذف	598
سرخ آندھی اور بڑے بڑے واقعات	599

حجاج بن یوسف کا کعبہ معظمہ کی بے حرمتی کرنا 465
ابوطاہر قرمطی کا واقعہ 466
حرم کعبہ کی تعظیم کا ایک اور واقعہ 466
حرم کعبہ سے چوری کی سزا 466
حرم کعبہ میں گناہ کی سزا 467
اساف اور نائلہ کا خوفناک انجام 467
ایک شخص کے ہاتھ کا شل ہو جانا 467
ہرن کو پکڑنے کی سزا 467
زمزم 468
منیٰ 473
مزدلفہ 474
عرفات 474
حج میں ایک اور واضح نشانی 475
مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے کھانے میں برکت 479
بیت اللہ کا طواف کرنے والے پرندے کی داستان 480
مدد کرنے والے پرندے کی داستان 481
غزوۂ بدر کا ابدی معجزہ 481
وہ خاتون جسے کھانے پینے کی احتیاج نہ تھی 483
نورالدین محمود بن زنگی کے عہد حکومت کا ایک واقعہ 489
ایک اور حیرت انگیز واقعہ 490
رافضیوں کی سازش 491
صالحین اور پاکباز افراد کے خواب 492
حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کے مزید دلائل 513
حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل 514
اختلاف امت باعث رحمت 523
حضور ﷺ کی نبوت کے مزید دلائل 528
نبوت مصطفیٰ ﷺ پر ایک اور بین دلیل 529
حضور ﷺ کی رسالت کی صداقت کی ایک اور دلیل 532
دوسرا باب 534
حضور ﷺ کا وصال فرما جانے کے بعد مدد طلب کرنے والے لوگوں کی مدد کرنا 534
پہلی فصل
بارگاہ رسالت میں گناہوں کی مغفرت کے لئے فریاد 534
شہادت کی آرزو پوری ہوئی 536
بیٹے کی آرزو پوری ہوئی 536
دوسری فصل
قیدیوں، راہ گم کردہ مسافروں، مصیبت زدہ اور مریضوں کا بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرنا 538
امام قسطلانی کا مدد کے لئے پکارنا 538
قید سے نجات مل گئی 538
اسیری سے نجات 538
یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کی دہائی 540
مصیبت میں حضور ﷺ سے استمداد 541
نعرۂ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم 541
بارگاہ نبوت میں مدد کی درخواست 542
ادائیگی قرضہ کے لئے استغاثہ 542
متورم پاؤں ٹھیک ہو گئے 543
آنکھ کی شفا کے لئے استغاثہ 544
بیس دراہم کے لئے التجاء 544
وسعت رزق چاہتے ہو تو شام جاؤ 544
ناظرہ تلاوت کے لئے استغاثہ 544
حضور نبی محترم سے استمداد اور سند قرأت کا حصول 545
سب کے مشکل کشا سلام علیک 546
نبی مکرم ﷺ کی حاجت روائی 547
ہاشمیہ خاتون بارگاہ رسالت میں 547
اور مجھے میرا نور نظر مل گیا 547
منکر ونکیر سے نجات مل گئی 548
اونٹ کی دستیاں 548
مدینہ طیبہ کا راستہ مل گیا 548

حضرت عباد بن بشیر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کی کرامت 663
حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی کرامت 663
حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی کرامت 664
حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی کرامت 664
حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی کرامت 664
حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت 665
حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کرامت 666
حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی کرامت 666
حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت 666
حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما کی کرامت 667
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی کرامت 667
حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت 667
حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی کرامت 668
حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی کرامت 668
حضرت ذؤیب بن کلاب رضی اللہ عنہ کی کرامات 668
حضرت ابوعیسیٰ بن جبر رضی اللہ عنہ کی کرامت 669
حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت 669
حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی کرامت 669
حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی کرامت 670
حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت 670
حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا کی کرامت 670
شہداء احد رضی اللہ عنہم کی کرامت 671
ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی کرامت 671
ایک انصاری خاتون کی کرامت 672
حضرت ابومسلم الخولانی رضی اللہ عنہ کی کرامت 672
خاتمۃ الکتاب 674
سچ کی تعریف اور جھوٹ کی مذمت 674
پہلی بحث 674
سچ کی مدح اور جھوٹ کی مذمت 674
دوسری بحث 677
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی مذمت 677
تیسری بحث 678
جھوٹی حدیث روایت کرنے پر بحث 678

حج کے راستے کا مسدود ہونا اور حجر اسود کا اٹھایا جانا	600	بیماروں کا شفایاب ہونا	641
آسمان سے ستاروں کا ٹوٹنا	601	حیوانات کا اطاعت کرنا	641
اموات کی کثرت	601	زمانے کا پھیل جانا اور سمٹ جانا	641
بغاوت کی وہ علامات جن کا اظہار تو ہو چکا ہے لیکن وہ ابھی تک		دعا کی قبولیت	641
اختتام پذیر نہیں ہوئیں	602	مقام تصرف پر فائز ہونا	641
خاتمہ	608	زیادہ کھانا کھانے پر قدرت، حرام کھانے سے اجتناب	641
علامات قیامت کی تیسری قسم	610	دور سے دیکھ لینا	642
امام مہدی کا ظہور	610	ہیبت ورعب	642
مسیح دجال کا ظہور	611	حفاظت خداوندی	642
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا	615	شکلیں تبدیل کر لینا	642
یاجوج اور ماجوج کا ظہور	618	زمینی خزائن کا علم ہونا	643
مدینہ طیبہ کی ویرانی	620	تھوڑے عرصہ میں کثیر تصانیف کا مصنف ہونا	643
کعبہ معظمہ کا گرنا	621	زہر اور دیگر مہلک اشیاء کا اثر نہ کرنا	643
مغرب سے طلوع آفتاب اور دابۃ الارض کا ظہور	621	تیسری بحث صحابہ کرام کی کرامات	645
تنبیہ	622	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامات	645
چوپائے کا ظہور	623	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامات	646
دھواں	625	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کرامات	648
معطر ہوا اور بت پرستی کا اعادہ	625	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کرامات	650
مصاحف اور سینوں سے قرآن پاک کا اٹھ جانا	626	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات	651
عدن سے آگ کا ظہور	627	حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی کرامات	652
خاتمہ	629	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کرامات	652
کرامات اولیاء کا جواز	629	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کرامت	653
پہلی بحث اولیاء کرام کی کرامات کے جواز پر دلائل	629	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کرامات	654
دوسری بحث کرامات کی اقسام	639	حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کرامات	656
مردہ کو زندہ کرنا	639	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کرامت	657
مردوں کا کلام کرنا	640	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت	657
سمندر کا پھٹنا اور پانی پر رواں ہونا	640	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کرامت	658
مختلف اشیاء کا تبدیل ہو جانا	640	حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہما کی	
زمین کا سمٹ جانا	640	کرامات	660
حیوانات اور جمادات کا محو کلام ہونا	640	حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی کرامت	663

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پانچواں باب

اس باب میں سرورکائنات ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن میں جمادات نے آپ سے گفتگو کی، آپ کی رسالت کی گواہی دی، آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ ﷺ کی پیروی کی

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے بعض علماء سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین کو عزت و کرامت سے نوازنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ ﷺ کو سلام عرض کرتا۔ حضور خاتم النبیین ﷺ ان کے سلام کو سنتے۔ جب آپ ﷺ اپنے پیچھے، دائیں اور بائیں نظر فرماتے تو آپ ﷺ کو درختوں اور پتھروں کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہ آتی۔ درخت اور پتھر آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ''

ابونعیم نے معمر ابن سلیمان سے اور وہ اپنے والد گرامی قدر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر ایک قالین نما چٹائی پر بٹھایا۔ اس قالین پر موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ...... مَالَمْ یَعْلَمْ (العلق: ۱ تا ۵)'' پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیک وسلم خوفزدہ نہ ہوں بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے آپ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ جھک کر آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' یہ سن کر آپ ﷺ کا قلب اطہر مطمئن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس عزت و کرامت کو جان لیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مختص فرمایا تھا۔

امام مسلم، الطیالسی، ترمذی اور امام بیہقی نے حرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے بعثت سے قبل سلام کہتا تھا۔ میں اب بھی اس پتھر کو جانتا ہوں۔

بعض علماء فرماتے ہیں اس پتھر سے مراد ''حجر اسود'' ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ پتھر حجر اسود نہیں بلکہ ایک اور پتھر تھا جو مکہ میں زقاق الحجر (گلی کا نام) یا زقاق المرفق (گلی کا نام) میں موجود تھا لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے تھے اور وہ کہتے تھے

جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کیا میں آپ ﷺ کو کوئی نشانی دکھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ اس درخت کو پکاریں۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو آواز دی وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو مخاطب کر کے فرمایا، واپس اپنی جگہ پر چلا جا، آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر درخت اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے یہی کافی ہے۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے۔ امام بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ مکہ کی ایک وادی کی جانب تشریف لے گئے آپ ﷺ اہل مکہ کے جھٹلانے کی وجہ سے از حد غمگین تھے۔ آپ ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی مولا! مجھے ایسی نشانی دکھا جس کو دیکھ کر میرا دل مطمئن ہو جائے اور میرا یہ فکر و اندیشہ اور غم ختم ہو جائے۔ اللہ رب العزت نے آپ کی جانب وحی فرمائی کہ آپ ﷺ اس درخت کی جس شاخ کو چاہیں بلا لیں۔ آپ ﷺ نے ایک شاخ کو آواز دی۔ وہ شاخ اپنے جگہ سے ٹوٹی اور زمین پر چلتی ہوئی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئی اس کے بعد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اے شاخ! اپنی جگہ پر چلی جا۔ وہ دوبارہ زمین پر چلتی ہوئی اسی درخت کے ساتھ متصل ہوگئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر سرور کائنات ﷺ بارگاہ صمدیت میں مدح خواں ہوئے۔ آپ ﷺ کا قلب مطمئن ہو گیا اور آپ ﷺ واپس گھر تشریف لے آئے۔

ابن سعد، ابویعلی، البزار، امام بیہقی اور ابونعیم نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مقام، الحجون پر تشریف فرما تھے۔ مشرکین کی ایذا رسانیوں کی وجہ سے آپ ﷺ بہت غمگین تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ رب العزت سے التجا کی مولا! آج مجھے ایک ایسی علامت دکھا جس کے بعد مجھے جھٹلانے والے کی کوئی پرواہ نہ رہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا آپ صلی اللہ علیک وسلم اس درخت کی ٹہنی کو حکم فرمائیں وہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے اس وادی کے اس پار ایک شاخ کو صدا دی وہ شاخ زمین کو چیرتی ہوئی بارگاہ مصطفویہ ﷺ میں حاضر ہوگئی۔ وہ شاخ آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہوگئی اور آپ ﷺ پر سلام عرض کرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے اس شاخ کو واپس جانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کا فرمان سن کر وہ شاخ اپنی پہلی جگہ پر چلی گئی۔ آپ ﷺ نے یہ حیرت انگیز نشانی دیکھ کر فرمایا اب میری قوم میں جو آدمی بھی مجھے جھٹلاتا رہے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہت زیادہ اذیتیں دیں۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ کو لے کر ایک وادی کے بالائی کنارے کی طرف چلے گئے۔ اس وادی میں بہت زیادہ درخت تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: آپ صلی اللہ علیک وسلم جس درخت کو چاہتے ہیں بلا لیں آپ ﷺ نے ان درختوں میں سے ایک درخت کو بلایا وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا حضرت جبرائیل نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو

کہ یہ وہ پتھر ہے جو حضور ﷺ پر سلام بھیجتا تھا۔ امام ابو حفص المیانشی جو مالکیہ آئمہ میں سے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں نے مکہ مکرمہ میں جس شخص سے بھی ملاقات کی اس نے مجھے یہی بتایا کہ وہ پتھر جو حضور ﷺ پر سلام عرض کرتا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے بالمقابل دیوار میں تھا۔ وہ حضور ﷺ سے ہمکلام ہوتا تھا۔

دارمی، ترمذی، حاکم، الطبرانی، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے راستہ میں آپ ﷺ جس پتھر درخت یا پہاڑ کے پاس سے گذرتے وہ آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' میں ان اشیاء کے سلام کو سنتا تھا۔

البزار اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''جب مجھ پر وحی کی گئی تو اس وقت میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گذرتا وہ مجھے یوں سلام کرتا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''

ابوسعد اور ابونعیم نے حضرت برہ بنت ابی تجراہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عزت وکرامت سے نوازنے کا ارادہ کیا اور آپ کو مبعوث کرنا چاہا تو اس وقت آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے اتنی دور تشریف لے جاتے کہ آپ ﷺ کو کوئی گھر نظر نہ آتا آپ ﷺ گھاٹیوں کی طرف تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ جس پتھر یا درخت کے پاس سے بھی گذرتے وہ آپ ﷺ کو یوں سلام کرتا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' دائیں، بائیں اور پیچھے کی طرف توجہ فرماتے۔ لیکن آپ کو کوئی شخص نظر نہ آتا۔ ابونعیم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کے سلام کا جواب ارشاد فرماتے تھے۔ آپ فرماتے: ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ'' حضرت جبرائیل امین نے آپ ﷺ کو سلام سکھایا تھا۔

علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''السیرۃ النبویۃ'' میں فرمایا ہے۔ وہ روایات جن میں آپ ﷺ کے لیے درختوں کا محو کلام ہونا مذکور ہے وہ کثیر بھی ہیں اور مشہور بھی۔ علماء نے انہیں جلیل القدر صحابہ کرام مثلاً حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت انس بن مالک اور حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے روایت کیا ہے۔ ان صحابہ کرام سے یہ روایات کثیر التعداد تابعین نے روایت کی ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں فرمایا ہے۔ یہ روایات اپنی وسعت اور انتشار کی وجہ سے قوی ہوگئیں ہیں۔

شہاب خفاجی نے فرمایا ہے یہ روایات بہت سے صحابہ کرام اور کثیر تابعین سے روایت کی گئی ہیں۔ حتی کہ یہ اب تواتر معنوی کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں اب یہ اپنے مرتبہ میں اتنی قوت اختیار کر چکی ہیں کہ کوئی بھی عقل مند ان میں شک نہیں کر سکتا۔

ابن ابی شیبہ، ابویعلی، دارمی اور ابونعیم نے اعمش کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ سے باہر تشریف فرما تھے۔ مشرکین نے آپ ﷺ کو اتنی اذیتیں دیں۔ کہ آپ ﷺ خون میں لت پت تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم نے مجھے اذیتیں دے کر لہولہان کر دیا ہے اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ حضرت

تھی۔ جنات نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ وہ کون سی چیز ہے جو آپ کی رسالت کی گواہی دے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت میری رسالت کی گواہی دے گا۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو گواہی کے لیے بلایا۔ وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا آیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

امام بخاری نے تاریخ میں امام بیہقی، دارمی اور امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں آیا اس نے عرض کی میں کس طرح پہچانوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بلالوں تو کیا تو مجھ پر ایمان لے آئے گا۔ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس کھجور کے خوشہ کو آواز دی وہ خوشہ اچھلتا ہوا آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ پر چلا جا وہ خوشہ اپنی جگہ پر چلا گیا یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس خوشے نے کھجور سے آہستہ آہستہ نیچے آنا شروع کیا حتی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر سجدہ ریزیاں کرتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ پھر جب آپ ﷺ نے اس کو واپس جانے کے لیے کہا تو وہ واپس چلا گیا۔

امام احمد، الطبرانی، اور امام البیہقی نے حضرت یعلی بن مرہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم اپنے سفر پر رواں دواں رہے حتی کہ ہم نے ایک جگہ قیام کیا۔ اس جگہ حضور نبی اکرم ﷺ محو استراحت ہو گئے۔ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے آپ ﷺ کا طواف کیا پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا جب حضور نبی مکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ درخت تھا۔ جس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے کی اجازت حاصل کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دے دی۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں شرکت کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حتی کہ ہم نے ایک وسیع وادی میں قیام کیا حضور پرنور ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے میں بھی پانی کا برتن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا۔ حضور پرنور ﷺ نے دیکھا تو آپ کو کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے آپ ستر پوشی فرمائیں اس وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ ان دونوں میں سے ایک کی طرف حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑا اور فرمایا اللہ کے حکم سے میرے ساتھ جھک جا۔ وہ شاخ فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ ﷺ کے ساتھ جھک گئی۔ آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اسے بھی یہی حکم سنایا پھر آپ نے دونوں شاخوں کو جمع کیا اور فرمایا اللہ کے حکم سے مل جاؤ۔ وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب نبی المرسلین ﷺ نے ان دونوں درختوں میں سے ایک کی شاخ کو پکڑا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس درخت سے کہو کہ تمہیں رسول کریم ﷺ فرمارہے ہیں کہ دوسرے درخت کے ساتھ مل جا حتی کہ میں تم دونوں کے پردہ میں قضائے حاجت کرسکوں حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے اس درخت کی ٹہنی کو کھینچا حتی کہ وہ درخت دوسرے درخت کے ساتھ مل گیا۔ حضور ﷺ نے ان کے پردہ میں قضائے حاجت

مخاطب کر کے کہا'' آپ صلی اللہ علیک وسلم حق پر ہیں۔''

البزار نے حضرت بریدہ نے الخصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی رسالت کی نشانی کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اعرابی! جا اس درخت کو جا کر حکم دے کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلا رہے ہیں۔ اعرابی نے اس درخت کو آپ ﷺ کا حکم سنایا۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ درخت پہلے دائیں پھر بائیں پھر آگے اور پیچھے جھکا اس کی جڑیں زمین سے اکھڑ گئیں۔ پھر اپنی جڑوں سمیت زمین کو چیرتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور یوں سلام عرض کرنے لگا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' اعرابی نے کہا اب آپ صلی اللہ علیک وسلم اس درخت کو حکم دیں کہ وہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ درخت دوبارہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس کی جڑیں زمین میں دھنس گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیک وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت سے کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ یہ ممانعت سن کر اعرابی نے کہا آپ ﷺ مجھے حکم فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دوں۔ آپ ﷺ نے اجازت دی اس اعرابی نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اسلام تو قبول کر لیا ہے۔ آپ ﷺ مجھے کوئی ایسا معجزہ دکھائیں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ آپ ﷺ نے اس اعرابی سے فرمایا تو کس قسم کا معجزہ طلب کرتا ہے۔ اس نے عرض کی آپ ﷺ اس درخت کو حکم دیں۔ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اس درخت کو بلاؤ۔ اعرابی اس درخت کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا۔ مصطفیٰ ﷺ کی آواز پر لبیک کہو۔ یہ سن کر وہ درخت ایک جانب جھکا حتی کہ اس کی اس جانب کی تمام جڑیں زمین سے اکھڑ گئیں پھر وہ دوسری جانب جھکا حتی کہ اس طرف کی بھی تمام جڑیں اکھڑ گئیں پھر وہ درخت بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور یوں سلام عرض کرنے لگا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے کہا میرے لیے یہی کافی ہے۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس درخت سے کہا اپنی جگہ پر واپس چلا جا، آپ کا یہ فرمان سن کر وہ واپس چلا گیا۔ یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھ کر اس اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سر مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں۔ اس نے آپ ﷺ کے سر مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا پھر اس نے آپ کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی اپنے خالق کے علاوہ کسی مخلوق کو سجدہ نہ کرے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس رات جنات نے آپ ﷺ کی زبان اقدس سے قرآن سنا تھا اس رات ایک درخت نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی

آپ مجھے پچھاڑ دیں گے؟ آپ اپنے عزیز اور حکیم رب کو بلالیں کہ وہ میرے خلاف آپ کی اعانت کرے میں بھی لات و عزیٰ کو بلالیتا ہوں۔اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو پھر میرے ریوڑ سے آپ کو اپنی پسند کی دس بکریاں لینے کی اجازت ہوگی اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تو کشتی لڑنا چاہتا ہے تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔حضور ﷺ نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کیے پھر اس کو پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے رکانہ نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے سینے سے اٹھ جائیں۔ آپ وہ ذات نہیں جس نے مجھے پچھاڑا ہے بلکہ آپ ﷺ کے عزیز اور حکیم رب نے مجھے شکست دی ہے۔اور لات وعزیٰ نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔آپ سے کشتی لڑنے سے پہلے کسی شخص نے بھی میرا پہلوز مین پر نہیں لگایا تھا۔رکانہ نے کہا آئیں ہم دوبارہ کشتی لڑتے ہیں۔اگر آپ نے مجھے اس کشتی میں مغلوب کرلیا پھر آپ ﷺ کو میرے اس ریوڑ سے اپنی پسند کی دس اور بکریاں لینے کی اجازت ہوگی۔آپ ﷺ نے پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھوں کو بلند کر دیا۔حضور ﷺ نے کشتی میں رکانہ کو پھر مغلوب کر دیا اور آپ اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔رکانہ نے کہا آپ اٹھ جائیں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے مجھے مغلوب نہیں کیا بلکہ آپ کے حکیم اور عزیز معبود نے مجھے شکست سے دوچار کیا ہے اور لات وعزیٰ نے مجھ رسوا کر دیا ہے۔ آپ سے قبل کوئی شخص بھی میرا یہ پہلوز مین پر نہیں لگا سکا تھا۔رکانہ نے پھر کہا اگر اب تیسری مرتبہ آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو پھر میں آپ کو اپنے ریوڑ کی دس ایسی بکریاں آپ کو دوں گا جو آپ پسند فرمائیں گے۔

آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی رکانہ کو پچھاڑ دیا۔رکانہ نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے مجھے نہیں پچھاڑا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کے عزیز اور حکیم رب نے مجھے مغلوب کیا ہے۔ مجھے لات وعزیٰ نے رسوا کر دیا ہے۔وہ میری بکریاں چر رہی ہیں ان میں سے آپ جو چاہیں پسند کرلیں۔حضور ﷺ نے فرمایا میں بکریوں کی خواہش نہیں کرتا۔میں تو تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو آتش جہنم کا ایندھن بنے اگر تو اسلام قبول کرلے گا تو بچ جائے گا۔رکانہ نے کہا میں اس وقت تک ہرگز اسلام قبول نہیں کروں گا جب تک آپ ﷺ مجھے کوئی نشانی نہ دکھادیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرا کوئی گواہ ہے کہ اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور وہ تجھے کوئی نشانی دکھادے تو تو میری دعوت پر لبیک کہے گا؟ رکانہ نے جواب دیا۔ہاں، آپ ﷺ کے قریب ہی ایک ببول کا درخت تھا۔جس کی کئی چھوٹی اور بڑی شاخیں تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا'' اللہ کے حکم سے میری طرف آجا، وہ درخت دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اس کا ایک حصہ اپنے تنے اور شاخوں سمیت بارگاہ مصطفویہ ﷺ میں حاضر ہوگیا وہ درخت حضور نبی کریم ﷺ اور رکانہ کے درمیان آکر کھڑا ہوگیا۔یہ معجزہ دیکھ کر رکانہ نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے مجھے ایک عظیم علامت دکھائی ہے اب آپ اس کو حکم دیں کہ یہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔حضور ﷺ نے اس سے کہا کیا تو اللہ کو گواہ بناتا ہے کہ اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور یہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا جائے تو تو اسلام قبول کرلے گا۔رکانہ نے جواب دیا ہاں میں آپ کی دعوت کو قبول کر لوں گا۔وہ درخت اپنی شاخوں اور تنے سمیت واپس چلا گیا اور دوسرے حصہ کے ساتھ مل گیا۔حضور ﷺ نے فرمایا: اے رکانہ! اسلام قبول کرلے تو بچ جائے گا۔رکانہ نے جواب دیا۔اگر چہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے ایک عظیم معجزہ دکھایا ہے۔

فرمائی ۔ میں دوڑتا ہوا واپس آ گیا اور ایک مقام پر بیٹھ کر اس عجیب و غریب واقعہ پر غور و فکر کرنے لگا۔ جب میں نے کچھ توجہ کی تو مجھے حضور ﷺ کا پیکر دلربا نظر آیا۔ اب دونوں درخت بھی ایک دوسرے سے جدا ہو چکے تھے۔ ان میں سے ہر درخت اپنے تنے پر کھڑا تھا آقائے نامدار ﷺ نے ذرا توقف کیا پھر اپنے سر سے دائیں بائیں اشارہ فرمایا۔

امام البیہقی اور ابو یعلی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک غزوہ کے سفر کے دوران حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس وادی میں قضائے حاجت کے لیے کوئی جگہ ہے میں نے عرض کی یہ وادی تو لوگوں سے بھرپور ہے یہاں تو اس مقصد کے لیے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تجھے کوئی پتھر یا کھجور نظر آتی ہے۔ میں نے عرض کی مجھے بعض کھجوروں کے بعض ایسے درخت نظر آتے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور درختوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ۔ اور میرا یہی حکم پتھروں کو بھی جا کر سنا دو۔ میں نے کھجوروں اور پتھروں کو آپ ﷺ کا حکم سنایا تو تمام کھجوریں ایک جگہ جمع ہو گئیں اور تمام پتھر تہ بہ تہ ہو گئے۔ حضور ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی پھر مجھے ارشاد فرمایا کہ اب ان کھجوروں اور پتھروں سے کہہ دو کہ وہ جدا جدا ہو جائیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ علیحدہ علیحدہ ہو رہے ہیں۔ حتی کہ وہ اپنی جگہ پر جاگزین ہو گئے۔

امام احمد اور امام بیہقی، الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں حضور نبی اکرم ﷺ کی معیت میں تھا۔ آپ ﷺ نے دو کھجوروں کو آپس میں مل جانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ دونوں کھجوریں آپس میں مل گئیں۔

سیرت نگاروں نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں داخل ہوئے اور کفار مکہ نے ان کا تعاقب کیا تو اللہ تعالیٰ نے غار کے دہانے پر ''ام غیلان'' کا درخت اگا دیا اس کا قد انسان کے قد کے برابر تھا۔ اس پر کانٹے بھی تھے اور سفید پھول بھی۔ وہ پھول پروں کی طرح نرم و نازک ہوتے ہیں۔ اس کے پھول تکیے میں بھرے جاتے ہیں۔ درخت کفار کے سامنے ایک آڑ بن گیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی ہاشم کا ایک پہلوان تھا، اس کا نام رکانہ تھا، وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر اور قوی تھا، وہ مشرک تھا اور وادی اضم میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے اور اس وادی میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے رکانہ سے ملاقات کی۔ اس وقت حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ کوئی اور آدمی نہ تھا۔ رکانہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ وہ شخص ہیں جو ہمارے بتوں لات و عزیٰ کو دشنام طرازی کرتے ہیں۔ اور اپنے حکیم اور عزیز رب کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان قرابت داری کا تعلق نہ ہوتا تو میں آپ سے کوئی گفتگو نہ کرتا بلکہ آپ کو قتل کر دیتا۔ آج آپ اپنے عزیز اور حکیم رب کو پکار لیں۔ کہ وہ آپ کو مجھ سے بچالے میں عنقریب آپ پر ایک معاملہ پیش کرنے لگا ہوں وہ یہ کہ کیا

کہ آپ ﷺ کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا تھا ہم ایک چٹیل میدان میں فروکش ہوئے اس میں کوئی جھاڑی یا درخت نہ تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے جابر! برتن پکڑو اور میرے ساتھ چلو۔ میں نے برتن کو پانی سے بھرا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہوگیا۔ ہم اتنی دور نکل گئے کہ ہمیں کوئی شخص بھی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دو درخت دیکھے جن کے مابین ایک گز کا فاصلہ تھا۔ حضور ﷺ مجھے فرما رہے ہیں۔ کہ اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ مل جا تا کہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کرسکوں میں نے اس درخت کو آپ ﷺ کا حکم سنایا وہ درخت دوسرے درخت کے ساتھ مل گیا۔ حضور ﷺ نے ان کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کی پھر ہم واپس قافلہ میں آگئے اور ہمارا کارواں سفر پر رواں دواں ہوگیا۔ اچانک ایک خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ وہ اپنے ننھے بچے کو اٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم شیطان روزانہ تین بار میرے اس بچے پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کو نہیں چھوڑتا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس خاتون سے بچہ لیکر اپنے آگے کجاوہ میں بٹھالیا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اے اللہ کے دشمن! دفع ہو جا میں اللہ کا رسول ہوں پھر اس خاتون کو اس کا بچہ واپس کردیا۔ جب ہم سفر سے واپس ہوئے تو پھر ہمیں وہی عورت ملی اس کے پاس دو مینڈھے تھے اور انہیں ہانک کر لا رہی تھی اس نے اپنا بچہ بھی اٹھایا ہوا تھا۔

اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ شیطان اس دن کے بعد میرے بچے کے پاس نہیں آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا واپس کردو پھر ہم سفر پر روانہ ہوگئے۔ رسول کریم ﷺ بھی ہمارے ساتھ ہی تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک بھاگا ہوا اونٹ حاضر ہوا جب ہم اس وادی کو عبور کرنے ہی والے تھے تو اونٹ آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے۔ انصار کے ایک نوجوان نے کہا یہ ہمارا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس کی عمر بیس سال ہوگئی ہے۔ جب یہ ضعیف ہوگیا تو ہم نے ارادہ کیا کہ ہم اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت جوانوں میں تقسیم کریں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم اسے فروخت کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ سب مال آپ ہی کا تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو حتی کہ اس کی موت کا وقت آجائے۔

البزار، الطبرانی اور امام البیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ کی طرف سفر کر رہے تھے۔ میں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا۔ (الطبرانی نے مکہ کی جگہ غزوۂ حنین کا ذکر کیا ہے) حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ایسی کوئی چیز ملاحظہ نہ فرمائی جس کی آڑ میں آپ قضائے حاجت فرماسکیں۔ آپ ﷺ نے دو درخت دیکھے۔ (باقی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح ہی ہے)

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور پرنور

لیکن میں صرف اس وجہ سے اسلام قبول نہیں کروں گا کہ شہر کی عورتیں اور بچے میرے متعلق کہیں گے کہ میں نے اسلام صرف اس خوف اور ڈر کی وجہ سے قبول کیا ہے جو آپ ﷺ کی وجہ سے میرے دل میں داخل ہو گیا۔ حالانکہ شہر کی تمام عورتیں اور بچے جانتے ہیں کہ آج تک نہ ہی کسی شخص نے مجھے پچھاڑا ہے اور نہ ہی میرا دل مرعوب ہوا ہے۔ اب آپ اپنی بکریاں لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اسلام قبول نہیں کرتا تو مجھے تیری بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضور ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے اس مقام پر آ گئے۔ انہیں اطلاع ملی تھی کہ حضور ﷺ وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ یہ بات مشہور تھی کہ رکانہ کی وادی میں کوئی شخص بھولے سے بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ دونوں حضرات آپ ﷺ کی جستجو میں نکلے۔ انہیں یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ حضور ﷺ کی ملاقات رکانہ سے ہو جائے اور وہ آپ ﷺ کو شہید نہ کر دے۔ انہوں نے ہر نشیب و فراز میں آپ ﷺ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ نبی محترم ﷺ سامنے سے تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اس وادی میں اکیلے کیسے تشریف لے آئے۔ حالانکہ یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ رکانہ کی وادی ہے اور وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اور آپ ﷺ کو جھٹلانے میں سب سے آگے ہے۔ حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی رسائی مجھ تک ناممکن تھی۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں تمام داستان سنانا شروع کی۔ آپ ﷺ کے معجزہ کے متعلق سن کر ان دونوں نے تعجب کا اظہار کیا انہوں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے رکانہ کو پچھاڑ دیا تھا۔ ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ہم نہیں جانتے کہ کسی انسان نے اس کا پہلو زمین پر لگایا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی۔ اسی نے اس کے خلاف میری اعانت کی تھی۔

ابونعیم نے علقمہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں ہم حضور ﷺ کی معیت میں تھے۔ آپ ﷺ نے قضائے حاجت کی خواہش فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! دیکھو کیا تمہیں کوئی ایسی چیز نظر آتی ہے جس کے پیچھے میں قضائے حاجت کر لوں میں نے غور سے دیکھا مجھے ایک اکیلا درخت نظر آیا۔ میں نے اس کے متعلق حضور ﷺ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر دیکھو کیا تمہیں کوئی چیز نظر آتی ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے دور ایک اور درخت نظر آیا میں نے اس کے متعلق آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم انہیں جا کر حکم دو کہ حضور ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم دونوں جمع ہو جاؤ میں نے انہیں سرور کائنات ﷺ کا فرمان سنایا تو وہ دونوں درخت جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ ان درختوں کے پاس تشریف لائے ان کو اپنے لیے پردہ بنایا پھر آپ ﷺ قضائے حاجت کر کے تشریف لائے تو وہ دونوں درخت اپنی جگہ پر جا چکے تھے۔

ابن راہویہ، دارمی، ابن شیبہ اور امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ اتنی دور تشریف لے جاتے

بلائیں اور وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوا آپ کے پاس حاضر ہو۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو مخاطب کر کے کہا'' آ۔ آپ ﷺ کی دلنواز صدا سن کر وہ درخت دائیں بائیں جھکا حتی کہ اس کی جڑیں زمین سے نکل آئیں پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے درخت! تو کس چیز کی گواہی دیتا ہے۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اعرابی نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم اب اس کو حکم فرمائیں یہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے درخت! اپنی جگہ پر چلا جا اور اپنی پہلی کیفیت میں ہو جا۔ وہ درخت اپنے گڑھے میں چلا گیا اس کی ہر جڑ اسی مقام پر چلی گئی جہاں وہ پہلے تھی۔ پھر ان جڑوں پر زمین ہموار ہو گئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے کہا میں ابھی اپنے گھر والوں اور اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں، انہیں اس بھلائی کی خبر دیتا ہوں اور مومنین کے ایک گروہ کو لے کر ابھی آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں۔

دارمی، ابونعیم، ابن حبان، امام بیہقی، ابویعلی، الطبرانی اور البزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ دوران سفر ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو بھلائی کا طلب گار ہے؟ اعرابی نے عرض کی بھلائی کیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس اعرابی نے عرض کی جو کچھ آپ صلی اللہ علیک وسلم فرما رہے ہیں اس پر کون سی چیز گواہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت اس بات کی گواہی دے گا۔ وہ درخت اس وادی کے ایک کنارے پر تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا۔ وہ اعرابی اپنی قوم کے پاس واپس آیا۔ اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کی اگر میری قوم نے میری پیروی کی تو میں اسے لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ میں اکیلا ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔

امام بخاری نے احمد بن محمد کی سند سے حضرت ابوعبداللہ الصادق سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ رکن غربی کے پاس آئے اور اس کے پاس سے گذرے تو رکن نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں آپ کے رب کے گھر کی بنیادوں میں سے نہیں ہوں؟ پھر مجھے بوسہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ آپ ﷺ اس رکن کے قریب ہوئے اور فرمایا اے رکن! خاموش ہو جا۔ تجھ پر سلامتی ہو اب تجھے ترک نہیں کیا جائے گا۔

کنکریوں اور کھانے کا تسبیح پڑھنا

البزار، الطبرانی، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اکیلے ہی تشریف فرما تھے۔ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق

ﷺ کی معیت میں سفر کیا۔ ہم نے آپ ﷺ کی طرف سے ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا۔ دوران سفر ہم ایک ایسی زمین پر سے گذرے جس میں متفرق مقامات پر کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے غیلان! ان دو کھجوروں کے پاس جاؤ ان میں سے ایک کو حکم دو کہ وہ دوسری کے ساتھ مل جائے۔ ان دونوں میں سے ایک کھجور زمین کی طرف مائل ہوئی۔ زمین سے اس کی جڑیں نکل آئیں پھر وہ زمین کو چیرتی ہوئی جا کر دوسری کھجور سے مل گئی۔ حضور ﷺ ان دونوں کھجوروں کے پیچھے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے پردہ میں قضائے حاجت فرمائی اور وضو فرمایا پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔ اس کے بعد وہ کھجور زمین کو چیرتی ہوئی اپنے مقام پر چلی گئی۔ پھر ہم ایک اور منزل پر فروکش ہوئے۔ ایک عورت اپنے نور نظر کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ فرزند دل بند مجھے اپنی تمام اولاد سے پیارا ہے۔ لیکن اس کو مرض جنون لاحق ہو گیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت دے دے آپ ﷺ اس کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں لیا اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ ''اللہ کے نام سے شروع، میں اللہ کا رسول ہوں۔ اے اللہ کے دشمن! نکل جا'' (آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا) پھر آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا اپنے لخت جگر کو لے جا ان شاء اللہ اب اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہو گئے۔ ہم ایک اور مقام پر ٹھہرے۔ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا ایک باغ ہے۔ جس میں میرا اور میرے عیال کا تمام سامان زیست موجود ہے۔ اس میں دو اونٹ ہیں جو شہوت پرست ہو چکے ہیں۔ انہوں نے مجھے اس باغ میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی ان کے قریب نہیں جا سکتا۔ حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ اس باغ کی جانب تشریف لے گئے۔ باغ کے مالک کو دروازہ کھولنے کے لیے کہا لیکن وہ خوف کی وجہ سے دروازہ نہ کھول سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دروازہ کھولتا ہوں۔ جب چابی کی وجہ سے دروازے کو حرکت ہوئی تو ان اونٹوں نے آپ ﷺ کے رخ انور کو دیکھا تو وہ اونٹ فوراً وہیں بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کو ان کے سروں سے پکڑا اور ان کے مالک کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو کام میں لاؤ اور ان سے اچھا سلوک کرو۔ یہ معجزہ دیکھ کر قوم نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو جانور سجدہ کرتے ہیں۔ جبکہ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سجدہ تو صرف اس ذات کے لیے ہے جو زندہ ہے جسے موت نہیں۔ جب ہم اپنے سفر سے واپس ہوئے تو اس بچے کی والدہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وہ بچہ قبیلے کے بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا لیکن وہ انہیں کوئی تکلیف نہیں دیتا تھا۔

ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی خدمت میں حالت اسلام میں آیا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس سرسبز شاداب درخت کو

ابوالشیخ نے اپنی کتاب ''العظمۃ'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ منبع کمالات، مجسمہ معجزات ﷺ کی خدمت اقدس میں کھانا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کھانے کی حمد کو سمجھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ فرمایاہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کا یہ پیالہ اس شخص کے قریب کرو۔ جب کھانا اس شخص کے قریب کیا گیا تو اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کھانا تو واقعی اللہ کی حمد بیان کر رہا ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے وہ کھانا تمام افراد کے سامنے پیش کیا گیا۔ تمام لوگوں نے تصدیق کی کہ وہ اللہ کی حمد کے نغمے الاپ رہا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی مکرم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک تھال لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس تھال میں انار اور انگور تھے۔ حضور ﷺ نے وہ پھل تناول فرمائے تو ان سے تسبیح کی آواز آرہی تھی۔

ستون حنانہ کا فراق رسول اللہ ﷺ میں گریہ بار ہونا

علامہ التاج السبکی نے فرمایا ہے کہ کھجور کے تنے کا رونا (یہ معجزہ) متواتر ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد نے اسے روایت کیا ہے۔ تقریباً بیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس معجزہ کو روایت کیا ہے۔ ان تمام روایات کی اسناد بھی صحیح ہیں۔ یہ قطعی علم کا فائدہ دیتی ہیں۔ بعض دیگر علماء نے بھی علامہ سبکی کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے اس معجزہ کو تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اوران علماء کے نزدیک ان لوگوں کو قطعی علم کا فائدہ دیتا ہے جنہیں علم حدیث سے آگاہی ہے۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ یہ معجزہ متواتر روایت ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا ہے کہ کھجور کے تنے کا واقعہ اتنا مشہور اور عیاں ہے کہ جسے ہر زمانہ کے جید علماء نے جید علماء سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں کھجور کا ایک تنا تھا۔ جس کے ساتھ کھڑے ہو کر شہر یار مدینہ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر رکھا گیا۔ تو ہم نے اس تنے سے رونے کی آواز سنی۔ وہ اونٹنیوں کے بلبلانے کی طرح کی آواز تھی۔ حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے۔ اپنا دست اقدس اس پر رکھا۔ ہاتھ مبارک رکھتے ہی وہ تنا خاموش ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کروایا جب جمعہ کا مبارک دن آیا تو حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت کھجور کا تنا بچے کی طرح چیخ اٹھا۔ نبی مکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور اس تنے کو اپنے سینہ اقدس کے ساتھ لگالیا۔ وہ اس طرح سسکیاں لینے لگا جس طرح ایک روتا ہوا بچہ سسکیاں لیتا ہے اور بالآخر وہ سو جاتا ہے۔

رضی اللہ عنہ وہاں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو سلام عرض کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہوئے اور ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ کے سامنے کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو پکڑا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ دست مصطفیٰ ﷺ میں جا کر کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں۔ میں نے ان کی آواز کو سنا ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی۔ جب آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو نیچے رکھا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو انہوں نے پھر تسبیح پڑھنا شروع کی میں نے ان کنکریوں کی آواز کو سنا ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کنکریوں کو نیچے رکھ دیا۔آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو پکڑا اور انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔کنکریوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں جا کر تسبیح خوانی کی ان سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز آ رہی تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کنکریوں کو زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہوگئیں۔آپ ﷺ نے پھر ان کو پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔کنکریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جا کر اللہ کی حمد بیان کی ان سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز آئی۔ جب انہوں نے ان کو نیچے رکھا تو پھر وہ بھی خاموش ہوگئیں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے دست اقدس میں سات کنکریاں لیں۔ان کنکریوں نے تسبیح پڑھنا شروع کی حتی کہ ہم نے ان کنکریوں کی حمد کو سنا پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں۔انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں بھی تسبیح خوانی کی۔ ہم نے ان کی تسبیح کو بھی سنا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں۔ انہوں نے پھر مدح سرائی شروع کی حتی کہ ہم نے ان کی تسبیح کو سنا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سنگریزے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیے ان سنگریزوں نے پھر حمد سرائی شروع کی حتی کہ ہم نے ان کی آواز کو سنا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں ہم میں سے ہر شخص کے ہاتھ پر رکھیں لیکن انہوں نے تسبیح نہ کہی۔

ابونعیم نے السدی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرموت کے رؤساء کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ان میں حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے کہا ہم نے آپ صلی اللہ علیک وسلم سے ایک چیز چھپا رکھی ہے آپ فرمائیں کہ وہ کیا چیز ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اس طرح تو کاہنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ کاہن اور کہانت جہنم میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی پھر ہم کو کیسے معلوم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور فرمایا ''یہ گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں''۔اور کنکریوں نے آپ ﷺ کے دست اقدس میں تسبیح خوانی کی آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر انہوں کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

کے قد مبارک کے برابر کوئی چیز نہ بنالیں۔آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔انہوں نے آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنایا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ اس پر حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا حضور ﷺ کے فراق میں اس طرح آواز نکالنے لگا جس طرح گائے آواز نکالتی ہے۔اس تنے کی یہ کیفیت دیکھ کر نبی المرسلین ﷺ اس تنے کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر اپنا دست شفقت پھیرتے رہے۔حتیٰ کہ وہ تنا پرسکون ہو گیا۔

امام احمد، دارمی، ابن سعد، ابن ماجہ، ابونعیم اور امام البیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔کہ منبر بنانے سے پہلے حضور ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔جب منبر شریف بنا اور حضور ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ تو تنے نے آپ ﷺ کے فراق میں رونا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور تنے کو اپنے سینہ اطہر سے لگایا۔جس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اسے اپنے سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک اسی طرح چلاتا رہتا۔

دارمی، امام بیہقی، ترمذی، ابویعلی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔کہ شفیع المذنبین ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ منبر پر جلوہ نما ہوئے تو تنے نے رونا شروع کر دیا۔ اس سے بیل کے چلانے کی طرح کی آواز آ رہی تھی۔مسجد نبوی اس کی آواز سے گونج اٹھی۔ حضور ﷺ نیچے تشریف لائے اور اس کو اپنے سینہ اقدس سے لگایا۔جس کے بعد وہ پرسکون ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں اس تنے کو اپنا ہاتھ نہ لگاتا تو یہ روز حشر تک فراق رسول ﷺ میں روتا رہتا۔

ابن سعد، امام بیہقی اور ابن راہویہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کیا گیا اور آپ اس پر جلوہ نما ہوئے تو اس لکڑی نے رونا شروع کر دیا۔صحابہ کرام بھی اس کی آہ وزاری کی وجہ سے رونے لگے۔حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے، اس تنے کے پاس آئے اور اس پر اپنا دست شفقت رکھا جس کے بعد وہ پرسکون ہو گیا۔

امام البیہقی اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ دوران خطبہ آپ ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ اس پر جلوہ افروز ہوئے تو اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں رونا شروع کر دیا۔ بیل کی آواز کی طرح کی آواز اس میں سے آ رہی تھی۔ تمام اہل مسجد نے اس کی آواز کو سنا۔ حضور ﷺ نیچے تشریف لائے۔ تنے کو اپنے سینے سے لگایا جس کے بعد وہ پرسکون ہو گیا۔

دارمی، ابن ماجہ، ابن سعد، ابونعیم، ابویعلی اور امام البیہقی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا۔ جب مجسمہ کمالات

دارمی عبداللہ بن بریدکی سند سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کروایا گیا۔ جب آپ ﷺ تنے سے جدا ہوئے اور آپ ﷺ نے منبر پر جانے کا قصد فرمایا تو اس تنے نے اس طرح رونا شروع کر دیا جس طرح اونٹنی بلبلاتی ہے۔ نبی محترم ﷺ واپس تشریف لائے۔ اپنا دست اقدس تنے پر رکھا اور فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے اسی مقام میں لگا دیتا ہوں۔ جہاں تو پہلے تھا تو پھر اسی طرح سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔ جس طرح تو پہلے تھا اور اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں تو جنت کی نہروں اور اس کے چشموں سے سیراب ہوگا، تیری نشوونما عمدگی سے ہوگی، تو زیادہ ثمر آور ہوگا اور اللہ کے دوست تیرے پھل کھائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس تنے کی آواز سماعت فرمائی وہ کہہ رہا تھا۔ ہاں میں نے پسند کرلیا، ہاں میں نے پسند کرلیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ تنے نے دنیا اور آخرت میں کس کو پسند کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے یہ پسند کیا ہے کہ میں اس کو جنت میں لگا دوں۔

الطبرانی اور ابونعیم نے یہ بھی یہ واقعہ اسی طرح روایت کیا ہے۔

البغوی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے منبر تیار کروایا گیا۔ جب آپ ﷺ اس منبر شریف پر کھڑے ہوئے تو اس تنے نے رونا شروع کر دیا آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا خاموش ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں اور اللہ کے نیک بندے تجھ سے پھل کھائیں گے۔ اور اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تجھے اس زمین پر لگا دیتا ہوں اور پہلے کی طرح سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔ تنے نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔

ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابونعیم نے حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے منبر تعمیر کروایا گیا اور آپ اس منبر پر تشریف لے گئے تو وہ تنا اس طرح رونے لگا جس طرح ایک اونٹنی اپنے بچے کے لیے بلبلاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے اترے۔ تنے کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے۔ کھجور کے تنے نے آہ و زاری شروع کر دی۔ حضور ﷺ اس کا شوق دیکھ کر اس کے پاس تشریف لائے۔ اس پر اپنا دست اقدس پھیرا جس کی وجہ سے وہ پرسکون ہو گیا۔

امام احمد نے اپنی سند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ مسجد نبوی میں ایک کھجور کا تنا تھا حضور ﷺ اس کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا یا کوئی اور عجیب واقعہ رونما ہوتا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو کر وعظ ارشاد فرماتے تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم آپ

درودیوار کا آمین کہنا

امام بیہقی، ابونعیم اور ابن ماجہ نے حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ کل اپنے اہل وعیال سمیت اپنے گھر میں رہیں حتی کہ میں آپ لوگوں کے پاس آجاؤں۔ کیونکہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام اہل خانہ حضور ﷺ کا انتظار فرماتے رہے۔ جب سورج کافی بلند ہوا تو حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا السلام علیکم حضرت عباس اور ان کے اہل خانہ نے سلام کا جواب یوں دیا۔ ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَبَرَکَاتُہٗ'' حضور اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا۔ آپ لوگ کیسے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ ''الحمد للّٰہ'' ہم خیریت سے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا قریب ہو جاؤ۔ جب وہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ حتی کہ وہ ایک دوسرے سے مل گئے تو آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک ان کے اوپر پھیلا دی اور اپنے مولا کی بارگاہ میں یوں عرض کناں ہوئے۔ مولا! یہ میرے چچا ہیں۔ جو میرے باپ کی طرح ہیں اور یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔ ان کو جہنم کی آگ سے اسی طرح بچا جس طرح میں نے اپنی چادر کو ان پر ڈال کر انہیں محفوظ کر لیا ہے۔ آپ ﷺ کی اس دعا پر درودیوار سے تین دفعہ آواز آئی۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔

ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن الغسل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس سے گذرے آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے عم محترم! مجھے آپ سے اور آپ کی اولاد سے ایک ضروری کام ہے۔ آپ انہیں لے کر چلئے حضور ﷺ نے انہیں ایک گھر میں داخل فرمایا۔ ان پر اپنا عمامہ پھیلایا پھر دعا مانگی۔ مولا! یہ میرے اہل بیت اور میری عزت ہیں۔ ان کو آگ سے اسی طرح محفوظ رکھ جس طرح میں نے انہیں اپنے عمامہ کے نیچے محفوظ کر لیا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔ کہ گھر کے ہر ڈھیلے اور ہر دروازے نے آپ ﷺ کی دعا پر آمین کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد مندرجہ ذیل ہے۔

فضل، عبداللہ، قثم، معبد، عبدالرحمٰن اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہم۔

پہاڑ کی حرکت

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ سرور کائنات ﷺ کوہ احد یا کوہ حراء پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ان کی وجہ سے پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک اس پر مارا اور کہا حالت سکون میں ہو جا۔ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ابویعلی اور امام بیہقی نے حضرت سہل بن سعد سے یہی حدیث روایت کی ہے اس میں صرف کوہ احد کا ذکر ہے۔

ﷺ اس منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو تنا آپ ﷺ کے فراق میں رونے لگا وہ اتنا زیادہ رویا کہ وہ غم واندوہ کی وجہ سے پھٹ گیا۔حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور اپنا دست اقدس اس پر پھیرا جس کی وجہ سے وہ پرسکون ہو گیا۔

ابو اسماعیل ترمذی نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہما سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ دو چولوں والی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے۔وہ لکڑی مسجد نبوی ﷺ میں رکھی ہوئی تھی۔ جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور منبر شریف تیار ہوا تو آپ ﷺ منبر شریف پر جلوہ نما ہوئے۔جب آپ ﷺ لوگوں سے محو کلام ہوئے تو اس لکڑی نے رونا شروع کر دیا۔ اس سے بیل کی آواز کی طرح آواز نکل رہی تھی۔اس سے سسکیاں لینے اور آہیں بھرنے کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔حضرت عباس بن سہل نے اپنے ہاتھوں کو اس طرح لمبا کیا جس طرح انہوں نے اپنے والد محترم کو دیکھا تھا کہ وہ یہ معجزہ بیان کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو لمبا کیا کرتے تھے۔لوگ اس تنے کی آہ وزاری کو دیکھ کر ڈر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اے لوگو! کیا تم اس تنے کو نہیں دیکھ رہے ہو اس کو اس جگہ سے نکال کر منبر کے نیچے دفن کر دو۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ اس پر جلوہ گر ہوئے تو اس نے رونا شروع کر دیا اس میں سے بیل کی آواز کی طرح کی آواز آرہی تھی۔آپ ﷺ اس تنے کی طرف تشریف لائے اس کو اپنے سینہ اقدس سے لگایا جس کے بعد وہ پرسکون ہو گیا۔آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا'' اسے ملامت نہ کرو جس چیز سے بھی رسول اللہ ﷺ جدا ہوئے اس کو غم واندوہ سے دوچار ہونا پڑا''۔

امام احمد نے یہ معجزہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اس روایت کے آخر میں ہے کہ انہوں نے اس تنے کے رونے کی آواز کو سنا۔اونٹنی کے رونے کی طرح کی آواز اس میں سے آرہی تھی۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ تنا روتا ہی رہا حتی کہ حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے۔ اور اس تنے کی جانب گئے۔اس کو اپنے سینے سے لگایا جس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضرت حسن بصری جب بھی اس روایت کو بیان فرماتے تو روتے پھر آپ فرماتے ،اے اللہ کے بندو! جب ایک خشک لکڑی فراق نبی ﷺ میں روتی ہے۔تو پھر تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ حضور ﷺ کی جدائی میں آہ وزاری کرو۔

امام بیہقی نے حضرت ابو حاتم الرازی کی سند سے روایت کیا ہے کہ عمر بن سواد نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جو معجزات بھی اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کو عطا فرمائے ہیں۔ایسے ہی معجزات اس نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو عطا کیے ہیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو کھجور کے تنے کے رونے کا معجزہ عطا فرمایا یہ معجزہ مردوں کو زندہ کرنے سے زیادہ عظیم ہے۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ (الزمر:۶۷)

''اور نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جس طرح پہچاننے کا حق تھا۔ اور (اس کی شان تو یہ ہے) ساری زمین اس مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور سارے آسمان لپٹے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ فرمائے گا میں جبار ہوں۔ میں ہی ہوں اس دن اللہ رب العزت اپنی ذات کی تعریف فرمائے گا۔ آپ ﷺ کا یہ خطبہ سن کر منبر پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی ہم نے کہا یہ منبر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابھی گرا دے گا۔

البزار اور ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ ہی روایت بیان کی ہے۔

بھونی ہوئی بکری اور زہر آلود بکری کا آپ کو خبر دینا

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ غزوۂ بدر کے دن مشرکین کو واصل جہنم کر کے واپس تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ بھوک محسوس فرما رہے تھے۔ ایک یہودی عورت نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کیا اس کے سر پر ایک برتن تھا۔ اس میں بھونی ہوئی بکری تھی۔ اس عورت نے کہا یا محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو سلامتی عطا فرمائی ہے۔ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر آپ صحیح وسالم مدینہ تشریف لے آئے تو میں اس بکری کو ذبح کروں گی، اس کے گوشت کو پکاؤں گی اور آپ کو پیش کروں گی۔ تاکہ آپ اس میں سے تناول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بکری کو قوت گویائی عطا فرمائی اس نے عرض کی یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ہرگز نہ کھائیں مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا اس وقت آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بھونی ہوئی بکری پیش کی گئی۔ اس میں زہر ملا ہوا تھا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا یہاں کے تمام یہودیوں کو جمع کرو۔ جب تمام یہودی جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرنے لگا ہوں۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ یہودیوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ کون ہے۔ انہوں نے کہا فلاں شخص ہمارا باپ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے تمہارا باپ تو فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے صحیح فرمایا ہے۔ حق گوئی آپ کی عادت ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں زہر ملانے پر کس چیز نے ابھارا انہوں نے کہا ہم نے ارادہ کیا تھا۔ کہ اگر آپ جھوٹے (نعوذ باللہ) ہیں۔ تو ہم آپ سے نجات پا جائیں گے اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکے گا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بارگاہ رسالت میں ایک زہر آلود بکری پیش کی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کھانے سے رک جاؤ۔ یہ زہر آلود ہے۔ آپ ﷺ نے

امام مسلم نے اسی حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں موجود ہے کہ وہاں حضرت علی حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر تو نبی ہے یا صدیق ہے یا شہید ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث حضرت بریدہ سے روایت کی ہے اور اس میں صرف کوہ حراء کا ذکر ہے۔

امام النسائی، امام ترمذی، اور دار قطنی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مالک کون و مکان ﷺ کوہ ثبیر پر تشریف لے گئے (یہ پہاڑ مکہ معظمہ میں ہے) آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور میں (رضی اللہ عنہم) تھا۔ پہاڑ نے اتنی شدید حرکت کی کہ اس کے پتھر لڑھک کر اس کے دامن میں گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک اس پر مارا اور فرمایا پر سکون ہو جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

امام ترمذی نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں کوہ حرا کا ذکر ہے۔ اور اس میں یہ بھی موجود ہے کہ اس پہاڑ پر عشرہ مبشرہ موجود تھے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ وہاں موجود نہ تھے۔ حراء اور ثبیر دو بالمقابل معروف پہاڑ ہیں۔ جو مکہ معظمہ میں ہیں۔ امام الطبری وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ان روایات کے اختلاف کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ ایسا واقعہ کئی بار رونما ہوا۔

شفا میں ہے کہ جب قریش مکہ نے حضور ﷺ کا تعاقب کیا تو کوہ ثبیر نے آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ سے نیچے تشریف لے جائیں مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ لوگ آپ ﷺ کو مجھ پر شہید نہ کر دیں۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ کوہ ثبیر کی یہ گفتگو سن کر کوہ حرا نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھ پر تشریف لے آئیں۔ کوہ حرا کوہ ثبیر کے بالمقابل ہے اور ان کے درمیان ایک وادی ہے۔ منیٰ کی طرف جاتے ہوئے کوہ ثبیر بائیں طرف ہے اور کوہ حرا کوہ ثبیر سے آگے ہے۔

منبر کا حرکت کرنا

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو منبر شریف پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جبار (اللہ تعالیٰ) اپنے دست اقدس میں آسمانوں اور زمین کو لے کر فرمائے گا۔ میں جبار ہوں۔ جبار کہاں ہیں۔ تکبر کرنے والے کہاں ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ اپنے دائیں اور بائیں جھک رہے تھے۔ اچانک میری نظر منبر پر پڑی میں نے دیکھا کہ وہ خوف الٰہی کی وجہ سے لرزہ بر اندام تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ اس کی شدید حرکت کی وجہ سے ابھی حضور ﷺ نیچے گر جائیں گے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ منبر شریف پر آیت تلاوت فرما رہے تھے:

اشارۂ مصطفیٰ ﷺ سے بتوں کا سجدہ ریز ہو جانا

امام بخاری، امام مسلم، البزار، الطبرانی اور ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ ان کو سیسہ کے ساتھ پتھروں میں نصب کیا گیا تھا۔ جب فتح مکہ کے دن حضور ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے صرف چھڑی سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان کو ہاتھ نہیں لگایا آپ ﷺ اپنی زبان مبارک سے فرمارہے تھے:

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ (بنی اسرائیل: ۸۱)

''اور آگیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل''۔

آپ ﷺ نے جس بت کے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پشت کے بل گر پڑا اور جس بت کی پشت کی طرف اشارہ کیا وہ منہ کے بل گر پڑا۔ ان میں سے کوئی بت بھی قائم نہ رہ سکا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضو ﷺ اپنا نیزہ ان کے ساتھ مس کررہے تھے۔ اور اپنی زبان اقدس سے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمارہے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا يُعِيدُ ﴿۴۹﴾ (سبا: ۴۹)

ان دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے کبھی تو صرف ہاتھ مبارک سے ان کی طرف اشارہ کیا اور کبھی اپنے نیزے سے ان کو مس کیا۔ کبھی آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی اور کبھی اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

چٹان میں آپ ﷺ کے قدموں کے نشان

علامہ شہاب الخفاجی نے ''شفا'' کی شرح میں لکھا ہے۔ یہ بات پورے عالم میں مشہور ہے اور شعراء نے اس کو اپنے کلام میں نظم کیا ہے۔ کہ آپ ﷺ بعض اوقات چلتے تھے تو آپ ﷺ کے قدمین شریفین کے نشانات پتھروں پر پڑ جاتے تھے۔ حتی کہ وہ نشانات ابھی تک موجود ہیں۔ اور یہ ابھی تک جوں کے توں ہیں۔ لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان کی تعظیم کرکے ان سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک نشان ''قدس'' میں ایک پتھر پر تھا۔ پھر یہ پتھر مصر کے مختلف مقامات پر منتقل کیا گیا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ سلطان قایتبای نے اس کو بیس ہزار دینار میں خریدا تھا اور وصیت کی تھی کہ اس پتھر کو اس کی قبر کے پاس رکھ دیا جائے۔ اب بھی وہ مبارک پتھر سلطان کی قبر کے پاس موجود ہے۔

بعض اوقات جب حضور ﷺ ریت پر چلتے تھے تو آپ ﷺ کے قدموں کے نشانات نہیں پڑتے تھے۔

امام القسطلانی نے المواہب میں فرمایا ہے کہ جب حضور ﷺ کسی چٹان پر چلتے تھے۔ تو وہاں آپ کے قدموں کے نشانات پڑ جاتے تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ ہر جگہ مشہور ہے۔ ادباء اور شعراء نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات بھی اسی معجزہ کی تائید کرتے ہیں۔ اللہ کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے:

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ (آل عمران: ۹۷)

اس عورت سے پوچھا تجھے اس قبیح فعل پر کس نے ابھارا۔ اس نے کہا میں نے یہ معلوم کرنے کی خواہش کی کہ اگر آپ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ کے سچے نبی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو اس کے متعلق بتا دے گا۔ اور اگر آپ جھوٹے (نعوذ باللہ) ہیں تو پھر ہم آپ سے نجات پا جائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے درگذر فرمایا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت آپ ﷺ کے پاس ایک زہر آلود بکری لے کر آئی۔ آپ ﷺ نے اس کا گوشت تناول فرمایا۔ پھر اس عورت کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اس عورت سے اس کے متعلق پوچھا کہ تو نے اس گوشت میں زہر کیوں ملایا۔ اس نے جواب دیا میں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو شہید کرنا چاہتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی بھی اس برے کام پر قدرت عطا نہیں فرمائے گا۔

دارمی اور امام البیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ کو ایک بھونی ہوئی زہر آلود بکری پیش کی۔ آپ ﷺ نے اس بکری کے بازو کو تناول فرمایا اور آپ ﷺ کے بعض صحابہ نے بھی اس کو کھایا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اپنے ہاتھوں کو روک لو آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بلایا اور فرمایا کیا تو نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا۔ اس عورت نے کہا آپ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بازو نے بتایا ہے۔ اس عورت نے کہا ہاں میں نے زہر ملایا تھا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا اس سے تیرا مقصد کیا تھا۔ اس عورت نے کہا میں نے سوچا تھا۔ اگر آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکے گا اور اگر آپ نبی نہ ہوئے تو پھر ہم آپ سے نجات پا جائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اس کا تعاقب نہ کیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں موجود ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا اس گوشت کو کھانے سے رک جاؤ اس کے اعضاء میں سے ایک عضو مجھے بتا رہا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔

البزار، حاکم اور ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بارگاہ رسالت میں ایک بھونی ہوئی زہر آلود بکری پیش کی جب صحابہ کرام نے اس کو کھانے کے لیے اپنے ہاتھ بڑھائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ روک لو اس کا ایک عضو مجھے یہ بتا رہا ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا کیا تو نے اس کھانے میں زہر ملایا تھا۔ اس نے جواب دیا "ہاں میں نے خواہش کی تھی کہ اگر آپ (صلی اللہ علیک وسلم) سچے ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے آگاہ کر دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ! اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔ تمام صحابہ نے گوشت کھایا اس گوشت نے کسی کو بھی نقصان نہ دیا۔

چھٹا باب

وہ معجزات جن میں جانور آپ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہوئے، آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی، آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ ﷺ کی اطاعت بجالائے

مکڑی کا جالا بننا اور کبوتری کا انڈا دینا

ابن سعد، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابومصعب المکی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی وہ تمام بیان فرماتے تھے کہ جب حضور ﷺ نے غار حرا میں قیام فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا وہ غار کے دہانے پر اگ آیا اور حضور ﷺ کے لیے آڑ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا۔ انہوں نے غار کے دہانے پر اپنا آشیانہ بنالیا قریش کے نوجوان ڈنڈوں، لاٹھیوں اور تلواروں سے مسلح ہو کر آ گئے۔ حضور ﷺ کے اور قریش کے جوانوں کے مابین صرف چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔ ایک شخص نے غار میں دیکھا اس نے غار کے دہانے پر دو جنگلی کبوتر دیکھے وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا تو غار کے اندر کیوں دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا میں نے غار کے دہانے پر کبوتروں کو دیکھا ہے انہیں دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا کہ غار کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے اس کی گفتگو سنی تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کے ذریعے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے لیے جزاء مقرر فرمائی وہ کبوتر حرم کعبہ میں آ گئے۔ انہوں نے وہاں انڈے دیئے۔ اب حرم کعبہ میں تمام کبوتر اسی جوڑے کی اولاد ہیں۔

ابونعیم نے واقدی کی سند سے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غار حرا میں داخل ہوئے تو ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر ایک جالا تن دیا۔ جب قریش مکہ غار کے دہانے تک پہنچے تو ایک کہنے والے نے کہا غار میں داخل ہو جاؤ۔ امیہ بن خلف نے کہا تمہیں غار میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے دہانے پر ایک جالا نظر آ رہا ہے۔ جو محمد (ﷺ) کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔ اس دن سے حضور ﷺ نے مکڑی کو ہلاک کرنے سے روک دیا آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اللہ کی افواج میں سے ایک فوج ہے۔

ابونعیم نے حلیہ میں عطاء بن میسرہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عنکبوت نے دو مرتبہ جالا تنا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کی حفاظت کے لیے ایک مکڑی نے جالا تنا جبکہ طالوت ان کی جستجو میں تھا اور ایک مرتبہ حضور ﷺ کی حفاظت کے لیے غار حرا میں مکڑی نے جالا تنا اس وقت قریش آپ ﷺ کو ڈھونڈ رہے تھے۔

''اس میں روشن نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے''۔

آپ ﷺ کی ضرب سے چٹان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے۔ ہمارے سامنے ایک ایسی چٹان آگئی جس کو توڑنے سے کدال ناکام تھے۔ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس چٹان پر پانی چھڑکو۔ آپ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہمیں تین دن گذر چکے تھے کہ ہم نے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ حضور ﷺ نے کدال اپنے دست اقدس میں لی تین مرتبہ بسم اللہ پڑھی پھر اس چٹان پر ضرب لگائی۔ جونہی آپ ﷺ نے ضرب لگائی تو وہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اس کے ٹکڑے ریت کے ریزوں کی طرح بکھر گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا لعاب مبارک پھینکا پھر آپ ﷺ نے دعا مانگی پھر وہ پانی چٹان پر پھینک دیا جو شخص وہاں موجود تھا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے وہ چٹان ریت کی طرف ریزہ ریزہ ہوگئی تھی۔

جب حضور ﷺ سالم بن عوف کے قبیلہ کے پاس سے گذرے تو حضرت عتبان بن مالک، حضرت نوفل بن عبداللہ اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں قیام فرمائیں ہمارے پاس مال و دولت بھی ہے، عزت وقدر اور ساز و سامان بھی ہے۔

ایک روایت میں ہے انہوں نے عرض کی ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ہمارے پاس افرادی قوت، ساز و سامان اور اسلحہ کے انبار ہیں۔ کئی قبائل ہمارے حلیف ہیں۔ ہم لوگوں کی حاجات کو پورا کرتے ہیں۔ جب اہل عرب سے کوئی شخص خوفزدہ ہو کر اس سرزمین پر قدم رکھتا ہے تو وہ ہمارے ہاں ہی پناہ ڈھونڈتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کا یہ خلوص دیکھ کر ان کے لیے بھلائی کی دعا کی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر مسرت کے آثار نمایاں تھے اور آپ ﷺ کے لبوں پر یہ دعا تھی اللہ تعالیٰ تم پر اپنی برکت نازل فرمائے۔ آپ ﷺ کی اونٹنی رواں دواں رہی حتی کہ بنو بیاضہ کا محلہ آ گیا بنو بیاضہ کے سردار حضرت زیاد بن لبید اور حضرت فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے بھی اسی طرح عقیدت کا اظہار کیا اور یہ خواہش کی کہ حضور ﷺ ان کے ہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دے رکھا ہے۔ آپ ﷺ کی اونٹنی چلتی رہی حتی کہ بنو ساعدہ کا محلہ آ گیا ان کے سردار حضرت سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی یہی جواب مرحمت فرمایا۔ اونٹنی آگے بڑھتی جا رہی تھی حتی کہ بنی نجار کا محلہ آ گیا بنو نجار آپ ﷺ کے ماموں تھے۔ یعنی آپ ﷺ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے ننھیال تھے۔ بنو عدی بن نجار نے بھی اسی طرح آپ ﷺ سے عرض کی جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے ایک روایت میں ہے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ کے ماموں ہیں۔ آپ کا ہمارے ساتھ قریبی تعلق ہے۔ ہمارے ہاں عزت بھی ہے، ہماری افرادی قوت بھی زیادہ ہے اور ہمارے پاس اسلحہ کے بھی ڈھیر ہیں۔ ہمیں چھوڑ کر کسی اور شخص کے پاس تشریف نہ لے جائیں۔ اس قوم میں کوئی اور شخص ایسا نہیں جو آپ کا ہم سے زیادہ مستحق ہو۔ ہماری آپ سے قرابت داری بھی ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی یہی جواب دیا۔ اس کا راستہ چھوڑ دو اللہ کی جانب سے اسے حکم دے دیا گیا ہے۔ وہ اونٹنی آگے ہی رواں دواں رہی۔ حتی کہ وہ ایک جگہ بیٹھ گئی۔ وہاں مالک بن النجار کا گھر تھا۔ وہ اونٹنی جہاں بیٹھی تھی۔ وہ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہما کا مربد تھی۔ حضرت سہیل اور حضرت سہل رافع بن عمرو کے لخت جگر تھے۔ مربد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں لوگ اپنی کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔ ابھی تک حضور ﷺ اونٹنی کے اوپر ہی تشریف فرما تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور حضرت ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کے دروازے کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ پھر وہاں سے اٹھی اور دوبارہ اس جگہ آ کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ ﷺ کی حیات مطہرہ بھی اسی جگہ بسر ہوگی اور آپ ﷺ کا روضہ اطہر بھی اسی جگہ ہوگا۔

حضور ﷺ کی مبارک اونٹنی

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور اپنی اونٹنی کو بٹھانا چاہا تو اہل مدینہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ آپ ﷺ کی اونٹنی سرعت کے ساتھ جارہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پھر وہ اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر آگے رواں ہوگئی حتی کہ وہ منبر کی جگہ پر بیٹھ گئی۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے جب آپ ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو انصار اپنے مردوں اور عورتوں سمیت آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں تشریف لائیں آپ ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی کو چھوڑ دو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے۔ وہ اونٹنی حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی بنونجار کی بچیاں اپنے گھروں سے باہر آ گئیں۔ وہ دف بجا کر اپنی عقیدت کا یوں اظہار کر رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ   يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

''ہم بنونجار کی نورنظر ہیں اور محمد عربی ﷺ کتنے اچھے ہمسائے ہیں''۔

اس وقت وہاں کی عورتیں اور بچیاں عقیدت کے پھول یوں نچھاور کر رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

''ماہ تمام ثنیۃ الوداع سے طلوع ہو کر ہمارے ہاں تشریف لایا''۔

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

''ہم پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے اس وقت تک جب تک دعا کرنے والے اللہ کے حضور دعا مانگتے رہیں''۔

السیرۃ النبویہ میں ہے جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کی مہار کو چھوڑ دیا۔ وہ دائیں بائیں دیکھتی ہوئی آگے کی طرف رواں دواں تھی۔ جب حضور ﷺ انصار کے گھروں میں کسی گھر کے پاس سے گذرتے تو وہ آپ ﷺ کو اپنے ہاں قیام کے لیے عرض کرتے وہ یوں عرض کرتے اے ہمارے آقا! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں تشریف لائیں ہمارے ہاں قوت بھی ہے اور ساز و سامان بھی۔ آقائے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو۔

علامہ دحلان لکھتے ہیں کہ اس میں ایک پیاری سی حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ ہے آپ ﷺ جس سعید انسان کے گھر نزول اجلال فرمائیں اس کے لیے آپ ﷺ کی تشریف آوری ایک معجزہ اور نشانی بن جائے۔ نفوس کو اس سے مسرت اور شادمانی حاصل ہو اور ان سے منافقت کا خاتمہ ہو اور کسی انسان کے دل میں بھی کوئی برا اندیشہ پیدا نہ ہو۔

چھاؤنی بنالیا۔ وہ جگہ جہاں اونٹنی بیٹھی تھی۔ وہ اہل خیبر اور قبیلہ غطفان کے درمیان تھی۔ اونٹنی کے وہاں بیٹھنے میں یہی حکمت پنہاں تھی کہ غطفان اہل خیبر کی مدد نہ کرسکیں۔ کیونکہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے۔

امام بخاری نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ صلح حدیبیہ کے سال حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ روانہ ہوئے جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ کے مقام پر آئے تو آپ ﷺ نے قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنا دیئے۔ ان پر علامات لگائیں اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھا۔ آپ ﷺ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک جاسوس کو روانہ فرمایا جب آپ ﷺ ''غدیر الاشطاط'' کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تو وہ جاسوس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک عظیم لشکر جمع کیا ہے۔ انہوں نے آپ کے لیے جیشوں کو جمع کیا ہے۔ وہ آپ سے ضرور جنگ کریں گے۔ وہ آپ کو ضرور روکیں گے۔ وہ آپ ﷺ سے ضرور مدافعت کریں گے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا مجھے مشورہ دو کیا میں ان لوگوں کے اہل وعیال اور اولاد پر حملہ آور ہوں جو ہم کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنے کا ارادہ کررہے ہیں۔ یا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم بیت اللہ کا ہی ارادہ کریں۔ جو ہم کو روکے ہم اسی کے ساتھ جہاد کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ صرف بیت اللہ کا ارادہ فرما کر ہی مدینہ طیبہ سے نکلے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم کا ارادہ نہ ہی تو کسی کو قتل کرنے کا تھا اور نہ ہی کسی کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا۔ آپ صرف بیت اللہ کا ہی ارادہ فرمائیں جو ہم کو اس سے روکے گا ہم اس سے جہاد کریں گے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تم اللہ کا نام مبارک لے کر روانہ ہو جاؤ۔ جب یہ سعادت سے لبریز کارواں ایک جگہ پہنچا تو حضور ﷺ نے فرمایا خالد بن ولید قریش کے ایک دستہ کے ساتھ آرہا ہے۔ تم دایاں راستہ اختیار کرلو۔ اللہ کی قسم! خالد کو اس کا شعور بھی نہیں ہوگا۔ خالد بن ولید کو حضور ﷺ کی اس پالیسی اور حکمت عملی کی خبر تک نہ ہوئی۔ حتی کہ انہوں نے لشکر اسلام کے پاؤں سے اٹھنے والا گرد وغبار دیکھ لیا۔ پھر وہ قریش مکہ کو خطرہ سے آگاہ کرنے کے لیے ان کی جانب دوڑ گئے۔ ادھر حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ پیش قدمی فرماتے رہے۔ جب آپ ثنیہ کے مقام تک پہنچے تو آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اس کو اٹھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ اٹھی۔ لوگوں نے کہا قصوی (آپ ﷺ کی مبارک اونٹنی کا نام) اَڑ گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اَڑی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی یہ عادت ہے بلکہ اس کو اسی ذات نے روک دیا ہے جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر انہوں نے مجھ سے کسی بھی ایسی چیز کا مطالبہ کیا جس میں حرمتوں کی تعظیم پائی جاتی ہو تو میں انہیں وہ ضرور عطا کروں گا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو جھڑکا وہ اونٹنی کھڑی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اپنا راستہ تبدیل کرلیا۔ حتی کہ آپ ﷺ نے ''حدیبیہ'' کے مقام پر قیام فرمایا اور صلح کی گفتگو ہوئی۔ حدیبیہ کے مقام پر کئی معجزات رونما ہوئے جن کا تذکرہ ان کے متعلقہ ابواب میں کیا جائے گا۔

البزار، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر پر رواں ہوئے۔ پھر انہوں نے اس خاتون کا قصہ بیان فرمایا جو اپنے مجنون بچے کو لے کر بارگاہ

وہاں اونٹنی نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی اور اپنا منہ کھولے بغیر آواز نکالنے لگی حضور ﷺ اونٹنی سے نیچے تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا ان شاءاللہ ہماری یہی قیام گاہ ہے۔ آپ ﷺ سے اجازت لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا سامان اٹھایا اور اسے اپنے گھر میں لے جانے کا شرف حاصل کیا۔ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بنونجار کا محلہ انصار کے تمام محلوں سے بہترین اور افضل تھا۔ وہ آپ ﷺ کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کے ننھیال تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور ﷺ کی ابدی رفاقت کا شرف بخشا۔

ایک روایت ہے کہ جب پہلی مرتبہ اونٹنی بیٹھی تو لوگ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں قیام فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو وہ اونٹنی اس جگہ سے کھڑی ہوگئی۔ حتی کہ وہ منبر شریف کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے نیچے اترے اور یہ آیت مبارکہ چار مرتبہ تلاوت فرمائی۔

رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ (المومنون:۲۹)

''اے میرے رب! اتار مجھے ہر بابرکت منزل پر اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے''۔

آپ ﷺ پر وحی کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ان شاءاللہ یہی جگہ ہماری منزل ہوگی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی میرا گھر تمام گھروں سے زیادہ قریب ہے۔ آپ ﷺ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کا سامان اپنے گھر منتقل کروں۔ آپ ﷺ نے انہیں سامان منتقل کرنے کی اجازت دی۔ انہوں نے آپ ﷺ کا سامان اپنے گھر منتقل کیا۔ آپ ﷺ نے اونٹنی کو سایہ میں بٹھایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان منتقل ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ رِحْلِہٖ ''آدمی اپنے سامان کے ساتھ ہی ہوتا ہے''۔ پھر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اونٹنی کی نکیل تھام لی۔ پھر وہ اونٹنی ان کے پاس ہی رہی۔

''السیرۃ النبویہ'' میں ہے جب حضور ﷺ نے خیبر پر لشکرکشی فرمائی تو آپ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ الانصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔ ہمارے لیے ایک ایسی قیام گاہ تلاش کرو جو یہودیوں کے قلعوں سے دور ہو تاکہ صحابہ کرام کو اس کے تیر نہ پہنچ سکیں۔ محمد بن مسلمہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جستجو کی تو ان کو ایک ایسی ہی محفوظ جگہ مل گئی وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کے لیے ایک ایسی قیام گاہ تلاش کر لی ہے جو محفوظ ہے۔ آپ ﷺ اس جگہ منتقل ہو گئے۔ جب شام ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بھی وہاں ہی منتقل ہونے کا حکم فرمایا۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ کی اونٹنی اٹھی اور اپنی مہار کو کھینچتے ہوئے چل پڑی۔ صحابہ کرام نے اس اونٹنی کو واپس لانے کے لیے پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ اللہ کی طرف سے اسے حکم دیا گیا ہے۔ جب وہ اونٹنی ایک دوسری چٹان کے پاس پہنچی تو وہ وہاں بیٹھ گئی۔ حضور ﷺ بھی اسی جگہ منتقل ہو گئے۔ لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ وہاں منتقل ہو گئے اور اسی جگہ کو اپنی

ﷺ نے فرمایا اس کو ذبح نہ کرو۔ اس کو اپنے اونٹوں میں چھوڑ دو۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے یہی روایت ایک اور سند سے بیان کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ میں نے ان کے ہاں نشو و نما پائی۔ یہ مجھے اپنے کام کاج میں استعمال کرتے رہے۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو یہ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند سے حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے تین اشیاء کا مشاہدہ کیا۔ ایک دفعہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ ہم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے اس پر بہت سا سامان لدا ہوا تھا۔ جب اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو اس نے بلبلانا شروع کر دیا اور اپنی گردن نیچے رکھ دی۔ آپ ﷺ نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا یہ اونٹ کم چارہ اور زیادہ کام کی شکایت کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں ہو گئے۔ حتی کہ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ حضور ﷺ محو استراحت ہو گئے۔ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اس نے آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام عرض کرے۔ پھر اسی طرح انہوں نے بچے کا ذکر کیا۔

الطبرانی، ابو نعیم اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن حضور ﷺ کے پاس پانچ یا چھ اونٹ لائے گئے۔ وہ تمام بارگاہ رسالت میں مسرت کے ساتھ حاضر ہوئے تا کہ آپ جس سے چاہیں ذبح کرنے کی ابتداء کریں۔

امام بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنی سلمہ کے ایک شخص کا اونٹ پاگل ہو گیا وہ بنی سلمہ پر حملہ آور ہوا اور انہیں اپنے پاس آنے سے روکنے لگا۔ حتی کہ اس کے کھجوروں کے باغات پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہونے لگے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اونٹ کی شکایت کی۔ حضور ﷺ ادھر تشریف لے گئے۔ حتی کہ آپ ﷺ نخلستان کے دروازے تک پہنچ گئے۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی کہ ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا باغ میں داخل ہو جاؤ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جب اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو وہ اپنے سر کو جھکا کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ حتی کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے اونٹ کے پاس آؤ اور اس کو نکیل ڈال لو۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک آنے والا آیا اور آپ ﷺ سے عرض کی کہ فلاں قبیلے کا اونٹ بھاگ گیا ہے۔ حضور ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے ہم بھی آپ ﷺ کیساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔ ہم نے آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اس اونٹ کے قریب نہ جائیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں وہ آپ صلی اللہ علیک

رسالت میں حاضر ہوئی۔حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا کاملہ عطا فرمائی۔اسی طرح انہوں نے ان دو درختوں کا بھی قصہ بیان کیا جو آپس میں مل گئے تھے۔غوث بن الحارث کا قصہ بیان کیا۔انہوں نے فرمایا کہ غوث بن حارث کے ہاتھ لرز گئے۔حتیٰ کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی (جیسا کہ یہ واقعہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے) پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم وہاں سے واپس آ گئے۔جب ہم مقام حسرہ کے نشیبی علاقہ میں پہنچے تو ایک اونٹ بھاگتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔یہ اونٹ میرے پاس اپنے مالک کے خلاف شکایت کر رہا ہے۔یہ کہتا ہے کہ اس نے کئی سال اپنے مالک کی کھیتی باڑی کی اور اب وہ اسے ذبح کرنا چاہتا ہے اے جابر! اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اسے میری بارگاہ میں لے کر آؤ۔میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اس کے مالک کو نہیں جانتا۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ تیری راہنمائی کرے گا۔وہ اونٹ تیزی کے ساتھ میرے آگے آگے چلا اور مجھے اپنے مالک کے پاس لے گیا۔میں اس کے مالک کو بارگاہ رسالت میں لے آیا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع کو غزوۃ الاعاجیب کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔

امام احمد، ابن سعد اور الحاکم نے حضرت یعلی بن حمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں۔کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف سفر کیا۔میں نے آپ ﷺ کی جانب سے عجیب چیز کا مشاہدہ کیا۔آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، ان کھجوروں کی طرف جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم فرما رہے ہیں کہ تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ میں ان کے پاس گیا اور انہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حکم سنایا۔ان میں سے ہر کھجور نے اپنی جڑوں کو زمین سے باہر نکالا اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل گئیں۔حضور ﷺ نے ان کے پیچھے قضائے حاجت فرمائی۔پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر چلی جائیں۔میں ان کھجوروں کے پاس آیا اور انہیں رسول کریم ﷺ کا حکم سنایا۔آپ ﷺ کا حکم سنتے ہی دونوں کھجوریں اپنی اپنی جگہ پر چلی گئیں۔

ایک عورت بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہوئی۔اس نے کہا میرے اس نور نظر کو سات سال سے آسیب ہے وہ دن میں دو مرتبہ اس پر حملہ کرتا ہے۔آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا مجھے اپنا بچہ دکھاؤ آپ ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا میں اللہ کا نبی ہوں۔آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا۔جب ہم واپس آئیں تو ہمیں اس بچے کی کیفیت کے متعلق آگاہ کرنا۔جب آپ ﷺ واپس آئے تو اس عورت کو آپ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو عز و شرف سے نوازا ہے۔جب سے آپ ہم سے جدا ہوئے ہیں۔ہم نے دوبارہ اس آسیب کو نہیں دیکھا۔پھر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اونٹ حاضر ہوا وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔آپ ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلایا اور فرمایا اس اونٹ کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہے۔یہ تمہاری شکایت کر رہا ہے۔انہوں نے عرض کی، ہم اس اونٹ کو اپنے کام میں لاتے رہے جب یہ بوڑھا ہو گیا اور اس میں کام کرنے کی طاقت نہ رہی تو ہم نے عہد کیا کہ ہم کل اسے ذبح کر دیں گے۔آپ

مابین ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ مگر نافرمان انسان اور عصیاں شعار جنات مجھ سے ناآشنا ہیں۔

ابن سعد نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زینت عرش معلیٰ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ایک اونٹ بھاگتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنا سر حضور ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ وہ ایک شخص کی ملکیت میں ہے۔وہ شخص اسے ذبح کر کے اپنے والد کی طرف سے کھانا دینا چاہتا ہے۔ یہ میرے پاس مدد طلب کرنے کے لیے آیا ہے۔ کچھ دیر بعد اس کا مالک بھی آپ ﷺ کے پاس آ گیا۔آپ ﷺ نے اس کو اسے ذبح نہ کرنے کا حکم دیا۔

امام احمد اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے کچھ صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ایک اونٹ آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا وہ آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔

البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک اونٹ آیا۔وہ آپ ﷺ کے سامنے سجدہ کناں ہو گیا۔

ابونعیم نے حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے ایک اونٹ خریدا جس پر وہ پانی لایا کرتا تھا۔ایک دن اس نے اس کو اپنے مربد میں باندھا تا کہ وہ اس پر کچھ سامان لادے۔ وہ اونٹ مست ہو گیا کوئی شخص بھی اس کے قریب جانے کی جراٴت نہیں کرتا تھا۔وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام داستان بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کو کھول دو۔

لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں خطرہ ہے کہ وہ اونٹ کہیں آپ کو کوئی نقصان نہ دے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اس کو کھول دو۔ جب اونٹ نے مالک کون ومکان ﷺ کو دیکھا تو وہ فوراً سجدہ ریز ہو گیا۔ اس کی سجدہ ریزی دیکھ کر قوم نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم اس اونٹ سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ کو چھوڑ کر مخلوق کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت یعلیٰ بن مرہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ باہر تشریف لائے۔ایک اونٹ بلبلاتا ہوا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔مسلمانوں نے کہا ہم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ اونٹ شکایت کر رہا ہے کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے اس کے چارہ میں کمی اور اس کے کام میں اضافہ کر دیا۔اب ان کے ہاں ایک شادی ہے۔انہوں نے اس کو ذبح کرنے کے لیے چھری پکڑی ہے۔ حضور ﷺ نے اس اونٹ کے مالکوں کی طرف پیغام بھیجا۔ جب وہ آپ

وسلم کو نقصان نہ پہنچائے۔ حضور ﷺ اونٹ کے قریب گئے۔ جب اس نے آپ ﷺ کی زیارت کی تو وہ فوراً سجدہ ریز ہو گیا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس اونٹ کے سر پر رکھا اور فرمایا اس کی مہار لے کر آؤ۔ ہم آپ ﷺ کے پاس مہار لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے اسے مہار ڈالی اور فرمایا اس اونٹ کے مالک کو لاؤ جب اس کا مالک آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اس اونٹ کو عمدہ چارہ دیا کرو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالا کرو''۔

امام البیہقی، ابو نعیم اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کناں ہوئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارا ایک اونٹ مست ہو کر ہمارے باغ میں بیٹھ گیا ہے۔ حضور ﷺ اس اونٹ کے پاس آئے اور فرمایا اے اونٹ! میرے پاس آ۔ آپ ﷺ کی آواز پر اونٹ سر جھکاتے ہوئے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس کو نکیل ڈالی اور اسے اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم گویا یہ اونٹ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دو سخت زمینوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ لیکن کافر انسان اور کافر جنات کو یہ علم نہیں۔

امام بیہقی نے حضرت حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بنی قیس کے ایک بزرگ سے سنا ہے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک سرکش اونٹنی تھی۔ سرکشی کی وجہ سے ہم اسے قابو نہیں کر سکتے تھے۔ حضور ﷺ اس اونٹنی کے قریب تشریف لے گئے اور اس کی کھیری پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی برکت سے اس کی کھیری دودھ سے لبریز ہو گئی۔ حضور ﷺ نے اس کا دودھ دوہا اور نوش فرمایا۔

ابن ابی شیبہ، امام البیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ انصار کے ایک شخص کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اس باغ میں ایک اونٹ تھا۔ جب اس نے حضور ﷺ کا رخ انور دیکھا تو وہ محبت کے ساتھ آپ ﷺ کی جانب آیا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے انصار کا ایک نوجوان آگے بڑھا۔ اس نے عرض کی یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس اونٹ کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے۔ یہ میرے پاس شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو بھوک
رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لیتے ہو۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہ
حضور نبی محترم ﷺ کے ساتھ بنی نجار کے ایک باغ میں گئے۔ ہم نے وہاں ایک اونٹ دیکھا جو شخص بھی باغ میں جاتا وہ اونٹ
اس پر حملہ کر دیتا۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کو اپنی جانب بلایا۔ وہ سر جھکا کر آپ ﷺ کی بارگاہ بے ک
پناہ میں حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے ادب سے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی مہار لے کر آؤ۔ آپ ﷺ
اونٹ کو مہار ڈالی اور اسے اس کے مالک کو دے دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ہماری جانب توجہ فرمائی اور فرمایا زمین اور آسمان

ہوا اس نے کہا اس اعرابی نے اس اونٹ کو چوری کیا ہے۔ اسی وقت وہ اونٹ بلبلایا اور حضور ﷺ نے اس کی آواز کو بڑے غور سے سنا پھر اس آدمی کو مخاطب کر کے کہا اس شخص سے اعراض کر لے تیرا اونٹ تیرے خلاف گواہی دے رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔

ابن عبدالحکیم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں یمن بھیجا۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذ کو ایک اونٹنی پر سوار کیا اور فرمایا اے معاذ! اپنے سفر پر روانہ ہو جا حتی کہ جَنَد آ جائے جس جگہ یہ اونٹنی بیٹھ جائے وہاں اذان دینا، نماز ادا کرنا اور اسی جگہ مسجد بنا دینا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے۔ حتی کہ جَند آ گیا اس جگہ اپنی اونٹنی کو گھمایا لیکن اس نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا۔ کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی جَند ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں ایک اور بھی جَند ہے اس کا نام ''جَند رکامہ'' ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ جندر کامہ پہنچے تو وہاں آپ ﷺ کی اونٹنی آسانی سے بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی سے نیچے اترے۔ اذان دی، اقامت کہی اور نماز ادا کی (جَند یمن کا ایک شہر ہے)۔

گھوڑے کا آپ ﷺ کی اطاعت کرنا

قاضی عیاض نے شفا میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے گھوڑے کو کھلا چھوڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت بنائے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا حتی کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے اس کو قبلہ کی جانب کھڑا کیا۔ حضور ﷺ کے نماز ادا فرمانے تک گھوڑے نے اپنے کسی عضو کو بھی حرکت نہ دی۔ اس واقعہ میں حضور ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے وہ یہ کہ ایک حیوان نے آپ ﷺ کے کلام کو سمجھا اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی۔

خچر کا آپ ﷺ کے حکم کو بجالانا

ابوالقاسم البغوی، امام بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، مجھے کچھ سنگریزے زمین سے اٹھا کر دیں۔ آپ ﷺ کے اس کلام کو خچر نے سمجھ لیا۔ وہ نیچے جھکی حتی کہ اس کا پیٹ زمین کے ساتھ چھونے لگا۔ اس نے کچھ کنکریاں آپ ﷺ کو پیش کیں۔ آپ ﷺ نے وہ کنکریاں دشمن کی طرف پھینکیں اور فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ غزوۂ حنین میں مسلمانوں میں شکست کے آثار نمودار ہو گئے اس وقت حضور ﷺ اپنی خچر پر سوار تھے۔ اس کا نام دلدل تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی خچر کو مخاطب کر کے فرمایا اے۔ خچر! نیچے ہو جا، آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ خچر نیچے ہو گئی۔ حتی کہ اس کا پیٹ زمین کے ساتھ لگ گیا۔ آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لے کر دشمن کی

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو اونٹ کی تمام داستان سنائی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ کی قسم اونٹ نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اسے میرے لیے چھوڑ دو۔

ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے گھر ایک اونٹ ہے جو ہم سب کو مارتا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کے پاس جانے کی جرأت نہیں کرتا۔ حضور ﷺ اس شخص کے گھر کے دروازے پر پہنچے اور اونٹ نے آپ ﷺ کا دیدار کیا تو وہ سجدہ ریز ہو گیا اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور ﷺ نے اس کو سر سے پکڑا اور اپنا دست اقدس اس پر پھیرا۔ پھر آپ ﷺ نے مہار منگوائی اور اونٹ کو ڈال کر اس کے مالک کو دے دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس اونٹ کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کافر انسانوں اور کافر جنات کے علاوہ ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا۔ اس نے اس شخص کے ساتھ سرکشی کی۔ وہ آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ﷺ میرا اونٹ سرکش ہو گیا ہے۔ میں اس ڈر سے اس کے قریب نہیں جاتا کہ وہ کہیں مجھ پر حملہ نہ کر دے۔ حضور ﷺ اس اونٹ کے پاس تشریف لے گئے۔ جب اس نے حضور ﷺ کو دیکھا تو وہ بلبلاتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی اور حضور ﷺ کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے فلاں! تیرا اونٹ تیرے خلاف شکایت کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا کر وہ آدمی ایک رسی لے کر آیا اور اپنے اونٹ کے گلے میں ڈال دی۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ انصار کے باغات میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں دو اونٹ تھے جو چیخ و پکار کر رہے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ ان دونوں کے قریب ہوئے تو انہوں نے اپنی گردن کو زمین پر رکھ دیا۔ اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ جو بھی افراد تھے انہوں نے اللہ کی حمد بیان کی۔

حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی کہ لوگ اس پر اونٹنی کو چرانے کا الزام لگاتے ہیں۔ اونٹنی نے دروازہ کے پیچھے سے حضور ﷺ سے عرض کی۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ کہ اس شخص نے مجھے چوری نہیں کیا اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی اور شخص میرا مالک ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ البتہ اس میں ایک راوی یحییٰ بن عبد اللہ المصری ہیں جو عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں۔ میں انہیں نہیں جانتا نہ ہی ان پر جرح کی گئی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ روایت اسی شخص کی گھڑی ہوئی ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی ایک اور بھی سند ہے۔

الطبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر

تبدیلی کے ساتھ تھا۔ مثلاً یہ کہ وہ جانور پہلے کمزور تھے حضور ﷺ کے طفیل انہیں طاقت ملی پہلے وہ سست رو تھے۔ لیکن تاجدار حرم ﷺ کی برکت سے وہ تیز رفتار ہوگئے۔ یہ تمام حضور ﷺ کے معجزات ہی تھے۔ میں نے یہ واقعات اس جگہ اس لیے ذکر کیے تھے۔ کیونکہ میرے نزدیک وہاں ان کا تذکرہ زیادہ مناسب تھا۔

بکریوں کا حضور ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہونا

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ باغ میں بکریوں کا ایک ریوڑ تھا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم ان بکریوں سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا کوئی شخص بھی کسی کو سجدہ نہ کرے اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور ذات کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔ الرضین بن عطاء نے فرمایا ہے کہ ایک قصاب نے ایک بکری کو ذبح کرنے کے لیے دروازہ کھولا۔ لیکن وہ بکری وہاں سے بھاگ گئی۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ قصاب بھی اس کے پیچھے پیچھے بارگاہ مصطفویہ حاضر ہوا اور اس بکری کو ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری سے فرمایا اللہ کے حکم پر صبر کر اور اے قصاب! تو اسے موت کی جانب نرمی سے لے جا۔

امام بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں خیبر کا ایک سیاہ فام حبشی غلام حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس کے پاس اس کے آقا کا ریوڑ تھا۔ اس نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی اگر میں نے اسلام قبول کرلیا تو مجھے کیا ملے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تجھے جنت عطا کی جائے گی۔ وہ حبشی غلام دامن اسلام سے وابستہ ہوگیا۔ پھر اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا اسے ہمارے لشکر سے نکال کرلے جاؤ۔ پھر اس کی طرف کنکری پھینک کر اس کے مالک کی طرف ہانک دو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے اس امانت کو ادا فرمائے گا۔ اس غلام نے ایسا ہی کیا۔ وہ ریوڑ صحیح وسالم اپنے مالک کے پاس پہنچ گیا۔ جب یہودی کو معلوم ہوا کہ اس کے غلام نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ تو اس نے اس کو شہید کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو عزت عطا فرمائی ہے اور بھلائی کی طرف لے گیا ہے۔ وہ سچا مسلمان تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے سر پر دو حوریں کھڑی ہیں۔ امام البیہقی نے یہ واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ایک ہرنی کی بارگاہ رسالت میں فریاد

الطبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صحراء

طرف پھینکی اور فرمایا: حٰمٓ لَا یُنصَرُوْنَ قوم شکست سے دوچار ہوئی حالانکہ نہ ہی ہم نے شمشیر زنی کی اور نہ ہی کوئی تیر پھینکا۔

گدھے کا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کلام ہونا

ابن عساکر نے ابن منظور سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی محترم ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس وقت آپ ﷺ کو ایک کالا گدھا ملا۔ حضور ﷺ نے اس گدھے سے گفتگو فرمائی اور اس گدھے نے آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری نسل میں ساٹھ گدھوں کو پیدا فرمایا ہے۔ ان پر صرف انبیاء علیہم السلام نے ہی سواری کی ہے۔ مجھے امید تھی کہ آپ ﷺ مجھ پر ضرور سواری فرمائیں گے۔ آپ ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔ اور میں اپنی نسل میں سب سے آخری ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ ان کو جان بوجھ کر نیچے گرا دیا کرتا تھا۔ وہ مجھے بہت زیادہ بھوکا رکھتا تھا اور میری پیٹھ پر مارا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس گدھے سے فرمایا تیرا نام یعفور ہے۔ حضور ﷺ اس گدھے کو کسی شخص کے دروازے پر بھیجتے۔ وہ اس شخص کے دروازے پر آتا اپنے سر سے دروازے پر دستک دیتا۔ جب گھر کا مالک باہر آتا تو گدھا اس کو اشارے سے کہتا تجھے نبی کریم ﷺ یاد فرما رہے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو وہ گدھا ابوہیثم بن التیہان کے کنویں کی طرف چلا گیا اور حضور ﷺ کی جدائی اور فراق کے غم میں اپنے آپ کو کنویں میں گرا دیا۔

ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ خیبر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک سیاہ گدھا حاضر ہوا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں عمرو بن فلاں ہوں ہم تین بھائی تھے۔ ہمیں یہ شرف حاصل ہے کہ ہم سب پر انبیاء علیہم السلام نے سواری کی ہے۔ میں اپنے بھائیوں میں سے سب سے چھوٹا ہوں۔ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ﷺ مجھ پر سواری فرمائیں گے اس سے قبل میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ جب بھی میں آپ ﷺ کو یاد کرتا تھا تو میں اسے منہ کے بل گرا دیتا تھا۔ پھر وہ مجھے بہت زیادہ مارتا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے حجۃ الوداع سے واپسی پر وہ گدھا مر گیا۔ امام نووی نے ابن الصلاح سے اسی پر جزم کیا ہے۔ (یعنی وہ گدھا اسی سال ہی مرا تھا) اس طرح وہ گدھا حضور ﷺ کے وصال سے پہلے مر چکا تھا۔ ابونعیم نے یہی حدیث حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی ہے۔ ابن حبان وغیرہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ یہ حدیث کئی اسناد سے روایت کی گئی ہے۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا شرعی طور پر انکار کیا جائے اور نہ حضور ﷺ کے لیے اس کا وقوع کوئی انوکھی بات ہے۔

تنبیہ

تیسری قسم کے چوتھے باب میں وہ احادیث گذر چکی ہیں جن کا تعلق حیوانات مثلاً اونٹ، گھوڑے اور گدھے کی صفات کی

تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وہ ہرنی اپنے بچے کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اسے خیمے کی رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ کچھ دیر بعد ہرنی کو شکار کرنے والے بھی وہاں آ گئے آپ ﷺ نے وہ ہرنی ان سے تحفتاً طلب فرمائی انہوں نے بطور ہدیہ اسے آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم ایک اعرابی کے خیمہ کے پاس سے گذرے۔ اس کے خیمہ کے ساتھ ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے۔ جنگل میں میرے دو بچے ہیں۔ میری کھیری میں بہت زیادہ دودھ جمع ہو گیا ہے نہ تو یہ اعرابی مجھے ذبح کرتا ہے کہ مجھے آرام آ جائے اور نہ ہی مجھے چھوڑتا ہے کہ میں جنگل میں اپنے بچوں کے پاس جاؤں۔ نبی محترم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر میں تجھے آزاد کر دوں۔ تو کیا تو دودھ پلا کر واپس آ جائے گی اس نے کہا۔

اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کے عذاب میں مبتلا کرے۔ حضور ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وہ ہرنی اپنے بچوں کو دودھ پلا کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اعرابی بھی وہاں آ گیا اس کے پاس مشک تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تو ہرنی مجھے فروخت کرے گا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ ہرنی آپ ہی کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے اس ہرنی کو دیکھا وہ چیختی ہوئی جنگل کی طرف جا رہی تھی۔ اور ساتھ ساتھ یہ کہہ رہی تھی۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' اسی حدیث کو امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ روایت کئی اسناد سے روایت کی گئی ہے جو ایک دوسرے کو قوی کرتی ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کوئی اصل ہے۔ یہ حدیث حسن لغیرہ ہو گئی اور علامہ ابن السبکی نے ابن الحاجب کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ سنگریزوں کا تسبیح بیان کرنا اور ہرنی کا کلام کرنا اگرچہ یہ روایات آج متواتر نہیں ہیں۔ لیکن یہ اس زمانہ میں متواتر تھیں۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ میں یہی کہا کرتا ہوں کہ یہ تمام روایات لوگوں میں مشہور ہیں۔

بھیڑیئے کا ہم کلام ہونا

امام احمد، ابن سعد، البزار، حاکم بیہقی اور ابونعیم نے کئی اسناد سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک چرواہا ''حرۃ'' کے مقام پر اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ اچانک ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر حملہ آور ہوا وہ چرواہا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور چرواہے سے کہنے لگا اے چرواہے! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا تو میرے اور میرے اس رزق کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بھیجا ہے۔ چرواہے نے کہا یہ بڑا تعجب خیز واقعہ ہے کہ ایک بھیڑیا انسان کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کیا میں

میں موجود تھے۔ اچانک آپ ﷺ کو ایک آواز سنائی دی کسی نے پکارا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضور ﷺ نے توجہ فرمائی لیکن آپ ﷺ نے کسی چیز کو ملاحظہ نہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری طرف توجہ فرمائی آپ ﷺ نے ایک بندھی ہوئی ہرنی دیکھی۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے قریب تشریف لائیں۔ حضور ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ تو نے مجھے کیوں پکارا ہے۔ اس ہرنی نے عرض کی اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ ﷺ مجھے اس شکنجے سے آزاد فرمائیں میں انہیں دودھ پلا کر ابھی آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنے وعدے کو نبھائے گی۔ اس نے جواب دیا اگر میں وعدہ شکنی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کے عذاب میں مبتلا کرے۔

حضور ﷺ نے اس ہرنی کو آزاد فرمایا وہ وہاں سے چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ وہاں ہی باندھ دیا۔ اسی اثناء میں وہ اعرابی آگیا حضور ﷺ کو وہاں تشریف فرما دیکھ کر اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس ہرنی کو آزاد کر دے۔ اس اعرابی نے اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی وہاں سے بھاگتی جا رہی تھی اور ساتھ یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اغلب بن تمیم ہے۔ جو ضعیف ہے۔ لیکن اس روایت کی کئی اور بھی اسناد ہیں جو اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ اس داستان کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔

الطبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ ایک قوم کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے ایک ہرنی کو پکڑ کر باندھا ہوا تھا۔ اس ہرنی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے دو بچے ہیں آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں انہیں دودھ پلا کر ابھی واپس آجاتی ہوں۔ حضور ﷺ نے اس قوم کو فرمایا اس ہرنی چھوڑ دو یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔ انہوں نے عرض کی کہ اس کا ضامن کون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کا ضامن ہوں۔ انہوں نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔ انہوں نے دوبارہ اس کو باندھ دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم اس ہرنی کو بیچنا چاہو گے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ آپ ہی کی تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم اس کو آزاد کر دو۔ انہوں نے ہرنی کو آزاد کر دیا۔ وہ واپس چلی گئی۔

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک ہرنی کے پاس سے گذرے وہ خیمے کی رسی کے ساتھ باندھی گئی تھی۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے آزاد فرمائیں۔ میں اپنے بچے کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس قوم نے تجھے شکار کیا ہے اور تجھے باندھا ہے۔ میرے ساتھ وعدہ کر کہ تو اپنے بچے کو دودھ پلانے کے بعد واپس آجائے گی۔ اس نے وعدہ کیا آپ ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔

نے کہا اس سے زیادہ تعجب خیز تو وہ ہستی والا ﷺ ہیں جوان دو پہاڑوں کے درمیان تشریف فرما ہیں۔ وہ ماضی اور مستقبل کی خبریں بتا رہے ہیں۔ وہ شخص یہودی تھا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس تمام واقعہ کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ کی تصدیق فرمائی۔

ابن عساکر نے محمد بن جعفر الدمشقی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت رافع بن عمیر الطائی سے بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی۔ وہ اپنے ریوڑ میں تشریف فرما تھے۔ بھیڑیئے نے ان کو حضور خاتم النبیین ﷺ کے متعلق بتایا اور اسلام قبول کرنے کے لیے کہا۔ حضرت رافع بن عمیر نے اپنے ان اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

رَعَيْتُ الضَّأنَ وَاَحْمِيهَا زَمَانًا ۔۔۔ مِنَ الضَّبعِ الْخَمِيعِ وَكُلِّ ذِئْبِ

''میں نے بھیڑوں کو چرایا اور کافی مدت تک انہیں شریر بجوؤں اور بھیڑیوں سے بچاتا رہا۔''

فَلَمَّا اَنْ سَمِعْتُ الذِئْبَ نَادٰى ۔۔۔ يُبَشِّرُنِى بِاَحْمَدَ مِنْ قَرِيْبِ

''جب میں نے سنا کہ ایک بھیڑیا قریب سے میرے ساتھ محو کلام ہے۔ وہ مجھے حضور ﷺ کے متعلق بشارت دے رہا ہے۔''

سَعَيْتُ اِلَيْهِ قَدْ شَمَّرْتُ ثَوْبِى ۔۔۔ عَنِ السَّاقَيْنِ اَقْصُدُ لِلرَّكِيْبِ

''میں آپ ﷺ کے پاس بھاگ کر گیا میں نے اپنی پنڈلیوں سے اپنا کپڑا اٹھا لیا تھا اور سفر پر رواں دواں تھا۔''

فَاَلْفَيْتُ النَّبِىَّ يَقُوْلُ قَوْلًا ۔۔۔ صَدُوْقًا لَيْسَ بِالْقَوْلِ الْكَذُوْبِ

''میں نے حضور ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ اس وقت سچی بات بیان فرما رہے تھے۔ اس میں جھوٹ بالکل نہیں تھا۔''

فَبَشَّرَنِى لِدِيْنِ الْحَقِّ حَتّٰى ۔۔۔ تَبَيَّنَتِ الشَّرِيْعَةُ لِلْمُنِيْبِ

''آپ ﷺ نے میرے لیے دین حق کو آسان فرما دیا حتی کہ واضح ہو گیا کہ شریعت لوٹنے والے کے لیے ہے۔''

وَاَبْصَرْتُ الضِّيَاءَ يُضِئُ حَوْلِى ۔۔۔ اَمَامِى اِنْ سَعَيْتُ وَعَنْ جُنُوْبِى

''میں نے ایک نور دیکھا جو میرے اردگرد ضو فشاں تھا جب میں چلتا تو میرے آگے پیچھے دائیں اور بائیں مجھے ایک اجالا نظر آتا۔''

اَلَا اَبْلِغْ بَنِى عَمْرِو بْنِ عَوْفِ ۔۔۔ وَاِخْوَتِهِمْ جَدِيْلَةَ اَنْ اَجِيْبِى

''اے لوگو! عمرو بن عوف کے قبیلے اور ان کے بھائیوں تک یہ پیغام پہنچا دو کہ

دُعَاءَ الْمُصْطَفٰى لَا شَكَّ فِيْهِ ۔۔۔ فَاِنَّكَ اِنْ اَجَبْتَ فَلَنْ تَخِيْبِى

تم حضور ﷺ کی دعوت پر لبیک کہو۔ ان کی دعوت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اگر تم نے ان کی دعوت پر لبیک کہا تو تم خسارے میں نہیں رہو گے''۔

تجھے اس سے تعجب خیز بات نہ بتاؤں وہ یہ کہ دو سخت چٹانوں کے درمیان حضور ﷺ تشریف لائے ہیں وہ لوگوں کو غیب کی خبریں بیان فرمار ہے ہیں۔ اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانکا اور مدینہ طیبہ آ گیا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو بھڑیے کا قصہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔

انسانوں کے ساتھ درندوں کا ہم کلام ہونا قیامت کی نشانی ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے ہم کلام نہ ہوں گے۔ انسان اپنے جوتے کے تسمے اور اپنے عصا سے ہم کلام ہوگا۔ انسان کی ران اس کو بتائے گی کہ اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیا کیا۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابونعیم اور امام بیہقی نے اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھے۔ ان بکریوں میں سے ایک بکری پر بھیڑیے نے حملہ کر دیا۔ حضرت اہبان رضی اللہ عنہ نے بھڑیئے کا پیچھا کیا۔ بھڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ وہ حضرت اہبان سے یوں ہم کلام ہوا۔ اے اہبان! جس دن آپ ان بھیڑیوں سے غافل ہوں گے۔ اس دن ان کی حفاظت کون کرے گا۔ کیا آپ مجھ سے وہ رزق چھیننا چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ حضرت اہبان فرماتے ہیں میں نے کہا میں نے اس سے زیادہ تعجب خیز چیز نہیں دیکھی کہ ایک بھڑیا مجھ سے محو گفتگو ہے۔ بھیڑیئے نے کہا آپ اس پر تعجب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ ان کھجوروں میں سید مرسلان ﷺ کا ظہور ہوا ہے۔ وہ لوگوں کو غیب کی خبریں سنا رہے ہیں۔ وہ انہیں ماضی اور مستقبل سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف بلا رہے ہیں۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت اہبان رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے اس بھیڑیئے کے متعلق بھی عرض کی۔

ابن عدی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیا ان بکریوں پر اچانک حملہ آور ہوا اور اس نے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے جھپٹ کر بھیڑیئے کے منہ سے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیئے نے اس چرواہے کو مخاطب کیا اور کہا ''کیا تو اپنے اللہ سے نہیں ڈرتا تو مجھے اس رزق سے روکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے''۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر چرواہے نے کہا عجیب بات ہے کہ ایک بھیڑیا گفتگو کر رہا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا میں تجھے اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات بتاتا ہوں۔ کھجوروں والی مبارک زمین پر حضور ﷺ تشریف لا چکے ہیں۔ وہ لوگوں کو اولین و آخرین کی باتیں سنا رہے ہیں۔ وہ چرواہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا۔

امام احمد اور ابونعیم نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کسی چرواہے کے ریوڑ میں آیا اور اس میں سے ایک بکری کو اٹھا لیا۔ چرواہے نے اس بھیڑیئے کا پیچھا کر کے اس سے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیا ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے چرواہے! تو نے مجھ سے وہ رزق چھین لیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا تھا۔ چرواہے نے کہا اللہ کی قسم! میں نے آج تک ایسا بھیڑیا نہیں دیکھا جو انسانوں کی طرح گفتگو کرتا ہو۔ بھیڑیئے

واقدی اور ابونعیم نے سلیمان بن یسار سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی الثقلین ﷺ ''حرہ'' تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بھیڑیا حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اویس (بھیڑیا) ہے جو ہر ریوڑ سے ایک بکری کا مطالبہ کر رہا ہے۔ لوگوں نے اس کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے اپنی مبارک انگلی سے اس کی طرف اشارہ فرمایا یہ دیکھ کر وہ بھیڑیا وہاں سے چلا گیا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ ابن وہب سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک بھیڑے نے ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ سے کلام کیا یہ واقعہ ان کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا ہے انہوں نے ایک بھیڑیئے کو دیکھا جو ایک ہرن کو پکڑنا چاہتا تھا۔ بھیڑیے نے حرم کعبہ سے باہر ہرن کا تعاقب کیا وہ ہرن حرم میں داخل ہو گیا۔ بھیڑیا وہاں سے پلٹ آیا۔ انہوں نے اس بات پر تعجب کیا۔ ان کا یہ تعجب دیکھ کر بھیڑیے نے کہا۔ اس سے تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہیں وہ تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں جبکہ تم آپ ﷺ کو آگ کی طرف دعوت دے رہے ہو۔ ابوسفیان نے صفوان سے کہا۔ اگر تو اس واقعہ کو مکہ میں بیان کرتا تو وہ خلوف کو چھوڑ دیتے۔

گوہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی گواہی دینا

امام الطبرانی نے اوسط اور صغیر میں، ابن عدی، حاکم نے معجزات میں، امام بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شفیع معظم، رحمت عالم ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ بنی سلیم کا ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک گوہ پکڑ رکھی تھی۔ اس نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم! میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ جب تک یہ گوہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کی رسالت کی گواہی نہ دے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ضب! گوہ نے فصیح اور واضح عربی میں عرض کیا اور اس کی گفتگو کو تمام اہل محفل نے سمجھا وہ عرض کناں ہوئی:

یارسول رب العالمین! صلی اللہ علیک وسلم میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے اس نے کہا میں اس ذات کی پرستش کرتی ہوں۔ جس کا عرش آسمانوں میں ہے۔ جس کی سلطنت زمین پر ہے۔ جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ جنت میں ان کی رحمت ہے اور آگ میں اس کا عذاب ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں۔ وہ عرض کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم رب العالمین کے رسول ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔ جب اعرابی نے یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھا تو وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

امام بیہقی نے اسی واقعہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی اسناد سے روایت کیا ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا معجزہ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ ابونعیم نے اس کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے۔ ابن عساکر نے اسی طرح کا معجزہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ دارقطنی نے بھی

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ہم غزوۂ تبوک کے لیے جارہے تھے۔ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری کو پکڑ کر بھاگ گیا۔ تمام چرواہے اس بھیڑیے کے تعاقب میں نکلے۔ بھیڑیئے نے کہا کیا تم میرے اس رزق کو مجھ سے چھین لینا چاہتے ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ وہ لوگ اس کے کلام پر تعجب کرنے لگے اس نے کہا کیا تم ایک بھیڑیئے کی گفتگو پر تعجب کر رہے ہو۔ جبکہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہو چکی ہے۔

بزار، سعید بن منصور اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا وہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور دم ہلانے لگا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ تمام بھیڑیوں کا نمائندہ ہے۔ یہ تمہارے پاس یہ التجا لے کر آیا ہے کہ تم ان کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ مقرر کر دو۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے امام زہری کی سند سے حضرت حمزہ بن ابی اسید سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک شخص کے جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیا حاضر ہوا وہ راستہ میں اپنے ہاتھ پھیلا کر بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا تم سے اپنے حصے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ تم اس کے لیے ایک حصہ مقرر کر دو۔صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی کیا رائے ہے اس کے لیے کیا مقرر کیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر ریوڑ سے سالانہ ایک بکری اس کے لیے مقرر کر لی جائے۔صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ تو بہت زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ تو ان سے چھین لیا کر آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر وہ بھیڑیا چلا گیا۔

ابونعیم اور ابن سعد نے مطلب بن عبداللہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ کرام کے مابین تشریف فرما تھے۔ ایک بھیڑیا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر آواز نکالنے لگا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا درندوں کا نمائندہ بن کر آیا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو ان کے لیے ایک حصہ مقرر کر دو یہ اس سے تجاوز نہیں کریں گے اور اگر تم چاہو تو انہیں چھوڑ دو یہ تمہارے ریوڑ سے اپنے حصے کو چھین لیا کریں گے۔ جو یہ لے لیا کریں گے وہی ان کے لیے رزق ہوگا۔صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے نفس ان کے لیے کوئی بھی حصہ مقرر نہیں کرنا چاہتے۔آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا کہ وہ ان کے ریوڑ سے اپنا حصہ چھین لیا کرے۔ یہ دیکھ کر بھیڑیا بھاگتا ہوا واپس چلا گیا۔

دارمی، ابن منیع اور ابونعیم نے شمر بن عطیہ کی سند سے مزینہ یا جہینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے فجر کی نماز ادا فرمائی۔آپ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیئے حاضر ہوئے۔ وہ تعداد میں تقریباً ایک سو تھے۔حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا یہ بھیڑیوں کے نمائندے ہیں۔ تم اپنی خوراک میں سے کوئی چیز ان کے لیے مقرر کر دو۔ پھر دیگر تمام اشیاء ان سے محفوظ ہوں گی۔صحابہ کرام نے اپنی ضروریات بیان کیں۔حضور ﷺ نے فرمایا ''انہیں اجازت دے دو انہیں اجازت دے دو۔ بھیڑیئے آوازیں نکالتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

سنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ رب العالمین کا کلام ہے شعر نہیں ہے۔ جب تو نے ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ...... الخ'' کو ایک مرتبہ پڑھ لیا تو تو نے گویا ایک تہائی قرآن کو پڑھ لیا اور اگر تو نے اس کو دو مرتبہ پڑھا تو تو نے قرآن پاک کے دو ثلث کو پڑھ لیا اور اگر تو نے اس سورت کو تین مرتبہ پڑھا تو گویا تو نے سارا قرآن پاک ختم کر لیا۔ اعرابی نے کہا اللہ تعالیٰ ہی ہمارا معبود ہے۔ وہ معمولی چیز کو قبول کر لیتا ہے اور بہت زیادہ اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس اعرابی سے فرمایا کیا تو مالدار ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ مفلس اور نادار کوئی شخص نہیں ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اس اعرابی کو مال دو۔ صحابہ کرام نے اس کو اتنا مال دیا کہ وہ مالدار ہو گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اس کو وہ اونٹنی دیتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیک وسلم نے مجھے غزوۂ تبوک کے دن عطا فرمائی تھی۔ یہ سب اونٹنیوں سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ کوئی اونٹنی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی میں اس سے صرف قرب الٰہی کا خواہاں ہوں۔ حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم نے راہ خدا میں دیا ہے تم اس کی تعریف کر چکے ہو۔ اب میں اس کی تعریف کرنے لگا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ تجھے اس کا بدلہ دے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ضرور اس اجر کی توصیف فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن تجھے درخشاں موتی کی ایک اونٹنی عطا کی جائے گی۔ جس کے پاؤں سبز زمرد کے ہوں گے۔ اس کی گردن سرخ موتی کی ہو گی۔ اس اونٹنی کے اوپر ایک ہودج ہو گا اس ہودج پر سندس و استبرق پھیلا ہوا ہو گا۔ وہ تجھے لے کر بجلی کی سرعت کی طرح پل صراط سے گذر جائے گی۔

اس کے بعد وہ اعرابی بارگاہ رسالت سے رخصت ہو گیا اسے راستہ میں بنی سلیم کے ایک ہزار جوان ملے وہ ایک ہزار جانوروں پر سوار تھے۔ ان کے پاس ایک ہزار نیزے اور ایک ہزار تلواریں تھیں۔ اعرابی نے ان سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اس شخص سے نبرد آزما ہونے جا رہے ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کلمہ شہادت سن کر انہوں نے کہا کیا تو بھی بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے انہیں تمام واقعہ سنایا۔ وہ تمام کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ پھر وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کا استقبال کیا وہ اپنی سواریوں سے نیچے اترے وہ اپنی زبانوں سے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا ورد کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں کوئی حکم فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جہاد کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کی حیات مطہرہ میں اس سے قبل بیک وقت اتنے افراد نے کبھی بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیر

ابن سعد، ابو یعلیٰ، البزار، ابن مندہ، حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے خادم رسول حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

معجزہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے۔ کہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ بنی سلیم کا ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک گوہ کو شکار کر کے اپنی آستین میں ڈال رکھا تھا۔ تا کہ اسے گھر لے جا کر بھون کر کھائے۔ جب اس اعرابی نے صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھا تو پوچھنے لگا اس جماعت کا سردار کون ہے۔ اس کو بتایا گیا کہ اس جماعت کی سردار وہ عظیم الشان ہستی ہیں جو اللہ کے محبوب رسول ہیں۔ وہ بارگاہ رسالت میں آیا اور کہنے لگا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر مجھے اہل عرب جلد باز نہ کہتے تو میں آپ کو اسی وقت شہید کر دیتا۔ اور آپ کی شہادت کی وجہ سے تمام لوگ خوش ہو جاتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی گستاخانہ گفتگو سن کر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں میں اسے واصل جہنم کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر کیا تم نہیں جانتے کہ قریب ہے کہ حلیم اور بردبار کے سر پر تاج نبوت سجا دیا جاتا۔ پھر اس اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف توجہ کی اپنی آستین سے گوہ نکالی اور کہنے لگا۔ مجھے لات وعزیٰ کی قسم! جس وقت تک یہ گوہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) پر ایمان نہیں لائے گی۔ اس وقت تک میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ اس نے اس گوہ کو حضور ﷺ کے سامنے پھینک دیا۔ حضور نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا اے ضب! آپ ﷺ کا فرمان سن کر وہ فصیح عربی زبان میں گفتگو کرنے لگی اس کی گفتگو کو تمام قوم نے سنا۔ اس نے رحمت عالمیاں ﷺ سے عرض کی میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔

حضور ﷺ نے پوچھا اے گوہ! تو کس ہستی والا کی عبادت کرتی ہے۔ اس نے عرض کی میں اس بزرگ و برتر معبود برحق کی پوجا کرتی ہوں جس کا عرش آسمان پر ہے۔ جس کی حکومت اور فرمانروائی زمین پر ہے۔ جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ جس کی رحمت جنت میں ہے۔ جس کا عذاب آگ میں ہے۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم عالمین کے پروردگار کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ ﷺ کی تصدیق کی وہ فلاح پا گیا۔

جس نے آپ ﷺ کو جھٹلایا وہ گھاٹے میں رہا۔ اعرابی نے یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھ کر کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت اس زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا۔ جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ قابل نفرت ہو۔ لیکن اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ میں دل و جان سے آپ پر ایمان لایا ہوں۔ میں نہاں اور عیاں آپ کا غلام ہوں۔ میرے ظاہر کے مالک بھی آپ ﷺ ہی ہیں اور میرے باطن پر بھی آپ ﷺ ہی کا قبضہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تمام تعریفیں اس پروردگار کیلئے ہیں جس نے تجھے اس دین کی طرف ہدایت دی۔ جو غالب تو ہو سکتا ہے لیکن اس کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو صرف ادائیگی نماز کے ساتھ ہی قبول فرماتا ہے۔ وہ نماز کو صرف قرآن پاک کے ساتھ ہی قبول کرتا ہے۔ اعرابی نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے کچھ تعلیم دیں۔ حضور ﷺ نے اس کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کی تعلیم دی۔ قرآن پاک کو سن کر اس نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے شعر اور نثر میں اس جیسا دلنشیں کلام نہیں

کے لیے تشریف لے گئے۔آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔آپ ﷺ نے اپنے نعلین مبارک اتار لیے کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے انہیں پہننا چاہا۔ابھی آپ ﷺ نے ایک ہی موزہ پہنا تھا کہ ایک پرندہ آیا۔اس نے دوسرا موزہ اٹھایا اور اسے کافی بلندی تک لے گیا۔جب اس نے وہ موزہ نیچے پھینکا تو اس میں سے ایک کالا سانپ نکلا حضور ﷺ نے اپنی یہ عزت افزائی دیکھ کر فرمایا۔یہی وہ عزت وتکریم ہے جس کے ساتھ اللہ نے مجھے نوازا ہے۔

ایک پالتو جانور کا عشق مصطفیٰ ﷺ

امام احمد، البزار اور قاسم بن ثابت اندلسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پالتو جانور تھا۔جب تک ہمارے ہاں حضور ﷺ تشریف فرما رہتے۔وہ بھی پرسکون رہتا وہ کسی قسم کی حرکت نہ کرتا نہ ہی کسی قسم کی بے چینی کا اظہار کرتا۔جب حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو اس کا چین اور آرام ختم ہو جاتا وہ اچھلنا اور کودنا شروع کر دیتا۔ کیونکہ گھر میں اب کوئی شخص نہ ہوتا جس سے وہ خوفزدہ ہوتا اور اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کا دیدار نہ کرنے کی وجہ سے اس کو قرار نہ آتا تھا۔

ایک شیر خوار بچے کا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا

امام بیہقی، دارقطنی، حاکم اور خطیب بغدادی نے حضرت معرض یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال حضور ﷺ کی معیت میں حج ادا کیا۔میں مکہ معظمہ کے ایک گھر میں داخل ہوا۔وہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ کا چہرہ ماہ تمام کی طرح چمک رہا تھا۔میں نے وہاں ایک عجیب واقعہ دیکھا۔اہل یمامہ میں سے ایک شخص اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔وہ بچہ اسی دن ہی اس جہان رنگ وبو میں آیا تھا۔اس نے اس بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔مجسمۂ معجزات ﷺ نے فرمایا اے بچے! میں کون ہوں؟۔

اس نے جواب دیا۔آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اللہ تجھے بابرکت بنائے۔پھر اس بچے نے جوان ہونے تک کوئی بات نہ کی ہم نے اس کا نام ''مبارک الیمامہ'' رکھا تھا۔حضرت علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں فرمایا ہے۔یہ حدیث کئی اسناد سے روایت کی گئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔حالانکہ وہ جوان تھا۔حضور اکرم ﷺ نے اس کو مخاطب کر کے پوچھا میں کون ہوں۔اس نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اسے معجزانہ طور پر کلام کرنے پر قدرت عطا فرمائی۔

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کشتی کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ وہ تختہ مجھے درختوں کے ایک جھنڈ میں لے آیا۔ وہاں ایک شیر تھا جب میں نے شیر کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا اے ابوالحارث! میں خادم رسول اللہ ﷺ ہوں میرا نام سفینہ ہے۔ وہ اپنی دم کو ہلاتا ہوا میرے پاس آیا۔ حتی کہ وہ میرے پہلو کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ میرے ساتھ چلتا رہا۔ حتی کہ اس نے سیدھے راستہ کی طرف میری راہنمائی کی۔ اس کے بعد وہ تھوڑا سا غرایا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ مجھے الوداع کر رہا ہے۔

امام بغوی اور ابن عساکر نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے راستہ میں ایک شیر ملا میں نے کہا میں سفینہ حضور ﷺ کا خادم ہوں۔ شیر نے اپنی دم زمین پر رکھی اور بیٹھ گیا۔

ایک وحشی جانور کا ایمان افروز واقعہ

امام احمد، ابویعلی، البزار، الطبرانی، امام بیہقی اور ابونعیم نے کئی اسناد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آل رسول اللہ ﷺ کا ایک وحشی جانور تھا۔ جب حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا، کودتا اور اچھلتا تھا۔ جب حضور ﷺ گھر تشریف لاتے تو وہ گھٹنے کے بل بیٹھ جاتا۔ جب تک حضور ﷺ گھر میں رہتے وہ نہایت ادب سے بیٹھا رہتا۔ ہیثمی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

چڑیا کی فریاد

امام بیہقی، ابونعیم اور ابوالشیخ نے اپنی کتاب العظمۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک درخت کے پاس سے گذرے۔ اس میں چڑیا کے دو بچے تھے۔ ہم نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ چڑیا چہچہاتی ہوئی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کی عرض سن کر فرمایا اس چڑیا کو اس کے دو بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف دی ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ہی اس کے بچوں کو اٹھایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں واپس ان کی جگہ پر لوٹا دو ہم نے انہیں اسی آشیانہ میں رکھ دیا۔

کوا بارگاہ رسالت میں

ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے اپنے نعلین مبارک منگوائے۔ ابھی ایک موزہ پہنا ہی تھا کہ دوسرا موزہ ایک کوا لے اڑا۔ بلندی پر جا کر اس نے اس موزے کو نیچے پھینک دیا۔ جونہی موزہ نیچے گرا اس میں سے ایک سانپ نکل آیا۔ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ جھاڑنے سے پہلے اپنے جوتے نہ پہنے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم رؤف رحیم ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ بہت دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ ﷺ قضائے حاجت

اَرَانَا الْھُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا　　بِہٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ

"آپ ﷺ نے ہم کو جہالت کے بعد ہدایت کا راستہ دکھایا ہمارے قلوب کو آپ ﷺ پر یہ پورا وثوق ہے کہ آپ ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول یوں پیش کرتے ہیں:

نَبِیٌّ یَّرٰی مَا لَا یَرَی النَّاسُ حَوْلَہٗ　　وَیَتْلُوْ کِتَابَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَشْھَدٖ

"آپ ﷺ وہ عظیم الشان نبی ہیں جو اپنے اردگرد ان اشیاء کو ملاحظہ فرماتے ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتیں۔ آپ ﷺ ہر محفل میں اللہ رب العزت کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔"

فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَّقَالَۃَ غَائِبٍ　　فَتَصْدِیْقُھَا فِیْ فَحْوَۃِ الْیَوْمِ اَوْ غَدٖ

"اگر آپ ﷺ نے کسی دن کوئی غیب کی خبر بیان فرمائی تو اس کی تصدیق یا تو اسی روز چاشت کے وقت ہو جاتی ہے یا پھر اگلے روز وہ واقعہ رونما ہو جاتا ہے"۔

امام بخاری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم اپنی عورتوں سے دل لگی اور گفتگو کرنے سے اس خوف کی وجہ سے اجتناب کرتے تھے کہ کہیں ہمارے متعلق کوئی وحی ہی نازل نہ ہو جائے۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو پھر ہم اپنی بیویوں سے بلا جھجک گفتگو کرتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم میں سے ہر کوئی اپنی بیوی سے محبت کے معاملات کرنے سے رکا رہتا تھا حالانکہ وہ اور اس کی بیوی ایک ہی بستر میں ہوتے تھے اس خوف سے کہ کہیں ان کے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل نہ ہو جائے۔ اس باب کے معجزات ان گنت ہیں۔ آپ ﷺ سے ایسے واقعات کا ظہور اکثر ہوتا تھا۔ کبھی تو ان معجزات کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا جاتا تھا اور کبھی بغیر کسی سوال کے وقت کے تقاضا کے مطابق ایسے معجزات رونما ہوتے تھے۔ یہ معجزات تعداد میں دیگر معجزات سے کہیں زیادہ ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الشفا" میں فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کا علم غیب ان معجزات میں سے ہے جن کے بارے میں قطعی علم ہوتا ہے اور جو اپنے راویوں کی کثرت اور معانی کے اتفاق کی وجہ سے متواتر ہیں۔

امام احمد الطبرانی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم کو اس حالت میں چھوڑا کہ جو پرندہ فضا میں اپنے پروں کے ساتھ اڑتا تھا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو اس کے متعلق بھی بتا دیا تھا۔

امام مسلم نے حضرت عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے ساتھ فجر کی نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتی کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ نماز ظہر ادا فرمائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا پھر عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نیچے تشریف لائے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ پھر ہمیں

ساتواں باب

اس باب میں نبی مکرم کے وہ معجزات بیان کیے جائیں گے جن کا تعلق غیب کی خبروں کے ساتھ ہے

اس باب میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل ان واقعات کے بارے میں ہے جن کے واقعہ ہونے سے پہلے ہی حضور ﷺ نے ان کی خبر دے دی تھی یا پھر حضور ﷺ نے ان واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے بعد ان کی خبر دی۔ اس باب میں قیامت کی علامات کا ذکر نہیں کیا جائے گا۔ میں انہیں کتاب کے آخر میں ذکر کروں گا۔

یہ فصل اس کتاب کی سب سے بڑی فصل ہے۔ معجزات کی کئی اقسام کی وجہ سے میں نے اس کو مختلف عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ یہ صرف ایک فصل نہیں بلکہ کئی فصلیں ہیں۔ جو علم غیب کے کئی عظیم فوائد پر مشتمل ہیں۔

یہ بات ذہن نشیں رہے کہ علم غیب اللہ رب العزت کے ساتھ مختص ہے وہ غیب کی خبریں جو حضور ﷺ نے بیان فرمائیں یا آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء نے بیان فرمائیں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ یا تو اللہ نے انہیں ان کی طرف وحی کیا ہے یا پھر الہام کے ذریعے انہیں آگاہ فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا سوائے اس علم کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے۔ حضور ﷺ نے جو بھی غیب کی خبریں دی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بتانے کی وجہ سے ہی دی ہیں۔ ان کا مقصد آپ ﷺ کی نبوت کی صحت اور رسالت کے ثبوت پر دلالت کرنا ہے۔ غیب کی خبریں دینے کا معاملہ بہت معروف و مشہور ہے۔ حتیٰ کہ لوگ ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے۔ خاموش ہو جاؤ اگر ہمارے پاس کوئی ایسا شخص موجود نہ بھی ہو جو حضور ﷺ کو بتائے تو پھر بھی وادیٔ بطحا کے پتھر آپ ﷺ کو بتا دیں گے۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو رکھا ہے۔ میں اس میں روز حشر تک رونما ہونے والے واقعات کو اس طرح ملاحظہ کر رہا ہوں جس طرح میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں یوں مدح خوانی کرتے ہیں:

وَفِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهُ   اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الصُّبْحِ سَاطِعُ

''ہمارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ تشریف فرما ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔ جب صبح سے کوئی پھیلنے والی بھلائی نکلتی ہے۔''

تنبیہ

جان لینا چاہیے کہ غیب کی خبروں کے متعلق بہت سی احادیث ہیں۔ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ مختلف اسباب کی وجہ سے مختلف امور میں کئی غیب کی خبریں دیا کرتے تھے۔ محدثین نے ان خبروں کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ تمام محدثین نے ان خبروں میں سے کچھ کا ہی تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے ایک کثیر مقدار کو جمع کرنے کی توفیق دی ہے۔ میں نے انہیں مختلف کتابوں سے جمع کیا ہے۔ وہ کتابیں میری اس کتاب کی بنیاد ہیں۔ میں نے ان خبروں کو عمدہ ترتیب دی ہے۔ یہ ایک مستقل تالیف بن گئی ہے۔ جو ناظرین کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتی ہے۔ میں نے قسم ثالث کی بڑی مقدار کو خصائص کبریٰ سے جمع کیا ہے۔ میں نے اس میں بڑی تحقیق کی ہے۔ میں نے تمام معجزات، فضائل اور دلائل کو ان کے متعلقہ باب میں رکھا ہے۔

خصائص کبریٰ انتہائی وسیع اور فائدہ مند کتاب ہے۔ وہ اس ضمن میں تالیف کردہ تمام کتابوں سے زیادہ جامع ہے۔ لیکن میری یہ کتاب پھر بھی اس سے برتر ہے۔ الحمدللہ یہ کتاب ترتیب، وضع، جمع اور ترتیب کے لحاظ سے اس سے کہیں افضل ہے۔ لیکن اس کتاب کی بنیاد اور اساس وہی کتاب ہی ہے۔ اگر خصائص کبریٰ نہ ہوتی تو پھر میری یہ کتاب ان صفات سے کبھی بھی متصف نہیں ہو سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف پر رحم فرمائے اور قیامت کے دن ان کے زمرہ میں حضور سید المرسلین ﷺ کے جھنڈے کے نیچے میرا حشر فرمائے۔ (آمین)

آپ ﷺ کا بعض صحابہ کرام کے متعلق غیب کی خبریں دینا

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی اور والد محترم کو بلا کر میرے پاس لاؤ تاکہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک وصیت لکھ دوں مجھے خطرہ ہے کہ باتیں بنانے والے باتیں بنائیں گے اور خواہش کرنے والے خلافت کی خواہش کریں گے۔ لیکن اللہ رب العزت اور اہل ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے۔

حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس بشارت سے پہلے بھی حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ جنت کا مژدہ جانفزا سنایا تھا۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبریں

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنا۔

خطبہ ارشاد فرمایا حتی کہ سورج غروب ہو گیا آپ ﷺ نے ہم کو قیامت تک رونما ہونے والے واقعات کی خبر دی ہم میں سے جس کو وہ خطبہ زیادہ یاد تھا وہ زیادہ عالم تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور کائنات نے ایک جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے قیامت تک رونما ہونے والے تمام واقعات کی خبر دی۔ جس نے اسے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا سو وہ بھول گیا۔ جب کوئی ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو وہ واقعہ مجھے فوراً یاد آ جاتا ہے جیسا کہ کوئی انسان کسی کے چہرہ کو یاد کر لیتا ہے جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے پھر وہ شخص سامنے آتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے قیامت تک ظہور پذیر ہونے والے واقعات کی خبر دی۔ میں نے ہر چیز کے متعلق آپ ﷺ سے سوال کیا۔ لیکن میں نے یہ سوال نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو مدینہ طیبہ سے کون سی چیز باہر نکالے گی۔

ابوداؤد نے حضرت حذیفہ ہی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی خود بھول گئے ہیں یا انہیں بھلا دیا گیا ہے۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے قیامت تک سر اٹھانے والے ہر فتنہ انگیز کے حالات کو کھول کر بیان کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہر اس فتنہ انگیز کے فتنہ کو بیان فرمایا تھا جس کے ساتھ اس کے تین سو یا اس سے زائد ساتھی تھے۔ آپ ﷺ نے ہم کو اس کا نام، اس کے والد اور اس کے قبیلہ کا نام بھی بتایا تھا۔

ابویعلی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج تم مجھ سے جس چیز کے متعلق بھی سوال کرو گے میں تمہیں اس کے بارے مین بتاؤں گا۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ حضرت جبرائیل حضور ﷺ کے ساتھ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم ابھی ابھی زمانہ جاہلیت سے نکلے ہیں۔ آپ ہمارے عیوب کو ظاہر نہ فرمائیں۔ آپ ہم سے درگذر فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو عزتیں اور کرامتیں عطا فرمائے۔

ابویعلیٰ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ ''قریش کا یہ قبیلہ حالت ایمان پر ہی رہے گا حتی کہ لوگ انہیں کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں جنتی ہوں یا جہنمی، آپ ﷺ نے فرمایا تو جنت میں جائے گا ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کیا میں جنتی ہوں یا جہنمی تو آپ ﷺ نے فرمایا تو جہنم میں جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تک میں خاموش رہا کروں تم بھی خاموش رہا کرو۔ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم ایک دوسرے کو دفن نہ کرو گے تو میں تمہیں جہنمیوں کے ایک گروہ کے متعلق بتا دیتا حتی کہ تم انہیں جان لیتے۔ اگر مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو میں ضرور ایسا کرتا۔

پھر ہم اپنے صدقات کس کے حوالے کریں۔ میں نے ان کی یہی بات آپ ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا۔ انہیں کہو میرے بعد صدقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ میں نے وفد بنی مصطلق کو یہی بات بتائی۔ انہوں نے کہا اگر ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات نہ کر سکیں تو پھر یہ صدقات کس کے سپرد کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر یہ صدقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینا۔ میں نے یہ بات اس وفد کو بتائی انہوں نے کہا بارگاہ رسالت میں عرض کریں کہ اگر ہم حضرت عمر فاروق کو بھی نہ پائیں تو پھر صدقات کس کو دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر صدقات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا وہ دن لوگوں کے لیے بربادی اور ہلاکت لے کر آئے گا۔

ابویعلیٰ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو احد پر تشریف لے گئے۔ کوہ احد پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور ﷺ نے احد سے فرمایا اے احد! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طبعی موت سے وصال فرمایا اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

الطبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا، انہیں اجازت دو اور انہیں جنت اور شہادت کی خوش خبری سناؤ۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہیں بھی اجازت دے دو اور انہیں شہادت اور جنت کا مژدہ سناؤ۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ اریس کے کنویں پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور اپنی ٹانگوں کو کنویں میں لٹکا دیا۔ میں نے کہا کہ میں آج دربانی کے فرائض سرانجام دوں گا۔ کچھ دیر بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں نے کہا رکیے! میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سناؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق وہاں تشریف لائے اور اسی منڈیر پر حضور ﷺ کے ایک پہلو کے ساتھ بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی اپنی ٹانگوں کو لٹکا لیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت بھی دے دو اور جنت کا مژدہ بھی سنا دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے اور حضور ﷺ کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی اپنی ٹانگوں کو نیچے لٹکا لیا۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے متعلق جنت کی بشارت

ابونعیم ،البزار ، ابویعلیٰ اور ابن ابی خیثمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم ایک باغ میں تھے۔ایک آنے والا آیا اس نے دروازے پر دستک دی۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے انس! جاؤ دروازہ کھولو اور اس کو میرے بعد خلافت اور جنت کی بشارت دو۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ، دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کو خوشخبری دو اور اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بننے کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا۔ وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے دروازے پر دستک دی۔حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھولو اور اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت اور پھر جنت کا مژدہ سناؤ۔ اسے یہ بھی خوشخبری دو کہ اسے رتبہ شہادت نصیب ہوگا۔ میں نے دروازہ کھولا ،تو وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے مسجد تعمیر فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اسے رکھ دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اسے رکھ دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اسے رکھ دیا۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ تینوں شخص میرے بعد امر (دین) کے والی ہوں گے۔ یعنی یہ اسی ترتیب سے خلیفہ منتخب ہوں گے۔بعض روایات میں یہ بات صراحتاً مذکور ہے کہ حضور ﷺ سے خلافت کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے بعد امر کے والی ہوں گے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ''میرے بعد عنقریب بارہ خلفاء ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد تھوڑی دیر ہی زندہ رہیں گے۔دارعرب کی چکی کا مالک قابل رشک زندگی بسر کرے گا اور اسے شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس سے کون مراد ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے عثمان! تم سے لوگ مطالبہ کریں گے کہ تم اس قمیص کو اتار دو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنایا ہوگا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر تم نے وہ قمیص اتار دی تو پھر جنت میں داخل نہیں ہوسکو گے۔ حتی کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ داخل ہو جائے۔''

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بنی مصطلق کے وفد نے مجھے بارگاہ رسالت میں بھیجا اور کہا کہ حضور ﷺ سے عرض کریں کہ اگر ہم آئندہ سال آئیں اور ہم آپ ﷺ سے ملاقات نہ کرسکیں تو

وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اے بار الہ! اگر تو چاہتا ہے تو اس کو علی بنادے۔ اسی وقت وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے متعلق غیب کی خبر

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ "حرا" پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ پہاڑ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ حضور ﷺ نے پہاڑ کو مخاطب کر کے کہا اے پہاڑ! پرسکون ہو جا۔ تجھ پر یا تو نبی ہے یا صدیق یا شہید ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ مذکورہ بالا تمام صحابہ کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا۔ پہاڑ پر لرزہ طاری ہونے کے کئی واقعات ہیں۔ جن میں سے کچھ پانچویں باب میں گذر چکے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے ابو الاشہب سے اور وہ مزینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ایک کپڑا دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ نیا ہے یا دھلا ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی یہ کپڑا دھلا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! نئے کپڑے پہنو، قابل ستائش زندگی بسر کرو اور شہادت کے رتبہ پر فائز ہو جاؤ۔

امام مسلم اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کون اس فتنہ کے متعلق جانتا ہے، جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ سمندر کی طرح موجزن ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا امیر المومنین! اس فتنہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ابھی ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر نے استفسار فرمایا کیا اس دروازے کو کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے توڑا جائے گا اور پھر اسے کبھی بھی بند نہیں کیا جاسکے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اس دروازے سے آپ کی مراد کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات ہے ان سے پوچھا گیا کیا حضرت عمر کو اس کا علم ہے۔ فرمایا ہاں وہ اس کے متعلق آگاہ ہیں میں نے انہیں ایسی باتوں سے آگاہ کیا ہے جس غلطی کا شائبہ بھی نہیں ہے۔

البزار، الطبرانی اور ابو نعیم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرما رہے تھے۔ یہ فتنے کا بند دروازہ ہیں۔ جب تک تمہارے مابین حضرت عمر زندہ رہیں گے۔ فتنے کا دروازہ شدت سے بند رہے گا۔

الطبرانی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تک یہ (عمر رضی اللہ عنہ) تم میں موجود رہیں گے تم کسی بھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوگے۔

عنہ تشریف لائے اور اذن باریابی چاہا۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اجازت طلب کررہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت بھی دے دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ لیکن انہیں کچھ مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ لیکن انہیں منڈیر پر بیٹھنے کے لیے جگہ نہ ملی۔ وہ ان حضرات کے سامنے اپنے پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ حضرت سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبور اکٹھی ہوں گی۔ لیکن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ان سے جدا ہوگی۔

الطبرانی اور بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں اس حالت میں ملیں گے کہ وہ اپنے گھر گوٹھ مار کر بیٹھے ہوں گے۔ انہیں جنت کا مژدہ سناؤ پھر ثنیہ جانا وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملیں گے۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوں گے۔ ان کا گنجاپن چمک رہا ہوگا۔ انہیں بھی جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانا وہ تجھے بازار میں خرید و فروخت کرتے ہوئے ملیں گے۔ انہیں بھی جنت کی خوشخبری دینا اور یہ بھی بتا دینا کہ انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں وہاں سے روانہ ہوا میں نے انہیں اسی حالت میں پایا جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی۔

حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے لیے جنت کا مژدۂ جانفزاء

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی معیت میں ایک عورت کے پاس گیا اس نے ہمارے لیے بکری ذبح کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی اہل جنت میں سے ایک شخص ضرور داخل ہوگا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی ایک اور جنتی تمہارے پاس آئے گا۔ اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس گھر میں داخل ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس ایک اور جنتی آدمی آئے گا۔ اے مولا! اگر تو چاہے تو اس کو علی بنا دے۔ اس وقت حضرت علی اس گھر میں تشریف لائے۔

چاروں خلفاء کے لیے جنت کی بشارت

امام احمد، البزار اور الطبرانی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی جنتیوں میں سے ایک اور شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اس

کے وقت آپ کا خون اسی آیت پر ہی گرا۔

حافظ سلفی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگی اور آخری فتنہ دجال کا ظہور ہوگا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جس آدمی کے دل میں قاتلین عثمان کی ذراسی بھی محبت ہوئی تو اگر اس نے دجال کو پالیا تو وہ اس کی ضرور اتباع کرے گا اور اگر اس نے اس کے زمانہ کو نہ پایا تو وہ قبر میں ضرور اس پر ایمان لائے گا۔ یقیناً حضرت حذیفہ نے یہ بات حضور ﷺ سے ہی سنی ہوگی۔ کیونکہ اپنی طرف سے وہ ایسی بات نہیں کر سکتے تھے۔

الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگوں کو خوراک کی کمی کا سامنا کرنا پڑا حتی کہ مسلمانوں کے چہروں پر اس تکلیف کے آثار نمودار ہوئے اور منافقین کے چہروں پر فرحت و انبساط کی علامات ظاہر ہوئیں۔ جب سرور کائنات ﷺ نے اس صورت حال کو ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! آج سورج غروب ہونے سے پہلے ہی تمہارے پاس رزق پہنچ جائیگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا فرمان عنقریب سچ ثابت ہوگا۔ انہوں نے خوراک کے چودہ اونٹ خرید کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے۔ جس سے مسلمانوں کے چہروں پر مسرت و شادمانی کے آثار پیدا ہو گئے اور منافقین کے چہروں پر گرد و غبار چھا گیا میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا حتی کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک عظیم دعا فرمائی اس سے قبل میں نے آپ ﷺ کو کسی کے متعلق ایسی دعا فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر نزول اجلال فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اطلاع دیں کہ ہم جنگ لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ انہیں اسلام کی طرف دعوت دو۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی حکم دیا کہ آپ مکہ معظمہ کے مومن مرد اور مومن عورتوں کے پاس جائیں اور انہیں فتح کی بشارت دیں اور انہیں خبر دیں کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مکہ معظمہ میں اپنے دین کو غالب کر دے گا۔ حتی کہ یہاں اپنے ایمان کو چھپانے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور کفار مکہ کو تمام حقیقت بتائی۔ لیکن انہوں نے اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا اور جنگ لڑنے کا قصد کر لیا۔ حضور ﷺ نے بیعت کی طرف بلایا۔ ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر روح القدس نازل ہوئے ہیں۔ مسلمانوں نے اس بات پر حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کی کہ وہ میدان جنگ سے کبھی بھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں موجود مسلمانوں کو بارگاہ رسالت میں بھیجا اور صلح کی دعوت دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس آنے سے قبل مسلمانوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تو بیت اللہ کا طواف کر لیا ہوگا۔ لوگوں کی یہ بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا میں گمان نہیں کرتا کہ انہوں

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شام میں تقریر کی ایک شخص نے آپ سے کہا اے امیر! صبر کیجئے فتنے ظاہر ہو چکے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی فتنے ظاہر نہیں ہوئے۔ ابھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ فتنوں کی ابتداء ان کے وصال کے بعد ہوگی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنی رائے سے نہیں کہی تھی۔ یقیناً انہوں نے یہ یا تو حضور ﷺ سے سنا ہو گا یا کسی صحابی سے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

الطبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کہا یہ شخص درجہ شہادت پر فائز ہوگا۔ اس کی قوم ہی انہیں شہید کرے گی۔ حالانکہ ہم ان سے حیاء کرتے ہیں۔ حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ روایت اس وقت بیان کی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب فتنہ اور اختلاف ہوگا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہم کو کس چیز کا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کی اعانت کرنا لازم ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

ابن ماجہ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ ﷺ نے سرگوشی فرمائی جس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ جب ان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو ہم نے ان سے کہا آپ باغیوں سے جہاد کیوں نہیں فرماتے۔ انہوں نے فرمایا میں ان سے جنگ نہیں کروں گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ایک امر کے بارے میں عہد لیا تھا۔ میں اس عہد کی پاسداری کروں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان! میرے بعد عنقریب تجھے قبائے خلافت پہنائی جائے گی۔ منافق وہ قبا تجھ سے اتارنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا اس دن روزہ رکھ لینا اور اسے میرے پاس آکر افطار کرنا۔ (ابن عدی وابن عساکر)

حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک فتنے کا ذکر فرما رہے تھے۔ کپڑا میں لپٹا ہوا ایک شخص وہاں سے گذرا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس دن ہدایت پر ہوں گے۔ میں نے اٹھ کر اسے غور سے دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون اللہ تعالیٰ کے اس فرمان **فسیکفیکھم اللہ** (البقرہ: ۱۳۸) پر گرے گا آپ کی شہادت

رونما ہوں گے اور تجھے اپنی قوم کی ضرورت محسوس ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت قرآن پاک کے ساتھ فیصلہ کرنا۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کے پاس سیدۃ النساء، خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے رشتے کے پیغام آنے لگے۔ مجھ سے میری خادمہ نے کہا۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے پیغام آنے لگے۔ آپ اس مقصد کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر کیوں نہیں ہوتے۔ حضور ﷺ کی ہیبت اور جلالت بہت زیادہ تھی۔ جب بھی میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو مجھ سے بات نہ ہو سکی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے پوچھا اے علی! آپ کس مقصد کے لیے آئے ہیں۔ میں خاموش رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ میں نے کہا ''ہاں''

حاکم اور ابونعیم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا ''بدترین ہے وہ شخص جو آپ کے سر مبارک پر تلوار مارے گا۔ حتی کہ آپ کی داڑھی مبارک خون سے تر ہو جائیگی۔''

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ علیل تھے۔ وہاں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، اب حضرت علی کی موت تو یقینی نظر آتی ہے۔ ان کی یہ گفتگو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا ان کے سر پر شہادت کا تاج سجایا جائے گا۔ اور یہ اس وقت شہید ہوں گے جب یہ غصے سے بھرپور ہوں گے۔

حاکم نے ثور بن مجزاہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرا۔ اس وقت ان کا آخری وقت تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ انہوں نے میری بیعت کی اور ان کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی انہوں نے فرمایا اللہ اکبر! حضور ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت طلحہ کو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ جب تک وہ میری بیعت نہیں کرلیں گے۔

امام بیہقی نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے حدیبیہ کی صلح کے کاتب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور ﷺ نے آپ سے فرمایا لکھو یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) اور سہیل بن عمرو کے درمیان صلح ہوئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا اسم مبارک اس طرح لکھنے سے ہچکچائے آپ محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا چاہتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسی طرح لکھو عنقریب تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کی صورت حال پیش آئے گی۔ بعینہ اسی طرح کا واقعہ جنگ صفین کے بعد پیش آیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان معاہدہ طے پایا تھا۔

نے طواف کعبہ کر لیا ہو حالانکہ ہم ادھر محصور ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس آئے تو صحابہ کرام نے ان سے پوچھا کیا آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے۔آپ نے فرمایا تم نے میرے متعلق اچھا گمان نہیں کیا۔ مجھے اللہ کی قسم! اگر میں قریش مکہ کے ہاں ایک سال ٹھہرا رہتا اور حضور ﷺ حدیبیہ کے مقام پر تشریف فرما رہتے تو میں اس وقت تک طواف نہ کرتا جب تک حضور ﷺ طواف نہ کر لیتے۔ مجھے قریش نے بیت اللہ کا طواف کرنے کی دعوت دی لیکن میں نے انکار کر دیا یہ واقعہ دیکھ کر مسلمانوں نے کہا۔حضور ﷺ ہم سب سے زیادہ عالم اور ہم سب سے زیادہ حسن ظن رکھنے والے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق غیب کی خبریں

الطبرانی نے حضرت سلمٰی جو حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ کچھ دیر بعد کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے آئے۔

حاکم اور بیہقی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم سرور کائنات ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ کے نعلین مبارک کے تسمے ٹوٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں درست کرنے کے لیے رک گئے۔ جب ہم تھوڑی دیر چلے تو حضور ﷺ نے فرمایا تم میں ایک ایسا شخص بھی موجود ہے۔ جو قرآن کی تاویل پر اسی طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے اس کے نازل ہونے پر جہاد کیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا وہ سعادت مند شخص میں ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا وہ بلند اقبال آدمی میں ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ فرخندہ فال شخص وہ ہے جو ابھی میرے نعلین درست کر رہا تھا۔

ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! تمہیں پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیا اس مصیبت میں میرا دین سلامت رہے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

الطبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ عہد شکنوں، ظالموں اور ملحدوں سے جہاد کروں۔

حمیدی اور حاکم وغیرہ نے ابو الاسود سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔آپ رضی اللہ عنہ اس وقت رکاب میں پاؤں رکھ چکے تھے۔ حضرت ابن سلام نے کہا اے علی! عراق کا قصد نہ فرمائیں اگر آپ عراق تشریف لے گئے تو آپ کو تلوار کی دھار برداشت کرنا پڑے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہی بات آپ سے پہلے مجھے حضور ﷺ بھی بتا چکے ہیں۔

ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا میں کل جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ پیار کرتے ہیں۔ وہ خیبر کے قلعے بزور شمشیر فتح کرے گا۔ اس وقت وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ قریش کے ہر فرد نے اس دن جھنڈا لینے کی خواہش کی۔ اسی اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ آپ اونٹ پر سوار تھے۔ انہیں آشوب چشم تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! میرے قریب ہو جاؤ، آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب لگایا وہ فوراً شفایاب ہو گئیں۔ پھر انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔

امام احمد، ابویعلیٰ، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ جس دن حضور ﷺ نے میری آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا تھا اس دن سے لے کر آج تک نہ تو میری آنکھوں میں کبھی درد ہوا ہے اور نہ ہی کبھی مجھے درد کی شکایت ہوئی ہے۔

ابن اسحاق نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ العشیرہ میں میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں ساتھی تھے۔ جب حضور ﷺ وہاں فروکش ہوئے۔ تو ہم نے وہاں بنی مدلج کے لوگوں کو دیکھا۔ وہ اپنے باغات میں کام کر رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوالیقظان! کیا تم پسند کرتے ہو کہ ہم ان لوگوں کے پاس جائیں اور دیکھیں کہ وہ کیسے کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ پسند فرماتے ہیں تو ہم ان کے پاس جاتے ہیں۔ ہم ان کے نخلستانوں میں آئے اور کچھ دیر ان کے کام دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوئے اور مٹی کے ایک ڈھیر پر سو گئے۔ اللہ کی قسم! ہم بڑے سکون سے محو خرام تھے۔ حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ نے ہم کو اپنا پاؤں مبارک مار کر جگایا اس خاک کی وجہ سے ہم مٹی میں لت پت تھے۔ اس دن جب حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مٹی سے لت پت دیکھا تو آپ نے انہیں ''ابوتراب'' کا لقب عطا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں دو بدبخت انسانوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلا بدقسمت تو وہ شخص احمیر ثمود تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور دوسرا بدقسمت شخص وہ ہو گا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر تلوار کا وار کرے گا اور ان کی داڑھی مبارک لہو سے سرخ ہو جائے گی۔ وہ دوسرا تیرہ بخت شخص عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی تھا۔ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب میرے بعد آپ کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہو گی۔ ہم نے اس کو اپنا نام (مبارک) اور اپنی کنیت عطا کر دی ہے۔ (اس سے مراد حضرت محمد بن حنفیہ ہیں)۔

سیدۃ النساء خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق بشارات

سیرت کی کتب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ جب ''سورۃ النصر'' نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا اور فرمایا اے فاطمہ! میرے وصال کا وقت قریب آ چکا ہے یہ سن کر حضرت فاطمہ

عبد اللہ بن احمد، البزار، ابو یعلی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا۔'' اے علی! تمہاری ذات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک مثال پائی جاتی ہے۔ یہودیوں نے ان کے ساتھ بغض رکھا حتی کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا اور عیسائیوں نے ان سے محبت کی حتی کہ انہیں اس مقام کا مستحق قرار دیا جوان کے شایان شان نہ تھا۔ میری محبت میں زیادتی کرنے والا بھی ہلاک ہوگا کیونکہ وہ مجھ سے وہ چیزیں منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں اور مجھ سے بغض رکھنے والا بھی ہلاک ہوگا کیونکہ وہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔

طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے علی تجھے امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا اور تو شہادت سے سرخرو ہوگا اور یہاں تک خون سے رنگین ہو جائے گا آپ ﷺ نے حضرت علی کی ڈاڑھی سے لے کر سر مبارک تک اشارہ کیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ انہیں آشوب چشم تھا۔ انہوں نے کہا میں تو حضور ﷺ سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ وہ اپنے گھر سے روانہ ہوئے اور حضور ﷺ سے مل گئے۔ جب وہ شام آئی جس سے اگلے دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خیبر فتح کرنے کی توفیق دینا تھی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا میں کل جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں فتح عطا فرمائے گا۔ اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے کارواں میں تشریف لائے ہمیں ان کے آنے کی کوئی امید نہ تھی۔ صحابہ کرام نے عرض کی حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں علم عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دست اقدس پر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا جس کے فوراً بعد وہ صحت یاب ہوگئیں۔

حارث اور ابو نعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت سلمہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور اسے قلعے کے نیچے گاڑھ دیا۔ ایک یہودی نے قلعے سے نیچے دیکھا اور کہا۔ تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ یہودی نے کہا مجھے اس کلام کی قسم! جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا اب تم ہم پر غالب آجاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فتح عطا فرمائی۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ اس یہودی کی گفتگو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کی کتب میں مذکور تھا کہ خیبر کا قلعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوگا۔

ابن عمر، ابن عباس، سعد بن ابی وقاص، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، عمران بن حصین، جابر اور ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہم نے بھی اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔ تمام کی روایات میں یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا جس کے بعد وہ تندرست ہوگئیں۔

رنگ کی مٹی تھی۔ آپ ﷺ اس کو الٹ پلٹ کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسی مٹی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے حضرت جبرائیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا (امام حسین) سرزمین عراق میں شہید کر دیا جائے گا۔ یہ اس سرزمین کی مٹی ہے۔

ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ حضرات حسنین کریمین میرے گھر میں کھیل رہے تھے۔ حضرت جبرائیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کا یہ بیٹا قتل کر دیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت جبرائیل نے آپ ﷺ کو مٹی پیش کی آپ ﷺ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس میں کرب و بلا کی خوشبو ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا یہ بیٹا شہید کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھ دیا۔

ابن عساکر نے محمد ابن عمر بن حسن سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کربلا کی نہر پر ہم بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا ''گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سفید داغوں والا کتا میرے اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔'' شمر کے چہرے پر برص کے داغ تھے۔

ابن السکن، البغوی اور ابونعیم نے حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے۔ میرا یہ بیٹا (حسین) کربلا کی زمین پر شہید کر دیا جائے گا۔ جو شخص وہاں موجود ہو اسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کرنا چاہیے۔'' حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ کربلا کی طرف گئے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے۔

الطبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ میرا یہ بیٹا (حسین) میرے بعد طف کی سرزمین پر شہید کر دیا جائے گا۔ انہوں نے مجھے مٹی دی ہے۔ اور مجھے بتایا ہے کہ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ کی مٹی ہے۔

احمد اور ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت اس طرح بیان کی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دریائے فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔

امام بغوی نے اپنی معجم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے بارگاہ ربوبیت سے حضور ﷺ کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ ﷺ کی زیارت کرنے کی اجازت دے دی۔ اسی دن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا اے ام سلمہ! دروازے کی نگرانی کرنا کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا دروازے کی نگہبانی میں مصروف تھیں۔

رضی اللہ عنہا نے گریہ فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! مت رو! میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کروگی ۔ یہ بشارت سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تبسم فرمایا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے فاطمہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پہلے روئیں اور پھر ہنسیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ نے پہلے مجھے یہ بتایا کہ آپ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آچکا ہے۔ یہ سن کر میں صدمے سے رونے لگی۔ میرا رونا دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! مت روتم میرے اہل خانہ میں سے سب سے پہلے ملوگی۔ یہ سن کر میں مسکرانے لگی۔ حضور ﷺ کے بعد وصال کے چھ ماہ تک حضرت فاطمۃ الزہراء زندہ رہیں۔ صحیح روایت یہی ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبریں

امام بخاری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ جس طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی۔ وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے زیادہ باوفا تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ عراق، خراسان اور ماوراء النہر پر سات ماہ تک حکمران رہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم لشکر لے کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو عظیم لشکر آمنے سامنے دیکھے تو آپ کو یقین ہوگیا کہ عنقریب بہت زیادہ خونریزی ہوگی اور بہت سے مسلمان شہید ہوں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کا احساس ہوگیا۔ ایک جماعت نے دو گروہوں کے مابین صلح کروانے کی کوشش کی۔ جس میں وہ کامیاب ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خون کو محفوظ رکھا اور اپنے نبی کریم ﷺ کے قول کو سچ کر دیا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے مابین صلح کروائے گا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مختلف خبریں

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی میں نے حضرت امام حسین کو آپ ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے اپنا رخ انور پھیر لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی چشمان مبارک سے آنسو رواں دواں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ عنقریب میری امت میرے اس بچے کو شہید کر دے گی۔ وہ ان کی شہادت گاہ کی سرخ مٹی لے کر میرے پاس آئے۔

ابن راہویہ، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک دن آقائے دو جہان ﷺ استراحت فرما تھے۔ کچھ دیر بعد آپ بیدار ہوئے تو آپ پریشان تھے۔ آپ ﷺ کے دست اقدس میں سرخ

کو "الحوأب" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں واپس جانا مناسب خیال کرتی ہوں۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ پیش قدمی فرمانے کے بعد واپس تشریف نہ لے جائیں لوگ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں صلح کرنے کی توفیق دے گا۔آپ نے دوبارہ فرمایا میرے نزدیک واپس جانا ہی بہتر ہے۔میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے امہات المومنین !تم میں سے ایک کی کیفیت اس وقت کیا ہوگی جب اس پر "حوأب" کے کتے بھونکیں گے۔

خطیب اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو ایک ایسی عورت دیکھنے کے لیے بھیجا جسے آپ ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا تھا۔اس کو دیکھ لینے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی مجھے تو وہ نفع مند نظر نہیں آئی۔آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ!تم نے اس کے رخسار پر ایک تل دیکھا جس سے تیری مینڈھیاں کانپ گئیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم سے تو کوئی بات پوشیدہ نہیں۔آپ سے کون سی چیز کو چھپا سکتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک عجیب خبر

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ کسی شخص نے میرے گھر تحفہ کے طور پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔میں نے خادمہ سے کہا اس کو حضور ﷺ کے لیے رکھ دو۔ایک سائل آیا اس نے دروازے میں کھڑے ہو کر یوں صدا لگائی۔اللہ تعالیٰ تمہارے گھر برکت نازل فرمائے کچھ صدقہ دو۔ہم نے اس سائل سے کہا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا کرے۔وہ سائل چلا گیا۔اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے۔آپ ﷺ نے خادمہ سے فرمایا گوشت میرے قریب کرو۔وہ خادمہ گوشت لے کر آپ ﷺ کے پاس آئی۔جب آپ ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو وہ پتھر بن چکا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا۔کیا تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا۔جسے تم نے خالی ہاتھ واپس بھیج دیا ہو۔میں نے کہا ہاں ہم نے ایک فقیر کو خالی ہاتھ واپس بھیج دیا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ گوشت اسی وجہ سے پتھر بنا ہے۔وہ پتھر ان کے گھر کے کونے میں اسی طرح پڑا رہا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس سے چیزیں پیستی تھیں۔حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق غیب کی خبر

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا اے امہات المومنین !میرے وصال کے بعد تم میں سے سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔یہ دیکھنے کے لیے کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں کی پیمائش کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے زیادہ طویل تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور بہت زیادہ صدقہ دیا کرتی تھیں۔

امام بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے وصال کے بعد ہم میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ سے کون ملاقات کرے گی۔آپ ﷺ نے فرمایا:

کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پیار کیا اور ان کا بوسہ لیا۔ فرشتے نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کیا آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' فرشتے نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم کی امت عنقریب انہیں قتل کر دے گی۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیک وسلم کو ان کی شہادت گاہ دکھا سکتا ہوں۔ فرشتے نے آپ ﷺ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ دکھائی۔ وہ فرشتہ وہاں کی سرخ مٹی لے کر آیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس مٹی کو لیا اور ایک کپڑے میں باندھ دیا۔

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم اسے کربلا کی مٹی کہا کرتے تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے مٹھی بھر سرخ مٹی عطا فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس زمین کی مٹی ہے۔ جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں رکھ لی۔ میں کہا کرتی تھی جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے گی۔ وہ دن عظیم ہوگا۔ اس دن حضرت امام حسین شہادت کے درجہ پر فائز ہوں گے۔ انہیں عراق کی سرزمین میں کربلا کے مقام پر شہید کیا جائے گا۔ کوفہ کے قریب ہی کربلا کا مقام ہے۔ اسی جگہ کو طف کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اسی حدیث میں حضور ﷺ کا ایک اور معجزہ بھی ہے۔ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خبر دینا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں گی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پیش گوئی

امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر فرمایا۔ جنہیں سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرا پڑیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء دیکھنا کہیں تم ہی وہ نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف التفات فرمایا اے علی! اگر ان کا کوئی معاملہ تمہارے سپرد ہو تو ان سے نرمی کرنا۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے علی! تمہارے اور عائشہ کے مابین ایک معاملہ ہوگا۔ جب ایسے حالات پیش آجائیں تو انہیں ان کے مقام امن کی طرف لوٹا دینا۔

البزار اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے امہات المومنین! تم میں سے گھنے اور سرخ بالوں والی اونٹنی کی مالک کون ہے۔ وہ خروج کرے گی حتی کہ اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے اردگرد قتل عام ہوگا لیکن وہ اس جنگ میں سلامت رہے گی۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ایک شہر پہنچیں تو ان پر کتے بھونکے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے استفسار فرمایا ''یہ کون سی جگہ ہے؟۔ لوگوں نے کہا اس جگہ

ابن اسحاق نے کئی علماء سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن ایک مشرک اپنے اونٹ پر سوار ہو کر نکلا۔ اس نے مقابلہ کی دعوت دی۔ تین مرتبہ چیلنج کرنے کے باوجود کوئی شخص اس سے نبرد آزما ہونے کے لیے نہ آیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے چیلنج کو قبول کیا اور چھلانگ لگا کر اس کے ساتھ ہی اونٹ پر سوار ہو گئے۔ اور وہاں ہی اس کے ساتھ معرکہ آزما ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص پہلے نیچے گر جائے گا وہ قتل ہو جائے گا۔ وہ مشرک اونٹ سے نیچے گر پڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو گئے اور اسے ذبح کر دیا، حضور ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تعریف فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے۔ میرے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور ﷺ نے ابن صفیہ کے قاتل کو آگ میں جانے کی بشارت سنائی۔ جب ابن صفیہ جنگ جمل کے بعد واپس آ رہے تھے۔ تو ابن جرموز نے انہیں دھوکے سے قتل کر دیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے مژدۂ جانفزا

امام احمد نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوگا۔ وہ جنتی ہے۔ اسی وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس دروازے سے تشریف لائے۔

امام بیہقی اور البزار نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضور ﷺ تین دن لگاتار یہی فرماتے رہے۔ کہ جو اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہوگا وہ اہل جنت میں سے ہے۔ مسلسل تین دن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی اس دروازے سے تشریف لاتے رہے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا آپ ابھی زندہ رہیں گے۔ ایک قوم کو آپ سے نفع حاصل ہوگا جبکہ دوسری قوم کو آپ کی وجہ سے نقصان ہوگا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں علیل ہو گئے۔ وہ اس شہر میں مرنا ناپسند کرتے تھے۔ جس سے وہ ہجرت کر کے جا چکے تھے۔ ان کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا۔ کہ ان کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ عیادت کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ ان کی صرف ایک بیٹی تھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک و آلک وسلم میں اپنے تمام مال کی وصیت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایک تہائی مال کی وصیت کرو۔ ایک تہائی بھی کثیر ہے پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابھی تم زندہ رہو گے کچھ لوگ تم سے نفع حاصل کریں گے اور کچھ لوگوں کو تمہاری وجہ سے نقصان ہوگا۔

اللہ رب العزت نے انہیں اس مرض سے شفا عطا فرمائی۔ انہیں عراق فتح کرنے کی توفیق دی اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی انہوں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اور آپ کے ساتھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے بہت سے کفار کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے ان کے ساتھ جہاد کیا۔ ان میں سے کچھ کو قتل کیا اور بعض کو قیدی

مجھ سے سب سے پہلے وہ ام المومنین ملے گی جس کے ہاتھ طویل ہوں گے۔ ہاتھوں کی طوالت دیکھنے کے لیے انہوں نے اپنے ہاتھوں کی پیمائش کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ کیا کرتی تھیں۔

امام بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم سب سے پہلے ہم میں سے آپ سے کون ملاقات کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ وہ مجھ سے سب سے پہلے ملاقات کرے گی۔ ہاتھ کی طوالت دیکھنے کے لیے انہوں نے اپنے ہاتھوں کی پیمائش کی۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا تو انہیں معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد بھلائی اور صدقات کی زیادتی ہے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے خبر

ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے حضرت یزید بن الاصم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھیں آپ علیل ہوگئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ سے نکال لو میں اس جگہ نہیں مروں گی کیونکہ حضور ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ میں مکہ مکرمہ میں وصال نہیں کروں گی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے آپ کو اٹھا لیا اور ''سرف'' کے مقام پر لے آئے۔ جب آپ اس درخت کے پاس پہنچیں جس کے نیچے سرور کائنات ﷺ نے آپ سے عقد نکاح فرمایا تھا تو آپ کا وصال ہوگیا۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کی بشارت

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بنی قریظہ کی خواتین میں سے ریحانہ بنت عمرو کو اپنی زوجیت کے لیے منتخب فرمایا۔ لیکن اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے۔ اسی اثناء میں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابن سعنہ کے جوتوں کی آواز ہے وہ مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دے رہا ہے۔

حضرت زبیر بن العوام کے متعلق غیب کی خبر

حاکم نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو وہ دن یاد ہے جب میں اور آپ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے آپ سے پوچھا، کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو؟ آپ نے جواب دیا مجھے ان سے محبت کرنے سے کیا چیز روک سکتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم عنقریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کروگے۔ اور ان کے ساتھ جنگ کروگے۔ اس وقت تمہاری طرف سے ہی زیادتی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت زبیر میدان جنگ سے واپس چلے گئے۔

تمام شہید ہو جائیں گے۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام اگر کسی شخص کو امیر مقرر کرتے اور ساتھ یہ کہتے کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو فلاں امیر ہوگا۔ تو وہ جن کے نام بھی لیتے وہ تمام کے تمام شہید ہو جاتے۔ پھر یہودی نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا وصیت کرلو۔ اگر محمد ﷺ نبی ہوئے تو تم ان کے پاس کبھی بھی نہ آسکو گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے اور پاکباز ہیں (بیہقی وابونعیم)

امام واقدی اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ موتہ میں حاضر تھا۔ میں نے اتنی مقدار میں اسلحہ، دیباج، ریشم اور سونا پہلے نہیں دیکھا تھا۔ یہ تمام اشیاء دیکھ کر میری آنکھیں چندھیا گئیں حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے ابو ہریرہ! آپ کو کیا ہوا ہے شاید آپ اس کثرت کو دیکھ کر تعجب کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں نے کہا "ہاں" انہوں نے کہا آپ غزوۂ بدر میں ہمارے ساتھ شامل نہ تھے۔ ہمیں کثرت کی بنا پر فتح نہیں ملی تھی۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرشتوں کے ساتھ میرے اوپر سے گذرے ہیں وہ فرشتوں کی طرح محو پرواز تھے۔ ان کے دو پر تھے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں۔ اہل موتہ کی خبر دینے کیلئے حضرت یعلی بن منبہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو تم مجھے بتاؤ اور اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں تمام حالات کی خبر دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہی بیان فرمائیں حضور ﷺ نے انہیں موتہ کے تمام واقعات کی خبر دی انہوں نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ آپ نے ایک ایسا واقعہ بھی نہیں چھوڑا جس کا تذکرہ نہ کیا ہو۔ تمام واقعات اسی طرح رونما ہوئے جس طرح آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا تھا۔ میں نے تمام معرکہ کو دیکھا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جیش الامراء (سپہ سالاروں کے لشکر) کو روانہ فرمایا تو فرمایا تمہارے امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ شہید ہو گئے تو پھر تمہارے امیر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو پھر تمہارے سپہ سالار حضرت ابن رواحہ ہوں گے۔ وہ لشکر موتہ کی سمت روانہ ہو گیا۔ کچھ دن بعد حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ان مجاہدین کے متعلق بتاتا ہوں، یہاں سے روانہ ہونے کے بعد انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد کیا، پہلے حضرت زید شہید ہوئے، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو تھام لیا۔ انہوں نے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔ پھر وہ بھی رتبہ شہادت پر فائز ہوئے پھر حضرت عبد اللہ ابن رواحہ نے جھنڈے کو تھام لیا انہوں نے بھی ثابت قدمی سے دشمن کو غارت کیا پھر وہ بھی شہادت سے سرخرو ہوئے پھر لوائے اسلام خالد بن ولید نے تھام لیا وہ بذات خود ہی امیر بن گئے۔ پھر نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے مولا! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اس کی مدد

بنایا۔ اس مرض کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ پچاس سال زندہ رہے۔ حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سب سچ ثابت ہوا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام واقدی اور زبیر بن بکار نے عبدالعزیز الزہری اور وہ اپنے چچاؤں سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دومہ کے مقام پر بنی کلب کی طرف جہاد کے لیے بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تم کو فتح عطا فرمائے گا اور فتح کے بعد ان کے سردار کی بیٹی سے شادی کرو گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس جہاد پر روانہ ہوئے۔ حتی کہ آپ بنی کلب تک پہنچ گئے۔ تین دن تک انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ اصبغ ابن عمر الکلبی نے اسلام قبول کرلیا وہ ان کا سردار تھا اور پہلے نصرانی تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ باقی لوگوں نے جزیہ دینا پسند کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تمام بنت الاصبغ سے شادی کی اور اسے اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لے آئے۔

حضرت جعفر طیار، حضرت زید اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کو میدان جہاد کی طرف روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اسلام کا علم عطا فرمایا۔ حضرت زید، حضرت جعفر طیار اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم شہادت سے سرخرو ہوئے۔ حضور ﷺ نے وہاں ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی لوگوں کو ان کی شہادت کے متعلق بتا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' اب اسلام کا جھنڈا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تھام لیا ہے اب وہ شہید ہو گئے ہیں۔ پھر اسلام کا علم حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے تھام لیا۔ پھر وہ بھی مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے پھر علم اسلام حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر اسلام کا جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔

حضور ﷺ نے یہ خبر اس دن دی جب سرزمین ''بلغاء'' پر موتہ کے مقام پر جنگ ہو رہی تھی۔ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر امیر ہوں گے اور اگر حضرت جعفر شہید ہو جائیں تو ابن رواحہ امیر ہوں گے۔

واقدی نے روایت کیا ہے کہ نعمان بن رھطی یہودی بارگاہ رسالت میں آیا اس وقت حضور ﷺ لوگوں سے فرما رہے تھے۔ زید بن حارثہ لوگوں کے امیر ہیں۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب لوگوں کے امیر ہوں گے اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس شخص کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔ نعمان نے کہا اے ابوالقاسم! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ نبی ہیں تو آپ ﷺ نے جن صحابہ کرام کا بھی نام لیا ہے وہ

نے مجھے بتایا کہ میں نے فلاں دن مشرکین کے ساتھ جہاد کیا تھا۔ نیزے، تلوار اور تیر کے تہتر زخم میرے جسم پر آئے۔ میں نے اسلام کے جھنڈے کو اپنے دائیں ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ میرا وہ ہاتھ کٹ گیا میں نے لوائے اسلام کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ میرا وہ ہاتھ بھی جدا کر دیا گیا۔ اللہ رب العزت نے مجھے ان ہاتھوں کے بدلے دو پر عطا کر دیئے ہیں۔ جن کے ساتھ میں حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کے ساتھ محو پرواز رہتا ہوں۔ جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں۔ جس پھل سے چاہتا ہوں شاد کام ہوتا ہوں۔

ابن اسحاق، ابن سعد، امام بیہقی اور ابونعیم نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی محترم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا حضرت جعفر کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ چمٹا لیا آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کس چیز نے آپ کو گریہ بار کیا ہے۔ کیا آپ کے پاس حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کوئی خبر پہنچی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' آج وہ شہادت سے سرخرو ہوئے ہیں۔

واقدی، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اب تک وہ منظر یاد ہے۔ جب حضور ﷺ میری والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لائے۔ انہیں میرے والد محترم کی شہادت کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ مژدہ نہ سناؤں کہ اللہ رب العزت نے حضرت جعفر کو دو پر عطا کیے ہیں۔ وہ ان سے جنت میں اڑتے رہتے ہیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت میں اپنے بھائی کی بکری کا سودا کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی، مولا! اس کے سودے میں برکت عطا فرما۔ میں جو چیز بھی خریدتا یا بیچتا وہ سراپا برکت بن جاتی تھی۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں جعفر کو محو پرواز دیکھا اور حضرت حمزہ کو دیکھا وہ وہاں پلنگ پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف بلند فرمایا اور فرمایا وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابھی حضرت جعفر ملائکہ کی ایک جماعت میں میرے پاس سے گزرے انہوں نے مجھے سلام کیا۔

ابن سعد نے محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر کو فرشتہ کی شکل میں دیکھا وہ جنت میں اڑ رہے تھے۔ ان کے بازوؤں سے خون جاری تھا۔ میں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بھی جنت میں دیکھا لیکن وہ مرتبہ میں حضرت جعفر سے کم تھے۔ میں نے کہا میں حضرت زید کو حضرت جعفر سے کم مرتبہ نہیں سمجھتا تھا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین میرے پاس تشریف لائے انہوں نے کہا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ مرتبہ میں حضرت جعفر سے کم نہ تھے۔

فرما۔اسی دن سے لوگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کے دل نواز لقب سے یاد کرنے لگے۔

امام واقدی نے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام جنگ موتہ میں نبرد آزما ہوئے تو حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے سرزمین شام کو آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا۔آپ ﷺ مجاہدین کے جہاد کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔حضور ﷺ نے فرمایا، اسلام کے جھنڈے کو حضرت زید نے پکڑ لیا ہے۔شیطان ان کے پاس آیا اور زندگی کو محبوب بنا کر ان کے سامنے پیش کیا موت کو ناپسند بنا کر ان کے سامنے رکھا۔انہوں نے کہا اب جبکہ مومنین کے دلوں میں ایمان مضبوط ہو چکا ہے۔تو مجھے دنیا کی امنگیں دکھا رہا ہے۔یہ سن کر شیطان وہاں سے بھاگ گیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا حتی کہ وہ شہادت کا بلند مرتبہ حاصل کر گئے اور جنت میں داخل ہو گئے۔ پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اسلام تھام لیا۔شیطان ان کے پاس بھی آیا زندگی کو محبوب اور موت کو ناگوار بنا کر ان کے سامنے پیش کیا۔انہیں دنیا کی آرزوئیں یاد دلائیں حضرت جعفر نے فرمایا اب جبکہ ایمان مومنین کے دلوں میں مستحکم ہو چکا ہے۔ تو مجھے دنیا کی آرزوئیں یاد دلا رہا ہے۔انہوں نے بھی ثابت قدمی دکھائی اور شہادت سے سرخ رو ہوئے۔وہ جنت میں داخل ہو گئے اب انہیں یاقوت کے دو پر عطا کیے گئے ہیں۔وہ ان کے ساتھ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔پھر اسلام کا جھنڈا حضرت ابن رواحہ نے تھام لیا۔وہ بھی شہید ہو گئے۔وہ کچھ توقف کے ساتھ جنت میں داخل ہو گئے۔آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر انصار بھی مسرور ہو گئے۔

امام واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں جنگ موتہ میں زمین کو اٹھا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا تھا آپ ﷺ نے تمام معرکہ کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اب جنگ کی بھٹی خوب گرم ہوئی ہے۔

ابن سعد نے حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔کہ حضور ﷺ کو جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر ملی تو آپ غمزدہ ہو گئے پھر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا، جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے صحابہ کرام کی شہادت نے غمزدہ کر دیا تھا۔حتی کہ میں نے انہیں جنت میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے پلنگوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ان میں سے کچھ کو میں نے توقف کرتے ہوئے دیکھا گویا کہ انہوں نے تلوار سے ناگواری محسوس کی میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ کیا۔وہ ملائکہ کے ساتھ تھے ان کے دو پر تھے ان کے پروں سے خون رواں دواں تھا۔

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے قریب ہی بیٹھی ہوئیں تھیں۔آپ ﷺ نے اچانک سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔آپ ﷺ نے حضرت اسماء کو مخاطب کر کے فرمایا اے اسماء! حضرت جعفر حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل کے ساتھ محو پرواز ہیں۔وہ ہم پر سلام بھیج رہے ہیں۔تو ان کے سلام کا جواب دے۔حضرت جعفر

ایک ضروری کام کے لیے بھیجا۔ حضرت عبد اللہ نے دیکھا کہ ایک اور شخص بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہے۔ جس سے حضور ﷺ محو کلام ہیں۔ انہوں نے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھا اور واپس آ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنا بیٹا آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ لیکن آپ ﷺ کے پاس ایک اور شخص تھا۔ جس کی وجہ سے وہ گفتگو نہ کر سکا اور وہ واپس لوٹ گیا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا کیا عبد اللہ نے اس شخص کو دیکھا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل تھے۔ اب عبد اللہ اس وقت تک نہیں مرے گا۔ جب تک وہ نابینا نہ ہو جائے گا اور اس کو وافر مقدار میں علم عطا کیا جائے گا۔

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گذرا میں نے اس وقت سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ سے محو کلام ہیں۔ وہ حضرت جبرائیل تھے۔ لیکن مجھے علم نہ تھا۔ میں نے سلام نہ کیا حضرت جبرائیل نے فرمایا انہوں نے کتنے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے ہیں۔ عنقریب ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔ اگر وہ سلام کرتے تو میں ان کے سلام کا جواب دیتا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا جب تو نے مجھے دیکھا کہ میں دحیہ الکلبی کے ساتھ ہمکلام ہوں تو تو نے مجھے سلام کیوں نہ کیا۔ میں نے کہا میں آپ ﷺ کی قطع کلامی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تو نے دحیہ الکلبی کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہاں میں نے انہیں دیکھا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ عنقریب تیری بینائی ختم ہو جائے گی۔ تیری موت کے وقت تجھے دوبارہ بینا کر دیا جائے گا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وصال فرمایا اور انہیں چارپائی پر رکھ دیا گیا تو ایک سفید پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا اس کے بعد وہ نظر نہ آیا۔ حضرت عکرمہ نے فرمایا: یہ رسول کریم ﷺ کی وہ بشارت تھی جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تھی۔ جب انہیں لحد مبارک میں رکھ دیا گیا تو قبر کے کنارے موجود لوگوں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ (الفجر: ۲۸ تا ۳۰)

''اے نفس مطمئن! واپس چلے آؤ اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے (خاص) بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں''۔

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ کہ عنقریب میری بصارت جاتی رہے گی اب میری بینائی چلی گئی آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ عنقریب میں غرق ہوں گا۔ میں ایک دفعہ بحیرہ طبریا میں ڈوب گیا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ میں فتنہ کے بعد عنقریب ہجرت کروں گا۔ اے میرے مولا! آج میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی طرف ہجرت کر رہا ہوں۔

لیکن ہم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا راز

ابو نعیم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ بدر کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فدیہ وصول کیا تو انہوں نے کہا آپ نے تو مجھے تادم واپسیں قریش کا محتاج بنا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آپ قریش کے محتاج کیسے ہو سکتے ہیں۔ آپ نے تو سونے کے کئی ڈھیر ام الفضل کے سپرد کیے تھے۔ آپ نے کہا تھا اگر میں قتل ہو جاؤں تو پھر پوری زندگی کے لیے تجھے یہ مال کافی ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے جس طرح فرمایا ہے بالکل اسی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی شخص اس راز کو کسی پر افشا نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے میں فدیہ ادا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جس کو تم نے اور ام فضل نے دفن کر دیا تھا۔ تم نے اس سے کہا تھا اگر میں اس سفر میں قتل ہو جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل اور قثم کے لیے کافی ہو گا۔ حضرت عباس نے کہا مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمارے اس راز کو میرے اور ام فضل کے علاوہ کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کو ایک بشارت

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ "حجر" میں تشریف فرما تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس سے گذریں۔ آپ ﷺ نے حضرت ام فضل سے فرمایا اے ام فضل! تیرے بطن میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ حضرت ام فضل فرماتی ہیں جب اس بچے کی پیدائش ہوئی تو میں اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اپنا لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبد اللہ رکھنے کے بعد فرمایا "ابو الخلفاء (خلفاء کے باپ) کو لے جاؤ۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے یہ بات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بتائی وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے ام فضل نے یوں بتایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں اب تمہیں بھی بتاتا ہوں وہ بچہ ابو الخلفاء ہوگا اس سے سفاح پیدا ہو گا۔ اس سے مہدی پیدا ہو گا۔ حتی کہ اس سے وہ عظیم شخص پیدا ہو گا جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو بارگاہ رسالت میں

نے مجھے بتایا ہے۔ کہ مجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا اور دودھ دنیا میں میری آخری غذا ہوگا۔

حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے پاس دودھ لایا گیا اس وقت صفین میں تھے۔ دودھ کو دیکھ کر آپ مسکرا دیے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کے مسکرانے کی وجہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ دنیا میں میرا آخری مشروب دودھ ہوگا۔ دودھ پی کر آپ میدان جہاد میں گھس گئے اور شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔

ابن سعد نے حضرت ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے اوپر دیوار گری ہے اور وہ فوت ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں عمار فوت نہیں ہوئے۔

امام احمد، الطبرانی اور حاکم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا قریش عمار رضی اللہ عنہ کے لیے ویسے ہی آتش پا ہیں ان کا قاتل اور ان پر تلوار سونتنے والا جہنم میں جائے گا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اور باغی گروہ نے ان کو شہید کیا باغی گروہ سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے۔

حضور علیہ ﷺ کا عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر بتانا

ابن سعد نے امام زہری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حارث مسروح اور نعیم بن عبد کلال کو خط لکھا اور عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی کو وہ خط دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے روانگی کے وقت ان سے فرمایا جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو وہاں رات کے وقت داخل نہ ہونا۔ جب صبح ہو جائے تو عمدہ طریقے سے طہارت حاصل کرنا، دو رکعتیں نماز ادا کرنا پھر اللہ تعالیٰ سے کامیابی اور قبولیت کی دعا مانگنا۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا میرے خط کو دائیں ہاتھ میں پکڑنا انہیں بھی دائیں ہاتھ میں دینا۔ جب وہ میرے خط کو قبول کر لیں تو انہیں یہ آیت پڑھ کر سنانا:

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ (البینہ:۱)

جب یہ آیت تلاوت کر چکو تو کہنا میں محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ تمہارے پاس جو بھی حجت آئے گی وہ باطل ہو جائے گی۔ جو بھی منور کتاب تمہارے پاس لائی جائے گی اس کا نور ختم ہو جائے گا۔ وہ تم پر کچھ پڑھیں گے جب وہ پڑھ چکیں تو ان کو اس کا ترجمہ کرنے کے لیے کہنا اور خود مندرجہ ذیل آیات تلاوت کرنا:

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ (الزمر:۳۸)

اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۗ ...... وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (الشوریٰ:۵)

جب وہ دامن اسلام میں آ جائیں تو ان سے ان کی ان تین شاخوں کے متعلق دریافت کرنا جن کے سامنے لاتے ہی وہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں وہ "اسل" کی شاخیں ہوں گی۔ ایک شاخ پر سفید اور زرد رنگ کیا گیا ہوگا۔ ایک شاخ گرہوں والی ہوگی۔ ایسے محسوس ہوگا کہ وہ خیزران کی شاخ ہے۔ ایک شاخ بالکل کالی ہوگی۔ وہ آبنوس کی شاخ محسوس ہوگی۔ پھر ان تمام شاخوں کو نکال کر انہیں سر بازار جلا دینا حضرت عیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں سفر پر روانہ ہوا میں نے اسی طرح کیا۔ جس

حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کے راز کو افشاء کرنا

ابن سعد اور امام بیہقی نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ بدر میں نوفل بن حارث ایک قیدی کی حیثیت سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نوفل! اپنی جان کا فدیہ دو۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں اپنی جان کے فدیے میں دوں، آپ ﷺ نے فرمایا اس مال کو فدیہ میں دو جو تم نے جدہ میں رکھا ہے یہ سرنہاں سن کر حضرت نوفل نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر مال کا فدیہ ادا کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے پوچھا ہماری نگرانی کون کرے گا میں نے کہا میں پہرہ دونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم سو جاؤ گے آپ ﷺ نے دوبارہ استفسار فرمایا کہ ہماری نگہبانی کون کرے گا۔ میں نے کہا ''میں'' میں ساری رات پہرہ دیتا رہا جب طلوع صبح کا وقت ہوا تو رسول مکرم ﷺ کے قول ''تو سو جائے گا'' نے مجھ آلیا اور میں سو گیا سورج کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا جب ہم بیدار ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم نہ سوتے لیکن اس نے ارادہ فرمایا کہ ایسا ہوتا کہ تمہارے بعد آنے والی نسلوں کے لیے سنت قائم ہو جائے۔ پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے جو شخص سو جائے اور نماز کے وقت بیدار نہ ہو اس کو ایسے ہی کرنا چاہیے اس کے بعد تمام لوگوں نے اپنی سواریوں کو تلاش کیا۔ تمام لوگ اپنی اپنی سواریوں کو لے آئے لیکن سرور کائنات ﷺ کی سواری نہ آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا وہاں جاؤ میں اسی سمت گیا جس طرف حضور ﷺ نے مجھے اشارہ فرمایا تھا۔ وہاں اونٹنی موجود تھی اور اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی میں نے اس کی مہار کو کھولا اور اسے بارگاہ رسالت میں لے آیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اونٹنی کو دیکھا کہ اس کی مہار درخت کیساتھ اس طرح لپٹی ہوئی تھی کہ وہ صرف ہاتھ سے ہی کھولی جا سکتی تھی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیش گوئی

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نیز یہی حدیث حضرت ام سلمہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔ حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث متواتر ہے دس سے زیادہ صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خادمہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر ایک مرض کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہو گئی جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ہم ان کے اردگرد رو رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا۔ میرے پیارے محبوب رسول کریم ﷺ

کرو میں نے جواب دیا اب لوگ مجھے کیسے ملیں گے۔ حاجی جا چکے ہیں اور راستہ خالی پڑا ہوا ہے۔ اسی اثناء میں مجھے کچھ سوار نظر آئے۔ میں نے انہیں اپنے کپڑے سے اشارہ کیا وہ جلدی سے میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی اور ان کی تکفین کی اس گروہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وصال کے وقت ''زبذ'' کے مقام پر تھے۔ یہ ینبع اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا میرے بعد تجھ پر افسوس ہے۔ میں نے یہ سن کر رونا شروع کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں آپ ﷺ کے بعد زندہ رہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' جب دیکھو کہ مدینہ منورہ کی عمارات ''سلع'' سے تجاوز کر گئی ہیں تو اس وقت سرزمین قضاعہ کی طرف چلے جانا۔

ابن سعد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! اس وقت تیری کیفیت کیا ہوگی جب تجھ پر ایسے امراء ہوں گے جو مال غنیمت کو مخصوص کر لیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اس وقت تلوار سے جہاد کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں جو اس سے بہتر ہے۔ وہ یہ کہ صبر کرنا حتی کہ تم مجھ سے ملاقات کر لو۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکیں گے۔ اور نہ ہی میرے دین میں فتنہ پیدا کر سکیں گے۔ آپ ﷺ نے مجھ کو خبر دی کہ میں نے اکیلے ہی اسلام قبول کیا ہے میں تنہا ہی مروں گا اور بروز حشر اکیلا ہی اٹھایا جاؤں گا۔

ابونعیم نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ابوذر! مسجد میں کیوں سو گئے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اور کہاں آرام کروں اس کے علاوہ میرا اور کوئی گھر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں شام کی طرف چلا جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے کہا اس وقت تیری کیفیت کیا ہوگی جب تجھے شام سے بھی نکال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں دوبارہ یہاں آ جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہاں سے دوبارہ تمہیں نکال دیا گیا تو پھر کیا کرو گے؟ میں نے عرض کی میں شمشیر کو بے نیام کر لوں گا اور تا مرگ لڑتا رہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ لوگ اس وقت تمہیں جس سمت جانے کو کہیں چلے جانا حتی کہ تم مجھ سے ملاقات کر لو۔

حارث بن اسامہ نے ابوالمثنی الملیکی سے روایت کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کی طرف تشریف لے جاتے تو فرماتے عویمر میری امت کے حکیم اور جندب میری امت کے طرید (تنہا) ہیں۔ وہ تنہا زندگی بسر کریں گے۔ تنہا ہی وصال کریں گے۔ تنہا اللہ ان کے لئے کافی ہے۔ عویمر سے مراد حضرت ابوالدرداء اور جندب سے مراد ابوذر رضی اللہ عنہما ہیں۔

طرح حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ میں ان کے پاس گیا میں نے ان سے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ میں نے تمام افعال اسی طرح سرانجام دیئے جس طرح رسول اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا۔ تمام قبائل نے اسلام قبول کرلیا تمام واقعات اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے منافع بخش سودے کی خبر

حاکم، امام بیہقی نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہاری ہجرت گاہ کو دیکھا ہے وہ پہاڑوں کے درمیان دلدلی زمین ہے تمہاری ہجرت گاہ یا تو ''ہجر'' ہے یا یثرب۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا لیکن قریش کے جوانوں نے مجھے روک لیا۔ میں نے وہ رات بڑے قلق اور اضطراب میں گذاری میں نہ بیٹھ سکتا تھا اور نہ ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ نوجوانان قریش نے کہا اللہ نے اس کو پیٹ کی بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ مگر مجھے کسی قسم کا کوئی درد نہ تھا۔ وہ تمام سو گئے۔ میں رات کے وقت وہاں سے کھسک آیا جب میں نے چار فرسخ کا فاصلہ طے کیا تو قریش نے مجھے پیچھے سے آلیا۔ وہ مجھے واپس لے جانا چاہتے تھے میں نے ان سے کہا میں تمہیں کچھ اوقیہ سونا دوں تو کیا تم مجھے مدینہ طیبہ جانے دو گے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہاں ہم تمہیں نہیں روکیں گے میں انہیں لے کر مکہ واپس آ گیا۔ میں نے ان سے کہا اس دروازے کی دہلیز کے نیچے کھدائی کرو یہاں سے تمہیں کئی اوقیہ سونا مل جائے گا۔ میں وہاں سے عازم سفر ہوا اور قبا میں حضور ﷺ کے ساتھ آ کر مل گیا جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو یحییٰ! تو نے بہت منافع بخش سودا کیا ہے آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ سے پہلے آپ تک اور کوئی آدمی نہیں پہنچا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہی آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی ہو گی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں اللہ کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو جلا وطن نہیں کیا تھا۔ بلکہ حضور نبی محتشم ﷺ نے حضرت ابوذر کو فرمایا تھا۔ جب مدینہ طیبہ کی عمارات سلع تک پہنچ جائیں تو یہاں سے چلے جانا جب مدینہ طیبہ کی عمارات سلع تک پہنچ گئیں تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے۔ سلع مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نام مبارک میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ ان کا نام جندب رضی اللہ عنہ ہے۔

حاکم اور ابونعیم نے حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک گروہ سے فرماتے ہوئے سنا میں بھی اس گروہ میں شامل تھا۔ تم میں سے ایک شخص چٹیل میدان میں مرے گا۔ اور مومنین کا ایک گروہ اس کو دفن کرے گا۔ اس گروہ کے تمام افراد یا تو اپنے شہر میں فوت ہوئے ہیں یا ان کی اپنی جماعت میں ان کا وصال ہوا ہے۔ صرف میں ہی باقی رہ گیا ہوں۔ اس راہ میں کسی شخص کو تلاش

صلی اللہ علیک وسلم مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب کچھ لوگ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' لیکن تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہی وصال کر گئے۔

طیالسی نے حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو آدمی ایک ہاتھ زمین کا فیصلہ کروانے کے لیے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی ایسے مقام پر ہو جہاں دو شخص ایک ہاتھ زمین پر جھگڑا کرنے لگیں تو اس جگہ سے چلے جانا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف چلے گئے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء ایک بت کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت محمد بن مسلمہ ان کے گھر داخل ہوئے اور ان کے بت کو توڑ دیا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب واپس آئے اور انہوں نے بت کو پاش پاش دیکھا تو کہنے لگے تیرے لیے ہلاکت ہو تو نے اپنی ذات کی بھی حفاظت نہیں کی۔ پھر وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہ ابوالدرداء ہیں جو ہماری ہی جستجو میں آئے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تو اسلام قبول کرنے آئے ہیں۔ میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ابودرداء اسلام قبول کر لیں گے۔ حضرت ابودرداء بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

حارث بن ابی اسامہ نے ابوالمثنی الملیکی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عویمر میری امت کا حکیم اور جندب میری امت کا طرید ہے۔ یہ حدیث پیچھے گذر چکی ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق غائبانہ اطلاع

حضرت امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو ایک جگہ بھیجا اور فرمایا روانہ ہو جاؤ جب تم ''روضۃ خاخ'' کے مقام تک پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہوگا۔ وہ اس سے لے لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم روانہ ہو گئے۔ گھوڑے ہمیں لے کر سرپٹ ڈورتے رہے۔ حتی کہ ہم روضۃ کے مقام تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں اس عورت کو دیکھا ہم نے اس سے کہا ''وہ خط نکال کر ہمیں دو'' اس نے کہا میرے پاس کوئی مکتوب نہیں ہم نے کہا خط نکال دو ورنہ ہم تمہارے کپڑوں میں سے اسے نکال لیں گے۔ اس نے خوفزدہ ہو کر اپنی چوٹی میں سے ایک خط نکالا اور اسے ہمارے حوالے کر دیا۔ ہم وہ خط لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب خط کھولا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا'' حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف'' حضرت حاطب نے اس خط میں حضور ﷺ کے بعض پوشیدہ امور کی خبر دی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حاطب! یہ کیا ہے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم جلدی نہ

ابن سعد نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب عمارات ''سلع'' تک پہنچ جائیں تو یہاں سے نکل جانا۔ آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ میرے خیال کے مطابق امراء تمہیں اس حالت میں نہیں رہنے دیں گے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں اس شخص سے جہاد نہ کروں جو میرے اور آپ ﷺ کے معاملہ کے درمیان حائل ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ حکم سنو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ اگرچہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ جب ایسے حالات پیدا ہو گئے تو حضرت ابوذر شام کی طرف چلے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب لکھا کہ ابوذر شام میں لوگوں کے مابین فساد ڈال رہے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو واپس بلالیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ ''زبدہ'' کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو جماعت ہونے والی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں امامت پر ایک حبشی غلام مقرر تھا۔ وہ مصلی امامت سے پیچھے ہٹ گیا اور حضرت ابوذر کو جماعت کروانے کے لیے عرض کی گئی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آگے آؤ اور جماعت کرواؤ مجھے سننے اور اطاعت بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، تو بھی ایک غلام ہے جس کا تعلق حبشہ سے ہے۔

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے تو کچھ لوگ سفر میں پیچھے رہ گئے۔ ایک آدمی نے دیکھا تو اسے دور سے ایک شخص آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک شخص راستہ پر چلتا آرہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''کُنْ اَبَاذَرٍ'' (ابوذر ہو جا)

جب لوگوں نے ذرا غور سے دیکھا تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ کی قسم وہ ابوذر ہی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ اکیلے ہی سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ وہ اکیلے ہی وصال کریں گے اور اکیلے ہی اٹھائے جائیں گے۔ پھر زمانے نے اپنی چال چلی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ''زبدہ'' کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں ہی انہوں نے وصال فرمایا وقت وصال ان کے پاس ان کی زوجہ محترمہ اور ان کا غلام تھا۔ انہوں نے ان کے جسد اطہر کو سرراہ رکھ دیا۔ اتنے میں وہاں سے ایک قافلہ گذرا ان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ اکیلے چلتے ہیں، اکیلے ہی انتقال کریں گے اور اکیلے ہی انہیں اٹھایا جائے گا۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے اور حضرت ابوذر کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ!

حاکم نے حضرت مقسم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں اپنی حاجت بیان کی لیکن انہوں نے بے رخی کا اظہار کیا اور اپنا سر بھی اوپر نہ اٹھایا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ عنقریب ہم کو خودغرضی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور اکرم ﷺ نے اس وقت تمہیں کیا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے ہم کو صبر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حتی کہ ہم آپ ﷺ سے حوض پر ملاقات کرلیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر صبر کرو۔ یہ سن کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے اور قسم اٹھائی کہ وہ کبھی بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کریں گے۔

امام مسلم، طیالسی اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار رضی اللہ عنہم نے فتح مکہ کے دن کہا ایک انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے شہر اور قبیلے کی طرف میلان رکھتا ہے۔ جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص بھی نظر اٹھا کر آپ ﷺ کی جانب نہیں دیکھ سکتا تھا۔ حتی کہ یہ کیفیت ختم ہو جاتی۔ جب نزول وحی ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے قبیلہ انصار! تم نے یہ کہا ہے کہ انسان میں اس کے شہر اور قبیلہ کی محبت فطرتاً موجود ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میرا جینا اور میرا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا انصاری روتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی اللہ کی قسم! ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ صرف اس لیے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ رب العزت اور اس کا رسول (ﷺ) تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہاری معذرت کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن محمد بن ثابت انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا اے ثابت! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم قابل ستائش زندگی بسر کرو، شہادت کا رتبہ حاصل کرو اور جنت میں داخل ہو جاؤ، انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں راضی ہوں۔ انہوں نے قابل رشک زندگی بسر کی اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ جہاد میں شہادت سے سرخرو ہوئے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو جنت کا مژدہ

امام بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میری عیادت کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا اس مرض سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ لیکن اس وقت تیری حالت کیا ہوگی، جب آپ میرے بعد طویل عمر بسر کرو گے اور آپ کی بصارت ختم ہو جائے گی آپ نے عرض کی اس وقت میں ثواب کے حصول کے لیے صبر کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر تو آپ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد وہ نابینا ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت کو لوٹا دیا اور وہ انتقال کر گئے۔

فرمائیں میری قریش سے کچھ وابستگی تھی۔ میں صرف ان کا حلیف تھا۔ میری ان سے خونی رشتہ داری نہ تھی۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں مکہ معظمہ میں ان کے قریبی رشتہ دار ہیں جو ان کے اموال اور اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے یہ چاہا کہ میں ان پر ایک احسان کر دیتا ہوں جس کے زیر بار ہو کر وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ فعل اس لیے سرانجام نہیں دیا کہ میں دین سے مرتد ہو گیا ہوں یا اسلام قبول کر لینے کے بعد میں نے کفر کو پسند کر لیا ہے۔ تمام گفتگو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حاطب غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی جانثاری اور فدا کاری کو دیکھ کر فرمایا تھا۔ تم جو کچھ چاہو کرو، میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ (الممتحنہ:1)

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ معظمہ جانے کا مصمم ارادہ کر لیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کی طرف ایک نامہ لکھا۔ جس میں انہوں نے حضور ﷺ کے ارادے کے متعلق مشرکین مکہ کو آگاہ کیا تھا۔ پھر مزینہ کی ایک عورت کو وہ خط دیا۔ انہوں نے اس عورت کو مناسب اجرت کا لالچ دے کر کہا یہ خط قریش مکہ کی طرف لے جا۔ اس عورت نے اس خط کو اپنی چوٹی میں باندھ لیا اور اسے لے کر عازم سفر ہوئی۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے جو فعل سرانجام دیا تھا اس کے بارے میں حضور ﷺ کو آسمان سے خبر آ گئی حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس عورت کو پکڑو اس کے پاس حاطب کا خط ہے جس میں ہمارے کئی خفیہ راز ظاہر کیے گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام کو جنت کی بشارت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تو تادم واپس اسلام پر ہی رہے گا۔ امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا "وہ شہداء کا مقام ہے تم اسے حاصل نہیں کر سکو گے۔ ابن سعد اور حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ کھانا تناول فرمایا۔ کچھ کھانا بچ گیا آپ ﷺ نے فرمایا، اس گھاٹی کی طرف سے اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ وہ اس بقیہ کھانے کو تناول کرے گا۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام اس گھاٹی کی جانب سے تشریف لائے اور اس پیالے سے کھانا کھایا۔

انصار رضی اللہ عنہم کے متعلق خبریں

حاکم اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا "عنقریب تم میرے بعد تقسیم اور امر میں ناگواری محسوس کرو گے۔ جب تم اس طرح کی کوئی چیز محسوس کرو تو صبر کرو حتی کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کر لو۔

کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرہ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ یہ اسی طرح زندگی گذارے جس طرح اس کے ماموں نے زندگی بسر کی تھی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے عمدہ زندگی گذاری اور شہادت کا رتبہ حاصل کر کے جنت میں داخل ہوئے۔

ابن سعد نے عبدالمالک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر کو لے کر بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے اس بیٹے کے لیے دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا'' کیا تو راضی نہیں کہ یہ بھی اس عظمت کو پالے جس عظمت کو تو نے پایا ہے۔ پھر یہ ملک شام جائے تو اہل شام میں سے ایک منافق اس کو قتل کردے۔

مسلمہ بن محارب وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ سیرت نگار کہتے ہیں کہ مروان بن حکم کی خلافت کے وقت جب ضحاک بن قیس کو مرج راہط کے مقام پر قتل کر دیا گیا تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے حمص سے نکل جانے کا ارادہ فرمایا آپ وہاں کے گورنر تھے۔ آپ نے مروان بن حکم کی مخالفت کر کے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تائید کی تھی۔ لیکن اہل حمص نے آپ کو پکڑ کر شہید کر دیا۔ انہوں نے آپ کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی کامیابی کی خبر

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے اپنی بارگاہ میں طلب فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن نبیح الہذلی نخلہ یا عرنہ کے مقام پر لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ وہ مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے تم اس کو قتل کر دو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اس کا حلیہ بیان فرمائیں تاکہ میں اس کو پہچان لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ایک علامت یہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ طاری ہو جائیگا۔ میں اس کے قتل کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا۔ حتی کہ میں اس تک پہنچ گیا جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھ پر بالکل اسی طرح کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ جس طرح آقائے دو جہاں ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا جب میرے لیے ممکن ہوا میں نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس کو واصل جہنم کر دیا۔ جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَفْلَحَ الْوَجْهُ تو اسے قتل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔'' میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے عصا مبارک عطا فرمایا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسے اپنے پاس محفوظ رکھو میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول مکرم! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے مجھے یہ عصا مبارک کیوں عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ عصا قیامت کے دن میرے اور تیرے درمیان نشانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس دن '' مُتَخَصِّرُوْن '' (اپنے پہلوؤں پہ ہاتھ رکھنے والوں) کی تعداد بہت کم ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس مبارک عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھ لیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آیا۔ تو آپ نے اپنے اہل خانہ کو اس عصا کو اپنے کفن کے ساتھ رکھنے کی وصیت کی۔ آپ کے وصال

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام احمد اور امام بیہقی نے عاصم ابن حمید السکونی سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محتشم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا حضور ﷺ ان کو نصیحت فرماتے ہوئے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے آئے۔ جب آپ ﷺ نصیحت سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم اس سال کے بعد مجھ سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں کرسکو گے۔ اس وقت تم میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے یہ غم ناک خبر سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

امام احمد نے اسی روایت کو ایک اور سند کے ساتھ حضرت عاصم بن معاذ رضی اللہ عنہما سے متصلاً روایت کیا امام بیہقی نے امام زہری کی سند سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب حضور نبی اکرم ﷺ نے حج ادا فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت

امام ترمذی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجسمہ کمالات ﷺ نے فرمایا کتنے ہی ایسے شخص ہوتے ہیں۔ جنہیں لوگ ناتواں سمجھتے ہیں۔ وہ صرف دو چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی شان کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ ایسے ہی عظیم لوگوں میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ ''تستر'' کے مقام پر دشمن سے نبرد آزما ہوئے۔ مسلمانوں میں ضعف کے آثار نمودار ہوئے۔ انہوں نے عرض کی اے براء! حضور نبی مکرم ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر آپ کسی امر پر اللہ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتا ہے۔ آپ دشمن کی اس فوج کے متعلق اللہ تعالیٰ سے قسم اٹھائیں آپ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی اے میرے رب میں تجھ پر قسم اٹھاتا ہوں ہمیں ان کی مشکیں کسنے کی توفیق عطا فرما۔ آپ کی دعا کے فوراً بعد دشمنان اسلام کو شکست ہوگئی۔ مسلمان سوس کے پل پر دوبارہ اسی دشمن سے معرکہ آزما ہوئے مسلمانوں میں پھر کمزوری نظر آنے لگی۔ انہوں نے عرض کی اے براء! اپنے رب پر قسم اٹھائیں انہوں نے عرض کی اے میرے پروردگار! ہمیں دشمن پر غلبہ عطا فرما اور مجھے اپنے نبی مکرم ﷺ سے ملنے کی توفیق دے۔ پھر مسلمان نئے جذبے سے ایرانیوں پر حملہ آور ہوئے اور انہیں شکست سے ہمکنار کیا۔ اسی جنگ میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کے سر پر شہادت کا تاج سجایا گیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی قابل ستائش زندگی کا بیان

ابن سعد نے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا اپنے نور نظر نعمان بن بشیر کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ رب العزت سے دعا مانگیں کہ وہ میرے بیٹے کو کثیر اولاد اور کثیر مال عطا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مدینہ طیبہ میں کچھ سواری کے جانور آئے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان جانوروں میں سے ایک گھوڑے کو خرید لیا۔ مسعد الفزاری نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا اے ابوقتادہ! آپ نے یہ گھوڑا کس لیے خریدا ہے۔ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا میری خواہش ہے کہ میں اس گھوڑے کو خوب تیار کروں۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کروں۔ مسعد نے کہا تمہارا قتل کرنا کتنا آسان اور تمہاری حرارت کتنی شدید ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جب میں تجھ سے معرکہ آزما ہوں تو میں اسی گھوڑے پر سوار ہوں۔ مسعد نے آمین کہا۔

ایک دن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے پلو میں اپنے گھوڑے کو کھجور کا چارہ کھلا رہے تھے۔ کہ آپ کے گھوڑے نے اپنے کان کھڑے کر دیئے اور اپنا سر اوپر اٹھایا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اس گھوڑے نے دیگر گھوڑوں کی بو سونگھ لی ہے۔ ان کی والدہ محترمہ نے کہا، اے میرے نور نظر! اللہ کی قسم ہم زمانہ جاہلیت میں بھی بزدل نہ تھے۔ اب تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لا چکے ہیں اب ہم کیسے ڈرپوک ہو سکتے ہیں۔ گھوڑے نے دوبارہ اپنے سر کو بلند کیا اور اپنے کان کھڑے کر لیے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! اس نے گھوڑوں کی بو سونگھ لیا ہے انہوں نے زین ڈالی، اپنی تلوار کو پکڑا اور گھر سے نکل آئے۔ انہیں راستہ میں ایک شخص ملا اس نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ کی اونٹنیوں کو پکڑ لیا گیا ہے۔ (یہ غزوۂ ذی قرد کا واقعہ ہے اس کو غزوۂ الغابہ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے) سرور کائنات ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی تلاش میں جا چکے ہیں۔ حضرت ابوقتادہ نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ نے فرمایا، اے ابوقتادہ! چلو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں وہاں سے روانہ ہوا۔ کچھ دیر بعد میں نے اونٹنیوں کو دیکھا۔ انہیں ہانکا جا رہا تھا۔ میں اس لشکر پر حملہ آور ہوا۔ میرے چہرے پر ایک تیر لگا۔ میں نے اس تیر کو چہرے سے نکال لیا میں سمجھا کہ شاید میں نے اس کا پیکان بھی نکال لیا ہے۔ اس کے بعد ایک گھوڑ سوار میرے سامنے آیا اس نے خود پہن رکھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا ابوقتادہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ساتھ ملاقات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جب اس نے اپنے چہرے سے خود ہٹایا تو وہ مسعد فزاری تھا اس نے مجھ سے کہا ابوقتادہ تم کیا پسند کرو گے؟ شمشیر زنی، نیزہ بازی یا کشتی، میں نے اسے کہا میں تجھے انتخاب کا موقع دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں کشتی کو منتخب کرتا ہوں۔ وہ اپنی سواری سے نیچے اتر آیا۔ میں بھی اپنی سواری سے نیچے اترا ہم ایک دوسرے سے زور آزما ہوئے۔ میں اچانک اس کے سینے پر سوار ہو گیا اور میرا ہاتھ اس کی تلوار تک پہنچ گیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ میرا ہاتھ تلوار تک پہنچ چکا ہے تو اس نے التجاء کی ابوقتادہ! میں تجھ سے زندگی کی درخواست کرتا ہوں میں نے کہا اللہ کی قسم! میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ اس نے کہا میرے بچے کدھر جائیں گے۔ میں نے کہا آگ میں۔ پھر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ میں نے اسے اپنی چادر میں لپیٹ کر اس کے کپڑے اتار لیے میں نے اس کے کپڑے پہن لئے اس کے ہتھیار زیب تن کر لئے اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ہماری زور آزمائی کے دوران میرا گھوڑا بھاگ گیا تھا۔ وہ دشمن کے

کے بعد وہ عصا مبارک آپ کے کفن کے ساتھ رکھ دیا گیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب اور عروہ رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت کیا ہے اس روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ اور کپکپی طاری ہو جائے گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے قبل کسی چیز سے بھی میں لرزہ براندام نہیں ہوا تھا۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی۔ میں نے کہا اللہ رب العزت اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر میں اس کو قتل کرنے کے لیے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب لوگ نیند میں ڈوب گئے تو میں چپکے سے اس کے پاس گیا اور اس کو واصل جہنم کر دیا صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے آنے سے قبل ہی حضور نبی مکرم ﷺ نے ہمیں ابن نبیح کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

ابن سعد نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر کپکپی طاری ہو جائے گی۔ میں کسی بھی شخص سے خوفزدہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن جب میں نے ابن نبیح کو دیکھا تو مجھ پر رعب طاری ہو گیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ کہا ہے۔

حضرت عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش گوئی

سیرت نگاروں نے عبداللہ بن حارث بن فضل سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ بیان فرماتے ہیں کہ عصماء بنت مروان بنی خطمہ کے ایک شخص کی بیوی تھی۔ اس شخص کا نام یزید بن زید تھا۔ وہ عورت اسلام اور اہل اسلام کی عیب جوئی کرتی تھی اور کفار کو سرور دو عالم ﷺ کے خلاف برانگیختہ کرتی تھی۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی ایسا آدمی نہیں جو میری وجہ سے بنت مروان کی خبر لے حضرت عمیر بن عدی الخطمی نے رسول مکرم ﷺ کا یہ قول سن لیا۔ جب رات ہوئی تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس عورت کے گھر جا کر اسے قتل کر آئے۔ صبح کے وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس عورت کو قتل کر دیا ہے۔ یہ خبر سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اے عمیر! تو نے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی مکرم ﷺ کی مدد کی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا اسے قتل کرنے کی وجہ سے مجھے کوئی نقصان ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے قتل کی وجہ سے دو بکریاں بھی آپس میں سر نہیں ٹکرائیں گی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مطمئن ہو کر اپنے قبیلے میں آ گئے۔ اس وقت بنو خطمہ کثیر تعداد میں تھے۔ وہ تمام بنت مروان کی وجہ سے مغموم تھے۔ بنت مروان کے بھی پانچ بیٹے تھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضری دینے کے بعد بنو خطمہ کے پاس گئے اور انہیں کہا اے بنو خطمہ! بنت مروان کو میں نے قتل کیا ہے۔ میرے خلاف تدبیر کرلو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو لیکن انہیں اس عورت کو قتل کرنے کی وجہ سے ذرا سا نقصان بھی نہ اٹھانا پڑا۔ حضور ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا کہ اس عورت کے قتل کی وجہ سے دو بکریاں بھی آپس میں نہ لڑیں گی۔

اور مفلسی کا سامنا کرنا پڑا کہ اس سے قبل ہم نے اس قدر تنگدستی اور ناداری نہیں دیکھی تھی ۔ میری بہن نے مجھ سے کہا آپ بارگاہ رسالت میں جائیں اور آپ ﷺ سے سوال کریں۔ جب میں بارگاہ رسالت میں پہنچا تو آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ جو شخص عفت اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عفت عطا فرماتا ہے اور جو شخص سوال کرنے سے مستغنی رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ بات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لیے ہی ارشاد فرمائی ہے۔ اب میں آپ ﷺ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ میں اپنی بہن کے پاس واپس آ گیا اور اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا آپ نے اچھا کیا ہے۔ جب دوسرا دن آیا تو اللہ کی قسم! میں لاچار ہو کر ایک دیوار کے سایہ میں لیٹ گیا۔ اچانک ایک یہودی کے کچھ درہم مجھے مل گئے۔ ہم نے اس سے کھانا خریدا اور اس سے کھایا پھر ہمارے ہاں بہت سی دنیا آئی۔ انصار کا کوئی گھرانہ بھی ہم سے زیادہ مالدار نہ تھا۔

حضرت ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے تو حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے آپ ﷺ کو جا ملے آپ رضی اللہ عنہ ابھی دور ہی تھے کہ لوگوں نے کہا دور راستہ پر ایک سوار آتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کُنْ اَبَا خَیْثَمَۃَ ''ابو خیثمہ ہو جا'' لوگوں نے عرض کی اللہ کی قسم وہ ابو خیثمہ ہی ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کے حالات بتانا

امام بیہقی اور ابن مندہ نے ابن اسحاق کی سند سے یزید بن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کی طرف بھیجا۔ اکیدر کندہ کا ایک شخص تھا۔ وہ دومہ کا بادشاہ تھا اس نے نصرانیت اختیار کر رکھی تھی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اسے اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ جنگلی گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی مہم پر روانہ ہوئے۔ جب آپ اس قلعہ کے قریب تر پہنچ گئے تو وہ اس وقت اپنے قلعے کی چھت پر تھا۔ چاندنی رات تھی اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک جنگلی گائے آئی۔ وہ اپنے سینگ اس کے محل کے دروازے پر مارنے لگی۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا! کیا اس سے پہلے کبھی تم نے ایسا منظر دیکھا ہے۔ اکیدر نے کہا اللہ کی قسم! نہیں میں نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا اس کی بیوی نے کہا ایسا شکار کون چھوڑ سکتا ہے۔ اکیدر نے جواب دیا کوئی شخص بھی ایسا شکار چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ وہ اپنے قلعے سے نیچے اترا۔ اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر زین کسی اور اپنے شکار کے لیے روانہ ہوا اس کے اہل خانہ کے کچھ لوگ بھی اس کے ہمراہ تھے۔ حضور ﷺ کا کارواں اچانک ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے اکیدر کو گرفتار کر لیا۔ بجیر بن بجرہ جس کا تعلق قبیلہ طے سے تھا۔ اس نے یہ اشعار اسی مناسبت سے کہے ہیں:

تَبَارَکَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ اِنِّیْ ۔ رَاَیْتُ اللّٰہَ یَھْدِیْ کُلَّ ھَادٍ

لشکر کی جانب چلا گیا تھا۔ انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ میں بھی دشمن کے لشکر کی طرف روانہ ہوا میں نے مسعد کے بھتیجے کو دیکھا اس کے ساتھ سترہ گھوڑ سوار تھے میں نے اس کے بھتیجے کو مارا جس سے اس کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس کے ساتھی بکھر گئے میں نے اپنے نیزے سے اونٹنیوں کو روک لیا۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب وہ لشکر کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے حضرت ابوقتادہ کے گھوڑے کو دیکھا اس کی کونچیں کاٹی گئی تھیں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں پر افسوس! تیرے کتنے ہی دشمن میدان جنگ میں ہیں (آپ نے یہ دومرتبہ فرمایا) پھر حضور ﷺ اور آپ کے ساتھی اس جگہ آئے جہاں ہم نے کشتی کی تھی۔ انہوں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ابوقتادہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوقتادہ پر رحم فرمائے مجھے اس ذات کی قسم! جس نے مجھے عزوشرف سے نوازا ہے۔ حضرت ابوقتادہ دشمن کے تعاقب میں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما لاش سے کپڑا ہٹانے کے لیے گئے انہوں نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہ مسعد کی لاش تھی۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا، اللہ اکبر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ اتنے میں میں بھی اونٹنیوں کو ہانکتا ہوا وہاں آ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا اے ابوقتادہ! اے سواروں کے سردار اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ وہ تیری اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت کرے۔ آج تو سرخرو ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تیرے چہرے پر یہ کیسا نشان ہے میں نے عرض کی مجھے تیر کا زخم آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جا۔ آپ ﷺ نے بڑی نرمی سے تیر کے پیکان کو نکالا اپنا لعاب مبارک اس پر لگایا اور اپنی ہتھیلی مبارک اس زخم پر رکھی مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبوت سے نوازا ہے۔ اس کے بعد نہ تو مجھے کبھی چوٹ آئی اور نہ ہی مجھے کبھی زخم لگا۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

طیالسی، ابن سعد اور امام بیہقی نے یحییٰ بن عبد الحمید کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احد یا یوم حنین کے دن سینے پر تیر لگا وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ تیر نکالیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اگر تم چاہتے ہو تو میں تیر اور پیکان دونوں کو نکال لیتا ہوں اور اگر تم پسند کرتے ہو تو میں صرف تیر کو نکالتا ہوں اور پیکان کو چھوڑ دیتا ہوں اور بروز حشر تمہاری گواہی دوں گا کہ تم شہید ہوئے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! تیر نکال لیں اور پیکان کو چھوڑ دیں اور بروز حشر میری شہادت کی گواہی دیں۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں یہ زخم دوبارہ پھوٹ پڑا۔ جس سے آپ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی امارت وثروت

اما بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کو اتنی سخت تنگ دستی

آئی ہے۔اس نے اس سے قبل کبھی بھی اُدھر کا رخ نہیں کیا۔

امام بیہقی نے بلال بن یحییٰ سے یہی واقعہ روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت عباس بن عبداللہ بن معبد سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔انہوں نے بنی بکر کے ایک شخص کو ساتھ لے جانے کے لیے حضور اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے بکری بھائی کو ساتھ تو لے جاؤ لیکن اس پر اعتماد نہ کرنا۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس شخص کو ساتھ لے کر عازم سفر ہوئے۔راستہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سو گئے۔جب بیدار ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ اس شخص نے آپ کو قتل کرنے کے لیے اپنی تلوار سونت رکھی تھی۔آپ نے جلدی سے اس کو قتل کر دیا۔

عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ کی استعانت

الطبرانی نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے پاس شب بسر فرمائی۔آپ ﷺ نے وضو فرمایا دوران وضو میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ'' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں نے سنا آپ وضو کے دوران فرما رہے تھے ''لَبَّیْکَ نُصِرْتَ'' ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ کسی انسان سے محو کلام ہیں۔کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی انسان تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بنی کعب کا راجز (رجز پڑھنے والا) تھا۔جو مدد کے لیے مجھے پکار رہا تھا۔وہ کہتا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی مدد کی ہے۔وہ صلح حدیبیہ کے دن بنی بکر کے حلیف بن گئے تھے۔اور قبیلہ خزاعہ حضور نبی کریم ﷺ کا حلیف بن گیا تھا۔وعدہ کے مطابق آپ ﷺ کا خزاعہ کی مدد کرنا لازم تھا۔قریش نے بنی بکر کی مدد کر کے صلح حدیبیہ کی مخالفت کی تھی۔یہی واقعہ فتح مکہ کا سبب بن گیا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے فتح مکہ کے لئے تیاری فرمائی اور اسے فتح کر لیا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب بنو بکر اور قریش بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوئے اور انہیں نقصان پہنچایا تو انہوں نے اس وعدہ کو توڑ دیا جو انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔حضرت عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ استعانت کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔اس وقت حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔حضرت عمرو رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور یوں عرض کرنے لگے:

يَا رَبِّ اِنِّیْ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا　　حَلْفَ اَبِیْنَا وَ اَبِیْهِ الْاَتْلَدَا

''اے میرے مولا! میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو وہ عہد یاد دلا رہا ہوں جو ان کے اور ہمارے آباء کے مابین ہوا تھا''۔

قَدْ كُنْتَ وَالِدًا وَ كُنَّا وَلَدًا　　ثُمَّ اَسْلَمْنَا فَلَمْ نَنْزِعْ يَدًا

''آپ ﷺ والد ہیں اور ہم اولاد ہیں پھر ہم نے اسلام بھی قبول کر لیا ہے اور ہم نے ہاتھ نہیں کھینچا۔''

فَانْصُرْ هَدَاكَ اللّٰهُ اَبَدًا　　وَادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَاْتُوْا مَدَدًا

''بابرکت ہے وہ ذات جو نیل گائیوں کو ہنکانے والی ہے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کا خواہاں ہوتا ہے۔''

فَمَنْ یَکُ حَائِدًا عَنْ ذِیْ تَبُوْکِ فَاِنَّا قَدْ اُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

''جو شخص صاحب تبوک ﷺ سے روگرداں ہوتا ہے ہمیں اس کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا ہے''۔

نبی مکرم ﷺ نے اس شاعر کو یوں دعا دی اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سدا سلامت رکھے۔ اس شاعر کی عمر نوے سال ہو چکی تھی لیکن اس کی کسی داڑھ یا دانت نے حرکت نہ کی۔

ابن مندہ اور ابن السکن اور ابو نعیم نے ابو المعارک کی سند سے بجیر بن بجرہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جس لشکر کو اکیدر کی طرف روانہ کیا تھا میں بھی اس میں شامل تھا۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ تم اس کو اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ ہم چاندنی رات میں اس کے پاس پہنچے ہم نے اس کو اسی حالت میں پایا جس طرح نبی غیب داں ﷺ نے فرمایا تھا۔ ہم نے اس کو گرفتار کر لیا۔ جب ہم اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو میں نے مندرجہ بالا اشعار آپ کی خدمت میں پیش کیے۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی آخر الزمان ﷺ مدینہ منورہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس مجاہدین کے ساتھ اکیدر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دومۃ الجندل اور اکیدر کے متعلق کچھ بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے اس حالت میں ملو گے کہ وہ شکار کر رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اور تم اسے گرفتار کر لو گے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس کے قلعے کے قریب گئے۔ تو آپ نے قلعے کی پچھلی جانب سے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا کیونکہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تھا۔ تم اسے اس حالت میں ملو گے کہ وہ شکار کر رہا ہوگا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی اکیدر کے قلعے کے قریب پہنچے تو ایک جنگلی گائے قلعے کے دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔ اس وقت اکیدر اپنی بیگمات کے ساتھ لہو ولعب میں مشغول تھا۔ اس کی ایک بیوی نے گائے کو دیکھا اور کہا ''چاندنی رات میں گوشت کا مزا فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اکیدر نے پوچھا تو نے یہ بات اس وقت کیوں کہی ہے۔ اس کی بیوی نے جواب دیا۔ میں نے یہ گفتگو اس لیے کی ہے۔ کیونکہ اس وقت ہمارے قلعے کے دروازے کے پاس ایک جنگلی گائے کھڑی ہے۔ اکیدر اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس کے اہل خانہ اور غلام بھی اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب اکیدر اور اس کے ساتھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے گذرے تو انہوں نے ان تمام کو گرفتار کر لیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو حضور ﷺ کا یہ فرمان سنایا کہ جب تم اسے گرفتار کرو گے تو وہ جنگلی گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ یہ فرمان سن کر اکیدر نے کہا اللہ کی قسم! یہ گائے ہمارے قلعہ میں پہلی مرتبہ

کروں گا۔کوئی چیز بھی مجھے ان کی خدمت سے باز نہیں رکھ سکے گی۔صفوان نے عمیر کو ترغیب دلائی اسے تیار کیا اور اس کی تلوار کو صیقل کر کے اسے زہر آلود کیا۔عمیر نے کہا میرے اس منصوبے کو خفیہ رکھنا۔عمیر اپنے سفر پر روانہ ہوا حتی کہ وہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے اپنی سواری سے اترا، اپنی سواری کو باندھا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں جانے لگا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی وقت مسجد میں تشریف لے آئے۔حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹنے کے لیے کہا پھر عمیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے عمیر! یہاں کیوں آئے ہو، عمیر نے کہا میں اپنے قیدی سے ملاقات کرنے کے لیے آیا ہوں۔نبی محترم ﷺ نے فرمایا سچ بتاؤ تیرا یہاں آنا کس مقصد کے لیے ہے۔عمیر نے پھر کہا، میں اپنے قیدی کی خبر لینے کے لیے آیا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ کیا شرائط تھیں جو تم نے صفوان کے ساتھ اس وقت طے کی تھیں جب تم حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔یہ سن کر عمیر گھبرا گیا اور کہنے لگا میں نے کیا شرائط طے کی تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا تم اس شرط پر مجھے قتل کرنے کے لیے آئے ہو کہ وہ تمہارے اہل خانہ کی کفالت کرے گا۔اور تیرے قرض کو ادا کرے گا۔اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ارادے کے درمیان حائل ہے۔یہ سن کر عمیر نے کہا "اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔" یہ تمام گفتگو صرف میرے اور صفوان کے درمیان ہی ہوئی تھی کوئی شخص بھی اس سے آگاہ نہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس گفتگو کی خبر دے دی۔میں اللہ رب العزت اور اس کے حبیب مکرم ﷺ پر ایمان لاتا ہوں پھر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس مکہ چلے آئے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر

خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی مکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا آج تمہارے پاس ایک حکیم شخص آئے گا۔اسی دن حضرت عمرو ابن العاص ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری اوران کی قوم (رضی اللہ عنہم) کی آمد کی خبر

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسی قوم آرہی ہے جو تم سے زیادہ نرم دل ہے۔کچھ دیر بعد حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور ان کی قوم آگئی۔

علامہ عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ہمیں معمر نے خبر دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ اپنے صحابہ کے مابین تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ نے کہا کہ "کشتی والوں کو نجات دے دے" پھر کچھ دیر آپ نے توقف فرمایا اور کہا کشتی بخیریت نکل آئی ہے۔جب وہ لوگ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ آرہے ہیں ان کا قائد ایک صالح آدمی ہے۔راوی کہتے ہیں۔کشتی میں بنو اشعر تھے اور ان کے قائد عمرو بن الحمق خزاعی تھے۔حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تم کہاں سے آئے ہو، انہوں نے عرض کی "ہم زبید سے آئے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

''آپ ﷺ ہماری مدد فرمائیں اللہ رب العزت آپ کو ہدایت کے راستہ پر گامزن رکھے۔ اللہ کے بندوں کو بلائیں کہ وہ ہماری مدد کو پہنچیں۔''

فِیهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا　　اِنْ سِیمَ خَسْفًا وَجْهُهٗ تَرَبَّدَا

''ان میں اللہ کے رسول مکرم ﷺ ہیں جو ہر خوبی و وصف میں یکتا ہیں اگر انہیں پریشان کیا جائے تو ان کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔''

فِیْ نَیْلَقٍ کَالْبَحْرِ تَجْرِیْ مَزْبَدَا　　اِنَّ قُرَیْشًا اَخْلَفُوْکَ الْمَوْعِدَا

''ایسے عظیم لشکر کے ہمراہ تشریف لائیں جو سمندر کی طرح موجزن ہو قریش نے آپ ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔''

وَنَقَضُوْا مِیْثَاقَکَ الْمُؤَکَّدَا　　وَ جَعَلُوْا لِیْ کَدَاءَ رَصَدَا

''انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا پختہ وعدہ توڑ دیا ہے۔ اور ''کداء'' میں میرے لیے لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا ہے۔''

وَزَعَمُوْا اَنْ لَّسْتُ اَدْعُوْ اَحَدَا　　وَ هُمْ اَذَلُّ وَاَقَلُّ عَدَدَا

''ان کا یہ گمان تھا کہ میں کسی کو نہیں پکاروں گا۔ حالانکہ وہ ذلیل بھی ہیں اور تعداد میں بھی کم ہیں۔''

هُمْ بَیَّتُوْنَا بِالْوَتِیْرِ هُجَّدَا　　وَقَتَلُوْنَا رُکَّعًا وَّسُجَّدَا

''انہوں کے وتیر کے مقام پر شب خون مارا اور ہمیں رکوع اور سجود کی حالت میں قتل کرنے لگے۔''

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔ اس کے بعد نبی مکرم ﷺ نے ابر کرم کو ملاحظہ فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا، یہ بادل بنو کعب کی مدد لے کر آیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے لشکر کشی فرمائی اور مکہ کو فتح فرمایا۔

حضور ﷺ کو عمیر بن وہب جمحی رضی اللہ عنہ کے خفیہ منصوبے کا علم

امام بیہقی، الطبرانی اور ابو نعیم نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ بدر کی شکست کے بعد مشرکین مکہ واپس چلے گئے تو عمیر بن وہب جمحی صفوان بن امیہ کے پاس آیا وہ دونوں ''حجر'' میں بیٹھ گئے۔ صفوان نے کہا، بدر کے مقتولین کے بعد زندگی کتنی تلخ ہو گئی ہے۔ عمیر نے کہا ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی۔ اگر مجھ پر یہ قرض نہ ہوتا جس سے سبکدوش ہونے کی مجھے کوئی سبیل نظر نہیں آتی اور نہ ہی میں عیالدار ہوتا تو میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو قتل کر دیتا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ) میری آنکھیں تو اس سے بھر چکی ہیں میرے پاس تو وہاں جانے کے لئے ایک بہانہ بھی ہے۔ میں انہیں کہوں گا کہ میں اپنے قیدی بچے کی خبر گیری کیلئے آیا ہوں۔ عمیر کی یہ گفتگو سن کر صفوان بہت خوش ہوا، اس نے کہا تیرے قرض اور اہل و عیال کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ میں اپنے اہل خانہ کی طرح ہی ان کا خرچہ برداشت

گیا ہے بلکہ وہ وہی شخص ہے جس نے یہ گواہی دی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد مسیلمہ بھی آپ ﷺ کی رسالت میں شریک ہے۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ) میں نے یہ واقعہ سن کر کہا اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ حق ہے۔ ابن عساکر نے کہا ہے کہ رجال (یا رحال) اس شخص کا لقب تھا۔ اس کا نام نہار تھا۔

سیف بن عمرو نے ''الفتوح'' میں مخلد بن قیس البجلی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں فرات بن حیان رضی اللہ عنہ رجال بن عنفوہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت سے نکلے تو حضور ﷺ نے فرمایا، ان میں سے ایک شخص کی داڑھ آگ میں کوہ احد سے بڑی ہوگی اس شخص کی گدی بھی دغاباز ہے۔ ان تینوں نے حضور ﷺ کے اس فرمان کو سن لیا۔ حتی کہ جب حضرت ابو ہریرہ اور حضرت فرات بن حیان رضی اللہ عنہ کو رجال کے مرتد ہونے کی خبر پہنچی تو ان دونوں نے اللہ کے حضور سجدہ کیا۔

حضرت عتاب بن اسید، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت حکیم بن حزام اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کی خبر

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ رحمت عالم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا قریش مکہ میں چار ایسے آدمی ہیں جو کفر سے متنفر اور اسلام کی طرف راغب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ ﷺ مکہ فتح کرنے مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن چار افراد کے نام لیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو اسلام قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ اندوز فرمایا۔

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

یونس بن بکیر رضی اللہ عنہ نے معازی میں اور ابن سعد نے ابن اسحاق کی سند سے محمد بن عمرو بن عطا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب سہیل بن عمرو قیدی بن کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کے آگے کے دونوں دانت نکلوا دیجئے تا کہ اس کی زبان باہر نکل آئے اور یہ کتابت کی شر رفشانی نہ کر سکے۔ سہیل کا اوپر والا ہونٹ چرا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب ارشاد فرمایا، میں مثلہ ہر گز نہیں کروں گا۔ اگر میں نے مثلہ کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ میرا بھی مثلہ کر دے گا۔ اگر چہ میں نبی ہی ہوں۔ شاید یہ سہیل ایک دن اس مقام پر کھڑا ہو جہاں تمہیں ناپسندیدہ نہ لگے۔ جب سرور کائنات ﷺ نے اس جہان رنگ و بو سے انتقال فرمایا تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں کھڑے ہو کر ایک روح پرور خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ پہلے سے سن رکھا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے اس خطبے کے متعلق سنا تو انہوں نے کہا:

''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ''

''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں''۔

زبید میں برکت عطا فرمائے۔ لوگوں نے عرض کی ''زمع میں بھی'' آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زبید میں برکت نازل کرے لوگوں نے کہا ''زمع میں بھی'' تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمع میں بھی برکت کرے۔

ابن سعد نے عیاض الاشعری سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ (المائدہ: ۵۴)

حضور ﷺ نے فرمایا اس قوم سے مراد حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔

حضرت ابوہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب اور ایک اور شخص کے متعلق غیب کی خبر

عبدالرزاق نے معمر سے اور وہ ابن طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب اور ایک اور آدمی سے فرمایا ''تم میں سے آخری شخص آگ میں جلے گا'' تیسرا شخص حضرت ابوہریرہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے قبل وفات پا گیا اور حضرت ابوہریرہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے۔ جب کوئی شخص حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو غصہ دلانا چاہتا تو وہ یہ کہتا ''حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے ہیں'' آپ رضی اللہ عنہ کا اتنا سننا ہی ہوتا تھا کہ آپ بے ہوش ہو جاتے اور آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔ بالآخر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے وصال فرمایا۔

ابن وہب نے ابویزید المدینی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو جب مرض الموت لاحق ہوا تو ایسی شدید سردی لگی۔ ان کے لیے آگ جلائی گئی۔ ایک انگیٹھی ان کے سامنے ایک دائیں، ایک بائیں اور ایک پیچھے رکھی گئی۔ اس طرح بھی انہیں کوئی افاقہ نہ ہوا ان کی یہی کیفیت رہی حتی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

ابن عساکر نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ مرض کزاز میں مبتلا ہوئے (اس مرض میں بہت زیادہ سردی لگتی ہے) انہوں نے ایک بہت بڑی دیگ لانے کا حکم دیا۔ اسے پانی سے بھر دیا گیا اس کے نیچے آگ لگائی گئی اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اس کے اوپر بیٹھ کر حرارت حاصل کرنے لگے۔ جب پانی بخارات بن کر ان تک جاتا تو انہیں کچھ آرام آ جاتا۔ ایک دن اسی دیگ میں گر کر پیک اجل کو لبیک کہہ گئے۔

الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رجال بن عنفوہ بڑے خشوع اور خضوع سے نماز ادا کرتا تھا وہ ہر روز تلاوت کلام مقدس کرتا تھا۔ وہ ہر وقت بھلائی کے اعمال سرانجام دینے کے لیے سرگرم رہتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت رجال بھی ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اس گروہ میں سے ایک شخص آگ میں جائیگا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''میں نے اس محفل میں دیکھا وہاں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت اروی الدوسی، حضرت طفیل بن عمرو اور رجال بن عنفوہ موجود تھے۔ میں انہیں دیکھتا اور تعجب کا اظہار کرتا رہا میں نے سوچا، ان میں سے ایک تیرہ بخت کون ہو سکتا ہے۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا اور قبیلہ بنو حنفیہ مرتد ہو گیا تو میں نے لوگوں سے پوچھا رجال بن عنفوہ کی کیفیت کیا ہے لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو

کی گردن اڑا دیں گے۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ سن کر لوگ اپنے ارادے سے باز آ گئے۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ دینا حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے کئی سال پہلے اس واقعہ کی خبر دے دی تھی۔ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا تھا۔

ایک دن یہ سہیل اس مقام پر کھڑے ہوں گے جہاں یہ تمہیں ناگوار نظر نہیں آئیں گے۔

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر

الطبرانی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن ہشام نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ جب قریش نے قبیلہ خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی اعانت کر کے حضور ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا، ابوسفیان تمہارے پاس آ رہا ہے۔ وہ عہد کی تجدید اور اس کی مدت میں اضافے کا مطالبہ کرے گا۔ لیکن اسے ناکام واپس جانا پڑے گا۔ کچھ دنوں کے بعد ابوسفیان مدینہ طیبہ میں آیا۔ اور عہد کی تجدید اور اس کی مدت میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ لیکن حضور ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ خائب وخاسر واپس چلا گیا۔

الطبرانی نے ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں مرالظہران کے مقام پر فروکش تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابوسفیان ''اراک'' کے مقام پر موجود ہے۔ اس کو پکڑ لو۔ ہم نے اس کو پکڑ کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔

ابن سعد، امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابواسحاق السبیعی سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ایک دن ابوسفیان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔ کاش میں محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں ایک عظیم لشکر کو جمع کر سکتا۔ ابھی وہ یہ بات اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے کندھوں کے درمیان اپنا دست اقدس مارا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ پھر بھی تجھے رسوا ہی کرے گا۔ جب اس نے سر اٹھایا تو اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ اس کے سر کے اوپر کھڑے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر کہنے لگا۔ اس سے قبل مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ یہ بات جو آپ نے بیان فرما دی ہے۔ یہ تو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ چل رہے تھے۔ اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے۔ ابوسفیان نے دل میں کہا کاش میں اس شخص سے جنگ لڑ سکتا۔ حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس تشریف لائے۔ اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اللہ تعالیٰ پھر بھی تجھے رسوا کرے گا۔ یہ معجزہ دیکھ کر ابوسفیان نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس سے توبہ کی قبولیت کی درخواست کرتا ہوں اس واقعہ سے پہلے مجھے یقین نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ یہ بات جو آپ نے صراحتاً بیان کر دی ہے۔ یہ تو میں صرف اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

ابونعیم، امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب

اور جو کلام مقدس لے کر آپ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں وہ سراپا حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مجھے رسول کریم ﷺ نے اس وقت اشارہ فرمایا تھا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ شاید یہ سہیل ایک دن اس مقام پر کھڑے ہوں جہاں تمہیں یہ ناگوار نہ لگیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے مراد آپ رضی اللہ عنہ کی وہ تقریر ہے جو آپ نے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت فرمائی تھی۔ جس کا آغاز آپ نے اس طرح کیا تھا۔

''جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے تو وہ سن لے کہ محمد ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ اور جو خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کرتا ہے۔ اس کو یقین ہونا چاہیے کہ اللہ رب العزت ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں''۔

جب حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کی خبر مکہ معظمہ میں پہنچی تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی وہاں اسی قسم کا خطبہ دیا تھا۔

السیرۃ النبویہ میں ہے کہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے اس سال اسلام قبول کیا تھا جس سال مکہ فتح ہوا تھا۔ آپ نے اپنے اسلام کو عمدہ کیا جلد ہی آپ کا شمار فضلاء صحابہ کرام میں ہونے لگا۔ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو اکثر اہل مکہ نے اسلام سے رجوع کرنے کا ارادہ کر لیا اس وقت حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا انہوں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے وصال کا ذکر کیا۔ ان کے خطبے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ثابت قدمی عطا فرمائی ان کا خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ کے مشابہ ہے۔ جو انہوں نے مدینہ طیبہ میں اس وقت ارشاد فرمایا تھا۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں کہا۔

''اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے۔ تو وہ سن لے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے اور جو اللہ رب العزت کی عبادت کرتا ہے اسے یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اسے موت نہیں ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: ۳۰)

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

(آل عمران: ۱۴۴)

پھر حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ دین اس طرح پھیلے گا جس طرح سورج کا نور مشرق و مغرب کی طرف پھیلتا ہے۔ تم اپنے رب پر توکل کرو۔ اللہ کا دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ اللہ کا کلمہ مکمل ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے جو اس کی حمایت کرنے والا ہے۔ اور اس کے دین کو قوت دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھلائی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) پر جمع کر دیا ہے۔ وہ اسلام کو تقویت دیں گے۔ جس شخص کو ہم نے دیکھا کہ وہ مرتد ہو گیا ہے ہم اس

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

ابن شیبہ نے عبدالمالک بن عمیر کی سند سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضور اکرم ﷺ نے مجھے یہ فرمایا تھا۔ کہ اے معاویہ! جب تمہیں سلطنت ملے تو عمدہ طریقے سے حکمرانی کرنا۔ اس وقت سے میں خلافت کا خواہش مند رہا۔

امام بیہقی نے عبداللہ بن عمیر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! حضور ﷺ کے اس فرمان نے مجھے خلافت کا آرزومند بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاویہ! جب تمہیں بادشاہی عطا کی جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کا دامن نہ چھوڑنا۔

حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ مجھے کسی عمل سے آزمایا جائے گا۔

الطبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کا پیرہن پہنائے گا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میرا بھائی خلافت کا لبادہ پہنے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں آزمائش، آزمائش، آزمائش ہوگی۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے معاویہ! جب اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے امر کا والی بنائے تو اس وقت غور کرنا کہ تم کیا کہہ رہے ہو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میرے بھائی کو سلطنت عطا کی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں آزمائش ہوگی۔

ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا عنقریب میرے بعد تمہیں میری امت کا والی بنا دیا جائے گا۔ جب تجھے ولایت عطا کی جائے تو اس وقت میری امت کے صالحین کے ساتھ بھلائی کرنا اور گناہ گاروں سے تجاوز کرنا میں ہمیشہ اس سلطنت کی امید کرتا رہا حتی کہ میں اس مقام پر فائز ہوگیا۔

دیلمی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سلطنت کے مالک بن جائیں گے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے مسلمہ بن مخلد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی محترم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرمار ہے تھے۔ ''اے میرے مولا! معاویہ کو کتاب کا علم سکھا، اسے شہر پر تسلط عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا''۔

ابن عساکر نے عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں آیا اور کہنے لگا مجھ سے کشتی کرو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوگئے اور کہا میں تم سے کشتی لڑوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

مسلمانوں نے مکہ معظمہ کو فتح کیا اور حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو وہ ساری رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے رہے۔ اور بیت اللہ کا طواف کرتے رہے حتی کہ صبح ہو گئی۔ ابوسفیان نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کیا تو گمان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ صبح کے وقت حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئے اور اسے کہا تو نے ہند سے یہ کہا ہے کہ کیا وہ یہ گمان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ہاں یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان نے کہا:

اَشْهَدُ اَنَّکَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

میرے اس قول کو اللہ تعالیٰ اور ہند کے علاوہ کسی اور نے نہیں سنا تھا۔

العقیلی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے طواف کے دوران ابو سفیان سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوسفیان! تیرے اور ہندہ کے مابین فلاں فلاں گفتگو ہوئی ہے۔ ابوسفیان نے کہا، ہند نے میرا راز فاش کر دیا ہے۔ میں اسے ضرور اس کی سزا دوں گا۔ جب حضور اکرم ﷺ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ابوسفیان سے ملاقات کی اور فرمایا اس راز کے متعلق ہند سے کوئی بات نہ کرنا اس نے تیرے راز کو فاش نہیں کیا۔ ابوسفیان نے یہ معجزہ دیکھ کر کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

ابن سعد، حارث بن ابی اسامہ اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے ابوسفیان نے کہا، میں نہیں جانتا کہ کس چیز کی وجہ سے محمد (ﷺ) ہم پر غالب آ گئے ہیں۔ حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس آئے ان کے سینے پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا اللہ کی قسم! محمد ﷺ تم پر غالب آ ہی گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

علامہ سیوطی، احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ابتدا میں یہ انقلاب ناگوار گزرا حضور اکرم ﷺ برابر ان کے ساتھ نرمی اور محبت فرماتے رہے حتی کہ اسلام ان کے دل میں جاگزیں ہو گیا۔ غزوۂ طائف میں ان کی آنکھ نکل آئی وہ اسے اپنے ہاتھ پر رکھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا'' اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری یہ آنکھ درست کر دیتا ہے اور اگر تم پسند کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں اس سے بہتر آنکھ عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے وہ آنکھ پھینک دی اور عرض کی دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں اس سے بہتر آنکھ عطا فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ یرموک کے دن حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی وہ لوگوں کو جہاد پر برانگیختہ کرتے رہے اور کہتے رہے۔ یہ دن اللہ کے دنوں میں سے ایک ہے۔ اللہ کے دین کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا عثمان! کعبہ کی چابی لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے چابی کو اپنے دست اقدس میں پکڑ لیا پھر مجھے عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ یہ لو چابی، اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھ لو۔ ایک ظالم کے علاوہ اور کوئی شخص یہ تجھ سے نہیں چھین سکے گا۔ جب میں چابی لے کر واپس آنے لگا تو حضور ﷺ نے مجھے آواز دی۔ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے یہ بات تمہیں پہلے بتا نہیں دی تھی۔ مجھے اس وقت نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا۔

''ایک دن یہ چابی میرے دست اقدس میں ہوگی میں اسے جسے چاہوں گا عطا کروں گا''۔ میں نے کہا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے اسی طرح فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

ابن سعد اور ابن عساکر نے عبدالملک بن عبید وغیرہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ جس سال مکہ فتح ہوا اور حضور اکرم ﷺ ایک غالب کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو میں نے کہا میں قریش کے ساتھ ہوازن کی طرف چلا جاؤں گا ممکن ہے یہ آپس میں نبرد آزما ہوں تو میں دھوکے سے محمدؐ (عربی ﷺ) کو قتل کر دوں گا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ) اس طرح میں تمام قریش کی طرف سے انتقام لے لوں گا۔ میں کہا کرتا تھا۔ اگر عرب وعجم کے تمام لوگ بھی محمد عربی ﷺ کی اتباع کرنے لگیں تو میں پھر بھی آپ ﷺ کی پیروی نہیں کروں گا۔ میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا۔ میرے دل میں آپ ﷺ کا بغض وعناد زیادہ ہوتا گیا۔ جب مسلمان اور کفار باہم معرکہ آزما ہوئے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ اپنی خچر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے اپنی تلوار کو سونتا اور اپنے ارادہ کی تکمیل کے لیے آگے بڑھا میں نے اپنی تلوار اٹھائی ابھی میں تلوار کا وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ میرے لیے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ ان شعلوں کی روشنی بجلی کی طرح تیز تھی۔ قریب تھا کہ میری آنکھوں کا نور ختم ہو جاتا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! میرے قریب آؤ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ ''اے اللہ! اس کو شیطان سے محفوظ فرما''۔ حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اسی لمحے حضور ﷺ مجھے اپنی سماعت، بصارت اور جان سے بھی پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کفر کے اندھیروں کو کافور فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا'' جاؤ اور جہاد کرو'' میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے شمشیر زنی کرنے لگا۔ مجھے اللہ کی قسم! میری خواہش یہ تھی کہ میں اپنی جان قربان کر کے حضور نبی مکرم ﷺ کا دفاع کروں۔ اگر اس وقت میں اپنے باپ سے بھی ملتا تو میں اسے بھی مار دیتا۔ جب جنگ اختتام پذیر ہوئی۔ تو حضور اکرم ﷺ اپنے لشکر گاہ کی طرف تشریف لائے۔ اور اپنے خیمے کے اندر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ خیمہ میں داخل ہوا آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ارادہ فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تو اپنے ساتھ کرنے کا خواہاں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے میرے

معاویہ کو کبھی بھی مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ یوم صفین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں کبھی بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہ کرتا۔

امام بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس آئے تو فرمایا اے لوگو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسندیدگی کی نظر سے مت دیکھو وہ اتنے عظیم شخص ہیں کہ جب تم انہیں کھو، دو گے تو تم دیکھو گے کہ لوگوں کے سران کے کندھوں سے گر رہے ہیں۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عکرمہ بن ابی جہل نے اسلام لانے سے پہلے حضرت صحر الانصاری کو قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ مسکرا پڑے انصار نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم اس وجہ سے مسکرا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وجہ سے نہیں مسکرا رہا بلکہ میرے مسکرانے کی وجہ یہ ہے کہ عکرمہ نے صحر کو قتل تو کر دیا ہے لیکن وہ جنت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک خبر

ابن سعد نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ میں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے آپ صلی اللہ علیک وسلم پر بہت تعجب ہوتا ہے۔ کیا آپ کی یہ خواہش ہے کہ میں آپ کی اتباع کروں گا۔ حالانکہ آپ نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ ہم زمانہ جاہلیت میں ہفتہ میں دو مرتبہ کعبہ کو کھولا کرتے تھے۔

(۱) سوموار کے دن (۲) جمعرات کے دن

ایک دن حضور اکرم شفیع معظم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سختی کا اظہار کیا اور آپ ﷺ کو نازیبا کلمات کہے۔ لیکن آپ ﷺ نے انتہائی بردباری سے کام لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! تو دیکھے گا عنقریب یہ چابی میرے پاس ہوگی۔ میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔ میں نے کہا کیا اس دن قریش ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اس دن انہیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس دن انہیں حیات نو نصیب ہوگی۔ اور انہیں عزت وتوقیر ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کا فرمان میرے دل میں جاگزین ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ عنقریب معاملہ اسی طرح ہوگا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا ہے میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا لیکن میری قوم مجھے سختی سے روکتی رہی۔

فرمایا اے شیطان! اس کے سینے سے نکل جا اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو ایمان سے لبریز کر دیا اور وہ دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور استقامت اور پامردی سے مصروف جہاد رہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کو شہید نہ کرنے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ ابن اسحاق سے روایت کیا گیا ہے کہ غزوۂ حنین میں جب مسلمانوں میں شکست کے آثار نمودار ہوئے تو شیبہ بن عثمان نے کہا میں آج اپنا بدلہ ضرور لوں گا۔ ان کا والد عثمان بن ابی طلحہ غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کے ہاتھ قتل ہوا تھا۔ شیبہ نے دل میں کہا آج میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو ضرور قتل کروں گا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ)

شیبہ کہتے ہیں کہ میں اس برے ارادے سے نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو میرے دل پر کوئی چیز چھا گئی۔ مجھ میں اپنے مذموم ارادہ کو مکمل کرنے کی طاقت نہ تھی۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ مجھے اس کام سے روک دیا گیا ہے۔ حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ عمدہ مسلمانوں میں سے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اور ان کے چچازاد بھائی عثمان طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کو کعبہ مشرفہ کی چابی عنایت فرمائی تھی آپ ﷺ نے چابی عطا کرتے ہوئے فرمایا اے ابوطلحہ کے بیٹو! یہ لو چابی یہ قیامت تک تمہارے پاس رہے گی۔ ایک ظالم کے علاوہ اور کوئی شخص تم سے یہ چابی نہیں چھین سکے گا۔ ابو طلحہ بنو شیبہ کا دادا تھا۔ آج تک کعبہ معظمہ کی چابی انہیں کے خاندان کے افراد کے پاس ہے۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کے اس فرمان خَالِدَةً مُخَلَّدَةً تَالِدَةً اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ میں حضور اکرم ﷺ کا ایک اور معجزہ بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو یہ علم بھی تھا کہ بنو شیبہ باقی رہے گی۔ اور کعبہ کی چابی انہیں کے پاس رہے گی اور ایک ظالم کے علاوہ اور کوئی شخص ان سے یہ چابی چھین نہیں سکے گا۔ آج تک کسی دوسرے خاندان کے کسی فرد کو یہ سعادت حاصل نہیں ہو سکی۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو زمین عطا فرمانا

السیرۃ النبویہ میں ہے کہ داریوں کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں تمیم داری، ان کے بھائی نعیم اور چار دیگر افراد تھے۔ وہ پہلے عیسائیت پر تھے۔ بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے اسلام کو عمدہ کیا۔ ان کا وفد دو مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ ایک دفعہ وہ وفد ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں حاضر ہوا تھا۔ اور دوسری مرتبہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔ جب وہ پہلی مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم انہیں سرزمین شام سے کچھ علاقہ عطا فرمائیں۔ نبی مکرم ﷺ نے انہیں فرمایا جہاں سے چاہو زمین مانگ لو۔ حضرت ابو ہند جو اس وفد میں شامل تھے نے کہا کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے پاس سے اٹھ آئے تا کہ ہم باہم مشاورت کر سکیں کہ ہمیں کون سی زمین لینا ہے۔

تمیم نے کہا ہم بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ مانگتے ہیں۔ ابو ہند نے کہا یہ علاقہ ایران کے شہنشاہ کے کنٹرول میں ہے۔ عنقریب اہل عرب اس پر قابض ہو جائیں گے۔ ہم اس کی حفاظت نہیں کر سکیں گے۔ یہ سن کر تمیم نے کہا ہم

دل کی پوشیدہ تمام گفتگو کو بیان فرما دیا۔اس تمام گفتگو میں سے کوئی چیز بھی میں نے آپ ﷺ کو نہیں بتائی تھی۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! بارگاہ ربوبیت سے میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا تجھے مغفرت کا مژدہ مل چکا ہے۔

ابوالقاسم، امام بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب نبی آخر الزمان ﷺ نے حنین کے دن لشکر کشی فرمائی تو شیبہ بن عثمان نے کہا، آج مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آ رہے ہیں۔ جن کو حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما نے احد کے دن قتل کیا تھا۔ میں نے سوچا'' آج میں محمد (عربی ﷺ) سے اپنا انتقام ضرور لوں گا۔ میں اسی ارادہ سے حضور ﷺ کے پاس آیا۔ پہلے میں نے آپ ﷺ کے دائیں طرف سے حملہ آور ہونا چاہا لیکن وہاں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ میں نے سوچا یہ آپ ﷺ کے چچا ہیں جو آپ ﷺ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے بائیں پہلو سے حملہ آور ہونا چاہا۔ وہاں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ میں نے کہا یہ آپ ﷺ کے چچازاد ہیں۔ یہ بھی آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ میں حضور اکرم ﷺ کے پیچھے سے حملہ کرنے کے لیے آیا۔ جب میرے اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف ایک تلوار جتنا فاصلہ رہ گیا تو وہ وہاں سے آگ کا ایک شعلہ نکلا وہ بجلی کی طرح شعلہ زن تھا۔ میں خوفزدہ ہو کر الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا۔ حضور ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے شیبہ! آگے آؤ۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر رکھا اللہ تعالیٰ نے شیطان کو میرے دل سے نکال دیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر نگاہ ڈالی تو آپ ﷺ میری سماعت، بصارت اور جان سے بھی محبوب لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! کفار کے ساتھ جہاد کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عباس! ان مہاجرین کو آواز دو جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ اور ان انصار کو بھی صدا دو جنہوں نے ہمیں پناہ دے کر ہماری اعانت کی۔ انصار بارگاہ رسالت میں اس طرح مشتاقانہ انداز سے حاضر ہوئے جس طرح اونٹنی اپنی اولاد کے پاس جاتی ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کا احاطہ کر لیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ درختوں کے جھنڈ کے درمیان ہیں۔ انصار کے نیزے حضور اکرم ﷺ کے اتنے قریب تھے۔ کہ وہ کفار کے نیزوں سے زیادہ خوفناک دکھائی دے رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے عباس! مجھے کنکریاں پکڑاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خچر کو آپ ﷺ کا کلام سمجھنے کی توفیق دی۔ وہ نیچے جھک گئی حتی کہ اس کا پیٹ زمین کو چھونے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے چند سنگریزے پکڑے اور کفار کی طرف پھینک دیئے اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَايُنْصَرُوْنَ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کی اعانت فرمائی اور کفار کو شکست سے دوچار کیا۔

ابن الاثیر نے'' اسد الغابہ'' لکھا ہے۔ غزوہ حنین کے دن حضرت شیبہ، حضور ﷺ کو شہید کرنے کی نیت سے آپ ﷺ کے قریب ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! میرے پاس آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے شیبہ کے دل میں رعب ڈال دیا۔ وہ نبی مکرم ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ نے اپنا دست شفا بخش ان کے سینے پر پھیرا اور

نے فرمایا وہ تمہیں شہید کر دیں گے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ان میں تو اتنی جرأت بھی نہیں کہ وہ مجھے نیند سے بیدار کرسکیں۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی اور ان کو تکلیف دہ باتیں سنائیں۔ جب صبح طلوع ہوئی تو وہ اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو گئے اور اذان دی۔ قبیلہ ثقیف کے ایک شخص نے ان کی طرف ایک تیر پھینکا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا، عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی طرح ہے۔ اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا۔ لیکن اس کی قوم نے اسے شہید کر دیا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بنی ثقیف کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص موجود تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ابن سعد نے واقدی کی سند سے حضرت عبداللہ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا گیا تو انہوں نے کہا:

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔

انہوں ﷺ نے ہی مجھے یہ خبر دی تھی کہ میری قوم مجھے شہید کر دے گی۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ طائف سے واپس تشریف لائے تو عروہ بن مسعود نے غیلان بن مسلمہ سے کہا کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے معاملہ کو کتنا قریب کر دیا ہے۔ اب تو تمام لوگ اس کی پیروی کرنے لگے ہیں۔ بعض لوگ رغبت سے اور بعض لوگ خوف سے اس کی اتباع کر رہے ہیں۔ لوگوں کے نزدیک ہم تمام اہل عرب سے زیادہ ذہین ہیں۔ ہم جیسا شخص دعوت محمد یہ سے کیسے ناآشنا رہ سکتا ہے۔ بلاشبہ وہ سچے نبی ہیں۔ میں تمہیں ایک ایسا واقعہ بیان کرنے لگا ہوں۔ جسے میں نے اور کسی شخص کو نہیں بتایا۔ میں حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے تجارت کی غرض سے ملک شام گیا۔ وہاں کا ایک پادری میرا دوست تھا۔ اس پادری نے مجھ سے کہا اے ابویعفور! تمہارے حرم میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ وہ نبی آخر الزمان ہوگا۔ وہ عاد کی طرح اپنی قوم کو قتل کریگا۔ جب اس کا ظہور ہو اور وہ اللہ کی دعوت دے تو اس کی پکار پر لبیک کہنا۔ میں نے یہ واقعہ بنی ثقیف کے کسی فرد سے بھی بیان نہیں کیا۔ اب میں ان کی اتباع کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر

امام بیہقی نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے جبہ پہن رکھا تھا۔ جب میں آپ کی خدمت اقدس میں گیا تو اس وقت آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگوں نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا کیا حضور ﷺ نے میرے متعلق ارشاد

آپ ﷺ سے بیت حبرون اور اس کے اردگرد کا علاقہ مانگتے ہیں۔ہم مشاورت کرنے کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے یہی درخواست کی۔آپ ﷺ نے چمڑے کا ایک ٹکڑا منگوایا اور اس پر لکھا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

''یہ وہ خط ہے جس میں ان علاقوں کا تذکرہ ہے جن کو محمد رسول اللہ ﷺ نے داریین کو عطا کیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو تمام زمین عطا کردی ہے۔رسول کریم ﷺ نے انہیں بیت عینون،حبرون،مرطوم اور بیت ابراہیم کا علاقہ ہمیشہ کے لیے عطا کردیا ہے''۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب،خزیمہ بن قیس اور شرحبیل بن حسنہ اس خط کے گواہ مقرر کیے گئے آپ ﷺ نے وہ خط ہمیں عطا فرمایا اور کہا یہاں سے چلے جاؤ اور اب اس وقت میرے پاس آنا جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں یہاں سے ہجرت کر کے جا چکا ہوں۔

ابوہند کہتے ہیں کہ ہم وہاں سے واپس چلے آئے جب نبی مکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی آپ ﷺ ہمارے لیے اس خط کی تجدید فرمائیں۔آپ ﷺ نے ہمارے لیے ایک اور خط لکھا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

''اس خط میں ان علاقوں کا ذکر ہے۔جو محمد رسول اللہ ﷺ نے تمیم داری اور ان کے ساتھیوں کو عطا کیے تھے۔میں انہیں بیت عینون،حبرون،مرطوم اور بیت ابراہیم عطا کرتا ہوں۔ان تمام علاقوں میں اب ان کا تصرف ہے۔یہ تا ابد اس علاقے کا انتظام کریں گے۔ان پر کوئی گرفت نہیں ہے۔جنہوں نے ان کو اذیت دی اللہ تعالیٰ انہیں اذیت دے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق،حضرت عمر فاروق،حضرت عثمان غنی،حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اس خط کے گواہ مقرر ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن بسر کو طویل زندگی کی بشارت

حاکم،امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا دست عطا ان کے سر پر رکھا اور فرمایا''یہ جوان ایک صدی زندہ رہے گا۔''انہوں نے ایک سو سال زندگی پائی۔ان کے چہرے پر مسہ تھا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا یہ مسہ ختم نہیں ہوگا۔حضرت عبداللہ بن بسر نے اس وقت انتقال فرمایا جب ان کا مسہ ختم ہو گیا۔

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

حاکم،امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ ابن زبیر کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پھر اپنی قوم کے پاس واپس جانے کی اجازت طلب کی۔حضور ﷺ

''مولا! اس قوم سے عذاب اٹھالے۔'' وہ دونوں شخص بارگاہ رسالت سے نکل کر اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی قوم مصیبت میں مبتلا ہے۔ جس وقت حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ وہاں اللہ کی بھیڑیں ذبح ہو رہی ہیں۔ اسی وقت حضرت صرد رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا تھا۔

انہوں نے اس واقعہ کا ذکر اپنی قوم سے کیا۔ اس عجیب واقعہ کو سن کر ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔ اور ان سب نے اسلام قبول کر لیا۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر بتانا

ابن عساکر نے ابن عائذ کی سند سے عبداللہ بن زیاد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مریسیع کے سال غزوۂ بنی مصطلق میں حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہما عطا کی۔ ان کے والد حضرت حارث اپنی لخت جگر کا فدیہ لے کر بارگاہ رسالت میں آئے۔ جب وہ عقیق کے مقام پر تھے تو انہوں نے اپنے ان اونٹوں کی طرف دیکھا جنہیں وہ اپنی نور نظر کے فدیہ میں دینے والے تھے۔ انہیں ان اونٹوں میں سے دو اونٹ بہت پسند آئے۔ انہوں نے وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں انہیں غائب کر دیا۔ باقی تمام اونٹ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے اور عرض کرنے لگے اے محمد عربی! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے میری بیٹی کو گرفتار کر لیا تھا۔ میں یہ اونٹ اپنی بیٹی کے لیے بطور فدیہ پیش کرتا ہوں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کر دیا تھا۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کے علم کی یہ وسعتیں دیکھیں تو کہنے لگے:

اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں''۔

اس فدیے میں واقعی دو اونٹ بھی تھے جنہیں میں نے وہاں چھپا دیا تھا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو غیب کی تین خبریں بتانا

امام بخاری نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے فاقہ کشی کی شکایت کی پھر ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اس نے راہ زنی اور قزاقی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی عطا فرمائی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک خاتون حیرہ سے روانہ ہوگی اور بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی جائے گی۔ اس کو اللہ کے علاوہ کسی اور کا کوئی خوف نہ ہوگا۔ میں نے دل میں کہا قبیلہ طے کے وہ قزاق اور لٹیرے کہاں ہوں گے۔ جنہوں نے شہروں میں فساد بپا کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے مزید پیش گوئی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں لمبی زندگی عطا کی تو پھر تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے عرض کی کیا کسریٰ سے مراد کسریٰ بن ہرمز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ہی فتح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی دی

فرمایا ہے۔ اس آدمی نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے تمہارا ذکر عمدہ انداز سے فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے دوران خطبہ فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس اس دروازے سے یا اس گھاٹی سے ایک ایسا شخص آئے گا جو تمام اہل یمن سے بہترین ہے۔ اس کا چہرہ اتنا نورانی ہے کہ گویا کسی فرشتے نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیا ہو۔

حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ کی موت کی پیشین گوئی

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ بنی طے کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ان میں سے ایک شخص کا نام زید الخیل تھا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید الخیل کا نام بدل کر زید الخیر رکھ دیا۔ پھر حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا زید مدینہ طیبہ کے بخار سے نہیں بچ سکیں گے۔ جب وہ نجد کے علاقے میں پہنچے تو انہیں بخار نے آلیا۔ جس میں ان کی موت واقع ہوئی

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بخاری نے تاریخ میں اور امام بیہقی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کے ظہور کی خبر مل گئی۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجھے بتایا کہ میرے وہاں پہنچنے سے تین دن قبل حضور ﷺ نے میری آمد کی بشارت دے دی تھی۔

حضرت صرد بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت صرد بن عبداللہ ازد کے وفد کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں قوم کا امیر مقرر فرمایا اور فرمایا اپنی قوم کے ساتھ مل کر اہل شرک کے ساتھ جہاد کرو۔ حضرت صرد رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو لے کر نکلے اور ''جرش'' کے مقام پر فروکش ہوئے۔ انہوں نے ایک ماہ تک ''جرش'' کا محاصرہ کیا۔ پھر وہ محاصرہ اٹھا کر واپس آنے لگے حتی کہ کوہ کشر کے پاس اقامت اختیار کی۔ اہل جرش نے سمجھا کہ شاید حضرت صرد رضی اللہ عنہ شکست کھا کر واپس چلے گئے ہیں۔ وہ ان کے تعاقب میں نکلے۔ جب وہ کوہ کشر کے پاس پہنچے تو حضرت صرد رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے افراد کو قتل کیا۔ اہل جرش نے اپنے دو آدمیوں کو بارگاہ رسالت میں بھیجا تھا۔ تاکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پیغام کا جائزہ لیں۔ وہ دونوں شخص عید الفطر کی شام کو بارگاہ مصطفویہ میں پہنچے۔ نبی مکرم ﷺ نے ان سے پوچھا اللہ کے شہروں میں سے ''کشر'' کس مقام پر ہے۔ ان دو آدمیوں نے کہا ہمارے شہر میں ایک پہاڑ ہے اس کا نام ''کشر'' ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی بھیڑیں ذبح ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں آدمی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے ان دو جرشی آدمیوں سے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو نبی کریم ﷺ نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ تم بارگاہ رسالت میں جاؤ اور عرض کرو کہ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم کو اس عذاب سے نجات دے۔ وہ دونوں بارگاہ نبویہ ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اور یہ درخواست پیش کی۔ مجسمہ کمالات ﷺ نے دعا فرمائی۔

گزنہ کہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارے والد محترم کو ایک بچھڑی عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے ہم صبح وشام جو مویشی باہر لے کر جاتے ہیں یا وہاں سے لاتے ہیں یہ سب اسی بچھڑی میں سے ہیں۔

حضرت مسعود بن الضحاک اللخمی رضی اللہ عنہ کو امارت کی بشارت

ابونعیم نے مسعود بن الضحاک اللخمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ان کا نام ''مطاع'' رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابن الضحاک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ تیری قوم تیری اطاعت کرے گی۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ جو تمہارے اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا وہ امن سے رہے گا۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے ان کی ساری قوم نے ان کی اتباع کی اور وہ سب بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر

ابونعیم اور ابن عساکر نے ابوملیکہ سے روایت کیا ہے حضرت حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہما جہاد کی غرض سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کے بعد ان کے والد حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی! صلی اللہ علیک وسلم یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس کے علاوہ میرا اور کوئی بیٹا نہیں جو میرے خاندان، مال اور مویشیوں کی نگرانی کرے۔ حضور ﷺ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو ان کے والد کے ہمراہ واپس لوٹا دیا اور فرمایا شاید تمہارا باپ اسی سال دنیا سے رخصت ہو جائے اس لیے اپنے باپ کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ واپس چلے آئے اسی سال حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

ابن سعد، البغوی، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی زیارت کیلئے مدینہ طیبہ حاضر ہوا میرے والد محترم بھی میرے پیچھے پیچھے آ گئے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میرے ہاتھ میرے پاؤں (کتنے ضعیف ہو چکے ہیں) حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے والد کے ساتھ واپس لوٹ جاؤ ان کے وصال کا وقت قریب ہے۔ اسی سال حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی پیش گوئی

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے جا رہے تھے اور سراقہ کا آپ ﷺ سے سامنا ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے سراقہ! اس وقت تیری شان کیا ہو گی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے سال مشرف باسلام ہوئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسریٰ سے اس کا ملک چھین لیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسریٰ کے کنگن پیش کیے گئے۔ انہوں نے وہ کنگن حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے تاکہ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ رب العزت کیلئے ہیں جس نے یہ کنگن کسریٰ سے چھین کر بنو مدلج کے ایک اعرابی سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے۔

تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک شخص سونے اور چاندی کو اپنے ہاتھ میں لے کر نکلے گا لیکن کوئی شخص اس سے وہ مال قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے ایک ایسی خاتون کو دیکھا جو حیرہ سے مکہ معظمہ میں آئی اور بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی گئی۔ اسے اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کا کوئی خوف نہ تھا۔ کسریٰ کے خزانوں کو تو میں نے اپنے ہاتھ سے فتح کیا تھا۔ اور اگر اللہ نے تمہیں زندگی دی تو تم دیکھو گے کہ حضور ﷺ کی تیسری پیش گوئی بھی سچ ثابت ہوگی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں۔ تیسری پیش گوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں پوری ہوئی تھی۔ انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے صرف اڑھائی سال حکومت کی۔ اللہ کی قسم! ان کے عہد حکومت میں ایک شخص اپنا کثیر مال لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اس مال کو جن فقراء میں چاہتے ہو تقسیم کر دو۔ لیکن کچھ دیر بعد اس کا مال اسی طرح واپس آ گیا اسے کوئی لینے والا نہیں تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔

حضرت عمرو بن الغفواء الخزاعی رضی اللہ عنہ کو ان کے رفیق راہ کے متعلق خبر

ابونعیم نے ''معرفہ'' میں اور ابن سعد نے حضرت عمرو بن الغفواء الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے یاد فرمایا۔ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ مجھے کچھ مال دے کر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں تا کہ وہ اس مال کو قریش میں تقسیم کر دیں۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اپنے کسی رفیق راہ کو تلاش کر لو۔ میرے پاس عمرو بن امیہ الضمری آیا اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو مکہ معظمہ جانا چاہتا ہے۔ میں تیرے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ جب میں نے نبی کریم ﷺ کو اس کے متعلق بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب اس کے قبیلے کے علاقہ میں پہنچنا تو اس سے محتاط رہنا کسی کہنے والے نے کہا ہے اپنے بکری بھائی پر کبھی بھروسہ نہ کرو۔ ہم سفر پر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام ''الابواء'' پر پہنچے تو اس نے کہا میں ایک ضروری کام کے لئے اپنی قوم کے پاس جا رہا ہوں تم یہاں میرا انتظار کرو۔ میں نے کہا جاؤ اور جلدی آ جانا۔ جب میرے پاس سے چلا آیا تو مجھے حضور اکرم ﷺ کا فرمان یاد آ گیا۔ میں نے اسی وقت اپنے اونٹ پر سامان لادا اور تیزی سے سفر کرنے لگا۔ جب میں ''اصافر'' پہنچا تو وہ بھی اپنے قبیلے کے چند افراد کے ہمراہ وہاں پہنچ گیا۔ وہ اپنے قبیلے کے افراد کو ساتھ ملا کر مجھ سے جھگڑنے لگا۔ لیکن جب انہوں نے وہاں میری قوت کو دیکھا تو وہ سب واپس آ گئے۔ عمرو بن امیہ میرے پاس آ کر کہنے لگا۔ مجھے اپنی قوم کے ساتھ ایک ضروری کام تھا۔ میں نے کہا ہاں، پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہوئے حتی کہ ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

حضرت حارث بن سواء رضی اللہ عنہ کے مال میں برکت کی بشارت

ابن شاہین اور ابن مندہ نے مطلب بن عبداللہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بنی حارث سے کہا، تمہارا باپ وہی نہیں تھا۔ جس نے حضور اکرم ﷺ کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ حارث رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے مجھ سے کہا آپ ایسا ہر

کون ہو؟ انہوں نے کہا میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرۃ بن ہلقام بن جلندی بن مستکبر بن جلندی ہوں جو ہر کشتی کو چھین لیا کرتا تھا میں شہزادہ ہوں حضور ﷺ نے فرمایا سارق اور ظالم کو چھوڑو تم ابوصفرہ ہو۔ ابوصفرہ نے یہ سن کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ میرے اٹھارہ بیٹے ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی عطا کی میں نے اس کا نام ''صفرہ'' رکھا ہے۔

حضرت حارث بن عبد کلال الحمیری رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر

ہمدانی نے ''انساب'' میں لکھا ہے حارث بن عبد کلال جو یمن کے بادشاہوں میں سے تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی آمد سے پہلے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا اس سمت سے تمہارے پاس ایک شخص آرہا ہے۔ جو کریم الجدین (معزز) ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت حارث رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں داخل ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر

ابوداؤد اور ابونعیم نے حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر پر تشریف لے گئے تو حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے بھی غزوۂ میں شریک ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے مرتبہ شہادت پر فائز کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے شہادت سے سرخ رو کرے گا۔ آپ ﷺ کے اسی فرمان کی وجہ سے ان کا نام شہیدہ پڑ گیا تھا۔ وہ قرآن پاک کی تلاوت عمدہ انداز سے کرتی تھیں۔ ان کے پاس ایک غلام اور ایک لونڈی تھی۔ رات کے وقت انہوں نے حضرت ام ورقہ کو ایک موٹے کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تختہ دار پر لٹکا دینے کا حکم دیا۔ مدینہ طیبہ میں یہ پہلے دو آدمی تھے۔ جنہیں پھانسی دی گئی۔

امام بیہقی نے اسی روایت کو کچھ اضافہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس روایت کے آخر میں انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ چلو شہیدہ کی زیارت کرتے ہیں۔

حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ کے دل کی بات بتائی

امام احمد وغیرہ نے حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تاکہ نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کروں۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمایا اے وابصہ! کیا میں بتاؤں کہ تم کس لیے میرے پاس آئے ہو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ بتائیں کہ میں کس مقصد کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ میں نے کہا

وہ کنگن سونے کے تھے۔

حضرت قدر بن عمار رضی اللہ عنہ کے لیے امن وآشتی کی پیش گوئی

ابن سعد نے حضرت ہشام بن محمد سے اور وہ بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت قدر بن عمار رضی اللہ عنہ وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے مالا مال ہوئے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک ہزار گھوڑ سوار پیش کریں گے۔ سو سوار اپنے قبیلے میں ہی ٹھہرے رہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے نوسو سواروں کو دیکھ کر فرمایا باقی سو کہاں ہیں۔ حضرت قدر نے عرض کی باقی سو سوار اپنے قبیلہ میں ہی موجود ہیں کیونکہ ہم کو کسی قبیلہ کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان عداوت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا باقی سو سواروں کو بھی بلالو اس سال تمہیں کسی بھی ناپسندیدہ چیز کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ حضرت قدر رضی اللہ عنہ نے باقی سواروں کو بھی حاضر ہونے کے لیے پیغام بھیج دیا۔ جب کارواں ''ہداۃ'' کے مقام پر پہنچا تو انہوں نے گھوڑوں کے ٹاپو کی آواز کو سنا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم وہ ہمارے پاس آگئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے ساتھی ہی ہیں۔ تمہارے مخالفین نہیں ہیں۔ یہ بنی سلیم کے جوان ہیں۔

حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ کو غلبہ اسلام کی خوشخبری

ابن سعد نے ابو اسحاق سبعی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ذوالجوشن کلابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کون سی چیز تیرے اسلام لانے کے مانع ہے۔ انہوں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی قوم نے آپ کو جھٹلایا ہے۔ انہوں نے آپ کو اپنے شہر سے نکال دیا ہے اور آپ کے ساتھ جنگ کی ہے۔ میں صورت حال کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اگر آپ ان پر غالب آجائیں گے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ اور آپ کی اتباع کروں گا۔ اور اگر انہوں نے آپ کو مغلوب کر دیا تو پھر میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ عرصہ زندہ رہا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں ان پر غالب آگیا ہوں۔ حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بِضَرِیّہ کے مقام پر تھا۔ میرے پاس مکہ معظمہ کی جانب سے ایک سوار آیا۔ میں نے اس سے کہا کوئی نئی خبر سناؤ اس نے کہا محمد (مصطفیٰ ﷺ) اہل مکہ پر غالب آگئے ہیں۔ حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ انہوں نے اس وقت اسلام قبول کیوں نہ کرلیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔

حضرت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک غیبی خبر

ابن مندہ اور ابن عساکر نے محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ سے روایت کیا ہے کہ ابوصفرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی بیعت کرنے کیلئے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے اس وقت انہوں نے سبز حلہ پہن رکھا تھا۔ وہ اس کے دامن کو زمین پر گھسیٹ رہے تھے۔ وہ دراز قد، حسین وجمیل اور فصیح شخص تھے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے ان سے پوچھا تم

اس قوم کو اس فعل سے منع فرمایا انہوں نے کہا ہمیں وہ آیت سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی ہے اس وقت حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر

ابن عساکر نے رفاعہ بن شداد البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو میں بھی ان کے ہمراہ گیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے رفاعہ! یہ لوگ مجھے قتل کرنے لگے ہیں۔ مجھے رسول کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ جن وانس میرے خون میں شریک ہوں گے۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی انہوں نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی لگاموں کو دیکھا انہوں نے مجھے الوداع کہا۔ ایک سانپ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ڈس لیا۔ گھوڑ سواروں نے ان کو پکڑا اور ان کا سرتن سے جدا کر دیا۔ یہ پہلا سر تھا جو اسلام میں ہدیہ دیا گیا۔

حضرت الاقرع بن شفی العکی رضی اللہ عنہ کو زندگی اور ہجرت کی بشارت

ابن السکن، ابن مندہ اور ابن عساکر نے کئی اسناد سے حضرت الاقرع بن شفی العکی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میری عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اس مرض سے نجات حاصل نہیں کر سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ ابھی تم بحیات رہو گے تم سرزمین شام کی طرف ہجرت کرو گے۔ وہاں تمہیں موت آئے گی۔ اور فلسطین کے ایک علاقے رملہ میں تمہیں دفن کیا جائے گا۔ حضرت الاقرع رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وصال فرما گئے اور ''رملہ'' میں انہیں دفن کیا گیا۔

حضرت نضر بن حارث رضی اللہ عنہ کے ارادہ کی خبر

امام واقدی نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت نضر بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قریش کے ساتھ حنین کی طرف نکلا۔ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر مسلمانوں نے قریش کو شکست دے دی۔ تو ہم قریش کی مدد کریں گے۔ لیکن ہمارے لیے ایسا کرنا ممکن نہ ہوا۔ جب ہم جعرانہ کے مقام تک پہنچے تو میں ابھی تک اپنے ارادے پر ہی قائم تھا۔ وہاں حضور نبی محترم ﷺ نے میرے ساتھ ملاقات فرمائی اور فرمایا اے نضر! میں نے کہا ''لبیک'' آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ بہتر ہے یا وہ بہتر تھا جس کا حنین کے دن تو نے ارادہ کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے ارادے کو پورا نہ کیا۔ میں جلدی سے آپ ﷺ کے قریب ہوا اور کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اسے ثابت قدمی عطا فرما۔ حضرت نضر نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ دین پر استقامت اور حق کی بصیرت کے لحاظ سے میرا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔

مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں اسی وجہ سے حاضر خدمت ہوا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا نیکی وہ ہے جس سے تیرا سینہ کھل جائے اور بدی وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکتی رہے۔ اگرچہ لوگ اس کے بارے میں فتویٰ دیں۔

حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

الطبرانی اور امام بیہقی نے محمد بن یزید بن ابی زیادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ کی جانب سے آپ پر جو کلام نازل ہوا ہے۔ اس پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ نیز میں اس بات پر بھی آپ کی بیعت کرتا ہوں کہ میں حق بات کہوں گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے قیس! ممکن ہے میرے بعد ایک ایسا زمانہ آئے جس میں تم حق بات نہ کہہ سکو۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں جس بات پر بھی آپ ﷺ کی بیعت کروں گا۔ اسے ضرور پورا کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر کوئی شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ زیاد اور عبداللہ بن زیاد کے عیب نکالتے تھے۔ جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کیا تم ہی وہ شخص ہو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر بہتان باندھتے ہو۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر بہتان نہیں باندھتا البتہ اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تمہیں اس شخص کے متعلق بتا سکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر بہتان باندھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے محبوب ﷺ کی سنت پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ ابن زیاد نے پوچھا وہ کون شخص ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ آدمی تو اور تیرا باپ ہے اور وہ شخص ہے جس نے تم کو امیر مقرر کیا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر کیا بہتان باندھا ہے؟

ابن زیاد نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ کوئی انسان تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں ایسا ہی کہتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم جھوٹ بولا کرتے تھے۔ پھر اس نے جلاد کو بلانے کا حکم دیا۔ اس وقت حضرت قیس رضی اللہ عنہ ایک جانب جھکے اور ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر

محمد ابن ربیع الجیزی نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوریحانہ! اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرو گے جس نے ایک جانور کو قید کر رکھا ہوگا۔ تم ان سے کہو گے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کام سے منع فرمایا ہے۔ وہ تم سے کہیں گے ہمیں وہ آیت پڑھ کر سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ ایک قوم ایسی قوم کے پاس سے گذرے جس نے ایک مرغی کو باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے

دیکھا۔انہوں نے عرض کی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آج حضرت معاویہ ابن معاویہ اللیثی مدینہ طیبہ میں انتقال کر گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ کو بھیجا ہے۔وہ ان کی نماز جنازہ ادا کر رہے ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انہیں یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ صبح و شام اٹھتے، بیٹھتے اور چلتے ہوئے سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔اگر آپ صلی اللہ علیک وسلم ان کی نماز جنازہ ادا کرنا چاہیں تو میں آپ کے لئے زمین کو سمیٹ دیتا ہوں۔آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم معاویہ بن معاویہ المزنی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔کیا آپ ان کی نماز جنازہ ادا کرنا پسند فرمائیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت جبرائیل نے اپنے پر کو زمین پر مارا جس سے تمام ٹیلے اور درخت پست ہو گئے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی چارپائی اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے رکھ دی گئی۔آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔آپ ﷺ کے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں تھیں۔ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! حضرت معاویہ نے یہ رتبہ کیسے حاصل کیا۔حضرت جبرائیل نے کہا وہ سورۂ اخلاص سے پیار کرتے تھے۔وہ اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے اور ہر حال میں اس سورۃ کی تلاوت کرتے تھے۔

حضرت عوف ابن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی ایک خبر

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں۔کہ میں غزوۂ ذات السلاسل میں موجود تھا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے رفیق راہ تھے۔ہم ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے۔جنہوں نے ایک اونٹ کو ذبح کیا ہوا تھا۔لیکن وہ اس کے گوشت کو تقسیم کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔میں گوشت تقسیم کرنے کا ماہر تھا۔میں نے انؐ سے کہا تم مجھے اونٹ کے گوشت کا دسواں حصہ دو میں اس کا گوشت تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں۔انہوں نے مجھے دسواں حصہ دینے کا وعدہ کیا۔میں نے گوشت ان کے مابین تقسیم کیا اور اپنا حصہ لے کر اپنے ہمراہیوں کے پاس آ گیا۔ہم نے اس گوشت کو پکایا اور کھا لیا۔حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے پوچھا اے عوف! تم نے یہ گوشت کہاں سے لیا۔میں نے انہیں تمام واقعہ سنایا۔انہوں نے کہا تم نے ہم کو یہ گوشت کھلا کر اچھا نہیں کیا۔ان دونوں نے قے کر کے اپنے پیٹ کو خالی کر دیا۔جب لوگ اس سفر سے واپس آئے تو میں سب سے پہلے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا عوف! میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اونٹوں کو تقسیم کرنے والے اس کے علاوہ مزید کچھ ارشاد نہ فرمایا۔

وفد عبد القیس کے متعلق غیبی خبریں

ابو یعلی اور امام بیہقی نے حضرت مزیدہ الغضری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو فرما رہے تھے۔آپ ﷺ نے دوران گفتگو فرمایا ''عنقریب تمہارے پاس ایک کارواں آ رہا

حضرت قباث بن اشیم اللیثی کے دل کے ارادہ کی خبر

الطبر انی نے ابان بن سلیمان سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت قباث اللیثی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب یہ تھا کہ عرب کے چند لوگ ان کے پاس آئے اور کہا محمد (ﷺ) کا ظہور ہوا ہے۔ وہ ہمارے اس دین کے علاوہ ایک اور دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ حضرت قباث رضی اللہ عنہ اسی وقت وہاں سے چل پڑے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے قباث! بیٹھ جاؤ لیکن حضرت قباث حیران و ششدر کھڑے تھے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس سے فرمایا اگر قریش کی عورتیں مقابلہ کے لیے نکلتیں تو محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔ قباث نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اس بات کو میری زبان نے ادا نہیں کیا۔ یہ بات میرے ہونٹوں نے نہیں کہی کسی شخص نے مجھ سے یہ بات نہیں سنی۔ یہ بات تو صرف میرے نہاں خانہ دل میں پیدا ہوئی تھی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ جو پیغام لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔

امام بیہقی نے امام واقدی سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ کہ میں غزوۂ بدر میں موجود تھا۔ میں نے محمد ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھا وہ مجھے قلیل نظر آئے۔ لیکن ہمارے پاس افرادی قوت بھی زیادہ تھی۔ اور ساز و سامان کی بھی کثرت تھی۔ اس کے باوجود قریش مکہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ میں مشرکین کے ہر فرد کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتا رہا۔ میں نے دل میں کہا۔ میں نے ساری زندگی اتنا عجیب معاملہ (اس طرح کی شکست) نہیں دیکھا۔ ہم عورتوں کی طرح میدان بدر سے بھاگ رہے تھے۔ غزوۂ خندق کے بعد میرے دل میں اسلام کی محبت جاگزین ہو گئی۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے قباث! کیا تو نے غزوۂ بدر کے دن یہ نہیں کہا تھا کہ عورتوں کی طرح بھاگنے کا منظر میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ میں نے کہا ''اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' میں نے یہ بات کسی شخص سے نہیں کی تھی اور نہ ہی یہ بات میرے منہ سے نکلی یہ بات تو صرف میرے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ اگر آپ صلی اللہ علیک وسلم نبی نہ ہوتے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو اس پر مطلع نہ فرماتا۔ آپ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت معاویہ اللیثی رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر

ابن سعد اور امام بیہقی نے علاء بن محمد الثقفی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ سورج بڑی آب و تاب سے طلوع ہوا اس سے پہلے ہم نے سورج کی تابناکیاں اتنی زیادہ نہیں دیکھی تھیں۔ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا۔ اے جبرائیل! آج سورج بڑی آب و تاب اور ضیاء پاشیوں کے ساتھ طلوع ہوا ہے۔ میں نے اس سے قبل اس کے نور کو اس طرح نہیں

عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون سی خصلتیں ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ حلم اوروقار ہیں۔انہوں نے عرض کی کیا یہ خصلتیں فطری ہیں یا بعد میں پیدا کی گئی ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری دونوں خصلتیں فطرتی ہیں۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔حضور نبی محترم ﷺ ان کے پاس تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ نے اس وفد کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا تمہارے ہاں کئی اقسام کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔جن کا تم نے فلاں فلاں نام رکھا ہوا ہے۔حتی کہ آپ ﷺ نے ان کی تمام کھجوروں کے رنگ بھی بیان فرمائے۔اس قوم کے ایک شخص نے عرض کی یارسول! صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیک وسلم پر قربان ہوں۔اللہ کی قسم اگر سرزمین ہجر پر آپ ﷺ کی ولادت ہوتی پھر بھی آپ ان کھجوروں کے متعلق اتنا ہی جانتے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب سے تم یہاں بیٹھے ہو تمہاری زمین کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔میں نے اس زمین کے تمام نشیب وفراز کو دیکھا ہے۔البرنی تمہاری عمدہ ترین کھجور ہے۔جو ہر بیماری کو ختم کر دیتی ہے۔لیکن اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

امام احمد نے شہاب بن عباد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک شخص سے سنا وہ کہتا تھا۔کہ اشج نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہماری زمین کی آب وہوا ثقیل اور مضر صحت ہے۔اگر ہم شراب نہ پئیں تو ہمارے رنگ تبدیل ہو جاتے ہیں۔اور ہمارے پیٹ بڑے ہو جاتے ہیں۔ہمیں کچھ شراب پینے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔انہوں نے اپنے ہاتھ سے چلو کا اشارہ کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہیں چلو بھر شراب پینے کی اجازت دے دوں تو پھر تم اتنی زیادہ شراب پینا شروع کر دو گے۔آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھولا اور انہیں پھیلا دیا۔حتی کہ تم میں سے کوئی ایک نشے میں لت پت ہو کر اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جائے گا اور اس کی پنڈلی کو تلوار سے زخمی کر دے گا۔اس وفد میں ایک شخص موجود تھا۔اس کا نام حارث تھا۔اس نے اشعار میں ایک عورت کا تذکرہ کیا تھا۔ایک شخص نے شراب پی کر اس کی پنڈلی کو زخمی کر دیا تھا۔حضور ﷺ کا مذکورہ بالا فرمان سن کر اس نے اپنی پنڈلی کو ڈھانپ دیا تا کہ اس کا وہ زخم نظر نہ آئے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے اس کو ظاہر کر دیا تھا۔

ایک اعرابی کے وصال کی خبر

ابن خزیمہ،امام بیہقی اور الطبرانی نے کدیر الضبی سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتائیں جو مجھے جنت کے قریب اور آگ سے دور کر دے۔آپ ﷺ نے فرمایا عدل وانصاف کی بات کیا کرو۔اور اپنا فالتو مال راہ خدا میں صرف کیا کرو اس اعرابی نے کہا اللہ کی قسم! ہر وقت میں عدل کی بات کہنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی میں اپنا ضرورت سے زیادہ مال کسی کو دے سکتا ہوں۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر لوگوں کو کھانا کھلایا کرو اور سلام کیا کرو۔اس اعرابی نے کہا مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکے گا۔آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس اونٹ ہے اس نے کہا ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اونٹ اور مشک کے

ہے۔ وہ کارواں ایسے لوگوں پر مشتمل ہے۔ جو تمام اہل مشرق سے بہترین ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اسی سمت تشریف لے گئے۔ جس طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو تیرہ افراد ملے آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا تعلق بنو عبدالقیس سے ہے۔

ابن شاہین نے صحار بن عباس اور مزیدہ بن مالک سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اشج عبدالقیس دارین کے ایک راہب کا دوست تھا۔ ایک سال عبدالقیس کی اس سے ملاقات ہوئی۔ اس راہب نے اسے بتایا کہ ایک نبی ﷺ کا مکہ میں ظہور ہونے والا ہے۔ وہ ہدیہ تناول فرمالیں گے۔ لیکن صدقہ نہیں کھائیں گے۔ ان کے کندھوں کے درمیان ایک علامت ہوگی۔ وہ تمام دینوں پر غالب آجائیں گے۔ اس کے بعد اس راہب کا انتقال ہوگیا۔ اشج نے اپنے بھانجے کو مکہ معظمہ بھیجا وہ ہجرت کے سال مکہ معظمہ میں آیا اور حضور ﷺ سے ملاقات کی اور تمام علامات کو دیکھا۔ وہ دامن اسلام میں آگیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو سورۃ الفاتحہ اور سورۃ العلق کی تعلیم دی اور فرمایا جاؤ اپنے ماموں کو اسلام کی دعوت دو۔ اس آدمی نے واپس آکر اشج کو دعوت اسلام دی۔ اس نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

کچھ دیر تک وہ اپنے اسلام کو چھپاتا رہا پھر سولہ افراد کے ساتھ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔ جس صبح وفد عبدالقیس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس سے ایک رات پہلے حضور نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مشرق کی سمت سے ایک ایسا کارواں آرہا ہے۔ جو کسی مجبوری کی وجہ سے اسلام کی طرف نہیں آرہے۔ ان کے امیر کی ایک علامت ہے۔ صبح عبدالقیس اپنی قوم کے کچھ افراد کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگیا۔ یہ کارواں فتح مکہ کے سال بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا۔

ابن سعد نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے افق کی طرف دیکھا اور فرمایا مشرق کی سمت سے تمہارے پاس ایک ایسا قافلہ آرہا ہے۔ جس نے کسی مجبوری کی بنا پر اسلام قبول نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے جانوروں کو کمزور کردیا ہے۔ ان کا سامان ختم ہوچکا ہے اور ان کے امیر کی ایک خاص نشانی ہے۔ اے مولا! عبدالقیس کے وفد کو معاف فرما وہ میرے پاس مال کا مطالبہ کرنے کے لیے نہیں آرہے۔ وہ اہل مشرق میں سے بہترین ہیں۔ صبح کو بیس افراد کا قافلہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عوف اشج ان کے امیر تھے۔ اس وقت حضور نبی محترم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اس کارواں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے عبداللہ بن عوف کون ہے؟ حضرت عبداللہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ہی ابن عوف ہوں حضرت عبداللہ بن عوف خوبرو نہ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا! مردوں کی کھال میں پانی نہیں بھرا جاتا۔ انسان میں صرف دو چیزیں لازمی ہوتی ہیں۔

(۱) اس کا دل (۲) اس کی زبان

حضور ﷺ نے فرمایا تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے

کی اونٹنی کہاں ہے۔حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (اس وقت عمارہ بن حزن بھی وہاں موجود تھا) ایک منافق کہتا ہے کہ محمد (عربی ﷺ) گمان کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔وہ تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں۔لیکن انہیں اتنا معلوم نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔اللہ کی قسم! میں وہی کچھ جانتا ہوں جو کچھ اللہ نے مجھے سکھایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مجھے اس اونٹنی کے متعلق بتایا ہے وہ فلاں گھاٹی میں ہے۔ایک درخت کے ساتھ اس کی نکیل اٹکی ہوئی ہے۔جاؤ اور اسے لے آؤ۔عمارہ اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ حضور ﷺ ایک شخص کے متعلق یوں ارشاد فرما رہے تھے۔ایک شخص جو عمارہ کے گھر میں تھا اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے ایک منافق کو سنا وہ ایسی ہی بات کر رہا تھا۔

حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر

ابن سعد نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ سوید بن صامت نے زیاد ابو مجدر کو قتل کر دیا۔کچھ عرصہ بعد موقع پا کر مجدر نے سوید کو قتل کر دیا۔یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے پہلے کا ہے۔جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حارث بن سوید اور مجدر بن زیاد دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔اور غزوۂ بدر میں شرکت کی حارث مجدر کی تلاش میں رہے تا کہ انہیں قتل کر کے اپنے باپ کا بدلہ لے سکیں۔لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔جب غزوۂ احد رونما ہوا اور مسلمان اس مصیبت سے دو چار ہوئے۔تو حارث چپکے سے مجدر کے پیچھے سے آئے اور ان کی گردن اڑا دی جب حضور ﷺ حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجدر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے۔اسی دن حضور ﷺ قبا کی طرف تشریف لے گئے۔سخت گرمی پڑ رہی تھی۔آپ ﷺ مسجد قباء میں داخل ہوئے اور وہاں نماز ادا فرمائی۔جب انصار نے آپ ﷺ کی آمد کے متعلق سنا تو وہ سلام عرض کرنے کے لیے وہاں حاضر ہونے لگے۔انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس وقت وہاں تشریف لانے کو عجیب سمجھا۔حارث بن سوید بھی وہاں آئے۔انہوں نے زرد رنگ کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو عویم بن ساعدہ کو بلایا اور فرمایا حارث بن سوید کو مسجد کے دروازے کی طرف لے جاؤ اور مجدر بن زیاد کے قصاص میں ان کی گردن اڑا دو۔انہوں نے اس کو دھوکے سے قتل کیا ہے۔حارث نے کہا اللہ کی قسم! اس کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔لیکن میں نے اس کو اس وجہ سے قتل نہیں کیا کہ میں نے اسلام سے رجوع کر لیا ہے یا مجھے اس میں کوئی شک ہوا ہے۔بلکہ یہ قتل شیطان اور نفس کی ترغیب کی وجہ سے ہوا ہے۔اب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔اس کی دیت دیتا ہوں۔لگا تار دو ماہ روزے رکھتا ہوں اور غلام آزاد کرتا ہوں۔جب انہوں نے اپنے کلام کو ختم کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عویم! ان کا سرتن سے جدا کر دو۔آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر انہوں نے حارث کا سرتن سے جدا کر دیا۔

يَا حَارُ فِي سِنَةٍ مِّنْ نَوْمِ اَوَّلِكُمْ — اَمْ كُنْتَ وَيْحَكَ مُغْتَرًّا بِجِبْرِيْلَ

اَمْ كَيْفَ بِابْنِ زِيَادٍ حِيْنَ تَقْتُلُهٗ — بِغِرَّةٍ فِيْ فَضَاءِ الْاَرْضِ مَجْهُوْلَ

اے حارث تو نیند کی وادی میں پڑا رہا اور جبریل کی وحی سے غافل رہا تجھ پر افسوس ہے کہ اس وقت تیری کیا حالت تھی

ذریعے پانی لایا کرو اور ان لوگوں تک پانی پہنچایا کرو جن تک پانی کی رسائی ممکن نہیں۔ اس سے قبل کہ تیرا اونٹ ہلاک ہو اور تیری مشک پھٹے اللہ تعالیٰ تجھ پر جنت واجب کر دے گا۔ اعرابی چلا گیا۔ وہ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے کام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی اس کا اونٹ بھی نہ مرا تھا اور نہ ہی اس کی مشک کا کوئی نقصان ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کا رتبہ دے دیا۔

امام منذری کہتے ہیں کہ اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔ سوائے کدیر تابعی کے یہ حدیث مرسل ہے۔ (اس کی سند سے صحابی ساقط ہے) حضرت علامہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو متصل ہے۔

ایک منافق کی موت کی خبر

امام بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ غزوۂ بنی مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو اتنی شدید آندھی آئی قریب تھا کہ پورا کارواں ریت میں دفن ہو جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہوا ایک منافق کی موت کی خبر لے کر آئی ہے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو منافقین کا ایک سردار جہنم واصل ہو چکا تھا۔ اس کا نام رفاعہ بن زید بن تابوت تھا۔ دن کے آخری حصہ میں ہوا تھم گئی۔ لوگوں نے اپنی سواریوں کو اکٹھا کیا۔ حضور ﷺ کی اونٹنی دوسرے اونٹوں کے ساتھ نہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی سواری کی جستجو شروع کی۔ ایک منافق نے انصاری کی محفل میں کہا۔ محمد (ﷺ) اس اونٹنی سے عظیم خبریں تو ہمیں بیان کرتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ نہیں بتا دیتا کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔ یہ بات کر کے وہ منافق بارگاہ رسالت میں آیا۔ اس نے سنا کہ حضور اکرم ﷺ بیان فرما رہے ہیں۔ کہ ایک منافق طعنہ دے رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ نہیں بتا سکتا کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔ اللہ رب العزت نے مجھے اس کے مقام سے آگاہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی شخص بذات خود غیب نہیں جان سکتا۔ میری اونٹنی اس گھاٹی میں ہے جو تمہارے سامنے ہے اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ معلق ہو گئی ہے صحابہ کرام اس اونٹنی کی طرف گئے اور اسے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ وہ منافق دوڑتا ہوا اس گروہ کے پاس آیا جس کے سامنے اس نے یہ بات کی تھی۔ وہ لوگ ابھی تک اپنی جگہ پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک بھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا تھا۔ منافق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی محمد (ﷺ) کے پاس گیا ہے اور اس نے وہاں گفتگو بتائی ہے۔ جو میں نے کچھ دیر پہلے یہاں کی تھی۔ لوگوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم نہیں ہم تو ابھی تک یہاں ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ منافق نے کہا میں حضور ﷺ سے سن کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ میری ہی بات کو بیان فرما رہے تھے۔ اس سے قبل میں آپ ﷺ کی نبوت میں شک کرتا تھا۔ اب گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

غزوۂ تبوک میں آپ ﷺ کے علم غیب کا اظہار

امام بیہقی اور ابو نعیم نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے انصار نے بتایا کہ غزوۂ تبوک کے دن حضور ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ ایک منافق جس کی منافقت معروف تھی۔ اس نے کہا کیا محمد (ﷺ) یہ نہیں کہتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں۔ لیکن انہیں تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ان

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا قریش حضور اکرم ﷺ سے اکثر عداوت کا اظہار کرتے تھے۔لیکن وہ اہم چیز کیا تھی جس کی وجہ سے وہ آپ ﷺ سے اتنا زیادہ بغض وعناد رکھتے تھے۔انہوں نے کہا میں نے ایک دن دیکھا کہ قریش کے سردار مقام حجر میں جمع تھے۔انہوں نے رسول کریم ﷺ کا تذکرہ شروع کیا۔انہوں نے کہا جتنا ہم نے اس (محمد ﷺ) پر صبر کا مظاہرہ کیا ہے کسی اور پر اتنا نہیں کیا۔اس نے ہم کو عقل و دانش سے ناآشنا کہا ہمارے آباء کی دشنام طرازی کی ہمارے دین میں عیب نکالے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا اور ہمارے خداؤں کو سب وشتم کیا۔اس پر ہمارا صبر کتنا عظیم ہے۔ وہ اسی قسم کی گفتگو میں مشغول تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔آپ ﷺ نے رکن کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔

سرداران قریش میں سے ایک نے حضور اکرم ﷺ پر جملہ کسا۔اس کے اثرات حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر دیکھے جاسکتے تھے۔لیکن حضور ﷺ طواف میں مشغول رہے۔جب حضور نبی کریم ﷺ دوسری مرتبہ وہاں سے گزرے تو پھر اس نے آپ ﷺ پر طنز کیا اس کا اثر بھی آپ ﷺ کے رخ زیبا پر دیکھا جاسکتا تھا۔لیکن آپ ﷺ مصروف طواف رہے۔ جب آپ ﷺ تیسری مرتبہ وہاں سے گذرے تو انہوں نے پھر طعن وتشنیع کے تیر آپ پر برسائے آپ ﷺ نے فرمایا اے سرداران قریش! کیا تم سن رہے ہو مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔میں تمہارے لیے موت کا پیغام لے کر آیا ہوں۔آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر تمام لوگ مبہوت ہو کر رہ گئے۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے تھے۔

ان میں سے ایک نے کہا:

اے ابوالقاسم! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ بھلائی کے ساتھ تشریف لے چلیں۔آپ جاہل نہیں ہیں۔ابونعیم نے اسی روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اس میں ہے۔حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لیے موت کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں۔ابوجہل نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ جاہل نہیں ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوجہل تیرے لیے بھی میں موت کا قاصد ہوں۔

البزار نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ بعض قریش مکہ بیت اللہ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ان میں ابوجہل بھی تھا۔حضور ﷺ وہاں تشریف لائے۔آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا ''قَبُحَتِ الْوُجُوْہُ'' یہ چہرے بگڑ جائیں۔آپ ﷺ کی یہ بددعا سن کر وہ تمام لوگ خاموش ہو گئے ان میں سے کسی نے بھی بات تک نہ کی۔میں نے ابوجہل کو دیکھا وہ حضور ﷺ سے معذرت کر رہا تھا۔اور کہہ رہا تھا۔کہ ہم سے اس عذاب کو روک لیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیک وآلک وسلم) اس کی طاقت رکھتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں قتل کرے گا۔

ابونعیم نے حضرت عروہ کی سند سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ قریش مکہ حضور ﷺ کو اکثر اذیتیں دیتے رہتے تھے۔میں نے ایک دن دیکھا حضور ﷺ مشغول طواف تھے۔عقبہ بن ابی معیط، ابو

جب تو نے ابن زیاد کو ایک ایسی زمین میں قتل کر دیا جو معروف نہ تھی۔

آپ ﷺ نے دو آدمیوں کے دل کی بات بتا دی

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مسجد خیف میں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دو شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک انصاری اور دوسرا ثقفی تھا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہو اور اگر تم چاہتے ہو کہ میں خاموش رہوں تو پھر اپنا اپنا سوال کرو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ خود ہی بیان فرمائیں اس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگا۔ حضور نبی محتشم ﷺ نے ثقفی سے کہا تو رات کے وقت ادائیگی نماز، اپنے رکوع اور سجدے، روزے اور غسل جنابت کے متعلق پوچھنے آیا ہے۔ آپ ﷺ نے انصاری کو مخاطب کر کے کہا، تو اپنے گھر سے نکلنے، بیت اللہ میں قیام کرنے، حج کے واجبات، عرفات میں ٹھہرنے، سر کو منڈوانے، بیت اللہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے متعلق پوچھنے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم یہی پوچھنے آئے تھے۔ اسی قسم کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کی گئی ہے۔

حضرت عیینہ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ کی خفیہ سازش کا علم

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت سے طائف جانے کی جازت طلب کی۔ تا کہ وہ اہل طائف سے بات چیت کریں ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت مرحمت فرما دے حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ طائف گئے انہوں نے اہل طائف سے کہا تم اپنے مقام پر برقرار رہو اللہ کی قسم! ہم غلاموں سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر بتاتا ہوں۔ کہ اگر کوئی حادثہ ظہور پذیر ہوا تو اہل عرب دوبارہ عزت وشرافت حاصل کرلیں گے۔ تم اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو۔ اپنے ہاتھ کبھی بھی اُن کے ہاتھوں میں نہ دینا۔ کہیں وہ تعداد میں تم سے زیادہ نہ ہو جائیں۔ ورنہ وہ ان درختوں کو بھی کاٹ کر رکھ دیں گے۔

یہ پیغام دے کر وہ واپس مکہ معظمہ آ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا تو نے اہل طائف کو کیا پیغام دیا۔ انہوں نے عرض کی میں نے انہیں اسلام کی طرف دعوت دی انہیں اسلام قبول کرنے کے لیے کہا۔ انہیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی طرف ان کی راہنمائی کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو نے تو انہیں یہ یہ کہا ہے۔ ابن حصن نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ میں بارگاہ ایزدی میں توبہ کرتا ہوں۔

قریش مکہ کے بعض افراد کے قتل کی خبر

ابن اسحاق، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ابوسفیان اور ابوجہل کے پاس سے گذرے۔ وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل نے کہا اے بنی عبد مناف! یہ تمہارے نبی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے تو اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ کوئی نبی ہم میں سے ہو۔ ابوجہل نے کہا کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمام بزرگوں میں سے ایک نوجوان نبی بن کر ظاہر ہو۔ حضور ﷺ ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابوسفیان! تو نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ناراضگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ تو نے قبیلہ کی حمیت کا سہارا لیا ہے۔ لیکن اے ابوالحکم! تو بہت کم ہنسے گا اور بہت زیادہ روئے گا۔ ابوجہل نے کہا اے میرے بھتیجے! آپ صلی اللہ علیک وسلم اپنی نبوت سے مجھے کتنی بری خبر سنا رہے ہیں۔

امام مسلم، ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کی رات حضور ﷺ نے فرمایا یہ فلاں کا مقتل ہے۔ ان شاء اللہ کل فلاں یہاں قتل ہوگا۔ فلاں کی قتل گاہ یہ ہے۔ اللہ کی قسم! تمام مشرکین ان ہی مقامات پر قتل ہوئے۔ جن کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ جب مشرکین کی لاشوں کو گڑھے میں پھینک دیا گیا تو نبی مکرم ﷺ وہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں ابن فلاں! اے فلاں ابن فلاں! کیا تم نے اس وعدہ کو پورا پایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا تھا۔ میں نے تو اس وعدہ کو سچ پایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ فرمایا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ایسے جسموں سے محو کلام ہیں جن میں ارواح نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کوئی ان سے زیادہ تو نہیں سن رہے لیکن یہ مجھے جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر کی طرف جہاد پر جانے کے لیے مشاورت کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا مبارک نام لے کر رواں دواں ہو جاؤ میں مشرک قوم کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن مشرکین کو دیکھا تو فرمایا اے اللہ کے دشمنو! ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اس پہاڑی کے سرخ دامن میں تمہارے لاشے تڑپیں گے۔

امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ گئے اور امیہ بن خلف بن صفوان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے۔ امیہ بھی جب شام کا سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ ٹھہرتا تو ان کے ہاں ہی قیام کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا انتظار کرو۔ دوپہر کے وقت طواف کر لینا کیونکہ اس وقت لوگ غافل ہو جاتے ہیں اور حرم کعبہ میں رش نہیں ہوتا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسی اثنا میں کہ وہ طواف کعبہ میں مشغول تھے کہ ابوجہل ان کے پاس آیا اور پوچھا یہ طواف کرنے والا کون ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سعد بن معاذ ہوں ابوجہل نے کہا تم کتنے امن سے طواف کعبہ کر رہے ہو۔ حالانکہ تم نے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ وہ دونوں آپس میں تلخ کلامی کرنے لگے۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ

جہل اور امیہ بن خلف حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس سے گذرے تو انہوں نے نازیبا کلمات کہے۔ جن کا اثر حضور نبی محترم ﷺ کے چہرۂ اقدس پر دیکھا جا سکتا تھا۔ دوسرے اور تیسرے چکر میں بھی انہوں نے طعنہ زنی کی۔ حضور ﷺ وہاں ہی رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! تم اس وقت تک نہیں رکو گے جب تک اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل نہیں فرمائے گا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہاں تمام لوگوں پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ پھر حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غلبہ عطا فرمانے والا ہے۔ اپنے کلمہ کو مکمل کرنے والا ہے۔ اپنے دین کی مدد فرمانے والا ہے۔ یہ تمام لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے ذبح فرمائے گا۔ اللہ کی قسم! میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے ہاتھوں سے واصل جہنم کرنے والا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ غزوۂ بدر کے دن مشرکین سے نبرد آزما ہونے سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ اس جگہ پر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ یہ فلاں کا مقتل ہے۔ اس جگہ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے تمام مقتولین بدر کی قتل گاہوں کی نشان دہی فرمائی۔ کسی ایک مشرک نے بھی قتل ہونے میں اس جگہ سے تجاوز نہ کیا جس کی طرف نبی محترم ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا محمد (مصطفیٰ ﷺ) کہتے ہیں کہ اگر تم نے میری پیروی نہ کی تو پھر میں تمہارے لیے موت کا پیغام ہوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں یہ کہتا ہوں۔ اے ابو جہل! تیرے لیے بھی میں موت کا قاصد ہوں۔ جب حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن ابوجہل کو مرا ہوا دیکھا تو عرض کی اے میرے مولا! تو نے میرے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پورا فرما دیا ہے۔

امام احمد، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ مشرکین قریش حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے مشاورت کی کہ جب محمد (عربی ﷺ) یہاں آئیں تو تم سب انہیں ایک ایک چوٹ لگاؤ۔ ان کا یہ بکواس حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سن لیا اور جا کر اپنی والدہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے یہی بات حضور اکرم ﷺ سے عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میری نور نظر! پرسکون رہو۔ آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور مسجد حرام میں ان مشرکین کے پاس چلے گئے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ کہنے لگے۔ یہ وہی ہیں یہ وہی ہیں۔ انہوں نے اپنی نگاہوں کو جھکا لیا۔

اپنی گردنوں کو اپنے سینوں پر جھکا لیا۔ وہ اپنی محفل میں ہی بیٹھے رہے کسی نے بھی نگاہ اٹھا کر آپ کی طرف نہ دیکھا۔ نبی محترم ﷺ ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ مٹھی بھر کنکریاں لے کر ان کی طرف پھینک دیں۔ اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ''برباد ہو گئے چہرے'' وہ کنکریاں جس جس شخص کو بھی لگیں وہ غزوۂ بدر کے دن جہنم واصل ہو گیا۔

تھا۔ اگر محمد ﷺ نجات پا گئے تو پھر میں نہیں بچ سکوں گا۔ ابی حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لیے آپ ﷺ پر حملہ آور ہوا صحابہ کرام درمیان میں آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو آنے دو اس کا راستہ چھوڑ دو۔ حضور اکرم ﷺ نے زرہ کے سوراخ میں دیکھا۔ آپ ﷺ کو اس کی ہنسلی کی ہڈی نظر آئی۔ آپ ﷺ نے اس ہڈی پر ہی وار کیا۔ جس کی وجہ سے ابی گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ لیکن اس کے زخم سے خون نہ نکلا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی اور

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ...... (الانفال: ۱۷)

"اور (اے محبوب ﷺ) نہیں پھینکی آپ نے وہ (مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہے"۔

اس واقعہ کے متعلق نازل ہوئی اس کے ساتھی اسے اٹھا کر لے آئے۔ وہ بیل کی آواز نکال رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تم اتنی آہ و بکا کیوں کر رہے ہو حالانکہ تمہیں صرف ایک خراش آئی ہے۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کا یہ قول اپنے ساتھیوں کو سنایا میں ابی کو قتل کروں گا۔ ابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جو چوٹ مجھے لگی ہے اگر وہ اہل ذی المجاز کو لگتی تو وہ تمام اس وقت مر جاتے ابی مکہ آنے سے پہلے راستہ میں ہی جہنم واصل ہو گیا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اسے عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے ابن شہاب سے اور وہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن سعد اور ابونعیم نے اسی سند سے روایت کیا ہے پھر امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے لیکن انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ابی کی کوئی پسلی بھی ٹوٹی تھی اور نہ ہی انہوں نے آیت کے نزول کا ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے کہ ابی بن خلف نے حضور ﷺ سے ملاقات کی اور کہنے لگا۔ اے محمد مصطفیٰ ﷺ اگر آپ آج بچ گئے تو میں نہیں بچ سکوں گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی شخص اس کا کام تمام کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو جب وہ قریب ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت حارث بن اصمہ کا نیزہ لیا۔ بعض صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے اس نیزے کو حرکت دی تو ہمارے بال اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح اونٹ کی پشت سے اس وقت کھڑے ہوتے ہیں۔ جب وہ دودھ پینے کے لئے حرکت کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے ابی کی گردن پر نیزہ مارا جس سے وہ اپنے گھوڑے سے لڑکھڑا کر گر پڑا۔ ابونعیم نے کئی اسناد سے معمر بن مقسم سے روایت کیا ہے کہ ابی نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر حضور کا لعاب بھی مجھے لگ جاتا تو میں پھر بھی مر جاتا کیا حضور نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

امام واقدی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔ کہ ابی بن خلف "بطن رابغ" میں مرا تھا۔ ایک دفعہ میں اسی وادی سے گذر رہا تھا۔ رات کی تاریکی چھا چکی تھی۔ وہاں مجھے آگ نظر آئی اس سے شعلے نکل رہے۔ تھے۔ اس آگ

عنہ سے کہا اے سعد! ابوالحکم سے اپنی آواز بلند نہ کرو وہ اس وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے کہا اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے طواف کعبہ سے منع کر دیا۔ تو میں تمہارے لیے شاہراہ شام کو بند کر دوں گا۔ امیہ برابر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پرسکون کرتا رہا نہیں آواز بلند نہ کرنے کے لیے کہتا رہا لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ آتش پا رہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ تمہیں جہنم واصل کر دیں گے۔ امیہ نے کہا کیا محمد ﷺ مجھے قتل کر دیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، اللہ کی قسم! محمد مصطفیٰ ﷺ جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ یہ تمام گفتگو سننے کے بعد امیہ اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا کیا تو جانتی ہے کہ میرے یثربی بھائی نے کیا کہا ہے۔ اس کی بیوی نے کہا نہیں میں نہیں جانتی اس نے کیا کہا امیہ نے کہا وہ کہتا ہے کہ اس نے محمد (عربی ﷺ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ امیہ کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم محمد (ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب مشرکین مکہ بدر کی لڑائی کے لیے نکلے تو امیہ کی بیوی نے اس سے کہا کیا تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تیرے یثربی بھائی نے تمہیں بتائی تھی۔ امیہ نے کہا میں اس جنگ میں ہرگز شرکت نہیں کروں گا۔ ابوجہل نے امیہ سے کہا تو اس وادی کا سردار ہے۔ ایک دو دن تک ہمارے ساتھ چلو پھر واپس چلے آنا۔ امیہ مشرکین کے ساتھ روانہ ہو گیا اور پھر قتل ہو گیا۔

ابونعیم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی معیط نے حضور ﷺ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہیں لائے گا۔ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اس نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد اس کا ایک دوست اس سے ملا۔ ایمان لانے کی وجہ سے اس نے ابن ابی معیط کو ملامت کی۔ ابن ابی معیط نے کہا میری طرف سے قریش کے سینے کبھی صاف نہیں ہو سکتے اس کے یار نے اس سے کہا اگر تو ایک کام کرے تو ہمارے سینے تیری طرف سے صاف ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ کہ تو محمد (ﷺ) کی محفل میں جائے اور ان کے رخ زیبا پر (خاکم بدہن) تھوکے (نعوذ باللہ منہ) اس بدبخت نے ایسا ہی کیا۔ حضور ﷺ نے اپنے چہرے کو صاف کیا اور فرمایا اگر تو مکہ کے پہاڑوں سے باہر نکلے گا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ بدر کی جنگ میں شرکت کے لئے تمام مشرکین مکہ سے باہر آئے لیکن ابن ابی معیط نے مکہ سے باہر جانے سے انکار کر دیا اس نے کہا مجھ سے اس شخص (محمد ﷺ) نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر وہ مجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پائیں گے تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تیرے پاس سرخ اونٹ ہے۔ اگر جنگ میں ہمیں شکست ہوگی تو یہ تمہیں لے کر بھاگ جائے گا۔ یہ سن کر وہ کفار مکہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب مشرکین کو شکست ہوئی تو وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بھاگنے لگا لیکن اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس کی گردن کو تن سے جدا کر دیا۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ابی بن خلف فدیہ دے کر رہا ہوا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا ہے۔ میں اس کو روزانہ چارہ ڈالتا ہوں۔ میں اس پر سوار ہو کر محمد (ﷺ) کو (خاکم بدہن) قتل کروں گا۔ (نعوذ باللہ منہ) جب سرور کائنات ﷺ نے یہ سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔ ابی بن خلف اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اس نے زرہ پہن رکھی تھی۔ اس کی زبان پر

سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ عرب کے بدر منیر ﷺ نے فرمایا عنقریب تم مختلف سمتوں میں لشکر روانہ کرو گے ایک لشکر شام کی طرف، ایک لشکر عراق کی طرف اور ایک لشکر یمن کی طرف بھیجا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن حوار رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے کسی لشکر کا انتخاب فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم شام کے لشکر میں شرکت کرو گے۔ جو لشکر شام میں شرکت نہ کرنا چاہے وہ یمن کے لشکر میں شرکت کرے اور اس کے تالاب سے پانی پئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ملک شام اور وہاں کی عوام کی ضمانت دی ہے۔

ابن سعد نے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور ﷺ نے مجھے سرزمین شام پر ایک جاگیر عطا فرمائی۔ اس کو سبیل کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تادم وصال میرے لیے کوئی تحریر نہ لکھی آپ ﷺ صرف یہی فرماتے تھے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ ہم کو ملک شام فتح کرنے کی توفیق دے گا وہ جاگیر تمہاری ہی ہوگی۔ ابن سعد نے ذوالاصابع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ وصال کے بعد ہمیں زندگی کے امتحانوں میں گذرنا پڑے تو آپ ہمیں کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس چلے جانا اللہ رب العزت تمہیں ایسی اولاد عطا فرمائے گا جو مسجد اقصیٰ کو آباد کرے گی اور صبح وشام اس میں آیا کرے گی۔

امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب تم ایک ایسی زمین کو فتح کرو گے۔ جہاں قیراط کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ تم وہاں کے رہائشیوں کے ساتھ امن و آشتی سے پیش آنا کیونکہ وہ رحم اور نرمی کے مستحق ہیں۔

تم وہاں دو ایسے افراد دیکھو جو ایک اینٹ بھر زمین پر لڑ رہے ہوں تو وہاں سے نکل جانا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ کے پاس سے گذرے وہ ایک اینٹ بھر زمین پر لڑ رہے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسی وقت سرزمین مصر سے نکل گئے۔

الطبرانی اور حاکم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم مصر فتح کرو تو قبطیوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔ ان کے ساتھ ہمارا تعلق اور رشتہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا تعلق انہی سے تھا اور ام المومنین حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا بھی قبطیہ تھیں۔

ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت وصیت فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا مصر کے قبطیوں کے بارے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا عنقریب تم ان پر غالب آجاؤ گے۔ وہ اللہ کی راہ میں تمہارے مددگار اور معاون ہوں گے۔

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں خندق کو کھودتے ہوئے ہمیں ایک ایسی چٹان سے سامنا ہوا جس پر کدال کوئی اثر نہیں کرتے تھے۔ ہم نے اس کی شکایت بارگاہ

یہ محصوری ماہ محرم میں ہوئی اس وقت حضور ﷺ کی بعثت کو سات سال گزر چکے تھے۔ کھانے کی کوئی چیز بھی گھاٹی کے اندر نہیں جا سکتی تھی۔ بنو ہاشم صرف ایام حج میں ہی اس گھاٹی سے باہر نکل سکتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ اس اسیری سے تنگ آ گئے۔

قریش مکہ میں سے جس شخص کو یہ بائیکاٹ برا لگتا وہ کہتا ذرا دیکھو منصور بن عکرمہ کو اپنے کرتوت کی کیا سزا ملی ہے۔ بنو ہاشم تین سال تک شعب ابی طالب میں رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو اس عہد نامہ کے متعلق آگاہ کیا کہ دیمک نے ظلم و ستم کی تمام شقوں کو ختم کر دیا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی رہ گیا ہے۔

ابن سعد نے عکرمہ اور محمد بن علی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دستاویز پر ایک ایسا کیڑا مسلط کیا جو اس میں سے ہر چیز کو صاف کر گیا وہاں صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی رہ گیا تھا۔ اس دستاویز میں اللہ تعالیٰ کا نام اس طرح لکھا ہوا تھا۔ ''بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ''

ابن عساکر نے زبیر بن بکار سے روایت کیا ہے کہ ابو طالب نے اس واقعہ کے متعلق بہت سے اشعار لکھے تھے ان میں سے ایک شعر یہ بھی تھا:

اَلَمْ یَاْتِکُمْ اَنَّ الصَّحِیْفَةَ مَزَّقَتْ وَاَنَّ کُلَّ مَا لَمْ یَرْضَهُ اللّٰهُ یَفْسُدُ

''کیا تمہیں یہ خبر نہیں ملی کہ معاشرتی قطع تعلقی کا عہد نامہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ ہر وہ شئی جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا وہ تباہ ہو جاتی ہے''۔

ابو نعیم نے عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس عہد نامے کو منصور بن عکرمہ العبدری نے رقم کیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ شل ہو کر خشک ہو گیا۔ وہ اس ہاتھ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ قریش ایک دوسرے سے کہتے تھے ہم نے بنو ہاشم پر ظلم کیا ہے۔ اس کی سزا اگر دیکھنا چاہتے ہو تو منصور بن عکرمہ کا ہاتھ دیکھ لو۔

بعض قبائل کے ساتھ جنگ کرنے اور بعض شہروں کے فتح ہونے کی خبر

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تم خوزا اور کرمان سے جنگ نہ کرو گے۔ خوزا اور کرمان کا تعلق عجمی اقوام سے ہو گا۔ ان کے چہرے سرخ اور ناک چپٹے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ انکے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تم ایسی قوم سے معرکہ آزمانہ ہو جاؤ گے۔ جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہو چکی ہے۔ ''رے'' کے گرد و نواح میں خوارج کے ایک قبیلے نے بغاوت کی۔ ان کے جوتے بالوں کے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محتشم ﷺ نے ہمارے ساتھ غزوۂ ہند کا وعدہ کیا تھا۔ ابن سعد اور حاکم نے ذو مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ عنقریب تم اہل روم کے ساتھ صلح کرو گے۔ امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن حوار الازدی رضی اللہ عنہ

نے کلہاڑے سے ایک ضرب لگائی آپ ﷺ نے فرمایا اس ضرب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے روم کے خزانے کو کھول دیا ہے۔ پھر نبی مکرم ﷺ نے دوسری چوٹ لگائی اور فرمایا اس چوٹ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فارس کے خزانوں کو کھول دیا ہے پھر نبی محترم ﷺ نے تیسری ضرب لگائی اور فرمایا اس چوٹ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اہل یمن پر تسلط کی بشارت دی ہے۔ لیکن وہ تمہارے مددگار اور معاون ہوں گے۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں خندق کے ایک کونے کو کھودرہا تھا۔ نبی مکرم ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ میں جس زمین کو کھودرہا ہوں وہ بہت سخت ہے۔ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میرے ہاتھ سے کدال لی اور اس زمین پر چوٹ لگائی۔ آپ ﷺ کی ضرب کی وجہ سے کدال کے نیچے سے نور نکلا۔ جب آپ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی تو پھر نور خارج ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری ضرب لگائی تو پھر نور ظاہر ہوا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم تین مرتبہ نور کیوں خارج ہوا ہے۔ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا پہلی چوٹ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یمن کو، دوسری کے ساتھ شام اور مغرب کو اور تیسری ضرب کے ساتھ مشرق کو ہمارے لیے مغلوب کر دیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا۔ کدال اس پر کارگر نہیں ہوسکتی تھی۔ ہم نے اس کی شکایت بارگاہ رسالت میں کی۔ جب آپ ﷺ نے اس چٹان کو ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی۔ بسم اللہ پڑھ کر اس چٹان پر ایک ضرب لگائی۔ آپ ﷺ کی اس ضرب سے چٹان کا تہائی حصہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے شام کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری ضرب لگائی جس سے اس چٹان کا دوسرا تہائی حصہ بھی جدا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے فارس کی چابیاں بھی عطا کر دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس جگہ کھڑے ہو کر صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

ابن سعد، ابن جریر، ابن حاتم، امام بیہقی اور ابونعیم نے عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن ہمیں اتنی سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا کہ اس نے ہمارے لوہے کے اوزاروں کو توڑ دیا۔ ہم نے بارگاہ رسالت میں اس چٹان کی سختی کے بارے میں عرض کی۔ آپ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کدال لی اور چٹان پر چوٹ لگائی جس کی وجہ سے کچھ حصہ جدا ہو گیا۔ اس چٹان سے ایک نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے پہاڑوں کے دامن روشن ہو گئے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ تاریک رات میں چراغ روشن ہو گیا ہے۔ اس وقت عرب کے ماہ تمام ﷺ نے تکبیر بلند فرمائی، پھر آپ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی جس سے اس چٹان کا کچھ حصہ علیحدہ ہو گیا۔ اس سے پھر ایک نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے پہاڑوں کے دامن منور ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا پھر حضور ﷺ نے تیسری ضرب لگائی۔ اب وہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اس وقت بھی اس سے ایک نور نکلا۔ آپ ﷺ نے تکبیر بلند کی ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ

رسالت میں کی۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کدال لی اور بسم اللہ پڑھ کر اس چٹان پر کدال ماری چٹان کا ایک تہائی حصہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس سے ایک ایسا نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے پہاڑوں کا درمیانی علاقہ جگمگا اٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں یہاں کھڑے ہو کر وہاں کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر دوسری چوٹ لگائی۔ جس سے اس کا دوسرا تہائی حصہ بھی پاش پاش ہو گیا۔ اس وقت فارس کی جانب سے نور نکلا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے فارس کی چابیاں بھی عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ کتوں کے جبڑوں کی طرح دکھائی دے رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ ان پر میری امت کا تسلط ہو گا تم مدد اور اعانت پر خوش ہو جاؤ۔ اس پر مسلمانوں نے مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر تیسری چوٹ لگائی۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے فرمایا ''بسم اللہ'' چٹان کا باقی حصہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس میں سے یمن کی جانب سے ایک نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے میدان جگمگا اٹھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چراغ ضوفشاں ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ اکبر'' مجھے یمن کی چابیاں بخش دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس جگہ کھڑے ہو کر ''صنعاء'' کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ جب منافقین نے حضور اکرم ﷺ کی یہ گفتگو سنی تو انہوں نے آپس میں بکواسات کرنا شروع کر دیئے انہی کی گفتگو سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (الاحزاب: ۱۲)

''نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا) اللہ اور اس کے رسول نے مگر صرف دھوکا دینے کے لیے''۔

ابن اسحاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جب حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی خلافت میں یہ علاقے فتح ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ان علاقوں کو فتح کرتے چلو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ تم نے جو علاقے بھی فتح کر لیے ہیں یا قیامت تک فتح کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی ان علاقوں کی چابیاں حضور اکرم ﷺ کو عطا فرما دی ہیں۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن ایک چٹان کو کدال کے ساتھ چوٹ لگائی تو اس میں سے نور نکلا۔ نور کی شعاعیں یمن کی سمت بڑھیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر ایک اور ضرب لگائی اب اس میں سے فارس کی طرف سے نور نکلا۔ حضور ﷺ نے تیسری بار ضرب لگائی تو اس چٹان میں سے پھر نور نکلا جو روم کی طرف پھیل گیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے سلمان! کیا تم نے اس نور کو دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے مدائن روشن ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے اسی مقام پر مجھے یمن، روم اور فارس کے فتح ہونے کی خبر دی ہے۔

ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن حضور اکرم ﷺ

اس کا بندوبست کرنا پڑے گا''۔

صنعاء کے گورنر نے ایک قاصد کو بارگاہ رسالت میں خط دے کر بھیجا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اس خط کو پڑھا تو پندرہ دن تک اس قاصد کو کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا پھر فرمایا اپنے گورنر کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے رب نے تیرے مالک کو آج قتل کر دیا ہے۔ وہ قاصد صنعاء واپس چلا گیا اور اپنے گورنر کو آپ ﷺ کا پیغام سنایا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد میں معلوم ہوا کہ کسریٰ کو اس رات قتل کر دیا گیا تھا۔

ابن اسحاق، ابونعیم، امام بیہقی اور خرائطی نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن کسریٰ اپنے محل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور اس کو حق کا پیغام سنایا۔ کسریٰ نے اچانک دیکھا کہ اس کے سامنے ایک شخص چل رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں عصا ہے۔ اس نے کسریٰ سے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کر لو ورنہ میں اس عصا کو توڑ دوں گا۔ کسریٰ نے کہا اس عصا کو نہ توڑو۔ اس عصا کو نہ توڑو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ کسریٰ کا یہ جواب سن کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ کسریٰ اپنے نگران کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ اس شخص کو کس نے میرے پاس آنے کی اجازت دی تھی۔ اس کے نگران نے کہا ہم نے کسی شخص کو تمہارے پاس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کسریٰ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ لیکن آئندہ محتاط رہنا میری اجازت کے بغیر کوئی آدمی میرے پاس نہ آنے پائے۔

ایک سال بعد وہی شخص دوبارہ کسریٰ کے پاس آیا۔ اس کے پاس وہی عصا تھا۔ اس نے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کر لو ورنہ میں اس عصا کو توڑ دوں گا۔ کسریٰ نے کہا اسے نہ توڑنا اسے نہ توڑنا میں ضرور اسلام قبول کروں گا۔ جب وہ شخص غائب ہو گیا تو کسریٰ نے اپنے نگران کو بلایا اور کہا اس شخص کو میرے پاس آنے کی اجازت کس نے دی۔ نگران نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا میری اجازت کے بغیر تمہارے پاس کوئی شخص نہیں آیا۔ آئندہ سال پھر وہی شخص ظاہر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہی عصا تھا اس نے کہا اے کسریٰ! میرے عصا کو توڑنے سے پہلے اسلام لے آؤ۔ اس نے کہا اس عصا کو نہ توڑو اس عصا کو نہ توڑو۔ لیکن اس شخص نے اس عصا کو توڑ دیا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں اور کئی راویوں نے اسے روایت کیا ہے۔ ابونعیم نے اس روایت کو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ اسی وجہ سے ابن کسریٰ نے باذان گورنر یمن کو لکھا کہ حضور اکرم ﷺ سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ وہ اپنے باپ کے انجام سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔

ابونعیم نے ابوامامہ الباہلی سے روایت کیا ہے کہ کسریٰ کے سامنے ایک شخص ظاہر ہوا اس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ اس کے پاس ایک سبز چھڑی تھی اس نے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کر لو ورنہ میں تمہارا ملک توڑ دوں گا۔ جس طرح میں عصا توڑ رہا ہوں۔ کسریٰ نے اس شخص سے کہا۔ ایسا نہ کرو۔ اس کے بعد وہ شخص وہاں سے غائب ہو گیا۔

ابونعیم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسریٰ نے باذان گورنر یمن کی طرف لکھا۔ اس شخص کی

علیک وسلم ہم نے دیکھا ہے کہ آپ جب بھی چٹان پر ضرب لگاتے ہیں وہاں سے موج کی طرح نور نکلتا ہے۔ پھر آپ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا جب میں نے پہلی چوٹ لگائی میرے لیے حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ روشن ہو گیا۔ وہ مجھے کتوں کی جبڑوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ عنقریب میری امت ان کے شہر پر غلبہ پائے گی۔ جب میں نے دوسری مرتبہ ضرب لگائی تو اس وقت میرے لیے سرزمین روم کے محلات روشن ہوئے وہ بھی کتوں کے جبڑوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔ مجھے حضرت جبرائیل نے خبر دی کہ میری امت انہیں بھی فتح کرے گی۔ اے میرے صحابہ! اللہ کی نصرت پر مسرت کا اظہار کرو۔ جب یہ گفتگو منافقین تک پہنچی تو انہوں نے کہا محمد (عربی ﷺ) تمہیں یہ خبر دے رہے ہیں کہ انہوں نے سرزمین یثرب سے حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ کو دیکھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ عنقریب تم انہیں فتح کر لو گے۔ حالانکہ اس وقت تم اپنے دفاع کے لیے خندق کھود رہے ہو اور اس سے باہر نکلنے کی قوت نہیں رکھتے۔ جب منافقین نے حضور ﷺ کے علم پر اعتراضات کیے تو اس وقت درج ذیل آیت نازل ہوئی:

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا

(الاحزاب: ۱۲)

"اور جب کہنے لگے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا) اللہ اور اس کے رسول نے مگر صرف دھوکا دینے کے لیے"۔

امام مسلم اور امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے لیے زمین مغلوب کر دی جائے گی۔ اللہ رب العزت تمہارے لیے کافی ہو گا۔ اس وقت تمہیں کوئی عاجز نہیں کر سکے گا۔

الطبرانی نے ابو حجیفہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے لیے دنیا کو فتح کر دیا جائے گا تم اپنے گھر کو اس طرح سجاؤ گے جس طرح کعبہ کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ تم آج اس دن سے بہتر ہو۔

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت کے لیے زمین کے مشارق و مغارب کو فتح کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کے حکمران آتش جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ سوائے ان حکمرانوں کے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور امانت میں خیانت نہ کی۔

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت اور فارس و روم کی فتح کی بشارت

البزار، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ نے کسریٰ کی طرف گرامی نامہ لکھا تو کسریٰ نے صنعاء کے گورنر کی طرف خط لکھا اس میں اس نے لکھا" کیا تو اس شخص کے لیے کافی نہیں ہو سکتا جس کا ظہور تیری زمین سے ہوا ہے۔ جو مجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے۔ کیا تو اس کے لیے کافی ہو جائے گا یا پھر مجھے

ہی عطا کر دی جائے گی۔

وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر باذان کے پاس آئے اور اسے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ تمام گفتگو سن کر اس نے کہا اللہ کی قسم! یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم اس کی صداقت کے ظہور کا انتظار کریں گے۔ کچھ ہی دن گذرے تھے کہ اس کے پاس شیرویہ کا یہ خط پہنچ گیا۔

"میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے یہ اقدام فارس کے تحفظ کے لیے کیا ہے۔ اس نے فارس کے معزز لوگوں کے خون کو جائز سمجھ رکھا تھا۔ اپنی عوام سے میری شہنشاہی کی بیعت اور اس شخص کے ساتھ کوئی تعرض نہ کرنا جس کے لیے کسریٰ نے تجھے خط لکھا تھا۔"

جب باذان نے شیرویہ کا یہ خط پڑھا تو اس نے کہا بلاشبہ یہ شخص نبی اور مرسل ہے۔ اس نے بھی اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ اہل فارس کے کئی لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ باذان نے اپنے منتظم سے پوچھا مدینہ کے تاجدار ﷺ کیسے ہیں۔ اس نے کہا میں نے پہلے ایسے شخص سے کبھی گفتگو نہیں کی جو اتنا رعب اور جلال کا مالک ہو۔ باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس دنیاوی مال و دولت تھی۔ منتظم نے کہا نہیں!

امام احمد، ابونعیم، الطبرانی اور بزار نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ نے کسریٰ کی طرف مکتوب مبارک لکھا تو کسریٰ نے باذان کی طرف لکھا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تمہاری طرف ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسے کہو کہ اپنی رسالت و نبوت سے باز آ جائے ورنہ میں اس کی طرف ایسا لشکر روانہ کروں گا جو اسے اور اس کی قوم کو قتل کر دے گا۔

باذان نے ایک قاصد کو کسریٰ کا پیغام دے کر بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کام اپنی طرف سے سرانجام دے رہا ہوتا تو میں اس سے رک جاتا لیکن مجھے تو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ وہ قاصد کئی دن حضور ﷺ کے پاس ٹھہرا رہا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میرے مولا نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے۔ آج کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ قیصر بھی مر چکا ہے۔ آج کے بعد کوئی قیصر بھی نہیں ہوگا۔ جب حضور ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی تو قاصد نے وہ وقت، دن اور مہینہ لکھ لیا۔ پھر باذان کی طرف واپس آیا اسے معلوم ہوا کہ کسریٰ اور قیصر دونوں اس وقت ہلاک ہوئے تھے جس وقت نبی مکرم ﷺ نے ان کی ہلاکت کی خبر دی تھی۔

دیلمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے باذان کے قاصد سے فرمایا آج رات میرے رب نے تمہارے مالک کو قتل کر دیا ہے۔ اس کے بیٹے نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔ اپنے صاحب سے کہنا کہ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا تو میں تیرا ملک تیرے ہی قبضہ میں رہنے دوں گا۔ اور اگر تو نے اسلام کی دعوت پر لبیک نہ کہا تو اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت برسائے گا۔

امام بیہقی نے عبدالرحمن بن عبد مقاری سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اپنا مکتوب مبارک کسریٰ کی طرف

طرف قاصد بھیجو اور اسے حکم دو کہ وہ اپنی قوم کے دین کی طرف لوٹ آئے۔ ورنہ ایک دن مقرر کر کے اس کے ساتھ جنگ کرو اور اس کو قتل کر دو۔ باذان نے تاجدار ختم نبوت ﷺ کی طرف دو شخص بھیجے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ٹھہرنے کے لیے کہا وہ کچھ دن مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے۔ پھر ایک دن نبی کریم ﷺ نے ان کو طلب فرمایا اور فرمایا باذان کی طرف جاؤ اور اسے بتاؤ کہ آج رات میرے رب نے تیرے مالک کو قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے باذان کو یہی بات بتائی۔ کچھ دنوں کے بعد یہ خبر پھیل چکی تھی کہ کسریٰ اسی رات ہلاک ہو گیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ نے کسریٰ کی طرف خط لکھا تو اس نے اپنے یمن کے گورنر ''باذان'' کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ اپنے دو مضبوط شخص اس آدمی کی طرف بھیجو۔ جو سرزمین حجاز میں ظاہر ہوا ہے۔ تاکہ وہ اسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ باذان نے دو شخص مدینہ طیبہ بھیجے۔ ان کے ہمراہ ایک خط بھی بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب اس خط کو پڑھا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا آپ ﷺ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ہیبت سے لرزہ براندام تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج چلے جاؤ کل میرے پاس آنا میں تمہیں اپنے ارادے سے آگاہ کر دوں گا۔ جب دوسرے دن وہ دونوں حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے صاحب کو بتا دینا کہ آج رات میرے رب نے تمہارے کسریٰ کو اس وقت قتل کر دیا جب رات کی سات گھڑیاں گذر چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اسی کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا۔ اسی نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ وہ دونوں باذان کے پاس آئے اور اسے تمام واقعہ سنایا۔ اس کے بعد باذان اور اس کے بیٹوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ابونعیم اور ابن سعد نے امام زہری کی سند سے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ نے کسریٰ کو خط لکھا تو کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کو لکھا۔ حجاز کے اس شخص کی جانب دو مضبوط شخص بھیج جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔ اس نے اپنے منتظم اور ایک اور شخص کو مدینہ بھیجا اور نبی اکرم ﷺ کی طرف خط لکھا کہ آپ ﷺ ان دونوں آدمیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس جائیں۔ گورنر یمن نے اپنے منتظم سے کہا اس شخص کے پاس جا کر اس کا جائزہ لو اس سے گفتگو کرو اور پھر مجھے اس کے متعلق آگاہ کرو۔ وہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کسریٰ اور گورنر یمن کا پیغام دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی چلے جاؤ صبح میرے پاس آنا۔ جب وہ دونوں صبح آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ فلاں مہینے کی فلاں رات کو اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا۔ جب رات کی اتنی ساعتیں گذر چکی تھیں تو اس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔

ان قاصدوں نے کہا کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہم اپنے بادشاہ کو یہ بات بتائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے شہنشاہ کے پاس جاؤ اور اسے یہ خبر سناؤ۔ مزید اسے یہ بھی بتانا کہ میرا دین اور میری سلطنت عنقریب اس جگہ تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت پہنچی ہے اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک خف اور حافر (اونٹ اور گھوڑوں کے پاؤں) پہنچ سکیں گے۔ اپنے سلطان کو میرا یہ پیغام بھی دینا کہ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا تو پھر تیری مملکت تجھے

سے کہا'' اپنے صاحب کے پاس جاؤ اور اس سے کہو میرے رب نے آج تمہارے مالک کو قتل کر دیا ہے''۔ اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ کسریٰ اسی رات قتل ہو گیا تھا۔ جس رات نبی مکرم ﷺ نے اس کے قتل کی خبر دی تھی۔ باذان کو شیرویہ کا خط موصول ہوا اس میں مرقوم تھا۔ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے اسے صرف فارس کے تحفظ کے لیے ہی مارا ہے۔ اس نے لوگوں کے سرداروں کو مار دیا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں انتشار پھیل گیا تھا۔ جونہی میرا خط تمہارے پاس پہنچے اسی وقت لوگوں سے میری بیعت لو اور کسریٰ نے تمہیں جس شخص کی طرف آدمی بھیجنے کے لیے کہا تھا اس سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ باذان نے اپنے ساتھیوں سمیت اسلام قبول کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسریٰ کے ملک وقوم اور اس کے خزانوں پر تسلط عطا فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضور اکرم ﷺ کی دعا کی قبولیت پر مہر تحقیق ثبت کرتے ہوئے کسریٰ کے ملک کو پارہ پارہ کر دیا۔

حارث بن ابی شمر الغسانی کی ہلاکت کی خبر

ابن سعد نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابی شمر الغسانی کی طرف اپنا مکتوب دے کر بھیجا۔ حضرت شجاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میں حارث کے پاس پہنچا اس وقت وہ غوطہ دمشق میں تھا۔ میں حارث کے چوکیدار کے پاس آیا اور کہا میں رسول اکرم ﷺ کا قاصد ہوں اور حارث سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا تم حارث سے فلاں دن مل سکتے ہو کیونکہ وہ صرف اسی دن ہی اپنے محل سے باہر آتا ہے۔ چوکیدار ایک رومی شخص تھا۔ اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے حضور ﷺ کے متعلق مختلف سوالات کرنے لگا۔ میں اسے نبی مکرم ﷺ کی صفات بتانے لگا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کے متعلق معلومات دینے لگا۔ آپ ﷺ کے متعلق سن کر اس پر رقت طاری ہو گئی حتی کہ اس پر گریہ غالب آ گیا۔ اس نے کہا میں نے انجیل میں پڑھا تھا۔ وہاں میں نے نبی آخر الزمان ﷺ کی بالکل یہی صفات پائی تھیں۔ میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حارث مجھے قتل کر دے گا۔

حارث اپنے محل سے باہر آیا اور اپنے تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا تاج اپنے سر پر رکھا میں نے حضور ﷺ کا نامہ مبارک اس کو دیا۔ اس نے آپ ﷺ کا خط مبارک پڑھ کر نیچے پھینک دیا اور کہنے لگا۔ میرا ملک مجھ سے کون چھین سکتا ہے۔ میں اس شخص کی طرف جانے لگا ہوں اگرچہ وہ آدمی یمن میں ہی ہو میں اپنی فوج کو لے کر اس کے پاس جاؤں گا۔ وہ اپنے مقام سے اٹھا اور گھوڑوں کو تیار کرنے کا حکم دیا اور کہا اپنے ساتھی کو اس لشکر کشی کی اطلاع دے دو اس نے قیصر کو آگاہ کرنے کے لیے اس کی طرف ایک خط لکھا قیصر نے جواب میں اسے لکھا اس شخص کی طرف نہ جانا اس سے کنارہ کشی اختیار کر لینا ہی بہتر ہے۔ جب اس کے پاس قیصر کا خط پہنچا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا تو یہاں سے کب روانہ ہوگا۔ میں نے کہا کل چلا جاؤں گا۔ اس نے مجھے ایک سو سونے کے مثقال عطا کیے اور کہا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے حارث کے تمام حالات عرض کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' حارث نے اپنے وطن کو ہلاک کر دیا ہے۔'' فتح مکہ

روانہ فرمایا جب اسے گرامی نامہ ملا تو اس نے اسے پھاڑ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کسریٰ نے اپنے ملک کو لخت لخت کر دیا ہے۔

امام بیہقی نے عمیر بن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے کسریٰ و قیصر کی طرف اپنا نامہ مبارک لکھا۔ قیصر نے آپ ﷺ کے مکتوب مبارک کو پڑھا اور رکھ دیا۔ جبکہ کسریٰ نے آپ ﷺ کے خط مبارک کو چاک کر دیا۔ جب نبی محترم ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس (کسریٰ) اپنی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور جہاں تک قیصر کا تعلق ہے تو اس کا ملک برقرار رہے گا۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے کسریٰ کے قاصد کو کسریٰ کے مرنے کی خبر دی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ نے کسریٰ کو وہ خط لکھا جس میں اسلام کی طرف دعوت تھی۔ تو کسریٰ نے گورنر یمن باذان کی طرف لکھا۔ قریش مکہ کا ایک شخص یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اسے نبوت سے توبہ کرنے کے لیے کہو اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کا (خاکم بدہن) سر لے کر میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔

دوسری روایت میں ہے کہ کسریٰ نے اپنے گورنر کی طرف لکھا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ تیری زمین پر ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو مجھے اپنے دین کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ اگر تو نے اس کا بندوبست نہ کیا تو میں تمہیں عبرت ناک سزا دوں گا۔ اس شخص کے پاس دو شخص بھیجو جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے اپنے منتظم اور اپنے ایک شاہ سوار کو بارگاہ رسالت میں کسریٰ کا خط دے کر بھیجا۔ وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر طائف پہنچے۔ انہیں وہاں قریش کا ایک شخص ملا۔ انہوں نے اس سے حضور ﷺ کے متعلق سوال کیا۔ اس نے ان کو بتایا کہ سرور کائنات ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں۔ وہ دونوں مدینہ طیبہ پہنچے اور حضور ﷺ سے کہنے لگے۔ کسریٰ نے ہمارے گورنر باذان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کے پاس بھیجے جو آپ کو گرفتار کر کے کسریٰ کے پاس لے جائے۔ باذان نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اگر آپ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا تو پھر آپ خود بھی ہلاک ہو گئے اور اپنی قوم کو بھی ہلاک کر دیا اور اپنے شہروں کو بھی برباد کر دیا۔ ان قاصدوں نے فارسی لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ بے ریش تھے۔ ان کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھنا ناپسند فرمایا، حضور ﷺ نے فرمایا تم نے یہ حلیہ کیوں بنا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے مالک کسریٰ نے ہمیں اسی طرح حکم دیا ہے۔ شہنشاہ عرب و عجم ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے تو مجھے داڑھی کے لمبا کرنے اور مونچھوں کو کٹوانے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا اب واپس چلے جاؤ صبح میرے پاس آنا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے باذان کی طرف لکھا میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ فلاں مہینے کے فلاں دن کسریٰ قتل کر دیا جائے گا۔ جب باذان کو نبی اکرم ﷺ کا گرامی نامہ موصول ہوا تو اس نے توقف کیا اس نے کہا اگر وہ نبی ہوئے تو ان کا قول سچا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی دن قتل کر دیا جس دن کا وعدہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس کے بیٹے شیرویہ نے ہی اس کو جہنم واصل کیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے باذان کے قاصد

کہ تاجدار عرب وعجم کعبہ معظمہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ان ایام میں ہمیں مشرکین کی طرف سے بہت زیادہ تکالیف اور مصائب کا سامنا تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ظالموں سے نجات عطا فرمائے میری یہ بات سن کر آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ رخ انور کا رنگ سرخ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم سے پہلے ایسے لوگ بھی تھے۔ جن کے جسم سے گوشت لوہے کی کنگھیوں کے ساتھ نوچ لیا جاتا پھر بھی وہ لوگ اپنے دین پر ثابت قدم رہتے ان کے سروں پر آری رکھ کر انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا لیکن پھر بھی وہ اپنے مذہب سے منحرف نہ ہوتے اللہ رب العزت اس دین کو ضرور مکمل فرمائے گا۔ حتیٰ کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک جائے گا لیکن اسے اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کا کوئی خوف نہ ہو گا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اکرم ﷺ کو حکم ہوا کہ قبائل کو دین حق کی دعوت دیں تو آپ ﷺ مختلف قبائل میں تشریف لے گئے۔ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم اہل عرب کی ایک محفل میں پہنچے وہاں بنوشیبان کے سردار مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بیٹھے ہوئے تھے مفروق نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تمہیں اس گواہی کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' میں تمہیں یہ بھی کہتا ہوں کہ تم مجھے پناہ دو اور میری مدد کرو قریش نے تو اللہ کے دین کے خلاف سرکشی کا اظہار کیا ہے۔ اس کے رسل کو جھٹلایا ہے اور حق کے خلاف باطل کی مدد کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے مفروق نے کہا اللہ کی قسم! میں نے آج تک اتنا عمدہ کلام نہیں سنا اس وقت نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ'' (الانعام: ۱۵۱) یہ شک وشبہ سے بالا کلام سن کر مفروق نے کہا اللہ کی قسم یہ کلام اس زمین پر رہنے والی مخلوق کا نہیں اس کے بعد نبی مکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ'' (النحل: ۹۰) مفروق نے کہا اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیک وسلم عمدہ اخلاق اور نیک اعمال کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس قوم کے لیے ہلاکت ہے جس نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے خلاف لوگوں کی اعانت کی حضور ﷺ نے فرمایا اب بالکل تھوڑا عرصہ ہی باقی رہ گیا ہے تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سرزمین کسریٰ، ان کے شہروں اور ان کی عورتوں کا مالک بنا دے گا۔ کیا تم اس وقت اللہ کی حمد وثنا بیان کرو گے؟

امام بخاری نے تاریخ میں، الطبرانی، امام بیہقی اور ابونعیم نے خزیم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''یہ حیرہ بیضاء ہے جسے تمام حجابات اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ یہ شہباء بنت نفیلہ الازدیہ ہے جو ایک خچر پر سوار ہے اس نے کالا دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور ہم شہباء کو اسی کیفیت میں پائیں جس طرح آپ نے بیان کی ہے تو کیا وہ میری ہو گی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ تیری ہو گی۔

کے سال حارث مر گیا۔

مشرکین کے ایک سردار کی ہلاکت کی خبر

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ایک صحابی کو مشرکین کے ایک سردار کی طرف بھیجا تا کہ وہ اسے اسلام کی طرف دعوت دیں۔ مشرک نے پیغام حق سن کر کہا اے ساتھی! وہ بت جس کی طرف تو مجھے بلا رہا ہے وہ سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا ہے۔ وہ صحابی وہاں سے واپس آ گئے۔ اللہ رب العزت نے آسمان سے بجلی گرائی جس نے اس مشرک کو خاکستر بنا دیا۔ حضور ﷺ کے قاصد کو اس مشرک کی ہلاکت کی کوئی خبر نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس صحابی سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مشرک کو ہلاک کر دیا ہے جس کی طرف تو پیغام توحید لے کر گیا تھا۔ اسی وقت یہ ارشاد ربانی نازل ہوا:

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ (الرعد: ۱۳)

''اور اللہ تعالیٰ کڑکتی بجلیاں بھیجتا ہے پھر گراتا ہے انہیں جس پر چاہتا ہے''۔

امت مسلمہ کی خوشحالی کی خبر

امام بیہقی، ابونعیم اور ثابت نے دلائل میں حضرت عبد اللہ ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے ہم نے وہاں تنگ دستی، غربت اور مفلسی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو اللہ کی قسم! مجھے اشیاء کی قلت سے اتنا خوف نہیں جتنا اشیاء کی کثرت سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ دین برقرار رہے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس، روم اور حمیر کی زمین کو فتح فرمائے گا۔ تم تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کی طرف، دوسرا عراق کی طرف اور تیسرا یمن کی طرف روانہ ہوگا۔ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے۔ لیکن وہ پھر بھی ناراض ہی رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم شام پر حملہ آور ہونے کی جرأت کون کرے گا۔ حالانکہ وہاں رومی سکونت پذیر ہیں جو طاقت وقوت سے بھرپور ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تم کو ان پر غلبہ وتسلط عطا فرمائے گا۔ تم ضرور ان پر خلیفہ مقرر کیے جاؤ گے۔ حتی کہ وہ سفید رومی ایک سیاہ فام کے سامنے باندھ کر کھڑے ہوں گے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن جبیر بن نضیر کہتے تھے کہ صحابہ کرام کو معلوم تھا کہ اس حدیث کے مصداق حضرت جز بن سہیل السلمی رضی اللہ عنہ ہیں وہ اس وقت عجمیوں پر حاکم مقرر ہوئے۔ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو وہ حضرت جز اور رومیوں کی طرف دیکھتے وہ ملاحظہ کرتے کہ رومی ان کے اردگرد کھڑے ہیں وہ نبی محترم ﷺ کی پیش گوئی پر تعجب کا اظہار کرتے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

دو چار نہیں ہو گے۔ جب تک تم فارس و روم پر غلبہ نہیں پا لو گے اس وقت تمہاری کیفیت یہ ہو گی کہ تم صبح کے وقت ایک لباس پہنو گے جبکہ وقت شام دوسرا لباس پہن لو گے۔ صبح کے وقت تمہارے پاس ایک کھانا ہو گا۔ جبکہ شام کے وقت تمہارے سامنے دوسرا کھانا موجود ہو گا۔

ابونعیم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم تنگ دستی سے خوفزدہ ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس اور روم کی سر زمین کو فتح فرمانے والا ہے۔ دنیا لونڈی بن کر تمہارے پاس آئے گی۔ میرے بعد جو تم میں کجی پیدا ہو گی وہ صرف دنیا کی وجہ سے ہی ہو گی۔

حاکم اور ابونعیم نے حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ تم جزیرۂ عرب پر لشکر کشی کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر غلبہ عطا کرے گا۔ پھر تم فارس پر حملہ آور ہو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی تمہارے لیے مغلوب کر دے گا۔ پھر تم اہل روم سے نبرد آزما ہو گے پھر بھی فتح تمہاری ہی ہو گی پھر تم دجال سے جنگ کرو گے پھر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں ہی غالب کرے گا۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے آج رات دیکھا کہ کالی بھیڑیں میری اتباع کر رہی ہیں۔ پھر ان کے بعد سفید بھیڑیں اتباع کرنے لگیں ان میں ایک بھی کالی بھیڑ نہ تھی۔ تو حضرت ابوبکر نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اہل عرب آپ کی اتباع کریں گے۔ اس کے بعد عجمی آپ کی اتباع کریں گے ان میں ایک بھی عربی نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وقت سحر فرشتے نے مجھ سے یہی تعبیر بیان کی ہے۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کا ایک گروہ کسریٰ کے ان خزانوں پر قبضہ کرے گا جو قصر ابیض (سفید محل) میں ہیں۔ میں اور میرے والد محترم بھی اس لشکر میں شامل تھے جس نے کسریٰ کے محل کے خزانوں کو لوٹا تھا۔ ہمیں وہاں سے ایک ہزار درہم ملے۔ امام احمد، ابویعلی اور الطبرانی نے عفیف الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ گیا اور خرید و فروخت کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا میں اور حضرت عباس رضی اللہ عنا منیٰ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قریب کے خیمہ سے ایک شخص نکلا اس نے آسمان کی طرف دیکھا جب اس نے دیکھا کہ سورج مائل ہو گیا ہے تو اس نے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کی پھر ایک عورت بھی اسی خیمہ سے نکلی اس نے بھی اس شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا شروع کی پھر ایک بچہ خیمہ سے باہر آیا اس نے اس شخص کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کی، میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کیسا مذہب ہے؟

انہوں نے کہا یہ محمد (ﷺ) ان کی زوجہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کا چچازاد بھائی علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اپنے آپ کو اللہ کا نبی سمجھتے ہیں۔ ابھی تک ان کی بیوی اور ان کے چچازاد بھائی علی رضی اللہ عنہ نے ہی ان کی پیروی کی

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسیلمہ سے نبرد آزما ہوئے تو ہم حیرہ کی طرف بھی گئے۔ جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے ہم شہباء سے ملے۔ وہ اسی کیفیت پر تھی جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ وہ خچر پر سوار تھی اور اس نے سیاہ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ میں پکار اٹھا یہ وہی خاتون ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہبہ فرمایا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے گواہ طلب کیا۔ میں نے حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت محمد بن بشری الانصاری رضی اللہ عنہم کو بطور گواہ پیش کیا۔ انہوں نے شہباء کو میرے حوالے کر دیا۔

شہباء کا بھائی میرے پاس آیا وہ صلح کرنے کا خواہش مند تھا اس نے کہا شہباء کو میرے ہاتھوں فروخت کرو میں نے کہا میں اس کے بدلے دس سو درہم لوں گا اور اس رقم سے کچھ بھی کم نہیں کروں گا اس نے مجھے ایک ہزار درہم دیئے اور شہباء لے گیا لوگوں نے مجھ سے کہا اگر تو شہباء کی قیمت ایک لاکھ درہم بھی بتا دیتا پھر بھی اس کا بھائی وہ رقم تجھے دے دیتا میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ دس سو سے زیادہ بھی گنتی ہوتی ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے لیے حیرہ کے محلات کو عیاں کیا گیا وہ مجھے کتوں کے جبڑوں کی طرح دکھائی دیئے ہیں۔ عنقریب تم ان محلات کو فتح کر لو گے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا بنت نفیلہ میری ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بنت نفیلہ تیری ہوگی۔ جب حیرہ فتح ہوا تو صحابہ کرام نے بنت نفیلہ کو اسی شخص کے سپرد کر دیا۔ بنت نفیلہ کا باپ آیا اور اس شخص سے کہنے لگا۔ کیا تو اس کو میرے ہاتھوں فروخت کرے گا۔ اس آدمی نے کہا ہاں میں اسے فروخت کر دوں گا۔ اس کے باپ نے کہا تو اس کی کتنی قیمت لے گا۔ اس آدمی نے کہا میں اس کے ایک ہزار درہم وصول کروں گا۔ اس کے باپ نے کہا آج اگر تو تمیں ہزار درہم بھی مانگتا تو میں تجھے دے دیتا۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کیا ایک ہزار سے زیادہ بھی تعداد ہوتی ہے؟

ابونعیم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ مسلمانوں کے لئے تین شہر فتح ہوں گے ایک شہر وہاں ہے جہاں دو سمندر آپس میں ملتے ہیں۔ ایک شہر حیرہ میں واقع ہے جبکہ دوسرا شہر شام میں ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (فداہ روحی) ﷺ کی جان ہے تمہارے لیے فارس و روم کو مغلوب کر دیا جائے گا۔ تمہارے پاس کھانے کی کثرت ہو جائے گی۔ لیکن اس پر اللہ کا ذکر نہیں کیا جائے گا۔

ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب میری امت تکبر سے چلے گی اور فارس و روم کے بیٹے اس کے خادم ہوں گے تو اس کے نیکوکاروں پر فاسق و فاجر حکمران مقرر کر دیئے جائیں گے۔

حاکم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم ایسے حالات سے اس وقت تک

''وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے پہلے تھے اور مستحکم کر دے گا ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لئے اور وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت خوف کو امن سے''۔

مواہب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ عنقریب آپ ﷺ کی امت میں سے خلفاء، امام اور والی بنائے گا۔ ان سے شہروں کی اصلاح ہوگی لوگ ان کیلئے سر تسلیم خم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمایا۔ اللہ رب العزت نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے ہی مکہ معظمہ، خیبر، بحرین، جزیرۂ عرب اور سرزمین یمن کو فتح فرما دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہجر کے آتش پرستوں سے جزیہ وصول فرمایا، شام کے کچھ علاقوں سے بھی جزیہ وصول کیا۔ ہرقل روم، شہنشاہ مصر، بادشاہ سکندریہ اور ملک عمان نے بارگاہ رسالت میں تحائف بھیجے۔

پھر جب نبی محترم ﷺ نے وصال فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی بارگاہ سے خاص عزت و کرامات سے نوازا تو آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے کچھ اسلامی فوج کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فارس کی طرف روانہ فرمایا انہوں نے فارس کے کئی مقامات کو فتح کر لیا۔ ایک لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سرزمین شام کی طرف روانہ کیا گیا اور ایک لشکر حضرت عمرو بن العاص کی زیر کمان مصر کی جانب روانہ کیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بصریٰ اور دمشق جیسے شہروں پر غلبہ عطا فرمایا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وصال فرما گئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر یہ الہام کیا کہ حضرت عمر فاروق کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا جائے دیدۂ فلک نے انبیاء کے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں دکھا جو قوت، سیرت اور کمال عدل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہم سر ہو آپ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں شام کے تمام شہر فتح ہو گئے۔ مصر کے شہروں پر غلبہ ہوا فارس کی اکثر سلطنت مغلوب ہوئی۔ کسریٰ کی شہنشاہیت ختم ہوئی۔ اس کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا وہ سمٹ کر تھوڑے سے علاقے تک محدود ہو گیا۔ قیصر کی سلطنت بھی لخت لخت ہوئی۔ اس کے ہاتھ سے ملک شام نکل گیا وہ صرف قسطنطنیہ تک محدود ہو گیا۔ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو راہ مولا میں صرف کیا گیا جس طرح نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت مملکت اسلامیہ زمین کے مشارق و مغارب تک پھیل گئی مغرب کے کئی شہر مثلاً اندلس، قیروان اور بحر او قیانوس کے کئی علاقے مفتوح ہوئے۔ مشرق میں چین تک کے علاقے مغلوب ہوئے۔ کسریٰ ہلاک ہوا اس کی بادشاہی بالکل ختم ہو گئی۔ مدائن، خراسان اور اہواز کے شہر فتح ہوئے۔ مسلمانوں نے بہت سے عجمیوں کو تہ تیغ کیا اور مشرق و مغرب کے شہروں سے خراج حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچنے لگا۔

امت مسلمہ کی خلافت اور کثرت مال کی خبر

امام مسلم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک دنیا شیریں اور شاداب ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں خلافت عطا فرمائے گا۔ تاکہ وہ تمہارے اعمال اور کردار کی آزمائش

ہے وہ گمان کرتے ہیں کہ عنقریب قیصر وکسریٰ کے خزانوں کو ان کے لیے کھول دیا جائے گا۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے۔ انہوں نے وہ کنگن حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے۔ وہ کنگن ان کے کندھوں تک پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی یوں حمد بیان کی، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک کو پہنا دیئے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ کو وہ کنگن اس لیے پہنائے تھے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے سراقہ کی کلائیوں کی طرف دیکھا اور فرمایا مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ تو نے کسریٰ کے کنگن اور اس کا تاج پہنا ہوا ہے اور اس کا پٹکا باندھا ہوا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سراقہ بن مالک سے کہا اے سراقہ! اس وقت تیری شان کتنی نرالی ہوگی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے تو انہوں نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر کنگن پہنا دیئے اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ سے یہ کنگن چھین کر سراقہ کو پہنا دیئے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب قیصر ہلاک ہو جائیگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ تم قیصر وکسریٰ کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ عراق میں کوئی کسریٰ اور شام میں کوئی قیصر نہ رہے گا۔ جس طرح کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں وہاں کسریٰ اور قیصر موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان دو سلطنتوں کے خاتمہ کی ہمیں خبر دی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا کسریٰ کی شہنشاہیت کا مکمل خاتمہ ہوگیا اس کا تمام ملک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا۔ جس طرح اس نے حضور اکرم ﷺ کا گرامی نامہ پارہ پارہ کیا تھا۔ اسی طرح اس کا ملک بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ قیصر کو بھی شام میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں نے اس کے شہروں کو فتح کر لیا اس کی حکومت دور کے شہروں تک سمٹ کر رہ گئی۔ مسلمانوں نے اس کے شہروں کو فتح کر لیا اس کی حکومت دور کے شہروں تک سمٹ کر رہ گئی۔ مسلمانوں کو یہ تمام فتوحات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حاصل ہوئی تھیں۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان بھی اسی حدیث کی تائید کرتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ (النور: ۵۵)

محبت سے رہتے ہو۔ اس وقت تم ایک دوسرے سے غصے کا اظہار کرو گے۔ اور ایک دوسرے کی گردن کشی کرو گے۔

ابونعیم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم تنگ دستی سے خوف زدہ ہو اللہ تعالیٰ فارس وروم کو تمہارے لیے فتح فرمائے گا۔ بارش کی طرح دنیا تم پر انڈیلی جائے گی۔ میرے بعد اگر تم نے کجی اختیار کر لی تو اس کا سبب دنیا ہی ہوگی۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ اب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں اس قالین کو مجھ سے دور لے جاؤ تو وہ کہتی ہے کیا رسول مکرم ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے پاس قالین ہوں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے تنگدستی سے زیادہ خوفزدہ نہیں ہوں۔ مجھے خوف یہ ہے کہ میرے بعد دنیا تم پر اسی طرح فدا ہوگی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر تھی۔ تم بھی اسی طرح دنیا کے حصول میں مقابلہ کرو گے۔ جس طرح انہوں نے مقابلہ کیا تھا۔ یہ دنیا تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دے گی۔ جس طرح اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔

خلافت کے بعد ملوکیت کی خبر

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آ جاتا۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ ان خلفاء کی کثرت ہوگی۔ صحابہ کرام نے عرض کی ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان خلفاء کی یکے بعد دیگرے بیعت کرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ ان کی عوام کے متعلق ضرور پوچھے گا۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا'' یہ دین متین قائم رہے گا حتی کہ قریش میں سے بارہ خلفاء ظاہر ہوں گے۔ پھر قیامت تک کذاب ظاہر ہوتے رہیں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے امور کا اظہار ہوگا۔ جسے تم عجیب سمجھو گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم میں سے جو ایسا زمانہ پائے اسے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے حقوق ادا کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کیا کی دعا کرو۔

ابن ماجہ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اس سے ہمارے دل خوف زدہ ہوئے۔ ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کا یہ آخری خطبہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں کس چیز کی وصیت فرماتے ہیں۔ آپ

کرے۔ دنیا سے بچو اسی طرح عورتوں سے بھی کنارہ کش رہو۔ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں ہی ظہور پذیر ہوا تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں آیا۔ اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں قحط سالی نے ختم کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے بارے میں قحط سالی کے علاوہ ایک اور چیز سے خوفزدہ ہوں وہ یہ کہ دنیا تمہارے پاس ہاتھ باندھ کر حاضر ہوگی۔

ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری مدد کی جائے گی، تمہارے پاس دنیا لونڈی بن کر آئے گی اور تمہارے لیے کئی ممالک مغلوب کر دیئے جائیں گے۔ جو آدمی یہ زمانہ پائے اس کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔

امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا۔ میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا جہاں تک میں نے زمین کو دیکھا ہے وہاں تک میری امت کی سلطنت ہوگی، مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے التجا کی کہ وہ عام قحط سالی سے میری امت کو ہلاک نہ کرے اور نہ ہی ان پر کسی ایسے دشمن کو مسلط کرے (سوائے اس کے کہ وہ خود ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں) جو ان کو نیست و نابود کر دے۔ میرے مولا نے مجھے فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو پھر اسے لوٹایا نہیں جا سکتا۔ میں آپ کی امت کے متعلق آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہ کروں گا۔ نہ ان پر ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان کی نسل کو مٹا دے۔ اگر روئے زمین کے تمام لوگ بھی اکٹھے ہو جائیں پھر بھی انہیں مٹا نہ سکیں گے۔ بلکہ وہ خود ہی ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے۔

ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں کھانے کی دعوت دی گئی۔ جب انہوں نے اس گھر کو مزین دیکھا تو باہر بیٹھ کر رونے لگے جب ان سے اس گریہ زاری کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا '' دنیا تمہارے پاس آئے گی لیکن آج تم اس وقت سے بہتر ہو صبح کے وقت تم اور کھانا کھاؤ گے شام کے وقت تمہیں اور کھانا پیش کیا جائے گا۔ ایک شخص صبح کے وقت اور لباس پہنے گا شام کے وقت اس نے دوسرا لباس زیب تن کیا ہوگا۔ تم اپنے گھروں میں اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح بیت اللہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گریہ بار کیوں نہ ہوں۔ جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اپنے گھروں میں اسی طرح پردے لٹکا لیے ہیں۔ جس طرح بیت اللہ میں پردے لٹکائے جاتے ہیں۔

حاکم، امام بیہقی اور امام احمد نے حضرت طلحہ نصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسا وقت بھی آئے گا۔ جب صبح کے وقت تمہیں اور کھانا اور شام کے وقت دوسرا کھانا پیش کیا جائے گا۔ تم کعبہ معظمہ کے پردوں کی طرح پردے لٹکا لو گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم آج بہتر حالت پر ہیں یا اس دن ہماری کیفیت زیادہ بہتر ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج تمہاری حالت بہتر ہے۔ آج تم باہم پیا

ﷺ فرمارہے تھے۔ کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے لوگ مسند خلافت پر بیٹھیں گے جو نماز کو ضائع کریں گے۔ خواہشات کی پیروی کریں گے وہ جلدی ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر ایسے لوگ خلافت کی مسند پر بیٹھیں گے جو قرآن پاک کی تلاوت کریں گے۔ لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔

امام احمد اور بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ساٹھ سال کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو۔ دنیا ختم نہیں ہوگی حتی کہ ایسے ایسے لوگ حکمران بنیں گے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بازار مدینہ میں چلتے پھرتے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔'' اے میرے مولا! مجھے ساٹھواں سال دیکھنا نصیب نہ فرما، اے لوگو! معاویہ رضی اللہ عنہ کے وجود کو غنیمت سمجھو۔ اے میرے مالک! مجھے لڑکوں کی امارت دیکھنے کی مہلت عطا نہ فرمانا''۔

ابن ابی شیبہ ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ شخص جو سب سے پہلے میری سنت کو تبدیل کرے گا۔ وہ بنو امیہ میں سے ہوگا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں مذکور شخص سے مراد یزید جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے۔

ابونعیم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس فتنے تاریک رات کی طرح آئیں گے۔ ایک فتنہ کے ختم ہوتے ہی دوسرا فتنہ پیدا ہو جائیگا۔ خورشید نبوت ماند پڑ جائے گا۔ ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔ اے معاذ ذرا ٹھہرو اور گنو! جب میں نے پانچ تک تعداد گنی تو آپ ﷺ نے فرمایا'' یزید'' اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نازل نہ فرمائے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے میں نے ان کی شہادت گاہ کی مٹی کو دیکھا ہے مجھے ان کے قاتل سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔ جب میں شمار کرتے کرتے دس تک پہنچا تو آپ ﷺ فرمایا'' ولید'' یہ فرعون کا نام ہے۔ یہ اسلامی شریعت کی بنیادیں منہدم کرے گا۔ اس کے گھرانے کا ایک شخص ہی اسے قتل کرے گا۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اہل عرب پر افسوس ہے۔ ۶۰ ہجری کا سال قریب آ گیا ہے۔ اس وقت امانت مال غنیمت بن جائے گی، صدقہ تاوان ہو جائے گا، گواہی پہچان اور عرفان کی وجہ سے دی جائے گی اور فیصلہ خواہشات نفسانی کے مطابق دیا جائے گا۔

امام بیہقی نے ابن موہب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس مروان آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین! میری ضرورت پوری کریں مجھ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ میرے دس بیٹے، دس بھتیجے اور دس بھائی ہیں۔ جب مروان وہاں سے رخصت ہو گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے، اچھی بات کو سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی ہو، عنقریب تم میں بہت زیادہ اختلاف رونما ہوں گے۔ نئی نئی باتیں (امور) بنانے سے بچو، بلاشبہ یہ گمراہی اور ضلالت ہیں۔ تم میں سے جو ایسا شر انگیز زمانہ پائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبوت کے بعد خلافت اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے اور صدقہ کا نظام ٹیکس کے نظام سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا نبوت کی خلافت تیس سال ہوگی، پھر ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوا دو سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ساڑھے دس سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تقریباً بارہ سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت پونے پانچ سال اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا دور خلافت چھ ماہ ہے۔ یہ کل عرصہ تیس سال بنتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت کی خلافت تیس سال ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا ملوکیت عطا فرما دے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ملوکیت پر بھی راضی ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب تک اللہ چاہے گا تم نبوت میں رہو گے پھر جب اللہ چاہے گا وہ نبوت کو اٹھا لے گا وہ خلافت بھی اٹھا لے گا پھر ظلم و جبر کا دور دورہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس دور کا بھی خاتمہ فرما دے گا۔ پھر اس کے بعد نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہیں یہ حدیث سنائی گئی اور ان سے کہا گیا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ جبر و تشدد کے بعد دوبارہ خلافت قائم ہوگئی ہے۔ یہ سن کر انہوں نے مسرت کا اظہار کیا۔

نبی محترم ﷺ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بعد کے حالات کی خبر دینا

ابن منیع، ابویعلی، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ امر عدل و انصاف پر مبنی رہے گا۔ حتی کہ بنوامیہ کا ایک شخص اس میں بگاڑ پیدا کرے گا۔ اس کا نام یزید ہوگا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم پسند کرو تو میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ بنی فلاں بنی فلاں ہوگا۔

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا آپ

زیادہ فتنہ باز ثابت ہوگا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ولید بن عبدالملک حضور اکرم ﷺ کی اس پیش گوئی کا مصداق ہے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ پیش گوئی ولید بن یزید کے متعلق ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل اور حسن ہے حاکم نے اسی حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث متصل بھی ہے اور صحیح بھی۔

امام احمد نے اسی حدیث کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا میرے بعد عنقریب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے جو سنت مصطفویہ کے اجالے کو ختم کردیں گے، وہ بدعت پیدا کریں گے اور نمازوں کو تاخیر سے ادا کریں گے۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ سلطان دو عالم ﷺ نے فرمایا عنقریب تم ایسی قوم سے ملو گے۔ جو نماز کو مقررہ وقت پر ادا نہیں کرے گی اگر تم ایسی قوم سے ملو تو نماز کو وقت مقررہ پر اپنے گھر میں ادا کر لینا۔ ان کے ساتھ نفلی نماز ادا کرنا۔

ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے امیر ہوں گے جنہیں مختلف اشیاء دنیا میں مصروف کردیں گی وہ نماز کو وقت مقررہ سے موخر کر کے ادا کریں گے۔ جب تم ایسے امیروں سے ملو تو پھر ان کے ساتھ نفلی نماز ادا کرنا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ بنو امیہ کے امراء کی یہی عادت تھی وہ اپنی اس خصلت کی وجہ سے مشہور تھے۔ لیکن جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے تمام نمازوں کو بروقت ادا کیا۔

بنو عباس کے حالات کی خبریں

بزار وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس! تم میں نبوت اور سلطنت کا امتزاج ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نبی مکرم ﷺ کے پاس سے گذری آپ ﷺ نے فرمایا تیرے بطن اطہر میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ اس جہان رنگ و بو میں آجائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میں نے اس بچے کو جنم دیا تو میں اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان دی بائیں کان میں اقامت کہی، اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''ابو الخلفاء'' کو لے جاؤ میں نے یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سنایا انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس واقعہ کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ یہ بچہ ابوالخلفاء'' خلفا کا باپ'' ہے حتی کہ اس کی نسل سے سفاح پیدا ہوگا۔ اسی کی نسل سے مہدی پیدا ہوگا۔

عنہما سے کہا اے ابن عباس! کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا۔ جب بنو حکم کی تعداد تیس ہو جائے گی۔ تو اس وقت وہ اللہ کے مال (غنیمت) کو ذاتی دولت سمجھیں گے اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام تصور کریں گے اور اللہ کی کتاب (قرآن پاک) کو مصیبت گمان کریں گے۔ جب ان کی تعداد ۴۹۹ ہو جائے تو ان کی تباہی کھجور کو چبانے سے پہلے ہو جائے گی۔ یہ گفتگو سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اللہ کی قسم! حضور اکرم ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا۔

مروان نے عبدالمالک کو کسی ضرورت کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ مروان کے اپنے کام کے متعلق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی جب عبدالمالک وہاں سے آ گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا اے ابن عباس! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضور نبی محترم ﷺ نے اس شخص کا ذکر کر کے فرمایا تھا۔ یہ چار جابر بیٹوں کا باپ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔

ابویعلیٰ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عمر بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے حکم بن ابی العاص نے درگاہ مصطفویہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دے دو وہ سانپ کا بیٹا سانپ ہے۔ اس پر اور اس کی اولاد پر اللہ کی لعنت ہو مگر مومنین اولاد اس لعنت سے بری ہیں۔ لیکن اس کی اولاد میں سے مومن کم ہی ہوں گے۔ دنیا میں انہیں عز و شرف نصیب ہوگا۔ لیکن آخرت میں وہ ذلیل ہوں گے۔ مکر و فریب اور دھوکا دہی ان کی فطرت ہوگی۔ دنیا میں انہیں بہت کچھ عطا کیا جائے گا۔ لیکن آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔

فاکہی نے امام زہری اور عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حاکم کے متعلق فرمایا، میں اس کے بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے منبر پر چڑھ اور اتر رہے ہیں۔ فاکہی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حکم بن ابی العاص کے متعلق فرمایا جب اس کی اولاد کی تعداد تیس یا چالیس ہو جائے گی تو وہ امر (دین) کو تباہ کریں گے۔

ابن نجیب نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حکم بن ابی العاص وہاں سے گذرا نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس کی پشت میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے میری امت ہلاک ہوگی۔

بن ابی اسامہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بنو امیہ کے جابر حکمرانوں میں سے ایک ظالم حکمران میرے منبر پر نکسیر پھینکے گا۔ عمرو بن سعید بن العاص نے منبر رسول پر نکسیر پھینکی حتی کہ منبر کی سیڑھیوں پر خون بہنے لگا۔

اما[illegible]قی اور ابونعیم نے حضرت سعید ابن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے [illegible] بھائی کے گھر بچہ پیدا ہوا انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنے فرعونوں کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھ رہے ہو میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا اس کا نام ولید ہوگا۔ وہ میری امت کے لیے فرعون سے بھی

ﷺ نے مجھے وہ مٹی بھی دکھائی تھی جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت سے سرخرو ہونا ہے۔

حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا، میرے بعد میرے اہل بیت قتل و غارت اور جلاوطنی جیسے مصائب سے دوچار ہوں گے۔

غیب کی بعض خبریں جن کا ذکر پہلے نہیں ہوا

امام بیہقی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ جب نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عقد مبارک فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں چند اوقیہ مشک اور ایک حلہ نجاشی کے پاس بھیج رہا ہوں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ان اشیاء کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ اس دار فانی سے رخصت ہو جائے گا۔ اور میں یہ بھی مشاہدہ کر رہا ہوں کہ میرے یہ تحائف واپس آجائیں گے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان ''وَلَا اَرَاهُ اَوْ قَدْ مَاتَ'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نجاشی اس تحفہ کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے گا۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان نجاشی کی موت سے پہلے کا ہے۔ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو نبی محترم ﷺ نے اسی روز اس کے انتقال کی خبر دی اور اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہم کو اسی روز نجاشی کے انتقال کی خبر دی تھی جس روز وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفیں باندھ لیں اور حضور نبی مکرم ﷺ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔

امام بیہقی نے ولید بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات عالم ﷺ نے مکہ معظمہ فتح فرمایا تو اس روز اہل مکہ اپنے بچوں کو لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ ان کے سروں پر اپنا دست اقدس پھیرتے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔ میری والدہ بھی مجھے لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی میں نے اس وقت خلوق کی خوشبو لگا رکھی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے نہ تو میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور نہ ہی مجھے مس کیا۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم ﷺ کو ولید کے مستقبل کے متعلق آگاہ فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے وہ نبی مکرم ﷺ کی برکت سے محروم رہا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کی شراب نوشی اور نماز کی تاخیر مشہور تھی۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے۔

خطیب نے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے ایک رئیس سے کہا کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے رسول مکرم ﷺ کا فرمان بھول گیا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اس وقت تیری کیا کیفیت ہوگی جب تیرا اونٹ شام کا قصد کرے گا۔ پھر روز بروز فتوحات کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔

ابن عدی ، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی مکرم ﷺ کے پاس سے گذرا ، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت جبرائیل امین تھے۔ میں نے گمان کیا کہ شاید وہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس وقت میں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ حضرت جبرائیل نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی ، انہوں نے تو سفید لباس زیب تن کر رکھا ہے لیکن ان کی اولا د سیاہ لباس پہنے گی۔ جب میں واپس آیا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کے پاس حضرت دحیہ الکلبی بیٹھے ہوئے تھے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمام واقعہ بیان کیا۔ جس میں ان کی بصارت کے ختم ہو جانے اور وصال کے وقت دوبارہ بصارت کے مل جانے کا بھی تذکرہ ہے۔ یہ روایت پہلے گذر چکی ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا ، خراسان سے کالے جھنڈے ظاہر ہوں گے۔ انہیں دنیا کی کوئی چیز نہیں روک سکے گی۔ حتی کہ وہ ایلیاء کے مقام پر نصب ہوں گے۔

حاکم اور ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ میرے بعد میرے اہل بیت مصائب اور تکالیف کا سامنا کریں گے۔ حتی کہ اس طرف سے ایک قوم کا ظہور ہوگا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا ان کے جھنڈوں کا رنگ سیاہ ہوگا۔ وہ اپنا حق مانگیں گے لیکن انہیں ان کا حق نہیں دیا جائے گا۔ پھر وہ جنگ کریں گے اور غالب آجائیں گے۔ حتی کہ انہیں ان کا حق مل جائے گا۔ پھر وہ ایک ایسے شخص کو اپنا امیر منتخب کریں گے جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب زمانہ ختم ہونے لگے گا اور فتنوں کا ظہور ہوگا۔ تو اس وقت میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوگا۔ اس کا نام سفاح ہوگا۔ وہ مال وثروت کو بے دریغ خرچ کرے گا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہم میں سفاح ، مہدی اور منصور ہوں گے۔ امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

زبیر بن بکار نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب ابن ملجم ان پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے وصیت کی انہوں نے اپنی وصیت میں کہا مجھے حضور ﷺ نے ان اختلافات کے متعلق بتا دیا تھا۔ جو آپ ﷺ کے بعد رونما ہونے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے ناکثین (وعدہ توڑنے والوں) مارقین (دین سے نکل جانے والوں) اور قاسطین (ظلم کرنے والوں) کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے میری شہادت کی بھی خبر دی تھی اور مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان کا بیٹا یزید امیر بن جائے گا۔ پھر یہ حکمرانی بنو مروان کے پاس چلی جائے گی۔ بلاشبہ یہ امر (خلافت) بنو امیہ کے پاس جانے والا ہے پھر یہ اقتدار بنو عباس میں منتقل ہو جائے گا۔ آپ

ربیعہ تھا۔ وہ اپنی قوم کو جنگ کرنے سے روک رہا تھا اور واپس جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا ہے اے میری قوم! آج کی رسوائی اور ندامت میرے سر پر باندھ دو اور کہو کہ عتبہ بزدل ہے۔ لیکن ابوجہل واپس جانے سے مسلسل انکار کر رہا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ''اگر وہ عتبہ کی بات مان لیں گے تو کامیاب ہو جائیں گے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے امام زہری اور عروہ بن زبیر کی اسناد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ کلابیوں کی دیت کے متعلق ان سے گفتگو کریں۔ بنونضیر نے کہا اے ابوالقاسم! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ تشریف رکھیں اور کھانا تناول فرمائیں اس کے بعد بات چیت کریں گے۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ایک دیوار کے سایہ کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ یہ انتظار فرما رہے تھے کہ شاید صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔ جب یہودی اپنے شیطانوں کے پاس گئے تو انہوں نے نبی محترم ﷺ کو شہید کرنے کا مشورہ دیا انہوں نے کہا تمہیں آپ ﷺ کو شہید کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ ایک یہودی نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں اس گھر کی چھت کے اوپر چڑھ جاتا ہوں جس کے سایہ دیوار کے نیچے حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ پر ایک پتھر پھینک کر آپ ﷺ کو خاکم بدہن) کو شہید کر دیتا ہوں۔ (نعوذ باللہ منہ) اللہ تعالیٰ نے نبی محتشم ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ و یہودی مشاورت سے آگاہ فرمایا اسی وقت حضور نبی محتشم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام وہاں سے واپس تشریف لے آئے قرآن پاک کی درج ذیل آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ (المائدہ:۱۱)

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے''۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی خیانت سے آگاہ فرمایا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ان شہروں کو چھوڑ کر جہاں چاہیں چلے جائیں۔ جب منافقین کو نبی اکرم ﷺ کے اس ارادہ کا علم ہوا تو انہوں نے یہودیوں کی طرف پیغام بھیجا انہوں نے کہا ہم زندگی اور موت میں تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تم نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم اپنے گھروں سے نکلو گے تو ہم تم سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ جب یہودیوں نے منافقین کے ساتھ پختہ معاہدہ کر لیا اور شیطان نے ان کو غلبہ اور تسلط کی جھوٹی امید دلائی تو ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔ انہوں نے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا اللہ کی قسم! ہم اپنے شہروں سے نہیں نکلیں گے اگر تم نے ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ نبی مکرم ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا ان کے گھروں کو گرا دیا ان کے باغات کو کاٹ کر نذر آتش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کے ہاتھوں کو روکے رکھا منافقین یہودیوں کی کوئی مدد نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جب یہودی منافقین کی مدد سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم

سیف نے ''کتاب الردہ'' میں ضحاک بن فیروز سے روایت کیا ہے۔ وہ جشیش الدیلمی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وبرہ بن یحیس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس نبی مکرم ﷺ کا خط مبارک لے کر آئے اس مکتوب میں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دین کو قائم کرنے، جہاد کرنے اور اسود کذاب کے خلاف معرکہ آزما ہونے کا حکم دیا تھا۔ ہم نے اسود کے ساتھ جہاد کیا، میں نے اسود کو قتل کر کے اس کا سر اس کے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا۔ ہم نے نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا جس میں ہم نے اپنے تمام حالات اور اسود کے قتل کے متعلق لکھا۔ اسی رات آپ ﷺ کو اسود کے قتل کی خبر آسمان سے پہنچ گئی اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس کے متعلق بتایا۔ ہمارے قاصد آپ ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ پہنچے اور انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہی ہمیں اس خط کا جواب لکھا۔

دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس رات اسود قتل ہوا تھا اسی رات آپ ﷺ کو آسمانوں سے یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ اسود جہنم واصل ہو گیا ہے۔

حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج رات اسود العنسی قتل ہو گیا ہے۔ مبارک گھرانے کے مبارک شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ مبارک شخص کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کے قاتل کا نام فیروز ہے۔ فیروز کامیاب و کامران ہو گیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خواجہ بدر و حنین ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مسیلمہ کذاب کو ہلاک کر دے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے قتل کر دے گا۔ مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخر میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اوائل میں ایک لشکر مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ فرمایا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جہاد کیا۔ بالآخر مسیلمہ کو اس وحشی نے واصل جہنم کر دیا جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس وحشی کی معاونت میں دیگر افراد بھی شامل تھے۔

امام شافعی نے ''الام'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذو الحلیفہ کو اور مصر اور شام کے ساکنین کے لیے ''جحفہ'' کو میقات مقرر فرمایا تھا۔ حالانکہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد یہ شہر فتح ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ بدر کے دن ہم مشرکین مکہ کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے صف آرا ہوئے تو ایک شخص کفار کی فوج میں گھوم رہا تھا۔ وہ سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا سرخ اونٹ پر سوار کون ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر اس مشرک قوم میں کوئی بھلائی کا حکم دے سکتا ہے تو پھر وہ یہی آدمی ہے جو سرخ اونٹ پر سوار ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس سوار کے پاس آئے آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ عتبہ بن

اپنے ہتھیار باندھ لیجئے اور ان کا محاصرہ کیجئے۔ اللہ کی قسم! میں ان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ جس طرح انڈا چٹان پر مار کر ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے۔ سپہ سالار اعظم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ دوبارہ وہاں تشریف لے گئے اور بنو نضیر کو مغلوب کر لیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک غزوہ میں نبی اکرم ﷺ کفار کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ سارا دن دونوں لشکر لڑتے رہے۔ شام کے وقت انہوں نے اپنی چھاؤنیوں کا رخ کیا۔ مسلمانوں میں ایسا شخص تھا جو بڑی جرأت اور بہادری سے جنگ لڑ رہا تھا اس کی شمشیر زنی قابل دید تھی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج فلاں شخص کو جتنا اجر ملے گا اتنا اجر اور کوئی شخص نہیں حاصل کر سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تو جہنمی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو عجیب گمان کیا انہوں نے کہا اگر وہ جہنمی ہے تو پھر ہم میں سے جنتی کون ہو سکتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں ہمیشہ اس شخص کے تعاقب میں رہوں گا۔ اب وہ شخص اس آدمی کے پیچھے پیچھے تھا اگر وہ جلدی کرتا تو یہ جلدی کرتا اگر وہ سست رفتار ہو جاتا تو یہ بھی سست رفتار ہو جاتا۔ حتی کہ اس شخص کو زخم آ گیا۔ اس کا زخم شدت اختیار کرتا گیا۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہ جلدی مرنے کا خواہش مند تھا۔ اس نے اپنی تلوار کو زمین پر کھڑا کیا اور اپنا سینہ اس کی نوک پر رکھ کر اوپر سے دباؤ ڈالا۔ اس طرح اس نے خودکشی کر لی۔ تعاقب کرنے والا شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ آپ ﷺ نے فرمایا تیری اس گواہی اور شہادت کا سبب کیا ہے۔ پھر اس شخص نے مذکورہ بالا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کے متعلق کہا کہ وہ جہنمی ہے۔ حالانکہ وہ شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ جب حق و باطل کا معرکہ برپا ہوا تو اس شخص نے خوب جنگ کی حتی کہ وہ شدید زخمی ہو گیا۔ لیکن پھر بھی وہ ثابت قدم رہا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم جس شخص کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ جہنمی ہے اس نے جہاد کرنے میں کمال کیا ہے۔ وہ شدید زخمی بھی ہے کیا اب بھی وہ دوزخ میں جائے گا۔ بعض لوگ اس کے متعلق اسی طرح متجسس رہے۔ بالآخر اس شخص نے اپنی ہی تلوار سے خودکشی کر لی اور جہنم کا ایندھن بن گیا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر صحابہ کرام نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص غزوۂ خیبر کے دن انتقال کر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ ادا کرو۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر بعض لوگوں کے چہرے متغیر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس ساتھی نے راہ خدا میں خیانت کی ہے۔ جب ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو وہاں سے ہمیں ایک ہار ملا۔ اس ہار کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔

ﷺ سے پہلی شرائط پر صلح کرنے کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے جلاوطنی کا فیصلہ فرمایا اور انہیں اجازت دی کہ وہ ہتھیاروں کے علاوہ اپنا تمام سامان اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہودی ایک بہت بڑی چکی کا پاٹ لے کر آئے تاکہ وہ اسے حضور ﷺ پر گرا دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے سے روکے رکھا حتی کہ جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور یہودیوں کی اس خفیہ تدبیر سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔

امام واقدی نے ابراہیم بن جعفر اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جب بنونضیر کو مدینہ طیبہ سے جلاوطن کر دیا گیا تو عمرو بن سعدی وہاں آیا اس نے بنونضیر کے گھروں کا چکر لگایا ان کے کھنڈرات کو دیکھا۔ پھر وہ بنوقریظہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آج میں نے عبرت انگیز منظر دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے بھائیوں کو شان و شوکت کے بعد جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ انہیں عزت و شرف اور قدر و منزلت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے مال و دولت کو چھوڑ دیا ہے اور ذلیل ہو گئے ہیں مجھے تورات کی قسم! اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو بلاوجہ ان پر مسلط نہیں کیا تم سب میری پیروی کرو آؤ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ ہمیں ان کے متعلق بشارت دی گئی ہے۔ ابن الہیبتان ابوعمر و اور ابن حواش نے ہمیں آپ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا تھا۔ وہ یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے انہوں نے بیت المقدس کو اسی لیے چھوڑا تھا اور ہم کو نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا تھا۔ اور انہوں نے ہمیں یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم ان کا سلام حضور ﷺ تک پہنچائیں۔ پھر وہ دونوں مر گئے۔ ہم نے انہیں حیرہ (سنگلاخ پہاڑ) میں دفن کر دیا تھا۔

زبیر بن بطہ نے کہا میں نے آپ ﷺ کی صفات اس تورات میں پڑھی تھیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ لیکن اب جو نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں آپ ﷺ کا تذکرہ نہیں ہے۔ کعب بن اسد نے زبیر سے کہا پھر تو نبی اکرم ﷺ کی اتباع کیوں نہیں کرتا زبیر نے کہا میری آپ ﷺ کی اتباع نہ کرنے کا سب سے بڑا سبب تو ہے۔ کعب نے کہا میں محمد مصطفیٰ ﷺ اور تیرے مابین کبھی رکاوٹ نہیں بنا پھر میں تیرے اسلام قبول نہ کرنے کا سبب کیسے ہو سکتا ہوں۔ زبیر نے کہا تو ہمارا راہبر و راہنما ہے اگر تو نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی تو پھر ہم بھی آپ ﷺ کی اتباع کریں گے اور اگر تو نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ہم بھی انکار کر دیں گے۔ اس کے بعد عمرو بن سعدی کعب کے پاس آیا۔ دونوں میں خوب بحث و تکرار رہا آخر میں کعب نے کہا میرا دل نہیں مانتا کہ میں محمد (عربی ﷺ) کی اتباع کروں۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے بنونضیر کا محاصرہ کیا اور یہ محاصرہ طوالت اختیار کر گیا۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے۔ اس وقت سرور دو عالم ﷺ اپنے سر مبارک کو دھو رہے تھے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب کو بلند فرمائے۔ آپ نے محاصرہ اٹھانے میں جلدی کی ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے تو ابھی تک اپنے ہتھیار نہیں اتارے۔ آپ

مولا! ان پر دبیلہ نازل فرما ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ دبیلہ کیا چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' یہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو ان میں سے ہر ایک کے دل کی رگ پر گرے گا اور انہیں تباہ کر دیگا''۔

امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے ساتھیوں میں بارہ منافق ہیں۔ جو جنت میں نہیں جا سکتے حتی کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو دبیلہ ہی کافی ہے۔ دبیلہ آگ کا ایک انگارہ ہے جو ان کے کندھوں کے درمیان سے ظاہر ہو کر ان کے سینوں میں داخل ہو جائے گا۔

امام بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! تم میں منافقین موجود ہیں جس شخص کا میں نام لوں وہ کھڑا ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تو کھڑا ہو جا۔ اے فلاں تو بھی کھڑا ہو جا، اے فلاں تو بھی کھڑا ہو جا، اس طرح آپ ﷺ نے چھتیس آدمیوں کے نام گنے۔

ابن سعد نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک دفعہ منافقین ایک جگہ جمع ہوئے اور باہم مشاورت کی شہنشاہ عرب وعجم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کچھ لوگ فلاں جگہ جمع ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ یہ گفتگو کی ہے۔ اے فلاں جگہ اکٹھے ہونے والے لوگو! اٹھو اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرو میں بھی تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا لیکن کوئی منافق بھی کھڑا نہ ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ ورنہ میں تمہیں تمہارے ناموں سے پکارنے لگا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تو کھڑا ہو جا، اے فلاں! تو بھی کھڑا ہو جا، تمام منافقین ذلیل ہو کر سر جھکائے کھڑے ہو گئے۔

امام احمد، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ حجر کے سایہ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ کچھ مسلمان بھی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ جب سایہ سمٹ جانے کے قریب تھا۔ تو حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب ایک ایسا شخص تمہارے پاس آئے گا۔ جو تمہیں شیطانی نگاہ سے دیکھے گا۔ لیکن تم اس سے کوئی کلام نہ کرنا کچھ دیر بعد وہاں نیلی آنکھوں والا شخص آیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو، فلاں اور فلاں مجھے برے الفاظ سے کیوں یاد کرتے ہو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا انہوں نے قسمیں اٹھائیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ (المجادلہ: ۱۸)

''جس روز اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اٹھائے گا تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں''۔

خطیب نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیس بن مطاطہ ایک ایسی محفل میں آیا جہاں حضرت

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ طائف کی طرف گئے تو راستہ میں ہم ایک قبر کے پاس سے گذرے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابورغال کی قبر ہے۔یہی ابو ثقیف ہے۔اس کا تعلق قوم ثمود سے تھا۔جب تک وہ حرم شریف میں رہا عذاب الٰہی سے بچارہا۔لیکن جونہی وہ حرم سے باہر آیا تو وہ بھی اسی عذاب میں گرفتار ہوگیا۔جو عذاب اس کی قوم کو ملا تھا۔جب وہ مرگیا تو اسے اس جگہ دفن کردیا گیا۔میری صداقت کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کا ایک ٹکڑا دفن کیا گیا تھا۔اگر تم اس کی قبر کھودو گے۔تو تمہیں وہاں سونے کا ٹکڑا مل جائے گا۔لوگوں نے جلدی جلدی اس کی قبر کو کھودنا شروع کیا۔کچھ دیر بعد انہیں وہاں سے سونے کا ٹکڑا مل گیا۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سفر تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔جب آپ ﷺ ایک مقام پر پہنچے تو کچھ منافقین نے آپ ﷺ کے خلاف خفیہ تدبیر کی۔انہوں نے باہم مشاورت کی کہ حضور ﷺ کو اس گھاٹی سے نیچے گرادیا جائے۔اپنے مکروہ مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنی تیاری مکمل کرلی۔جب وہ گھاٹی تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ کو حکم دیا کہ ان منافقین کے منہ پھیر دو۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال کے ساتھ ان کی سواریوں کو روک دیا۔تمام منافقین نے نقاب پہن رکھے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔جب انہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس منصوبہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر دیا ہے۔تو انہوں نے جلدی کی اور لوگوں میں مل گئے۔جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ حملہ آور کون لوگ تھے اور ان کا مقصد کیا تھا۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''نہیں'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ میرے ساتھ ساتھ چلیں۔جب ہم گھاٹی پر پہنچیں تو وہ مجھے گھاٹی سے نیچے گرادیں۔

امام بیہقی نے یہی روایت ابن اسحاق سے نقل کی ہے اس میں ہے کہ نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان منافقین اور ان کے باپوں کے نام بتا دیئے ہیں۔میں عنقریب تمہیں ان کے متعلق بتاؤں گا۔پھر نبی مکرم ﷺ نے بارہ منافقین کے نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتا دیئے۔

امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑا ہوا تھا۔اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیچھے سے اسے ہانک رہے تھے۔جب ہم ایک بلند گھاٹی پر پہنچے تو میں نے بارہ سواروں کو دیکھا۔وہ ہمارا راستہ روک کر کھڑے تھے۔میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے متعلق بتایا۔جب آپ ﷺ نے انہیں جھڑکا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا! کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو ہم نے کہا نہیں وہ نقاب پوش تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ قیامت تک کے لیے منافق ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان کا ارادہ کیا تھا۔ہم نے عرض کی نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اچانک رسول کریم ﷺ پر حملہ آور ہو کر انہیں گھاٹی میں گرادیں۔پھر آپ ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی

آج رات جوشخص بھی اس ثنیۃ (گھاٹی) سے نیچے اتر جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دے گا۔ جب ہم اس گھاٹی سے نیچے اتر آئے تو میں نے عرض کی اے رسول الثقلین! صلی اللہ علیک وسلم ممکن ہے کہ قریش ہماری آگ کو دیکھ لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ جب صبح ہوئی تو نبی محترم ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ آج سارے کارواں کی بخشش ہوگئی ہے۔ لیکن ایک پست قد ایسا ہے جس کی مغفرت نہیں ہوئی۔ تمام اہل قافلہ نے ایک دوسرے کو غور سے دیکھا لیکن انہیں کوئی پست قد شخص نظر نہ آیا۔ ہم اس شخص کو تلاش کرنے نکل گئے کچھ دیر بعد ہم نے ایک پست قد اعرابی کو دیکھ لیا۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے۔ وہ حضرت عمر بن عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم "ذات الحنظل" تک پہنچ گئے۔ اس گھاٹی کی تنگی کی وجہ سے میں پریشان تھا۔ پہلے یہ تسمے کی طرح تھی۔ پھر اس میں وسعت آگئی اور اس میں راستے محسوس ہونے لگے لوگ اس گھاٹی کی وسعت کی وجہ سے پرسکون انداز سے چل رہے تھے۔ وہ رات خوب روشن تھی۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ماہتاب کامل ضیاء بار ہے۔ جب صبح ہوئی تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج رات تمام کارواں کو بخش دیا ہے۔ لیکن ایک پست قد آدمی جو سرخ اونٹ پر سوار ہے اس کی مغفرت نہیں ہوئی تمام لوگ ایک دوسرے کو بڑے غور سے دیکھنے لگے۔ لیکن انہیں کوئی پست قد شخص نظر نہ آیا۔ جب لوگوں نے اپنی قیام گاہ کے اردگرد جستجو کی تو انہیں بنوضمرہ کا ایک شخص ملا وہ "سیف البحر" کا رہنے والا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا بارگاہ رسالت میں جا، تاکہ رسول اکرم ﷺ تیرے لیے بخشش کی دعا کریں۔ اس تیرہ بخت آدمی کا اونٹ گم ہو چکا تھا وہ اپنے اونٹ کی جستجو میں تھا۔ بعد میں ایک پہاڑ سے اس کا پاؤں پھسلا۔ جس کی وجہ سے وہ وہاں گر پڑا اور ہلاک ہوگیا۔ اس کے متعلق کوئی نہ جان سکا حتی کہ درندے اس کو کھا گئے۔

امام بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن حضور ﷺ نے ہم کو فرمایا آج کے بعد مشرکین تم پر لشکرکشی نہیں کرسکیں گے۔ اس کے بعد قریش کبھی بھی مسلمانوں پر لشکرکشی نہ کرسکے۔

امام بخاری نے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضور ﷺ نے فرمایا، آج کے بعد ہم ان (کفار) کی طرف لشکرکشی کریں گے۔ وہ ہم پر لشکرکشی نہیں کرسکیں گے۔ بعد میں حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق مسلمانوں نے ہی لشکرکشی کی۔

امام بیہقی نے حضرت عامر بن عقبہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب کے چند آدمی مدینہ طیبہ آئے ان کے پاس کچھ کتابیں تھیں۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کی خواہش کی۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور ان لوگوں کے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا اور ان لوگوں کا کیا تعلق ہے۔ وہ لوگ مجھ سے ان چیزوں کے متعلق پوچھتے ہیں جنہیں میں نہیں جانتا، میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور وہی جانتا ہوں جو کچھ مجھے اللہ نے سکھایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نفل ادا فرمائے۔ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر خوشی و

سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔قیس نے کہا یہ اوس اور خزرج تو اس شخص (پیغمبر اسلام ﷺ) کے معاون و مددگار ہیں۔لیکن ان لوگوں (حضرت بلال، حضرت صہیب اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم) کے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور قیس کو گریبان سے پکڑ لیا اور اسے بارگاہ رسالت میں لے آئے نبی کریم ﷺ کو اس کے بکواس سے آگاہ کیا۔ نبی کریم ﷺ غصے کی حالت میں کھڑے ہو گئے۔آپ ﷺ اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے تشریف لے جا رہے تھے۔آپ ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہو گئے۔ پھر صدا لگائی گئی کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔جب تمام لوگ حاضر ہو گئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ بلا شبہ باپ ایک ہے۔اس میں بھی شک نہیں کہ دین بھی ایک ہے۔عربیت نہ تو تمہاری ماں ہے نہ ہی تمہارا باپ ہے۔ یہ تو صرف ایک زبان ہے۔جس آدمی نے عربی زبان میں گفتگو کی وہ عربی ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، جو ابھی تک قیس کے گریبان کو پکڑے ہوئے تھے، نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس منافق کے متعلق آپ صلی اللہ علیک وسلم کا کیا فیصلہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اسے آگ کے سپرد کر دو۔ بالآخر اس شخص کا انجام یہ ہوا کہ وہ مرتد ہو گیا اور ارتداد کی حالت میں ہی واصل جہنم ہو گیا۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جو شخص ''الثنیہ'' یعنی ثنیۃ المرار پر چڑھے گا اس کے اتنے گناہ معاف ہوں گے جتنے گناہ بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے۔سب سے پہلے بنوخزرج کے قافلہ نے اس چوٹی کو سر کیا پھر تمام لوگ جلدی جلدی وہاں جانے لگے۔حضور ﷺ نے تمام لوگوں کو یہ مژدۂ جانفزاء سنایا ایک سرخ اونٹ والے کے علاوہ تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ہم نے سرخ اونٹ والے سے کہا بارگاہ رسالت میں جلدی سے حاضر ہو جاؤ تاکہ رسول کریم ﷺ تیرے لیے مغفرت کی دعا فرما دیں۔اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! مجھے اپنے گم شدہ اونٹ کا مل جانا یہ اس سے کہیں پسندیدہ ہے کہ تمہارے صاحب (ﷺ) میرے لیے بخشش کی دعا کریں وہ ایک اعرابی تھا جو اپنی گم شدہ اونٹنی کو تلاش کر رہا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے سال ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر پر رواں دواں ہوئے۔جب ہم عسفان پہنچے تو ہم نے رات کے آخری حصے تک اپنے سفر کو جاری رکھا حتیٰ کہ ہم ''ذات الحنظل'' کی گھاٹی پر پہنچ گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ ثنیہ اسی طرح ہے جس طرح وہ دروازہ تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا تھا:

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ (البقرہ:۵۸)

''اور داخل ہونا دروازہ سے سر جھکائے ہوئے اور کہتے جانا بخشش دے (ہمیں) ہم بخشش دیں گے تمہاری خطائیں''۔

شخص سے منہ موڑ لیا۔اس شخص نے دوبارہ عرض کی آپ ﷺ نے پھر اعراض فرمایا اس شخص نے تیسری مرتبہ عرض کی لیکن آپ ﷺ نے اس سے روگردانی فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں عورتوں کے پاس جا اور انہیں حکم دے کہ اگر انہوں نے روزہ رکھا تھا تو قے کریں وہ شخص ان دو عورتوں کے پاس گیا اور انہیں نبی اکرم ﷺ کا فرمان سنایا، ان عورتوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے لوتھڑے تھے۔اس شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر تمام کیفیت عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر یہ گوشت کے لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو وہ جہنم کی آگ کا لقمہ بن جاتیں۔

امام احمد وغیرہ نے خادم رسول! حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ان دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے۔لیکن اب وہ پیاس کی وجہ سے قریب مرگ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں عورتوں کو بلاؤ، وہ دونوں عورتیں بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہو گئیں۔ایک بڑا پیالہ منگوایا گیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے ایک کو اس پیالے میں قے کرنے کے لیے کہا اس نے خون، پیپ اور گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ نصف پیالہ بھر گیا پھر آپ ﷺ نے دوسری عورت کو قے کے لیے کہا، اس نے بھی خون، پیپ اور گوشت کی قے کی حتی کہ پیالہ بھر گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا، ان دونوں عورتوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء سے روزہ رکھا لیکن اسے افطار اس چیز سے کیا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوا ہے۔وہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھ گئیں اور لوگوں کا گوشت کھانے لگیں۔یعنی ایک دوسرے کی غیبت کرنے لگیں۔

حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔کچھ دیر بعد آپ ﷺ اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ایک شخص گوشت کا ایک ٹکڑا بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کرنے کے لیے لایا گیا۔بعض لوگ کہنے لگے اے زید! آپ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ سے گذارش کریں کہ آپ ﷺ گوشت کا یہ ٹکڑا ہمیں عطا فرما دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے زید! واپس جاؤ انہوں نے تمہارے بعد گوشت کھا لیا ہے۔میں نے واپس آ کر انہیں آپ ﷺ کی یہ گفتگو سنائی۔وہ کہنے لگے ہم نے تو کوئی گوشت نہیں کھایا، وہ تمام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ میں زید رضی اللہ عنہ کے گوشت کے ٹکڑے تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے لیے استغفار کیجئے۔

الضیاء المقدسی نے مختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب سفر میں ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک سفر میں سو گئے جب بیدار ہوئے تو ان کے لیے کھانا تیار نہ تھا۔انہوں نے کہا، یہ ہمارا خادم بہت زیادہ سونے والا ہے، انہوں نے اپنے خادم کو جگایا اور کہا بارگاہ رسالت میں جاؤ اور عرض کرو یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں اور مجھے کچھ لانے کے لیے کہا

مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ان اہل کتاب کو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ تم کس لیے میرے پاس آئے ہو اور تمہارے سوالات کیا ہیں۔ اہل کتاب نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) بیان فرمائیں۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا ''تم مجھ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھنے آئے ہو اور اس کے ابتدائی حالات دریافت کرنے آئے ہو وہ ایک رومی غلام تھا۔ اسے سلطنت عطا کی گئی۔ وہ ایک سفر پر نکلا حتی کہ وہ سرزمین مصر تک پہنچ گیا۔ وہاں اس نے ایک شہر آباد کیا اس شہر کو اسکندریہ کہا جاتا ہے۔ جب وہ اپنے شہر کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو ذوالقرنین کو اٹھا کر بلندی تک لے گیا۔ زمین اور آسمان کے درمیان جا کر فرشتے نے ذوالقرنین سے کہا، نیچے دیکھو کیا وہاں تمہیں کوئی چیز نظر آ رہی ہے اس نے کہا مجھے دو شہر نظر آ رہے ہیں۔ فرشتہ اسے مزید بلندی پر لے گیا اور اس سے کہنے لگا نیچے دیکھو تمہیں نیچے کیا نظر آ رہا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا اب تو مجھے کوئی چیز نظر نہیں آ رہی، فرشتے نے ذوالقرنین سے کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے ایک راستہ متعین فرمایا ہے تو اسی راستہ پر گامزن ہوگا۔ تو جاہل کو علم سے آشنا کرائے گا اور عالم کو علم میں مستحکم کرے گا۔ پھر فرشتہ اسے نیچے لے آیا۔ پھر ذوالقرنین نے دو چکنے پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار بنائی اس دیوار پر کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی جب وہ دیوار کی تعمیر سے فارغ ہوا تو وہ سیاحت پر نکل پڑا۔ دوران سفر وہ ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی طرح تھے ان پر تسلط پالینے کے بعد وہ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا جو پست قد تھی۔ جب اس نے ان پر بھی غلبہ پالیا تو وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں بڑے بڑے سانپ تھے۔ ان میں سے ایک سانپ ایک عظیم چٹان کو نگل سکتا تھا۔ پھر ذوالقرنین غرانیق کے پاس آیا''۔

یہ تمام قصہ سن کر اہل کتاب نے کہا ہم اس داستان کو اپنی کتاب میں اسی طرح پاتے ہیں۔

امام بیہقی نے ابوالبختری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک فحش گو عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی جب شام ہوئی تو حضور ﷺ نے اسے کھانا کھانے کی دعوت دی اس نے کہا میں روزہ دار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ''تو نے روزہ نہیں رکھا'' دوسرے دن اس خاتون نے فحش گوئی سے کچھ اجتناب کیا شام کے وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تیسرے دن اس عورت نے پھر روزہ رکھا اور فحش گوئی بالکل نہ کی شام کے وقت رسول کریم ﷺ نے اس کو کھانے پر دعوت دی تو اس نے کہا میں روزے سے ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرا روزہ آج درست ہے۔

الطیالسی، امام بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا میری اجازت کے بغیر کوئی شخص روزہ نہ کھولے۔ تمام لوگوں نے روزے رکھ لیے جب شام ہوئی تو ایک شخص حاضر خدمت ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آج سارا دن روزے سے رہا اب آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں روزہ افطار کرلوں، آپ ﷺ نے اسے روزہ افطار کرنے کی اجازت دے دی۔ ایک اور شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے۔ لیکن اب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرما رہی ہیں۔ آپ ﷺ انہیں روزہ افطار کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے اس

اپنے پیغام سے آگاہ کیا۔ اس نے عرض کی میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں جب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ سے چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا خطیم ایک کافر کا چہرہ لے کر آیا تھا اور ایک دھوکے باز کی پشت کے ساتھ یہاں سے گیا ہے۔ جب خطیم مدینہ طیبہ کے اونٹوں کے پاس سے گذرا تو انہیں ہانک کر اپنے ساتھ لے گیا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے خیبر کو مفتوح فرمالیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ اس شرط پر صلح فرمائی کہ وہ اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے چلے جائیں لیکن سونے اور چاندی کو وہ اپنے ساتھ نہیں لے جاسکیں گے۔ پھر کنانہ اور ربیع بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا، تمہارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو ادھار دیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہم یہاں سے افراتفری میں بھاگ گئے ایک زمین نے ہمیں ذلیل کر دیا جبکہ دوسری نے ہمیں عزت بخشی، اس سفر میں ہم نے اپنے تمام مال کو خرچ کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم نے کوئی چیز مجھ سے چھپائی تو مجھے اس پر آگاہی ہو جائے گی، پھر تمہارا خون میرے لیے مباح ہو جائے گا اور میں تمہاری اولاد کو بھی قتل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کا فیصلہ منظور ہے۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے ایک انصاری شخص کو بلایا اور فرمایا، فلاں زمین کی طرف جاؤ پھر فلاں کھجوروں کے باغ کی طرف جانا اپنے دائیں بائیں دیکھنا وہاں تمہیں ایک لمبی کھجور نظر آئے گی۔ اس کھجور کے نیچے سے جو کچھ ملے وہ لے آنا وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس مقام پر گئے اور وہاں سے بہت سا مال اور برتن لے کر آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کی گردنوں کو اڑا دیا اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا۔

ابو یعلی حضرت معاویہ ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے ایک گورنر کا خط آیا ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ اس نے ترکوں پر حملہ کر کے انہیں شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس خط کو پڑھ کر بہت ناراض ہوئے پھر اس گورنر کو خط لکھا جس میں لکھا کہ جب تک میں حکم نہ دوں اس وقت تک جہاد کو بند کر دو کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا، ترک اہل عرب پر حملہ آور ہوں گے یہاں تک کہ وہ شیح اور قیسوم کے اگنے کی جگہ تک پہنچ جائیں گے۔ (شیح اور قیسوم دو بوٹیاں ہیں جو عرب میں پائی جاتی ہیں)

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ پر جادو کیا گیا حتی کہ آپ ﷺ کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ آپ ﷺ نے کسی کام کو کر لیا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام سرانجام نہ دیا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی صحت کے لیے اللہ کے حضور التجاء کی پھر آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو مجھ پر منکشف کر دیا ہے۔ جس کے لیے میں نے اس کی بارگاہ میں التجا کی تھی۔ میں نے کہا کیا انکشاف ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس دو شخص آئے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا دوسرا میری ٹانگ کے پاس بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا اس شخص کو کیا ہوا ہے؟ دوسرے نے کہا انہیں جادو کر

ہے۔ جب ان کا خادم حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''انہوں نے تو سالن کھا لیا ہے۔'' جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے کس چیز کا سالن کھایا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مجھے تمہارے دانتوں میں تمہارے بھائی کا گوشت نظر آ رہا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہمارے لیے استغفار فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا وہ بہت زیادہ صالح اور باعمل نہ تھا۔ خواجہ بدر وحنین ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ! کیا تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص کو جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان پر صحابہ کرام نے تعجب کا اظہار کیا۔ ان میں سے ایک شخص فوت ہو جانے والے شخص کی زوجہ محترمہ کے پاس گیا اور اس سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا اس خاتون نے کہا میرا خاوند کوئی زیادہ باعمل نہ تھا۔ البتہ اس کی یہ عمدہ عادت تھی کہ وہ شب و روز میں جب بھی موذن کو اذان دیتے ہوئے سنتا تھا۔ تو وہ بھی موذن ہی کی طرح کہتا تھا۔ یہ سن کر وہ شخص دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لیے آیا جب وہ اتنا دور تھا جہاں سے آسانی سے آواز سنی جا سکتی تھی تو حضور ﷺ کے منادی نے کہا تو فلاں شخص کی زوجہ کے پاس گیا تھا۔ تو نے اس کے خاوند کے اعمال کے متعلق سوال کیا اور اس نے تجھے اس کا یہ عمل بتایا۔ اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن حبان، دارقطنی اور امام بیہقی نے حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے کہ آج کے بعد تا قیامت مکہ معظمہ پر لشکر کشی نہ ہوگی، آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن یہ فرمایا تھا۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اہل مکہ کبھی کفر نہیں کریں گے کہ ان پر لشکر کشی کی جائے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا۔

امام ماوردی نے اپنی کتاب ''اعلام النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا، آج اہل عرب کو عجمیوں پر نصرت دے دی گئی ہے۔ ان کی یہ اعانت میری وجہ سے کی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اسی وقت ذی قار کے واقعہ کی خبر پہنچ گئی۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو عجمیوں پر فتح عطا فرمائی۔ اسی جنگ میں بنو شیبان اور بکر بن وائل قتل ہوئے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اہل عرب کو عجمیوں پر غلبہ ملا۔ اس تسلط کی خبر اسی دن پہنچ گئی جب نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ آج اہل عرب کو عجمیوں پر فتح دے دی گئی ہے۔

سدی نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا تمہارے پاس ربیعہ کا ایک شخص آئے گا جو شیطانی زبان سے گفتگو کرے گا۔ کچھ دیر بعد حطیم بن ہند البکری آپ ﷺ کی بارگاہ میں اکیلا حاضر ہوا، وہ اپنے باقی قافلہ کو مدینہ طیبہ کے باہر ہی چھوڑ آیا تھا۔ حطیم نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ مجھے کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اسے

منافقین بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد کرلیا۔ پھر انہوں نے لوگوں سے اس دن کی تصدیق کی لوگوں نے بھی بتایا کہ فلاں دن یہاں بارش ہوئی، آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر وہ منافقین سچے مسلمان بن گئے جب ان کے ایمان کا تذکرہ بارگاہ رسالت میں کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

زَادَکُمُ اللّٰہُ اِیْمَانًا

''اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو زیادہ کرے''

امام بیہقی نے انصار کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آپ ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ایک لقمہ اٹھایا اور اسے چبانا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا یہ ٹکڑا ناجائز ہے۔ جب عورت سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کی خادمہ نے اپنے خاوند کی اجازت بغیر اسے بھیجا ہے۔

امام نسائی اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ایک عورت کے پاس سے گذرے اس خاتون نے آپ ﷺ کے لئے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو اس عورت نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام دسترخوان پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالا لیکن آپ ﷺ اس کو نگل نہ سکے آپ ﷺ نے فرمایا یہ بکری اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے اس عورت نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے اور آل معاذ کے مابین تکلفات کے پردے ختم ہو گئے ہیں۔ ہم ان کی اشیاء کو استعمال کر لیتے ہیں اور وہ ہماری اشیاء کو تصرف میں لے آتے ہیں۔ وہ ہم سے اشیاء لے لیتے ہیں۔ ہم ان سے اشیاء لے لیتے ہیں۔

حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد رزیں میں ایک شخص نے چوری کی اسے بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم اس نے صرف چوری کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو اس نے دوبارہ چوری کا ارتکاب کیا اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں چوری کی تو اس کا ایک پاؤں کاٹ دیا گیا۔ جب اس نے چوتھی بار چوری کی تو اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس کے مستقبل کے حالات جانتے تھے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اسے قتل کردینے کا حکم دیا تھا۔ اسے لے جا کر قتل کردو۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا، پانچ نشانیاں تو گذر چکی ہیں۔

دیا گیا ہے پہلے نے کہا کس تیرہ بخت نے ان پر جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا لبید بن الاعصم نے ان پر جادو کیا ہے پہلے شخص نے پوچھا انہیں کس میں جادو کیا گیا ہے؟ دوسرے نے کہا بالوں، کنگھی اور کھجور کے خوشہ میں انہیں جادو کیا گیا ہے۔ پہلے شخص نے استفسار کیا یہ اشیاء کہاں ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا۔ تمام اشیاء ذروان کے کنویں میں ہیں۔ حضور ﷺ اس کنویں کے پاس تشریف لائے۔

ابن سعد، حاکم اور ابونعیم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری شخص بارگاہ رسالت میں آیا کرتا تھا۔ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امین سمجھتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے لیے گرہ لگائی اور اسے کنویں میں پھینک دیا۔ اس کی وجہ سے سرور کائنات ﷺ کو تکلیف ہوئی۔

آپ ﷺ کی عیادت کے لیے دو فرشتے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ فلاں شخص نے آپ ﷺ کے لیے گرہ لگائی ہے اور اسے فلاں کنویں میں پھینک دیا ہے اس گرہ کی شدت کی وجہ سے اس کنویں کا پانی زرد ہو گیا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے ایک شخص کو اس کنویں پر بھیجا اس نے وہاں سے گرہ نکالی اس نے پانی کو دیکھا کہ وہ زرد ہو چکا تھا۔ اس نے گرہ کھولی جس کے بعد نبی مکرم ﷺ آرام سے سو گئے۔ اس کے بعد میں نے اس شخص (جادوگر) کو دیکھا وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا تھا لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نہ تو اس واقعہ کا تذکرہ کرتے تھے۔ اور نہ ہی اس کو عتاب فرماتے تھے۔

ابن سعد نے حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کو جادو اعصم کی بیٹیوں نے کیا تھا۔ وہ لبید کی بہنیں تھیں اور لبید نے ان اشیاء کو کنویں میں پتھر کے نیچے رکھ دیا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی ''فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے اس نے دوسری مرتبہ کہا فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے جب اس آدمی نے تیسری مرتبہ یہ بات کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ فوت نہیں ہوا بلکہ اس نے اپنے ہی تیر کے ساتھ خودکشی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم پر بارش کی گھٹا سایہ فگن ہو گئی۔ نبی مکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس گھٹا کا موکل فرشتہ ابھی میرے پاس آیا اس نے مجھے سلام کیا اور بتایا کہ وہ اس بادل کو یمن کی وادی کی طرف لے کر جا رہا ہے اس وادی کو ضریح کہتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا۔ ہم نے اس سے بادل کے متعلق پوچھا اس نے بتایا کہ اس دن ان کے ہاں بارش ہوئی تھی۔

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت ہے کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا کہ بادل کے فرشتہ نے مجھے بتایا کہ وہ فلاں شہر سے آ رہا ہے اور فلاں دن وہاں بارش ہوئی ہے نبی اکرم ﷺ نے پوچھا ہمارے شہر میں بارش کب ہو گی اس فرشتے نے کہا فلاں دن یہاں ابر کرم برسے گا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس وقت آپ ﷺ کے پاس کچھ

جنت کی طرف ہانکا جائے گا۔

امام مسلم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر پر رواں دواں تھے لوگوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھلائے گا۔ کچھ دیر بعد ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ سمندر نے ایک بہت بڑا جانور کنارے پر پھینک دیا ہم نے آگ جلائی اس جانور کو بھونا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پانچ آدمی اس کی آنکھ کے سوراخ میں داخل ہو گئے۔ ہم میں سے کوئی ایک بھی نظر نہیں آتا تھا۔ پھر ہم اس سوراخ سے باہر آگئے۔ ہم نے اس جانور کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو باہر نکالا اور اس کی قوس (کمان) بنائی۔ پھر ہم نے اپنے کارواں کے سب سے بڑے انسان کو بلایا کہ وہ سب سے طویل اونٹ کو لے کر آئے وہ شخص اور وہ اونٹ اس کمان کے نیچے سے گذر گئے۔ وہ کمان اتنی بڑی تھی کہ اس شخص نے اپنا سر بھی نہ جھکایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کے والد کو بلایا حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اس بوڑھے نے اپنے دل میں وہ بات کہی ہے جس کو اس کے کان بھی نہیں سن سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس بوڑھے سے کہا تو نے اپنے دل میں وہ بات کہی ہے جس کو تیرے کان بھی نہیں سن سکے۔ اس ضعیف و ناتواں بوڑھے نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے ہمارے یقینوں اور ہماری بصیرت میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنی بات بیان کرو تو اس وقت اس کمزور بوڑھے نے یہ اشعار پڑھے:

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَ مَنْتُکَ یَافِعًا　　تَعُلِ بِمَا اَحْنِیْ عَلَیْکَ وَ تَنْھَلُ

''جب تو بچہ تھا تو میں تجھے خوراک دیتا رہا اور جب تو جوان ہو گیا تو میں نے تیرے ساتھ امیدیں وابستہ کر لیں۔ میری اس محبت کی وجہ سے جو میں تجھ پر نچھاور کرتا رہا تو پروان چڑھتا رہا۔''

اِذَا لَیْلَۃٌ ضَاقَتْ بِالسُّقْمِ لَمْ اَبِتْ　　لِسُقْمِکَ اِلَّا سَاھِرًا اَتَمَلْمَلُ

''جب بیماری کی وجہ سے رات تم پر تنگ ہو جاتی تو میں تیرے مرض کی وجہ سے وہ رات بیداری اور اضطراب میں گذارتا۔''

تَخَافُ الرِّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْکَ وَاَنَّھَا　　لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُوَکَّلُ

''میرا نفس تیری ہلاکت کی وجہ سے پریشان رہتا بلا شبہ تو جانتا ہے کہ موت یقینی ہے اور وقت مقرر پر ضرور آئے گی۔''

کَاَنِّیْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ　　طَرَقْتَ بِہٖ دُوْنِیْ فَعَیْنَایَ تَھْمِلُ

''مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ میں بھی اسی مرض میں مبتلا ہوں جس میں تو گرفتار ہوتا تھا اسی وجہ سے میری آنکھیں اشکبار ہو

(۱) لزام (۲) روم (۳) دخان

(۴) بطشہ (۵) قمر

امام بیہقی نے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ گویا کہ فرمار ہے تھے کہ یہ پانچ نشانیاں تو اسی طرح درست ثابت ہوئیں جس طرح نبی اکرم ﷺ نے ان کے ظہور سے پہلے ارشاد فرمایا تھا۔

امام مسلم نے ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک کے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ ہم وادی قریٰ میں پہنچے وہاں ایک عورت کا باغ تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ ہم نے اس کے پھل کا اندازہ لگایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے پھل کا اندازہ دس اوسق لگایا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا اس باغ کے پھل کا حساب رکھنا۔ ہم ان شاء اللہ تیرے پاس واپس آئیں گے۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں ہو گئے حتیٰ کہ ہم مقام تبوک تک پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج تم پر شدید آندھی چلے گی۔ اس آندھی میں کوئی شخص باہر نہ نکلے اور تمام لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو باندھ کر رکھیں۔ اس رات بہت سخت آندھی چلی ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھا آندھی نے اسے کوہ طے پر پھینک دیا۔ پھر ہم اپنے واپسی سفر پر رواں ہوئے جب ہم وادی قریٰ میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے پھل کے متعلق پوچھا اس عورت نے عرض کی ''اس کا پھل دس اوسق ہی ہوا تھا۔''

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ ''حجر'' کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا آج اپنے ساتھی کے بغیر کوئی تنہا باہر نہ نکلے لوگوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی لیکن دو شخص آپ ﷺ کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ ایک شخص اکیلے رفع حاجت کے لیے چلا گیا اور دوسرا تنہا ہی اپنے اونٹ کی جستجو میں نکل گیا۔ وہ شخص جو اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا۔ آندھی نے اسے کوہ طے پر پھینک دیا اور جو رفع حاجت کے لیے گیا تھا۔ اس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ جب سرور دو عالم ﷺ کو اس سے آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کے بغیر باہر نہ نکلے۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کے لیے دعا کی جس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دی۔ جبکہ اونٹ کا متلاشی حضور اکرم ﷺ کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد وہاں پہنچ گیا۔

ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے سرزمین مدینہ کے ایک ٹکڑے کی طرف دیکھا اور فرمایا اس زمین کے ٹکڑے میں کئی ایسی قسمیں ہیں جو اللہ رب العزت کی طرف بلند نہیں ہوتیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس زمین کے ٹکڑے میں غلاموں کو بیچنے والے جھوٹی قسمیں اٹھایا کرتے تھے۔

ابونعیم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ خندق کی کھدائی کرتے ہوئے ایک چٹان سے سامنا ہوا۔ نبی دو جہاں ﷺ اس چٹان کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تبسم کیوں فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان لوگوں کی وجہ سے ہنسی آئی ہے جنہیں زنجیروں میں جکڑ کر مشرق کی سمت سے لایا جائے گا اور ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں

اس بات پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا اس بزرگ کو دیکھو کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اختیار کی بات کی ہے اور یہ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے والدین آپ ﷺ پر نثار ہوں۔ وہ بندہ جسے اختیار دیا گیا تھا وہ سرور کائنات ﷺ کی ذات تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔

سیرت شامیہ میں ہے کہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! میرا فرمان غور سے سنو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد میں تم سے مل سکوں گا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی بھی سچ ثابت ہوئی اور آپ ﷺ نے اس سال کے اختتام سے پہلے ہی وصال فرمایا۔

حضور ﷺ کا اپنی امت کے احوال کی خبر دینا

امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرا زمانہ تمام زمانوں سے بہترین ہے۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ بہتر ہے جو اس کے ساتھ ملا ہوگا۔ پھر وہ زمانہ بہتر ہے جو اس کے ساتھ ملحق ہوگا۔ پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی جو خیانت کرے گی۔ امانت سے کام نہیں لے گی۔ وہ گواہی خود ہی دینے آئے گی حالانکہ اسے گواہی کے لیے طلب نہیں کیا جائے گا۔ وہ نذر مانے گی لیکن اپنی نذر کو پورا نہیں کرے گی، اس قوم میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

البزار اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کرو گے اور بالکل ان کے پیچھے چلو گے۔ حتی کہ ان میں سے کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی اسی طرح گوہ کے سوراخ میں داخل ہو گے اور حتی کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے بدکاری کی ہوگی تو تم بھی یہ فعل بد کرو گے۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلے لوگوں کی مکمل پیروی کرو گے۔ حتی کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی اس سوراخ میں ضرور داخل ہو جاؤ گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا اس قوم سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر وہ قوم مراد نہیں تو پھر اور کون سی قوم مراد ہو سکتی ہے۔

طبرانی اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا یہ امت سابقہ امتوں کے ہر فعل کو اپنائے گی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ کے ایک قلعے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تمہیں وہ چیز نظر آ رہی ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں۔ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ بارش کے قطرات کی طرح تمہارے گھروں میں گر رہے ہیں۔

الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب تم میں عجمیوں کی کثرت ہو جائے گی وہ

جاتی تھیں۔''

فَلَمَّا بَلَغتَ السِّنَّ وَالغَایَةَ الَّتِیْ اِلَیکَ مُدٰی مَا کُنتُ فِیکَ اُؤَمِّلُ

''جب تو بالغ ہوااور اس کمال کو پہنچا جس میں میں نے تیرے ساتھ اپنی امنگیں لگا رکھی تھیں۔''

جَعَلتَ جَزَائِیْ غِلْظَةً وَّ فَظَاظَةً کَاَنَّکَ اَنتَ المُنعِمُ المُتَفَضِّلُ

''تو نے مجھے تشدد اور سختی کے ساتھ جزا دی گویا کہ تو ہی نعمتیں عطا کرنے والا اور فضل و کرم کرنے والا ہے۔''

فَلَیتَکَ اِذ لَم تَرعِ حَقَّ اَبُوَتِیْ فَعَلتَ کَمَا الجَارُ المُجَاوِرُ یَفعَلُ

''جب تو میرا یہ حق ادا نہیں کرتا کہ میں تیرا باپ ہوں تو پھر میرے ساتھ اس طرح حسن سلوک سے پیش آ جس طرح ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔''

جب آپ ﷺ نے اس بوڑھے کے دردناک اور کرب انگیز اشعار سنے تو آپ ﷺ رونے لگے آپ ﷺ نے اس بوڑھے کے بیٹے کے گریبان کو پکڑا اور فرمایا:

اَنتَ وَمَالُکَ لِاَ بِیکَ

''تو اور تیرا مال سب کچھ تیرے باپ کا ہے''۔

حضرت امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا شیطان اب اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اب گمراہ جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں گے۔لیکن اب بھی اہل عرب کے مابین عداوت رہے گی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے آٹھ سال بعد آپ ﷺ نے شہدائے احد کے لیے دعا فرمائی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہوں۔ پھر آپ ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! میں تم سے پہلے یہاں سے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہونگا۔ مجھ سے تم حوض کوثر پر ملو گے۔ میں اس مقام پر کھڑے ہو کر اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔ ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرو گے اور اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے قومیں ہلاک ہوئیں۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ یا تو دنیا کی نمود و نمائش اور شوکت و سطوت کو پسند کر لے یا پھر اس چیز کو چن لے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے والدین آپ پر فدا ہوں۔ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

ابن قانع نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ شراب پئے گا اور اس کا نام تبدیل کر کے دوسرے نام سے موسوم کرے گا۔

ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خواجہ کونین ﷺ نے فرمایا یہ سلسلہ روز وشب جاری رہے گا۔حتی کہ ایک کھڑا ہونے والا کھڑا ہو جائے گا۔اور کہے گا کہ چند درہموں کے عوض میرا دین کون خریدے گا۔

امام احمد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بصرہ میں آئے وہاں کے گورنر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔وہاں انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بار بار صدق اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ کہہ رہا تھا۔حضرت عمران نے اس شخص سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا میں ایک معزز شخص کا فدیہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس کا تو فدیہ لے کر آیا ہے وہ وہاں ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔میں نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ اس کا فدیہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہم آل محمد کے لیے جائز نہیں کہ ہم آل اسماعیل میں سے کسی شخص کا فدیہ لیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں تو اہل قریش کی جانوں سے خوفزدہ ہوں میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم انہیں کیا ہوگا۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں طویل عمر ملی تو تم خود مشاہدہ کرو گے کہ لوگ اس طرح ہوں گے جس طرح بکریاں دو حوضوں کے درمیان ہوتی ہیں۔کبھی وہ اس حوض پر جاتی ہیں کبھی وہ دوسرے حوض پر جاتی ہیں۔اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کبھی وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اجازت طلب کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اذن باریابی چاہتے ہیں جب میں ان کی یہ کیفیت دیکھتا ہوں تو مجھے حضور ﷺ کا فرمان یاد آ جاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ سیاہ خضاب استعمال کریں گے۔وہ پرندوں کی پوٹوں کی طرح نظر آئیں گے۔وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گے۔

ابن سعد اور ابن ماجہ نے حضرت سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں میں نے سرور عالم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میری امت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ صف باندھے کھڑے ہوں گے انہیں امامت کروانے کے لیے کوئی آدمی نہیں ملے گا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم چھینے گا نہیں بلکہ وہ علماء کو مار کر علم ختم کر دے گا۔ جب علم ناپید ہو جائے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا راہنما بنا لیں گے۔لوگ ان جاہلوں سے سوال کریں گے وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت کے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ وہ تقدیر کو جھٹلا دیں گے اور ستاروں کی تصدیق کریں گے۔

الطبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ دین عظمت و رفعت کی بلندیوں تک بھی پہنچے گا اور زوال پذیر بھی ہوگا۔یہ اتنا رفیع الشان ہو جائے گا کہ پورے کا پورا قبیلہ ہی دینی تعلیم سے آشنا ہوگا اس میں

تمہارے مالوں کو کھا جائیں گے اور تمہیں تہ تیغ کر دیں گے۔ یہ واقعات اسی طرح رونما ہوئے جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

امام بغوی وغیرہ نے روایت کیا ہے ''یہ امت اپنے انجام کو اس وقت تک نہیں پہنچے گی حتی کہ اس کے بعد آنے والے پہلوؤں کو لعنت کریں گے''۔ بہت سے اہل بدعت صحابہ کرام کو نازیبا کلمات سے یاد کرتے ہیں۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب دیگر اقوام تمہارے خلاف اس طرح جمع ہو جائیں گی جس طرح لوگ دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا اس دن ہماری تعداد کم ہو جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس دن تمہاری تعداد کثیر ہو گی۔ لیکن تم خس وخاشاک کی طرح ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارے رعب کو ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں ''وھن'' ڈال دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ وہن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہن سے مراد دنیا کی محبت اور موت سے نفرت ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہ مال کے حصول میں حلال اور حرام کی تمیز نہیں کریں گے۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے ابوہارون العبدی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے تو حضور ﷺ کی وصیت کی وجہ سے ہمیں خوش آمدید کہتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں فرمایا عنقریب آفاق سے لوگ تمہارے پاس علم سیکھنے کے لیے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں بھلائی کی نصیحت کرنا۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر علم ثریا پر بھی ہوتا پھر بھی فارس کے بیٹے اسے حاصل کر لیتے۔ فارس کے بیٹوں سے مراد امام ابوحنیفہ اور فارس کے محدثین اور فقہاء ہیں۔

ابونعیم نے حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس دین کا اتنا غلبہ ہو گا کہ وہ سمندروں کو تجاوز کر جائے گا۔ حتی کہ رضائے الٰہی کے لیے گھوڑوں کو سمندروں میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پاک کی تلاوت کرے گی وہ کہے گی ہم نے قرآن پڑھا ہے، ہم سے زیادہ قاری کون ہے؟ ہم سے زیادہ فقیہ کون ہے؟ ہم سے زیادہ عالم کون ہے؟ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی ہو گی ایسے لوگ تو آگ کا ایندھن ہوں گے۔

امام احمد، بزار اور الطبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عنقریب تمہیں عجمیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل عجم کو شیر بنا دے گا۔ وہ تمہیں دیکھ کر راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ وہ تمہارے بہادروں کو قتل کریں گے اور تمہارے مال کھا جائیں گے۔

حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اس امت کے آخر میں ایسے لوگ آئیں گے جو بلند و بالا سواریوں پر ہوں گے۔ حتی کہ وہ مساجد کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔ بختی اونٹوں کی طرح ان کے سر او پر کو اٹھے ہوں گے۔

امام احمد، الطبرانی اور حاکم نے حضرت امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اسلام کی تمام گرہیں ایک ایک کر کے کھل جائیں گی، جب ایک گرہ کھلے گی تو لوگ دوسری گرہ کو پکڑ لیں گے۔ سب سے پہلے فیصلے کرنے کی گرہ کھلے گی اور سب سے آخر میں نماز کی گرہ کھلے گی۔

بزار اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے بعد صبر کرنے کے دن ہوں گے ان ایام میں صبر کرنے والے کو اسی طرح محسوس ہو گا گویا کہ اس نے انگارے کو ہاتھ میں پکڑ رکھا ہے لیکن اس صابر کو پچاس آدمیوں کا ثواب ملے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا ہم میں سے پچاس افراد کا ثواب اسے ملے گا یا ان میں سے سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تم میں سے پچاس آدمیوں کا ثواب اسے عطا ہو گا۔

بزار، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے ایک وقت آئے گا کہ تم کسی شخص کی غربت اور کنگالی پر اسی طرح رشک کرو گے۔ جس طرح آج تم کثرت مال اور کثرت اولاد پر رشک کرتے ہو۔ حتی کہ تم میں سے کوئی ایک جب اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گذرے گا تو وہ اس پر جانور کی طرح لپٹ جائے گا۔ اور کہے گا ہائے کاش! میں تیری جگہ ہوتا اس کی موت کی خواہش اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے نہیں ہو گی نہ ہی اس نے زیادہ عمدہ اعمال آگے بھیجے ہوں گے بلکہ اس خواہش کا سبب صرف مصیبت ہو گی جس میں وہ مبتلا ہو گا۔

الطبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ جس میں سچے کی تکذیب کی جائے گی، جھوٹے کو سچا کہا جائے گا، امین امانت میں خیانت کرے گا، امانتیں خیانت کرنے والے کے حوالے کی جائیں گی، آدمی گواہی دے گا جبکہ اس سے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، آدمی قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اور لئیم اور کمینے کو سب سے زیادہ سعادت مند تصور کیا جائے گا۔

الطبرانی نے حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجسمہ معجزات ﷺ نے فرمایا آج لوگ ثمر آور درخت ہیں۔ عنقریب لوگ خاردار درخت بن جائیں گے۔ اگر تم ان سے نفرت کرو گے تو وہ تم سے نفرت کریں گے۔ اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں تلاش کر لیں گے۔ راوی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان لوگوں سے نجات کیسے ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی عزت بچانے کے لیے انہیں قرض دے دو۔ خواہ اس دن تمہیں فاقہ کشی کرنی پڑے۔

صرف ایک یا دو فاسق تعلیم سے بے بہرہ رہیں گے وہ اپنے قبیلے میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ جب بھی وہ گفتگو کریں گے انہیں جھڑک دیا جائے گا۔ اور یہ دین یہاں تک زوال پذیر ہو جائے گا کہ ایک قبیلہ پورے کا پورا جفا پیشہ اور گناہ گار ہو گا۔ اس میں سے صرف ایک یا دو شخص ہی دینی تعلیم سے آشنا ہوں گے۔ وہ بھی اپنے قبیلے میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ اگر وہ بات کرنا چاہیں گے تو انہیں ڈانٹ دیا جائے گا۔ اس وقت بعد میں آنے والے پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ حالانکہ وہ خود ہی لعنت کے مستحق ہوں گے۔ وہ اعلانیہ شراب نوشی کریں گے۔ اس وقت کیفیت یہ ہو جائے گی کہ ایک عورت ایک قوم کے پاس سے گذرے گی ایک شخص اس کی طرف جا کر اس کے دامن کو اٹھا کر یوں بدکاری کرنا شروع کرے گا۔ جس طرح کہ بھیڑ کی دم کو اٹھایا جاتا ہے۔ ایک کہنے والا اس سے صرف اتنا ہی کہے گا۔ تو اس عورت کو دیوار کے پیچھے ہی لے جاتا۔ وہ کہنے والا اس زمانہ میں اسی شان کا حامل ہو گا جیسے اس دور میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ وہ شخص جو اس وقت نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اسے پچاس ایسے افراد کا اجر ملے گا جنہوں نے مجھے دیکھا، مجھ پر ایمان لائے، میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب وہ نہ تو برائی سے روکیں گے نہ بھلائی کا حکم دیں گے۔

ابویعلیٰ اور الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہو گی جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی اور تمہارے نوجوان فاسق و فاجر ہو جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا بھی ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ حالات اس سے بھی زیادہ شدت اختیار کر جائیں گے اس وقت تمہاری حالت کیا ہو گی جب تم نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے سے رک جاؤ گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا بھی ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ حالات اس سے بھی زیادہ شدت اختیار کر جائیں گے اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہو گی جب تم برائی کو بھلائی اور بھلائی کو برائی سمجھو گے۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے اپنے بازاروں کو بارونق بنائیں گے اور مال و دولت کے حصول کے لیے نکاح کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں چار مصائب میں مبتلا کر دے گا۔

(۱) وہ قحط میں مبتلا ہوں گے۔

(۲) ظالم حکمران ان پر مسلط ہوں گے۔

(۳) حکام خیانت کریں گے۔

(۴) دشمن کا دبدبہ ان کے دلوں میں بیٹھ جائے گا۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت کو بھی دیگر امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دیگر امتوں کی بیماری کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا برائی کا اعلانیہ اظہار کرنا، مال پر تکبر کرنا، پیٹھ پیچھے ایک دوسرے سے دشمنی کرنا، مال میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا، ایک دوسرے سے بغض کرنا اور کنجوسی کرنا حتی کہ بے حیائی عام ہو جائے گی پھر قتل و غارت ہوگی۔

امام احمد اور الطبرانی نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا یہ دنیا ختم نہیں ہوگی حتی کہ کمینہ بن کمینہ اس کا مالک بن جائے گا۔

الطبرانی نے مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا صالحین یکے بعد دیگرے ختم ہو جائیں گے۔ گھٹیا لوگ باقی رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہ ہوگی۔

ابویعلیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا وہ چیز جو سب سے پہلے اس امت سے اٹھائی جائے گی وہ حیا اور امانت ہے۔ نماز اس امت میں آخر تک رہے گی۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں جاہل عبادت گذار اور فاسق قاری ہوں گے۔

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا وہ چیز جس کے بارے میں میں اپنی امت کے متعلق سب سے زیادہ خوفزدہ ہوں وہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل (لواطت) ہے۔

ابونعیم نے "معرفت" میں حضرت عبداللہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت میں تین ایسے اعمال ہوں گے جو سابقہ امم میں نہ ہوں گے۔

(۱) کفن چور ہوں گے۔

(۲) بڑھے ہوئے پیٹوں والے ہوں گے۔

(۳) عورتیں عورتوں کے ساتھ مباشرت کریں گی۔

امام بیہقی نے "الشعب" میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب وہ مساجد میں دنیاوی گفتگو کیا کریں گے ان کی محفل میں ہرگز نہ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

زبیر بن بکار نے "الموفقیات" میں حضرت عمر بن حفص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا۔ جس میں امیر لوگ حج کو سیر و تفریح، غنی اسے تجارت اور فقیر اسے گداگری بنالیں گے۔

طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس امر (دین) میں شدت آجائے گی، مال میں اضافہ ہو جائے گا، لوگ بخیل ہو جائیں گے اور شریر لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کو کب ترک کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں بنی اسرائیل جیسا فساد پیدا ہو جائے گا۔ جب تمہارے صالح بدکاروں سے پہلوتہی کریں گے۔ جب دین کی سمجھ بوجھ شریر لوگوں میں ہوگی اور حکمرانی بدکاروں کے پاس چلی جائے گی۔

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجسمہ کمالات ﷺ نے فرمایا جب اس امت کے آخری لوگ اس کے پہلے لوگوں کو نازیبا کلمات سے یاد کریں گے۔ تو جس نے حدیث مصطفیٰ ﷺ کو چھپایا اس نے اللہ تعالیٰ کی وحی کو پوشیدہ رکھا۔

بزار اور طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا آخری وقت میں کئی لوگ ایسے ہوں گے۔ جو اعلانیہ تو بھائی ہونے کا دعویٰ کریں گے لیکن دراصل وہ دشمن ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ تو ایک دوسرے سے خوف کی وجہ سے ایسا کریں گے اور کچھ ایک دوسرے میں رغبت کرتے ہوئے ایسا کریں گے۔ الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کے چہرے تو انسانوں کی طرح ہوں گے لیکن ان کے دل شیاطین کی طرح ہوں گے۔ وہ کسی بھی برائی کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے اگر تو ان کی پیروی کرے گا تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے اور تو ان سے پنہاں رہے گا تو وہ تیری غیبت کریں گے۔ اگر وہ تیرے ساتھ گفتگو کریں گے تو وہ جھوٹ بولیں گے اگر تو انہیں امین بنائے گا تو وہ خیانت کریں گے۔ ان کے بچے بدتمیز ہوں گے۔ ان کے نوجوان چالاک ہوں گے۔ ان کے بزرگ نہ تو بھلائی کا حکم دیں گے اور نہ ہی برائی سے روکیں گے۔ ان سے معذرت کرنا باعث ذلت ہوگا۔ ان سے کچھ طلب کرنا فقر ہوگا۔ ان میں حلیم گمراہ ہوگا۔ نیکی کا حکم دینے والے پر تہمت لگائی جائے گی۔ مومن ان میں کمزور ہوگا۔ فاسق ان میں صاحب شرف ہوگا۔ سنت ان میں بدعت اور بدعت ان میں سنت ہوگی، اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر ان کے اشرار کو مسلط فرمادے گا۔ اس قوم کے صالحین دعائیں مانگیں گے لیکن وہ دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا۔ جس میں لوگ بھیڑیے کی طرح ہوں گے۔ جو بھیڑیے کی طرح نہ ہوگا اسے بھیڑیے کھا جائیں گے۔

امام احمد، ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیاح لامکان ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا۔ جب ایک شخص کو عاجزی اور فسق وفجور میں اختیار دیا جائے گا۔ جو شخص اس وقت کو پائے اسے چاہیے کہ وہ عاجزی کو فسق وفجور پر ترجیح دے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عراق نے اپنے درہم اور قفیز کو روک لیا۔ شام نے اپنے مد اور دینار کو روک لیا۔ مصر نے اپنے اردب اور دینار کو روک لیا اور تم وہاں ہی چلے گئے جہاں سے تم نے ابتدا کی تھی۔

حضرت علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت علامہ یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے قفیز اور درہم کا ذکر فرما دیا تھا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بعد میں رائج کیا۔ علامہ ہروی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سکوں کی خبر دی جو ابھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے انہیں ماضی کے صیغہ کے ساتھ تعبیر فرمایا کیونکہ علم الٰہی میں ان کا ہونا متحقق تھا۔

ابوداؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اہل عراق کے لیے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا حالانکہ اس وقت عراق کے کسی ایک شخص نے بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا اور عراق نبی مکرم ﷺ کے وصال کے بعد فتح ہوا۔

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ساٹھ سال بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔ جو نماز کو ضائع کریں گے اور خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔

اہل حرہ کے قتل کی خبر دینا

امام بیہقی نے حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ ایک سفر پر تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ حرہ زہرہ کے مقام سے گذرے تو آپ ﷺ رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس جگہ میرے صحابہ کے بعد میری امت کے بہترین لوگ شہید کئے جائیں گے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی ایک حدیث روایت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا (الاحزاب: ۱۴)

''اور اگر گھس آتے (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے درخواست کی جاتی فتنہ انگیزی میں شرکت کی تو اسے قبول کر لیتے''۔

کی تاویل ہجرت کے ساٹھ سال بعد واضح ہوئی انہوں نے لَآتَوْهَا کو اَعْطَوْهَا کر کے پڑھا ہے۔ یعنی بنو حارثہ نے اہل شام کو مدینہ طیبہ میں داخل کیا۔

امام بیہقی نے حضرت مالک بن انس سے روایت کیا ہے کہ یوم حرہ کو چھ سو حفاظ کرام شہید ہوئے جن میں تین سو صحابہ کرام

امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت بکر بن سوادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ناز ونعم میں پروان چڑھیں گے، مال ودولت میں جوان ہوں گے، رنگا رنگ کے کپڑے انہیں بہت پسند ہوں گے اور وہ سخت کلام ہوں گے۔ میری امت کے شریر لوگ یہی ہیں۔

امام بیہقی نے ''الزہد'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا۔ جس میں کسی دین دار کا دین سلامت نہیں رہ سکے گا۔ وہ شخص اپنے دین کی سلامتی کے لیے ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف دوڑے گا۔ جب ایسا وقت آجائے تو اپنی اولاد اور اپنی بیوی کے ہاتھوں ہلاک ہوگا اور اگر اس کی بیوی اور اولاد نہ ہوگی تو وہ اپنے والدین کے ہاتھوں ہلاک ہوگا اور اگر اس کے والدین بھی نہ ہوئے تو وہ اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اسے معیشت کی تنگی (کم رزق) کی عار دلائیں گے۔ رزق کے حصول کے لیے وہ اپنے آپ کو ایسے امور میں داخل کردے گا جن میں اس کے لیے ہلاکت ہوگی۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب میری امت میں تکبر پیدا ہوگا اور فارس وروم کے بیٹے اس کے خادم ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے صالحین پر ان کے شریروں کو مسلط کر دے گا۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار مدینہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا اگر میری مسجد میں صنعاء تک بھی توسیع کردی جائے گی تو پھر بھی یہ میری ہی مسجد رہے گی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ علامہ زرکشی ''احکام المساجد'' میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر یہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ کیونکہ یہ اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ عنقریب آپ ﷺ کی مسجد میں وسعت کردی جائے گی اور اسے آپ ﷺ کے عہد مبارک سے کھلا کردیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی کو وسیع کیا گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسے وسعت دی گئی پھر مختلف ادوار میں اس میں توسیع ہوتی رہی۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ایک ایسا وقت آئے گا جس میں لوگ مال کے حرام یا حلال ہونے کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ نہ کرلیں گے ان کا دعویٰ بھی ایک ہوگا۔

امام احمد اور بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی حتی کہ یہ کمینے کے بیٹے کمینے کو مل جائے گی۔

جس میں وہ ایک میری پوری امت کی مثل ہوگا۔ اور زید وہ شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے پہلے جنت میں جائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ولید بن عقبہ گورنر کوفہ بنا تو اس نے ایک شخص کو اپنے پاس بٹھایا تاکہ وہ جادو کرکے لوگوں کو دکھادے کہ وہ زندہ بھی کرسکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے۔ حضرت جندب تلوار لے کر آئے اور اسے جادوگر کی گردن پر مار کر فرمایا اب اپنے آپ کو زندہ کرو۔ حضرت زید بن صوحان کا ہاتھ جنگ قادسیہ میں کاٹا گیا اور جنگ جمل کے دن شہید ہوگئے۔

ابن سعد نے عبید بن لاحق سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات رحمت عالمیان ﷺ ایک سفر پر تھے۔ ایک شخص اپنی سواری سے اترا اور رجز پڑھنے لگا۔ پھر دوسرا شخص بھی اپنی سواری سے اتر کر رجز پڑھنے لگا۔ پھر رسول مکرم ﷺ بھی صحابہ کرام کو تسلی دینے کے لیے اپنی سواری سے نیچے تشریف لے آئے۔ آپ فرمانے لگے جندب کی کیا شان ہے اور زید اقطع الخیر ہے۔ پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہوئے۔ صحابہ کرام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں شخص اسی امت میں سے ہوں گے۔ ان میں سے ایک شخص ایک ایسی ضرب لگائے گا۔ جس سے وہ حق و باطل میں فرق کردے گا۔ دوسرے شخص کا ہاتھ اللہ کے راستہ میں کٹ جائے گا اس کا باقی جسم بعد میں جنت میں جائے گا۔ حضرت اجلح فرماتے ہیں حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے اس جادوگر کو قتل کردیا جو ولید بن عقبہ کے پاس رہتا تھا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جنگ جلولاء کے دن کٹ گیا اور جنگ جمل کے دن آپ شہید ہوئے۔

حاکم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ کوفہ کے امیر نے ایک جادوگر کو بلایا جو لوگوں کے سامنے کھیل تماشا کیا کرتا تھا۔ جب حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ تلوار لے کر آئے اور جادوگر پر حملہ کردیا آپ کا یہ عمل دیکھ کر لوگ ڈر گئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! نہ ڈرو میں تو صرف جادوگر کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

ابن عساکر نے حضرت حارث اعور رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ زید الخیر کا تذکرہ فرماتے تھے تو اس سے مراد حضرت زید بن صوحان ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب تابعین میں سے ایک شخص ہوگا وہ زید الخیر ہوگا۔ اس کے کچھ اعضاء اس کی وفات کے بیس سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔ ان کا بایاں ہاتھ کٹ گیا اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے پھر جنگ جمل کے دن شہید ہوگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت سے قبل فرمایا میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں وہ آسمان سے نکل کر مجھے آنے کے لئے اشارہ کررہا ہے۔ میں اب اس ہاتھ کے پاس جانے والا ہوں۔

ابویعلیٰ، ابن مندہ اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جسے اس سے خوشی حاصل ہوتی ہو کہ وہ ایک ایسے جنتی شخص کو دیکھے جس کے کچھ اعضاء اس سے پہلے جنت میں جائیں گے تو وہ حضرت زید بن صوحان کو دیکھ لے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ حضرت زید بن صوحان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ کیا

رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یہ واقعہ یزید کے دور حکومت میں رونما ہوا۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ واقعہ حرہ بروز بدھ ستائیس ذی الحجہ ۶۳ ہجری کو پیش آیا۔

مدینہ طیبہ کا طاعون سے محفوظ ہونے کی خبر

امام احمد نے معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ عنقریب تم سرزمین شام کی طرف جاؤ گے۔ اسے تمہارے لیے مغلوب کر دیا جائے گا۔ وہاں ایک بیماری پھیلے گی جو گلٹی کی طرح ہوگی۔ وہ گوشت کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگی۔ اس بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں مرتبہ شہادت پر فائز فرمائے گا اور تمہارے اعمال کو پاک کرے گا۔

الطبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم ایک منزل پر فروکش ہو گے۔ جس کا نام جابیہ ہے۔ وہاں تمہیں ایک بیماری لگ جائے گی۔ جو اونٹ کی غدود کی طرح ہوگی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو رتبہ شہادت سے سرفراز فرمائے گا اور تمہارے اعمال پاک کر دے گا۔

حاکم وغیرہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت طعن (نیزے) اور طاعون سے ہلاک ہوگی، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہم طعن کو تو جانتے ہیں۔ لیکن ہم طاعون سے آشنا نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ طاعون ان جنات کا کانٹا ہے جو تمہارے دشمن ہیں۔ طعن (نیزے) اور طاعون دونوں سے مرنے والا شہید ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا، مدینہ طیبہ کے دروازوں پر ملائکہ مقرر ہیں وہ یہاں نہ تو طاعون کو آنے دیتے ہیں اور نہ ہی دجال کو آنے دیں گے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کا نہ جانا یہ نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ کیونکہ تمام اطباء مل کر بھی ایک شہر کو کیا ایک گاؤں کو بھی طاعون سے محفوظ نہیں کر سکتے۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کے نہ پھیلنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس بیماری سے نجات کی دعا فرمائی تھی اور اپنے صحابہ کرام کو خبر دی تھی کہ یہ بیماری مدینہ طیبہ میں نہیں پھیلے گی۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹۱۳ھ میں ہوا۔ لیکن آج ۱۳۱۶ھ ہے۔ ہم نے آج تک نہیں سنا کہ مدینہ طیبہ میں طاعون کی وباء پھیلی ہو یہ سب کچھ سرور دو عالم شفیع معظم ﷺ کی برکت کی وجہ سے ہے۔

حضرت زید بن صوحان اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما کے متعلق پیش گوئی

ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ایک سفر پر رواں دواں تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے۔ جندب! کیا شان ہے جندب کی، زید، زید تو اقطع الخیر ہے۔ جب صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے اس فرمان کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جندب ایک ایسی چوٹ لگائے گا۔

گا کہ اس کے بعد کوئی اور شخص اتنا عمدہ قرآن پاک نہیں پڑھ سکے گا۔ نافع بن یزید فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اس شخص سے مراد محمد بن کعب القرظی ہیں۔ کاہنوں سے مراد دو قبیلے قریظہ اور نضیر ہیں۔

امام بیہقی نے عون بن عبداللہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو تاویل قرآن کو قرظی سے زیادہ جانتا ہو۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس یمن کا ایک شخص آئے گا۔ اب اس کے پاس اس کی والدہ ہی ہے۔ اس شخص کے جسم پر برص کے داغ تھے۔ اس نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ اس کے داغ کو ختم کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے داغ مٹا دیئے صرف ایک درہم جتنا داغ باقی رہ گیا۔ اس کا نام اویس ہے تم میں سے جو شخص اس سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ اس سے بخشش کی دعا کروائے۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تابعین میں سے ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ وہ قرن کا رہائشی ہوگا اس کے جسم پر برص کے داغ ظاہر ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ان داغوں کے ختم ہونے کی دعا مانگیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے داغ کو مٹا دے گا۔ وہ عرض کرے گا مولا! میرے جسم پر اتنا داغ رہنے دے جسے دیکھ کر میں تیری نعمت کو یاد کرسکوں اس کے جسم پر درہم جتنا داغ باقی رہے گا۔ تم میں سے جو شخص اسے پالے اس سے بخشش کی دعا کروائے۔

ابن سعد اور حاکم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنگ صفین کے دن شام کے ایک شخص نے پکارا کیا تم میں اویس قرنی موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں موجود ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اویس قرنی تابعین میں سے بہترین ہے۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور اس لشکر میں شامل ہو گئے۔

ابن سعد اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے کیسے بخشش کی دعا کروں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے ساتھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ تابعین میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی ہوگا۔

سید احمد دحلان سیرۃ نبویہ میں فرماتے ہیں۔ وہ غیب کی خبریں جن کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے روایت کیا ہے اس روایت سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان آشکار ہوتی ہے وہ اپنی والدہ کی خدمت میں مصروفیت کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں حاضر نہ ہو سکے۔ حالانکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تمہارے پاس اویس قرنی آئے گا وہ یمن کی فوج کے ساتھ ہوگا۔ اس کا تعلق بنو قرن سے ہوگا۔ اسے برص کے داغوں سے نجات مل جائے گی لیکن اس کے جسم پر

آپ صحابی تھے یا نہیں۔ علامہ ابن حجر نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ وہ مخضرمی تھے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس تو پایا تھا۔ لیکن وہ آپ ﷺ کا دیدار نہ کر سکے تھے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ایک مردہ میرے بعد کلام کرے گا

الطبرانی نے اوسط میں جید سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک شخص مرنے کے بعد گفتگو کرے گا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ربعی بن خراش سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا بھائی ربیع انتقال کر گیا۔ وہ گرم دنوں میں ہم سب سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔ وہ ٹھنڈی راتوں میں ہم سب سے زیادہ قیام کرتا تھا۔ میں نے اسے چادر سے ڈھانپا تو وہ مسکرانے لگا میں نے کہا اے میرے بھائی کیا تو مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے تو اپنے رب سے ملاقات کی ہے اس نے میرے ساتھ روح وریحان کے ساتھ ملاقات کی ہے۔ جب میں نے اپنے مولا سے ملاقات کی تو وہ مجھ سے راضی تھا۔ میں نے کہا اے میرے محترم بھائی! آخرت کیسی ہے اس نے کہا تمہارے گمان سے زیادہ آسان ہے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ واقعہ ذکر کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''ربعی نے سچ کہا ہے میں نے رسول مکرم ﷺ نے سنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا ایک امتی مرنے کے بعد گفتگو کرے گا وہ تابعین میں سے بہترین ہوگا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی کئی اسناد ہیں۔ میں نے اپنی کتاب ''البرزخ'' میں ان روایات کو جمع کیا ہے۔ جن میں مردوں کے کلام کرنے کا تذکرہ ہے۔

حضرت صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کی شفاعت کا تذکرہ

ابن سعد، امام بیہقی اور ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام صلہ بن اشیم ہوگا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے شخص جنت میں جائیں۔

وہب بن منبہ اور غیلان القدری کے متعلق خبر

ابن عدی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام وہب ہوگا اللہ تعالیٰ اسے حکمت و دانائی عطا فرمائے گا۔ ایک اور شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ لوگوں کے لیے ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں غیلان القدری کی طرف اشارہ ہے۔

محمد بن کعب القرظی کے متعلق پیشین گوئی

امام بیہقی اور ابن سعد نے ابو بردہ الظفری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دو کاہنوں میں سے ایک ایسے شخص کا ظہور ہوگا جو قرآن پاک کو اتنے خوبصورت انداز سے پڑھے

اس کے بعد دیکھ سکیں گے۔ میں نے کھانے اور لباس کو کیا کرنا ہے۔ پھر وہ اپنی عبادت میں مشغول ہوگئے۔
صحیح احادیث میں ہے کہ اویس قرنی بہترین تابعی ہیں۔

عذراء کے مقتولین کے متعلق غیبی خبر

یعقوب بن سفیان، امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابو الاسود سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ نے عذراء حجر کے لوگوں کو کیوں قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کے قتل میں امت کی بہتری اور ان کی زندگی میں امت کے فساد کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عنقریب عذراء کے مقام پر ایسے لوگ قتل ہوں گے۔ جن کے قتل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اہل آسمان ناراض ہوں گے۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا اے اہل عراق! عنقریب تم میں سے سات افراد عذراء کے مقام پر قتل ہوں گے۔ وہ اصحاب اخدود کی طرح ہوں گے۔ اس کے بعد حجر اور ان کے ساتھی قتل ہوئے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضور ﷺ سے سن کر ہی ارشاد فرمائی ہوگی۔

مدینہ طیبہ کے عالم حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگ علم کی جستجو میں اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے۔ لیکن انہیں مدینہ طیبہ کے عالم سے زیادہ اہل علم نہیں ملے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

قریش کے عالم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیشین گوئی

طیالسی اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قریش کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو کیونکہ ان کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔ امام احمد وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس عالم سے مراد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کیونکہ کسی عالم (خواہ اس کا تعلق صحابہ کرام سے ہو یا کسی اور گروہ سے) کا علم روئے زمین پر اتنا نہیں پھیلا جتنا علم حضرت امام شافعی کا پھیلا ہے۔

امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اختلاف کی خبر

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ لیکن میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ لیکن اس امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے اور

ایک درہم جتنا داغ باقی رہے گا۔تم میں سے جو شخص اسے ملے وہ اس سے مغفرت کی دعا کروائے۔حضور اکرم ﷺ نے حضرت اویس قرنی کا حلیہ اس طرح بیان کیا تھا۔ان کی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے،ان کے بال سفید ہوں گے، کندھوں کے درمیان جگہ چوڑی ہوگی،ان کا رنگ گورا اور گردن نیچے جھکی ہوئی ہوگی،ان کی نظر سجدہ کی جگہ پر ہوگی وہ اپنے نفس کی وجہ سے گریہ بار ہوں گے،وہ چیتھڑوں میں ملبوس ہوں گے،کوئی شخص ان کی خبر گیری کرنے والا نہیں ہوگا اور اہل زمین میں وہ معروف نہیں ہوں گے لیکن اہل آسمان میں وہ مشہور ہوں گے۔اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے گا۔ان کے بائیں کندھے کے نیچے ایک داغ ہوگا۔جب قیامت کے دن لوگوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو حضرت اویس قرنی سے کہا جائے گا۔رک جاؤ اور شفاعت کرو۔وہ شفاعت کریں گے۔اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول فرمائیں گے اور ان کی شفاعت سے بنو ربیعہ اور بنو مضر جتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! اے علی! اگر تم ان سے ملاقات کرو تو انہیں مغفرت کی دعا کے لیے کہنا۔حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دس سال تک حضرت اویس قرنی کو ڈھونڈتے رہے۔لیکن وہ ان سے ملاقات نہ کر سکے جب وہ سال آیا جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوہ ابی قبیس پر چڑھے اور آواز دی اے اہل یمن! کیا تم میں اویس قرنی موجود ہیں۔اس محفل سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا ہم اویس کو نہیں جانتے لیکن میرا ایک گمنام سا بھائی ہے۔لیکن وہ اس قابل نہیں کہ آپ کے پاس اس کا تذکرہ کیا جائے وہ ہمارے اونٹوں کو چراتا ہے۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ تمہارا بھائی کہاں ہے اس بزرگ نے جواب دیا وہ اراک عرفات میں ہے۔حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ان کی طرف روانہ ہوئے۔انہوں نے حضرت اویس قرنی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ادائیگی نماز میں مشغول تھے۔انہوں نے ان کو سلام دیا اور پوچھا آپ کون ہیں۔انہوں نے کہا میں اونٹوں کو اجرت پر چرانے والا ہوں۔انہوں نے فرمایا اس استفسار سے ہماری مراد یہ نہیں ہم تو آپ کا نام پوچھ رہے ہیں۔انہوں نے کہا میرا نام عبداللہ ہے۔انہوں نے کہا ہم سب اللہ ہی کے بندے ہیں ہم آپ سے اس نام کے متعلق پوچھ رہے ہے جسے آپ کی والدہ نے رکھا ہے۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔انہوں نے حضور ﷺ کا فرمان انہیں سنایا اور ان سے کہا کہ ہمیں وہ سفید داغ دکھائیں جو آپ کے بائیں کندھے کے نیچے ہے تاکہ ہمیں آپ کی مخصوص علامت کا علم ہو جائے۔ جب اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھے سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے اس داغ کو دیکھا۔وہ داغ بالکل اسی طرح تھا جس طرح رسول مکرم ﷺ نے انہیں فرمایا تھا۔انہوں نے حضرت اویس قرنی سے التجاء کی جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا۔پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ان کے متعلق جان کر حضرت اویس قرنی کھڑے ہو گئے۔ان کی تعظیم بجا لائے اور انہیں سلام کیا اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں امت محمدیہ کی جانب سے بہتر جزا دے۔پھر انہوں نے ان کے لیے بخشش کی دعا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تم پر رحم کرے اسی جگہ ٹھہرو تاکہ میں تمہارے لیے کھانے اور لباس کا بندوبست کر سکوں۔حضرت اویس قرنی نے کہا میرا کوئی وعدہ نہیں ہے نہ ہی آپ مجھے

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایاہاں! عنقریب شام فتح ہو جائے گا۔اس کی فتح کے بعد فتنوں کا ظہور ہوگا۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے اور ٹھیک ٹھیک ان کی پیروی کرو گے۔اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہو گا تم بھی وہاں داخل ہو گے۔آپ ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا پہلی اقوام سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟

شیخ ابراہیم العزیزی''جامع صغیر'' کی شرح میں حضور ﷺ کے فرمان، کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، کی تشریح میں لکھتے ہیں۔یہ خبر دینا بھی نبی آخر الزمان ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے غیب کی خبر دی پھر یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔علامہ علقمی فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگ کہتے تھے کہ امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر التمیمی نے اس حدیث کی شرح میں ایک کتاب رقم کی جس میں انہوں نے لکھا ہے علماء کرام جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مذمومہ فرقوں سے مراد فقہ کے فروعی مسائل میں اختلاف کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اہل حق کے ساتھ توحید، تقدیر، شروط نبوت ورسالت اور موالات صحابہ جیسے بنیادی مسائل میں اختلاف کیا۔کیونکہ ان مسائل میں اختلاف کرنے والے لوگ ایک دوسرے کو کافر و فاسق کہتے تھے۔جبکہ فقہ کے فروعی مسائل میں اختلاف والے ایک دوسرے پر فسق کا فتویٰ نہیں لگاتے۔اس لیے اس حدیث کی تاویل امت کے اس اختلاف کی طرف جائے گی۔

بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کی زندگی میں ہی پہلا اختلاف رونما ہو چکا تھا۔پھر بعد میں کئی فرقوں کا ظہور ہوتا رہا حتی کہ ان کی تعداد بہتر ہو گئی اور تہترواں فرقہ اہل السنت والجماعت ہے۔یہی فرقہ نجات حاصل کرنے والا ہے۔بنیادی چھ فرقے یہ ہیں۔

(۱) حروریہ (۲) قدریہ (۳) جہمیہ

(۴) مرجئہ (۵) رافضہ (۶) جبریہ

پھر ان میں سے ہر فرقہ بارہ فرقوں میں منقسم ہے۔اس طرح یہ بہتر فرقے بن جاتے ہیں۔

ابن ارسلان کہتے ہیں۔اس کی تفصیل میں کہا گیا ہے کہ

روافض......بیس فرقے، خوارج......بیس فرقے، قدریہ......بیس فرقے، مرجئہ......چھ فرقے، نجاریہ......ایک فرقہ، جہمیہ......ایک فرقہ اور کرامیہ......تین فرقے

قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔یہ اختلاف جس کا ذکر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔نبی مکرم ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا۔اور نہ ہی یہ اختلاف حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھا۔بلکہ یہ اختلاف تو کئی سال گذر جانے، صحابہ کرام کے انتقال فرما جانے، تابعین سات فقہاء مدینہ اور جید علماء کرام کے انتقال فرما جانے کے بعد رونما ہوا۔ان کے وصال سے علم ختم ہو گیا اور قلیل تعداد میں علماء کرام باقی رہ گئے۔ان ہی علماء کا تعلق فرقہ

وہ فرقہ ''جماعت'' ہے۔ میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے ساتھ خواہشات اس طرح متصل ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک کے ساتھ رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کی ہر ہر رگ اور ہر ہر عضو میں خواہشات شامل ہوں گی۔

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شہر یار مدینہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں بھی بالکل وہی حالات پیدا ہوں گے۔ جو حالات بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے۔ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ نکاح کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا ہو کر رہے گا۔ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹے تھے۔ لیکن میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقے جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر گامزن ہوگا وہ نجات پا جائے گا۔

حاکم نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حبیب مکرم ﷺ نے فرمایا تم پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے۔

بزار اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تم بھی اپنے سے ماقبل امتوں کی پوری پوری پیروی کرو گے اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں داخل ہوگا تو تم بھی ایسا ہی کرو گے اور اگر کسی نے اپنی ماں سے بدکاری کی ہوگی تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔

الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تمہارے حالات بھی بنی اسرائیل کی طرح ہو جائیں گے۔ تم پوری طرح ان کی پیروی کرو گے۔ جو چیز ان میں رونما ہوئی تھی وہ تم میں بھی ظہور پذیر ہو گی، حتی کہ ایک قوم کے پاس سے ایک عورت گذرے گی ان میں سے ایک شخص اس عورت کی طرف جائے گا اور اس سے بدکاری کرے گا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف آ جائے گا۔ اس کے ساتھی اسے دیکھ کر ہنسیں گے اور وہ اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر مسکرائے گا۔

الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ مستورد بن شداد سے روایت کیا ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا یہ امت پہلی امتوں کے طریقوں کو ترک نہیں کرے گی بلکہ ان پر عمل پیرا ہوگی۔ الطبرانی نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ شفیع معظم ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب یہ امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی۔ ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی تمام فرقے آگ کا ایندھن بنیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایسا کب ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب پولیس (شرطوں) کی کثرت ہو جائے گی۔ لونڈیاں مالک بن جائیں گی، جاہل منبروں پر بیٹھیں گے، قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا، مساجد کی آرائش کی جائے گی، مال غنیمت کو ذاتی دولت اور زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا، امانت کو غنیمت جانا جائے گا، دینی تعلیم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نہیں ہوگی، مرد اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے والد کو اپنے آپ سے دور کر دے گا، اس امت کے بعد میں آنے والے پہلوں پر لعنت کیں گے، فاسق شخص قبیلے کا سردار ہوگا، لوگ پریشان ہو کر شام کی طرف جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی کیا شام فتح ہو جائے گا؟ آپ علیہ

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں اختلاف کے وقت ان سے ایک گروہ کا ظہور ہوگا۔ جو گروہ اس فرقہ سے جہاد کرے گا۔ وہ حق کے قریب تر ہوگا۔

امام مسلم نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہروان کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی تلاشی لو کیا یہ وہی قوم ہے۔ جس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا ان میں ایک ایسا شخص بھی ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا۔ ہم نے اس قوم کی تلاشی لی جب ہم نے مطلوبہ شخص کو ڈھونڈ لیا تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی آپ رضی اللہ عنہ اس کے سر کے اوپر کھڑے ہوگئے اور تین مرتبہ فرمایا ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' آپ نے فرمایا اگر مجھے تمہارے تکبر میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اس اجر سے ضرور آگاہ کرتا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی زبان اقدس سے ان لوگوں کے لیے بیان کیا تھا جو اس گروہ کے خلاف جہاد کرے گا۔ میں نے کہا کیا آپ نے واقعی رسول مکرم ﷺ کو ایسے فرماتے ہوئے سنا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا رب کعبہ کی قسم! میں نے واقعی آپ ﷺ سے سنا تھا۔

حاکم نے سعید بن جمہان سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا آپ کے والد کو کیا ہوا۔ انہوں نے کہا انہیں ازارقہ نے شہید کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ازارقہ پر لعنت کرے۔ رسول مکرم ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا تھا کہ وہ جہنم کے کتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے پاس ایک شخص کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے جہاد میں اس کی قوت اور عبادت میں اس کی توانائی کا ذکر کیا۔ اسی اثناء میں وہ شخص بھی ان کے پاس آ گیا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کا داغ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ رسول مکرم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو دل میں یہ کہتا ہے کہ اس قوم میں مجھ سے بہتر کوئی نہیں اس نے کہا ہاں میں یہ سوچتا ہوں۔ پھر اس نے مسجد میں ایک خط کھینچا اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو اسے جا کر قتل کر دے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کو قتل کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا وہ واپس آ گئے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا۔ اس لیے میں خوفزدہ ہو گیا کہ میں ایسے انسان کو قتل کروں نبی مکرم ﷺ نے دوسری مرتبہ فرمایا کون ہے جو اس شخص کو قتل کر دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے لیکن ان کے ساتھ بھی وہی واقعہ پیش آیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسے قتل کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اسے پا لیا تو تم اسے قتل کر دو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اس جگہ پہنچے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ واپس آ گئے رسول مکرم ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا پہلا سینگ ہے جو میری امت سے ظاہر ہوگا۔ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کبھی بھی دو حصوں میں منقسم نہ ہوتی۔

ناجیہ سے ہے۔ ان کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی ہے۔ پھر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ان تہتر فرقوں کی بنیاد دس فرقے ہیں۔

(۱) اہل سنت (۲) خوارج (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجئہ

(۶) مشبہ (۷) جہمیہ (۸) ضراریہ (۹) نجاریہ (۱۰) کلابیہ

اہلسنت کا ایک ہی گروہ ہے۔ خوارج کے پندرہ، معتزلہ کے چھ، مرجئہ کے بارہ، شیعہ کے بتیس، جہمیہ کا ایک، نجاریہ کا ایک، ضراریہ کا ایک اور کلابیہ کا بھی ایک گروہ ہے اور مشبہ کے تین گروہ ہیں یہ کل تہتر فرقے بنتے ہیں۔ نجات پانے والا فرقہ اہلسنت والجماعت ہے۔ پھر حضرت غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام فرقوں کے نام اور ان کے عقائد تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ اسی طرح شہرستانی کی کتب ملل اور نحل میں بھی ان کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا خوارج کے متعلق پیش گوئی کرنا

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ نبی مکرم ﷺ مال تقسیم فرما رہے تھے آپ ﷺ کے پاس ذوالخویصرہ آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عدل فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔ اگر میں نے عدل نہ کیا تو خائب و خاسر ہوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس کے ساتھی ایسے ہوں گے جن کے روزوں اور نمازوں کے سامنے تم اپنے روزوں اور نمازوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی ایک ایسا شخص ہوگا جس کی رنگت سیاہ ہوگی۔ اس کے ایک بازو پر عورت کے پستان کی طرح گوشت لٹک رہا ہوگا۔ وہ لوگوں میں سے بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے خلاف جہاد کیا ہے۔ انہوں نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کو ڈھونڈ کر لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس شخص میں وہ تمام علامات پائی جاتی تھیں جنہیں نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔

ابویعلیٰ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے انہوں نے اضافہ کیا ہے کہ جب اس شخص کو مولا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا تم میں سے اس شخص کو کون جانتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی ماں بھی ادھر ہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی ماں کو بلایا اور فرمایا یہ کس کا بیٹا ہے اس نے کہا میں نہیں جانتی میں زمانہ جاہلیت میں زبدہ کے مقام پر بکریاں چرا رہی تھی کہ مجھ پر تاریک شے چھا گئی۔ اس کے بعد میں اس سے حاملہ ہوئی اور اسے جنم دیا۔

دامن دین کو مضبوطی سے تھامے رکھے گی۔ حتیٰ کہ وہ تقدیر کو جھٹلائے گی۔ اس وقت وہ ہلاک ہو جائے گا۔

فتنۂ انکار حدیث کی خبر

امام بیہقی نے مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا سن لو! مجھے کتاب الٰہی اور اس کے مثل (حدیث) بھی عطا کیا گیا ہے۔ عنقریب ایک شکم سیر شخص تکیے سے ٹیک لگا کر کہے گا کہ تم پر صرف قرآنی احکام پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ جو اس کتاب میں حلال دیکھو اسے حلال جانو اور جو حرام دیکھو اسے حرام سمجھو۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی ایک شخص کو نہ پائے جو تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا ہو جب اس کے پاس میرا کوئی حکم یا نہی پہنچے تو وہ کہے ہم اسے نہیں جانتے ہم تو صرف اسے جانتے ہیں۔ جو ہم قرآن میں پاتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبی محترم ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا: ''هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ (ال عمران: ۷)'' وہی ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں''۔

پھر فرمایا اگر تم ایسے شخص کو دیکھو جو متشابہ چیزوں کی پیروی کر رہا ہو تو سمجھ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کا ذکر کیا ہے۔ اس سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

امام بیہقی نے اس روایت کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ ''جب تم جھگڑا کرنے والے کو دیکھو'' ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے جس خواہشات نفسانی کے غلام کو بھی دیکھا ہے۔ وہ متشابہ آیات میں جھگڑا کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا پولیس کے متعلق خبر دینا

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو عنقریب تم ایسی قوم دیکھو گے۔ جس کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کے ڈنڈے ہوں گے وہ صبح بھی اللہ کی ناراضگی میں اور شام بھی اللہ کی ناراضگی میں کریں گے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو گروہ آگ میں جائیں گے۔

(ا) ایسے لوگ جن کے پاس گائے کی دم کی طرح کے ڈنڈے ہوں گے وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔

(اا) وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی عریاں ہوں گی، جو خود گناہ گار ہوں گی اور دوسروں کو گناہ کی طرف مائل کریں گی۔ ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں عورتوں سے مراد عراقی گلوکارائیں ہیں جنہوں نے اپنے سروں پر رومال باندھ کر اوپر دوپٹے اوڑھ رکھے ہوتے ہیں۔

رافضہ، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کے متعلق غیب کی خبر دینا

عبد اللہ ابن احمد نے زوائد المسند میں، بزار، ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے۔ یہودیوں نے ان سے بغض کیا حتی کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا اور عیسائی ان کی محبت میں اتنا غلو کر گئے کہ انہیں مرتبہ الوہیت تک پہنچا دیا۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میری وجہ سے دو شخص ہلاک ہوں گے۔

(۱) مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنے والا حتی کہ وہ مجھ سے ان چیزوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں۔

(۲) مجھ سے بغض رکھنے والا، اس کا بغض اس کو برانگیختہ کرے گا کہ وہ مجھ پر تہمت لگائے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک ایسا گروہ ہوگا۔ جسے رافضہ کہا جائے گا۔ وہ اسلام کو ترک کر دیں گے۔

الطبرانی نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث کیا اس کی امت میں جبریہ اور قدریہ تھے جو امت کے معاملہ میں اضطراب پیدا کرتے ہیں۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی الحرمین ﷺ نے فرمایا قدریہ اور مرجیہ اس امت کے آتش پرست ہیں۔

الطبرانی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں دو ایسے گروہ ہیں۔ جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ (۱) قدریہ (۲) مرجیہ

الطبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو میرے بعد زندہ رہے گا اور تو ایسی قوم کو پائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلائے گی۔ جب تو ایسی قوم سے ملے تو ان سے برآءت کا اظہار کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا عنقریب اس امت میں مسخ ہوگا۔ وہ مسخ تقدیر کو جھٹلانے والوں اور زنادقہ میں ہوگا۔

بزار اور الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تقدیر میں بحث و تکرار اس امت کے شریر لوگوں کے لیے مؤخر کر دیا گیا ہے۔

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں مسخ اور قذف ہوگا یہ مسخ اور قذف زنادقہ میں ہوگا۔

الطبرانی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت

دے گا۔

بغداد کی تعمیر کی خبر

ابونعیم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجلہ، دجیل، صراۃ اور قطربل کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا۔ جس میں زمین کے جابر حکمران جمع ہوں گے۔ زمین کا خراج اس کی طرف آئے گا۔ وہ شہر دھنسنے میں شورزدہ زمین سے زیادہ تیز ہوگا۔

ابونعیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دو دریاؤں کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا۔ روئے زمین کے خزانے اس کی طرف آئیں گے۔ مخلوق خدا میں سے شریر ترین لوگ اس میں رہیں گے۔ تلوار کے ساتھ عذاب دینے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ یہ شہر دوسری صدی میں تعمیر ہوا۔ ساتویں صدی میں تاتاری اس پر تلوار کا عذاب بن کر مسلط ہوئے ان کا زمین میں دھنسنا ابھی باقی ہے۔

کوفہ اور بصرہ کے متعلق غیب کی خبریں

ابونعیم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میں ایک ایسی زمین سے آشنا ہوں۔ جس کا نام بصرہ ہے۔ وہ قبلہ کے لحاظ سے بالکل درست ہے۔ وہاں مساجد کی کثرت ہوگی۔ وہاں مؤذن کثیر ہوں گے۔ اس شہر سے اتنے مصائب دور کیے جائیں گے اتنے مصائب کسی اور شہر سے دور نہیں کیے جائیں گے۔

عبداللہ بن امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل کوفہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا عنقریب ان پر بہت زیادہ مصائب نازل ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اہل بصرہ کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا وہ شہر قبلہ کے لحاظ سے تمام شہروں سے درست ہے۔ وہاں مؤذن بہت زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ناپسندیدہ چیزوں سے دور فرمائے گا۔

ابونعیم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے لیے تین شہر ہوں گے۔ ایک شہر وہاں ہوگا جہاں دو سمندر ملتے ہیں ایک شہر جیزہ کے مقام پر اور ایک شہر شام میں ہوگا۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تم بہت سے شہروں کو بساؤ گے۔ ان شہروں میں سے ایک شہر کا نام بصرہ ہوگا۔ وہاں خسف اور مسخ ہوگا۔

حجاج بن یوسف اور مختار بن عبید الثقفی کے متعلق خبر

امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حجاج سے فرمایا میں نے رسول مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور ظالم سے مراد تمہاری ہی ذات ہے۔ کذاب سے مراد مختار بن عبید ہے۔

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آنے والا ان کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ اہل عراق نے اپنے امام پر پتھر برسائے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے۔ نماز ادا فرمائی پھر یوں دعا گو ہوئے۔ اے مولا! انہوں نے میرے مسئلہ کو الجھا دیا ہے۔ تو ان کے مسئلہ کو الجھا دے اور اس ثقفی لڑکے کو ان پر جلدی مسلط کر جو زمانہ جاہلیت جیسے فیصلے ان پر نافذ کرے جوان کے محسن کی کوئی بات نہ سنے اور ان کے گناہ گار سے درگذر نہ کرے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی اس وقت حجاج ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ ابوالیمان کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ حجاج کا ظہور ضرور ہوگا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عذاب کے جلد نازل ہونے کی دعا فرمائی جوان کی تقدیر میں لکھا جا چکا تھا۔

امام احمد، بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کے لیے یوں بددعا فرمائی۔ اے میرے مالک! جس طرح کہ میں نے ان کے ساتھ امانت کا اظہار کیا انہوں نے مجھ سے خیانت کی۔ میں نے ان کے لیے خلوص کا اظہار کیا انہوں نے میرے ساتھ فریب کیا۔ تو ان پر ثقفی نوجوان کو مسلط فرما جو ظالم اور متکبر ہوگا۔ جوان کی شادابی کو کھا جائے گا۔ ان کی عمدہ پوشاکیں پہن لے گا اور ان کے درمیان جاہلیت کی طرح فیصلہ کرے گا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دعا فرمائی اس وقت تک حجاج پیدا نہیں ہوا تھا۔

امام بیہقی نے مالک بن اوس سے روایت کیا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جوان ہوگا، تکبر کی وجہ سے اس کا دامن طویل ہوگا، وہ اہل مصر کا امیر ہوگا، وہ اس کے لباس پہنے گا۔ اس کی شادابی ختم کر دے گا، وہ معزز لوگوں کو قتل کر دے گا اور اس سے لوگوں کا خوف زیادہ ہو جائے گا۔

امام بیہقی نے حضرت صہیب بن ابی ثابت سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک آدمی سے فرمایا تو اس وقت تک نہیں مرے گا حتی کہ تو ایک ثقفی نوجوان سے ملاقات نہ کر لے گا۔ آپ سے عرض کی گئی کہ ثقفی نوجوان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے بروز حشر کہا جائے گا کہ جہنم کے زاویوں میں سے ایک زاویہ کو منتخب کر لے۔ وہ بیس سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ حکومت کرے گا۔ وہ ہر قسم کی معصیت کا ارتکاب کرے گا۔ صرف ایک گناہ کا ارتکاب نہ کر سکے گا۔ اس کے اور اس گناہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہوگا۔ وہ اس دروازے کو توڑ کر اس گناہ کا مرتکب ہوگا۔ وہ نافرمان اور مطیع دونوں کو قتل کر

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں نے خواب میں ایک عورت دیکھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ مدینہ منورہ سے نکل کر جحفہ کی طرف چلی گئی۔ میں نے اسکی تعبیر یہ کی ہے کہ مدینہ منورہ کی وبا جحفہ کی طرف منتقل ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے کھجوروں والی زمین کی طرف جا رہا ہوں مجھے گمان ہوا کہ وہ زمین شاید یمامہ یا ہجر کی ہو۔ لیکن وہ زمین تو مدینہ طیبہ کی تھی۔

ابونعیم نے کندہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ کھجوروں والے اور ڈھیلے والے لوگ آپ ﷺ کی مدد کر رہے ہیں۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں عقبہ بن رافع کے گھر میں ہوں۔ میرے پاس ابن طاب کی تر کھجوریں لائی گئیں۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ ہمیں دنیا میں رفعت نصیب ہوگی اور آخرت میں ہمیں عاقبت نصیب ہوگی اور ہمارا دین پھلے پھولے گا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنی خالہ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات سرور دو عالم ﷺ استراحت فرما ہوئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھ پر میری امت کے ایسے لوگ پیش کیے گئے جو جہاد کے لیے سمندر کے وسط میں سفر کریں گے وہ اس طرح نظر آئیں گے جس طرح بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے ہوں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ استراحت فرما ہو گئے۔ خواب میں پھر وہی منظر دیکھا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے مجھے وہی جواب ارشاد فرمایا میں نے عرض کی آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان میں سے پہلے دستے میں ہو۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے ساتھ اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوئیں جس کے امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ سمندر پر رواں دواں ہوئے۔ جب لشکر اسلام واپس آیا تو لوگوں نے حضرت ام حرام کے لیے سواری پیش کی تا کہ آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ جب آپ سوار ہونے لگیں تو آپ نیچے گر پڑیں جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دو مرتبہ ایسے شخص کو دیکھا جس نے تجھے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھا رکھا تھا۔ وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ "یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہیں" جب میں نے ریشم کے کپڑے کو کھولا تو اس سے تم نکلیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے اور یہ بشارت پوری ہو کر رہے گی۔

امام بیہقی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اور

دوسری فصل

نبی اکرم ﷺ کے خواب اور ان کی تعبیریں

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرور دو عالم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اسی اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ میں نے انہیں اتار دیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا مجھے کہا گیا کہ انہیں پھونک سے اڑا دو میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ دو جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور ہوگا''۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ''اسی اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا تو مجھے زمین کے خزانے عطا کیے گئے۔ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن ڈالے گئے۔ میں نے انہیں دیکھ کر ناگواری کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی کہ ان دونوں کو پھونک مارو۔ میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ دونوں کنگن غائب ہو گئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ میری زندگی میں دو جھوٹے نبی نبوت کا دعویٰ کریں گے''۔ ان میں سے ایک اسود عنسی ہے۔ جس کو فیروز نے حضور ﷺ کے وصال سے ایک دن قبل واصل جہنم کیا تھا حضرت جبرائیل نے آپ ﷺ کو اس کے قتل کی خبر دی تھی۔ پھر آپ ﷺ کے وصال کے بعد یمن سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔ اور دوسرا مسیلمہ کذاب جس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قتل کیا گیا۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب مدینہ طیبہ آیا اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت سے لوگ تھے۔ وہ کہنے لگا اگر محمد (عربی ﷺ) اپنے بعد معاملہ میرے سپرد کر دیں تو میں آپ ﷺ کی اتباع کروں گا۔ اس وقت نبی مکرم ﷺ کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ آپ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا اگر تو مجھ سے یہ شاخ بھی مانگے گا تو میں تجھے نہیں دوں گا۔ یہ معاملہ تیرے سپرد نہیں ہوگا۔ اگر تو نے پیٹھ پھیری تو وہ تیری کونچیں کاٹ دے گا۔ میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ یہ ثابت بن قیس ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے۔ پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے فرمان ''میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے'' کے متعلق سوال کیا تو مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اسی اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ یہ بات مجھے ناگوار گذری۔ خواب میں ... پر وحی کی گئی کہ انہیں پھونک مارو جب میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے'' ان میں سے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

امام بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن نبی اکرم ﷺ آرام فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک میں حکم نہ دوں اس وقت تک لڑائی شروع نہ کی جائے۔ آپ ﷺ سو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو خواب میں مشرکین کم تعداد میں دکھائے اور مشرکین کی نظر میں مسلمانوں کو زیادہ تعداد میں ظاہر کیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے مشرکین کو قتل کرنے میں بڑی رغبت کا اظہار کیا۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب سپہ سالار اعظم ﷺ نے بنوثقیف کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے مکھن کا ایک بھرا ہوا پیالہ دیا گیا ایک مرغ نے پیالے میں چونچ مار کر اس کا تمام مکھن نیچے گرا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج ان پر غلبہ نہیں پایا جا سکے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔

حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ابوجہل میری بیعت کر رہا ہے۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس خواب کی ایک اور تعبیر ہوگی۔ جب عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت نبی اکرم ﷺ کے خواب کی تعبیر سامنے آئی۔

حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے ابوجہل کو خواب میں دیکھا وہ جنت کی کھجوروں کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ اس کی تعبیر یہ تھی کہ عکرمہ نے اسلام قبول کیا۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں پر ہوں اس کنویں پر ایک ڈول تھا۔ میں نے اس میں سے اتنا پانی نکالا جتنا اللہ نے چاہا پھر ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے وہ ڈول پکڑ لیا۔ انہوں نے کنویں سے پانی کے دو ڈول نکالے ان کے ڈول نکالنے میں کمزوری تھی اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو تھام لیا۔ انہوں نے اتنی تیزی سے پانی کے ڈول نکالے کہ میں نے کسی جوان کو اتنی تیزی سے ڈول نکالتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ تمام لوگوں نے اپنے اپنے حوضوں کو بھر لیا۔

اس حدیث شریف کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں اس مثال میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی عظمت کی علامات موجود ہیں۔ نیز اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ لوگ کس قدر ان سے مستفید ہوں گے۔ یہ تمام نبی اکرم ﷺ کا ہی فیض ہے کیونکہ آپ ﷺ ہی صاحب الامر ہیں۔ آپ ﷺ نے دین کو قائم کیا اور اس کی بنیادوں کو استحکام بخشا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے مرتدین کو قتل کیا ان کی جڑوں کو اکھیڑ دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ ان کے زمانہ میں اسلام کو وسعتیں نصیب ہوئیں۔

آپ ﷺ کے ارشاد، کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پانی نکالنے میں ضعف تھا۔ میں ان کی مدت خلافت کم ہونے کی

آپ ﷺ کے صحابہ کرام امن وآشتی کے ساتھ سرمنڈا کر مکہ معظمہ میں داخل ہورہے ہیں۔ جب حدیبیہ میں ہی جانوروں کو ذبح کر دیا گیا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے خواب کی تعبیر کیا نکلی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ ...... فَتْحًا قَرِيْبًا (الفتح: ۲۷)

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام حدیبیہ سے واپس آئے خیبر کو فتح کیا پھر آئندہ سال عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ آئے۔

امام احمد وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں۔ میں نے ایک گائے کو دیکھا جسے ذبح کیا جارہا تھا۔ میں نے محفوظ زرہ سے مراد مدینہ طیبہ لیا ہے اور گائے کے ذبح سے میں نے اس کا پھٹ جانا مراد لیا ہے۔ اس سے مراد وہ تکلیف تھی جو مسلمانوں کو غزوۂ احد کے دن اٹھانی پڑی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں ایک تلوار لہرائی جس سے اس کا اگلا حصہ ٹوٹ کر نیچے گر پڑا۔ اس سے مراد وہ مصیبت ہے جو غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کو اٹھانی پڑی۔ پھر میں نے دوبارہ تلوار لہرائی تو وہ تلوار پہلے کی طرح مکمل اور خوبصورت ہوگئی اس کی تعبیر مسلمانوں کی فتح اور ان کا جمع ہونا ہے۔ میں نے خواب میں ایک گائے کو دیکھا اور اس کے بعد بھلائی کو دیکھا۔ گائے سے مراد غزوۂ احد میں مسلمانوں کا شہید ہونا ہے اور بھلائی سے مراد فتوحات ہیں جو مسلمان بعد میں حاصل کریں گے۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن اپنے صحابہ سے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں میں نے اس مضبوط زرہ کی تعبیر مدینہ منورہ سے کی ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے اپنے پیچھے ایک مینڈھے کو بٹھا رکھا ہے۔ میں نے اس کی تاویل لشکر کے مینڈھے سے کی ہے۔ نیز میں نے خواب میں دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار کند ہوگئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ تمہیں نقصان اٹھانا پڑے گا۔ میں نے ایک گائے کو بھی ذبح ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم اس میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

امام احمد، حاکم، بزار اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک مینڈھے کو پیچھے بٹھا رکھا ہے۔ میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ میں قوم کے سپہ سالار کو قتل کروں گا۔ اور دھار ٹوٹنے سے مراد یہ ہے کہ میرے خاندان کا ایک شخص شہید ہوگا غزوۂ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ (کے صحابہ کرام) نے قبیلہ عبدالدار کے طلحہ کو قتل کیا۔ اس نے لشکر کفار کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا۔

امام بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ بعض علماء تلوار کے کند ہونے سے آپ ﷺ کے رخ انور کا زخمی ہونا مراد لیتے ہیں۔

نے اس خواب کی یہی تعبیر بیان کی ہے۔

ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بنوحکم میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھل رہے تھے۔ اس خواب کے بعد تاوصال نبی اکرم ﷺ نہیں مسکرائے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ آپ ﷺ کے منبر پر اچھل رہے تھے۔ آپ ﷺ کو یہ بات بڑی ناگوار گذری۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل فرمائی وہ یہ جو انہیں دیا گیا ہے وہ دنیا ہے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی۔

امام ترمذی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے خواب میں بنوامیہ کو دیکھا کہ وہ ایک ایک کر کے آپ ﷺ کے منبر پر خطبے دے رہے تھے۔ آپ ﷺ کو اس بات سے تکلیف ہوئی۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ (الکوثر:۱)

''بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد و بے حساب عطا کیا''۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ (القدر:۱ تا ۳)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے شب قدر میں۔ اور آپ کچھ جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے''۔

یعنی لیلۃ القدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن ہزار مہینوں میں بنوامیہ نے بادشاہت کی۔ القاسم ابن الفضل کہتے ہیں۔ جب ہم نے بنوامیہ کے عہد حکومت کا حساب لگایا تو وہ ایک ہزار مہینہ نکلی۔

طرف اشارہ ہے۔ اور آپ ﷺ کے فرمان، کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے میں کوئی عیب نہیں ہے۔ کیونکہ اہل عرب کا انداز تکلم تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت کافی طویل تھی، لوگوں نے اس میں خوب فائدہ اٹھایا اسلام کا دائرہ وسیع ہوا، فتوحات کثرت سے ہوئیں اور نئے شہر بسائے گئے۔

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کالی بھیڑوں کو پانی پلا رہا ہوں۔ پھر ان بھیڑوں میں کچھ خاکستری بھیڑیں بھی شامل ہوگئیں۔ کچھ دیر بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے دو ڈول پانی نکالا۔ ان میں کچھ کمزوری تھی۔ پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا۔ انہوں نے کنوئیں سے بہت سا پانی نکالا حتی کہ لوگ سیراب ہو گئے اور جانوروں نے بھی پانی پی لیا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ کالی بھیڑوں سے مراد اہل عرب ہیں۔ خاکستری بھیڑوں سے مراد تمہارے عجمی بھائی ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمزوری سے مراد آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی کم مدت کی طرف اشارہ ہے۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، آج رات ایک صالح شخص نے یہ خواب دیکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ سے وابستہ ہو گئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہو گئے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مربوط ہو گئے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بارگاہ رسالت سے واپس آئے تو ہم نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ مرد صالح سے مراد خود نبی مکرم ﷺ کی ذات مقدس ہے اور جو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط دیکھا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس دین اسلام کی اسی طرح نیابت کریں گے جیسے اللہ کے پیارے رسول ﷺ لے کر تشریف لائے ہیں۔

ابن سعد نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک خواب دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ خواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا اور تمہارا ایک سیڑھی پر چڑھنے میں مقابلہ ہوا ہے۔ لیکن میں تجھ سے اڑھائی درجے آگے نکل گیا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ مجھ سے پہلے جوار رحمت و مغفرت میں تشریف لے جائیں گے اور میں آپ ﷺ کے وصال کے بعد اڑھائی سال زندہ رہوں گا۔

امام بیہقی نے عمرو بن شرحبیل سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کالی بھیڑیں میری اتباع کر رہی ہیں۔ پھر ان کے بعد سفید بھیڑیں آگئیں۔ حتی کہ کالی بھیڑیں ان میں گم ہوگئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم پہلی سیاہ بھیڑوں سے مراد اہل عرب ہیں جو آپ ﷺ کی پیروی کریں گے۔ پھر ان کے بعد اہل عجم آپ ﷺ کی پیروی کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وقت سحر ایک فرشتے

تھے۔اس کے بال انتہائی سیاہ تھے۔ جب وہ گفتگو کرتا تو تمام بڑے غور سے اس کی گفتگو سنتے۔ پھر میں نے آپ کے سامنے ایک بزرگ دیکھا جو شکل وصورت میں آپ کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔تمام لوگ اس کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوتے پھر میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے سامنے ایک کمزور سی اونٹنی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹنی کو ہانک رہے تھے۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اس خواب کو سنا تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ کچھ وقت بعد یہ کیفیت ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے ابن زمیل! تو نے جو کشادہ اور وسیع راستہ دیکھا ہے وہ ہدایت کا راستہ ہے جس پر میں نے تمہیں گامزن کیا ہے۔اور وہ چراگاہ جو تو نے خواب میں دیکھی ہے وہ دنیا اور اس کی عیش وعشرت ہے۔ میں اور میرے صحابہ اس چراگاہ میں سے گزر گئے۔ ہم نے اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ جوڑا اور نہ دنیا نے ہمارے ساتھ واسطہ رکھا۔ پھر ہمارے بعد دوسرا کارواں آیا۔ جو تعداد میں ہم سے زیادہ تھا ان میں سے بعض نے جانور چرائے اور بعض نے گھاس کے گٹھے بنائے وہ بھی نجات پا گئے۔ پھر لوگ بہت زیادہ کثیر تعداد میں وہاں آئے۔ وہ اس چراگاہ میں دائیں بائیں پھیل گئے۔ جہاں تک تیرا تعلق ہے تو تو صراط مستقیم پر گامزن ہے اور اسی پر رواں دواں رہے گا حتی کہ تو مجھ سے ملاقات کرلے گا اور جو تو نے منبر دیکھا ہے۔ جس کے سات زینے تھے اور میں سب سے بلند زینے پر تھا۔ یہ دنیا کی تمثیل تھی۔ جس کی عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جسے تو نے میرے دائیں طرف دیکھا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں وہ جب گفتگو کرتے ہیں تو لوگوں پر چھا جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف ملا ہے۔ جس شخص کو تو نے بائیں طرف دیکھا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت وتکریم کی اور جس بزرگ کو تو نے دیکھا ہے وہ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ہم سب ان کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اقتداء کرتے ہیں۔ جو تو نے اونٹنی دیکھی ہے وہ قیامت ہے۔ جو ہم پر قائم ہوگی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بخاری نے حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک محفل میں تھا۔ اس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ وہاں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا۔ انہوں نے فرمایا یہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ میں نے ابن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فلاں فلاں شخص آپ کے متعلق یہ بات کر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے تھی جس کے متعلق انہیں علم نہیں ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سبز وشاداب باغ میں ایک ستون نصب کیا گیا ہے۔ اس ستون کے سر پر ایک حلقہ ہے اس کے نیچے ایک خادم کھڑا ہے۔ اس نے مجھے ستون پر چڑھنے کے لیے کہا۔ میں نے اس ستون پر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خواب اور رسول مکرم ﷺ کی تعبیریں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یوم فتح مکہ کو مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر تھے۔ تو آپ نے رسول مکرم ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہم مکہ مشرفہ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ وہاں سے ایک غراتی ہوئی کتیا نکلی ہے۔ جب ہم اسکے قریب ہوئے ہیں تو وہ پیٹھ کے بل لیٹ گئی ہے اور اس کے تھنوں سے دودھ رواں دواں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان کا کتا چلا گیا ہے۔ ان کی خوش حالی ہماری طرف آگئی ہے۔ اب وہ تم سے اپنی رشتہ داری کا واسطہ دے کر سوال کریں گے۔ ان میں سے بعض افراد کے ساتھ تم ملو گے۔ اگر تم ابوسفیان سے ملو تو اسے قتل نہ کرنا۔ صحابہ کرام نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام سے ''مر الظہران'' کے مقام پر ملاقات کی۔ آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

ابن زمیل الجہنی رضی اللہ عنہ کا خواب

الطبرانی اور امام بیہقی نے ابن زمیل الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت میں کیا میں نے عرض کی میں نے تمام لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایک وسیع اور آسان راستے پر گامزن ہیں وہ اسی طرح رواں دواں رہے حتی کہ وہ ایک چراگاہ پر پہنچ گئے۔ وہ چراگاہ اتنی حسین تھی کہ اتنی حسین چراگاہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھی تھی۔ وہاں گھاس کی مختلف اقسام تھیں۔ جن پر شبنم کے قطرات جگمگا رہے تھے۔ جب وہ چراگاہ پر پہنچے تو مجھے معلوم ہوا کہ میں ان کے پہلے دستہ میں ہوں۔ لوگوں نے وہاں ایک نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر راستہ پر ہی ڈیرہ لگا لیا۔ وہ اس راستہ سے دائیں یا بائیں نہ ہٹے۔ گویا کہ اب بھی ان لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسرا کارواں وہاں پہنچ آیا وہ تعداد میں پہلے کارواں سے کہیں زیادہ تھا۔ جب وہ اس چراگاہ پر پہنچے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اسی راستہ پر ہی اپنا ڈیرہ جما لیا۔ ان میں سے بعض نے اس چراگاہ میں اپنے جانور چرائے اور بعض نے گھاس کے گٹھے بنائے۔ پھر وہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ پھر لوگوں کا تیسرا قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا وہ کارواں بہت عظیم تھا۔ انہوں نے کہا یہ منزل کتنی عمدہ ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں اب بھی انہیں دیکھ رہا ہوں وہ دائیں بائیں جھک رہے تھے۔ جب میں نے اس قافلہ کو دیکھا تو میں بھی اسی راستہ پر گامزن ہو گیا۔ حتی کہ میں اس چراگاہ کے آخری کنارہ تک پہنچ گیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہاں میں نے آپ کا دیدار کیا۔ آپ ایک ایسے منبر پر تشریف فرما تھے۔ جس کے سات درجے تھے۔ آپ سب سے بلند درجے پر تشریف فرما تھے آپ کے دائیں طرف ایک گندم گوں اور ستواں ناک والا نوجوان ایستادہ تھا جب وہ محو کلام ہوتا تھا تو وہ سب پر غالب آجاتا تھا۔ آپ کے بائیں جانب ایک میانہ قد سرخ رنگ اور چھریرے بدن والا نوجوان دیکھا اس کے چہرے پر بہت زیادہ تل

ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا۔ وہ مجھے جہنم کی طرف لے گئے۔ اسی دوران میں دعا کرتا رہا۔ اے مولا! میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پھر مجھے ایک اور فرشتہ ملا جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تو خوفزدہ نہ ہو تو ایک عمدہ انسان ہے۔ کاش تو زیادہ نوافل ادا کرتا۔ پھر وہ فرشتے مجھے لے کر چلے انہوں نے مجھے جہنم کے کنارے پر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ جہنم کنویں کی طرح گہری تھی اور کنویں کی طرح ہی اس کے قرون (لکڑی رکھنے کی جگہیں) تھے۔ ہر دو قرنوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا۔ میں نے وہاں لوگوں کو دیکھا وہ زنجیروں سے الٹے لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے وہاں قریش کے کئی افراد دیکھے پھر وہ فرشتے مجھے دائیں طرف لے گئے۔ میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا اور انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کا تذکرہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا عبداللہ ایک صالح آدمی ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت میں جہاں چاہتا ہوں وہاں مجھے وہ لے جاتا ہے۔ میں نے وہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا انہوں نے حضور ﷺ کو سنایا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تیرا بھائی ایک نیک آدمی ہے۔

حضرت زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے خواب

ابن سعد اور ابن شاہین نے ابوالحسن المدائنی سے اور وہ اپنے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں۔ ماہ محرم ہجری کو نخع کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہ وفد دو سو افراد پر مشتمل تھا۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا۔ اس وفد میں حضرت زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس سفر میں ایک عجیب اور ہیبت ناک خواب دیکھا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تو نے کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی میں نے خواب میں اس گدھی کو دیکھا جو میں قبیلے میں چھوڑ آیا تھا۔ اس نے سرخی مائل کالا بچہ جنا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنے پیچھے کوئی حاملہ لونڈی چھوڑ آیا ہے۔ انہوں نے کہا "ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا اس لونڈی نے بچہ جنا ہے۔ وہ تیرا بیٹا ہے حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کا رنگ سرخی مائل کالا کیوں تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جا۔ جب زرارہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے جسم پر برص کا داغ ہے جسے تو لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اس داغ کا کسی شخص کو کوئی علم نہ تھا۔ نہ ہی آپ کے علاوہ اس سے کوئی مطلع ہوا آپ ﷺ نے فرمایا اس کی یہ رنگت اس وجہ سے ہے۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے خواب میں نعمان بن منذر کو دیکھا ہے۔ اس کے جسم پر دو لباس، دو بازو بند اور دو انگوٹھیاں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عرب کا بادشاہ ہے۔ اس نے بہترین لباس اور حسن و آرائش کی طرف رجوع کیا ہے۔

حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ایک ضعیف اور ناتواں بڑھیا کو دیکھا جو زمین سے ظاہر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دنیا کی باقی عمر ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں

چڑھ کر اس حلقہ کو پکڑ لیا۔ میں نے یہ خواب حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ باغ گلشن اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے۔ اور وہ حلقہ عروۃ الوثقیٰ ہے اور تو تادم واپسیں اسلام پر ہی رہے گا۔

امام مسلم نے حضرت خرشہ بن الحر الغزاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ لوگ مجھے جنتی کیوں کہتے ہیں۔ اسی اثناء میں کہ میں محو خواب تھا۔ میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے مجھ سے کہا ''اٹھو'' اس نے میرا بازو پکڑ لیا۔ میں اس کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اچانک میں اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں میرے بائیں طرف کئی راستے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک راستہ پر چلنے کا ارادہ کیا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا اس راستہ پر نہ چلو یہ اصحاب شمال (وہ لوگ جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے) کا راستہ ہے۔ پھر میں نے اپنی دائیں طرف ایک راستہ دیکھا۔ اس نے کہا یہ راستہ اختیار کرو۔ میں اس راستہ پر رواں دواں ہو گیا۔ میں ایک پہاڑ پر پہنچا۔ اس نے مجھے پہاڑ پر چڑھنے کے لیے کہا، میں پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ لیکن جونہی میں کچھ بلند ہوتا۔ میں نیچے گر پڑتا۔ میں نے یہ عمل کئی بار دہرایا۔ پھر وہ شخص مجھے ایک ستون کے پاس لے آیا۔ جس کا سرا آسمان تک بلند تھا اور جو زمین کے اندر دبایا گیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اس کے اوپر چڑھو میں نے کہا میں اس کے اوپر کیسے چڑھ سکتا ہوں اس کا سرا تو فلک بوس ہے۔ اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بلند کیا میں نے فوراً اس ستون کے حلقہ کو تھام لیا۔ پھر اس آدمی نے ستون پر ضرب لگائی۔ جس سے وہ نیچے گر پڑا میں اس حلقہ کے ساتھ ہی لٹکا رہا حتی کہ صبح ہو گئی۔ صبح میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت خرشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بھلائی کو دیکھا ہے۔ وہ راستہ جو تم نے خواب میں دیکھا ہے وہ راہ محترم تھا وہ پہاڑ شہداء کی منزل تھی۔

امام مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ تم وہ منزل حاصل نہیں کر سکو گے۔

مواہب میں ہے کہ یہ پیش گوئی نبی کریم ﷺ کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام کو شہادت حاصل نہ ہو سکی انہوں نے مدینہ منورہ میں بستر مرگ پر ہی وصال فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خواب

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد رزیں میں صحابہ کرام خواب دیکھا کرتے تھے۔ پھر انہیں بارگاہ رسالت میں سناتے تھے اور حضور اکرم ﷺ ان خوابوں کی تعبیریں فرمایا کرتے تھے۔ میں اس وقت اپنے لڑکپن میں تھا اور شادی سے پہلے مسجد میں میرا گھر تھا۔ میں نے دل میں کہا اگر تجھ میں کوئی بھلائی ہوئی تو تو بھی اسی طرح کا خواب دیکھے گا۔ جس طرح کے خواب صحابہ کرام دیکھتے ہیں۔ جب رات کو میں سونے لگا تو میں نے دعا مانگی مولا! اگر مجھ میں کوئی بھلائی ہے تو مجھے خواب دکھا۔ اسی رات خواب میں میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ہر

خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے کے پاس کھڑا ہوں مجھے وہاں دونوں ساتھی بھی نظر آئے۔ایک شخص جنت سے باہر آیا۔اس نے بعد میں مرنے والے کو جنت میں جانے کی اجازت دے دی پھر وہ واپس آیا اور اس نے شہید ہونے والے کو بھی جنت میں جانے کی اجازت دے دی۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔آپ واپس لوٹ جائیں آپ کو ابھی جنت میں جانے کی اجازت نہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت لوگوں کو یہ خواب بیان کیا لوگوں نے تعجب کیا رسول مکرم ﷺ نے فرمایا بعد میں مرنے والے نے اتنی نمازیں ادا نہیں کی تھیں ۔ اس نے اتنے سجدے نہیں کیے تھے۔ اس نے رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے تھے۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان خوابوں کا بھی کچھ تذکرہ کروں۔ جو حضور ﷺ کے علم غیب پر دلالت کرتے ہیں۔خواہ ان خوابوں کو آپ ﷺ نے خود دیکھا ہو یا کسی دوسرے شخص نے دیکھا ہو اور آپ ﷺ نے اس کی تعبیر کی ہو۔ پھر وہ واقعات اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تعبیر فرمائی تھی۔ آئندہ بیان کردہ خوابوں کا تعلق اگرچہ اس صنف سے نہیں ہے۔لیکن ان تمام خوابوں میں ایک چیز مشترک ہے وہ یہ کہ یہ تمام نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا خواب

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن اسحاق نے ابن عباس اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ضمضم (الغفاری) کے مکہ معظمہ آنے سے تین راتیں پہلے حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔انہوں نے اپنے بھائی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ جب وہ آگئے تو کہنے لگیں اے میرے بھائی! آج رات میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔اس خواب نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ کی قوم پر کوئی مصیبت اور شر نازل نہ ہو۔ میں جو خواب آپ کو بیان کرنے لگی ہوں۔ اسے پوشیدہ رکھنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تم نے کیا خواب دیکھا ہے انہوں نے کہا میں نے ایک سوار دیکھا جو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ وہ وادئ بطحا میں کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ بلند آواز سے چلانے لگا۔اے دھوکا بازوں کی اولاد! اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلو۔اس نے تین مرتبہ ایسا ہی کہا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں۔ پھر وہ سوار مسجد میں داخل ہو گیا۔لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ پھر اس کا اونٹ کعبہ کی چھت کے اوپر چڑھ گیا۔ پھر اس نے کہا اے دغا بازوں کی اولاد! اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلو پھر اس کا اونٹ کوہ ابی قبیس پر چڑھ گیا اس نے وہاں بھی یہ اعلان کیا۔ پھر اس نے چٹان کو پکڑ کر نیچے کھینچا وہ چٹان نیچے گرتی گئی۔ جب وہ چٹان دامن تک پہنچی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ مکہ کے ہر گھر اور ہر خیمہ میں اس کے ٹکڑے پہنچے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! یہ خواب بڑا ہولناک ہے۔اس کو پوشیدہ رکھنا اور کسی شخص سے اس کا تذکرہ

نے خواب میں آگ کو دیکھا جو زمین سے ظاہر ہوئی وہ میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہوگئی۔ میرے اس بیٹے کا نام عمرو ہے۔ وہ آگ پکار رہی تھی۔ '' آگ بھڑکی ہے، آگ بھڑکی ہے وہ بینا اور اندھی ہے۔ مجھے کھلاؤ میں تمہیں، تمہارے اہل و عیال اور تمہارے مال کھا جاؤں گی'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ ایک فتنہ ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسا فتنہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے۔ لوگوں کے سر ایک دوسرے کے ساتھ یوں مل جائیں گے۔ آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر وضاحت فرمائی۔ اس فتنہ میں گناہ گار اپنے آپ کو محسن شمار کرے گا۔ مومن کے نزدیک مومن کا خون ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ شیریں ہوگا۔ اگر تیرا بیٹا وفات پا گیا تو تو اس فتنہ کو پالے گا اور اگر تو مر گیا تو تیرا بیٹا اسے پالے گا۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے دعا فرمائیں کہ میں اس فتنے کو نہ پاؤں نبی مکرم ﷺ نے دعا فرمائی اے مولا! زرارہ اس فتنہ کو نہ پائے۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے اور ان کا بیٹا زندہ رہا وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بیعت توڑ دی تھی۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا خواب

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک ڈول کو آسمان سے لٹکایا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اس میں سے کچھ پانی پیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے بھی اس سے کافی پانی پیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس ڈول کو اوپر کھینچ لیا گیا۔ البتہ اس ڈول میں سے چند قطرات ان کے اوپر گر پڑے۔

اس خواب میں ان فتنوں اور اختلافات کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رونما ہوئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا۔ پھر اہل جمل نے ان کے خلاف بغاوت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کے ہمراہ ان کی بیعت توڑ دی۔ پھر مقام صفین میں ان کے خلاف معرکہ آرا ہوئے۔ پھر مصر پر قبضہ کر لیا۔ پھر حروریہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی اسی طرح آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی خلافت کے زمانہ میں کسی قسم کا سکون حاصل نہ ہوا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو شخص مقام بلی سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے اکٹھا اسلام قبول کیا۔ ان میں سے ایک جدو جہد میں دوسرے سے برتر تھا۔ وہ جنگ میں شریک ہوا اور شہادت سے سرخرو ہوا۔ پھر اس کے بعد اس کا ساتھی ایک سال تک زندہ رہا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

حضرت جہیم بن الصلت رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ جب قریش مکہ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے ایک شام جحفہ کے مقام پر قیام کیا۔ ان میں بنو عبد المطلب بن عبد مناف کا بھی ایک شخص تھا۔ اس کا نام جہیم بن الصلت بن مخزمہ تھا۔ جہیم نے سونے کے لیے سر بستر پر رکھا اسے اونگھ آ گئی۔ لیکن وہ فوراً گھبرا کر اٹھ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم نے ابھی اس سوار کو دیکھا ہے جو میرے سر پر کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں ہم نے تو کسی ایسے سوار کو نہیں دیکھا کیا تو پاگل ہو گیا ہے۔ اس نے کہا ابھی ایک سوار میرے سر پر کھڑا تھا اس نے کہا ابوجہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ، ابوالبختری اور امیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں۔ اس نے قریش کے تمام سرداروں کے نام گنے۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا تیرے ساتھ شیطان کھیل رہا ہے۔ جب ابوجہل کو اس خواب کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے کہا بنی عبد المطلب کے ساتھ اب بنو ہاشم کا جھوٹ بھی میرے پاس آنے لگا ہے کل معلوم ہو جائے گا کہ کون قتل ہوتا ہے۔ غزوۂ بدر میں وہ تمام سردار واصل جہنم ہوئے جن کے نام اس سوار نے لیے تھے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا خواب

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ ان کی طرف چلتے ہوئے تشریف لائے اور ان کی گردن کو روندا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب اپنے شوہر کو سنایا اس نے کہا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ میں مر جاؤں گا اور تم محمد (ﷺ) سے شادی کر لو گی۔

پھر انہوں نے ایک اور خواب دیکھا چاند آسمان سے ٹوٹ کر ان کی آغوش میں آ گیا ہے۔ اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں۔ انہوں نے یہ خواب بھی اپنے خاوند کو بتایا اس نے کہا اگر تمہارا خواب سچا ہے تو پھر میں تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہوں گا۔ اور تم میرے بعد نکاح کر لو گی۔ اسی دن سکران بیمار ہو گیا اور کچھ مدت بعد مر گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو عقد نکاح میں لے لیا۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا خواب

امام بیہقی نے واقدی سے وہ حرام بن ہشام سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے تین رات قبل میں نے خواب دیکھا کہ ایک چاند یثرب سے چل کر میری آغوش میں آ گیا ہے۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں کسی کو اس خواب کے متعلق بتاؤں۔ حتی کہ رسول مکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ جب انہوں نے ہمیں قید کر لیا تو اس خواب کی وجہ سے مجھے رہائی کی توقع تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے آزاد فرما کر میرے ساتھ عقد نکاح فرما لیا۔

نہ کرنا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ سے ملاقات کی وہ ان کا دوست تھا۔ انہوں نے اس سے اس خواب کا تذکرہ کیا اور اسے پوشیدہ رکھنے کا وعدہ لیا۔ ولید نے وہ خواب اپنے باپ عتبہ سے بیان کیا اس طرح یہ خواب مکہ معظمہ میں پھیل گیا۔ قریش کی ہر محفل میں اس کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے خانہ کعبہ میں گیا۔ وہاں قریش کی مجلس میں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا۔ تمام قریش عاتکہ رضی اللہ عنہا کے خواب کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ جب ابوجہل نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا۔ اے ابوالفضل! طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا۔ میں طواف سے فارغ ہو کر اس کے پاس آیا۔ ابوجہل نے مجھ سے کہا اے بنو عبدالمطلب! تم میں یہ نبیہ کب پیدا ہوئی ہے۔ کیا تم اس بات پر راضی نہ تھے کہ تمہارے مرد ہی نبوت کا دعویٰ کرتے تمہاری عورتوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا بات کیا ہے؟ اس نے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا خواب بیان کیا۔ اور کہا عاتکہ خیال کرتی ہے کہ اس نے اپنے خواب میں ایک کہنے والے کو یوں کہتے ہوئے سنا۔ ''تین دن میں اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل جاؤ'' ہم آئندہ تین دن تک انتظار کریں گے۔ اگر اس کا یہ خواب سچا ہو تو وہ ظاہر ہو جائے گا۔ اور اگر تین دن گذر گئے اور کوئی بات ظاہر نہ ہوئی تو ہم ایک تحریر لکھ دیں گے کہ تم تمام اہل عرب سے جھوٹے ہو۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ابوجہل کی اس گستاخی کا زیادہ ردعمل نہ کر سکا۔ میں نے صرف انکار کیا کہ حضرت عاتکہ نے کوئی ایسا خواب نہیں دیکھا۔ پھر ہماری محفل برخاست ہوگئی۔ جب شام ہوئی تو بنو عبدالمطلب کی ہر خاتون میرے پاس آئی اور کہنے لگی، کیا تم نے برداشت کر لیا ہے کہ وہ خبیث تمہارے مردوں کی بے عزتی کرے اور تمہاری خواتین کی توہین کرے اور تم خاموشی سے سب کچھ سنتے رہے۔ کیا اس وقت تمہاری غیرت نہ جاگی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کا ردعمل زیادہ نہ کر سکا۔ اللہ کی قسم! اگر اب وہ میرے سامنے آ گیا اور اس نے اس بات کو دہرایا تو میں اسے کافی ہو جاؤں گا۔

جب حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کے خواب کو تین دن گذر گئے تو میں بہت غصے میں تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ میں نے ایک اہم موقع ضائع کر دیا ہے۔ میں مسجد میں داخل ہوا مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں بے خود ہو کر اسکی سمت بڑھ رہا ہوں۔ ابوجہل ایک چست و چالاک، تیز زبان اور تیز بین تھا۔ وہ دوڑ کر مسجد کے دروازے سے باہر نکل گیا میں نے اپنے دل میں کہا، اللہ اس پر لعنت کرے اس کی یہ تمام کوشش اس لیے ہے کہ میں اسے گالیاں دوں۔ اسی اثناء میں ابوجہل نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز کو سنا لیکن میں اس کی آواز کو نہ سن سکا۔ وہ وادی کے وسط میں کھڑا تھا۔ اس نے اپنے اونٹ کی ناک کاٹ دی تھی۔ اس کے کجاوہ کو الٹ دیا تھا۔ اپنی قمیض کو پھاڑ دیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اے قوم قریش! اپنے تجارتی قافلہ کی خبر لو۔ اپنے اس تجارتی قافلہ کی خبر لو جو ابوسفیان کی قیادت میں روانہ ہوا تھا۔ محمد (ﷺ) اپنے صحابہ کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔ میرے گمان کے مطابق اب تم اس قافلے کو نہیں مل سکو گے۔ المدد المدد! حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ خبر سن کر میں ابوجہل کو بھول گیا اور اسے میری کچھ خبر نہ رہی لوگوں نے جلدی جلدی تیاری کی اور بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جو حالت سرداران قریش کی ہوئی تاریخ اس پر شاہد ہے۔

خواب میں دیکھا کہ ان کا باپ انہیں اس گڑھے میں پھینک رہا ہے۔ جبکہ سرور کائنات ﷺ نے انہیں دامن سے پکڑ رکھا ہے تا کہ وہ گڑھے میں نہ گر پڑیں۔ آپ گھبرا کر بیدار ہوئے اور کہا میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں اپنا خواب بیان کیا انہوں نے کہا تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ نبی مکرم ﷺ ہیں تم ان کی پیروی کرو۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور تم ان پتھروں کی پرستش چھوڑ دو۔ یہ نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ یہ تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ کس نے ان کی پوجا کی ہے اور کون ان کی عبادت سے انکار کر رہا ہے۔ یہ اثر انگیز گفتگو سن کر حضرت خالد نے اسلام قبول کر لیا۔ جب ان کے باپ کو علم ہوا تو اس نے آپ کی جستجو میں اپنے آدمیوں کو روانہ کیا۔ وہ آپ کو تلاش کر کے آپ کے والد کے پاس لے آئے آپ کے والد نے آپ کو سخت مارا اور کہنے لگا۔ میں تیرا کھانا بند کر دوں گا۔ حضرت خالد نے فرمایا اگر تو میرا کھانا بند کر دے گا تو اللہ تعالیٰ مجھے کھانا دے گا۔ جس سے میں زندگی بسر کر لوں گا۔

ابن سعد نے صالح بن کیسان سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ معظمہ پر ایک تاریکی چھا گئی ہے۔ وہ ظلمت اتنی شدید ہوگئی کہ مکہ معظمہ کا کوئی پہاڑ یا میدان نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جو زمزم سے خارج ہوا وہ چراغ کی روشنی کی طرح تھا۔ جوں جوں وہ نور بلند ہو رہا تھا وہ پہلے سے عظیم تر ہوتا جا رہا تھا۔ جب وہ نور کافی بلند ہو گیا تو سب سے پہلے بیت اللہ جگمگا اٹھا پھر تمام پہاڑ اور تمام میدان اس نور سے منور ہو گئے۔ پھر وہ نور آسمان کی سمت پھیل گیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ نیچے آ تا گیا۔ حتی کہ میں نے یثرب کے نخلستانوں کو دیکھا۔ میں نے ایک کہنے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا پاک ہے وہ ذات پاک ہے وہ ذات اللہ کا کلمہ مکمل ہو گیا۔ ابن مارقہ ادرج اور اکمہ کے درمیان ہلاک ہو گیا یہ امت سعادت مند ہوگی امیین (ان پڑھ لوگوں) کا نبی آ گیا کتاب اپنی مقررہ مدت تک پہنچ گئی اس بستی والوں نے نبی مکرم ﷺ کی تکذیب کی۔ اسے دو مرتبہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ تیسری مرتبہ انہیں توبہ کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ تین عذاب باقی رہ گئے ہیں۔ دو عذاب مشرق میں اور ایک مغرب میں۔

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے یہ خواب اپنے بھائی کو بیان کیا اس نے کہا تم نے بڑا عجیب خواب دیکھا ہے۔ میری رائے کے مطابق اس امر کا ظہور بنو عبدالمطلب میں سے ہوگا۔ کیونکہ تو نے نور کو زمزم سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔

دارقطنی نے افراد، میں اور ابن عساکر نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام خالد، جو خالد بن سعید کی بیٹی تھی کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ پھر انہوں نے مندرجہ بالا روایت ذکر کی اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسی خواب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت ام خالد فرماتی ہیں سب سے پہلے میرے باپ نے اسلام قبول کیا تھا کیونکہ انہوں نے اپنا ایک خواب بارگاہ

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبز رنگ ملاحظہ فرمایا تو فرمایا یہ رنگ سبز کس لیے ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ ایک دن میرا سر ابن ابی حقیق (میرے شوہر) کی گود میں تھا۔ میں سوئی ہوئی تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری آغوش میں آ گیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا کیا تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہے؟

ابن سعد نے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابھی میں اپنی قوم میں ہی تھی کہ میں نے خواب دیکھا کہ مجھ پر اور اس نبی ﷺ پر ایک فرشتہ سایہ فگن تھا۔ جب میں نے یہ خواب اپنی قوم کو سنایا تو اس نے شدید ردعمل کا اظہار کیا اور مجھے برا بھلا کہا۔

ابو یعلیٰ نے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچی تو اس وقت مجھے سب سے زیادہ نفرت آپ ﷺ سے تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری قوم نے اس طرح کیا ہے اس نے فلاں کام کیا ہے۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس سے اٹھی تو اس وقت آپ ﷺ میرے لیے تمام دنیا سے محبوب ترین شخص بن چکے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ظلمت میں ہوں وہاں مجھے کوئی چیز بھی دکھائی نہیں دیتی۔ اچانک میرے لیے ایک چاند نور فشاں ہو گیا۔ میں اس چاند کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ میں ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا جو اس چاند تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت لے گئے تھے۔ میں نے خواب میں حضرت زید بن حارثہ، حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کو دیکھا میں نے ان سے سوال کیا، تم یہاں کب پہنچے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ ابھی۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ خفیہ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ میں نے اجیاد کی گھاٹی میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے یہ گواہی دی اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد اور امام بیہقی نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے۔ آپ نے اپنے تمام بھائیوں سے پہلے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے قبولیت اسلام سے پہلے خواب دیکھا کہ وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ وہ گڑھا اتنا وسیع ہے کہ اس کی حدود صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ انہوں نے

والا آیا اور اسے اذان سکھلائی۔حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح حضرت ابوبکر پہلے بیان کر چکے ہیں۔حضرت بلال کو حکم دو کہ وہ اذان دیں۔

ابوداؤد نے مراسیل میں عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب خواب میں اذان کو سنا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تا کہ حضوا کرم ﷺ کو اپنے خواب کے متعلق بتائیں لیکن آپ کی آمد سے پہلے وحی نازل ہو چکی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس میں وحی تجھ سے سبقت لے گئی ہے۔احادیث معراج میں بیان ہو چکا ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اذان وحی کی تھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ابولہب کے متعلق خواب

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا اور اس نے سرورِ دو عالم ﷺ کو دودھ پلایا۔ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے گھر کے کسی شخص نے اس کو خواب میں دیکھا وہ بڑا مفلوک الحال تھا۔اس نے ابولہب سے پوچھا تو کن حالات سے دوچار ہوا اس نے کہا تمہارے بعد میں نے سکون اور آرام نہیں پایا۔سوائے اس کے کہ مجھے اس انگلی کے ذریعے پانی پلایا جاتا ہے جس انگلی سے اشارہ کر کے میں نے مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے ابولہب کو حضور ﷺ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔اسی خوشی میں ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔روایت ہے کہ ابولہب نے سوموار کی رات کو ثویبہ کو آزاد کیا تھا اور اس میلاد کی خوشی میں ہر سوموار کو اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔یہ بھی روایت ہے کہ اس خواب کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔

بعض صحابہ کرام کا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ کرام نے لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھا۔انہوں نے دیکھا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے خواب اس پر متفق ہیں کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان کی آخری سات راتوں میں ہے۔جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہو اسے آخری سات راتوں میں اسے تلاش کرنا چاہیے۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورۃ ''ص'' کی تلاوت کر رہا ہوں۔جب میں آیت سجدہ پر پہنچا تو ہر چیز سجدہ ریز ہوگئی۔میں نے دوات لوح اور قلم کو سجدہ کناں دیکھا میں صبح بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔آپ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس

رسالت میں بیان کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے خالد اللہ کی قسم میں ہی وہ نور ہوں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد حضرت خالد نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک تنگ اور قحط زدہ علاقے میں ہوں۔ پھر میں وہاں سے نکل کر ایک وسیع اور سبز و شاداب علاقے میں آ گیا ہوں میں نے اپنے آپ سے کہا یہ عجیب خواب ہے۔ جب میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے کہا میں اس خواب کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے ضرور بیان کروں گا۔ جب میں نے آپ کے سامنے خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اس تنگی سے تیرے نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق دی ہے اور تنگی سے مراد مشرکانہ زندگی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید الانصاری کا اذان کے متعلق خواب

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ نے ناقوس یا بوق کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لیے جمع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھیں ہیں۔ اس نے ناقوس اٹھایا ہوا ہے۔ میں نے اس آدمی سے کہا اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس فروخت کرے گا؟ اس نے کہا تو اس کے ساتھ کیا کرے گا؟ میں نے کہا میں اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کی طرف بلاؤں گا۔ اس نے کہا کیا میں تمہاری راہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں جو اس سے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ تو یہ کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پھر اس نے تمام اذان بیان کر دی۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس خواب کا تذکرہ کیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں آئے۔ انہوں نے عرض کی اللہ کی قسم! میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا ہے۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے ابن ابی لیلیٰ کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے کچھ ساتھیوں نے بتایا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ میں آدمیوں کو لوگوں کے گھروں میں بھیجوں تاکہ وہ نماز کے وقت لوگوں کو بلائیں جب میں نے یہ ارادہ کیا ہی تھا تو میرے پاس انصار میں سے ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب میں نے آپ کا یہ ارادہ دیکھا تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا اس نے دو سبز کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ شخص مسجد میں آیا اس نے اذان کہی۔ پھر ذرا توقف کیا پھر اذان کی طرح اقامت کہی۔ لیکن اس نے " قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃُ " کا اضافہ کیا۔ پھر اس شخص نے کہا تم اس طرح اذان اور اقامت کیوں نہیں کہتے۔ اس وقت مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں بیداری کے عالم میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے بھلائی دکھائی ہے۔ بلال کو حکم دو کہ وہ اذان دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا تھا لیکن جب وہ مجھ سے سبقت لے گئے تو پھر مجھے حیا آئی کہ میں اسے بیان کروں۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص کے خواب میں ایک آنے

ساتویں آسمان تک پہنچ گیا۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک گیا۔ مجھ سے کہا گیا تیری منزل یہی ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا تجھے شہادت کی بشارت ہو۔ اس واقعہ کے ایک دن بعد غزوۂ ذی قرد میں حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔

حضرت حنظلہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہما کا خواب

ابن سعد نے حضرت ہشام بن عروہ کی سند سے سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حنظلہ بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں حالت جنابت میں شہید ہو گئے۔ تو ان کی زوجہ محترمہ نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے لیے آسمان کھول دیا گیا۔ جب وہ آسمان میں داخل ہو گئے تو پھر اسے بند کر دیا گیا وہ فرمانے لگیں میں نے کہا کہ یہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی طرف اشارہ تھا۔

ایک صحابیہ کا خواب جنہوں نے بارہ شہداء کو جنت میں دیکھا

امام احمد اور امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوگئی ہوں۔ میں نے وہاں دھماکہ کی آواز سنی۔ اس دھماکہ کی وجہ سے جنت کانپ گئی۔ میں نے دیکھا وہاں فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں کو لایا گیا۔ اس طرح اس خاتون نے بارہ افراد کے نام شمار کیے ان لوگوں کو حضور ﷺ نے ایک سریہ پر بھیجا تھا۔ اس خاتون نے اپنے خواب کو جاری رکھتے ہوئے عرض کی۔ ان افراد نے خاکستری کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان کی رگوں سے خون رواں دواں تھا۔ کہا گیا کہ ان آدمیوں کو نہر بیدخ کی طرف لے جاؤ اور انہیں غسل دو۔ وہ جب نہر بیدخ میں غسل کرنے کے بعد واپس آئے تو ان کے چہرے ماہتاب کامل کی طرح درخشاں تھے۔ پھر ان کے پاس سونے کی کرسیاں لائیں گئیں وہ ان پر بیٹھ گئے۔ ان کے پاس سونے کے طشت لائے گئے۔ ان میں تروتازہ کھجوریں تھیں۔ انہوں نے وہاں سے حسب منشاء کھجوریں کھائیں۔ میں نے بھی ان کے ساتھ کھجوریں کھائیں۔ کچھ دیر بعد اس سریہ سے ایک شخص واپس آیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہاں ہمیں اس طرح تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور فلاں فلاں شخص شہید ہوا۔ اس نے بھی انہیں افراد کے نام شمار کیے جنہیں وہ خاتون پہلے گن چکی تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس خاتون کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ خاتون حاضر خدمت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔ جب اس نے اپنا خواب بیان کر لیا تو اس شخص نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم واقعات بالکل اسی طرح ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خواب

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو ان کے ساتھ ان کے

نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج رات میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز ادا کر رہا ہوں۔ میں نے نماز میں سورۃ ''ص'' کی تلاوت کی جب میں آیت سجدہ پر پہنچا تو میں نے سجدہ کیا میرے ساتھ درخت بھی سجدہ ریز ہو گیا میں نے درخت کی آواز کو سنا وہ یوں عرض کناں تھا مولا! میرے اس سجدہ کو اپنے پاس میرے لیے ذکر لکھ دے اپنے پاس اسے میرے لیے ذخیرہ بنا اور اس پر مجھے اجر عظیم عطا فرما۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے سورۃ ''ص'' تلاوت فرمائی۔ جب آپ ﷺ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ بھی سجدہ میں وہی دعا کر رہے تھے۔ جو اس درخت نے بارگاہ ایزدی میں کی تھی۔

انصار کے ایک شخص کا خواب

امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔ اس وقت ایک انصاری شخص نے خواب دیکھا اس سے کہا گیا کہ رسول مکرم ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد یوں تسبیح خوانی کرو۔ اس شخص نے کہا ہاں، خواب میں آنے والے نے کہا ان تسبیحات کی تعداد پچیس پچیس کر لو اور ان میں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا اضافہ کر لو۔ صبح کے وقت وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی کر لو۔

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے غزوۂ احد کے دن بارگاہ مصطفویہ میں عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں غزوۂ بدر میں شرکت نہ کر سکا حالانکہ مجھے وہاں جہاد کرنے کا بڑا شوق تھا۔ حتیٰ کہ میں نے غزوۂ بدر میں جانے کے لیے اپنے بیٹے کے ساتھ قرعہ اندازی کی۔ قرعہ میں اس کا نام نکل آیا اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت سے بہرہ مند فرمایا، میں نے آج رات خواب میں اپنے بیٹے کو دیکھا ہے وہ بڑی حسین شکل میں تھا۔ وہ جنت کے پھلوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ وہ اس کی نہروں پر چہل قدمی کر رہا تھا۔ میرے بیٹے نے مجھ سے کہا، ہمارے ساتھ رفاقت اختیار کرو ہم جنت میں اکٹھے رہیں گے۔ میں نے اپنے رب کے وعدے کو سچ پایا ہے یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اپنے بیٹے کی رفاقت کا بہت مشتاق ہو گیا ہوں۔ میرے لیے دعا مانگیں اللہ تعالیٰ مجھے شہادت سے سعادت اندوز فرمائے۔ اور مجھے جنت میں اپنے بیٹے سعد کی رفاقت عطا فرمائے۔ رسول مکرم ﷺ نے ان کے لیے یہی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد میں انہیں شہادت سے سرخرو فرمایا۔

حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد نے صالح بن کیسان سے روایت کیا ہے کہ حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا میرے لیے کھول دیا گیا۔ حتیٰ کہ میں اس میں داخل ہو گیا۔ پھر میں ہر آسمان میں داخل ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ میں

آٹھواں باب

سرورِ دو عالم ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کے معجزات

وہ احادیث جن میں حضور ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کا تذکرہ ہے بے شمار ہیں ان کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ قاضی عیاضؒ ''شفا'' میں فرماتے ہیں۔ کسی قوم کے لیے نبی آخر الزمان ﷺ کی دعا یا بددعا کا قبول ہو جانا متواتر اور مشہور ہے۔ امام احمد نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شہریار مدینہ ﷺ جب کسی شخص کے لیے دعا فرماتے تو اس کا اثر اس کی اولاد اور پوتوں تک ہوتا میں نے سرورِ کائنات ﷺ کے ایسے معجزات اس باب کے علاوہ دیگر مناسب مقامات پر ذکر کیے ہیں۔ بالخصوص آپ ﷺ کی برکت سے بیماروں کا شفایاب ہونا، کھانے اور پانی کا کثیر ہونا اور ابرِ کرم کا برسنا وغیرہ کئی معجزات ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ تمام معجزات اپنے اپنے مناسب مقام پر ذکر کیے گئے ہیں۔ میں نے انہیں عمدہ ترتیب سے رکھا ہے جیسا کہ عنقریب ان کا تذکرہ آئے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے سرورِ کائنات ﷺ کی دعائیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی الثقلین ﷺ نے عرض کی: اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ اَوْ بِاَبِیْ جَھْلٍ ''مولا! عمر یا ابوجہل کے ذریعے اسلام کو عزت و توقیر عطا فرما''۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور ﷺ کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا کیا اور سلطنتِ اسلام کی بنیاد ان کے ایمان پر رکھی گئی۔

ابن سعد نے حضرت عثمان بن الارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا کی مولا عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام میں سے جو تجھے پسندیدہ ہے اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔ اس دعا کے بعد اگلی صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے جمعرات کی شام کو دعا مانگی مولا! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو تکریم عطا فرما۔ جمعہ کے دن صبح صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

ابن سعد، ابویعلیٰ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ایک ساتھی نے بھی ہجرت کی۔ان کا رفیقِ راہ بیمار ہوگیا۔اس نے تیر کے پیکان سے اپنی انگلیوں کے پورے کاٹ ڈالے اور مر گیا حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ہجرت کی وجہ سے معاف کر دیا ہے۔انہوں نے پوچھا تیرے ہاتھ کی کیا کیفیت ہے اس نے کہا مجھ سے کہا گیا۔ہم تیرے ان اعضاء کو درست نہیں کریں گے۔جنہیں تو نے خود بگاڑا ہے۔حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ خواب حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا۔حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اے مولا! اس کے ہاتھ کو بھی بخش دے۔

کسریٰ کا خواب

ابونعیم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ مدائن میں ایک بزرگ نے انہیں روایت بیان کی کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ زمین سے لے کر آسمان تک ایک سیڑھی لگا دی گئی ہے۔لوگ اس کے اردگرد جمع ہیں۔ایک شخص اس سیڑھی کے پاس آیا اس نے عمامہ، ازار اور چادر زیب تن کر رکھی تھی وہ سیڑھی پر چڑھنے لگا۔جب کچھ بلند ہوا تو آواز آئی فارس کہاں ہے، اس کے مرد اور عورتیں کہاں ہیں، ان کی لونڈیاں اور خزانے کہاں ہیں۔لوگوں نے یہ تمام اشیاء بوروں میں بھریں اور اس شخص کے حوالے کر دیں۔جب کسریٰ نے یہ خواب دیکھا تو وہ پریشان ہوگیا۔اس نے اپنے وزراء سے اس خواب کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا یہ خواب اتنی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔لیکن کسریٰ لگاتار مضطرب اور پریشان رہا۔حتیٰ کہ اس کے پاس سرور دو عالم ﷺ کا نامہ مبارک پہنچ گیا۔ابونعیم نے اس روایت کو حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے۔

اسلام قبول کرلیا ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں غصے کی حالت میں وہاں سے واپس آ گیا اور اپنی بہن کے دروازے پر دستک دی۔ جب کوئی ایک یا دو غریب شخص اسلام قبول کر لیتے تو رسول کریم ﷺ انہیں کسی صاحب حیثیت شخص کے ساتھ ملا دیتے تا کہ انہیں وہاں کھانا وغیرہ بآسانی مل سکے۔ رسول کریم ﷺ نے میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو شخص ملا دیئے تھے۔ جب میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی کون؟ میں نے کہا عمر۔ ان افراد نے جلدی کی اور مجھ سے روپوش ہو گئے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کتاب کی تلاوت کر رہے تھے جو ان کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے اس کتاب کو وہیں چھوڑ دیا یا وہ بھول گئے۔ میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے اس سے کہا اے اپنی جان کی دشمن! تو صابی بن گئی ہے۔ میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی میں نے وہ چیز اس کے سر پر ماری اس کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ جب اس نے خون کو دیکھا تو وہ رونے لگی۔ اس نے کہا اے ابن خطاب! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ جب میں چارپائی پر بیٹھ گیا تو مجھے وہ صحیفہ نظر آیا جو گھر کے وسط میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنی بہن سے کہا یہ صحیفہ مجھے دو تا کہ میں اسے پڑھ سکوں۔ اس نے کہا تم اس صحیفے کو نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ تم جنابت سے غسل نہیں کرتے۔ اس صحیفے کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ میں لگاتار اصرار کرتا رہا حتی کہ اس نے وہ صحیفہ مجھے دیا۔ میں نے اسے کھولا تو وہاں لکھا ہوا تھا۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء کو دیکھا تو میں مرعوب ہو گیا۔ میں نے اس کو رکھ دیا اور غور وفکر کیا۔ پھر میں نے صحیفہ کھولا تو میری نظر اس آیت پر پڑی۔

''سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ'' (الحدید: ۱) جب میں نے اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوئی میں نے پھر صحیفہ بند کر کے خوب غور کیا میں نے تیسری مرتبہ اس کتاب کو کھولا اور اسے پڑھنے لگا۔ حتی کہ میں ''اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ'' (الحدید: ۷) '' تک پہنچ گیا۔ میں نے کہا ''اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ'' پوشیدہ ہونے والے لوگ جلدی سے میرے پاس پہنچے اور انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ انہوں نے کہا اے ابن خطاب! تمہیں مبارک ہو حضور ﷺ نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی تھی اے مولا! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے پسندیدہ شخص کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما ہمیں امید ہے کہ حضور ﷺ کی یہ دعا بارگاہ صمدیت میں قبول ہو گئی ہے۔

امام احمد نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حبیب لبیب ﷺ کو تنگ کرنے کے لیے نکلا میں نے دیکھا آپ ﷺ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے سورۃ ''الحاقہ'' کی تلاوت شروع کی۔ میں قرآن پاک کی تالیف پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ تو شاعر ہیں جس طرح قریش کہتے ہیں اس وقت نبی مکرم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ۙ وَّمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ ۙ (الحاقہ: ۴۰-۴۱)

''بے شک یہ قول ہے ایک عزت والے رسول کا، اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں (لیکن) تم بہت کم ایمان لائے ہو''

میں نے کہا یہ تو کاہن ہیں اس وقت آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

تلوار حمائل کیے گھر سے نکلے۔ انہیں بنو زہرہ کا ایک شخص ملا۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو قتل (خاکم بدہن) کرنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا، پھر تم بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے بچ سکو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے لگتا ہے کہ تو بھی صابی ہو گیا ہے اور تو نے اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا میں تجھے اس سے عجیب تر بات نہ بتاؤں؟ تیرا بہنوئی اور تیری بہن بھی صحابی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنا دین ترک کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں چل پڑے وہ اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس آئے۔ ان کے پاس حضرت خباب رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی آہٹ سنی تو وہیں چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہ گنگناہٹ کیسی تھی۔ جو میں نے ابھی ابھی سنی ہے۔ اس وقت وہ سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہم ویسے ہی گفتگو میں مصروف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تم صابی ہو گئے ہو ان کے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر! اگر چہ حق تیرے دین کے علاوہ ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جھپٹ پڑے اور انہیں بہت زیادہ مارا۔ جب ان کی بہن اپنے خاوند کو بچانے کے لیے آئی تو انہیں بھی مکا رسید کیا۔ جس سے ان کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے پاس جو کتاب ہے مجھے بھی دکھاؤ تاکہ میں بھی اسے پڑھوں ان کی بہن نے کہا آپ ابھی ناپاک ہیں جبکہ قرآن پاک کو پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ پہلے وضو کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اپنی بہن سے قرآن پاک لیا اور سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کرنا شروع کی۔ جب اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (طٰہٰ:۱۴)

''یقیناً میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی معبود میرے سوا پس تو میری عبادت کیا کر اور ادا کیا کر نماز مجھے یاد کرنے کے لئے''۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس لے چلو، حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کمرے سے باہر آئے اور کہا اے عمر! بشارت ہو مجھے یقین ہے کہ آپ رسول مکرم ﷺ کی وہ دعا بن گئے ہیں جو انہوں نے جمعرات کو مانگی تھی۔ انہوں نے دعا مانگی تھی اے میرے مالک! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی بہن کے گھر سے چل کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

بزار، امام بیہقی اور الطبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قبول اسلام سے پہلے میں حضور ﷺ سے شدید عداوت رکھتا تھا۔ موسم گرما کے ایک گرم دن میں مکہ کے ایک راستہ پر چل رہا تھا۔ مجھے وہاں ایک شخص ملا اس نے مجھ سے کہا اے ابن خطاب! کہاں جا رہے ہو میں نے کہا میں اس شخص کو (خاکم بدہن) قتل کرنے جا رہا ہوں اس شخص نے کہا اے عمر ابن خطاب! تیری کیفیت کتنی تعجب خیز ہے۔ تو یہ گمان کر رہا ہے کہ تو اس شخص (ﷺ) کو (خاکم بدہن) قتل کر دے گا حالانکہ ان کا دین تیرے گھر میں داخل ہو گیا ہے۔ میں نے کہا تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا تیری بہن نے

وسلم میں اس کا مقابلہ کرنے کے لیے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ عمرو ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اگر چہ وہ عمرو ہی ہو۔ حضور ﷺ نے ان کو مبارزت کی اجازت دے دی۔ انہیں اپنی تلوار ذوالفقار عطا فرمائی۔ اپنی لوہے کی زرہ انہیں پہنائی اور اپنا عمامہ مبارک انہیں دیا اور دعا کی اے میرے مالک! عمرو پر حضرت علی کی مدد فرما، یہ میرا بھائی ہے میرا چچازاد ہے تو مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو بہترین وارث ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت فرمائی انہوں نے ابن عبدود کو جہنم رسید کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا عمامہ شریف آسمان کی طرف بلند فرمایا اور عرض کی اے مولا! غزوۂ بدر کے دن تو نے مجھ سے عبیدہ رضی اللہ عنہ لے لیا۔ غزوۂ احد کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ کو لے لیا۔ یہ میرا بھائی علی ہے یہ میرا چچازاد ہے مجھے تنہا نہ چھوڑ تو بہترین وارث ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو کو قتل کیا تو حضور ﷺ نے پوچھا تم نے اس کے ساتھ اپنے آپ کو کیسے پایا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس وقت میری کیفیت یہ تھی کہ اگر تمام اہل مدینہ ایک طرف ہوتے اور میں دوسری طرف ہوتا تو میں انہیں مغلوب کر سکتا تھا۔

امام بیہقی، ابونعیم اور الطبرانی نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شدید گرمی میں کھردری اونی قبا زیب تن فرمایا کرتے تھے لیکن گرمی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی اور سخت سردی میں دو ہلکے کپڑے پہنا کرتے تھے انہیں سردی بھی نہیں لگتی تھی۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا" میں یہ علم ایسے شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح فرمائے گا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے مجھے بلایا اور جھنڈا عطا فرمایا پھر دعا مانگی اے میرے پروردگار! علی کو گرمی اور سردی سے بچا۔ نبی محترم ﷺ کی اس دعا کے بعد میں نے کبھی گرمی یا سردی محسوس نہیں کی۔

ابونعیم شبرمہ بن طفیل سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی کو ذوقارن کے مقام پر دیکھا اس وقت آپ نے صرف ایک ازار اور ایک چادر زیب تن فرما رکھی تھی آپ اونٹ پر قطران مل رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ سخت سردی میں بھی آپ کی پیشانی پر پسینے کے قطرات بہہ رہے تھے۔

الطبرانی نے اوسط میں سوید بن غفلہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اس وقت سخت سردی تھی آپ نے صرف دو کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہم نے کہا ہمارا علاقہ آپ کو دھوکے میں نہ ڈال دے یہ سخت ٹھنڈا علاقہ ہے۔ یہ زمین آپ کی زمین کی طرح نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گرمی اور سردی سے محفوظ ہوں۔ جب رسول کریم ﷺ نے مجھے خیبر کی طرف روانہ کیا تو میں نے آشوب چشم کی شکایت کی آپ ﷺ نے میری آنکھوں پر لعاب دہن لگایا۔ اس دن سے نہ تو کبھی میری آنکھوں میں تکلیف ہوئی اور نہ ہی میں نے گرمی اور سردی کو محسوس کیا۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ (الحاقہ: ۴۲)

''اور نہ ہی یہ کسی کا ہن کا قول ہے۔تم لوگ بہت کم توجہ کرتے ہو''

اس وقت اسلام میرے دل میں پوری طرح جاگزیں ہو گیا۔

ابن ابی شیبہ نے مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک رات میری بہن دردزہ میں مبتلا تھی۔ میں اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ میں آ گیا۔حضور اکرم ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے۔آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ میں نے آپ ﷺ سے وہ کلام سنا جسے میں نے پہلے نہیں سنا تھا۔ پھر آپ ﷺ بیت اللہ سے واپس تشریف لائے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! شب و روز مجھے کیوں نہیں چھوڑتے؟ میں ڈر گیا کہ کہیں آپ ﷺ میرے لئے بددعا نہ فرمائیں میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا حضور ﷺ نے ان کے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا کی مولا! عمر کے سینے سے کھوٹ کو نکال دے اور ان کے ایمان کو مداومت عطا فرما۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے دعا

ابن سعد نے واقدی کی سند سے ان کے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن عمرو بن عبدود نے مبارزت کی دعوت دی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے ساتھ نبرد آزما ہوں گا۔حضور ﷺ نے انہیں اپنی مبارک تلوار اور عمامہ شریف عطا فرمایا اور دعا کی مولا! ابن عبدود پر ان کی اعانت فرما پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمرو ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور ایک دوسرے سے زور آزمائی کرنے لگے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کو واصل جہنم کر دیا۔ یہ عبرت ناک انجام دیکھ کر اسکے ساتھی بھاگ گئے۔

سیرۃ نبویہ میں ہے کہ جب مشرکین کے گروہ حضور ﷺ سے جنگ لڑنے کے لیے جمع ہوئے تو نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے خندق کھود لی۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ خندق کے اندر تھے۔جبکہ اہل شرک خندق کے باہر تھے۔مشرکین کی ایک جماعت نے خندق کو ایک تنگ جگہ سے عبور کر لیا۔وہ گھوڑوں پر سوار تھے ان میں عمرو بن عبدود بھی تھا۔وہ عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھا۔اس نے مقابلہ کی دعوت دی۔حضرت علی کھڑے ہوئے اور کہا میں اس کے ساتھ مقابلہ کے لیے جاتا ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ عمرو ہے۔عمرو نے دوبارہ یہی صدا لگائی۔اس نے مسلمانوں کو غیرت دلائی اس نے کہا کہاں ہے تمہاری جنت جس کے متعلق تم گمان کرتے ہو کہ قتل ہونے کے بعد وہاں داخل ہو جاؤ گے۔ میرا مقابلہ کرنے کے لیے کون آئے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک

بیویوں میں سے ہر بیوی نے آٹھویں حصے میں سے چوتھا حصہ اسی ہزار دینار حاصل کیے اور ایک اور روایت کے مطابق ان میں سے ہر ایک کا حصہ ایک لاکھ دینار تھا ان میں سے ایک بیوی نے اسی ہزار دینار سے زیادہ لے کر صلح کر لی۔ انہوں نے ایک ہزار گھوڑے اور پانچ ہزار دینار راہ خدا میں خیرات کرنے کی وصیت کی۔ اپنا ایک باغ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو دینے کی وصیت کی وہ باغ چار لاکھ دینار میں فروخت کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر بدری صحابی کو چار ہزار دینار دینے کی وصیت کی اس وقت بدری صحابہ کی تعداد ایک سو تھی ان تمام نے یہ دینار حاصل کیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی یہ دینار حاصل کیے۔ یہ تمام اشیاء ان صدقات کے علاوہ ہے جو وہ اپنی زندگی میں دیا کرتے تھے۔

ایک دن آپ نے تیس غلام آزاد کیے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک کارواں تجارت پر روانہ کیا۔ وہ قافلہ سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔ جب وہ کارواں واپس آیا تو وہ ہر قسم کی اشیاء پر مشتمل تھا۔ آپ نے وہ تمام اونٹ اور تمام اشیاء فی سبیل اللہ صدقہ کر دیں۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے مال کا ایک حصہ اللہ کے راستہ میں دے دیا وہ حصہ چار ہزار دینار پر مشتمل تھا۔ پھر چالیس ہزار درہم صدقہ کیے پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کیے۔ پانچ سو اونٹ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دیئے پھر پانچ سو اونٹ صدقہ کیے۔

روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دلائی تو وہ چار ہزار درہم لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے۔ میں نے چار ہزار درہم اپنے رب کو قرض دے دیئے ہیں اور چار ہزار درہم اپنے اہل خانہ کے لیے رکھ لیے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں بھی برکت دے جو تو نے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا ہے اور تیرے اس مال کو بھی بابرکت کرے جو تو نے اپنے گھر میں رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں برکت دی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ترمذی اور حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے مولا! سعد جب بھی تجھ سے دعا کرے اس کی دعا کو قبول فرما یہ اس دعا کا ہی ثمرہ تھا کہ وہ جب بھی دعا کرتے تھے ان کی دعا قبول ہوتی تھی۔ طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے مولا! حضرت سعد کے تیر کو نشانے پر لگا ان کی ہر دعا کو قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا آپ ﷺ کی دعا کے طفیل وہ محبوب ہو گئے۔ ان کا تیر نشانے سے خطا نہیں ہوتا تھا اور ان کی دعا رد نہیں ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے لیے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ ''اے مولا! اسے دین کی سمجھ عطا فرما''۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے یمن کی طرف روانہ فرما رہے ہیں تا کہ میں ان میں جج کے فرائض انجام دوں حالانکہ میں ابھی جوان ہوں اور میں نہیں جانتا کہ فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دعا کی اے میرے مالک! اس کے دل کو ہدایت نصیب فرما اور اس کی زبان کو استقامت عطا فرما۔ مجھے اس ذات کی قسم جو دانے کو پھاڑتا ہے۔ اس دعا کے بعد میں نے کبھی بھی دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے ہوئے تردد محسوس نہیں کیا۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سرور کائنات ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے بزرگ لوگوں میں بھیج رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں ان میں فیصلہ نہیں کر سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری زبان کو استحکام اور دل کو ہدایت نصیب فرمائے گا۔

حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا رسول مکرم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اس وقت میں یہ دعا مانگ رہا تھا۔ اے میرے پروردگار! اگر میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے تو مجھ پر رحم فرما اور اگر میری وفات متاخر ہے تو مجھے اس بیماری سے نجات عطا فرما اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر کرنے کی توفیق دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مولا! اسے شفا عطا فرما اسے عافیت عطا فرما۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اٹھو میں اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ درد مجھے کبھی نہیں ہوا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت کرے۔

ابن سعد اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے اس دعا کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اب میری کیفیت یہ ہے کہ اگر میں کسی پتھر کو بھی اٹھاؤں تو مجھے امید ہے کہ مجھے اس کے نیچے سے بھی سونا یا چاندی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیرات و بھلائی کے دروازوں کو کھول دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے دیتے ہیں تا کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس سے نکاح کر لیں اور اپنا آدھا مال بھی انہیں دینے کا ارادہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت سعد سے فرمایا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ تیری بیویوں اور تیری مال میں برکت فرمائے۔ آپ صرف مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ انہوں نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔

حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر مال عطا فرمایا۔ جب ۳۱ ہجری یا ۳۲ ہجری میں آپ نے مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا تو آپ کے ورثہ میں سے سونے کو کدالوں سے کھودا گیا کئی ہزار مزدوروں کے ہاتھ زخمی ہو گئے ان کی

حزام کوایک دینار دے کر بھیجا تا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے قربانی کا جانور لے کر آئیں۔انہوں نے پہلے ایک دینار کا ایک جانور خریدا پھر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔پھر ایک دینار کا ایک اور جانور خریدا وہ جانور بھی اور وہ دینار بھی بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں برکت کرے۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تجارت میں ایک خوش قسمت آدمی تھے جب بھی کوئی چیز بیچتے انہیں نفع ہوتا۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے جعید بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے چورانوے سال کی عمر میں انتقال کیا۔اس وقت بھی وہ ایک مضبوط اور تندرست وتوانا شخص تھے۔وہ کہتے تھے میں جانتا ہوں کہ مجھے یہ تمام نعمتیں حضور ﷺ کی دعا کے طفیل ملی ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ کے لیے دعا

امام سیوطی نے ''تحفۃ الابد'' میں لکھا ہے کہ قزوینی نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔
وہ فرماتے ہیں کہ بعثت نبوی ﷺ کے آغاز میں ابو جہل نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارا۔انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کی شکایت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا ابوسفیان کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کے پاس آئیں اور انہیں بتایا۔ابوسفیان نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ابو جہل کے پاس لے گئے اور کہا جس طرح اس نے آپ کو تھپڑ مارا ہے۔آپ بھی اسی طرح اسے تھپڑ ماریں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔پھر آپ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور یہ واقعہ عرض کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کی مولا! ابوسفیان کو اپنی رحمت سے محروم نہ کرنا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا اسلام قبول کرنا حضور اکرم ﷺ کی دعا کی وجہ سے تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے مجھے فرمایا معاویہ کو بلاؤ میں نے عرض کی کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔جب میں نے تیسری مرتبہ بھی یہی عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ معاویہ کے پیٹ کو نہ بھرے اس دعا کے بعد وہ کبھی شکم سیر نہیں ہوئے۔

امام بخاری نے تاریخ میں وحشی سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے ساتھ ملا ہوا ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی پیٹ۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی اے مولا! اس کے پیٹ کو علم اور حلم سے بھر دے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا

حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی اس روایت کو نقل کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔
عَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ ''اے مولا! اسے تاویل کا علم بھی عطا فرما''۔ یہ اسی دعا کا نتیجہ ہی تھا کہ آپ اس امت کے جید عالم ہوئے خصوصاً علم تفسیر میں آپ لاثانی تھے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور میرے لیے حکمت کی دعا فرمائی، حضور ﷺ کی دعا نے دراجابت پر شرف قبولیت حاصل کیا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حسن سند کے ساتھ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اس وقت گذرے جب وہ کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے دعا فرمائی، اے میرے مولا! ان کی ہر تجارت میں برکت دے۔ اسی دعا کی وجہ سے انہیں بہت زیادہ نفع حاصل ہوتا تھا۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابونعیم نے حضرت ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب، جو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ ضروری کام کے لیے بقیع کی طرف گئے۔ اسی اثناء میں کہ وہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے ایک چوہے نے ایک سوراخ سے ایک دینار نکالا پھر وہ یکے بعد دیگرے دینار نکالتا رہا حتی کہ ان کی تعداد ستر ہوگئی۔ وہ انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئے اور تمام واقعہ عرض کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم نے اپنا ہاتھ اس کے سوراخ میں ڈالا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا کرے۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر وہ دینار ختم نہ ہوئے۔ حتی کہ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے گھر چاندی کے بورے دیکھے۔

ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کے لیے دعا

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ جب عشاء کی نماز ادا فرماتے تو آخری رکعت میں یہ دعا مانگتے مولا! ولید بن ولید کو نجات عطا فرما مولا! سلمہ بن ہشام کو نجات دے مولا! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ میرے مالک! کمزور مومنین کو نجات دے مولا مضر پر اپنی گرفت سخت کر مولا! ان پر ایسا قحط نازل فرما جیسا قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں نازل ہوا تھا۔ پھر وہ ''علہز'' کھائیں۔ نبی اکرم ﷺ کمزور مسلمانوں کے لیے لگاتار دعا کرتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کرنا ترک کر دی۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن سعد نے ابوحصین کی سند سے مدینہ طیبہ کے ایک بزرگ سے روایت کیا ہے سرور کائنات ﷺ نے حضرت حکیم بن

وقت میں، میری امی جان اور میری خالہ محترمہ ہی گھر میں تھے۔ میری والدہ محترمہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے چھوٹے خادم انس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ہر قسم کی دعا فرمائی، آخری دعا یہ تھی مولا! ان کے مال اور ان کی اولاد کو کثیر فرما ان کی ہر چیز میں برکت نازل فرما ان کی عمر کو طویل اور جنت میں انہیں میرا رفیق بنا۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی اے میرے مالک! انس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ فرما اور ان کے رزق میں برکت فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! مجھے کثیر مال عطا ہوا، میرے بیٹے اور میرے پوتے سو سے زائد ہیں۔ میری لخت جگر آمنہ کہتی ہیں کہ میں نے ایک سو انتیس بیٹوں کو دفن کیا۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے میرے لیے کثیر مال، کثیر اولاد، طویل عمر اور مغفرت کی دعا فرمائی میں نے اپنے ایک سو بیس بیٹوں کو سپرد خاک کیا ہے۔ میرا باغ سال میں دو دفعہ ثمر آور ہوتا ہے۔ میں نے اتنی طویل زندگی گذاری ہے کہ اب میں اس سے تنگ آ گیا ہوں۔ مجھے حضور ﷺ کی چوتھی دعا (مغفرت) کی قبولیت کی بھی امید ہے۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اب بھی وہ دعا یاد ہے۔ جو حضور ﷺ نے میرے لیے، میرے مال اور میری اولاد کے لیے مانگی تھی۔

امام بیہقی نے حمیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس نے ننانوے سال زندگی بسر فرمائی اور 91 ہجری میں وصال فرمایا۔
ترمذی اور بیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت انس کا ایک ایسا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ اس باغ میں ریحان تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کی رات ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس رات بہت شدید آندھی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا آدمی ہے۔ جو مشرک قوم کی خبر لے کر آئے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ لیکن ہم سے کسی نے بھی جواب نہ دیا آپ ﷺ نے دوسری اور تیسری مرتبہ یہی ارشاد فرمایا پھر فرمایا اے حذیفہ! اٹھو اور اس قوم کی خبر لے کر آؤ میں مشرکین کی خبر لینے چلا گیا مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں موت کی راہ پر گامزن ہوں۔ جب میں واپس آیا اس وقت بھی میری یہی کیفیت تھی۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو مجھے شدید سردی لگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اتنی شدید سردی میں میں صرف آپ کے شرم وحیا کے لیے جا رہا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ سردی یا گرمی کا تجھ پر کوئی اثر نہیں ہوگا حتی کہ تو میرے پاس واپس آ جائے۔

ایک اور سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں جانے کے لیے کھڑا ہوا

علم اور حلم کسی سے پوشیدہ نہیں۔

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَ مَكِّنْ لَهُ الْبِلَادَ وَقِهِ الْعَذَابَ

''اے مولا! ان کو کتاب کی تعلیم دے اور ان کی سلطنت کو استحکام عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔''

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر مقرر ہوئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امیر رہے وہ بیس سال تک شام کے امیر رہے۔ پھر بیس سال تک خلیفہ رہے۔ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے کنارہ کش ہوئے تو ان کی خلافت پر امت کا اجماع ہو گیا اور لوگوں نے ان کی بیعت کی۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

سیرت نبوی ﷺ میں ہے کہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے تھے۔ جنہیں مشرکین اذیتیں دیا کرتے تھے وہ اپنے حالات خود بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ لوگوں نے میرے لیے آگ جلائی پھر مجھے اس پر پشت کے بل لٹا دیا میری پیٹھ کی چربی کی وجہ سے وہ آگ بجھ گئی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ آہن گر تھے۔ زمانہ جاہلیت میں انہیں قیدی بنایا گیا ام انمار نے انہیں خرید لیا۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو وہ آپ کو بہت اذیتیں دیا کرتی تھی۔ وہ لوہا لیتی اسے آگ میں گرم کرتی پھر اسے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ دیتی۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کی شکایت کی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی مولا! خباب کی مدد فرما۔ ان کی مالکہ کے سر میں کوئی تکلیف ہو گئی جس کی وجہ سے وہ کتوں کے ساتھ بھونکا کرتی تھی۔ بعض لوگوں نے اسے داغ لگوانے کا مشورہ دیا۔ اس نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو داغ لگانے کا حکم دیا۔ آپ لوہے کو گرم کر کے اس کے سر کو داغ لگاتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے خادم انس کے لیے دعا فرمائیں حضور ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ فرما اور جو نعمت تو اسے عطا کرے اس میں برکت فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے اللہ کی قسم! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور آج میرے بیٹے اور پوتے ایک سو سے زائد ہیں۔ ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا زندگی کی جتنی سہولت مجھے میسر رہی کسی اور شخص کو اتنی آسائش نہ مل سکی۔ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے ایک سو بیٹوں کو دفن کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے طاعون جارف میں وصال فرمایا اس وقت ان کے ستر بیٹے تھے۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اس

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی۔

اَفْلَحَ وَجْهَکَ اللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهٗ فِیْ شَعْرِهٖ وَ بَشَرِهٖ

"اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے کو کامیاب و کامران کرے۔ اے میرے مولا اس کے بالوں اور اس کی جلد میں برکت عطا کر۔"

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن اسحاق، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مرحب قلعہ خیبر سے باہر آیا اور مبارزت کی دعوت دینے لگا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے واصل جہنم کروں گا۔ آپ ﷺ نے انہیں جانے کی اجازت دی پھر بارگاہ ایزدی میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ مولا! مرحب پر اس کی اعانت فرما۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مرحب کو قتل کر دیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ ایک غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی مولا! انہیں سلامتی عطا فرما اور انہیں مال غنیمت دے جب ہم نے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی بخشی اور مال غنیمت عطا فرمایا پھر آپ ﷺ ایک اور غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا انہیں سلامتی عطا فرما اور مال غنیمت عطا فرما۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہمیں فتح عطا فرمائی بلکہ سلامتی اور مال غنیمت سے بھی نوازا۔

حضرت عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ تبوک کی طرف تشریف لے گئے۔ تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے مالک! میں اس کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں۔ تو جب بھی راہ خدا میں نکلے گا تجھے بخار ہو جائے گا تجھے بخار کی وجہ سے موت آئے گی لیکن تجھے شہادت کا مرتبہ ملے گا۔ جب صحابہ کرام تبوک پہنچے تو وہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا اور اسی بخار میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا مشرکین کے لشکر میں ایک اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ جاؤ اور پھر مجھے اس واقعہ کے متعلق بتاؤ میں بہت زیادہ ڈرپوک تھا۔ سردی کا احساس بھی مجھے بہت زیادہ ہوتا تھا۔ جب میں باہر نکلنے لگا تو نبی مکرم ﷺ نے دعا فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا مولا! سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، اوپر سے، نیچے سے اس کی حفاظت فرما۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میرا تمام خوف ختم ہو گیا میں دشمن کی فوج میں گھس گیا وہاں لوگ بلند آواز سے پکار رہے تھے۔ ''کوچ، کوچ'' اب یہاں قیام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس وقت آندھی بڑی شدت سے چل رہی تھی۔ میں ان کے کجاووں پر پتھر گرنے کی آواز سن رہا تھا۔ انہیں سخت آندھی کا سامنا تھا۔ پھر میں وہاں سے واپس آنے لگا۔ جب میں نے آدھا راستہ طے کیا تو مجھے بیس شاہ سوار ملے۔ انہوں نے عمامے باندھ رکھے تھے۔ انہوں نے کہا اپنے صاحب ﷺ کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو کافی ہو گیا ہے۔ پھر میں اپنی قیام گاہ میں واپس آ گیا۔ اللہ کی قسم! مجھے سردی کا بالکل احساس نہ ہوا اس وقت اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل فرمایا:

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَّجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (الاحزاب:۹)

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا۔ جب (حملہ آور ہو کر) آ گئے تھے تم پر (کفار کے) لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکے تھے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں شدید آندھی نے آلیا تیز ہوا نے ان کے سامان کو الٹ پلٹ کر دیا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے شاہ سواروں کا ایک دستہ ملا ان میں سے دو افراد میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ رسول مکرم ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ لشکر اور ہوا کے ساتھ انہیں کافی ہو گیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ سے فرمایا کیا تم اس لشکر میں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم مجھے قتل ہو جانے کی کوئی پرواہ نہیں لیکن میں قیدی بن جانے سے ڈرتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تجھے قیدی نہیں بنایا جا سکے گا اللہ تعالیٰ نے ان پر تیز آندھی کو مسلط کیا جس نے ان کے تمام خیموں کو اکھیڑ دیا اور تمام برتنوں کو اوندھا کر دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دشمن کے لشکر کی خبر لے کر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں میرا رفیق بنائے گا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسے فرمایا لیکن کسی شخص نے جواب نہ دیا پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے حذیفہ! انہوں نے عرض کی لبیک میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے میری آواز نہیں سنی، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کی آواز کو سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا انہوں نے عرض کی سردی بہت شدید ہے آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں سردی نہیں لگے گی۔ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دشمن کی فوج کی خبر لینے چلے گئے۔ انہیں بالکل سردی محسوس نہ ہوئی اور جب وہ واپس آ گئے تو انہیں سردی محسوس ہونے لگی۔

حضرت ابوطلحہ نے فرمایانہیں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو عاریتاً بیٹا عطا فرمایا تھا۔اب اس نے وہ واپس لے لیا ہے۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیوی کے یہ کلمات حضور ﷺ کو بتائے۔اس رات حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حقوق زوجیت ادا کیے تھے۔حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت فرمائے۔پھران کے ہاں بچہ ہوا۔انہوں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔صحابہ کرام بیان فرماتے تھے کہ وہ اپنے زمانہ کا بہترین جوان تھا۔

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ انصار کا کوئی جوان بھی اس سے افضل نہ تھا۔

امام بیہقی نے اسی روایت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس بچے کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔آپ ﷺ نے اس کو گھٹی دی۔اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔حضور ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے ان کی پیشانی پر ایک نورانی داغ بن گیا۔

حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن اسحاق نے حضرت بریدہ سے اور انہوں نے سفیان اسلمی سے اور وہ بنو سلمہ کے بعض افراد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ خیبر کے مقام پر موجود تھے۔جب یہود کی بھیڑیں آئیں وہ اپنے قلعے میں جانا چاہتی تھیں۔حالانکہ ہم نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں اس بھیڑ کا گوشت کون کھلائے گا۔ابوالیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کو اس کا گوشت کھلاؤں گا۔آپ ﷺ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ۔میں شتر مرغ کی طرح بھاگتا ہوا گیا۔جب حضور ﷺ نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا! ہمیں اس لطف اندوز فرما۔حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بھیڑوں کو اس وقت جالیا جب ان کا ابتدائی حصہ قلعے میں داخل ہو رہا تھا۔میں نے ریوڑ کے آخری حصہ سے دو بکریاں اٹھائیں۔انہیں اپنی بغل میں دبایا اور اس طرح دوڑتا ہوا آیا گویا کہ میں خالی ہاتھ ہوں۔میں نے حضور ﷺ کے سامنے انہیں پھینک دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں ذبح کیا اور ان کا گوشت تناول کیا۔ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں انتقال فرمایا جب وہ یہ واقعہ بیان کرتے تو رونے لگتے اور کہتے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میری زندگی سے فائدہ اٹھایا میں ان سب کے آخر میں انتقال کرنے والا ہوں۔

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ جب رسول مکرم ﷺ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے اس وقت میں مکہ مکرمہ میں آیا۔قریش مکہ طفیل بن عمرو کے پاس گئے۔طفیل ایک صاحب شرف انسان اور عمدہ شاعر تھے۔انہوں نے ان سے کہا تم ہمارے شہر میں آئے ہو تو سن لو وہ شخص جو سامنے ہے اس نے ہماری جماعت میں انتشار پیدا کر دیا ہے اور ہمارے معاملہ میں افتراق پیدا کر دیا ہے۔اس کا کلام جادو کی طرح ہے۔

حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی نے مسند الشامیین میں ابن مندہ اور البارودی نے ''المعرفہ'' میں ابن عائذ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ثابت بن یزید نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاؤں میں لنگڑا پن ہے۔ جس کی وجہ سے میرا پاؤں زمین پر نہیں لگ سکتا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی حتی کہ میرا پاؤں دوسرے پاؤں کی طرح ہو گیا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں میں قرآت کا اختلاف تھا۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں نے حضور ﷺ سے قرآن پاک پڑھا ہے۔ حضور ﷺ نے دونوں کی قرآت کو سنا اور فرمایا تم دونوں نے عمدہ قرآت کی ہے۔ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ اس سے میرے دل میں زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ شک اور تردد پیدا ہوا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دعا مانگی مولا! اس سے شیطان کو دور فرما میں اس وقت پسینے سے شرابور ہو گیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں اپنے رب کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

حضرت ابوطلحہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے اسحاق بن عبد بن ابی طلحہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے نور نظر کو مرض لاحق ہوا جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہ تھے۔ جب ان کی زوجہ محترمہ نے دیکھا کہ ان کا لخت جگر وفات پا چکا ہے۔ تو انہوں نے اس کے کپڑے ڈھانپ کر گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا۔ جب حضرت ابوطلحہ آئے تو انہوں نے پوچھا میرا نور نظر کیسا ہے۔ اس کی زوجہ نے جواب دیا اب وہ بڑا پرسکون ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ اب اسے آرام آ گیا ہوگا۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ ان کی بیوی سچ کہہ رہی ہے۔ انہوں نے شب بسری کی صبح کے وقت غسل فرمایا جب وہ گھر سے باہر جانے لگے تو ان کی زوجہ نے انہیں تمام حالات بتائے کہ ان کا نور نظر انتقال کر گیا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی اور پھر آپ ﷺ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت دے۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک انصاری شخص کے سات بیٹے تھے۔ وہ تمام کے تمام قرآن کے قراء تھے۔ وہ شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔

امام بیہقی نے حضرت ثابت کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما کا ایک فرزند تھا وہ انتقال کر گیا۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو آپ نے پوچھا میرے بچے نے آج شام کیسے گذاری ہے؟ ان کی زوجہ نے کہا وہ بڑا پرسکون ہے۔ پھر کہنے لگیں۔ کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کو کوئی چیز عاریتاً دے پھر وہ آپ سے وہ چیز واپس لے لے تو کیا آپ اس آدمی سے جھگڑا کریں گے۔

اسلام کی طرف بلایا انہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہ ایک تاریک رات میں قوم کے پاس پہنچے۔ انہیں اپنا راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اچانک ان کے عصا کے ایک کونے سے نور نکلنے لگا ان کی قوم ان کے پاس آئی اور ان سے وہ ڈنڈا پکڑ لیا۔ پھر وہ نور ان کی انگلیوں سے نکلنے لگا۔ انہوں نے اپنے والدین کو اسلام کی دعوت دی ان کی والدہ نے اسلام قبول کر لیا لیکن باپ نے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور شخص نے اسلام قبول نہ کیا۔ پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو قوم دوس کی ہدایت کی دعا کے لیے عرض کی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی ہدایت کے لیے دعا کی۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری قوم کا کفر پر اصرار کرنا مجھے برا لگتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان میں بہت سے لوگ تمہاری طرح ہوں گے۔

ابن جریر نے کلبی سے روایت کیا ہے کہ اسی واقعہ کی وجہ سے حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کو ذوالنور کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا روئے زمین پر ہر مومن مرد اور مومن عورت مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا آپ کو یہ کیسے علم ہوا۔ انہوں نے فرمایا میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ لیکن وہ انکار کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے۔ حضور ﷺ نے میری والدہ کے لیے دعا فرمائی جب میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ نے اسلام قبول کر لیا۔ میں واپس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں خوشی سے اسی طرح گریہ زار تھا جس طرح میں پہلے غم سے روتا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرما لیا ہے اور ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو تمام مومنین کے نزدیک محبوب بنا دے اور انہیں ہمارے نزدیک پسندیدہ بنا دے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے میرے مولا! اپنے اس بندے کو اور اس کی والدہ کو تمام لوگوں کے نزدیک محبوب بنا دے۔ اور تمام لوگوں کو ان کے نزدیک پسندیدہ بنا دے۔ میں جس مومن یا مومنہ کو جانتا ہوں وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں اس سے پیار کرتا ہوں۔

حاکم نے محمد بن قیس ابن مخرمہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کسی چیز کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ وہ، میں اور فلاں مسجد دعا کر رہے تھے کہ ہمارے پاس رسول اکرم ﷺ تشریف لائے ہم نے دعا کی اور نبی محترم ﷺ نے ہماری دعا پر آمین کہا پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی مولا! میں تجھ سے وہ سب کچھ طلب کرتا ہوں جو میرے ساتھی نے طلب کیا ہے اور علاوہ ازیں میں تجھ سے نہ بھولنے والے علم کا سوال کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آمین! ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ایسے علم کے لیے دعا کرتے ہیں جو نہ بھولنے والا ہو حضور ﷺ نے فرمایا دوسی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) تم سے سبقت لے گیا ہے۔

وہ آدمی کو اس کے باپ، اس کے بھائی اور اس کی بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ ہمیں تمہارے متعلق اور تمہاری قوم کے متعلق بھی یہی خطرہ ہے۔ جب وہ شخص تمہارے پاس آئے تو نہ اس کی بات سننا اور نہ ہی اس سے گفتگو کرنا۔ وہ مجھ سے برابر یہی اصرار کرتے رہے حتی کہ میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ میں اس سے نہ کوئی کلام سنوں گا اور نہ اس سے کوئی بات کروں گا۔ حتی کہ میری کیفیت یہ تھی کہ جب میں مسجد جاتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا تا کہ میں آپ ﷺ کا کلام نہ سن سکوں۔ ایک دفعہ میں مسجد حرام میں گیا۔ حضور ﷺ کعبہ مشرفہ کے قریب نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا اور آپ ﷺ کا کلام کسی نہ کسی طرح میرے کانوں تک پہنچ گیا۔ وہ بہت عمدہ کلام تھا۔ میں نے دل میں کہا میں ایک شاعر ہوں۔ میں کلام کی اچھی اور بری صفات سے آشنا ہوں۔ مجھے اس شخص کے کلام کو سننا چاہیے کہ یہ کیا کہتا ہے اگر یہ کلام اچھا ہوا تو میں اسے قبول کر لوں گا اور اگر عمدہ نہ ہوا تو اسے چھوڑ دوں گا۔ جب نبی کریم ﷺ گھر واپس آنے لگے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آیا۔ میں نے عرض کی آپ ﷺ کی قوم نے مجھے آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کے متعلق اس طرح کہا ہے۔ آپ مجھے اپنے معاملہ کے متعلق بتائیں۔ نبی کریم نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ قرآن پاک پڑھا، اللہ کی قسم! اس سے عمدہ کلام میں نے آج تک نہیں سنا تھا۔ اس سے زیادہ عادل معاملہ میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے کہا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری قوم میری اطاعت کرتی ہے۔ میں ان کی طرف جا رہا ہوں میں انہیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی علامت عطا فرما دے آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اسے کوئی علامت عطا فرما میں اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا جب میں ثنیہ کداء پر پہنچا تو میری آنکھوں کے درمیان ایک نور ضوفشاں ہو گیا۔ وہ چراغ کی طرح تھا۔ میں نے دعا کی اے میرے پروردگار! اس کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ منتقل کر دے۔ ورنہ وہ سمجھیں گے کہ یہ مثلہ ہے جو میرے چہرے پر ظاہر ہوا ہے۔ وہ نور میرے عصا کے سرے پر منتقل ہو گیا وہ ایک معلق قندیل کی طرح تھا۔ میں نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا لیکن انہوں نے میری اس دعوت میں دلچسپی نہ لی۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دوس کا قبیلہ مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف جاؤ ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی اختیار کرو میں اپنی قیام گاہ میں آ گیا میں قبیلہ دوس کو لگاتار دعوت اسلام دیتا رہا حتی کہ رسول کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی، جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ خیبر کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ اس وقت میرے ساتھ قبیلہ دوس کے ستر یا اسی گھرانوں کے افراد تھے

ابو الفرج الاصبہانی نے الاغانی میں روایت کیا ہے کہ حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں آئے تو اس وقت حضور ﷺ مبعوث ہو چکے تھے۔ قریش نے انہیں بارگاہ رسالت میں بھیجا تا کہ وہ حضور ﷺ کا جائزہ لیں۔ جب وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں اسلام پیش کیا۔ حضرت طفیل نے کہا میں ایک شاعر ہوں آپ میرا کلام سنیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اپنا کلام سناؤ انہوں نے اپنا کلام سنا بعد میں حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا اب میں جو کچھ پڑھتا ہوں اسے غور سے سنو۔ آپ ﷺ نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے بعد سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق کی تلاوت فرمائی اور انہیں

کی زمین ان کے لیے تنگ ہوگئی۔ وہ انہیں مدینہ منورہ سے باہر لے گیا۔ وہ دن کے وقت حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا لیکن رات کے وقت مسجد نبوی میں نماز کے لیے نہیں آتا تھا۔ پھر اس کے ریوڑ میں اور اضافہ ہوا وہ اپنی بکریوں کو مدینہ طیبہ سے اور دور لے گیا۔ اب وہ دن اور رات کی کسی نماز میں بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ شرکت نہیں کرسکتا تھا۔ صرف جمعہ کے دن مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا۔ پھر اس کے ریوڑ میں اور اضافہ ہوا وہ اپنی بکریوں کو اور دور لے گیا۔ اب نہ وہ جمعہ کے دن حاضر ہوسکتا تھا اور نہ ہی جنازہ میں شرکت کرتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ثعلبہ ہلاک ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم علیہ السلام کو صدقات لینے کا حکم دیا۔ آپ علیہ السلام نے اونٹ اور بکریوں کا نصاب لکھا اور اسے دو آدمیوں کو دے کر روانہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ثعلبہ کے پاس جائیں اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کریں۔ وہ دونوں شخص روانہ ہوئے۔ جب وہ ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ ثعلبہ نے کہا مجھے دستاویز دکھاؤ۔ جب انہوں نے وہ حکم نامہ دکھایا تو وہ کہنے لگے یہ تو جزیہ ہے تم ابھی چلے جاؤ اور فارغ ہو کر میرے پاس آنا۔ وہ دونوں شخص فارغ ہونے کے بعد اس کے پاس آئے اور اسے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ اس نے کہا یہ تو جزیہ ہے۔ تم ابھی چلے جاؤ تاکہ میں غور وفکر کرسکوں۔ وہ دونوں وہاں سے چلے آئے۔ جب وہ بارگاہ رسالت میں پہنچے تو حضور علیہ السلام نے ان کے کلام کرنے سے پہلے ہی فرمایا ثعلبہ ہلاک ہوگیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ ...... الخ (التوبہ:۷۵)

''اور کچھ ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے وعدہ کیا اللہ کے ساتھ کہ اگر اس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے تو ہم دل کھول کر خیرات دیں گے اور ضرور ہو جائیں گے نیکوکاروں میں''۔

جب ثعلبہ نے ان آیات کے متعلق سنا تو وہ اپنا صدقہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا صدقہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ ثعلبہ رونے لگا اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ تیرا اپنا ہی عمل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تھا لیکن تو نے میری اطاعت نہیں کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت ہلاک ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی ام ولد سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کو حضور علیہ السلام کا کوئی تذکرہ یاد ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یاد ہے کہ میں ابھی پانچ یا چھ سال کا بچہ تھا۔ نبی اکرم علیہ السلام نے مجھے اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور میرے لیے اور میری اولاد کے لیے برکت کی دعا کی۔ ام ولد کہتی ہیں ہم جانتے تھے کہ ہم پر بڑھاپا نہ آنے کی وجہ یہی دعا ہے۔

حضرت مالک بن ربیعہ السلولی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن مندہ اور ابن عساکر نے مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان کی اولاد میں برکت

حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے دن ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے ہم نے رات کے وقت سفر کیا ایک شخص نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم ہمیں حدی خوانی نہیں سناؤ گے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے۔ فوراً اپنی سواری سے نیچے اترے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

''اے میرے مالک! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت کی راہ پر گامزن ہو سکتے نہ صدقہ کر سکتے اور نہ ہی نماز ادا کر سکتے۔''

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّکَ مَا اقْتَفَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

''اے مولا! ہمیں بخش دے ہم تجھ پر فدا ہوں اور اگر ہم دشمنوں کے ساتھ نبرد آزما ہوں تو ہمیں ثابت قدم فرما۔''

حضور ﷺ نے فرمایا یہ حدی خوان کون ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اب وہ شہادت سے ضرور سرخرو ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ہمیں ان سے مزید لطف اندوز نہیں ہونے دیا۔ جب مسلمان دشمن کے ساتھ معرکہ آزما ہوئے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے تلوار لہرائی تاکہ یہودی کی پنڈلی پر وار کرے لیکن وہ تلوار ان کے اپنے ہی گھٹنے پر لگی۔ جس سے وہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔ جس میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے پوچھا یہ حدی خوان کون ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یہ عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا رب تمہیں معاف فرمائے راوی کہتے ہیں کہ جس شخص کے لیے نبی مکرم ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے اسے مرتبہ شہادت ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تادیر ہمیں عامر رضی اللہ عنہ سے لطف اندوز ہونے نہیں دیا۔

ثعلبہ بن حاطب کے لیے دعا

برودی، ابن شاہین، ابن سکن اور امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و ثروت اور اولاد عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ! تیرے لیے ہلاکت ہو وہ کم مال جس کا تو شکریہ ادا کر سکے اس کثیر مال سے کہیں بہتر ہے جس کا تو شکریہ ادا کر نہ سکے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ! کیا تو میری طرح نہیں ہونا چاہتا۔ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ رواں ہو جاتے ثعلبہ نے پھر یہی اصرار کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے مال و دولت اور اولاد کی دعا فرمائیں مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حق دار کا حق ادا کروں گا۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی اس نے ایک بکری خریدی جس میں بہت برکت پیدا ہوئی۔ اس کی بکریاں کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں حتیٰ کہ مدینہ طیبہ

فرمائی، اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو انہیں نفع ہوتا۔ ابونعیم نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے میری خرید وفروخت میں برکت کے لیے دعا فرمائی اس کے بعد میں جو بھی سودا کرتا مجھے نفع ہوتا۔ ایک اور روایت کے مطابق حضور ﷺ نے ان کی خرید وفروخت میں برکت کے لیے دعا فرمائی وہ فرماتے ہیں کہ میں کناسہ کے مقام پر تھا۔ جب میں گھر واپس آیا تو مجھے چالیس ہزار دینار کا نفع ہو چکا تھا۔

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ البہزی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی نے حضرت بن ثعلبہ البہزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا مولا! میں مشرکین پر ابن ثعلبہ کا خون حرام کرتا ہوں۔ اس دعا کے بعد وہ ایک طویل عرصہ زندہ رہے وہ دشمن قوم پر حملہ آور ہوتے اور ان کی صفیں چیر کر واپس آ جاتے۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے ابوعقیل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام بازار میں غلہ وغیرہ فروخت کرنے کے لیے جاتے تو راستے میں انہیں حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم ملتے وہ کہتے ہمیں بھی اپنے سودے میں شریک کرلو۔ رسول کریم ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی۔ وہ انہیں بھی اپنے سودے میں شریک کر لیتے بعض اوقات انہیں اتنا نفع ہوتا کہ وہ پورے کا پورا اونٹ ہی بعینہ گھر واپس بھیج دیتے۔

حضرت ابوسبرہ اور ان کے بیٹے رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

الطبرانی نے حضرت سبرہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے ان کے بیٹے کے لیے دعا فرمائی۔ اسی دعا کی برکت ہے کہ ان کی ساری اولاد آج تک شان وشوکت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ ابن اثیر اسد الغابہ میں فرماتے ہیں کہ ابوسبرہ کا نام یزید بن مالک الجعفی ہے۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا تمہاری اولاد کتنی ہے۔ انہوں نے عرض کی میرے تین بیٹے حارث، سبرۃ اور عبدالعزی ہیں۔ آپ ﷺ نے عبدالعزی کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھا۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کے وقت لوگوں نے ہماری جستجو کی لیکن وہ ہمیں تلاش نہ کر سکے لیکن سراقہ نے ہمیں ڈھونڈ لیا۔ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم سراقہ تلاش کرتے کرتے ہمارے قریب آ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان دو تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! اپنی منشاء کے مطابق تو اسے کافی ہو جا۔ سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس

کے لیے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی بچے عطا فرمائے۔

حضرت بشر بن معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن سعد، ابن شاہین اور ثابت نے دلائل میں جعد بن عبد اللہ بن عامر البکائی سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ تین افراد معاویہ بن ثور، ان کا بیٹا بشر اور نجیع بن عبد اللہ ۹ ہجری کو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کے ساتھ عبد عمرو بھی تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں تو آپ صلی اللہ علیک وسلم کو چھو کر برکت حاصل کر لیتا ہوں۔ میرے فرزند ارجمند بشر کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیریں۔ حضور ﷺ نے اس کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ اسے خاکستری رنگ کی بکریاں عطا کیں اور ان میں برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت جعد فرماتے ہیں کہ بنو بکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے اثرات سے محفوظ رہتے تھے۔ محمد بن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہم کے درج ذیل اشعار اسی واقعہ کے متعلق ہیں:

وَاَبِیَ الَّذِیُ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَاْسِهٖ وَدَعَا لَهٗ بِالْخَیْرِ وَالْبَرَکَاتِ

''میرے والد محترم وہ عظیم انسان تھے جن کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔''

اَعْطَاهُ اَحْمَدُ اِذْ اَتَاهُ اَعْنُزًا عَفَرًا نَوَاجِلَ لَسْنَ بِاللُّجُبَاتِ

''جب وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں خاکستری رنگ کی عمدہ بکریاں عطا فرمائیں بکریاں کم دودھ دینے والی نہیں تھیں۔''

یَمْلَاْنَ وَفْدَ الْحَیِّ کُلَّ عَشِیَّةٍ وَ یَعُوْدُ ذَالِکَ الْمَلِیُّ بِالْغُدُوَاتِ

''وہ ہر شام قبیلے کے برتن کو بھر دیتی تھیں اور اسی طرح صبح کے وقت بھی پیالہ ان کے دودھ سے لبریز ہوتا تھا۔''

بُوْرِکْنَ مِنْ مَّنْحٍ وَّ بُوْرِکَ مَانِحًا وَعَلَیْهِ مِنِّیْ مَا حُیِّیْتُ صَلَاتِیْ

''وہ عطیہ کتنا مبارک تھا اور عطیہ دینے والے بھی کتنے بابرکت تھے۔ جب تک میں زندہ ہوں میری طرف سے ان پر سلام ہو''۔

زہیر بن ابی سلمی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابو الفرج نے اغانی میں ابراہیم بن محمد الزہری سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے زہیر بن ابی سلمی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا۔ اس وقت ان کی عمر ایک سو سال تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی مولا! اسے شیطان سے محفوظ رکھ۔ اس دعا کے بعد حضرت زہیر رضی اللہ عنہ نے شعر نہیں کہے حتی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی اور ابو نعیم نے عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان کی تنگ ودو میں برکت کی دعا

عرض کی اللہ کی قسم! میں اپنی جان کی وجہ سے نہیں رو رہا۔ میرا رونا تو صرف آپ صلی اللہ علیک وسلم کے لیے ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے مولا! اس کو کافی ہو جا۔ اس کے گھوڑے کے سم زمین میں دھنسنے لگے حتی کہ وہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ ایک روایت کے مطابق وہ پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ حضرت سراقہ نے سات مرتبہ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا اور سات مرتبہ اس عہد کو توڑا۔ جب وہ عہد کو توڑتے ان کا گھوڑا زمین میں دھنس جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سراقہ حضور ﷺ کے قریب ہوئے تو بلند آواز سے کہنے لگے۔ (اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم) آج آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے واحد، جبار، قہار بچائے گا۔ حضرت جبرائیل امین وحی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین آپ کے تابع کر دی گئی ہے۔ جو چاہیں اسے حکم فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے زمین اسے پکڑ لے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پکڑ لیا۔ ان کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے گھوڑے کو نکالنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ انہوں نے عرض کی اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے امان عطا فرمائیں۔ اگر آپ نے مجھے امان دی تو میں آپ کا معاون و مددگار ثابت ہوں گا۔ آپ سے عداوت ہرگز نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے زمین! اسے چھوڑ دو۔ زمین نے ان کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ جب سراقہ مایوس ہو گئے اور انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کر لیا تو کہنے لگے۔ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے بات کرنے کی مہلت دیں۔ اللہ کی قسم! اب آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سراقہ نے کہا یا محمد! میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ آپ کی دعا کی وجہ سے ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تکلیف سے نجات دے۔ میں خود بھی آپ کو کوئی تکلیف نہیں دوں گا اور لوگوں کو بھی آپ کا تعاقب کرنے سے روکوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ سراقہ نے عرض کی میں آپ کے لیے فائدہ مند ہوں گا۔ میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ شاید میرا قبیلہ میرے اس اچانک سفر سے گھبرا گیا ہو اور میرے پیچھے آ رہا ہو اب میں انہیں بھی واپس لے جاؤں گا۔ نبی محترم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی۔ حضرت سراقہ کہتے ہیں۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ جب میں نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات میں غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا۔ کہ عنقریب آپ ﷺ کے دین کو غلبہ نصیب ہو گا۔ میں نے حضور ﷺ کو لوگوں کے لالچ اور حرص کے متعلق بھی بتایا جو لوگوں کے دلوں میں موجود تھا کہ وہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو گرفتار کریں اور ایک سو سرخ اونٹ انعام پائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ حضرت سراقہ نے وعدہ کیا کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جنگ نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی کو آپ ﷺ کے متعلق بتائے گا۔ حضرت سراقہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو زادِ راہ اور سامان پیش کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے میری کسی بھی چیز میں دلچسپی نہ لی۔ میں نے عرض کیا یہ میرا ترکش ہے اس سے تیر لے لیں۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس سے گزریں گے۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم اپنی ضروریات کے مطابق وہاں سے اونٹ اور بکریاں حاصل کر لینا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں تمہارے اونٹوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے دعا خیر فرمائی۔ ایک روایت

گیا۔ سراقہ نے کہا اے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیک وسلم) میں جانتا ہوں کہ یہ آپ کا عمل ہے۔ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے پیچھے آنے والے لوگوں کو آپ کے متعلق نہیں بتاؤں گا۔ نبی محترم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کر کے واپس چلا گیا۔

ابن سعد، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات دوعالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دائیں بائیں متوجہ ہوئے تو انہیں ایک گھوڑ سوار نظر آیا جوان کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک گھوڑ سوار بالکل ہمارے قریب پہنچ چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مولا! اسے پچھاڑ دے۔ وہ فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔ سراقہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے حکم فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی جگہ ٹھہر جاؤ اور ہمارے تعاقب میں نکلنے والوں کو روکو۔ وہ دن کے ابتدائی حصہ میں حضور ﷺ کو گرفتار کرنے کے لیے کوشش کر رہا تھا اور دن کے آخری حصہ میں وہ آپ ﷺ کا دفاع کرنے والوں میں سے تھا۔

السیرۃ النبویۃ میں سراقہ کا قصہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے سفر پر رواں دواں تھے تو انہیں راستہ میں سراقہ بن مالک ملا۔ سراقہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

امام بخاری کی نقل کردہ روایت میں وہ سبب بھی مذکور ہے جس کی وجہ سے اس نے حضور ﷺ کا تعاقب کیا تھا۔ امام بخاری نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے انہوں نے کہا قریش نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قتل یا گرفتاری کا انعام ایک سو اونٹ مقرر کیا ہے۔ میں اس وقت اپنی قوم بنی مدلج کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا اس نے کہا اے سراقہ! میں نے ساحل کے قریب چند افراد دیکھے ہیں۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ وہی ہیں۔ لیکن میں نے اس شخص سے کہا وہ لوگ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ تو فلاں فلاں آدمی ہیں۔ جو ہمارے سامنے سے گزرے ہیں۔ پھر میں وہاں سے اٹھا اور اپنے گھر چلا گیا میں نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو فلاں ٹیلے کے پیچھے لے جائے اور وہاں میرا انتظار کرے۔ میں نے اپنا نیزہ لیا اور چپکے سے گھر کے پچھلے حصہ سے نکل گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب سراقہ نے ہمارا تعاقب کیا اس وقت ہم سخت زمین پر تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک شخص ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ:۴۰) "نہ غم کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے" حضور ﷺ دائیں بائیں توجہ نہیں فرما رہے تھے۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار بائیں دائیں دیکھ رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ جب سراقہ ہمارے قریب تر ہو گیا ہمارے اور اس کے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے پھر آپ ﷺ سے عرض کی کہ ڈھونڈنے والا بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے پوچھا تجھے کس چیز نے رلایا ہے۔ میں نے

حضرت بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا اس یہودی کو میں نے قتل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر! اب تو ان کا خون بہا ادا کیا جائے۔ حضرت بکر بن شداخ نے کہا اے امیر المومنین! فلاں شخص جہاد پر گیا اور اپنے اہل وعیال کو میرے سپرد کر گیا۔ جب میں اس مجاہد کے دروازے پر آیا تو میں نے دیکھا کہ یہ یہودی وہاں موجود تھا اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

وَاَشْعَثَ غَرَّهُ الْاِسْلَامُ حَتّٰی خَلَوْتُ بِعِرْسِهٖ لَیْلَ التَّمَام

''اور وہ پراگندہ بال شخص جس کو اسلام نے دھوکا میں رکھا ہے میں نے اس کی بیوی کے پاس تمام رات گزار دی۔''

اَبِیْتُ عَلٰی تَرَائِبِهَا وَیُمْسِیْ عَلٰی قُوْدِ الْاَعِنَّةِ وَالْحِزَام

''میں اس کی بیوی کے سینے پر رات بسر کرتا ہوں اور وہ شخص گھوڑے کی لگام اور اس کی پشت پر سوار رہتا ہے''۔

کَاَنَّ مُجَامِعَ الرَّبَلَاتِ مِنْهَا قِیَامٌ یَسْمَعُ اِلٰی قِیَامِ

گویا کہ اس کی رانوں میں جماع کرنے والا ایک نگہبان ہے جو دوسرے نگہبان کی آواز سنتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بکر رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کی اور اس یہودی کے قتل کو باطل قرار دیا۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دعا کی وجہ سے ہی تھا۔

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

ابن سعد نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس وقت حضور ﷺ اکڑوں تشریف فرما تھے۔ جب میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا تو مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ آپ ﷺ کے ایک ساتھی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ مسکینہ آپ کو دیکھ کر کانپنے لگی ہے۔ اس وقت میں حضور ﷺ کے پیچھے تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھے بغیر فرمایا یَامِسْکِیْنَةُ عَلَیْکِ السَّکِیْنَةُ ''اے مسکینہ پرسکون ہوجا''۔ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا اسی وقت میرا تمام خوف اور دل سے رعب جاتا رہا۔

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

امام بخاری نے ادب میں اور امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہوگیا وہ فرماتی ہیں جب میرا لخت جگر فوت ہوگیا۔ تو میں نے بہت آہ وزاری کی میں نے اسے غسل دینے والے سے کہا میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا ورنہ وہ مرجائے گا۔ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ یہ واقعہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اس دعا کے طفیل حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا نے اتنی عمر پائی کہ کوئی عورت ان کی عمر کے متعلق نہیں جانتی تھی۔

حضرت نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مصطفےٰ ﷺ

امام بیہقی اور ابو نعیم نے یعلی بن الاشدق کی سند سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کو سنا

میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو زادراہ اور سامان پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے سراقہ! جب تو دین اسلام میں رغبت نہیں رکھتا تو ہمیں بھی تیرے جانوروں میں کوئی رغبت نہیں ہے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ جہاں رنگ و بو میں آپ ﷺ کے دین کو غلبہ نصیب ہوگا اور آپ ﷺ لوگوں کی گردنوں کے مالک بن جائیں گے۔ میں نے آپ ﷺ سے وعدہ لیا کہ جب آپ ﷺ کو تسلط اور غلبہ نصیب ہوگا اور میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو آپ ﷺ میری عزت افزائی فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو ایک عہد نامہ لکھنے کے لیے کہا۔ جب سراقہ اپنی قوم کے پاس گئے تو انہوں نے کہا میں نے تمام راستوں میں تلاش کیا ہے۔ میں نے وہاں کوئی چیز نہیں دیکھی یہ سن کر ان کی قوم واپس آ گئی۔ جب سراقہ مکہ معظمہ پہنچے تو لوگ ان کے اردگرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول کریم ﷺ کو نہیں دیکھا مگر ابوجہل برابر اصرار کرتا رہا۔ حتی کہ انہوں نے تمام واقعہ سنایا ابوجہل کو یہ بات سن کر بری لگی کہ سراقہ نے حضور ﷺ کو چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت سراقہ نے یہ شعر پڑھے:

اَبَا حَکَمٍ وَاللَّاتِ لَوْ کُنْتَ شَاهِدًا لِاَمْرِ جَوَادِیْ اِذْ تَسِیْخُ قَوَائِمُهٗ

''اے ابوجہل! اگر تو میرے گھوڑے کو دیکھ لیتا کہ اس کے پاؤں کس طرح زمین میں دھنس گئے تھے تو تیرے غصے کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی۔''

عَلِمْتَ وَلَمْ تُشَکِّکْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلٌ بِبُرْهَانٍ فَمَنْ ذَا یُقَاوِمُهٗ

''تو یہ بھی یقین کر لیتا اور تجھے کوئی شک نہ رہتا کہ محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو ایک عظیم دلیل لیکر تشریف لائے ہیں اب کون ان سے مقابلہ کر سکتا ہے۔''

عَلَیْکَ بِکَفِّ الْقَوْمِ عَنْهُ فَاِنَّنِیْ اَرٰی اَمْرَهٗ یَوْمًا سَتَبْدُوْ مَعَالِمُهٗ

''تجھ پر لازم ہے کہ اپنی قوم کو ان سے روک لے میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن ان کے دین کو رفعت نصیب ہوگی''۔

حضرت بکر بن شداخ اللیثی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن مندہ اور ابن عساکر نے عبدالملک بن یعلیٰ اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت بکر رضی اللہ عنہ ان افراد میں سے تھے جنہوں نے بچپن میں حضور ﷺ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ جب بالغ ہوئے تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے شانہ اقدس میں بچپن میں داخل ہوا اور یہاں تک کہ عالم شباب کو پہنچ چکا ہوں تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اے میرے مولا! اس کے قول کو سچ فرما اور اسے کامیابی سے ہم کنار فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے ایک یہودی کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بڑی ناگوار گزری۔ آپ پریشانی کے عالم میں منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے خلیفہ نہیں بنایا کہ لوگ قتل ہوتے رہیں۔ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس شخص کے پاس اس قتل کے متعلق کوئی علم ہے وہ مجھے بتائے۔

چکے تھے۔

امام بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن جس طرح حضور ﷺ نے واسطہ دیا تھا اس طرح واسطہ دیتے ہوئے میں نے کسی شخص کو نہیں سنا۔ آپ فرمارہے تھے: ''مولا! میں تجھے تیرے عہد کا واسطہ دیتا ہوں۔ مولا! میں تجھے تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے میرے پروردگار! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔''

پھر جب آپ ﷺ نے ہماری طرف رخ انور پھیرا تو آپ ﷺ کا چہرہ ماہتاب کامل کی طرح درخشاں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں مشرکین کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ اپنے قبہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ بارگاہ ایزدی میں یوں دعا کر رہے تھے: ''مولا! میں تجھے تیرے وعدہ اور عہد کا واسطہ دیتا ہوں۔ مولا! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے دست اقدس کو تھام لیا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے آہ وزاری کی انتہا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔

پھر نبی کریم ﷺ اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اس وقت زرہ پہن رکھی تھی۔ آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرمارہے تھے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر: ۴۵)

''عنقریب پسپا ہوگی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے''۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ نے مشرکین مکہ کی طرف دیکھا اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضور ﷺ کے صحابہ کرام کی تعداد تین سو ستره تھی۔ حضور ﷺ قبلہ رو ہو گئے اور اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے۔ اسی محویت میں آپ کی چادر مبارک آپ کے کندھوں سے گر پڑی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ کی چادر کو اٹھایا اور آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دی۔ پھر آپ ﷺ کو پیچھے سے چمٹ گئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج آپ نے واسطہ دینے کی انتہا کر دی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ (الانفال: ۹)

''یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے۔ اپنے رب سے تو سن لی اس نے تمہاری (اور فرمایا) یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تو جو پے درپے آنے والے ہیں۔''

وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو شعر سنائے آپ ﷺ نے ان اشعار کو بہت پسند فرمایا اور دعا فرمائی "اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے" یعلیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں نے انہیں دیکھا اس وقت ان کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی۔ لیکن ان کے تمام دانت سلامت تھے۔

امام بیہقی نے ابو اسامہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت تمام لوگوں سے حسین تھے۔ جب ان کا کوئی دانت گر جاتا اس کی جگہ نیا دانت اگ آتا۔ ابن سکن کی روایت کے مطابق حضرت یعلیٰ نے فرمایا کہ میں نے نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانتوں کو دیکھا وہ برف سے زیادہ سفید تھے۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے تھا۔

سیرت النبی میں ہے کہ نابغہ الجعدی کا اصل نام قیس بن عبد اللہ ہے۔ ایک دن وہ نبی اکرم ﷺ کی مدح سرائی کر رہے تھے جب وہ ان اشعار پر پہنچے:

فَلَا خَيْرَ فِيْ حِلْمٍ اِذَا لَمْ يَكُن لَّهٗ بَوَادِرُ تَحْمِيْ صَفْوَهٗ اَنْ يُكَدِّرَا

"حلم میں اس وقت تک کوئی بھلائی نہیں جب تک اس کے ساتھ ایسی تلواریں نہ ہوں جو اسے گندہ ہونے سے بچالیں"۔

وَلَا خَيْرَ فِيْ جَهْلٍ اِذَا لَمْ يَكُن لَّهٗ حَلِيْمٌ اِذَا مَا اَوْرَدَ الْاَمْرَ اَصْدَرَا

"نہ ہی جہالت میں اس وقت تک بھلائی ہے جب تک اس میں ایسا حلیم نہ ہو جو جب بھی جہالت کوئی فساد پیدا کرنے لگے اس کا منہ پھیر دے"۔

یہ اشعار سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے اس دعائے مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا۔ آپ کے دانت تمام لوگوں کے دانتوں سے حسین تھے۔ جب بھی کوئی دانت گرتا اس کی جگہ نیا دانت نکل آتا۔ آپ نے ایک سو بیس یا ایک سو چالیس یا دو سو اسی سال عمر پائی۔ روایات میں اختلاف ہے۔

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

شفاء میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمیر بن سعد کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ ان کے لیے صحت اور تندرستی کی دعا کی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اسی سال کی عمر میں وفات پائی اس وقت بھی ان کا چہرہ تروتازہ تھا۔

غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ کی دعائیں

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ طالوت کی طرح تین سو تیرہ مجاہدین لے کر مقام بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! یہ مجاہدین ننگے پاؤں ہیں انہیں سواریاں عطا کر۔ مالک! یہ ننگے ہیں انہیں لباس دے۔ پروردگار! یہ بھوکے ہیں انہیں شکم سیر کر۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ جب وہ میدان بدر سے واپس آئے تو ان میں سے ہر شخص کے پاس ایک یا دو سواریاں ضرور تھیں، انہیں لباس بھی مل چکے تھے اور ان کے پیٹ بھی بھر

محبوب بنادے جس طرح مکہ معظمہ ہمارے لیے محبوب ہے یا اس کو اس سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ مولا! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت فرما اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرمادے۔

امام بیہقی نے حضرت ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ طیبہ کی وبا مشہور تھی۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ جحفہ میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو بلوغت سے قبل ایک مرتبہ بخار ضرور آتا تھا۔

زبیر بن بکار نے موسیٰ بن محمد سے روایت کیا ہے کہ جب تاجدار کائنات ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ کے صحابہ کرام بخار میں مبتلا ہو گئے مہاجرین کے ساتھ ایک شخص ایسا بھی آیا تھا جس نے ایک مہاجرہ خاتون سے شادی کی تھی۔ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے لوگو! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہوگی اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے لیے ہی ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے یا کسی عورت کے لیے ہوگی تو پھر اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے ہوگی جس کا اس نے قصد کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کی مولا! اس وبا کو ہم سے دور فرما صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا آج رات میرے پاس بخار کو لایا گیا وہ ایک کالی بڑھیا کی شکل میں تھا۔ اس کو ایک شخص نے پکڑ رکھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ بخار ہے۔ اس کے متعلق آپ کا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے کہا اس کو تالاب میں پھینک دو۔

ہشام بن عروہ ہی سے روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص مکہ معظمہ کے راستے سے مدینہ طیبہ آیا نبی محترم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے راستہ میں کسی سے ملاقات کی ہے۔ اس نے عرض کی نہیں میں نے راستہ میں کسی سے ملاقات نہیں کی البتہ ایک کالی اور ضعیف بڑھیا کو دیکھا ہے جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ بخار تھا آج کے بعد وہ کبھی بھی واپس نہیں آئے گا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرم بنایا تھا۔ میں مدینہ طیبہ کو حرم بناتا ہوں اور جس طرح انہوں نے مکہ کے صاع اور مد میں برکت کے لیے دعا کی تھی میں بھی مدینہ طیبہ کے صاع اور مد میں برکت کے لیے دعا کرتا ہوں۔

امام بخاری نے تاریخ میں عبداللہ بن فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا کی مولا! میں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے وہی بھلائیاں مانگتا ہوں جن سے تو نے اہل مکہ کو نوازا ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کا صاع اور مد بھی وہی کام کرتے تھے جو مکہ معظمہ کے صاع اور مد کرتے تھے۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں اسماعیل بن النعمان سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں چرنے والی بکریوں کے لیے دعا فرمائی آپ ﷺ نے عرض کی مولا! ان کے آدھے پیٹ میں وہی برکتیں دے جو برکتیں تو نے دوسرے شہر کی بکریوں کے پورے میں دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعے اپنے محبوب ﷺ کی مدد فرمائی۔

امام بیہقی، حاکم، ابن سعد اور نسائی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں غزوۂ بدر کے دن میں نے کافی دیر تک جہاد کیا۔ پھر میں جلدی جلدی بارگاہ رسالت میں آیا تا کہ دیکھوں کہ آپ ﷺ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سجدہ ریز ہیں اور یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ کی صدائیں بلند فرما رہے ہیں۔ پھر میں وہاں سے واپس آیا کافی دیر مصروف جہاد رہا۔ پھر آپ ﷺ کا دیدار کرنے کے لیے آیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ابھی تک سجدہ ریز تھے اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کی صدائیں لگا رہے تھے۔ جب میں چوتھی مرتبہ چہرۂ مصطفیٰ ﷺ دیکھنے کے لیے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرما دی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں جب غزوۂ بدر رونما ہوا تو حضور ﷺ اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر دعا مانگنے لگے۔ آپ ﷺ نے عرض کی مولا! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو شرک غالب آ جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہ سکے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کناں تھے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا۔ وہ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو ضرور منور فرمائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار ملائکہ کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! آپ کو بشارت ہو یہ حضرت جبرائیل آ گئے ہیں۔ انہوں نے زرد عمامہ پہن رکھا ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہیں۔ جب وہ زمین پر نازل ہوئے تو کچھ دیر کے لیے مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ ظاہر ہوئے تو ان کے پاؤں گرد آلود تھے۔ وہ کہہ رہے تھے آپ صلی اللہ علیک وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے پاس پہنچ چکی ہے۔

بکر بن وائل کے لیے دعا

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ میں نے دیوان اعشیٰ میں پڑھا ہے کہ ذی قار کی جنگ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ہوئی۔ حضرت جبرائیل نے حضور ﷺ کو یہ جنگ دکھائی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا اے بار الٰہ! بکر بن وائل کی مدد فرما۔ نبی محترم ﷺ اس کے لیے تیسری مرتبہ یہ دعا کرنا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمیشہ مدد فرمائے تو حضرت جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ اگر آپ نے ان کے لیے ابدی نصرت کی دعا فرما دی تو ان کی یہ نصرت ایک واقعہ کی وجہ سے دائمی نہیں رہ سکے گی۔ جب حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تو اہل فارس کو شکست ہوئی۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا یہ پہلا موقع ہے کہ اہل عرب نے عجموں کو شکست دی اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی۔

مدینہ طیبہ کے لیے خصوصی دعائیں

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ زمین وباؤں کا مرکز تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی مولا! مدینہ طیبہ ہمیں اسی طرح

اہل طائف کے لیے دعا

امام بیہقی اور ابونعیم نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو فرمایا نہ تو ہمیں اہل طائف کا محاصرہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور نہ ہی ہم گمان کرتے ہیں کہ ہم اس کو فتح کر لیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اہل طائف کے لیے بددعا کیوں نہیں فرماتے اور نہ ہی آپ پیش قدمی فرماتے ہیں شاید ہم اسے فتح کر لیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ پھر حضور ﷺ طائف کا محاصرہ اٹھا کر واپس آ گئے واپسی پر آپ ﷺ نے دعا کی اے میرے مالک! اہل طائف کو ہدایت دے اور ہمیں اس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق دے۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ماہ رمضان میں اہل طائف کا وفد آیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

تجیبی غلام کے لیے دعا

ابن سعد نے ابوالحویرث سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تجیب کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ان کے ساتھ ایک غلام بھی تھا۔ اس غلام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا ایک کام کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سا کام؟ اس غلام نے عرض کی آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے دل کا غنا عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما اور اس کو دل کا غنا عطا فرما۔ اس کے بعد وہ وفد واپس آ گیا۔ آئندہ سال وہ وفد دوبارہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے ان سے اس غلام کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اس سے زیادہ قناعت شعار شخص نہیں دیکھا۔

دیگر امور میں نبی اکرم ﷺ کی دعائیں

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں تشریف لے گئے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا۔ جب وہ غار کے دہانے تک پہنچ گئے تو حضور ﷺ نے دعا کی اے مولا! ان کی بصارت ختم کر دے تاکہ وہ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ اسی وجہ سے وہ حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے اور دائیں بائیں دیکھ کر چلے گئے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا مانگی اے مولا! آل محمد کو قُوت (وہ رزق جس سے گذارہ ہو سکے) عطا فرما۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ انہیں قوت ہی عطا ہوا اور انہوں نے صبر اور شکر کا مظاہرہ کیا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواج مطہرات سے کھانا لانے کے لیے کسی شخص کو بھیجا۔ لیکن ان میں سے کسی کے پاس بھی کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ وَ رَحۡمَتِکَ

غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کی دعائیں

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے بنو اسلم کے بعض افراد سے روایت کیا ہے کہ وہ خیبر کے مقام پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم نے بہت کوشش کی لیکن ہمارے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی مولا! تو ان کے حالات سے آشنا ہے ان کے پاس قوت و توانائی بھی نہیں ہے۔ میرے پاس بھی ایسی کوئی چیز نہیں جو انہیں عطا کروں۔ اے بارالٰہ! ان کے لیے ایسا قلعہ فتح فرما جس میں زیادہ مال و دولت اور کثیر غلہ ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ غزوۂ خیبر میں قلعوں کو فتح کرنے سے قبل مسلمانوں کو بھوک نے ستایا بنو اسلم نے اسماء بن حارثہ اور ان کی بیوی کو بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم بنو اسلم سلام پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمیں بھوک نے تنگ کیا ہوا ہے۔ ایک شخص نے انہیں ملامت کی کہ اہل عرب میں سے صرف تم نے ہی بھوک کی شکایت کی ہے۔ ہند بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ رسول کریم ﷺ کی طرف ان کا جانا یہ کامیابی کی کنجی ہے۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے میرے مالک! تو ان کے حال سے خوب آشنا ہے ان کے پاس قوت و طاقت کی کمی ہے۔ میرے ہاتھ میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں جو انہیں عطا کروں۔ مولا! ان کے لیے وہ قلعہ فتح فرما جس میں کثیر غلہ اور زیادہ کھانا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی دعا کو قبول کیا اور صعب کے قلعہ کو ان کے لیے غروب آفتاب سے پہلے فتح فرمادیا حالانکہ انہوں نے دو دن سے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ یہ قلعہ دوسرے تمام قلعوں سے زیادہ سامان زیست رکھتا تھا۔

ابن سعد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف لکھا کہ میں کثیبہ کے متعلق تحقیق کروں کہ کیا وہ خمس میں سے تھا یا حضور اکرم ﷺ کے لیے خاص تھا۔ میں نے اس کے متعلق عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا سے پوچھا انہوں نے فرمایا جب حضور ﷺ نے بنو حقیق سے صلح کی تو حضور ﷺ نے نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کیے۔ کثیبہ بھی ان حصوں میں سے ایک حصہ تھا۔ پھر حضور ﷺ نے ان حصوں میں قرعہ اندازی فرمائی اور دعا مانگی مولا! اپنا حصہ کثیبہ میں بنا وہ قرعہ جو پہلے حصے کا نام نکلا اس پر لکھا ہوا تھا۔ لِلّٰہِ عَلَی الْکَثِیْبَۃِ کثیبہ اللہ کے لیے ہے"۔ کثیبہ حضور ﷺ کا خمس تھا۔ دو حصوں پر کوئی علامت نہیں رکھی گئی تھی۔ ان کے اٹھارہ حصے کر کے انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نے یہی تحقیق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھی۔

قریش کے لیے دعا

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی اسامہ، ابو یعلیٰ اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے عرض کی مولا! جس طرح تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب کا مزہ چکھایا ہے اب اس قبیلے کے بعد والے لوگوں کو نعمت کا مزہ چکھا۔ یہ امر مخفی نہیں کہ اس کے بعد قریش کو نعمتیں ملیں اور ان کے ہاتھوں کئی علاقے فتح ہوئے۔

نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری خالہ کے ساتھ بدکاری کرے اس نے عرض کی میری جان آپ پر نثار میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری خالہ سے بدکاری کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالاؤں کے ساتھ کوئی بدکاری کرے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس نوجوان پر رکھا اور دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاحْصِنْ فَرْجَهٗ

''اے میرے مولا! اس جوان کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو صاف فرما اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔''

اس دعا کے بعد وہ جوان بدکاری کے متعلق سوچتا بھی نہیں تھا۔

امام احمد، ابن حزیمہ اور امام بیہقی نے صخر الغامدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا

''اے مولا! میری امت کی صبح میں برکت فرما''۔

صخر الغامدی تاجر پیشہ تھے۔ وہ صبح سویرے اپنے بیٹوں کو کام پر بھیجتے تھے۔ انہیں اتنا کثیر مال حاصل ہوتا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اسے کہاں رکھیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے بارگاہ رسالت میں اپنے خاوند کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے نفرت کرتی ہے۔ اس عورت نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس عورت اور اس کے خاوند سے کہا تم دونوں اپنے سر میرے قریب کرو۔ آپ ﷺ نے اس عورت کی پیشانی کو اس مرد کی پیشانی پر رکھا اور یہ دعا کی۔

''اے میرے پروردگار! ان کے درمیان محبت ڈال دے اور انہیں ایک دوسرے کا محبوب بنا دے۔''

کچھ عرصہ بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ عورت ملی، آپ ﷺ نے فرمایا اب تیرے اور تیرے خاوند کے تعلقات کیسے ہیں۔ اس نے عرض کی کہ کوئی مال و دولت اور اولاد مجھے اپنے خاوند سے محبوب نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں بھی یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا تو دعا کی مولا! ان کے دلوں کو متوجہ فرما پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف دیکھا اور دعا مانگی مولا! ان کے دلوں کو بھی متوجہ کر۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی نظر مبارک عراق کی طرف کی اور عرض کیا مولا! ان کے دلوں کو بھی متوجہ کر یہ تینوں سلطنتیں جس قدر تیزی سے فتح ہوئیں اور جتنی تیزی سے ان میں اسلام پھیلا یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دعا کا ہی ثمرہ تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے مرگی ہے۔ جس کی وجہ سے میں گر پڑتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے گی تو تجھے جنت ملے گی اور اگر تجھے یہ پسند ہے کہ تجھے صحت ملے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ اس عورت نے عرض کی میں صبر کر لیتی ہوں۔ لیکن جب گرتی ہوں تو میرا جسم عریاں ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری

''اے مولا! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں''۔

اسی وقت ایک شخص نے ایک بھونی ہوئی بکری بطور ہدیہ بھیجی حضور ﷺ نے فرمایا، یہ اللہ کا فضل ہے۔اب ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔

امام بیہقی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔اس میں یہ اضافہ ہے کہ تمام صحابہ کرام نے اس بکری کو خوب سیر ہو کر کھایا۔حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور رحمت کا سوال کیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا فضل تو عطا کر دیا ہے اور رحمت کو ہمارے لیے ذخیرہ کر دیا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا۔حضور ﷺ کو چھینک آئی، یہودی نے کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحم کرے''۔جواب میں آپ ﷺ ارشاد فرمایا ھَدَاکَ اللّٰہُ ''اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے''۔اس یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔

ابن سعد نے عبدالحمید بن سلمہ سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والدین میں رنجش پیدا ہو گئی وہ اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لیے بارگاہ رسالت میں گئے۔ان میں سے ایک مسلمان تھا۔جبکہ دوسرا کافر تھا۔حضور ﷺ نے کافر کی طرف توجہ فرمائی اور دعا کی مولا! اسے ہدایت دے پھر مسلمان کی طرف توجہ کی تو اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جوان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے بدکاری کی اجازت دے دیں۔اس کی یہ بات سن کر صحابہ کرام اس کو جھڑکنے لگے۔حضور ﷺ نے اس جوان سے کہا میرے قریب ہو جا۔وہ حضور اکرم ﷺ کے قریب ہو گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے بدکاری کرے اس جوان نے عرض کی میری جان آپ صلی اللہ علیک وسلم پر فدا ہو ''نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا دوسرے لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی ماں سے بدکاری کرے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری بیٹی سے یہ فعل کرے؟ اس جوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ پر نثار ''نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا'' آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی بیٹیوں سے بدفعلی کرے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری بہن کے ساتھ بدکاری کرے اس جوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ پر قربان! نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری بہن کے ساتھ بدکاری کرے۔آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی بہن کے ساتھ بدکاری کرے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کوئی شخص تیری پھوپھی کے ساتھ فعل شنیع کرے اس جوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ پر فدا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری پھوپھی کے ساتھ بدکاری کرے۔آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی پھوپھیوں سے بدفعلی کرے۔پھر آپ ﷺ

وہ افراد جن کے لیے حضور ﷺ نے بددعا فرمائی

عتبہ بن ابی لہب کے لیے بددعا

امام بیہقی اور ابونعیم نے ابونوفل کی سند سے روایت کیا ہے کہ عتبہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے بددعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا

"اے میرے معبود! اس پر کوئی کتا مسلط فرما۔"

ابولہب شام سے اونی کپڑا لایا کرتا تھا وہ اپنے لڑکے کے ساتھ اپنے وکیل اور غلام بھیجا کرتا تھا۔ وہ کہتا مجھے اپنے بیٹے کے متعلق حضور (ﷺ) کی بددعا کا خطرہ ہے۔ لیکن وہ اس سے عتبہ کی حفاظت کرنے کا وعدہ کرتے۔ جب وہ کسی جگہ پر قیام کرتے تو وہ عتبہ کو دیوار کے ساتھ لگاتے اور اس پر اپنے کپڑے اور دیگر سامان پھینک دیتے۔ کافی عرصہ تک وہ یہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایک درندہ آیا اس نے عتبہ کو ہلاک کر دیا۔ جب یہ خبر ابولہب تک پہنچی تو اس نے کہا میں نہیں کہا کرتا تھا کہ مجھے اپنے بیٹے کے متعلق محمد عربی (ﷺ) کی بددعا کا خطرہ ہے۔

امام بیہقی نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ابی لہب نے بارگاہ رسالت میں گستاخی کی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا کتا مسلط فرمائے۔ وہ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ نکلا مقام زرقاء پر وہ قافلہ قیام پذیر ہوا۔ ایک شیر نے ان کے گرد گھومنا شروع کیا۔ عتبہ نے کہا، ہائے ہلاکت! یہ شیر تو مجھے کھا جائے گا۔ جس طرح محمد (ﷺ) نے مجھے بددعا دی تھی۔ محمد (ﷺ) نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ مکہ میں ہیں اور میں شام میں ہوں۔ عتبہ اس کارواں کے وسط میں تھا۔ شیر نے وہاں سے اسے اٹھایا اور اس کا سر کچل کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امام بیہقی نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ اس رات شیر اس کارواں کے اردگرد چکر لگا کر چلا گیا۔ لوگوں نے عتبہ کو اپنے درمیان سلایا رات کو شیر آیا اور عتبہ کو وسط سے اٹھا کر چلا گیا۔ اس کے سر کو دانتوں میں چبا کر اسے ہلاک کر دیا۔

ابونعیم نے اور ابن عساکر نے جبار بن الاسود سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتبہ نے شام جانے کی تیاری کی۔ میں بھی ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوا۔ عتبہ بن ابی لہب نے کہا اللہ کی قسم! میں ضرور محمد (عربی ﷺ) کے پاس جاؤں گا۔ میں ضرور انہیں تکلیف دوں گا۔ وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ اس ذات کا انکار کرتا ہے۔ جو قریب ہوئی پھر اور قریب ہوئی۔ حتیٰ کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ حضور ﷺ نے دعا مانگی مولا! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما پھر عتبہ وہاں سے واپس آ گیا ابولہب نے عتبہ سے کہا اے بیٹے! تو نے محمد (ﷺ) سے کیا کہا اور انہوں نے تجھے کیا جواب دیا۔ عتبہ نے اپنی گفتگو اور حضور ﷺ کی بددعا کے متعلق بتا دیا۔

ستر پوشی فرمائے۔آپ ﷺ نے اس عورت کے لیے دعا فرمائی۔

امام بیہقی نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک اونٹ خریدا وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ایک اونٹ خریدا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اس کے اونٹ میں برکت دے۔ کچھ دیر کے بعد وہ اونٹ مرگیا۔ پھر اس شخص نے ایک اور اونٹ خریدا اور حضور ﷺ سے دعا کی التجا کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی۔ وہ اونٹ بھی کچھ مدت کے بعد مرگیا۔ پھر اس شخص نے ایک اور اونٹ خریدا اور حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اس پر سواری فرمائیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اونٹ پر سوار ہوئے۔ وہ اونٹ بیس سال اس شخص کے پاس رہا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے۔ جس نے میرا فرمان سنا اس کو یاد کیا۔ پھر کسی اور شخص کو اسی طرح سنا دیا جس طرح سنا تھا۔

علماء فرماتے ہیں کہ تمام محدثین کے چہروں پر رونق اور شادابی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ حضور ﷺ کی یہ دعا ہے۔

ابونعیم نے حضرت طاؤس سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى (النجم:۱) تلاوت فرمائی عتبہ نے کہا میں نجم کے رب کا انکار کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے کتوں میں سے ایک کتا تجھ پر مسلط فرمائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شام کی طرف عازم سفر ہوا۔ راستہ میں اس نے شیر دیکھا۔ جس سے اس کے اعضاء کانپنے لگے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تیرے اعضاء پر لرزہ کیوں طاری ہو گیا ہے۔ ہم بھی تو تیرے ساتھ ہیں۔ عتبہ نے کہا محمد (ﷺ) نے میرے خلاف بددعا کی تھی۔ اللہ کی قسم! اس آسمان کے نیچے کوئی شخص بھی محمد (ﷺ) سے زیادہ سچا نہیں ہے۔ پھر عتبہ کے ساتھیوں نے اس کے سامنے کھانا رکھا۔ لیکن اس نے کھانے کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ جب سونے کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے اردگرد ساز و سامان رکھا اور وسط میں بستر لگائے اور سو گئے۔ کچھ دیر بعد شیر آیا اس نے ہر شخص کو الگ الگ سونگھا۔ حتیٰ کہ وہ عتبہ تک پہنچ گیا اسے اپنے دانتوں میں لے کر چبا ڈالا۔ عتبہ نے جو سب سے آخر میں الفاظ کہے وہ یہ تھے۔ '' کیا میں نہیں کہتا تھا کہ محمد (ﷺ) تمام لوگوں سے زیادہ سچے ہیں۔''

قریش کے خلاف بددعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب قریش نے نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کی اور اسلام سے کنارہ کش رہے تو حضور ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی۔ اے میرے مولا! ان پر اس طرح سات سال کا قحط مسلط فرما۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت شدید قحط پڑا تھا۔ حضور ﷺ کی یہ بددعا قبول ہوئی قریش کو سخت قحط کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ ہر چیز کا خاتمہ ہو گیا۔ لوگ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک کی وجہ سے انہیں زمین اور آسمان کے درمیان دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ پھر انہوں نے دعا کی:

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ (الدخان:۱۲)

''اے مولا! ہم سے عذاب دور فرما ہم ایمان لے آئیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر وحی فرمائی کہ اگر ہم ان سے عذاب دور کر بھی دیں تو پھر یہ دوبارہ بغاوت و سرکشی کا مظاہرہ کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب دور فرمایا تو انہوں نے پھر سرکشی و عناد کو اپنا وطیرہ بنا لیا۔ غزوۂ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام لیا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے قریش مکہ کی اسلام سے روگردانی دیکھی تو بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! ان پر اتنا سخت قحط نازل فرما جس قدر سخت قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آیا تھا۔ قریش پر اتنا سخت قحط آیا کہ وہ مردار، چمڑے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ابوسفیان اور قریش کے دوسرے سردار بارگاہ رسالت میں آئے اور کہنے لگے اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کی قوم قحط سالی سے ہلاک ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا کی تو باران رحمت امڈ کر آیا۔ مسلسل سات دن تک بارش ہوتی

ابولہب نے کہا اللہ کی قسم! مجھے تجھ پر محمد (ﷺ) کی بد دعا کا خطرہ ہے۔ پھر ہم اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ دوران سفر ہم الشراۃ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ یہ جگہ شیروں کی آماجگاہ تھی۔ ابولہب نے ہم سے کہا تم میری عمر اور میرے حق کو جانتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) نے میرے بیٹے کو بد دعا دی ہے۔ اللہ کی قسم! اب میں اپنے بیٹے کو محفوظ نہیں سمجھتا تم سب اس عبادت گاہ کے قریب اپنا سامان اکٹھا کرو۔ پھر اس پر میرے بیٹے کے لیے بستر بچھاؤ پھر اس کے اردگرد اپنے بستر لگا دو۔ ہم نے ایسے ہی کیا عتبہ سامان کے اوپر تھا اور ہم اس کے اردگرد تھے۔ ایک شیر آیا اس نے ہمیں سونگھا جب اسے اپنا شکار نہ ملا تو وہ اچھل کر سامان پر چڑھ گیا اور عتبہ کے منہ کو سونگھا اور اس کا سر کچل کر چلا گیا۔ ابولہب نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ محمد (حضور اکرم ﷺ) کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

ابن اسحاق اور ابونعیم نے ایک اور سند سے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے اور اس میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار کا اضافہ کیا ہے:

سَائِلْ بَنِیْ الْاَشْقَرِ اِنْ جِئْتَهُمْ مَا كَانَ اَنْبَاءُ اَبِیْ وَاسِعِ

''اگر تمہارا گذر بنوالاشقر کے پاس سے ہو تو ان سے پوچھو کہ ابوواسع کے متعلق کیا خبریں ہیں۔''

لَاوَسَعَ اللّٰهُ قَبْرَهٗ بَلْ ضَيَّقَ اللّٰهُ عَلَى الْقَاطِعِ

''اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو وسیع نہ کرے۔ بلکہ اس قاطع رحم کی قبر کو اور تنگ کرے۔''

رَحِمَ بَنِیْ اَجْدَادِهٖ ثَابِتٍ يَدْعُوْ اِلٰى نُوْرٍ لَهٗ سَاطِعِ

''اس نے اپنے آباء کے بیٹوں سے قطع تعلقی کی اور اس نبی مکرم ﷺ سے بھی رشتہ توڑا جو ایک عظیم نور کی طرف دعوت دیتے ہیں۔''

اَسْبَلَ بِالْحَجَرِ لِتَكْذِيْبِهٖ دُوْنَ قُرَيْشٍ فَهْزَةِ الْفَادِعِ

''وہ نبی مکرم ﷺ کی تکذیب کے لیے حجر میں آیا۔''

فَاسْتَوْجَبَ الدَّعْوَةَ مِنْهُ بِمَا بَيَّنَ لِلنَّا ظِرِ وَالسَّامِعِ

''وہ حضور ﷺ کی جانب سے ایسی بد دعا کا سزاوار ٹھہرا جو دیکھنے والے اور سننے والے کے لیے عیاں تھی۔''

اِذْ سَلَّطَ اللّٰهُ بِهَا كَلْبَهٗ يَمْشِیْ الْهُوَيْنَا مِشْيَةَ الْخَادِعِ

''اس بد دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک کتا مسلط فرمایا جو اس پر ایک دھوکا کرنے والے کی طرح حملہ آور ہوا۔''

حَتّٰى اَتَاهُ وَسْطَ اَصْحَابِهٖ وَقَدْ عَلَتْهُمْ سِنَةُ الْهَاجِعِ

''جب ان پر گہری نیند کا غلبہ ہوا تو کتا اس کے ساتھیوں کے وسط میں پہنچ گیا۔''

فَالْتَقَمَ الرَّاسَ بِيَافُوْخِهٖ وَالنَّحْرَ مِنْهُ فَغْرَةَ الْجَائِعِ

''پس اس درندے نے اس کا سر اور گلا پکڑ لیا اور ایک بھوکے آدمی کی طرح اس کو ہڑپ کر گیا۔''

"اے میرے مولا! قریش کو تباہ کر۔"

جب قریش مکہ نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو ان کی مسکراہٹ ختم ہوگئی وہ آپ ﷺ کی دعا سے خوفزدہ ہوگئے۔آپ ﷺ نے عرض کی مولا! ابوجہل کو ہلاک فرما۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جن جن مشرکوں کے نام لیے تھے۔وہ غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہوئے پھران کی لاشوں کو ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ ان میں سے اکثر اسی دن موت کے گھاٹ اترے۔کیونکہ عمارہ بن ولید حبشہ میں مرا تھا۔عتبہ بن ابی معیط غزوۂ بدر کے دن قید ہوا تھا اور عرق ظبیہ کے مقام پر واصل جہنم ہوا۔امیہ غزوۂ بدر کے دن قتل تو ہوا تھا لیکن اسے گڑھے میں نہیں پھینکا گیا تھا۔کیونکہ اس کی لاش متعفن ہوگئی تھی۔اس لیے اس پر ویسے ہی مٹی پھینک دی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی قحط سالی کی بددعا کو بھی قبول کر لیا۔انہیں شدید قحط سالی سے دوچار ہونا پڑا۔وہ مردار، چمڑے، ہڈیاں اور گندگی کے کھانے پر مجبور ہوگئے۔انہیں شدت بھوک کی وجہ سے زمین و آسمان کے درمیان دھواں نظر آتا تھا۔ان کی ایک جماعت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔انہوں نے کہا اے محمد! (مصطفیٰ ﷺ) آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔آپ کی قوم برباد ہوگئی ہے۔آپ ان کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان پر بارش نازل ہوئی۔مسلسل سات دن تک بارش ہوتی رہی لوگوں نے زیادہ بارش کی شکایت کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! ہم پر اب بارش نہ برسا ہمارے گردونواح میں برسا نبی کریم ﷺ کی اس دعا کے بعد آسمان صاف ہوگیا۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ ابوسفیان کے قصہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قحط ہجرت کے بعد پڑا تھا۔شاید قریش مکہ کو دو مرتبہ قحط سالی سے سامنا کرنا پڑا ہو۔ایک مرتبہ ہجرت سے پہلے اور دوسری مرتبہ ہجرت کے بعد کیونکہ یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔

یہ روایت امام بخاری اور امام مسلم نے بھی نقل کی ہے۔

نوفل بن خویلد کے لیے بددعا

امام واقدی اور امام بیہقی نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن دعا فرمائی اے میرے مولا! نوفل بن خویلد کو کافی ہو جا۔پھر آپ ﷺ نے پوچھا نوفل کو کون جانتا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے اس کو قتل کیا ہے۔حضور ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا اور کہا الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ایک روایت میں ہے کہ جب مقام بدر پر حق و باطل کا معرکہ رونما ہوا تو نوفل نے بلند آواز سے کہا اے قوم قریش! آج رفعت اور سرفرازی کا دن ہے۔اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا مولا! نوفل کو کافی ہو جا۔

ابن قمیئہ اور عتبہ بن ابی وقاص کے لیے بددعا

سیرت نبویہ میں ہے کہ غزوۂ احد کے دن عبداللہ بن قمیئہ نے حضور ﷺ کی طرف تیر پھینکا اور کہا لیجئے میں ابن قمیئہ

رہی لوگوں نے زیادہ بارش کی شکایت کی حضور ﷺ نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا

''مولا! ہم پر اب بارش نہ برسا ہمارے گردونواح میں برسا نبی اکرم ﷺ کی اس دعا کے فوراً بعد آسمان صاف ہوگیا۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دھواں کا معجزہ گذر چکا ہے۔ اس سے مراد وہ قحط سالی سے جس سے قریش مکہ دوچار ہوئے۔ اسی طرح روم کا غلبہ، بطشہ کبریٰ (بڑی پکڑ) اور چاند کے شق ہونے کا معجزہ گذر چکا ہے۔

امام نسائی، حاکم اور ابونعیم بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں۔ آپ اس قحط سے نجات کے لیے دعا فرمائیں۔ کیونکہ اب مردار اور گندگی کھانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ (المومنون: ۷۶)

''اور ہم نے پکڑ لیا انہیں عذاب سے پھر بھی وہ نہ جھکے اپنے رب کی بارگاہ میں اور نہ وہ اب گڑگڑا کر (توبہ کرتے) ہیں''۔

حضور ﷺ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی دعا کے صدقے انہیں قحط سالی سے نجات دی۔

السیرۃ النبویہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ مسجد حرام میں تھے۔ نبی اکرم ﷺ نماز میں مصروف تھے۔ ایک شخص نے اونٹ ذبح کیا تھا۔ اس کا اوجھ پڑا ہوا تھا۔ ابوجہل نے کہا کیا کوئی شخص یہ جرأت کر سکتا ہے کہ اس اونٹ کی اوجھ کو لے کر آئے اور جب محمد (ﷺ) سجدہ ریز ہوں تو ان کے اوپر پھینک دے۔ قوم قریش میں سے سب سے بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور وہ اوجھ اٹھا کر لے آیا اور جب حضور ﷺ نے بارگاہ صمدیت میں جبین نیاز جھکائی تو اس نے اس گندگی کو آپ ﷺ پر پھینک دیا۔ کفار مکہ یہ کیفیت دیکھ کر ہنسنے لگے۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں وہاں کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہا تھا اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں یہ اوجھ نبی اکرم ﷺ کی پشت مبارک سے اتار پھینکتا۔ ایک شخص حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ وہ مسجد حرام میں تشریف لائیں۔ حضور ﷺ ابھی تک اللہ کے حضور سجدہ ریز ہی تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وہ اوجھ اتاری اور قریش مکہ کی مجلس میں آکر انہیں برا بھلا کہا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے بددعا کی اے میرے مالک! ان پر اپنا عذاب سخت کر دے۔ مولا! ان پر سخت قحط نازل فرما۔ اے میرے پروردگار! ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، عقبہ بن ابی معیط، عمارہ بن ولید اور امیہ بن خلف کی خبر لے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمانے کے بعد اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور ان کے لیے بددعا کی۔

حضور ﷺ جب دعا فرماتے تو تین مرتبہ دعا فرماتے آپ ﷺ نے تین مرتبہ التجا کی:

اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ

کے رخ انور سے اس بشارت کے اثرات محسوس کر لیے۔السیرۃ النبویہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان الفاظ سے دعا مانگی:

يَا صَرِيخَ الْمَكْرُوبِيْنَ يَا مُجِيبَ الْمُضْطَرِيْنَ اكْشِفْ هَمِّيْ وَغَمِّيْ وَ كُرْبِيْ فَإِنَّكَ تَرٰى مَا نَزَلَ بِيْ وَاَصْحَابِيْ

''اے مصیبت زدوں کے فریاد رس، اے پریشان لوگوں کی دعا کو قبول کرنے والے میرے غم، پریشانی اور دکھ کو دور فرما تو دیکھ رہا ہے کہ میں اور میرے ساتھی کس مصیبت سے دوچار ہیں۔''

مسلمانوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم بھی بارگاہ ایزدی میں عرض کریں۔اب تو روح گلے تک آ گئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس طرح عرض کرو، اے مولا! ہماری غلطیوں کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں خطرات سے محفوظ فرما۔ حضرت جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لیے آندھی اور لشکر بھیجا ہے۔جب حضور ﷺ نے یہ بشارت اپنے صحابہ کو سنائی تو انہوں نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور مشرکین کے لیے تیز آندھی اور لشکر بھیجے اور بغیر جنگ کے انہیں شکست دی اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کیا۔وہ مشرکین کی فوج کے درمیان اس لیے کھڑے رہے کہ کہیں انہیں تلاش نہ کر لیا جائے۔مشرکین پر آنے والی آندھی کا نام ''ریح الصبا'' تھا۔ اس آندھی نے ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا، ان کی آگ بجھا دی اور ان کی ہنڈیوں کو اوندھا کر دیا۔ان کے چہروں پر مٹی پڑی اور انہیں سنگریزوں کا سامنا کرنا پڑا۔انہوں نے لشکر کی ایک سمت سے نعرہ تکبیر اور ہتھیاروں کی آواز سنی۔جس کی وجہ سے وہ بھاگ گئے اور اپنا بہت سا سامان چھوڑ گئے۔جسے بعد میں مسلمانوں نے بطور مال غنیمت حاصل کر لیا۔اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (الاحزاب:۹)

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا۔جب (حملہ آور ہو کر) آ گئے تھے تم پر (کفار کے) لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے۔''

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ (الاحزاب:۲۵)

''اور (ناکام) لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے کفار کو درآنحالیکہ اپنے غصہ میں (پیچ و تاب کھا رہے) تھے۔(اس لشکر کشی سے) انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور بچا لیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جنگ سے۔اور اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور ہر چیز پر غالب ہے۔''

عامر بن طفیل کے لیے بددعا

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ تین روز صبح کے وقت عامر بن طفیل

ہوں حضور ﷺ نے اپنے چہرۂ انور سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا اَقْمَاکَ اللّٰہُ ''اللہ تجھے ذلیل کرے''۔ اللہ تعالیٰ نے ابن قمیئہ پر ایک پہاڑی بیل کو مسلط فرمایا اس نے اس کو سینگ مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مصیبت، رسوائی اور عذاب میں اضافہ کر دیا۔ عبدالرزاق نے مقسم سے روایت کیا ہے کہ جب عتبہ بن ابی وقاص نے غزوۂ احد کے دن حضور ﷺ کے دانت مبارک شہید کیے اور آپ ﷺ کے رخ انور کو زخمی کیا تو حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی اے مولا! ایک سال میں یہ حالت کفر میں مرجائے۔ ابھی ایک سال گذرنے نہیں پایا کہ وہ حالت کفر میں مر گیا۔

غزوۂ بنی انمار میں ایک شخص کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی معیت میں غزوۂ بنی انمار کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی گردن اڑا دے اس شخص نے آپ ﷺ کی یہ بات سن لی اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میری گردن اللہ کی راہ میں جدا ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں راہ خدا میں تیری گردن اڑے گی۔ وہ شخص غزوۂ بنی انمار میں شہید ہو گیا۔ غزوۂ بنی انمار سے مراد غزوۂ ذات الرقاع ہے۔

غزوۂ خندق کے دن حضور ﷺ کی بددعائیں

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضور ﷺ نے مشرکین کے گروہوں کے لیے یہ دعا فرمائی: ''اے کتاب کو نازل کرنے والے! اے جلدی حساب لینے والے! ان گروہوں کو شکست سے دوچار فرما اور انہیں ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دے۔''

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْئَ بَعْدَهٗ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس نے اپنی فوج کو عزت دی۔ اپنے بندے کی اعانت فرمائی مختلف گروہوں کو شکست سے دوچار کیا۔ وہ وحدہ لاشریک ہے اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔''

ابن سعد نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دس دن تک محصور رہنا پڑا جس کی وجہ سے انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا کی:

''مولا! میں تجھے تیرے عہد کا واسطہ دیتا ہوں۔ میں تجھے تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں مولا! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔''

ابن سعد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد احزاب میں سوموار، منگل اور بدھ کے روز دعا فرمائی۔ بدھ کے دن ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان آپ ﷺ کی دعا کو قبولیت کا شرف ملا۔ ہم نے حضور ﷺ

ہلاک ہوگیا۔

عرنیین کے خلاف بددعا

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ عکل اور عرینہ کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم دیہاتی لوگ ہیں شہری زندگی سے ناآشنا ہیں۔ ہم کو مدینہ طیبہ میں قیام کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنے پاس ٹھہرالیا۔ کچھ عرصہ بعد انہیں مدینہ طیبہ کی وبانے آلیا۔ حضور ﷺ نے انہیں مدینہ سے باہر جانے کا حکم دیا اور وہاں کی اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا کیونکہ ان کو استسقاء کی بیماری لگ گئی تھی۔ وہ تمام روانہ ہوئے۔ جب وہ حرہ کے ایک کنارے پر پہنچے تو مرتد ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور تمام اونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا اور ان کے لیے بددعا کی مولا انہیں گمراہ کر دے اور غور و فکر کی صلاحیتیں سلب کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں راستہ سے بھٹکا دیا۔ صحابہ کرام نے انہیں پکڑ لیا اور بارگاہ رسالت میں انہیں پیش کر دیا۔ ان کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ دی گئیں اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں۔

حدیبیہ کے دن مشرکین کے لیے بددعا

امام احمد، نسائی اور حاکم نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ اس درخت کے نیچے تھے جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہوا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مبارک پشتوں کو چھو رہی تھیں۔ سہیل بن عمرو حضور ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! لکھو" بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا اس نے کہا ہم کسی رحمان اور کسی رحیم کو نہیں جانتے۔ ان شرائط کے اوپر وہ نام لکھو جس سے ہم آشنا ہوں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا لکھو۔"بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ"

یہ لکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے مصالحت کی ہے۔ سہیل نے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہم نے ظلم کیا ان شرائط کے اوپر وہ نام لکھو جو ہم جانتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لکھو یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے قریش مکہ کے ساتھ مصالحت کی ہے۔ ہم اسی کیفیت میں تھے کہ ہم پر تیس جوان حملہ آور ہوئے اور شور کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے ان کے خلاف بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہرہ کر دیا۔ دوسری روایت کے مطابق انہیں اندھا کر دیا۔ ہم ان کی طرف گئے اور انہیں قید کر لیا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم کسی کے ساتھ وعدہ کر کے آئے ہو یا کسی کی امان میں آئے ہو انہوں نے عرض کی نہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ اتری:

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ (الفتح: ۲۴)

کے لیے بددعا فرماتے رہے:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ عَامِرَ ابْنَ الطُّفَیْلِ بِمَا شِئْتَ وَابْعَثْ عَلَیْہِ دَاءً یَّقْتُلُہٗ

''مولا! عامر بن طفیل کو اپنی منشاء کے مطابق میری طرف سے کافی ہو جا اور اس پر ایسی بیماری مسلط فرما جو اس کو ہلاک کر دے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کو طاعون میں مبتلا کیا اور اسے ہلاک کر دیا۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ بنی عامر کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وفد میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر بھی تھے۔ یہ تینوں اس قوم کے سردار اور ان کے شیطان تھے۔ عامر بن طفیل حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ وہ حضور ﷺ سے فریب کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اربد سے کہا جب میں اس شخص کے ساتھ محو کلام ہوں اور میں اپنا چہرہ تیری سمت سے پھیر لوں تو اس وقت تلوار سے اس پر حملہ کر دینا۔ جب یہ تمام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو عامر نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اپنا دوست بنا لو۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تو خدا وحدہ لاشریک پر ایمان نہیں لاتا میں تجھے اپنا دوست نہیں بنا سکتا۔ جب نبی آخر الزمان ﷺ نے اس کو اپنا دوست بنانے سے انکار کیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ کے خلاف پیادہ لوگوں اور گھڑ سواروں کا ایک عظیم لشکر لے کر آؤں گا۔ جب وہ چلا گیا تو حضور ﷺ نے دعا کی اے میرے مالک! عامر بن طفیل پر لعنت بھیج۔ جب وہ وفد چلا گیا تو عامر نے اربد سے کہا اے اربد! تجھے ہلاکت ہو میں نے تجھے کیا حکم دیا تھا۔ اربد نے کہا جب میں نے اپنے ارادہ پر عمل پیرا ہونا چاہا تو اس وقت میرے اور اس شخص کے درمیان تو آ گیا کیا اب میں تجھ پر تلوار چلاتا؟ وہ اپنے شہر کی طرف چلے گئے۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون کی مرض میں مبتلا کر دیا اور بنو سلول کی ایک عورت کے گھر اس کو ہلاک کر دیا۔ جب اس کے ساتھی بنو عامر کے علاقے میں پہنچے تو اس کی قوم نے کہا اے اربد! اپنے پیچھے کیا چھوڑ آئے ہو اربد نے کہا اس شخص نے ایک ایسی ذات کی عبادت کی طرف دعوت دی ہے جس کے متعلق میں نے سوچا کہ میں اسے اپنے نیزے سے قتل کر دوں اپنی اس گستاخانہ گفتگو کے ایک یا دو دن بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کے لیے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرائی جس نے ان دونوں کو خاکستر بنا دیا۔

امام بیہقی نے مؤمد بن جمیل سے روایت کیا ہے کہ عامر بن طفیل بارگاہ رسالت میں آیا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے عامر! اسلام قبول کر لو اس نے کہا میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ شہری علاقہ آپ کا اور دیہاتی علاقہ میرا ہو۔ لیکن سرور کائنات ﷺ نے انکار کر دیا۔ عامر نے واپس جاتے ہو کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ کی قسم! میں آپ کے خلاف سپہ سالاروں اور گھوڑوں سے اس وادی کو بھر دوں گا حتی کہ اس وادی کی ہر کھجور کے تنے کے ساتھ ایک گھوڑا نظر آئے گا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے دعا کی مولا! عامر کو کافی ہو جا اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔ عامر بن طفیل مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گیا۔ جب وہ بنو سلول کی ایک عورت کے گھر آیا تو اس کی گردن پر ایک گلٹی نکل آئی۔ وہ چھلانگ لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اپنا نیزہ لیا اور چکر لگانے لگا وہ کہہ رہا تھا۔ طاعون طاعون اور سلولی عورت کے گھر موت۔ یہی کہتے کہتے وہ اپنے گھوڑے سے گرا اور

لیے بھیجا اس نے واپس آ کر حضور ﷺ سے کذب بیانی کی۔ نبی محترم ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی کچھ عرصہ بعد اس کا پیٹ پھٹ گیا اور زمین نے اس کو قبول نہ کیا۔

الحکم بن ابی العاص کے لیے بددعا

امام بیہقی نے مالک بن دینار سے روایت کیا ہے کہ مجھے ہند بن خدیجہ رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے۔ جب حضور ﷺ حکم کے پاس سے گذرے وہ اپنی آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارے کرتا۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی مولا! اسے رعشہ کی بیماری میں مبتلا کر دے۔ وہ اسی جگہ اس بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ حکم سے مراد ابو مروان ہے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں یہ یہی روایت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حکم سے مراد بن ابی العاص ہے۔

امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حکم بن ابی العاص کے لیے بددعا کی وہ نبی اکرم ﷺ کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے چہرے، ابروؤں اور اپنے ہونٹوں کو عجیب طرح حرکت دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی ''تو اسی طرح ہو جا''۔ پھر وہ تادم مرگ رعشہ کی بیماری میں مبتلا رہا۔

مختلف مقامات پر مختلف بددعائیں

ابونعیم نے عطیہ السعدی سے روایت کیا ہے عطیہ ان افراد میں شامل تھے۔ جنہوں نے ہوازن کے قیدیوں کے متعلق حضور ﷺ سے گفتگو کی تھی۔ رسول مکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے ان سے گفتگو کی تمام لوگوں نے اپنے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ لیکن ایک شخص نے قیدی لوٹانے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی مولا! اس کے حصہ کو کھوٹا کر دے۔ وہ ایک دوشیزہ اور ایک لڑکے کے پاس سے گذرا تھا لیکن اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ ایک بڑھیا کے پاس سے گذرا اور کہنے لگا میں اس بڑھیا کو لوں گا۔ یہ قبیلے کی ماں ہے وہ بہت بڑا فدیہ دے کر اسے آزاد کروائیں گے۔ اسی وقت حضرت عطیہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا اللہ کی قسم! اس نے اس بڑھیا کو حاصل کیا ہے جس کے ہونٹ ٹھنڈے ہیں جس کے سینے میں کوئی ابھار نہیں اور اس کی سرین بھی دلکش نہیں ہے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ تو ایک بڑھیا ہے جس کے پاس نہ حسین شکل ہے اور نہ ہی کثیر مال، جب اس شخص نے دیکھا کہ کوئی شخص اس بڑھیا کو چھڑانے کے لیے نہیں آیا تو اس نے خود ہی اسے چھوڑ دیا۔ اس طرح نبی محترم ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے غزوان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تبوک میں ایک اپاہج شخص کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے اپاہج ہونے کا سبب پوچھا اس نے کہا ایک دفعہ رسول معظم ﷺ مقام تبوک پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نماز ادا فرمانے کے لیے ایک کھجور کی طرف چلے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کی طرف چلا گیا۔ میں اس وقت اپنے لڑکپن میں تھا۔ میں دوڑتا ہوا حضور ﷺ کے سامنے سے گذر گیا آپ ﷺ نے بددعا فرمائی، جس نے ہماری نماز کو قطع کیا اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے کو قطع کرے۔ اس دن سے لے کر آج تک میری یہی کیفیت ہے۔

''اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے۔''

کسریٰ کے لیے بددعا

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محتشم ﷺ نے کسریٰ کی طرف اپنا خط مبارک بھیجا۔ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر پھاڑ دیا۔ حضور ﷺ نے بددعا کی کہ اللہ تعالیٰ انکی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

بنوحارثہ بن قرہ کے لیے بددعا

ابونعیم نے واقدی کی سند سے ان کے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی حارثہ بن قرہ کی طرف گرامی نامہ لکھا اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ انہوں نے خط مبارک لیا اس کو دھو کر اپنے ڈول کے ساتھ لگا دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان کی عقلوں کو کیا ہو گیا تھا۔ وہ لوگ کتنے جلد باز، ڈرپوک، بے وقوف اور زبان کی لکنت والے ہیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ میں نے اس قبیلے کے کئی افراد کو دیکھا کہ وہ اچھی طرح گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔

معاویہ بن حیدہ پر بددعا کا اثر

امام بیہقی نے معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان تلواروں سے تمہارے خلاف میری مدد کرے جو تمہیں نیست و نابود کر دیں اور تمہارے دلوں میں میرا رعب ڈال دے میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ تمام باتیں سچ ثابت ہو چکی ہیں۔ میں نے قسمیں اٹھا کر عہد کیا تھا کہ میں نہ تو آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کی پیروی کروں گا لیکن میرے دل پر آپ صلی اللہ علیک وسلم کا رعب اور دبدبہ مسلسل چھایا رہا حتی کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

محلم بن جثامہ کے لیے بددعا

ابن جریر اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے محلم بن جثامہ الکنانی اللیثی کے لیے بددعا کی وہ آپ ﷺ کی بددعا فرمانے کے سات دن بعد مر گیا۔ جب لوگوں نے اس کو زمین میں دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ لوگوں نے اسے دوبارہ دفنایا لیکن زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا اسی طرح کئی بار ہوا۔ بالآخر لوگوں نے اس کو الگ گھاٹی میں پھینک کر اوپر پتھر جوڑ دیئے۔ حضور ﷺ کی بددعا کا سبب یہ تھا کہ حضور ﷺ نے اسے ایک فوجی دستے کے ساتھ بھیجا عامر بن الاضبط اس کا امیر تھا۔ جب دستہ وادی کے دامن میں پہنچا تو محلم نے عامر کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے بددعا فرمائی۔ جب لوگوں نے حضور ﷺ کو یہ بات بتائی کہ زمین نے اس کو قبول نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین اس سے بھی بدکردار لوگوں کو قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے عبرت بنانا چاہتا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ایک شخص کو کسی کام کے

فرمایاہاں میں وہی شخص ہوں۔ابوثروان نے کہا آپ میرے اونٹوں میں سے نکل جائیں۔کیونکہ جن اونٹوں میں آپ ہوں وہ عمدہ نشوونما نہیں پاتے۔حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی مولا! اس کی عمر اور بدبختی میں اضافہ فرما۔اس حدیث کے راوی حضرت ہارون کہتے ہیں کہ میں نے ابوثروان کو دیکھا وہ ایک بوڑھا آدمی تھا۔جو ہر وقت مرنے کی تمنا کرتا رہتا تھا۔لوگوں نے اس سے کہا تیری اس ہلاکت کا سبب وہ بددعا ہے۔جو حضور ﷺ نے تیرے لیے کی تھی وہ کہتا نہیں۔جب اسلام کو غلبہ نصیب ہوا تو میں حضور نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی اور بخشش کی دعا مانگی۔لیکن نبی اکرم ﷺ کی بددعا سبقت لے گئی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لیلیٰ بنت خطیم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس وقت آپ ﷺ دھوپ کی طرف پشت مبارک کیے ہوئے تھے۔لیلیٰ نے آپ ﷺ کے شانہ اقدس پر ہاتھ مارا۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ اسے درندے کھائیں! اس نے کہا میں اس شخص کی بیٹی ہوں جو پرندوں کو کھلاتا ہے اور ہوا کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔میں لیلیٰ بنت خطیم ہوں۔میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ ﷺ مجھ سے نکاح فرمالیں۔حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔لیلیٰ اپنی قوم کے پاس گئی اور کہنے لگی۔حضور ﷺ نے مجھ سے نکاح کرلیا ہے۔لوگوں نے اس سے کہا تو نے یہ اچھا نہیں کیا۔تو ایک غیرت والی عورت ہے اور حضور ﷺ کی کئی بیویاں ہیں۔جب تجھے غیرت آئے گی تو حضور ﷺ تیرے لیے بددعا کریں گے۔اب بھی تیرے لیے یہی بہتر ہے کہ تو نکاح کو فسخ کرلے۔لیلیٰ بارگاہ رسالت میں گئی اور کہنے لگی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نکاح ختم کرنا چاہتی ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا میں اس نکاح کو فسخ کرتا ہوں۔بعد میں مسعود بن اوس نے اس سے شادی کی۔ایک دفعہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں غسل کررہی تھی کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کرکے ہلاک کردیا۔

ابوالفرج الاصبہانی نے الاغانی میں ابراہیم بن مہدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبیدہ بن اشعب نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ ۹ ہجری کو پیدا ہوئے ان کی والدہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی باتیں ایک دوسری کو بتاتی تھی اور ان کے مابین فتنہ وفساد بپا کرتی تھی۔حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی۔جس کی وجہ سے وہ مرگئی۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں یزید بن نمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معذور شخص کو دیکھا جب میں نے اس سے اس کی معذوری کا سبب پوچھا تو اس نے کہا میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کے سامنے سے گذرا اس وقت حضور ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے بددعا فرمائی کہ اس کی پشت کو کاٹ دے۔ اس دن سے لے کر آج تک میں چل نہیں سکا۔

ابن فتحوان نے الطبرانی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کو اس کی بیٹی کے رشتہ کا پیغام دیا۔ اس نے کہا میری بیٹی بیمار ہے حالانکہ اس وقت وہ بالکل ٹھیک تھی جب وہ اپنے گھر واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیٹی کے چہرے پر برص کے داغ بن چکے تھے۔

امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک شخص نے اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا میں اس ہاتھ سے کھانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کرے تو ساری زندگی اس ہاتھ سے نہ کھا سکے۔ اس کے بعد وہ کبھی بھی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ لے جا سکا۔

امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے سبیعہ الاسلمیہ کہ دیکھا وہ بائیں ہاتھ سے کچھ کھا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کرے اسے غزہ کی بیماری لگ جائے جب وہ غزہ کے مقام سے گزری تو وہ طاعون میں مبتلا ہو گئی جس نے اسے ہلاک کر دیا۔

امام بیہقی نے حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے اس نے کہا میں کسی جگہ نہیں ٹھہرتا۔ اس گستاخانہ جواب کے بعد اسے کسی جگہ بھی ٹھہرنا نصیب نہ ہوا وہ جس مقام پر بھی جاتا وہاں سے اسے نکلنا پڑتا۔

امام بیہقی نے ابو یحییٰ سے وہ فروخ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ آپ کا فلاں غلام آپ کے کھانے کو ذخیرہ کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو مسلمانوں کے کھانے کو ذخیرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جذام یا افلاس کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب اس غلام کو یہ معلوم ہوا تو اس نے کہا ہم اپنے مال سے خریدتے اور فروخت کرتے ہیں۔ ابو یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس غلام کو دیکھا وہ جذام کی بیماری میں مبتلا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت ابو ثروان سے روایت کیا ہے جو ایک چرواہا تھا وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ قریش کی اذیتوں سے تنگ آ کر ان اونٹوں میں تشریف لے گئے۔ جب ابو ثروان نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کون ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا میں ایک آدمی ہوں۔ میں تمہارے اونٹوں سے انس حاصل کرنا چاہتا ہوں ابو ثروان نے کہا مجھے تو لگتا ہے کہ آپ وہ شخص ہیں جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے

مانگی کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا کیا۔ جس سے میرا تمام قرض اتر گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا مجھ پر قرض تھا۔ جب میں اسے دیکھتی تو مجھے شرم آتی۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتی تھی۔ کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ رزق عطا فرمایا جو نہ صدقہ تھا اور نہ ہی میراث۔ اس مال سے میں نے حضرت اسماء کا قرض ادا کر دیا۔

جنات سے تحفظ کی دعا

ابن سعد اور امام بیہقی نے ابو عالیہ الریاحی سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک جن مجھ سے دھوکا کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّمَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَ مِنْ شَرِّمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّمَا یَعْرُجُ فِی السَّمَآءِ وَمَا یَنْزِلُ فِیْهَا وَمِنْ كُلِّ طَارِقَةٍ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَّا رَحْمٰنُ.

''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ ان مکمل کلمات کے ذریعے حاصل کرتا ہوں جن کو کوئی صالح یا بدکار تجاوز نہیں کر سکتا میں اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو زمین میں پھیلتا ہے۔ میں اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو زمین سے نکلتا ہے۔ میں اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اور جو زمین میں نیچے اترتا ہے اور ہر رات کے وقت آنے والے سے میں پناہ مانگتا ہوں سوائے اس کے جو رات کو بھلائی کے ساتھ آئے۔ اے رحمٰن!''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔

ابن سعد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالت میں آئے جب وہ واپس جانے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَاعْزِمْ لِیْ عَلٰی رُشْدِیْ

''مولا! مجھے میرے نفس کے شر سے بچا اور میری ہدایت کا ارادہ فرما''۔

انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جلد ہی وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے وہ بارگاہ رسالت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے مجھے یوں کہنے کے لیے فرمایا تھا۔ میں نے یہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔

سانپ اور بچھو کا دم

امام بیہقی نے سہیل بن ابی صالح کی سند سے بنو اسلم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا جب حضور ﷺ کو اس کے بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ شام کے وقت یہ کلمات کہہ لیتا تو بچھو کا زہر اسے نقصان نہ دیتا:

حضور ﷺ کے دم، دعائیں اوران کے اثرات

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخار میں مبتلا تھیں وہ بخار کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا، بخار کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو اسے حکم دیا گیا ہے۔لیکن اگر تو پسند کرے تو میں تمہیں وہ کلمات بتاتا ہوں جن کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں بخار سے نجات دے گا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم مجھے ضرور ایسے کلمات سکھائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کرو:

اَللّٰهُمَّ ارۡحَمۡ جِلۡدِی الرَّقِیۡقَ وَعَظۡمِی الدَّقِیۡقَ مِنۡ شِدَّةِ الۡحَرِیۡقِ یَا اُمُّ مَلۡدَمٍ اِنۡ کُنۡتِ اٰمَنۡتِ بِاللّٰهِ الۡعَظِیۡمِ فَلَا تَصۡدَعِی الرَّاسَ وَلَا تَنۡتَنِیۡ الۡفَمَ وَلَا تَاکُلِی اللَّحۡمَ وَلَا تَشۡرَبِی الدَّمَ وَتَحَوَّلِیۡ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

''اے مولا میری نرم جلد پر رحم فرما۔اور میری کمزور ہڈی سے بخار دور فرما کر مجھ پر رحم فرما اے ام ملدم! اگر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے تو پھر میرے سر کو تکلیف میں مبتلا نہ کر میرے منہ کو بدبودار نہ کر، میرا گوشت نہ کھا میرا خون نہ پی اور تو اس شخص کی طرف منتقل ہو جا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخار سے نجات دی۔

قرض کی ادائیگی کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم اُن کے پاس تشریف لائے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول مکرم ﷺ سے ایک ایسی دعا سنی ہے کہ اگر کسی پر سونے کے پہاڑ جتنا بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے پڑھنے سے اس کا قرض ادا فرماتا ہے۔وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الۡهَمِّ کَاشِفَ الۡغَمِّ مُجِیۡبَ دَعۡوَةِ الۡمُضۡطَرِّیۡنَ رَحۡمٰنَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَرَحِیۡمَهُمَا اَنۡتَ تَرۡحَمُنِیۡ فَارۡحَمۡنِیۡ بِرَحۡمَةٍ تُغۡنِیۡنِیۡ بِهَا عَنۡ رَّحۡمَةِ مَنۡ سِوَاکَ

''اے مالک! اے غم کو دور کرنے والے! اے مجبور لوگوں کی دعا کو سننے والے! اے دنیا و آخرت کے رحمٰن! اے دنیا و آخرت کے رحیم تو ہی مجھ پر رحم فرماتا ہے! تو مجھ پر رحم فرما! مجھ پر وہ رحمت نازل فرما جو مجھے تیرے علاوہ دیگر افراد کی رحمت سے مستغنی کر دے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر کسی شخص کا قرض تھا۔مجھے مقروض ہونا سخت ناپسند تھا۔میں نے یہ دعا

تَوَکَّلْتُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ لَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا اَسْئَلُکَ اللّٰھُمَّ بِخَیْرِکَ مِنْ خَیْرِکَ الَّذِیْ لَا یُعْطِیْہِ غَیْرُکَ عَزَّجَارُکَ وَجَلَّ ثَنَائُکَ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اجْعَلْنِیْ فِیْ عِیَاذِکَ وَجِوَارِکَ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ وَّمِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَجِیْرُکَ مِنْ جَمِیْعِ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْتَ وَاَحْتَرِسُ بِکَ مِنْھُنَّ وَاُقَدِّمُ بَیْنَ یَدَیَّ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۞ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۞ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۞ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۞ مِنْ خَلْفِیْ وَمِنْ اَمَامِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَمِنْ تَحْتِیْ (اس میں چھ بار سورہ اخلاص پڑھی جائے۔)

رزق میں کشادگی کی دعا

خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دنیا مجھ سے پیٹھ پھیر گئی ہے اور مجھ سے روگرداں ہوگئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تجھ کو ملائکہ کی وہ دعا اور مخلوق کی وہ تسبیح یاد نہیں جس کے طفیل تمام مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔ طلوع فجر کے وقت یہ وظیفہ ایک سو بار پڑھا کرو۔ دنیا تیرے پاس ذلیل ہوکر آئے گی۔ وہ شخص یہ وظیفہ یاد کر کے بارگاہ رسالت سے چلا گیا کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس اتنی دنیا آگئی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

وہ وظیفہ یہ ہے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

سانپ کے ڈسے کا دم

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ صحابہ کرام اپنے سفر پر رواں دواں تھے۔ راستہ میں وہ عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلے کے پاس سے گذرے اس قبیلے کے ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا اسے فوراً شفا مل گئی۔

پاگل پن کا علاج

امام بیہقی نے خارجہ بن الصلت التمیمی سے روایت کیا ہے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گذرے اس قوم میں ایک پاگل تھا۔ جسے انہوں نے زنجیروں سے باندھ رکھا تھا۔ کچھ افراد نے مجھ سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے ہم اس کا علاج کر سکیں کیونکہ تمہارے نبی مکرم ﷺ تو وہ کلام لے کر آئے ہیں جو سراپا بھلائی ہے۔ انہوں نے اس پاگل کو روزانہ تین دفعہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ دم کیا۔ انہوں نے تین دن مسلسل دم کیا تو اس پاگل کو شفا مل گئی

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے اس نے تخلیق فرمایا''۔

راوی کہتے ہیں کہ میرے گھر کی ایک خاتون کو سانپ نے ڈس لیا۔ اس نے یہ کلمات پڑھے تو سانپ کے زہر نے اس پر اثر نہ کیا۔

نیند کی دعا

ابن سعد نے عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نیند نہ آنے کی بیماری لاحق ہوگئی حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں۔ جب تم انہیں پڑھو تو تمہیں فوراً نیند آ جائے۔ تم یہ دعا مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ مَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ جَارِیْ مِنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

''اے میرے مالک! جو ساتوں آسمانوں اور ہر اس چیز کا رب ہے جس پر وہ سایہ فگن ہیں۔ اے زمینوں اور ہر اس چیز کے رب جس کو انہوں نے اٹھا رکھا ہے۔ اے شیطانوں کے رب اور اس چیز کے رب جس سے وہ گمراہ کرتے ہیں۔ تمام مخلوق کے شر سے میری پناہ گاہ بن جا تا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی نہ کرے یا میرے ساتھ سرکشی نہ کرے۔ تیری پناہ بڑی محفوظ اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

ابن سعد نے ابان بن ابی عیاش سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج سے گفتگو کی۔ حجاج نے کہا اگر آپ رسول مکرم ﷺ کے خادم نہ ہوتے اور امیر المومنین کا آپ کے متعلق خط نہ ہوتا تو پھر میں تمہارے ساتھ اور سلوک کرتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حجاج کی اس بات پر تعجب کیا اور فرمایا جب میری ناک موٹی ہوئی اور میری آواز میں تبدیلی پیدا ہوئی (جب میں جوان ہوا) تو حضور ﷺ نے مجھے وہ کلمات سکھائے جن کی وجہ سے کسی سرکش حکمران کی زیادتی مجھے کوئی نقصان نہیں دیتی۔ اور ان کلمات کی برکت سے میری مشکلات بھی آسان ہو جاتی ہیں۔ حجاج نے کہا کیا آپ مجھے وہ کلمات سکھائیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا تو ان کا اہل نہیں ہے۔ حجاج نے اپنے بیٹوں کو دو لاکھ درہم دے کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے کہا اس بزرگ کے ساتھ نرمی اختیار کرنا ممکن ہے کہ وہ تمہیں وہ کلمات سکھا دیں۔ لیکن حضرت انس نے اس کے بیٹوں کو بھی وہ کلمات نہ سکھائے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَ دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اَعْطَانِیْ رَبِّیْ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ دَاءٌ بِسْمِ اللّٰہِ افْتَتَحْتُ وَعَلَی اللّٰہِ

نواں باب

وہ معجزات جن کا تعلق کھانے اور پینے کی اشیاء کے ساتھ ہے

اس باب کی دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

کم کھانے کا حضور ﷺ کی برکت سے زیادہ ہو جانا

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ اتری:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ (الشعراء: ۲۱۴)

''اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔''

تو حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! ایک بکری کے گوشت اور ایک صاع غلہ سے ہمارے لیے کھانا تیار کرو۔ ہمارے لیے ایک بڑا پیالہ دودھ کا مہیا کرو۔ پھر بنوعبد المطلب کو جمع کرو۔ میں نے پہلے کھانا تیار کیا پھر بنوعبد المطلب کو جمع کیا اس وقت وہ چالیس افراد تھے۔ ان میں عباس رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ، ابو طالب اور ابولہب بھی شامل تھے۔ میں نے کھانے کا برتن ان کے سامنے رکھا۔ حضور ﷺ نے اس کھانے میں سے ایک لقمہ اٹھایا اس کو منہ مبارک میں ڈال کر اسے دوبارہ اس برتن میں پھینک دیا۔ اور اہل محفل سے کہا، بسم اللہ پڑھ کر شروع کرو۔ بنوعبد المطلب نے وہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا۔ کھانے میں حضور ﷺ کی انگلیوں کے نشانات نظر آرہے تھے۔ اللہ کی قسم! وہ کھانا صرف اتنا تھا جس سے ایک آدمی اپنا پیٹ بھر سکتا تھا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے علی! انہیں دودھ پلاؤ۔ میں وہ دودھ کا پیالہ لے کر آیا۔ تمام بنوعبد المطلب نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا حالانکہ وہ دودھ صرف اتنی مقدار میں تھا جس سے صرف ایک شخص اپنی پیاس بجھا سکتا تھا۔ جب نبی محترم ﷺ نے گفتگو کرنا چاہی تو ابولہب نے کہا تمہارے صاحب نے تمہیں جادو کر دیا تھا۔ یہ سن کر تمام اہل محفل وہاں سے چلے گئے اور حضور ﷺ ان تک اپنا پیغام نہ پہنچا سکے۔ دوسرے روز حضور ﷺ نے پھر مجھے فرمایا اے علی! وہی کھانا اور وہی دودھ تیار کرو جو کل تیار کیا تھا۔ میں نے اسی طرح کھانا بنایا اور دودھ جمع کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بنوعبد المطلب! اللہ کی قسم! میں کسی ایک جوان کو نہیں جانتا جو میرے اس پیغام سے افضل پیغام لے کر آیا ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

ان لوگوں نے انہیں سو بکریاں دیں وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تم نے تو حق دم کا بدیہ کھایا ہے جبکہ لوگ باطل دم کا بدیہ بھی کھا جاتے ہیں۔

چوری سے حفاظت کا وظیفہ

حضور ﷺ نے فرمایا قرآن پاک میں ایک ایسی آیت ہے جس کو پڑھ لینے سے چوری سے امان مل جاتی ہے وہ آیت یہ ہے: ''قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝'' (بنی اسرائیل: ۱۱۰) یا اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہر رات سونے سے قبل اس آیت کو پڑھ لیتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے گھر ایک چور داخل ہوا اس نے گھر کا تمام مال و متاع جمع کیا اور اس کو اٹھا لیا۔ وہ صحابی اس وقت جاگ رہے تھے۔ جب چور دروازے تک پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دروازہ بند تھا۔ جب اس نے سامان رکھا تو دروازہ کھل گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ وہ صحابی مسکرانے لگے انہوں نے کہا میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر دیا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ اپنے ایک یا دو صحابہ کے ساتھ تشریف لائیں۔ میری خواہش تھی کہ حضور ﷺ تنہا تشریف لے چلیں۔ نبی محترم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کتنا کھانا ہے۔ میں نے کھانے کی مقدار بتائی آپ ﷺ نے فرمایا بہت ہے عمدہ ہے۔ اپنی بیوی سے کہو کہ جب تک میں نہ آؤں ہنڈیا کو آگ سے نہ اتارے اور روٹی کو تنور سے نہ نکالے حضور نبی محترم ﷺ نے بلند آواز سے پکارا۔ اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے ضیافت کا بندوبست کیا ہے تم جلدی سے اس کے گھر پہنچو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ مہاجرین وانصار کھڑے ہو گئے جب حضرت جابر اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہنے لگے حضور ﷺ مہاجرین اور انصار کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ ان کی بیوی نے کہا کیا آپ نے نبی محترم ﷺ کو کھانے کی مقدار کے متعلق بتا دیا تھا؟ میں نے کہا ہاں میں نے عرض کی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے تمام مہاجرین اور انصار کو دعوت میں شرکت کے لیے بلایا تو مجھے بہت حیا آئی۔ میں نے سوچا کہ ایک صاع جو اور ایک بکری کے بچے کو کھانے کے لیے اتنی کثیر مخلوق آ رہی ہے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا میں نے اس سے کہا آج بہت ندامت ہوگی۔ نبی محترم ﷺ اپنے لشکر سمیت تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا کیا آپ نے کھانے کے متعلق حضور ﷺ کو بتا دیا تھا؟ میں نے کہا ہاں اس خاتون نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہم نے تو حضور ﷺ کو اس کھانے کے متعلق بتا دیا ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ پہلے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے ان سے جھگڑا کیا اور کہا آپ کو جب تمام حالات کا علم تھا تو آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیوں نہیں کی؟ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی محترم ﷺ کو تمام حالات بتا دیئے ہیں۔ تو اس وقت ان کی بیوی نے کہا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں''۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا یہ جملہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ انہیں حضور ﷺ کے معجزہ کے ظہور کا امکان نظر آ رہا تھا۔ یہ چیز ان کی ذہانت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ ان کا نام مبارک سہیلہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرے آنے سے پہلے ہنڈیا بھی نہ اتارنا اور نہ ہی آٹے کی روٹیاں پکانا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائے۔ میری بیوی نے آپ ﷺ کے سامنے آٹا رکھا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس میں ملایا اور برکت کی دعا کی پھر حضور نبی محتشم ﷺ ہماری ہنڈیا کی طرف تشریف لے گئے۔ اس میں بھی اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا روٹی پکانے والی کو بلا لو تا کہ وہ تمہاری بیوی کے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا تم ہنڈیا کو آگ کے اوپر ہی رہنے دو اور اس سے سالن نکالتی رہو۔ وہ صحابہ کرام جو حضور ﷺ کے ساتھ کاشانہ جابر میں تشریف لائے تھے۔ ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضور ﷺ انہیں دس دس کے گروپ میں بٹھاتے رہے اور وہ کھانا کھاتے رہے۔ اللہ کی قسم! وہ لوگ جی بھر کر

کو کھانا تیار کرنے کے لیے کہا پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا بنوعبدالمطلب کو بلاؤ۔ میں نے انہیں بلایا وہ چالیس افراد تھے۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا ان کے سامنے کھانا رکھو میں ان کے پاس اتنا ثرید لے کر آیا جسے ایک شخص آسانی سے کھا سکتا تھا۔ لیکن ان تمام افراد نے اسے خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے دودھ لانے کے لیے کہا میں صرف اتنا دودھ لے کر آیا جسے ایک شخص پی سکتا تھا۔ لیکن ان تمام نے خوب جی بھر کر دودھ پیا۔ ابولہب نے کہا محمد (ﷺ) نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ لوگ منتشر ہو گئے۔ حضور ﷺ انہیں اسلام کی دعوت نہ دے سکے کچھ دنوں کے بعد پھر اسی طرح کا کھانا تیار کیا گیا۔ نبی محترم ﷺ نے مجھے بنوعبدالمطلب کو جمع کرنے کے لیے کہا تمام بنوعبدالمطلب آئے انہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا میرے اس دین پر میری حمایت کون کرے گا؟ میں نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی اعانت کروں گا۔ اگرچہ میں اس قوم میں سب سے کم عمر ہوں تمام لوگ خاموش رہے۔ پھر وہ لوگ ابوطالب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔ اے ابوطالب! کیا تم اپنے بیٹے کو نہیں دیکھ رہے۔ ابوطالب نے کہا اسے چھوڑ دو وہ اپنے چچا زاد کی بھلائی سے نہیں رکے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت

امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے خندق کی کھدائی کے قصہ میں یہ واقعہ بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ نبی مکرم ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر میں گھر آیا۔ میں نے گھر سے ایک تھیلا نکالا۔ اس میں ایک صاع جو تھے۔ میرے پاس بکری کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ میں نے اسے بھی ذبح کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم خندق کھود رہے تھے تو ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ جب حضور ﷺ اٹھے تو مجھے آپ ﷺ کے بطن مبارک پر ایک بندھا ہوا پتھر نظر آیا۔ تین دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے کدال لے کر چٹان پر ایک ضرب لگائی۔ جس سے وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی میں گھر آیا۔ میں نے اپنی زوجہ سے کہا میں نے حضور ﷺ کی وہ کیفیت دیکھی ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا میرے پاس جو اور بکری کا ایک بچہ ہے۔ میں نے بکری کو ذبح کیا میری بیوی نے آٹا گوندھا جب کھانا تیار ہو گیا۔ تو میں نے اسے ایک بڑے پیالے میں رکھا میری بیوی نے مجھ سے کہا۔ مجھے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سامنے شرمندہ مت کرنا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور سرگوشی کے انداز میں کہا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کے آٹے کی روٹیاں پکائی ہیں۔ آپ ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔

کھجوریں کھانے کا حکم دیا۔ کھجوریں کپڑے کی اطراف سے گرتی جا رہی تھیں اور صحابہ کرام انہیں کھاتے جا رہے تھے۔ حتی کہ وہ خوب سیر ہو گئے۔

امام مسلم نے سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لیے نکلے ہمیں راستہ میں بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ خوراک کی شدید کمی ہو گئی ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ایک اونٹ کو ذبح کر لیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں اپنے اپنے زاد راہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ تمام لوگوں نے ایک چادر پر اپنا اپنا زاد راہ رکھ دیا۔ میں نے اندازہ لگایا وہ سامان ایک بکری کے بچے جتنا تھا۔ صحابہ کرام کی تعداد چودہ سو کے برابر تھی۔ ہم نے اس کھانے کو خوب سیر ہو کر کھایا پھر ہم نے اپنے توشہ دانوں کو بھی بھر لیا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا کسی شخص کے پاس پانی ہے؟ ایک آدمی پانی کا برتن لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس برتن میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پانی کو بڑے برتن میں ڈال دیا۔ ہم سب نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور دیگر ضروریات بھی پوری کیں۔ وہ پانی چودہ سو افراد کو کافی ہو گیا۔

کھانے میں برکت

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب رسول معظم ﷺ حدیبیہ سے واپس آئے تو بعض صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں سخت بھوک لگی ہے۔ ہمارے لیے اونٹ ذبح فرمائیں تاکہ ہم اس کا گوشت کھائیں، اس کی چربی سے تیل بنائیں اور اس کے چمڑے سے جوتے بنائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایسا نہ کریں اگر لوگوں کے پاس زائد سواریاں ہونگی تو بہتر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے دستر خوان اور اپنی چادریں بچھا دیں۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کے حکم پر عمل پیرا ہوئے۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ زاد راہ ہے؟ جس کے پاس کھانے کا سامان ہے وہ ان چادروں پر بکھیر دے۔ نبی محترم ﷺ نے ان کے کھانے میں برکت کی دعا مانگی۔ تمام صحابہ کرام اپنے اپنے برتن لے آئے اور حسب توفیق زاد راہ حاصل کر لیا۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے عمرہ کے سفر میں "مرالظہر ان" پر نزول فرمایا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کو معلوم ہوا کہ قریش مکہ کہہ رہے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھی کمزوری کی وجہ سے اٹھ بھی نہیں سکتے۔ صحابہ کرام نے کہا اگر ہم اپنی سواریوں کو ذبح کر لیں ان کا گوشت کھائیں اور صبح ان کا شوربا پی کر دشمن پر حملہ آور ہوں تو ہم میں قوت وطاقت ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ بلکہ تم اپنے زاد راہ کو ایک چادر پر جمع کر لو۔ تمام صحابہ کرام نے اپنا اپنا زاد راہ ایک چادر پر جمع کیا آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے برکت کی دعا فرمائی تمام نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا ہر ایک شخص نے اپنا توشہ دان بھی بھر لیا۔ جب سرور کائنات ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو رمل کرنے کا حکم دیا۔ یہ عجیب چال دیکھ کر قریش مکہ نے کہا یہ لوگ کیسی چال پسند کرتے ہیں یہ ہرن کی طرح اچھل اچھل کر چل رہے ہیں۔

کھاتے رہے۔لیکن ہماری ہنڈیا اسی طرح لبریز رہی اور ہمارا آٹا بھی اسی طرح رہا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اندر داخل ہو جاؤ لیکن بھیڑ نہ بنانا حضور ﷺ روٹیوں کو توڑ توڑ کر صحابہ کو دیتے رہے حتی کہ تمام صحابہ کرام سیر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سے فرمایا خود بھی کھاؤ اور دیگر افراد کو بھی ہدیہ دو۔ تمام لوگ کھانا کھاتے رہے لیکن ہنڈیا اور تنور اسی طرح بھرے رہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نے خود بھی خوب کھایا اور اہل محلہ کو دیا۔ جب حضور ﷺ ہمارے گھر سے تشریف لے گئے تو ساتھ ہی کھانے کی برکت بھی ختم ہو گئی۔

انڈوں میں برکت

امام واقدی اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سپہ سالار اعظم ﷺ غزوۂ ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے تو عِلَیتہ ابن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے یہ انڈے شتر مرغ کے گھونسلے سے حاصل کیے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر! ان انڈوں کو پکاؤ۔ میں نے ان انڈوں کو پکایا پھر انہیں ایک پلیٹ میں رکھ کر حضور ﷺ کو پیش کیا۔ لیکن مجھے روٹی نہ ملی۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے ان انڈوں کو روٹی کے بغیر ہی کھانا شروع کیا۔ حتی کہ وہ تمام سیر ہو گئے۔ پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے انہوں نے بھی ان انڈوں میں سے کھایا پھر ہم خوشی خوشی اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔

حیس میں برکت

امام واقدی اور ابن عساکر نے عبداللہ بن مغیث بن ابی بردہ الانصاری سے روایت کیا ہے کہ ام عامر رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ اس پیالے میں حیس (کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا کھانا) تھا۔ اس وقت حضور ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پیالے سے خوب سیر ہو کر کھایا۔ حضور ﷺ باقی کھانا لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے کھانے کی دعوت دی۔ تمام اہل خندق نے اسے جی بھر کر کھایا۔

کھجوروں میں برکت

امام بیہقی اور ابونعیم نے بشیر بن سعد کی بیٹی سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میرے والد اور خالو خندق کھود رہے تھے۔ تو میری امی نے مجھے کچھ کھجوریں دے کر ان کی طرف بھیجا۔ میں رسول مکرم ﷺ کے پاس سے گذری تو آپ ﷺ نے مجھے آواز دی۔ جب میں حاضر خدمت ہوئی تو آپ ﷺ نے کھجوریں میرے ہاتھ سے لے لیں اور اپنے دست اقدس پر رکھ لیں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کپڑا بچھایا اور ان پر ان کھجوروں کو بکھیر دیا کھجوریں اس کپڑے کے اطراف سے گرنے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے تمام اہل خندق کو بلایا تمام صحابہ کرام جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں

امام واقدی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ غزوۂ تبوک میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک رات نبی مکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہمارے توشہ دان خالی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اپنے توشہ دان میں غور سے دیکھو شاید تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ ہم سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے کسی میں سے ایک اور کسی میں سے دو کھجوریں گریں۔ حتی کہ مجھے تاجدار مدینہ ﷺ کے دست اقدس پر سات کھجوریں نظر آئیں۔ پھر حضور ﷺ نے ایک طشت منگوایا اور اس میں کھجوریں رکھیں۔ ان کھجوروں پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم تینوں نے کھجوریں کھانا شروع کیں۔ میرے حصے میں چوّن کھجوریں آئیں ان کی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں۔ میرے دونوں ساتھیوں نے بھی اتنی اتنی کھجوریں کھائیں۔ ہم خوب سیر ہو گئے تھے۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے تو وہاں سات ہی کھجوریں باقی تھیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے بلال! ان کھجوروں کو اٹھالو جو بھوکا بھی ان میں سے ایک کھائے گا وہ سیر ہو جائے گا۔

دوسرے دن پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا وہ کھجوریں لے کر آؤ جب وہ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ اس دن ہم تعداد میں دس تھے ہم نے کھجوریں جی بھر کر کھائیں۔ جب ہم نے ہاتھ اٹھائے تو کھجوریں بعینہٖ اسی طرح موجود تھیں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنے رب سے حیا نہ ہوتی تو مدینہ طیبہ جانے تک ہم انہیں کھجوروں کو کھاتے رہتے۔ آپ ﷺ نے وہ کھجوریں ایک بچے کو عطا کیں۔ وہ انہیں چباتا ہوا کھا گیا۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنو سعد کے ایک شخص نے کہا میں غزوۂ تبوک کے موقع پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت نبی محترم ﷺ کے ہمراہ سات صحابہ کرام تھے۔ میں نے اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! ہمیں کھانا کھلاؤ انہوں نے دسترخوان بچھایا پھر اپنے توشہ دان سے کھجوریں نکالنا شروع کیں۔ ان کھجوروں میں گھی اور پنیر ملا ہوا تھا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا انہیں کھاؤ ہم نے وہ کھجوریں کھانا شروع کیں۔ حتی کہ ہم سیراب ہو گئے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کھجوریں تو اتنی تھوڑی تھیں کہ میں اکیلا ہی ان سے سیراب ہو سکتا تھا۔

دوسرے دن میں پھر حاضر خدمت ہوا اس وقت بارگاہ رسالت میں دس صحابہ کرام موجود تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! ہمیں کھانا کھلاؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے توشہ دان سے مٹھی بھر کھجوریں نکالیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کھلے دل سے کھجوریں نکالو اور اللہ تعالیٰ سے کمی کا فکر نہ کرو۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنا دسترخوان لے کر آئے اور ان پر کھجوریں رکھ دیں۔ میں نے اندازہ لگایا وہ کھجوریں دو مد تھیں۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کھجوروں پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ساری قوم نے وہ کھجوریں کھائیں میں بھی ان میں شامل تھا۔ شکم سیر ہو چکے تھے لیکن دسترخوان پر ابھی اتنی ہی

غزوۂ تبوک میں کھانے کا زیادہ ہونا

حضرت امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔غزوۂ تبوک کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت زیادہ بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اپنی سواریوں کو ذبح کرلیں۔ہم ان کا گوشت کھائیں اور ان کی چربی سے تیل بنائیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی تو پھر سواریاں کم ہو جائیں گی۔آپ ان کے زاد راہ کو جمع فرمائیں پھر اس پر برکت کی دعا فرمائیں۔اللہ تعالیٰ اس کھانے میں برکت دے گا۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ بالکل ٹھیک ہے۔آپ ﷺ نے ایک دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور لوگوں کو اپنا اپنا زادراہ لانے کے لیے کہا۔آپ ﷺ کا حکم سن کر کوئی شخص مٹھی بھر مکئی لا رہا تھا اور کوئی روٹی کا ٹکڑا پیش کر رہا تھا حتی کہ دسترخوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہو گیا۔حضور ﷺ نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا اپنے اپنے توشہ دانوں کو لے آؤ اور کھانا لے جاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برتن لے آئے اور انہیں کھانے سے بھر لیا حتی کہ پورے لشکر میں ایک برتن بھی خالی نہ رہا۔تمام لوگ اس کھانے کو کھا کر خوب سیر ہوئے۔لیکن کھانا ابھی تک باقی تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا:اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ جو شخص بھی توحید و رسالت پر یقین رکھ کر اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ابن راہویہ،ابویعلیٰ،ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔راستے میں ہمیں شدید بھوک لگی میں نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم ہم نے رومیوں کے ساتھ معرکہ آزما ہونا ہے۔وہ شکم سیر ہیں جبکہ ہم بھوکے ہیں۔انصار نے اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا۔حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس جو بھی زادراہ ہے وہ اسے لے کر ہمارے پاس آئے۔ہم نے ان کا تمام زادراہ جمع کرلیا۔وہ کل تقریباً ستائیس صاع ہوا۔حضور ﷺ اس کھانے کے پاس تشریف فرما ہو گئے اور اس میں برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا لو اپنا اپنا کھانا لے جاؤ اور چھینا جھپٹی نہ کرنا۔لوگوں نے اپنے دستر خوان اور توشہ دان طعام سے بھر لیے حتی کہ بعض لوگوں نے اپنی قمیصوں میں بھی کھانا بھر لیا۔لوگ خوب سیر ہو کر اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں''۔جو شخص بھی صدق دل سے یہ گواہی دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ سے بچا لے گا۔

ابونعیم نے محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے۔میری ڈیوٹی یہ تھی کہ میں گھی کے مشکیزہ کی حفاظت کروں جب میں نے اس مشکیزہ کو دیکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ گھی مسلسل کم ہو رہا ہے۔اتنے میں نبی محترم ﷺ کے لیے کھانا تیار ہو گیا۔میں نے مشکیزے کو دھوپ میں رکھا اور سو گیا۔مجھے گھی کے بہنے کی آواز سنائی دی۔میں نے بیدار ہو کر مشکیزہ کے منہ کو پکڑ لیا۔نبی مکرم ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اگر تو مشکیزہ کا منہ کھلا چھوڑ دیتا تو پوری وادی گھی سے بھر جاتی۔

ساتھ کوئی ایک شخص بھی ہوا تو یہ کھانا کم ہو جائے گا۔ مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے انس! بارگاہ رسالت میں جاؤ اور حضور ﷺ کے قریب کھڑے ہو جاؤ جب آپ ﷺ کھڑے ہو جائیں اور صحابہ کرام اپنے اپنے گھروں کو جانے لگیں تو تم حضور ﷺ کے پیچھے چلنا جب آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس کی دہلیز تک پہنچیں تو عرض کرنا میرے والد عرض کر رہے ہیں کہ ہمارے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمائیں میں نے ایسے ہی کیا جب میں نے عرض کی کہ میرے والد عرض کر رہے ہیں کہ ہمارے گھر تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اے صحابہ! آؤ ابوطلحہ کے گھر چلیں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا اور اپنے صحابہ سمیت ہمارے گھر تشریف لائے۔ جب گھر کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا میں گھر میں داخل ہوا میں کثیر تعداد صحابہ کرام کی وجہ سے پریشان تھا۔ میں نے کہا اے میرے والد محترم! میں نے حضور ﷺ سے اسی طرح عرض کی تھی۔ جس طرح آپ نے مجھے کہا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دعوت میں شامل کر لیا ہے اور اب حضور ﷺ مع صحابہ کرام تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ باہر تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے انس کو اس لیے بھیجا تھا کہ وہ تنہا آپ ﷺ کو دعوت دے۔ صحابہ کرام کو کھلانے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا تمام کھانا اکٹھا کر کے میرے پاس لے آؤ۔ ہم نے روٹی کے چند ٹکڑے اور کچھ کھجوریں آپ ﷺ کے سامنے رکھیں۔ حضور ﷺ نے ان میں برکت کے لیے دعا فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا آٹھ آدمیوں کو اندر لے آؤ۔ میں نے آٹھ افراد اندر داخل کیے۔ حضور ﷺ نے کھانے کے اوپر ہاتھ مبارک رکھ لیا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھانا کھاؤ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے کھانا شروع کیا۔ حتی کہ وہ خوب سیر ہو گئے۔ پھر حضور نبی محترم ﷺ نے مجھے اور آٹھ صحابہ کو اندر بھیجنے کے لیے کہا۔ اس طرح آٹھ آٹھ صحابہ کرام اندر جاتے رہے اور کھانا کھاتے رہے۔ حتی کہ تمام صحابہ کرام جن کی تعداد اسی تھی، نے کھانا کھا لیا۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے میری والدہ اور ابوطلحہ کو بلایا اور فرمایا کھاؤ ہم نے جی بھر کر کھانا کھایا پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھا لیا فرمایا اے ام سلیم! وہ کھانا کہاں ہے جو تو نے پیش کیا تھا؟ میری امی نے کہا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیک وسلم پر فدا! اگر میں صحابہ کرام کو اپنی نگاہوں سے کھانا کھاتے ہوئے نہ دیکھتی تو میں کہتی کہ ہمارے کھانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے رسول مکرم ﷺ کی آواز کو سنا ہے۔ مجھے آواز میں کمزوری کا احساس ہوا ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے پاس جو کی روٹی کے چند ٹکڑے ہیں۔ انہوں نے وہ ٹکڑے مجھے دیئے اور میں انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اٹھو ابوطلحہ کے گھر دعوت پر چلتے ہیں۔ میں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی انہوں نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا اے ام سلیم! حضور ﷺ اپنے صحابہ سمیت ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں اتنے میں

کھجوریں باقی تھیں۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ہم نے بالکل کھجوریں نہیں کھائیں۔ پھر میں تیسرے دن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وقت بارگاہ رسالت میں دس، گیارہ یا بارہ افراد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! کھانا کھلاؤ۔ حضرت بلال بعینہ وہی توشہ دان لے کر آئے اور اسے پھیلا دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ جب ہم کھجوریں کھا چکے تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھالیا۔ ہم سب نے جی بھر کر کھجوریں کھائی تھیں۔ لیکن ان میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے تین دن ایسے ہی کیا۔

امام احمد، الطبرانی اور امام بیہقی نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم قبیلہ مزینہ اور جہینہ کے چار سو افراد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔ پھر فرمایا اے عمر! ان کو زادراہ دو۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس بقیہ کھجوروں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اے عمر! انہیں زادراہ دو۔ آپ کا یہ حکم سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بورا کھولا اس میں سے چار سو سواروں کو زادراہ دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں سب سے آخر میں زادراہ لینے والا تھا۔ جب میں نے پلٹ کر بورے کو دیکھا تو اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔

امام احمد، الطبرانی اور ابونعیم نے دکین بن سعد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک کارواں کی شکل میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ہماری تعداد چار سو تھی۔ ہم خوراک کی التجا لے کر حاضر ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! انہیں جی بھر کر کھلاؤ اور انہیں زادراہ بھی دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس تو صرف اتنی کھجوریں ہیں جس سے میرے اہل خانہ کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر فاروق! حضور سید عالم ﷺ کا فرمان غور سے سنو اور اطاعت کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے غور سے سنا اور اطاعت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھجوروں کے ڈھیر کے پاس تشریف لے آئے اور قوم سے کہا داخل ہوتے جاؤ اور کھجوریں لیتے جاؤ۔ ہر شخص نے اپنی خواہش کے مطابق کھجوریں لیں۔ میں نے سب سے آخر میں کھجوریں لیں۔ میں پلٹ کر ڈھیر کو دیکھا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ ہم نے اس میں سے ایک کھجور بھی نہیں لی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں ایک دن میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور محو گفتگو ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے بطن مبارک کو باندھ رکھا تھا۔ میں نے ایک صحابی سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے اپنا پیٹ مبارک کیوں باندھ رکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے یہ سن کر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ کے پاس آیا اور انہیں حضور ﷺ کی کیفیت بتائی وہ میری والدہ محترمہ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑے اور کھجوریں ہیں۔ اگر حضور ﷺ ہمارے پاس اکیلے تشریف لائیں تو یہ کھانا آپ کو کافی ہو جائے گا اور اگر آپ ﷺ کے

بھگ تھے، نے بارگاہ رسالت میں بھیجا اور بھوک کی شکایت کی حضور ﷺ نے اپنے کاشانۂ اقدس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا کھانے کو کچھ ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عرض کی روٹی کے چند ٹکڑے اور کچھ دودھ ہے۔ وہ روٹی اور دودھ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

نبی رحمت ﷺ نے روٹی کے مزید ٹکڑے کیے۔ پھر ان پر دودھ انڈیلا پھر اپنے دست مبارک سے انہیں مَل کر ثرید کی طرح بنا دیا۔ مجھے فرمایا اے واثلہ! اپنے ساتھیوں کو دس دس کر کے بلاؤ۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پہلے دس صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر اس کے ارد گرد سے کھاؤ اس کے وسط کو چھوڑ دینا کیونکہ برکت اس میں آرہی ہے۔ پھر وہ پھیل رہی ہے۔ میں اصحاب صفہ کو دیکھ رہا تھا وہ اپنی انگلیوں کو صاف کر رہے تھے۔ جب پہلے دس خوب سیر ہو گئے تو دوسرے دس آ گئے حضور ﷺ نے انہیں بھی اسی طرح ہدایت کی حتی کہ انہوں نے بھی جی بھر کر کھایا۔ لیکن ابھی اس برتن میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ میں تعجب کرتا ہوا کھڑا ہو گیا اور کاشانۂ اقدس سے باہر نکل آیا۔

الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اصحاب صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور مجھے کہا اے واثلہ بارگاہ رسالت میں جاؤ اور کھانا لے کر آؤ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میرے ساتھی بھوک کی شکایت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے۔ انہوں نے عرض کی روٹی کے چند ٹکڑوں کے علاوہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں میرے پاس لے آؤ۔ آپ ﷺ نے روٹی کے ٹکڑوں کو ایک ٹرے میں رکھا اور ثرید بنانے لگے وہ کھانا مسلسل بڑھتا رہا حتی کہ وہ ٹرے بھر گیا۔ نبی محترم ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اپنے دس ساتھیوں کو بلا کر لے آؤ۔ میں دس صحابہ کرام کو بلا لایا حضور ﷺ نے مجھے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر اس کے کناروں سے کھاؤ اس کے اوپر سے نہ کھانا کیونکہ برکت اس کے اوپر نازل ہو رہی ہے۔ ان صحابہ نے خوب جی بھر کر کھانا تناول کیا۔ پھر وہ چلے گئے۔ ٹرے میں پہلے جتنا کھانا موجود تھا۔ آپ ﷺ نے پھر اپنے ہاتھوں سے ثرید بنانا شروع کی وہ کھانا پھر بڑھنے لگا۔ حتی کہ ٹرے بھر گیا۔ پھر دس صحابہ آئے انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے پھر ثرید بنائی کھانا اور زیادہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا کوئی آدمی کھانا کھانے سے رہ گیا ہے؟ میں نے کہا "ہاں" میں اور دس صحابہ کو بلا کر لے آیا۔ انہوں نے خوب کھانا کھایا آپ ﷺ نے پھر ثرید بنائی اور فرمایا کیا کوئی شخص رہ گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں بقیہ دس صحابہ کو بلا کر لے کر آیا۔ انہوں نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا۔ لیکن ٹرے میں ابھی تک اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کھانا عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے آؤ۔

آٹے میں برکت

الطبرانی نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی محترم ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے اور مجھے فرمایا کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے کہا میرے پاس ایک مد آٹے کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پکاؤ میں نے اس آٹے کو ہنڈیا میں ڈال کر پکایا پھر میں نے عرض کی کہ

حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم! وہ کھانا میرے پاس لے آؤ۔ حضرت ام سلیم نے وہ روٹی کے چند ٹکڑے حضور ﷺ کو پیش کر دیئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے ان کے مزید ٹکڑے بنائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان پر سرکہ ڈال دیا۔ حضور ﷺ نے ان ٹکڑوں پر کچھ کلام پڑھا۔ پھر مجھے فرمایا دس افراد کو اندر لے آؤ۔ میں دس آدمی اندر لے گیا۔ انہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا پھر مجھے فرمایا دس اور آدمیوں کو اندر لے آؤ۔ انہوں نے بھی خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا ان کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام کے بعد حضور ﷺ نے کھانا کھایا پھر اہل بیت نے کھانا کھایا اور باقی کھانا پڑوسیوں کو بھی بھیجا گیا۔ بعض روایت میں ہے۔ حضور ﷺ نے کھانے پر یہ دعا پڑھی تھی:

بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَظِّمۡ فِيۡهِ الۡبَرَكَةَ

''اللہ کے نام سے شروع اے میرے مولا! اس کھانے میں بہت بڑی برکت نازل فرما''۔

ولیمہ کی نرالی دعوت

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سرور دو عالم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو میری والدہ محترمہ نے مجھ سے کہا انس! نبی مکرم ﷺ آج دولہا ہیں۔ لیکن میرے خیال کے مطابق آپ ﷺ نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ وہ سرکہ اور کھجوریں میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے سرکہ اور کھجوریں پیش کیں۔ میری امی جان نے ان کا حیس تیار کیا اور مجھ سے کہا اسے بارگاہ رسالت میں لے جاؤ۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کو پیش کرو۔ میں وہ حیس پتھر کے ایک برتن میں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے گھر کے کونے میں رکھ دو۔ جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان وعلی اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو بلاؤ۔ پھر مسجد نبوی میں موجود صحابہ کو بھی بلا لینا۔ جو آدمی راستے میں ملے اسے بھی دعوت دینا۔ میں کھانے کی قلت اور مدعوین کی کثرت پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے صحابہ کرام کو بلایا حتی کہ سارا گھر اور حجرہ مبارک لوگوں سے بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! میرے پاس وہ کھانے کا برتن لے کر آؤ۔ میں نے وہ برتن پیش کیا آپ ﷺ نے تین انگلیاں کھانے میں ڈالیں وہ کھانا بڑھنے لگا۔ لوگ کھانا کھاتے جاتے تھے اور باہر نکلتے جاتے تھے۔ جب تمام لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس برتن میں اب بھی اتنا ہی کھانا تھا۔ جتنا میں لے کر آیا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اس کھانے کو زینب رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھ دو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انس! تمہارے اندازے کے مطابق کتنے افراد نے وہ کھانا کھایا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ستر یا اسی افراد تھے۔

ثرید میں برکت

الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مجھے اصحاب صفہ جو بیس کے لگ

گوندھا گیا۔ پھر ایک شخص ایک بکری لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے وہ بکری خریدی اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت بنایا گیا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا اس بکری کی کلیجی کو بھونا جائے۔ اللہ کی قسم! ایک سو تیس افراد میں حضور ﷺ نے اس کلیجی کو تقسیم کیا۔ اگر کوئی شخص وہاں موجود تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو اس کا حصہ عطا کیا اور اگر کوئی غائب تھا۔ اس کے لیے اس کا حصہ رکھ دیا گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس بکری کے گوشت کو دو علیحدہ علیحدہ برتنوں میں ڈالا جائے۔ ایک برتن سے ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا دوسرے برتن کو ہم نے اپنے اونٹ پر رکھ لیا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ہنڈیا میں برکت

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک رات بغیر کھانے کے گذاری۔ صبح میں روزگار کی تلاش میں نکلا۔ مجھے کچھ درہم ملے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم کا کھانا اور گوشت خریدا اور اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ انہوں نے گوشت اور روٹیاں پکائیں۔ جب وہ فارغ ہوئیں تو انہوں نے فرمایا کاش آپ میرے والد محترم ﷺ کو بھی بلا لیتے۔ میں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجُوْعِ ''میں بھوک سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس کھانا ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہنڈیا ابل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ کے لیے کھانا نکال لو۔ میں نے ایک پیالے میں ان کے لیے کھانا نکالا۔ پھر فرمایا حفصہ کے لیے کھانا نکال لو۔ میں نے ان کے لیے بھی ایک پیالے میں کھانا نکالا اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج کے لیے کھانا نکلوایا۔ پھر فرمایا اپنے والد (ﷺ) اور اپنے شوہر کے لیے بھی کھانا نکال لو۔ پھر مجھے فرمایا اپنے لیے بھی کھانا نکال لو۔ میں نے اپنے لیے بھی کھانا نکال لیا۔ جب میں نے ہنڈیا کو اٹھایا تو وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی۔ ہم نے اس میں اتنا کھایا جتنا اللہ نے چاہا۔

کھانے میں برکت

ابن سعد، ابن ابی شیبہ، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا شانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور مجھے فرمایا اصحاب صفہ کو بلاؤ۔ میں نے اصحاب صفہ کو بلایا حضور ﷺ نے ہمارے سامنے ایک پیالہ رکھا اس میں جو کا بنایا ہوا کھانا تھا۔ میرے اندازے کے مطابق اس کی مقدار ایک مد تھی۔ نبی محترم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم نے اس میں سے حسب ضرورت کھایا۔ اس وقت ہماری تعداد ستر اور اسی کے درمیان تھی۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے تو اس وقت کھانا جوں کا توں تھا۔ اس پر صرف انگلیوں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔

الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری

آٹا پک گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے تیل کی شیشی منگوائی اس میں تھوڑا سا تیل تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو ہنڈیا میں نچوڑا اور نیچے اتار لیا اور فرمایا اپنی بہنوں کو بلاؤ میں جانتا ہوں کہ وہ بھی میری طرح بھوکی ہیں۔ میں نے تمام ازواج مطہرات کو بلایا انہوں نے وہ کھانا کھایا حتی کہ وہ خوب سیر ہو گئیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی آئے ان سب نے جی بھر کر کھانا کھایا لیکن کھانا پھر بھی باقی تھا۔

امام احمد، البزار اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں بطور مہمان آیا۔ حضور ﷺ نے ان ٹکڑوں کو لیا ان کے مزید ٹکڑے کیے ان پر اپنا دست اقدس رکھا اور فرمایا انہیں کھاؤ اعرابی نے ان ٹکڑوں کو کھانا شروع کیا حتی کہ وہ خوب سیر ہو گیا کھانا پھر بھی باقی تھا۔ اعرابی بقیہ کھانے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم ایک صالح انسان ہیں۔

آسمان کا کھانا

دارمی، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ ایک پیالہ لے کر آئے اس میں کھانا تھا۔ لوگ صبح سے لے کر شام تک اس میں سے کھانا کھاتے رہے ایک قوم کے بعد دوسری قوم آتی رہی اور کھانا کھاتی رہی ایک شخص نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا وہ کھانا زیادہ رہا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں اس کھانے میں وہاں سے اضافہ ہوتا رہا انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت ابوایوب انصاری کے کھانے میں برکت

امام بیہقی، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا کھانا تیار کروایا جو ان کے لیے کافی تھا۔ میں نے وہ کھانا بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو بلاؤ مجھ پر یہ بات بڑی گراں گزری میں نے کہا میرے پاس تو اور کوئی چیز بھی نہیں جسے میں آپ ﷺ کو پیش کر سکوں۔ میں نے جان بوجھ کر سستی کی آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ فرمایا جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو بلاؤ۔ وہ تمام افراد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا پھر گواہی دی کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ باہر نکلنے سے پہلے انہوں نے حضور ﷺ کی بیعت کی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اور ساٹھ افراد کو بلا لاؤ میں انہیں بلا لایا۔ اسی طرح انصار کے لوگ آتے رہے اور کھانا کھاتے رہے۔ اس کھانے کو ایک سو اسی افراد نے کھایا۔

بکری کے گوشت میں برکت

امام بخاری نے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سو تیس افراد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا تھا اس کو

فرمایا۔آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے میری لخت جگر! کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے۔انہوں نے عرض کی نہیں۔ جب حضور ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کاشانہ اقدس سے تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا ایک برتن میں رکھا اور اسے ڈھانپ کر بارگاہ رسالت میں بھیج دیا۔حضور ﷺ دوبارہ خاتون جنت کے گھر تشریف لائے انہوں نے عرض کی اللہ نے یہ کھانا بھیجا ہے جسے میں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا وہ برتن لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔وہ برتن روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے ملاحظہ فرمایا تو ششدر رہ گئیں۔انہیں معلوم ہوگیا کہ یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔حضور ﷺ نے پوچھا اے میری نور نظر! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے عرض کی اے میرے والد محترم! صلی اللہ علیک وسلم یہ کھانا اللہ کی طرف سے ہے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہیں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے مشابہ بنایا۔انہیں بھی جب رزق دیا جاتا اور لوگ اس رزق کے متعلق سوال کرتے تو وہ بھی یہی کہتیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی پیغام بھیجا۔پھر اس کھانے کو حضور ﷺ ،حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم وعنہن نے کھایا آپ ﷺ کے تمام اہل بیت نے اسے کھایا حتی کہ سب شکم سیر ہو گئے۔لیکن کھانا پھر بھی بچا رہا۔پھر وہ کھانا پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں بہت سی برکت نازل فرمائی۔

ابن سعد نے حضرت ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو دیکھا آپ ہماری مسجد میں مغرب کی نماز ادا فرما رہے تھے۔میں اپنے گھر آئی اور گوشت اور روٹیاں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔میں نے کہا میری ماں اور باپ آپ ﷺ پر فدا! شام کا کھانا تناول فرمائیں۔حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔نبی محترم ﷺ اور صحابہ نے کھانا کھایا تمام حاضرین نے کھانا کھایا لیکن اللہ کی قسم! مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ گوشت اور روٹیوں کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔اس کھانے کو چالیس افراد نے کھایا پھر حضور ﷺ نے ہمارے ایک مشکیزہ سے پانی نوش فرمایا۔پھر آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے آئے میں نے اس مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ہم وہ پانی مریضوں کو پلاتے اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرما دیتا۔

امام بیہقی نے حضرت خالد بن عبد العزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، مقام جعرانہ پر رہائش پذیر تھے۔ایک مرتبہ حضور ﷺ وہاں سے گذرے۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی ضیافت کے لیے ایک بکری پیش کی تا کہ آپ ﷺ اس بکری کو ذبح کریں اور اس کا گوشت تناول فرمائیں۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ کثیر اولاد والے تھے۔وہ اپنی اولاد کے لیے اگر ایک بکری بھی ذبح کرتے تو انہیں ایک ایک بوٹی بھی نہیں آتی تھی۔نبی مکرم ﷺ نے اس بکری کے گوشت میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی گوشت حضرت خالد رضی اللہ

والدہ محترمہ نے کھانا تیار کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں حضور ﷺ کو کھانے کی دعوت دوں۔ میں بارگاہ رسالت میں آیا اور آپ ﷺ کو سرگوشی کر کے کھانے کی دعوت دی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا آؤ چلیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پچاس افراد آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا دس دس افراد اندر داخل ہوتے جاؤ اور کھانا کھاتے جاؤ۔ تمام لوگوں نے کھانا کھالیا لیکن وہ کھانا ابھی تک ویسے ہی تھا۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔

ابونعیم نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ جب میں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اس وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا۔ جب حضور ﷺ نے میری طرف نظر کرم کی تو میں نے اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ؟ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ ایسے ہی کہا میں نے عرض کی یہ لوگ بھی تشریف لے آئیں۔ میں نے صرف آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ پھر تمام صحابۂ کرام نے وہ کھانا کھایا لیکن پھر بھی بچا رہا۔

امام احمد، ابن سعد اور ابونعیم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور وہ عبداللہ بن طہفہ سے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب مسلمان جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ اپنے صحابہ سے کہتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو لے جائے۔ ایک رات مسجد نبوی میں بہت سے مہمان جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہر شخص ایک مہمان کو لے جائے۔ مجھے حضور ﷺ کے ساتھ جانے کا شرف ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے پاس حریسہ ہے۔ میں نے اسے افطاری کے لیے رکھا ہے وہ ایک پیالہ میں حریسہ کو رکھ کر حاضر خدمت ہوئیں۔ حضور ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر ہمیں عطا کرتے ہوئے فرمایا ''بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ'' ہم نے اس میں سے جی بھر کر کھایا۔ حتی کہ ہماری آنکھیں سیر ہو گئیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا کیا پینے کے لیے کوئی چیز ہے۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس دودھ ہے جو میں نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کی افطاری کے لیے رکھا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دودھ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے اس میں سے حسب منشاء نوش فرمایا پھر دودھ کا پیالہ ہمیں دیتے ہوئے فرمایا اللہ کا نام لے کر پیو۔ ہم نے اس پیالے سے خوب دودھ پیا حتی کہ ہم سیر ہو گئے۔

ابونعیم نے یعیش بن طہفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم اصحاب صفہ میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ صحابہ کرام سے فرماتے اصحاب صفہ میں سے ایک ایک شخص کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور انہیں کھانا کھلاؤ۔ میں ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھا جو حضور ﷺ کے مہمان بنے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! ہمیں کھانا کھلاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حریسہ لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔ ہم نے وہ جی بھر کر کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ ہمیں پلاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دودھ کا ایک چھوٹا سا پیالہ لے کر آئیں ہم نے اس میں سے دودھ پیا۔

ابویعلیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کئی روز گزر گئے لیکن تاجدار مدینہ ﷺ نے کھانا تناول نہ

ان سے لینا چاہو تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ داخل کر کے کھجوریں لے لینا۔ انہیں باہر نہ بکھیرنا، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں سے اتنے وسق میں نے راہ خدا میں صدقہ دیئے۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ان میں سے کئی اونٹ اللہ کی راہ میں صدقہ کیے۔ میں خود بھی وہ کھجوریں کھاتا تھا۔ لوگوں کو بھی کھلاتا تھا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ توشہ دان کہیں گر گیا اور ساری برکتیں ختم ہو گئیں۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک غزوہ میں تھے تمام لشکر کو غذائی قلت کا سامنا ہو گیا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے۔ میں نے عرض کی میرے توشہ دان میں کوئی چیز ہوگی۔ آپ ﷺ نے مجھے توشہ دان لانے کا حکم دیا۔ جب میں توشہ دان لے کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا دستر خوان بچھا دو۔ میں نے دستر خوان بچھا دیا۔ حضور ﷺ نے توشہ دان میں اپنا ہاتھ داخل کیا اور تمام کھجوریں نکال لیں۔ توشہ دان میں اکیس کھجوریں تھیں۔ پھر نبی محترم ﷺ نے ہر کھجور پر بسم اللہ پڑھی اور کھجور کو اکٹھا کر کے فرمایا فلاں فلاں صحابہ کرام کو بلاؤ وہ صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے اور جی بھر کر کھجوریں کھا کر چلے گئے۔ پھر فرمایا اب فلاں فلاں صحابہ کرام کو بلاؤ وہ صحابہ بھی حاضر ہوئے اور پیٹ بھر کر چلے گئے۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام آتے رہے اور کھجوروں سے شکم سیر ہو کر جاتے رہے۔ لیکن توشہ دان میں کھجوریں اب بھی باقی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا میں نے بھی کھجوریں کھائیں اور آپ ﷺ نے بھی کھجوریں تناول فرمائیں۔ لیکن وہ کھجوریں پھر بھی ختم نہ ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بقیہ کھجوروں کو پکڑ کر توشہ دان میں ڈال دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا جب تم کھجوریں کھانے کا ارادہ کرو تو اپنا ہاتھ توشہ دان میں ڈال لینا اور کھجوریں لے لینا۔ لیکن اس توشہ دان کو الٹانا نہیں جب مجھے کھجوروں کی خواہش ہوتی میں اپنا ہاتھ توشہ دان میں داخل کرتا اور کھجوریں حاصل کر لیتا۔ میں نے ان کھجوروں میں سے پچاس وسق صدقہ کیں۔ وہ توشہ دان میری سواری کے پیچھے بندھا رہتا تھا۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وہ کہیں گر گیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اسلام میں تین سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

(۱) سرور کائنات ﷺ کا وصال

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

(۳) توشہ دان کا گم ہونا

لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ وہ توشہ دان کیسا تھا۔ جس کے گم ہونے کا آپ کو اتنا صدمہ ہوا۔ وہ فرماتے ہیں ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ابو ہریرہ! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ میں نے عرض کی میرے توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے توشہ دان میں سے کھجوریں نکالیں اور انہیں بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ نبی محترم ﷺ نے انہیں مس فرمایا اور ان میں برکت کی دعا کی

عنہ کے ڈول میں ڈال دیا۔آپ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی پھر اس گوشت کو ان کے خاندان کے لیے پھیلا دیا۔ ان کے تمام خاندان نے وہ گوشت کھایا۔لیکن حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ گوشت پھر بھی بچا رہا۔

الطبرانی نے یہی روایت حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک بکری بھیجی پھر خود بھی کسی ضرورت کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔حضور ﷺ نے گوشت کا کچھ حصہ میرے خاندان کے لیے واپس بھیج دیا۔ جب میں گھر واپس آیا تو میں نے گوشت دیکھ کر ام خناس سے پوچھا اے ام خناس: یہ گوشت کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا نبی محترم ﷺ نے ہمیں یہ گوشت واپس بھیجا ہے۔ یہ اسی بکری کا گوشت ہے جو ہم نے بارگاہ رسالت میں پیش کی تھی۔ میں نے کہا تو یہ بابرکت گوشت اپنے خاندان کو کیوں نہیں دیتی اس نے کہا تمام اہل خانہ اس گوشت کو کھا چکے ہیں۔ یہ ان کا بقیہ حصہ ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ دو یا تین بکریاں ذبح کرتے تھے۔ پھر بھی وہ گوشت ان کے لیے ناکافی ہوتا تھا۔

کھجوروں میں برکت

طبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے طلب فرمایا۔آپ ﷺ نے حکم فرمایا گھر جا کر کہو کہ جو طعام تمہارے پاس موجود ہے وہ مجھے دو۔اہل خانہ نے مجھے ایک پیالہ دیا۔اس میں کھجور کا عصیدہ تھا۔میں اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا اہل مسجد کو بلاؤ۔ میں نے دل میں کہا میرے لیے ہلاکت ہو یہ کھانا کتنا کم نظر آ رہا ہے۔ میں حضور ﷺ کی نافرمانی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے تمام اہل مسجد کو بلایا نبی محترم ﷺ نے اپنی انگلیوں کو پیالہ میں رکھا اور پیالے کے اطراف کو حرکت دی اور فرمایا اللہ کا نام لے کر شروع کرو۔تمام اہل مسجد نے بھی وہ کھانا کھایا میں نے بھی وہ کھانا کھایا حتی کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو وہ کھانا بالکل پہلے کی طرح تھا۔اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی اس پر نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف آیا میں اپنے گھر سے بھوک کی شدت کی وجہ سے نکلا تھا۔ راستہ میں میں نے کئی افراد دیکھے ان تمام نے یہی بتایا کہ وہ بھوک کی وجہ سے ہی باہر آئے ہیں۔ سب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اپنی بھوک کے متعلق بتایا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک ٹرے منگوایا اس میں کھجوریں تھیں۔آپ ﷺ نے ہم میں سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا یہ دو دو کھجوریں کھا لو اور پھر پانی پی لو آج کے دن کے لیے تمہیں یہی کافی ہیں۔

ابن سعد، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں چند کھجوریں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان میں برکت کے لیے دعا فرمائیں۔حضور ﷺ نے وہ کھجوریں اپنے دست اقدس پر رکھیں اور برکت کی دعا کی آپ ﷺ نے فرمایا، انہیں اپنے توشہ دان میں رکھ لو۔ جب تم

اپنے پیچھے چھ بیٹیاں چھوڑیں۔ ان پر بہت زیادہ قرض تھا۔ جب کھجوروں کو توڑنے کا وقت آیا میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد محترم شہید ہو چکے ہیں۔ ان پر بہت زیادہ قرض ہے۔ آپ میرے ساتھ میرے باغ میں تشریف لے چلیں۔ تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں اور مجھ پر سختی نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک کونے میں جمع کرو۔ میں نے تمام کھجوریں ایک کونے میں جمع کیں اور سرور کائنات ﷺ کو اپنے باغ میں تشریف لانے کے لیے عرض کی۔ نبی محترم ﷺ نے کھجوروں کے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے۔ پھر آپ ﷺ اس ڈھیر پر تشریف فرما ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ میں نے اپنے قرض خواہوں کو بلایا اور ان کے قرض کے مطابق انہیں کھجوریں دیتا رہا یہاں تک کہ میرے والد مکرم کا تمام قرض ختم ہو گیا۔ میں اس بات پر بھی راضی تھا کہ میرے والد محترم کا سارا قرض ادا ہو جائے خواہ میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ لے جا سکوں۔ اللہ کی قسم! جب میں نے ڈھیر کی طرف دیکھا وہ جوں کا توں پڑا ہوا تھا۔ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم انتقال فرما گئے۔ ان کے ذمہ ایک یہودی کا تیس وسق کھجور قرض تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ﷺ اس یہودی سے سفارش کریں۔ حضور ﷺ نے یہودی سے کہا کہ وہ حضرت جابر کے والد کے قرض کے بدلے آپ کے باغ کی کھجوریں لے لے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ ان کے باغ میں تشریف لے گئے اور اس میں سیر کی اور فرمایا اے جابر! ان کھجوروں کو جلدی توڑو اور اس یہودی کا قرض ادا کرو۔ حضور ﷺ کی روانگی کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہ کھجوریں توڑلیں اور اس یہودی کے تیس وسق ادا کیے۔ ابھی تک کھجوروں کے سترہ وسق باقی تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا جب حضور ﷺ نے اس میں سیر فرمائی تو مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اب اللہ تعالیٰ اس میں برکت نازل فرمائے گا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس روایت اور اس سے پہلی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ روایت ان قرض خواہوں کے متعلق ہے۔ جو پہلے آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کی موجودگی میں اپنا اپنا قرض لیا۔ یہ یہودی حضور نبی محترم ﷺ کے بعد آیا اور اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ حضور ﷺ نے باقی کھجوروں کو جلدی توڑ کر اس کو قرض ادا کرنے کے لیے کہا۔

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا آج دوپہر کے وقت سرور دو عالم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیں گے۔ جب نبی محترم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو میری بیوی نے آپ ﷺ کے لیے بستر بچھا دیا اور میں نے آپ ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ جب نبی محتشم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کے سامنے گوشت رکھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا ابوبکر اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ میں نے ان سب کو بلایا انہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا لیکن گوشت پھر بھی باقی بچا رہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اپنے دس ساتھیوں کو بلاؤ میں نے دس افراد کو بلایا انہوں نے جی بھر کر کھجوریں کھائیں اسی طرح دس دس افراد آتے رہے اور کھجوریں کھاتے رہے۔ حتی کہ تمام لشکر سیر ہو گیا۔ توشہ دان میں اب بھی کھجوریں باقی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جب بھی تم اس میں سے کھجوریں لینا چاہو تو شہ دان میں اپنا ہاتھ ڈال کر کھجوریں لے لینا۔ لیکن توشہ دان کو الٹا نہیں کرنا۔ میں حضور ﷺ کے عہد ہمایوں میں، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت میں اس توشہ دان سے کھجوریں حاصل کرتا رہا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ توشہ دان کہیں گر گیا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ میں نے کتنی کھجوریں کھائی تھیں۔ میں نے اس میں سے دوسو وسق کھجوریں کھائی تھیں۔

جو میں برکت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب سرور دو عالم ﷺ نے وصال فرمایا تو میرے گھر میں صرف چند وسق جو تھے میں عرصہ دراز تک انہیں کھاتی رہی ایک دن میں نے انہیں ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

امام مسلم، امام بیہقی اور بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں آیا اور کھانے کی التجا کی حضور ﷺ نے اسے کچھ اوسق جو عطا کیے۔ وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کے مہمان اسی میں سے کھاتے رہے۔ ایک دن اس شخص نے جو ماپ لیے پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم ان کو نہ ماپتے تو ساری عمر انہیں کھاتے رہتے۔ پھر بھی وہ ختم نہ ہوتے۔

امام حاکم اور امام بیہقی نے نوفل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی شادی پر نبی محترم ﷺ سے مدد طلب کی حضور ﷺ نے انہیں تیس صاع جو دیئے حضرت نوفل فرماتے ہیں کہ ہم آدھے سال تک وہ جو کھاتے رہے۔ پھر ہم نے ان کو ماپا تو وہ ختم ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم ان کو نہ ماپتے تو پھر تم انہیں ساری زندگی کھاتے رہتے۔

امام احمد اور بزار نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک بچہ حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا! میں یتیم ہوں میری ایک بیوہ ماں ہے اور ایک یتیم بہن ہے۔ ہمیں کھانے کو کچھ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا کرے گا۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا ہمارے اہل خانہ کے پاس جاؤ اور تمہیں جو کچھ ملے اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ بچہ اکیس کھجوریں لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے ان کھجوروں کو اپنے دست اقدس میں لیا اور پھر اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا ہمیں معلوم ہو گیا کہ نبی مکرم ﷺ برکت کی دعا فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بچے! سات تیرے لیے ہیں۔ سات تیری والدہ کے لیے اور سات تیری بہن کے لیے ہیں۔ ایک ایک صبح کے وقت کھا لینا اور ایک ایک شام کو۔

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم غزوۂ احد کے دن شہید ہو گئے انہوں نے

کر آؤ۔ وہ اس شیشی کو حضور ﷺ کے پاس لے گئی صحابہ کرام نے اس شیشی کو پکڑا اور اس کا تمام تیل نکال لیا۔ حضور ﷺ نے خادمہ کو شیشی واپس کرتے ہوئے کہا اس شیشی کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا۔ خادمہ نے اس کو اس جگہ پر لٹکا دیا۔ جب حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ شیشی تیل سے لبریز تھی انہوں نے پوچھا اے خادمہ! کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اس شیشی کو بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ دے آنا۔ خادمہ نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ کے فرمان کے مطابق اسے بارگاہ رسالت میں لے کر گئی تھی۔ پھر میں اسے واپس لے کر آئی اس وقت اس میں تیل کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ لیکن سرور کائنات ﷺ نے فرمایا اس کو لٹکا دینا اور اس کا ڈھکنا بند نہ کرنا۔ اس لیے میں نے اس کو اپنی جگہ پر لٹکا دیا ہے۔ وہ سارا خاندان اسی شیشی سے کھاتا رہا۔ حتی کہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا ایک برتن میں رسول مکرم ﷺ کو گھی بھیجا کرتی تھیں۔ ان کے بیٹے ان کے پاس آتے اور سالن کا مطالبہ کرتے۔ جب ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ انہیں اس برتن کی طرف لے جاتیں۔ انہیں وہاں سے اتنا گھی حاصل ہو جاتا جو ان کے لیے کافی ہوتا۔ ایک دن ان کے اہل خانہ کے پاس سالن نہ تھا۔ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا تیل کے برتن کے پاس آئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ اس میں حسب ضرورت تیل موجود ہے۔ انہوں نے تمام تیل نچوڑ لیا۔ پھر حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اس کو نچوڑ لیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں نبی محترم ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے نہ نچوڑتی تو تمہیں وہاں سے ہمیشہ تیل ملتا رہتا۔

ابن ابی شیبہ، الطبرانی اور ابونعیم نے یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت ام مالک انصاریہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شیشی میں کچھ تیل لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے تمام تیل نچوڑ کر شیشی واپس کر دی۔ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا جب شیشی لے کر واپس آنے لگیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ شیشی اسی طرح لبریز ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے جلدی دیا ہے۔

امام الطبرانی اور امام بیہقی نے حضرت ام اوس البہزیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں میں نے گھی گرم کیا اور اسے ایک برتن میں ڈالا اور بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس تحفہ کو قبول کر لیا۔ لیکن تھوڑا سا تیل اس برتن میں رہنے دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر پھونک ماری اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا ام اوس کو اس کا برتن واپس کر دو صحابہ کرام نے ان کا برتن واپس کیا وہ اسی طرح تیل سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے ان کا ہدیہ قبول نہیں کیا۔ وہ روتی ہوئی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کے لیے تیل گرم کیا تا کہ آپ اسے نوش فرمائیں۔ نبی محترم ﷺ کو یقین ہو گیا کہ ان کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اسے لے جاؤ اور اسے کہو کہ یہ اس تیل کو کھائے بھی اور اس میں برکت کی دعا بھی کرے۔ حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا اسی برتن میں سے کھاتی رہیں۔ حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ناخوشگوار واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

سو کھجوروں میں برکت

الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابورجاء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہ اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں تو تم مجھے کیا اجرت دو گے۔ اس انصاری نے کہا میں بڑی محنت کر رہا ہوں لیکن یہ باغ پھر بھی مجھ سے سیراب نہیں ہو رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں نے اس کو سیراب کر دیا تو کیا تم مجھے ایک سو کھجوریں دو گے۔ اس نے کہا ہاں، حضور نبی محترم ﷺ نے اس کے ڈول کو پکڑا اور تھوڑی دیر بعد سارے باغ کو سیراب کر دیا۔ اس باغ میں اتنی کثیر مقدار میں پانی تھا کہ اس انصاری نے کہا ابھی میرا باغ غرق ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے اس سے ایک سو کھجوریں لیں آپ ﷺ کے صحابہ نے انہیں جی بھر کر کھایا، کھجوریں پھر بھی ایک سو پوری تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ کھجوریں اس انصاری کو واپس کر دیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ دوس کی ایک عورت تھی اس کا نام ام شریک تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ وہ ایسے شخص کی جستجو میں تھی جو اسے بارگاہ رسالت میں لے جائے وہ ایک یہودی شخص سے ملی اس نے کہا آؤ میرے ساتھ چلو میں تمہیں حضور ﷺ کی بارگاہ تک پہنچا دوں گا۔ اس خاتون نے کہا کچھ دیر انتظار کرو تا کہ میں اپنے مشکیزے کو پانی سے بھر لوں یہودی نے کہا میرے پاس کافی مقدار میں پانی ہے وہ خاتون اس یہودی کے ساتھ عازم سفر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ وہ سارا دن سفر پر رواں دواں رہے۔ وقت شام وہ اپنی سواریوں سے نیچے آئے۔ یہودی نے اپنا دستر خوان بچھایا اور کہا اے ام شریک! آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا پہلے مجھے پانی پلاؤ مجھے بہت شدید پیاس لگی ہے۔ پانی پینے سے پہلے میں کھانے کی طاقت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا میں تمہیں ایک قطرہ بھی پانی نہیں دوں گا۔ حتیٰ کہ تو یہودیت اختیار کر لے اس خاتون محترمہ نے کہا میں ہرگز یہودیت اختیار نہیں کروں گی وہ اپنے اونٹ کے پاس آئی اس کو باندھا اس کے گھٹنے کے ساتھ سر رکھ کر سو گئی۔ وہ فرماتی ہیں جب میری آنکھ کھلی تو مجھے ٹھنڈک سی محسوس ہوئی کوئی سرد چیز میری پیشانی پر گر رہی تھی۔ میں نے سر اٹھایا تو میں نے پانی دیکھا جو دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے اسے پیا حتیٰ کہ خوب سیر ہو گئی۔ میں نے اس پانی سے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا پھر وہ پانی میری نگاہوں کے سامنے آسمان کی طرف چلا گیا۔ صبح کے وقت یہودی آیا اس نے کہا اے ام شریک میں نے کہا اللہ کی قسم مجھے اللہ نے پانی پلایا ہے یہودی نے پوچھا کیا تم پر آسمان سے پانی نازل ہوا میں نے کہا ہاں، اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر میری نگاہوں کے سامنے وہ پانی آسمان کی طرف چلا گیا۔ حتیٰ کہ وہ آسمان میں پوشیدہ ہو گیا۔ پھر حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور اپنا آپ پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ انہیں تیس صاع جو عطا کیے اور فرمایا انہیں کھاؤ ان کا ماپ ہرگز نہ کرنا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس تیل کی ایک شیشی تھی۔ انہوں نے اس کو بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ بھیجا۔ اپنی خادمہ سے کہا یہ تیل کی شیشی بارگاہ رسالت میں پیش

دوسری فصل

وہ معجزات جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے دودھ میں اضافہ ہوا

امام بغوی، ابن شاہین، ابن سکن، ابن مندہ، الطبرانی، الحاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عامر بن فہیرہ اور حضرت عبداللہ بن الاریقط رضی اللہ عنہم تھے۔ وہ حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ کے پاس سے گذرے وہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں جو اپنے خیمہ سے باہر بیٹھی رہتی تھیں اور مہمانوں کی ضیافت کرتی تھیں۔ انہوں نے ام معبد سے گوشت اور کھجور کے متعلق پوچھا تا کہ وہ ان سے خرید لیں لیکن انہیں وہاں سے کوئی چیز نہ ملی رسول مکرم ﷺ نے خیمہ کے کونے میں ایک بکری کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ بکری اپنی کمزوری اور لاغری کی وجہ سے پیچھے رہ گئی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا یہ دودھ دیتی ہے۔ انہوں نے عرض کی یہ دودھ دینے سے بھی عاجز ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ حضرت ام معبد نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم کو اجازت ہے حضور ﷺ نے اس بکری کو بلایا اور اپنے دست اقدس سے اس کی کھیری کو مس کیا۔ اللہ کا نام لیا بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں۔ اس کی کھیری میں دودھ اتر آیا۔ حضور ﷺ نے ایک ایسا برتن منگوایا جو تمام قافلہ کے لیے کافی ہو۔ آپ ﷺ نے وہ دودھ اپنے ساتھیوں کو پلایا انہوں نے بھی جی بھر کر دودھ پیا سب سے آخر میں نبی مکرم ﷺ نے خود دودھ نوش فرمایا۔ پھر نبی مکرم ﷺ نے بکری کا دوبارہ دودھ دوہا یہاں تک کہ ام معبد کے گھر کے تمام برتن بھر گئے۔ اس بکری کو حضرت ام معبد کے پاس چھوڑا اس کو بیعت کیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ کچھ دیر بعد ابومعبد بھی بکریوں کو ہانکتا ہوا آ گیا۔ جب اس نے گھر کے تمام برتن دودھ سے لبریز دیکھے تو اس نے تعجب کا اظہار کیا اس نے ام معبد سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر میں تو دودھ دینے والا کوئی جانور نہیں۔ ام معبد نے کہا اے ابومعبد! اللہ کی قسم واقعی گھر میں کوئی دودھ دینے والا جانور نہ تھا۔ لیکن ابھی یہاں سے ایک مبارک شخص گذرا ہے۔ ابومعبد نے کہا ذرا اس بابرکت شخص کا حلیہ تو بیان کرو ام معبد نے کہا۔

''میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کا حسن نمایاں تھا۔ جس کی ساخت بڑی خوبصورت اور چہرہ ملیح تھا۔ نہ بڑھی ہوئی تو ند اسے معیوب بنا رہی تھی نہ پتلی گردن اور چھوٹا سر اس میں نقص پیدا کر رہا تھا۔ بڑا حسین، بہت خوبرو، آنکھیں سیاہ اور بڑی اور پلکیں لانبی اس کی آواز گونج دار تھی، سیاہ چشم سرگیں، دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے۔ گردن چمکدار تھی ریش مبارک گھنی تھی۔ جب وہ خاموش ہوتے تو پر وقار ہوتے۔ جب گفتگو فرماتے تو چہرہ پر نور اور بارونق ہوتا۔ شیریں گفتار، گفتگو واضح ہوتی نہ بے فائدہ نہ بیہودہ، گفتگو موتیوں کی لڑی ہوتی جس سے موتی جھڑ رہے ہوتے۔ دور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ بارعب اور

ابو یعلیٰ، الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی والدہ محترمہ ام سلیم ایک برتن میں بکری کا گھی جمع کرتی رہیں۔ پھر اسے بارگہ رسالت میں بطور ہدیہ بھیجا حضور ﷺ نے گھی نکال لیا اور وہ برتن ام سلیم کو واپس کر دیا۔ انہوں نے وہ برتن ایک کیل کے ساتھ لٹکا دیا جب وہ دوبارہ اس برتن کے پاس آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ برتن گھی سے بھرا ہوا ہے اور اس میں سے گھی کے قطرات گر رہے تھے وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور اس عجیب واقعہ کے متعلق عرض کی، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو تعجب کر رہی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس طرح کھلایا ہے جس طرح تو نے اس کے نبی مکرم ﷺ کو کھلایا۔ اب اس میں سے خود بھی کھاؤ اور دیگر افراد کو بھی کھلاؤ۔ وہ واپس تشریف لائیں اور اپنے کئی برتن اس گھی سے بھر لیے اب بھی اس برتن میں اتنا گھی تھا۔ جو انہیں ایک یا دو ماہ کے لیے کافی تھا۔

الطبرانی، البیہقی اور ابونعیم نے کثیر بن زید کی سند سے محمد بن عمرو بن حمزہ الاسلمی سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام باری باری حضور ﷺ کی ضیافت کرتے تھے۔ کبھی کسی کو یہ شرف اور کبھی کسی اور کو یہ سعادت نصیب ہوتی ایک دفعہ یہ مجھے سعادت حاصل ہوئی میں نے تاجدار مدینہ ﷺ کا کھانا تیار کیا اور اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ مجھ سے گھی والا برتن گر پڑا اور اس کا تمام گھی زمین پر گر گیا مجھے افسوس ہوا کہ میرے ہاتھ سے حضور ﷺ کا کھانا گر پڑا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا قریب ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں قریب نہیں ہو سکتا۔ جب میں واپس آیا تو اس برتن سے قب قب کی آواز آرہی تھی۔ میں نے کہا شاید یہ تیل گرنے سے بچ گیا ہے۔ جب میں نے اس برتن کو غور سے دیکھا تو وہ بھرا ہوا تھا۔ میں پھر اسے بارگاہ رسالت میں لے گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کو کچھ دیر اور وہیں رہنے دیتے تو یہ کناروں تک بھر جاتا۔

ابن سعد نے سالم بن ابی جعد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے دو افراد کو کسی کام کے لیے بھیجا انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس زادراہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس مشکیزے لے کر آؤ۔ انہوں نے اپنے مشکیزے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے۔ حضور ﷺ نے انہیں مشکیزوں کو پانی سے بھرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مشکیزوں کو پانی سے بھر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا روانہ ہو جاؤ جب تم فلاں مقام تک پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے رزق بنا دے گا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے جب وہ اس مقام تک پہنچے تو انہوں نے اپنے مشکیزوں کو کھولا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس میں دودھ اور مکھن ہے انہوں نے مکھن سیر ہو کر کھایا اور دودھ جی بھر کر پیا۔

ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنی بکری کو ذبح کیا اور فرمایا اے غلام! میرے لیے بکری کا بازو لے کر آؤ۔ غلام نے آپ ﷺ کو بکری کا بازو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پھر دوسرا بازو لانے کے لیے کہا غلام نے دوسرا بازو بھی پیش کر دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے بازو طلب کیا غلام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں وہ میں آپ ﷺ کو پیش کر چکا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں بازو مانگتا رہتا تو مجھے پیش کرتا رہتا۔

بکری کو صبح وشام دو مرتبہ دوہتا تھا۔''

ابو یعلی، الطبرانی، الحاکم، البیہقی اور ابونعیم نے حضرت قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ اور یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سفر ہجرت پر رواں ہوئے وہ ایک غلام کے پاس سے گذرے جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس غلام سے دودھ مانگا۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی دودھ دینے والی بکری نہیں ہے۔ البتہ ایک بکری ہے جو موسم سرما کے آغاز میں حاملہ ہوئی تھی۔ پھر اس نے حمل گرا دیا اور اس کا دودھ بھی ختم ہو گیا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اسی بکری کو بلاؤ، اس نے وہ بکری بلائی سرور کائنات ﷺ نے اس کو باندھا اس کی کھیری پر اپنا دست مبارک لگایا اور دعا کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر دوہا اور اس غلام کو پلایا اور پھر خود دودھ نوش فرمایا چرواہے نے پوچھا، آپ صلی اللہ علیک وسلم کون ہیں اللہ کی قسم! میں نے آپ جیسا انسان نہیں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ چرواہے نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیک وسلم وہی ہیں۔ جن کے متعلق قریش کہتے ہیں کہ وہ اپنے دین سے نکل گیا ہے۔ آپ نے فرمایا قریش ایسے ہی کہتے ہیں۔ اس غلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کا پیغام حق ہے اور جو معجزہ آپ سے ظہور پذیر ہوا ہے اور وہ ایک نبی سے ہی رونما ہو سکتا ہے۔

ابن سعد، امام بیہقی، ابونعیم اور ابن سکن نے حضرت نافع بن حارث بن کلدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک ایسے مقام پر خیمہ زن ہوئے جہاں پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ لوگوں کو شدید پیاس لگی ہم نے دیکھا کہ ایک بکری چلتی ہوئی آ رہی تھی۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا دودھ نکالا اور تمام لشکر کو پلایا۔ مجاہدین کی تعداد چار سو تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے نافع! یہ بکری لے لو، لیکن یہ تمہارے پاس ٹھہرے گی نہیں میں نے ایک لکڑی لی اور اس کو زمین میں ٹھونکا اور ایک رسی لے کر بکری کو باندھ دیا۔ رسول اکرم ﷺ استراحت فرما ہو گئے۔ لوگ بھی سو گئے اور میری بھی آنکھ لگ گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو رسی کھل چکی تھی اور بکری بھاگ گئی تھی۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو اس بکری کے متعلق بتایا آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے تجھے بتایا نہیں تھا کہ تو اس بکری کا مالک نہیں بن سکے گا۔ جو ذات اسے یہاں لے کر آئی تھی وہی اس کو یہاں سے لے کر گئی ہے۔

ابن عدی، امام بیہقی، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا اے سعد! اس بکری کا دودھ نکال کر لے آؤ قسم بخدا اس مقام پر کوئی بکری نظر نہیں آ رہی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں مجھے ایک دودھ دینے والی بکری نظر آئی، میں نے اس کا دودھ نکالا اور کئی مرتبہ نکالا۔ میں نے خود بھی اس بکری پر نظر رکھی اور لوگوں سے بھی کہا کہ وہ اس کی نگرانی کریں۔ جب ہم اپنی سواریوں کی طرف مشغول ہوئے تو وہ بکری غائب ہو گئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ بکری تو غائب ہو گئی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کا رب اس کو یہاں سے لے گیا ہے۔

جمیل نظر آتے اور قریب سے دیکھا جائے تو سب سے زیادہ خوبرو اور حسین دکھائی دیتے، قد میانہ تھا۔ نہ اتنا طویل کہ آنکھوں کو برا لگے نہ اتنا پست کہ آنکھیں حقیر سمجھنے لگیں۔ آپ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ کی مانند تھے۔ جو سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور قد آور ہو۔ ان کے ساتھی ایسے تھے۔ جو ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ اگر آپ انہیں کچھ کہتے تو فوراً اس کی تعمیل کرتے۔ اگر آپ انہیں حکم دیتے تو وہ فوراً اس کو بجالاتے۔ سب کے مخدوم، سب کے محترم، نہ وہ ترش رو تھے۔ نہ ان کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی۔

ابو معبد نے اپنی زوجہ ام معبد سے جب سرور خوبان شاہ حسیناں ﷺ کا یہ دلکش اور دل آویز حلیہ سنا تو وہ کہنے لگا۔ بخدا یہ تو وہی شخص ہے۔ جس کی جستجو میں قریش مارے مارے پھر رہے ہیں۔ صبح مکہ معظمہ کی ایک بلند چوٹی پر آواز سنائی دی۔ لوگ صدا تو سن سکتے تھے۔ لیکن صدا دینے والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا:

جَزَى اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهٖ رَفِيْقَيْنِ حَلَّا خَيْمَتَيْ اُمِّ مَعْبَدٖ

''اللہ رب العزت جو لوگوں کا پروردگار ہے وہ ان دو ساتھیوں کو بہترین جزا دے جو ام معبد کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے۔''

هُمَا نَزَلَا بِالْهُدٰى وَاهْتَدَتْ بِهٖ فَقَدْ فَازَ مَنْ اَمْسٰى رَفِيْقَ مُحَمَّدٖ

''وہ دونوں ہدایت کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور ام معبد بھی ہدایت پا گئیں اور جو شخص بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کا ساتھی ہو گیا وہ فلاح و کامرانی پا گیا۔''

فَيَا لِقُصَيٍّ مَّا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمْ بِهٖ مِنْ فَعَالٍ لَّا تُجَارٰى وَ سُؤْدُدٖ

''اے قصی! اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس قدر عالی شان اور بے مثال کارناموں سے محروم کر دیا ہے۔''

لِيَهْنِ بَنِيْ كَعْبٍ مَقَامُ فَتَاتِهِمْ وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدٖ

''بنو کعب اس خاتون محترمہ کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جو مومنین کے راستہ پر خیمہ زن تھی۔''

سَلُوْا اُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَاِنَائِهَا فَاِنَّكُمْ اِنْ تَسْاَلُوا الشَّاةَ تَشْهَدٖ

''اے بنو کعب! تم اپنی بہن ام معبد سے اس کی بکری اور اس کے برتن کے متعلق پوچھو اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی تمہیں گواہی دے گی۔''

دَعَاهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ لَهٗ بِصَرِيْحٍ ضُرَّةُ الشَّاةِ مُزْبَدٖ

''حضور ﷺ نے حضرت ام معبد سے ایک کمزور بکری مانگی پھر اس بکری کی کھیری نے ایسا دودھ پیش کیا جو مکھن سے بھرپور تھا۔''

فَغَادَرَهَا رَهْنًا لَّدَيْهَا بِحَالِبٍ يُرَدِّدُهَا فِيْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدٖ

''آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ بکری ام معبد کے پاس ہی چھوڑ دی۔ آپ ﷺ کی برکت سے دودھ دوہنے والا اس

دودھ تقسیم فرما دیتے تھے۔ ہم حضور ﷺ کا حصہ رکھ لیتے تھے۔ حضور ﷺ اتنے دھیمے لہجے سے سلام کرتے جو بیدار شخص تو سن لیتا لیکن سونے والے کی نیند میں کوئی خلل نہ ہوتا۔ شیطان نے مجھ سے کہا اگر تو یہ گھونٹ دودھ جو حضور ﷺ کے لیے رکھا ہے پی لے تو پھر کیا حرج ہے۔ حضور ﷺ انصار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی خدمت بجالاتے ہیں۔ شیطان مجھے ترغیب دلاتا رہا حتی کہ میں نے وہ دودھ پی لیا۔ بعد میں مجھے ندامت ہوئی میں نے اپنے آپ سے کہا یہ تو نے کیا کیا ہے۔ ابھی رسول مکرم ﷺ آئیں گے وہ دودھ کو نہیں پائیں گے تو تیرے لیے بددعا کریں گے۔ جس سے تو ہلاک ہو جائے گا۔ حضور ﷺ اپنے معمول کے مطابق تشریف لائے اور حسب توفیق نماز ادا کی پھر اپنے دودھ کی طرف دیکھا لیکن آپ کو برتن خالی نظر آیا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے بلند کر دیئے میں نے کہا آپ ﷺ میرے لیے بددعا فرمائیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ حضور ﷺ نے دعا کی مولا! جو مجھے کھلائے اس کو کھلا جو مجھے پلائے اس کو پلا۔ میں نے چھری پکڑی اور بکری کی طرف گیا تاکہ میں سب سے موٹی بکری حضور ﷺ کے لیے ذبح کروں میں نے دیکھا کہ ان تمام کی کھیریاں دودھ سے لبریز تھیں۔ میں نے آل محمد ﷺ کا وہ برتن لیا۔ جس کو دودھ سے بھر نہیں سکتے تھے۔ میں نے ان بکریوں کا دودھ دوہا حتی کہ وہ برتن بھر گیا۔

امام بیہقی نے ابو عالیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ سرور دو عالم ﷺ نے ازواج مطہرات کے پاس ایک شخص کو کھانا لانے کے لیے بھیجا۔ لیکن کسی ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی۔ حضور ﷺ نے ایک بکری کی طرف دیکھا اس کی کھیری پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو اس کی کھیری دودھ سے بھر گئی۔ حضور ﷺ نے ایک برتن منگوایا اس میں بکری کا دودھ نکالا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ایک ایک پیالہ بھیجا۔ پھر دوبارہ دودھ نکالا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پلایا۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بکری کا قصہ روایت کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بچپن میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گذرے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ انہوں نے عرض کی دودھ تو ہے لیکن وہ امانت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس وہ بکری لے کر آؤ جس کے ساتھ بکرے نے جفتی نہ کی ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسی ہی بکری لے کر حاضر ہوا۔ نبی محترم ﷺ نے اس کی کھیری کو مس کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پیالہ لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے اس میں دودھ نکالا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پینے کے لیے کہا، پھر بکری کی کھیری سے فرمایا پہلے کی طرح سکڑ جا۔ یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اسلام لانے کا سبب بنا۔ امام احمد نے اس روایت کو عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے الطبرانی نے اس کو المعجم الصغیر میں روایت کیا ہے اس میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا اضافہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ جب میں نے حضور ﷺ کا یہ معجزہ دیکھا میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے علم سکھائیں۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے۔ تو ایک استاذ (معلم) غلام ہے۔

سب سے بابرکت ذات

طیالسی، ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت خباب بن الارت کی نور نظر رضی اللہ عنہا وعن والدیہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ وہ ایک بکری لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں نبی محترم ﷺ نے اس کو باندھا اور اس کا دودھ نکالا آپ ﷺ نے فرمایا بہت بڑا برتن لے کر آؤ میں آٹے والا ٹب لے کر حاضر ہوئی آپ ﷺ نے اس میں دودھ نکالا یہاں تک کہ وہ ٹب بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی پیو اور اپنے پڑوسیوں کو بھی پلاؤ۔ ہم کبھی کبھی اس بکری کو بارگاہ رسالت میں لے جاتے اور اس کا دودھ نکلواتے۔ ایک دن میرے والد محترم آئے انہوں نے بکری کو پکڑا اور اس کا دودھ نکالا۔ بکری اپنا دودھ کم کر گئی۔ میری امی جان نے کہا آپ نے تو ہماری بکری کو خراب کر دیا ہے۔ میرے والد نے پوچھا وہ کیسے؟ امی جان نے کہا، ہم تو اس سے یہ ٹب دودھ نکالا کرتے تھے۔ میرے باپ نے کہا کیا تم نے مجھے رسول مکرم ﷺ کے برابر سمجھ لیا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ تو سب سے زیادہ بابرکت ذات ہے۔

ایک اور روایت میں ہے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی لخت جگر بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے عہد رزیں میں والد محترم ایک محاذ پر تشریف لے گئے۔ نبی محترم ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے اور ہماری بکری کا دودھ نکالتے۔ آپ ﷺ جس بڑے ٹب میں دودھ نکالتے وہ دودھ سے لبریز ہو جاتا جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے واپس آئے تو انہوں نے بکری کو دوہا۔ اب دودھ پہلی حالت پر آ گیا۔

ابونعیم نے حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آغاز اسلام میں، میں یتیم تھا۔ میں اپنی والدہ اور خالہ کا اکلوتا تھا۔ میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ مجھ سے اکثر کہتی اے میرے بیٹے! اس شخص (نبی محترم ﷺ) کے پاس کبھی نہ جانا وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے اور راہ راست سے بھٹکا دیں گے۔ میں چراگاہ کی طرف گیا وہاں اپنی بکریوں کو چھوڑ ا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ میں سارا دن بارگاہ رسالت میں موجود رہا شام کے وقت میں اپنی بکریاں واپس لے گیا۔ اس وقت ان کی کھیریاں دودھ سے خشک تھیں۔ میری خالہ نے مجھ سے کہا بیٹے! تیری بکریوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ان کی کھیریاں خشک ہو گئی ہیں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا میں دوسرے اور تیسرے دن بھی بارگار رسالت میں حاضر ہوا پھر اسلام قبول کر لیا۔ میں نے اپنی بکریوں اور اپنی خالہ کا معاملہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس اپنی بکریاں لے کر آنا۔ میں بکریاں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان کے پٹھوں پر اور کھیریوں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ اسی وقت وہ موٹی ہو گئیں اور ان کا دودھ اتر آیا۔ میں انہیں لے کر اپنی خالہ کے پاس گیا۔ اس نے کہا بیٹے اسی طرح بکریاں چرایا کرو، میں نے اسے تمام حالات بتائے اسی وقت میری امی اور میری خالہ اسلام لے آئیں۔

امام مسلم نے حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہماری بصارت اور سماعت زائل ہونے کے قریب تھی۔ حضور ﷺ نے ہمیں اپنا مہمان ٹھہرایا، آل محمد ﷺ کے گھر تین بکریاں تھیں۔ وہ ان کا دودھ نکالتے اور پیتے تھے۔ حضور ﷺ ہمارے درمیان

آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کی فلاں شخص یا فلاں عورت نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کے لیے تحفہ بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنک میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لے آؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے ان کے پاس مال و دولت تھی نہ اہل و عیال۔ جب حضور ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو آپ ﷺ اسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود تناول نہ فرماتے۔ جب آپ ﷺ کے پاس ہدیہ آتا تو آپ ﷺ خود بھی نوش فرمالیتے اور اہل صفہ کو بھی عطا فرماتے۔ سرور کائنات ﷺ کا یہ فرمان مجھے بڑا عجیب لگا میں نے دل میں کہا اتنا قلیل مقدار دودھ اہل صفہ کو کیسے پورا ہوگا۔ میں آرزو کر رہا تھا کہ میں ہی اس دودھ کو پی لوں تا کہ میں کچھ تو سیر ہوسکوں۔ لیکن میں سرور دو عالم ﷺ کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا تھا۔ جب تمام اہل صفہ آگئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں انہیں دودھ کا پیالہ دوں۔ میں تو امید کر رہا تھا کہ یہ دودھ کا پیالہ مجھے ملے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم سے سرتابی کی مجال کس کو تھی۔ میں نے ان میں سے ہر شخص کو وہ دودھ کا پیالہ پیش کیا ان سب نے جی بھر کر دودھ پیا۔ بالآخر میں نے وہ پیالہ حضور ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو میں نے دودھ پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو میں نے اور دودھ پیا پھر حضور ﷺ فرماتے رہے اور پیو اور میں دودھ پیتا رہا۔ حتی کہ میں نے عرض کی اب مزید دودھ پینے کی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو وہ دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف بیان کی، بسم اللہ پڑھی اور بقیہ دودھ نوش فرمالیا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں تاجدار حرم ﷺ کے ساتھ مکہ معظمہ سے نکلا۔ ہم عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچے۔ حضور ﷺ نے ایک گھر دیکھا جو تمام گھروں سے جدا تھا۔ آپ ﷺ نے اس طرف قصد فرمایا۔ جب ہم اس گھر میں پہنچے تو وہاں صرف ایک عورت تھی۔ اس نے کہا اے عبداللہ! میں ایک تنہا عورت ہوں۔ میرے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔ تم اس قبیلے کے سردار کے پاس جاؤ۔ حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس عورت کو کوئی جواب نہ دیا۔ شام کے وقت اس خاتون کا بیٹا بکریاں ہانکتا ہوا آ گیا۔ اس عورت نے کہا اے میرے نور نظر! یہ چھری لو اور اس بکری کو ان دو افراد کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ میری امی کہہ رہی ہیں کہ اس بکری کو ذبح کریں خود بھی کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں۔ جب وہ لڑکا نبی محترم ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس پیالہ لے کر آؤ۔ اس نے عرض کی یہ بکری دودھ نہیں دیتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا پیالہ تو لے کر آؤ۔ وہ لڑکا پیالہ لے آیا حضور ﷺ نے اس بکری کی کھیری کو ہاتھ مبارک لگایا پھر اس کا دودھ نکالنا شروع کیا حتی کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر اس لڑکے سے فرمایا اسے اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اسے پینے کے لیے کہو اس خاتون نے دودھ پیا حتی کہ وہ سیر ہو گئی۔ پھر وہ لڑکا پیالہ لے کر آیا حضور ﷺ نے دودھ نکال کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر خود دودھ نوش فرمایا ہم نے وہ رات وہاں بسر کی پھر ہم اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ اس خاتون نے حضور ﷺ کا نام "مبارک" رکھا اس کی بکریاں اتنی زیادہ ہو گئیں کہ وہ مدینہ طیبہ تک پہنچ گئیں۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گذرے اس عورت کے بیٹے نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا۔ اس نے اپنی ماں سے کہا امی جان یہ وہی شخص ہیں۔ جو اس مبارک شخص کے ساتھ تھے۔ وہ خاتون حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہا آپ کے ساتھ وہ مبارک شخص کون تھا۔ انہوں نے فرمایا کیا تو انہیں نہیں جانتی کہ وہ کون ہیں۔ عورت نے کہا نہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ نبی کریم ﷺ تھے۔ خاتون نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ان کی خدمت میں لے چلیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس خاتون کو بارگاہ رسالت میں لے گیا۔ اس نے کچھ اشیاء بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کیں اور اسلام قبول کر لیا۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو زمین پر نہیں لگا سکتا تھا۔ اور اگر بھوک زیادہ تنگ کرتی تو میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا ایک دن میں سر راہ بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گذرے میں نے ان سے قرآن پاک کی ایک آیت کے متعلق پوچھا۔ میں نے یہ سوال اس لیے کیا تھا تا کہ وہ میری حالت زار کو سمجھ سکیں۔ لیکن وہ گذر گئے انہوں نے کوئی توجہ نہ کی پھر حضور ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور میری کیفیت کو سمجھ لیا۔ پھر فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ آؤ میں حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے آنے لگا۔ آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ میں نے اجازت طلب کی آپ ﷺ نے مجھے اندر آنے کی اجازت دے دی میں اندر داخل ہوا۔ سرور کائنات ﷺ نے ایک پیالہ دیکھا وہ دودھ سے لبریز تھا۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے ہی جاری ہوا تھا۔ امام نووی نے شرح مسلم میں بھی اسی قول کی تائید کی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی نکتہ نظر کی تائید کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی نبی محترم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ یہ دونوں صورتیں نبی اکرم ﷺ کے لیے معجزہ ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنے معجزہ کے لیے اس انداز کو منتخب فرمایا اور بغیر مس کیے اور بغیر برتن رکھے پانی جاری نہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ معدوم چیز کو ابتدأ پیدا فرمانا اللہ رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے اور اشیاء کو بغیر کسی اصل کے ایجاد کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی نکلنے کا معجزہ کئی مرتبہ رونما ہوا۔

غزوۂ ذات الرقاع میں پانی کثیر ہونا

امام مسلم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع کے وقت ہم حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے جابر! پانی لے کر آؤ میں نے کارواں میں صدا لگائی کسی کے پاس پانی ہے؟ کسی کے پاس پانی ہے؟ لیکن مجھے کسی سمت سے جواب نہ ملا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کارواں میں کسی شخص کے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ ایک انصاری صحابی رسول مکرم ﷺ کے لیے پانی ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا فلاں صحابی کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ ان کے برتن میں کچھ پانی ہے؟ میں اس صحابی کے پاس گیا میں نے ان کا مشکیزہ دیکھا مجھے اس کی تہہ میں پانی کا ایک قطرہ نظر آیا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو تمام صورت حال بتائی آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور وہ قطرہ ہی میرے پاس لے آؤ میں وہ قطرۂ آب لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ اس قطرے کو اپنے ہاتھ مبارک پر رکھا اور کچھ پڑھنا شروع کیا پھر وہ قطرہ مجھے عطا فرمایا اور فرمایا اے جابر! اہل قافلہ سے پوچھو کہ کسی شخص کے پاس بڑا سا پیالہ ہے۔ میں نے اہل کارواں سے بڑے پیالے کے متعلق سوال کیا مجھے ایک پیالہ مل گیا۔ میں اسے نبی محترم ﷺ کے پاس لے آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس پیالے میں رکھا اور اپنی مبارک انگلیوں کو پھیلایا اور فرمایا اے جابر! وہ پانی کا قطرہ میرے ہاتھ پر رکھ دو اور صدا لگاؤ کہ اہل قافلہ میں سے جس کو بھی پانی کی ضرورت ہو وہ آکر لے جائے۔ تمام لوگ آئے انہوں نے پانی پیا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پیالے سے اٹھایا تو وہ ابھی تک بھرا ہوا تھا۔

حدیبیہ کے دن پانی میں برکت

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو شدید پیاس لگ گئی۔ حضور ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن پڑا ہوا تھا آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا پھر لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ جس سے ہم وضو کر سکیں یا اسے پی سکیں۔ ہمارے پاس صرف وہی پانی ہے جو اس برتن میں ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھا۔ پانی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے چشموں کی طرح رواں دواں ہو گیا۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا

دسواں باب

اس باب میں ان معجزات کا ذکر ہے۔ جن میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا، آپ ﷺ کی برکت سے پانی زیادہ ہوا اور آپ ﷺ کی دعا سے رحمت کی بارش نازل ہوئی

اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا رواں ہونا

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے رواں ہونے کے معجزے کو کثیر افراد نے دیکھا۔ یہ معجزہ کئی اسناد سے روایت ہے ان کا مجموعہ ہمیں اس قطعی علم کا فائدہ دیتا ہے جو تواتر معنوی سے حاصل ہوتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں یہ معجزہ ہمارے نبی محترم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی سے ثابت نہیں ہے۔ اس معجزہ میں پانی آپ ﷺ کے گوشت، پٹھوں، ہڈیوں اور خون کے درمیان سے جاری ہوا۔

ابن عبد البر نے علامہ مزنی سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے جاری ہونے کا معجزہ پتھر سے پانی جاری ہو جانے کے معجزہ سے زیادہ ابلغ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا مبارک مارا تو پتھر سے پانی کے کئی چشمے بہہ نکلے۔ کیونکہ یہ ایک فطرتی امر ہے کہ پتھر سے پانی نکلتا رہتا ہے۔ جبکہ گوشت اور خون سے پانی کا جاری ہونا یہ فطرت نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ معجزہ کثیر صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابو لیلیٰ، حضرت ابو رافع، حضرت عبد اللہ بن حطب، حضرت حبان بن بح اور حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے۔

امام القسطلانی فرماتے ہیں ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا دیکھنے والے کی نظر کی نسبت کے لحاظ سے تھا۔ یہ اس برکت کی وجہ سے تھا جو پانی کو فوراً میسر ہوئی۔ جب حضور ﷺ کا مبارک ہاتھ پانی میں گیا تو دیکھنے والے نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے جاری ہو گیا ہے۔

ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا اے صحابہ! پانی لے جاؤ۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے جاری ہے۔ صحابہ کرام اسی پیالے سے پانی پیتے رہے۔ حتی کہ تمام سیراب ہوگئے۔ اس وقت وہاں موجود صحابہ کرام کی تعداد اسی سے زائد تھی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ تمام روایات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ ان میں ایک ہی معجزہ کا بیان ہے۔ وہ معجزہ اس وقت رونما ہوا تھا جب تاجدار مدینہ ﷺ قبا کی طرف تشریف لے گئے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے جو روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے اس میں ایک اور واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام ''زوار'' کی طرف تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا اس میں کچھ پانی تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ مبارک اس پیالے میں رکھا پانی آپ ﷺ کی انگلیوں اور ان کی اطراف سے رواں دواں ہوگیا۔ تمام صحابہ کرام نے اسی پانی سے وضو کیا۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس دن حضور ﷺ کی رفاقت میں کتنے صحابہ کرام تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تین سو''

حارث بن ابی اسامہ امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ طلوع فجر کے وقت آپ ﷺ ایک جگہ پر خیمہ زن ہوئے۔ آپ ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے صدائی بھائی! کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس تھوڑا سا پانی ہے جو آپ کے لئے کافی نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پانی کو کسی برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ۔ میں نے وہ پانی ایک برتن میں آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس اس پانی میں رکھا میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی کا ایک چشمہ ابل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ میں صدا لگاؤ کہ جسے پانی کی ضرورت ہو وہ آکر پانی لے جائے۔ میں نے آواز دی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حسب ضرورت پانی لے لیا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں ایک کنواں ہے موسم سرما میں اس کا پانی زیادہ ہو جاتا ہے۔ ہم اس سے پانی حاصل کر لیتے ہیں۔ موسم گرما میں اس کا پانی قلیل ہو جاتا ہے۔ اس وقت دوسرے کنوؤں پر جانا پڑتا ہے۔ ہم سب نے اسلام قبول کر لیا ہے ہمارے ارد گرد تمام کے تمام دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ہمارے کنویں کے پانی کو زیادہ کرے تاکہ ہم گرمیوں اور سردیوں میں اس سے پانی حاصل کر سکیں۔ آپ ﷺ نے سات سنگریزے منگوائے انہیں اپنے دست اقدس میں رکھا اور ان پر کچھ پڑھا آپ ﷺ نے فرمایا ان کنکریوں کو کنویں پر لے جاؤ اور اللہ کا نام لے کر ایک ایک کر کے پھینکتے جاؤ۔ حضرت حارث صدائی فرماتے ہیں ہم نے ایسے ہی کیا۔ آپ ﷺ کی برکت سے کنویں میں اتنا پانی ہوا کہ ہمیں اس کا پیندہ نظر نہیں آتا تھا۔

امام احمد، البزار، ابو نعیم، امام بیہقی اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ایک دفعہ حضور

اور اس سے وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس دن وہاں کتنے لوگ موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا اس دن ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ اگر ہم اس دن ایک لاکھ بھی ہوتے پھر بھی وہ پانی کافی ہو جاتا۔

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوران سفر عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ اس وقت ہمارے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ میں نے اس پانی کو ایک برتن میں ڈالا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس پانی میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور اپنی انگلیوں کو کھولا آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! وضو کے لیے پانی حاصل کرلو۔ لوگو! اللہ کی برکت کی طرف بھاگو! میں نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے جاری تھا۔ لوگوں نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور خوب سیر ہو کر پانی پیا اس دن ہماری تعداد چودہ سو تھی۔

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیاس کی شکایت کی حضور ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور اس میں تھوڑا سا پانی ڈالا اور اپنا دست اقدس اس میں رکھا اور لوگوں سے فرمایا پانی پی لو۔ تمام لوگوں نے پانی پیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ سرور کائنات ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں دواں تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ برتن میں ڈالا اور اللہ کا نام لیا اور فرمایا لوگو وضو کرلو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے بصارت دی ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں دواں ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے اپنا ہاتھ اسی برتن میں رکھا حتی کہ تمام لوگوں نے وضو کرلیا۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول مکرم ﷺ کو دیکھا عصر کی نماز کا وقت قریب آچکا تھا۔ لوگوں نے وضو کرنے کے لیے پانی تلاش کیا۔ لیکن انہیں پانی نہ مل سکا۔ بارگاہ رسالت میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا۔ سرور کائنات ﷺ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ تمام لوگوں نے وضو کرلیا۔ حتی کہ اس قافلہ کے سب سے آخری شخص نے بھی وضو کرلیا۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ آپ ﷺ کو ایک چھوٹا سا پیالہ پیش کیا گیا جس میں تھوڑا سا دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں اس پیالے میں رکھیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ تمام لوگ اس پانی سے وضو کرنے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد ستر اور اسی کے درمیان تھی۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ قبا کی طرف تشریف لے گئے۔ کسی گھرانے سے ایک چھوٹا سا پیالہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں داخل کیا وہ پیالہ تنگ تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کی چار انگلیاں تو اس میں داخل ہو گئیں۔ لیکن انگوٹھا اندر نہ جا سکا۔ پھر آپ

ساتھ تھے۔لوگوں کو پیاس لگ گئی۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مشکیزہ منگوایا اسے اپنے سامنے رکھا پھر پانی طلب فرمایا اس سے کلی کی اور پانی کو اس مشکیزہ میں ڈال لیا۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کلام پڑھا پھر اپنی دو انگلیاں اس مشکیزہ میں ڈال دیں۔حضرت ابوعمرو فرماتے ہیں مجھے اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم فرمایا انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اپنی سواریوں کو پانی پلایا اور اپنے برتنوں کو بھی بھر لیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر حضور ﷺ مسکرانے لگے یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ'' جو شخص بھی توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

امام بغوی، ابن ابی شیبہ، باوردی اور الطبرانی نے حبان بن بح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے میری قوم کے خلاف اپنے صحابہ کو تیاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔میں نے عرض کی کہ میری قوم مسلمان ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ حقیقت ہے۔میں نے کہا ہاں، میں نے وہ رات حضور ﷺ کے کاشانۂ اقدس میں بسر کی میں نے اذان دی جب نماز کا وقت ہوا۔تو حضور ﷺ نے مجھے ایک برتن دیا میں نے اس سے وضو کیا حضور ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں اس برتن میں رکھیں۔انگلیوں سے پانی کے چشمے بہہ نکلے آپ ﷺ نے فرمایا جو وضو کرنا چاہتا ہے وہ وضو کر لے۔

ﷺ نے مجاہدین اسلام کے ساتھ اس حالت میں صبح کی کہ لشکر اسلام میں پانی نہ تھا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم لشکر میں پانی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس تھوڑا سا پانی ہے۔ اس شخص نے کہا ہاں وہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے اس برتن میں اپنی مبارک انگلیاں ڈالیں میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں دواں تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کریں کہ وہ مبارک پانی لے جائیں۔

دارمی اور ابونعیم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور کہا کیا تمہارے پاس پانی ہے۔ انہوں نے عرض کی قسم بخدا میرے پاس تو پانی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا کسی کے پاس چھاگل ہے۔ بارگاہ رسالت میں ایک چھاگل پیش کی گئی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک پھیلایا۔ اس کے نیچے سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ پانی پیا اور دیگر صحابہ کرام نے اس پانی سے وضو کیا۔

امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آج تم علامات اور نشانیوں کو عذاب کہتے ہو جبکہ ہم عہد مصطفیٰ ﷺ میں ان کو برکت کہا کرتے تھے۔ ہم حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ کسی چھوٹے برتن میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالتے تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی نکلنے لگتا تھا۔ حضور ﷺ فرماتے مبارک پانی کی طرف آؤ اللہ کی برکت حاصل کرو۔ ہم سب اسی پانی سے وضو کر لیتے۔

طبرانی اور ابونعیم نے ابولیلیٰ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمیں پیاس لگ گئی۔ ہم نے بارگاہ رسالت میں شکوہ کیا۔ آپ ﷺ نے ایک مشکیزہ لانے کا حکم دیا۔ مشکیزہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس پر چمڑے کا ایک ٹکڑا رکھا اور اس ٹکڑے پر اپنا دست مبارک رکھا۔ پھر فرمایا کیا تھوڑا سا پانی میسر ہے۔ تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس برتن والے سے کہا میرے ہاتھ پر پانی انڈیلو اور بسم اللہ پڑھو۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ ابولیلیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ تمام صحابہ کرام نے خود بھی پانی پیا اور اپنی سواریوں کو سیراب کیا۔

ابونعیم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر ہم نے رات بسر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! ہر شخص اپنے اپنے برتن میں پانی تلاش کرے۔ ایک برتن کے علاوہ کسی اور برتن سے پانی نہ مل سکا۔ آپ ﷺ نے اس برتن میں ہاتھ ڈالا اور فرمایا صحابہ! وضو کر لو۔ میں نے دیکھا کہ پانی نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ یہاں تک کہ تمام کارواں نے وضو کیا۔ جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو اس میں صرف وہی پانی تھا جو پہلے موجود تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابوعمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے

ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا۔ ایک ڈول میں وضو کیا اس میں کلی کی اور اس ڈول کو کنویں میں انڈیل دیا۔ آپ ﷺ کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا۔ کنواں کناروں تک بھر گیا۔ صحابہ کرام کناروں پر بیٹھ کر پانی کے چلو بھرنے لگے۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ناجیہ بن الجم کہا کرتے تھے جب لوگوں نے پانی کی قلت کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے مجھے بلایا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور مجھے عطا کیا۔ کنویں کے پانی کا ایک ڈول منگوایا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور ڈول میں کلی کی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اس ڈول اور اس تیر کو لے کر کنویں میں اتر جاؤ۔ اس ڈول کو کنویں کے اندر انڈیل دینا اور اس تیر سے کنویں کا پانی نکالنا۔ میں نے ایسے ہی کیا مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا وہ پانی اتنا کثیر ہو گیا کہ میرے لیے باہر نکلنا مشکل ہو گیا قریب تھا کہ میں اسی پانی میں ڈوب جاتا وہ پانی اس طرح جوش مار رہا تھا۔ جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ کنواں بھر گیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کنویں کی منڈیر پر بیٹھ کر پانی کے چلو بھرنے لگے۔ اس وقت اس کنویں پر چند منافقین بھی موجود تھے وہ اس پانی کو دیکھ رہے تھے جس نے پورے لشکر کو سیراب کر دیا تھا۔ حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سے کہا، اے ابوالحباب! کیا اب مناسب وقت نہیں ہے کہ تو اپنی منافقت پر نظر ثانی کرے کیا یہ دلیل حضور ﷺ کی نبوت کے لیے کافی نہیں ہے کہ ہم ایک ایسے کنویں پر آئے جس میں چند گھونٹ پانی تھا۔ حضور ﷺ نے وضو فرمایا اور کلی کی پھر اس پانی کو کنویں میں انڈیل دیا گیا۔ اس کی برکت سے وہ پانی موجزن ہو گیا حتیٰ کہ تمام لشکر سیراب ہو گیا۔ ابن ابی نے کہا ہم اس قسم کے کئی واقعات دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بھی ہلاک کرے اور تیری رائے کو بھی تباہ کرے۔ ابن ابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تو نے آج کیسا معجزہ دیکھا ہے۔ اس نے عرض کی اس سے قبل میں نے اتنا عظیم الشان معجزہ نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو نے وہ بات کیوں کی ابن ابی نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ ابن ابی کے بیٹے نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے باپ کے لیے مغفرت طلب کریں۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے مغفرت طلب کی۔

ابونعیم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں غزوۂ ہوازن میں شریک ہوئے ہمیں زیادہ پیاس لگ گئی۔ حضور ﷺ نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی منگوایا۔ آپ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا پھر اسے ایک بڑے برتن میں انڈیل دیا۔ ہم سب نے اسی پانی سے وضو کیا حتیٰ کہ تمام لوگ باوضو ہو گئے۔ اس وقت ہماری تعداد کئی ہزار تھی۔

غزوۂ تبوک میں پانی کا انتظام

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جب حضور ﷺ نے مقام تبوک پر نزول فرمایا تو وہاں کے چشمے کا پانی کم تھا۔ آپ ﷺ نے وہاں سے چلو بھر پانی لیا اس کی کلی کی پھر اسے چشمے پر پھینک دیا۔ اس چشمہ سے اسی وقت پانی ابلنے لگا حتیٰ کہ وہ پانی سے بھر گیا وہ چشمہ قیامت تک اسی طرح رہے گا۔

دوسری فصل

حضور ﷺ کی برکت سے اور چھونے سے قلیل پانی کا کثیر ہونا

امام بخاری نے حضرت مسود بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ حدیبیہ میں ایک ایسے کنویں کے پاس خیمہ زن ہوئے جس کا پانی بہت کم تھا۔لوگوں نے اس کنویں سے پانی نکالنا شروع کیا۔تھوڑی دیر کے بعد سارا پانی ختم ہو چکا تھا۔صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت میں پیاس کی شکایت کی۔ نبی محترم ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ اسے کنویں میں گاڑھ دیں۔ اللہ کی قسم اس تیر کی برکت سے کنویں سے اتنا کثیر پانی نکلا کہ تمام لشکر سیراب ہو گیا۔اس وقت وہاں ایک ہزار سے زائد مجاہدین موجود تھے۔

امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے تھے۔تم تو الفتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہو۔فتح مکہ بھی ایک شاندار فتح ہے۔لیکن ہم الفتح سے مراد بیعت رضوان لیتے ہیں۔ حدیبیہ کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام تھا۔ہم وہاں فروکش ہوئے ہم نے اس کنویں سے سارا پانی نکال لیا۔ہم نے اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ جب یہ خبر سرور کائنات ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ اس کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے۔آپ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اس سے وضو فرمایا پھر دعا فرمائی اور بقیہ پانی کنویں میں پھینک دیا۔ کچھ دیر کے لیے ہم نے کنویں کو چھوڑ دیا۔ پھر اس میں اتنا پانی ہوا کہ ہم نے بھی جی بھر کر پیا اور ہمارے جانور بھی سیر ہو گئے اس دن ہماری تعداد چودہ سو یا اس سے کچھ زائد تھی۔

امام احمد، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ میں ایک ڈول حضور ﷺ کے پاس لے گیا۔حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اس میں ڈالے پھر کچھ کلام پڑھا پھر میں نے ڈول کے پانی کو کنویں میں پھینک دیا۔کنویں سے پانی کی نہریں جاری ہو گئیں۔ہم نے ایک شخص کو کنویں سے جلدی جلدی نکال لیا تاکہ وہ ڈوب نہ جائے۔

امام مسلم نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ ہم تعداد میں چودہ سو تھے۔ اس کنویں میں صرف اتنا پانی تھا جس سے پچاس بکریاں سیراب ہو سکتی تھیں۔ رسول مکرم ﷺ اس کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے یا تو دعا فرمائی یا اپنا لعاب دہن مبارک کنویں میں پھینکا۔کنویں میں پانی موجزن ہو گیا۔ہم نے خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔امام بیہقی کی روایت کے مطابق پانی اتنا کثیر ہو گیا کہ صحابہ کرام وہاں سے اپنے چلو بھرنے لگے حالانکہ وہ کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر نزول اجلال فرمایا۔ اس وقت شدید گرمی تھی۔ لوگ بھی کثیر تعداد میں تھے۔ نبی محترم

فرمایا آؤ میں تمہیں سیراب کروں۔ لوگوں نے اپنے تمام مشکیزوں کو بھر لیا۔ انہوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی پانی پلایا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ کچھ پانی لے کر آئے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس پانی کو ایک بڑے برتن میں انڈیل دیا۔ اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈالا اس سے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند فرمائے۔ جب آپ ﷺ نماز ادا کر کے واپس تشریف لائے تو وہ برتن پانی سے ابل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! آؤ اور پانی لے جاؤ۔ لوگوں نے ایک ایک سو اور دو دو سو کی صفیں بنالیں۔ انہوں نے جی بھر کر پانی پیا لیکن وہ برتن پانی سے اسی طرح لبریز رہا۔

قبا کے کنویں میں برکت

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے قبا کے کنویں کے متعلق سوال کیا گیا انہوں نے فرمایا اس کنویں میں اتنا پانی تھا کہ ایک شخص اسے اپنے گدھے پر سوار کر سکتا تھا۔ نبی محترم ﷺ اس کنویں پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ایک بہت بڑا ڈول منگوایا پھر اسے پانی سے بھر کر اس سے وضو فرمایا یا اس میں اپنا لعاب دہن پھینکا پھر اس ڈول کو کنویں میں پھینک دینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس کنویں سے کبھی پانی ختم نہیں ہوا۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی محترم ﷺ کے ہمراہ قبا کی طرف آئے۔ حضور ﷺ بئر غرس کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کا پانی اتنا تھا کہ اسے ایک گدھے پر لادا جا سکتا تھا۔ حضور ﷺ نے پانی کا ڈول منگوایا اس میں کلی کی اور پھر پانی کو کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ اس پانی کے پھینکتے ہی وہ کنواں پانی سے موجزن ہو گیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ لوگوں نے پیاس کی شکایت کی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص کو بلایا اور فرمایا پانی تلاش کر کے میرے پاس لاؤ۔ وہ دونوں پانی کی جستجو میں نکلے۔ انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے اٹھائے آ رہی تھی۔ ان دونوں نے اس عورت سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس عورت نے بتایا پانی یہاں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ انہوں نے اس عورت کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا ان مشکیزوں سے تھوڑا تھوڑا پانی اس برتن میں ڈالا اور مشکیزوں کے منہ بند کر دیئے آپ ﷺ نے لوگوں کو آواز دی لوگو! پانی پی لو اور لے بھی جاؤ۔ جس شخص نے چاہا اس نے پانی پی لیا اور جس نے چاہا وہ حسب ضرورت لے گیا وہ عورت حیرت زدہ ہو کر دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ کی قسم! تمام لوگوں نے جی بھر پانی پیا اور ادھر برتن کی کیفیت یہ تھی کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ لبریز نظر آتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس عورت کے لیے کچھ جمع کرو۔ لوگوں نے کچھ مقدار میں آٹا، کھجور اور جو جمع کیے۔ حضور ﷺ نے اس عورت سے کہا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرے پانی میں کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو پانی پلایا ہے۔ اب تو اپنے گھر جا سکتی ہے۔ اس کے گھر والے کافی پریشان تھے۔ جب وہ گھر پہنچی تو انہوں نے کہا تو اتنی دیر کہاں رہی اس نے یہ عجیب واقعہ سنایا اس نے کہا راستہ میں مجھے دو شخص ملے وہ مجھے اس آدمی کے پاس لے گئے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے سال ہم حضور ﷺ کی معیت میں عازم سفر ہوئے۔آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ کل تم تبوک کے چشمے پر پہنچو گے۔تم چاشت کے وقت وہاں پہنچو گے۔تم میں سے جو شخص وہاں پہلے پہنچے وہ اس چشمے کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب سرور کائنات ﷺ اس چشمے پر پہنچے تو اس سے تھوڑا تھوڑا پانی رس رہا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے اس چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کیا۔ جب کچھ پانی جمع ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس سے اپنا چہرۂ انور اور ہاتھ مبارک دھوئے۔ پھر وہ پانی اسی چشمے پر پھینک دیا۔اب اس چشمے سے بہت زیادہ پانی نکلنے لگا۔جس سے لوگوں نے خوب پیاس بجھائی۔حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تمہیں طویل زندگی ملی تو تم دیکھو گے کہ یہ علاقہ سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم تبوک کے چشمے پر پہنچے تو دو شخص پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔اس چشمے کا پانی جوتے کے تسمے کی طرح آہستہ آہستہ رواں تھا۔حضور ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم نے پانی کو مس کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں۔حضور ﷺ نے انہیں سخت سست کہا پھر اس چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کیا۔آپ ﷺ نے اس پانی سے چہرۂ انور اور دست مبارک دھوئے اور کلی کی پھر اس پانی کو اسی چشمے پر پھینک دیا۔اس سے بہت زیادہ پانی نکلنے لگا۔لوگوں نے خوب جی بھر کر پیاس بجھائی۔آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تمہیں لمبی زندگی عطا ہوئی تو تم دیکھو گے کہ یہ علاقہ باغات سے بھر جائے گا۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی نگاہوں سے مشاہدہ کیا کہ وہ علاقہ سرسبز و شاداب باغات سے بھر گیا۔

ابن عبد البر سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے وہ علاقہ دیکھا ہے وہ ہرے بھرے باغات سے بھر پور تھا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں ابن اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے کہ چشمۂ تبوک سے زیادہ پانی نکلا تو اس طرح آواز آئی جس طرح بجلی کے کڑکنے کی آواز آتی ہے۔

واقدی اور ابو نعیم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا لشکر حضور ﷺ کے ہمراہ رواں دواں تھا۔راستہ میں ہمیں اتنی شدید پیاس لگ گئی کہ قریب تھا کہ لوگ، اونٹ اور گھوڑے مر جائیں۔حضور ﷺ نے ایک مشکیزہ منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔آپ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں مشکیزے پر رکھیں پانی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہو گیا۔تمام لوگوں نے پیاس بجھائی پانی اسی طرح بہتا رہا لوگوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی پانی پلایا اس وقت لشکر اسلام میں بارہ ہزار اونٹ ،بتیس ہزار لوگ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے۔ جب حضور ﷺ واپس مدینہ طیبہ کی طرف رجوع فرما رہے تھے تو راستہ میں لشکر کو تیسری مرتبہ پیاس لگ گئی۔کسی شخص کے پاس تھوڑا بہت پانی بھی نہ تھا۔حضور ﷺ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔وہ پانی کی جستجو کے لیے تبوک اور حجر کی طرف تشریف لے گئے۔انہوں نے ہر جگہ پانی تلاش کیا۔ بالآخر انہوں نے ایک عورت کے پاس پانی کا مشکیزہ دیکھ لیا۔انہوں نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور اسے بارگاہ رسالت میں لے آئے۔حضور ﷺ نے اس مشکیزہ میں برکت کے لیے دعا کی آپ ﷺ نے

میں غور کریں جب حضرت علی، آپ کے ساتھی اور عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے والدین آپ صلی اللہ علیک وسلم پر فدا ہم نے اس عورت کو فلاں مقام پر دیکھا ہم نے اس سے پانی کے متعلق پوچھا اس نے ہمیں بتایا کہ پانی یہاں سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر ہے۔ باقی حدیث اسی طرح ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔

پانی کی کثرت

امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ رات بھر محو سفر رہے پھر آپ آرام فرما ہو گئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو سورج کافی بلند ہو چکا تھا حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا میرے پاس تھوڑا سا پانی تھا میں نے وہ پانی بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا آپ ﷺ نے اس پانی سے وضو فرمایا پھر مجھے فرمایا اپنے اس برتن کی حفاظت کرو۔ عنقریب اس سے عجیب واقعہ رونما ہو گا۔ پھر حضور ﷺ عازم سفر ہوئے لوگوں نے کہا ہم پیاس سے ہلاک ہو گئے۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا تم ہلاک نہیں ہو گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے سے پیالے کی طرف آؤ۔ حضور ﷺ اس پیالے سے پانی انڈیل رہے تھے اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اپنے برتن بھر لو عنقریب یہ تمہیں سیراب کر دیں گے۔ تمام نے خوب سیر ہو کر پانی پیا ایک شخص بھی پیاسا نہ رہا۔

ابن عدی، ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کے لیے ایک لشکر تیار کیا۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے کہا اپنی رفتار تیز کر لو تمہارے اور مشرکین کے درمیان پانی کا ایک چشمہ ہے۔ اگر مشرکین نے اس چشمے پر قبضہ کر لیا تو پھر لوگوں کو بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہیں شدید پیاس سے دوچار ہونا پڑے گا۔ حضور ﷺ اپنے آٹھ صحابہ سمیت پیچھے رہ گئے۔ میں ان میں نواں تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا کیا ہم تھوڑی دیر کے لیے آرام نہ کر لیں؟ پھر ہم دوسرے لوگوں سے جا ملیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی بہت اچھا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام آرام فرما ہو گئے۔ سورج کی حرارت نے انہیں بیدار کیا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا آگے بڑھ چلو انہوں نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کیا۔ لیکن کچھ دیر بعد پھر بارگاہ رسالت میں واپس آ گئے۔ نبی محترم ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کی میرے برتن میں تھوڑا سا پانی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے پانی لانے کے لیے کہا وہ پانی لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے پانی کا برتن لے کر پانی کو مس کیا اور برکت کے لیے دعا کی حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا آؤ وضو کرو۔ صحابہ کرام آئے حضور ﷺ پانی انڈیلنے لگے حتی کہ تمام صحابہ نے وضو کر لیا اور حضور ﷺ نے انہیں امامت کروائی۔ حضور ﷺ نے برتن والے صحابی سے کہا اپنے برتن کی حفاظت کرو عنقریب اس سے ایک عجیب واقعہ ظہور پذیر ہو گا۔ حضور ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ لوگوں کو کیا ہوا صحابہ کرام نے عرض کی اللہ

جنہیں لوگ صابی کہتے ہیں۔ اس نے میرے پانی کے ساتھ اس طرح کیا اللہ کی قسم! یا تو وہ شخص اللہ کے سچے رسول ہیں یا پھر زمین اور آسمان کا سب سے بڑا جادوگر ہے۔ اس واقعہ کے بعد مسلمان اردگرد کے مشرکین کے ساتھ معرکہ آزما رہے۔ لیکن وہ اس قوم سے کبھی نبرد آزما نہ ہوئے جس میں وہ عورت تھی اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا میری رائے کے مطابق وہ رسول مکرم ﷺ تمہیں عمدہ چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ کیا تم اسلام نہیں لے آتے۔ اس کی قوم نے اس عورت کی بات مان لی اور اسلام قبول کر لیا۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے ستر صحابہ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک جگہ قیام فرمایا جب رسول مکرم ﷺ اور صحابہ کرام بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاگے جب انہوں نے سورج کو دیکھا کہ طلوع ہو چکا ہے تو انہوں نے تسبیح و تکبیر بیان کی۔ انہوں نے حضور ﷺ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے پھر ایک ایسا شخص جاگا جس کی آواز بہت بلند تھی۔ اس نے بلند آواز سے تسبیح اور تکبیر کی حتیٰ کہ حضور ﷺ بیدار ہو گئے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہماری نماز فوت ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تمہاری نماز فوت نہیں ہوئی۔ پھر حضور ﷺ نے اہل قافلہ کو سوار ہونے کا حکم دیا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد نبی محترم ﷺ اپنی سواری سے اتر آئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی اپنی اپنی سواریوں سے اتر آئے۔ آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ اس جگہ نماز ادا کی جائے۔ جہاں آپ ﷺ سو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے پانی لانے کا حکم دیا آپ ﷺ کو ایک برتن میں پانی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس پانی کو ایک کھلے برتن میں انڈیل دیا۔ اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھا اور اپنے صحابہ سے فرمایا وضو کرو تقریباً ستر افراد نے اس پانی سے وضو کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اذان دینے کا حکم دیا۔ اذان دی گئی سرور کائنات ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر جماعت کروانے کا حکم دیا۔ اقامت کہی گئی اور حضور اکرم ﷺ نے جماعت کروائی۔ جب آپ ﷺ نماز ادا فرما کر واپس آئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک صحابی وہیں کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں جنبی ہو گیا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے ان سے فرمایا مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔ جب پانی مل جائے تو غسل کر لینا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں چند صحابہ کرام کو پانی کی جستجو میں بھیجا۔ وہ ایک دن اور ایک رات محو سفر رہے۔ پھر انہوں نے ایک عورت کو دیکھا وہ اپنے اونٹ پر سوار تھی۔ اس کے پاس دو مشکیزے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا تو کہاں سے آ رہی ہے۔ اس نے جواب دیا میں یتیموں کے لیے پانی لے کر آ رہی ہوں۔ اس عورت نے بتایا کہ پانی یہاں سے ایک رات سے زیادہ کی مسافت پر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر پانی کی جستجو میں ہم آگے گئے تو پھر ہم بھی اور ہمارے جانور بھی پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا ہم یہ دو مشکیزے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں۔ تاکہ آپ ﷺ اس

تیسری فصل

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے باران رحمت کا نزول

حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے گذارش کی گئی کہ ہمیں ساعة العسرة "مشکل گھڑی" کے متعلق بتائیں۔ انہوں نے فرمایا ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ ہمیں شدید پیاس نے آلیا۔ ہمیں محسوس ہوا کہ پیاس کی شدت ہم کو ہلاک کردے گی۔ حتی کہ کیفیت یہ ہوگئی کہ لوگ اپنے اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے پانی نکال کر پینے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کی دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگیں کہ وہ رحمت کی بارش نازل کرے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے بلند کر دیئے۔ ابھی آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ اپنے رخ انور پر پھیرے ہی تھے کہ آسمان سے گرج کی آواز سنائی دی۔ بادل سایہ فگن ہوگیا پھر ابر کرم برسنے لگا۔ لوگوں نے اپنے برتن پانی سے بھر لیے جب ہم بارش کی کیفیت دیکھنے گئے تو ہم حیران رہ گئے کہ بارش صرف اتنی جگہ پر ہی ہوئی تھی۔ جہاں تک ہمارے لشکر کا پڑاؤ تھا۔

ابونعیم نے حضرت عیاش بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس پانی نہ تھا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور علیہ السلام نے بارگاہ صمدیت میں دعا کی۔ اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور باران رحمت کا نزول شروع ہوا۔ یہاں تک کہ لوگ خوب سیر ہو گئے اور انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی اکٹھا کر لیا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوحرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت "وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ" (الواقعہ:۸۲) ایک انصاری شخص کے بارے میں نازل ہوئی غزوۂ تبوک کا موقع تھا۔ صحابہ کرام حجر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ اس مقام کا پانی استعمال نہ کرنا کیونکہ وہ قوم ثمود کا پانی تھا اور اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں سے عازم سفر ہوئے اور ایک جگہ پر پڑاؤ کیا۔ ان کے پاس پانی نہ تھا۔ انہوں نے رسول مکرم علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم پانی نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے حضور بارش کے لیے عرض کی۔ اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور بہت زیادہ بارش ہوئی۔ حتی کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ ایک انصاری شخص نے ایک دوسرے آدمی سے کہا (یہ آدمی منافق تھا) تیرے لیے ہلاکت ہو اب تو اسلام قبول کر لے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی دعا کے طفیل ہم پر بارش نازل کی ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا۔ یہ بارش تو فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس وقت مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی۔

تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔وہ لوگوں کی راہنمائی کریں گے۔مشرکین نے اس پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا ہے۔لوگوں کو بڑی تکلیف کا سامنا ہے۔انہیں سخت پیاس لگی ہے۔ان کے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی شدید پیاس لگی ہے۔حضور ﷺ نے اس برتن والے شخص سے کہا، میرے پاس وہ برتن لے کر آؤ وہ برتن لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔اس برتن میں تھوڑا سا پانی تھا۔حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا آؤ اور پانی پیو سرور کائنات ﷺ نے انڈیلنا شروع کیا حتی کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے۔ان کے گھوڑوں اور اونٹوں نے بھی جی بھر کر پانی پیا۔تمام لوگوں نے اپنے مشکیزوں، چھاگلوں اور برتنوں کو بھر لیا۔پھر حضور ﷺ اور صحابہ کرام اٹھے اور مشرکین کی طرف چلے گئے۔اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی جس نے مشرکین کے چہروں کو پھیر دیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت بھیجی۔مسلمانوں کو کفار پر مسلط فرمایا مسلمانوں نے ان کا قتل عام کیا۔بہت سے مشرکین کو پابند سلاسل کیا اور بہت سا مال غنیمت اکٹھا کیا۔حضور ﷺ اور صحابہ کرام فتح یاب ہو کر خوش و خرم واپس لوٹے۔

ہو۔ تاخیر کرنے والی نہ ہو، نافع ہو، نقصان دہ نہ ہو۔ اے مولا! وہ رحمت کی بارش ہو عذاب کی بارش نہ ہو۔ نہ ہی اس میں عذاب ہو نہ ہی کسی مکان کا گرنا ہو نہ کسی کا غرق ہونا ہو نہ ہی کسی کا مٹنا ہو۔ اے مولا رحمت کی بارش کر اور دشمن پر ہماری مدد فرما۔"

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اسی وقت کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کھجوریں مربد میں ہیں۔ حضور ﷺ نے پھر دعا کی مولا! رحمت کی بارش کر، حضرت ابولبابہ نے پھر عرض کی لیکن نبی محترم ﷺ نے پھر رحمت کی بارش کی دعا کی۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ ابولبابہ ننگے پاؤں اٹھ کر مربد کی طرف بھاگے تاکہ اس کی نالی کو کپڑے سے بند کر دیں۔ راوی کہتے ہیں اللہ کی قسم! اس وقت آسمان پر نہ کوئی گھٹا تھی نہ ہی بادل کا ٹکڑا تھا۔ مسجد نبوی اور سلع کے مابین کوئی عمارت اور گھر بھی نہ تھا۔ سلع پہاڑ کے پیچھے سے سیاہ گھٹائیں اٹھیں۔ جب وہ آسمان کے وسط میں پہنچیں تو پھیل گئیں لوگ سیاہ بادلوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر موسلا دھار بارش ہوئی اللہ کی قسم! لوگوں نے ایک ہفتہ تک سورج کو نہ دیکھا وہی شخص اٹھا جس نے بارش کی دعا کے لیے عرض کی تھی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مال و مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔ حضور ﷺ منبر پر جلوہ نما ہوئے۔ دعا مانگی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی مولا! اب ہم پر بارش نہ برسا ہمارے اردگرد بارش برسا، ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، دامن کوہ پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر بارش برسا، مدینہ طیبہ سے بادل اس طرح چھٹ گئے جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔ امام بیہقی اور ابونعیم نے یہی روایت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابونعیم نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مضر کے خلاف بددعا کی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی ہے۔ آپ کو بخشش و عطا سے نوازا ہے۔ آپ کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا ہے۔ آپ کی قوم قحط سالی سے ہلاک ہو گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم ان کے لیے رحمت کی بارش کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا ھَنِیْئًا مَرِیْئًا مُرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍ

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ ابھی تک جمعہ کا دن نہیں آیا تھا کہ اللہ رب العزت نے ہم پر رحمت کی بارش نازل کر دی۔ ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ مضر کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم پر رحمت کی بارش کرے۔ حضور ﷺ نے اوپر مذکور دعا پڑھی اسی وقت کالی گھٹا آسمان پر چھا گئی اور لگاتار سات روز تک بارش ہوتی رہی۔

ابن سعد اور ابونعیم نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ بنی مرہ کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس سال ہجرت کا نواں سال تھا اور حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لے آئے تھے۔ نبی محترم ﷺ نے ان سے شہروں کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے۔ جانوروں کی ہڈیوں سے گودا ختم ہو گیا ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے بنوعبدالاشہل کے چند افراد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس پانی کا نام ونشان تک بھی نہ تھا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش فرمائی حتی کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اپنے برتن بھی پانی سے بھر لیے۔ حضرت عاصم کہتے ہیں کہ مجھے اپنی قوم کے بعض افراد نے بتایا ایک منافق آدمی تھا۔ اس کا نفاق معروف تھا۔ جب باران رحمت کا نزول ہوا اور لوگ سیراب ہوئے تو ہم نے اس سے کہا تیرے لیے ہلاکت ہو۔ کیا اس واضح دلیل کے بعد بھی تجھے کسی اور دلیل کی ضرورت ہے۔ اس نے جواب دیا۔ بادل تو چلتے پھرتے رہتے ہیں۔

امام بیہقی نے دلائل میں ابووجزہ یزید بن عبید السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں خارجہ بن حصن رضی اللہ عنہ اور حر بن قیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ حضرت رملہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر اپنی سواریوں سے اترے وہ کمزور اور چھوٹے چھوٹے اونٹوں پر سوار تھے۔ ان پر شدید قحط سالی طاری تھی۔ وہ مسلمان ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے ان کے شہروں کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے شہر قحط زدہ ہیں۔ ہمارے باغ خشک ہو گئے ہیں۔ ہمارے اہل وعیال عریاں ہو گئے ہیں۔ ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ ہم پر رحمت کی بارش نازل کرے۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم اپنے رب کی بارگاہ میں ہمارے شافع بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ میں اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کروں گا؟ کون ہے جو ہمارے رب کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کی جرأت کرے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظیم ہے اس کی کرسی زمین وآسمان کو محیط ہے اس کی کرسی اس کے جلال اور عظمت کے سامنے اس طرح بے بس ہے جس طرح انسان لوہے کو روندتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس ڈر سے اور تمہاری جلدی جلدی بارش طلب کرنے کی وجہ سے مسکرا رہا ہے۔ اعرابی نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ہمارا رب مسکراتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور چند کلمے ارشاد فرمائے۔ اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا۔ حضور نبی محترم ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ بارش کے لیے دعا کے علاوہ کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ اتنے بلند کیے کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِ بَلَدَکَ وَبَهِيْمَتَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْيِ بَلَدَکَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا طَبَقًا وَّاسِعًا عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ اَللّٰهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لَا سُقْيَا عَذَابٍ وَّلَا هَدْمٍ وَّلَا غَرَقٍ وَّلَا مَحَقٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَانْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ

''اے مولا! اپنے اس شہر پر بارش برسا، اپنے مویشیوں پر ابر کرم نازل فرما، اپنی رحمت کو پھیلا، اپنے مردہ شہر کو زندہ فرما، اے مولا! ایسی بارش برسا جو مددگار ہو، خوشگوار اور سیراب کرنے والی ہو۔ جو وسیع اور جلدی آنے والی

تین مرتبہ یہ فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اس دعا سے قبل ہم کو آسمان پر نہ بادل اور نہ ہی گھٹا نظر آ رہی تھی۔ ہمارے درمیان اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر یا کوئی عمارت بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کی طرح بادل نمودار ہوئے۔ جب وہ آسمان کے وسط میں پہنچے تو پھیل گئے۔ پھر موسلا دھار بارش ہوگئی۔ اللہ کی قسم! ہم نے پورا ہفتہ سورج نہ دیکھا۔ دوسرے جمعہ کو وہی شخص اسی دروازے سے داخل ہوا اس وقت بھی سرور کائنات، مجسمہ معجزات ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے اور ہمارے راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ اس بارش کو بند کرے۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کی مولا! ہمارے اردگرد بارش نازل فرما اب ہم پر مزید بارش نہ کر مولا اب ٹیلوں پہاڑیوں، دامن کوہ اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر بارش برسا حضرت انس فرماتے ہیں کہ اسی وقت بادل چھٹ گئے ہم دھوپ میں چلنے لگے حضرت شریک نے حضرت انس سے پوچھا کیا بارش کے بند ہونے کی دعا کے لیے اسی شخص نے عرض کی تھی۔ جس نے پہلے بارش برسنے کی دعا کے لیے التجا کی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ چاشت کے وقت مسجد نبوی میں کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے تین تکبیریں کہیں۔ پھر تین مرتبہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا سَمْنًا وَّلَبَنًا وَّشَحْمًا وَّلَحْمًا

"مولا! ہمیں جانور کے موٹا ہونے، ان کے دودھ، ان کی چربی اور ان کے گوشت سے رزق عطا فرما۔"

اس وقت آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔ اسی وقت گرد وغبار اڑنے لگا پھر بادل اکٹھے ہو گئے اور خوب بارش ہوئی۔ اہل بازار چیخ اٹھے حضور ﷺ کھڑے تھے۔ وادیاں بہہ پڑیں وہ سال دودھ، جانور کے موٹے ہونے، چربی اور گوشت کی کثرت کے لحاظ سے ایک منفرد سال تھا۔ لوگ بازاروں میں یہ چیزیں فروخت کرتے تھے۔ لیکن انہیں خریدنے والا کوئی نہ تھا۔

ابونعیم نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگوں کو وضو کرنے کے لیے پانی کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے قافلہ میں پانی ڈھونڈا لیکن انہیں پانی نہ ملا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی خوب بارش نازل ہوئی۔ حتی کہ لوگ خود بھی سیراب ہو گئے اور اپنے جانوروں کو بھی پانی پلایا۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ حضور ﷺ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے اور منبر پر جلوہ نما ہوئے۔ اپنے ہاتھ بلند کیے۔ حتی کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اسی وقت بادل نمودار ہوئے۔ پھر گرج اور چمک ہوئی اور خوب بارش برسی حضور ﷺ ابھی تک مسجد میں تشریف نہیں لائے تھے کہ راستے پانی سے بہہ پڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے کعب بن مرہ البہزی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مضر کے لیے بددعا

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم پر رحمت کی بارش نازل فرمائے۔آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں دعا مانگی مولا! ان پر باران رحمت کا نزول فرما جب وہ اپنے شہر پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اسی روز ان پر رحمت کی بارش ہوگئی تھی۔جس روز سرور دو عالم ﷺ نے ان کے لیے دعا مانگی تھی۔ پھر ایک آنے والا بارگاہ رسالت میں آیا۔اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب ہم اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ زمین گیلی تھی۔ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی روز رحمت کی بارش فرمادی تھی۔جس روز آپ نے رحمت کی بارش کی دعا کی تھی۔حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هُوَ صَنَعَ ذَالِکَ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم پر رحمت کی بارش نازل کی''۔

ابونعیم نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ سلامان کا وفد شوال ۱۰ ہجری کو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔حضور ﷺ نے ان سے شہروں کی کیفیت پوچھی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم سخت قحط سالی کا شکار ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ہم پر ابر کرم برسائے۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر دعا فرمائیں اس طرح عمدہ اور کثیر بارش ہوتی ہے۔نبی محترم ﷺ نے تبسم فرمایا اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی پھر وہ اپنے علاقے میں آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ وہاں اسی روز بارش ہوگئی تھی۔جس روز سرور کائنات ﷺ نے بارش کی دعا کی تھی۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے عہد رزیں میں قحط سالی ہوگئی۔جمعہ کے دن حضور ﷺ منبر پر جلوہ نما ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا۔اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مال ہلاک ہو گیا اور اہل وعیال بھوکے مر گئے۔دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش نازل کرے۔ حضور ﷺ نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کیے اس وقت آسمان پر بادل کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔اللہ کی قسم! ابھی تک حضور ﷺ منبر شریف پر ہی تھے۔کہ سحاب کرم برسنا شروع ہو گیا۔بارش کے قطرات آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سے ٹپکنے لگے۔ پھر اگلے جمعۃ المبارک تک لگا تار بارش ہوتی رہی۔جمعہ کے روز وہی بدو کھڑا ہو گیا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عمارات گر گئی ہیں۔حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَیۡنَا وَلَا عَلَیۡنَا ''مولا! ہم پر بارش نہ برسا ہمارے اردگرد بارش برسا۔''

جونہی حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے بادل کی سمت اشارہ کیا اسی وقت وہ گھٹا پھٹ گئی۔مدینہ طیبہ کا مطلع صاف ہو گیا۔ایک ماہ تک مدینہ طیبہ کی وادیاں بہتی رہیں۔گردونواح سے جو شخص بھی آتا وہ بارش کی خبر دیتا۔

امام مسلم نے اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز ایک شخص اس دروازے سے داخل ہوا جو دار قضاء کی طرف تھا۔اس وقت حضور ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مال ہلاک ہو گئے راستے مسدود ہو گئے۔اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم پر رحمت کی بارش نازل کرے۔حضور ﷺ نے دست اقدس بلند فرمائے اور دعا کی ''اَللّٰهُمَّ اَغِثۡنَا'' آپ ﷺ نے

کرنے والا ہے۔ ہم تجھ سے اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اپنے عظیم گناہوں سے تیری ہی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ اے میرے پروردگار! آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرما، اپنے عرش کے نیچے سے ہم پر باران رحمت نازل فرما ایسی بارش نازل فرما جو ہمیں نفع دے۔ ہمارے لیے مددگار ثابت ہو۔ وہ بارش جو گھاس اگانے والی اور خوشحالی لانے والی ہو وہ سطح زمین کا احاطہ کرنے والی ہو اور عام فیض رساں ہو جس سے ہمارے لیے چارہ زیادہ ہو۔ برکات کثیر ہوں اور جس سے ہماری بھلائیاں تیری بارگاہ میں مقبول ہوں۔ اے بار الٰہ! بے شک تو نے اپنی کتاب میں فرمایا میں نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا ہے۔ اے مولا! جو چیز پانی سے پیدا کی گئی ہو اس کی زندگی کا دارومدار بھی پانی پر ہوتا ہے۔ اے خالق اعصار و دہور! لوگ مایوس ہو چکے ہیں وہ بدگمانی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان کے جانور پیاس سے جاں بلب ہیں۔ وہ اس طرح چلا رہے ہیں جس طرح والدہ اپنے بچوں کے لیے چلاتی ہے۔ مولا! جب سے یہ بارش رک گئی ہے۔ ان کی ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ ان کا گوشت ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ ان کی چربی ختم ہو گئی ہے۔ اے میرے معبود برحق! آہ و بکا کرنے والوں پر رحم فرما۔ روزے والوں پر ترس کر۔ تیرے علاوہ انہیں کون رزق دینے والا ہے۔ اے میرے مالک حقیقی! پیاسے جانوروں پر، چرنے والے جانوروں پر اور پیاسے بچوں پر رحم فرما۔ مولا! جھکے ہوئے بوڑھوں پر رحم فرما۔ شیر خوار بچوں پر رحم فرما مولا! ہماری قوت میں اضافہ فرما مولا ہمیں محروم نہ فرما بلاشبہ تو دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت کے صدقے ہماری دعاؤں کو قبول فرما''۔ جونہی نبی محترم ﷺ اس رقت انگیز دعا سے فارغ ہوئے اسی وقت آسمان پر رحمت کے بادل چھا گئے۔ ہر شخص یہ سوچ کر پریشان ہو گیا کہ وہ گھر کیسے جائے گا۔ اس بارش کے بعد جانوروں کو حیات نو نصیب ہوئی۔ زمین کو شادابی ملی اور لوگ پھر زندگی کے مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی برکت کی وجہ سے ہی تھا۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں آیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم قحط سالی کی وجہ سے ہمارے بچوں کی آوازیں نہیں نکلتیں اور ہمارے اونٹ چلنے کی قوت سے محروم ہو گئے ہیں۔ پھر اس اعرابی نے یہ شعر پڑھے:

اَتَیْنَاکَ وَالْعَذْرَاءُ تَدْمِیْ لِسَانُهَا　　وَقَدْ شَغَلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ

''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم اس حالت میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ کہ کنواری لڑکیوں کی زبانوں سے خون جاری ہے اور ماں نے اپنے بچوں کو بھلا دیا ہے۔''

اَلْقٰی بِکَفَّیْهِ الْفَتٰی لِاِسْتِکَانَةٍ　　مِنَ الْجُوْعِ ضُعْفًا مَا یُمِرُّ وَلَا یُحْلِیْ

''کمزوری کی وجہ سے نوجوان سر راہ گزر رہے ہیں اور ان میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ کوئی تلخ و شیریں گفتگو کر سکیں۔''

وَلَا شَیْءَ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا　　سِوَی الْحَنْظَلِ الْقَانِیْ وَالْعِلْهِزِ الْغِسْلِ

''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس وہ اشیاء بالکل نہیں رہیں جو لوگوں کی خوراک ہوتی ہیں۔ ہمارے پاس کھانے کے لیے یا تو اندرائن ہے یا پھر مردار ہیں۔''

کی ابوسفیان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی قوم ہلاک ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی: "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا غَدَقًا طَبَقًا مُّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ" اس دعا کے بعد ابھی جمعہ بھی نہیں آیا حتی کہ خوب کھل کر بارش ہوئی۔ پھر وہ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور بارش کی زیادتی کی شکایت کی اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے گھر گر گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا ہمارے اردگرد بارش برسا ہم پر بارش نہ برسا اسی وقت بادل دائیں بائیں پھر گیا۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ایک ایسی قوم کے پاس سے آیا ہوں جن کے چرواہے نہ تو اپنے ریوڑ چرا سکتے ہیں اور نہ ہی قحط سالی کی وجہ سے ان کی کھجوریں ثمر آور ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر یہ دعا مانگی:

"اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا طَبَقًا مُّرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ"

پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ جو شخص بھی جس سمت سے آتا وہ یہی کہتا ہمیں اس بارش سے حیات نصیب ہوتی ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر بارش کے لیے دعا کرتے ہیں اور میں آپ ﷺ کے رخ زیبا کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے کسی (حضرت ابو طالب) شاعر کا یہ شعر یاد آجاتا ہے۔

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

"وہ سفید رنگ والے ہیں ان کے چہرۂ اقدس کا واسطہ دے کر باران رحمت طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔"

خطابی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے بقیع الغرقد کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے کالا عمامہ باندھا ہوا تھا اس کا ایک پلو سامنے اور دوسرا کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔ کندھے پر عربی کمان لٹک رہی تھی۔ آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ انور کیا، تکبیر کہی اور صحابہ کرام کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ ان دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرآت کی پہلی۔ رکعت میں "اذا الشمس کورت" اور دوسری رکعت میں سورۂ والضحیٰ کی تلاوت کی پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک پلٹ دی تاکہ قحط سالی خوشحالی میں تبدیل ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اپنے ہاتھ بلند فرما کر یہ دعا کی:

"اے میرے مولا! ہمارے شہر ویران ہو گئے ہیں۔ ہماری زمین بنجر ہوگئی ہے۔ ہمارے جانور ہلاک ہو گئے ہیں۔ اے مولا! اے برکات نازل فرمانے والے! اے رحمت پھیلانے والے! ہم تجھ سے بارش کی التجا کرتے ہیں۔ تو ہی گناہوں کو معاف

''اللہ کی قسم! یہ تم نے جھوٹ بولا ہے کہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ حالانکہ ہم نے ان کے اردگرد ابھی تک نہ نیزہ بازی کی ہے اور نہ ہی تیر اندازی کے جوہر دکھائے ہیں۔''

وَنُسَلِّمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

''ہم ان کو اس وقت تک تمہارے حوالے نہیں کریں گے جب تک ہم ان کے اردگرد قتل نہ ہو جائیں اور ہم اپنے فرزندوں اور بیویوں کو بھول نہ جائیں۔''

حضور ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا ہاں میری مراد یہی اشعار تھے۔ اس وقت بنو کنانہ میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے درج ذیل اشعار کہے:

لَکَ الْحَمْدُ وَالْحَمْدُ مِمَّنْ شَکَرَ سُقِیْنَا بِوَجْهِ النَّبِیِّ الْمَطَرُ

''اے مولا! تیرے لیے حمد و ثنا ہے اور یہ حمد ہر اس فرد کی طرف سے ہے جس نے تیرا شکریہ ادا کیا۔ تو نے ہمیں حضور ﷺ کے رخ زیبا کے طفیل بارش سے نوازا۔''

دَعَا اللّٰهَ خَالِقَهُ دَعْوَةً اِلَیْهِ وَاَشْخَصَ مِنْهُ الْبَصَرُ

''حضور ﷺ نے اپنے خالق کریم، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی وہ ذات جس کے دیدار سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔''

فَلَمْ یَکُ اِلَّا کَمَا سَاعَةً وَاَسْرَعَ حَتّٰى رَاَیْنَا الدُّرَرُ

''ایک لمحہ میں یا اس سے بھی کم مدت میں ہم نے دیکھا کہ آسمان سے موتی گر رہے ہیں۔''

دِفَاقُ الْعَزَالِیْ کَثِیْرُ الْبُعَاقِ اَغَاثَ بِهِ اللّٰهُ عُلْیَا مُضَرُ

''ایسے محسوس ہوتا تھا کہ مشک کا منہ کھل گیا ہے اور کئی جگہ سے وہ پھٹ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارش کے ذریعے مضر کے بلند علاقوں کی مدد کی۔''

فَکَانَ کَمَا قَالَهُ عَمُّهُ اَبُوْطَالِبٍ ذَا رُوَاءٍ اَغَرُ

''آپ ﷺ خندہ رو اور روشن جبیں ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضرت ابوطالب نے فرمایا ہے۔''

فَمَنْ یَّشْکُرِ اللّٰهَ یُلْقِی الْمَزِیْدَ وَمَنْ یَّکْفُرِ اللّٰهَ یُلْقِی الْغِرَرُ

''جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے وہ مزید نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے اس کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے''۔

یہ اشعار سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اگر شعراء عمدہ کلام کہہ سکتے ہیں تو پھر تم نے اچھا کلام کہا ہے۔

ابو نعیم نے بدیع بن سدرہ سے روایت کیا ہے۔ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہم حضور ﷺ کی معیت میں ایک سفر پر روانہ ہوئے ہم نے ''قاحہ'' کے مقام پر قیام کیا۔ آج کل اس جگہ کو سقیا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس وقت وہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے چند صحابہ کو پانی لینے کے لیے بنو غفار کے پاس بھیجا یہ علاقہ قاحہ سے ایک میل دور تھا۔ حضور ﷺ اس وادی کے وسط میں خیمہ زن ہوئے کچھ صحابہ کرام دامن کوہ میں آرام فرمانے

وَلَیسَ لَنَا اِلَّا اِلَیکَ فِرَارُنَا　　وَاَینَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بارگاہ کے علاوہ ہم بھاگ کر کہاں جائیں اور لوگ اپنے رسل علیہم السلام سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔''

حضور ﷺ اپنی چادر مبارک کو گھسیٹتے ہوئے اٹھے۔ آپ ﷺ منبر شریف پر جلوہ نما ہوئے اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مَّرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا نَّافِعًا غَیْرَ ضَارٍ عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ تَمْلَأُ بِهِ الضَّرْعُ وَ تَنْبُتُ بِهِ الزَّرْعُ وَتُحْیِ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ

''اے میرے مولا! ہم پر ایسی بارش برسا جو ہماری مددگار ہو۔ جو ہمیں خوشحال بنانے والی ہو وہ کثیر ہو وہ بارش ہمارے لیے فائدہ مند ہو۔ نقصان دہ نہ ہو۔ اس باران رحمت کی وجہ سے کھیریاں دودھ سے لبریز ہو جائیں۔ کھیتیاں اس کی وجہ سے زمین سے اگ آئیں اور زمین کو مرنے کے بعد حیات نو نصیب ہو اور اے لوگو! اسی طرح تمہیں بھی زمین سے نکالا جائے گا۔''

راوی کہتے ہیں اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے ابھی تک اپنے ہاتھ اپنے رخ زیبا پر نہیں پھیرے تھے کہ آسمان سیاہ بادلوں سے بھر گیا۔ خوب بارش ہوئی یہاں تک کہ دامن کوہ میں رہنے والے لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ وہ اَلْغَرَقْ اَلْغَرَقْ ''ڈوب گئے، ڈوب گئے'' کی صدا لگا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور عرض کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا ''مولا! ہم پر بارش نازل نہ فرما ہمارے اردگرد بارش برسا۔''

اسی وقت مدینہ طیبہ سے بادل چھٹ گئے۔ اس کی فضا مہر عالم تاب سے پرنور ہو گئی۔ اسی وقت حضور ﷺ مسکرا پڑے۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی شان! حضرت ابو طالب نے کیا خوب کہا تھا۔ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی۔ کون ہے جو ان کے اشعار مجھے سنائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ان کے درج ذیل اشعار سننے کا ارادہ رکھتے ہیں:

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ　　ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

''ان کی رنگت سفید ہے ان کے رخ انور کا واسطہ دے کر بارش کی بھیک مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ ہیں اور بیواؤں کی عصمت کی محافظ ہیں۔''

یُطِیْفُ بِهِ الْھُلَّاکُ مِنْ آلِ ھَاشِمٍ　　فَھُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَّ فَوَاضِلِ

''خاندان ہاشم کے مسکین ہلاک ہونے سے ان کے دامن کرم میں پناہ لیتے ہیں وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس ہر قسم کے انعامات اور احسانات سے مالا مال کر دیئے جاتے ہیں۔''

کَذَبْتُمْ وَبَیْتِ اللّٰهِ نُبْرِیْ مُحَمَّدًا　　وَلَمَّا نُطَاعِنْ حَوْلَهٗ وَ نُنَاضِلِ

گیارہواں باب

ان معجزات کا تذکرہ جن کا ذکر سابقہ ابواب میں نہیں ہوا

حضور ﷺ کی لوگوں سے حفاظت

ترمذی، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی۔ حتی کہ یہ آیت مبارک نازل ہوئی "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ" (المائدہ:۶۷)

آپ ﷺ نے خیمہ مبارک سے اپنا سر باہر نکالا، اور فرمایا اے لوگو! چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔

امام احمد، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر کیا گیا۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یہ شخص آپ صلی اللہ علیک وسلم کو شہید کرنا چاہتا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا نہ گھبراؤ اگر اس نے ارادہ کر بھی لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو یہ قوت عطا نہیں کرے گا۔

واقدی نے حضرت خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ انمار کے لیے حضور ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ جب لوگوں نے حضور ﷺ کے متعلق سنا تو وہ دوڑتے ہوئے پہاڑوں کی چوٹیوں سے اترتے ہوئے دیدار مصطفیٰ ﷺ کے لیے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ "ذوامر" کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ حضور ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ راستہ میں بارش شروع ہوگئی جس سے آپ ﷺ کے مبارک کپڑے گیلے ہو گئے آپ ﷺ نے وہ کپڑے ایک درخت پر لٹکا دیئے تا کہ وہ خشک ہو جائیں۔ قبیلہ غطفان کے لوگوں نے دعثور بن حارث سے کہا محمد (ﷺ) اس وقت بالکل اکیلے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا کوئی بھی ساتھی نہیں ہے۔ اس سے بہتر لمحہ پھر تجھے نہیں مل سکے گا۔ دعثور نے شمشیر بے نیام لی پھر گھاٹی سے نیچے اتر گیا۔ اس وقت سرور کائنات ﷺ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اپنے کپڑوں کے خشک ہونے کا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ دعثور آپ ﷺ کے سر پر کھڑا تھا وہ اپنی تلوار لہرا رہا تھا۔ اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا "اللہ" حضرت جبرائیل امین نے دعثور کے سینے پر مکا مارا جس کی وجہ سے اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضور ﷺ نے اس کی تلوار تھامی اور اس کے سر پر کھڑے ہو کر کہا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ دعثور نے کہا کوئی نہیں حضور ﷺ نے فرمایا اٹھو اور اپنا کام کرو۔ جب وہ واپس جانے لگا تو اس نے کہا آپ ﷺ مجھ سے بہتر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس عفو و درگذر کا تم سے زیادہ حقدار

لگے۔حضور نبی محترم ﷺ نے اس وادی کی زمین کو کریدنا شروع کیا۔اچانک وہاں سے ایک چشمہ بہہ نکلا۔حضور ﷺ اور تمام صحابہ کرام نے جی بھر کر پانی پیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ سُقیَا ہے سُقیَا۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔اسی وجہ سے اس چشمے کا نام سقیا پڑ گیا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے عمر بن شعیب سے روایت کیا ہے۔کہ حضرت ابو طالب نے فرمایا میں اپنے بھتیجے محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ محو سفر تھا۔ہم نے ذوالمجاز کے مقام پر قیام کیا۔مجھے سخت پیاس لگ گئی۔میں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔میں نے عرض کی اے میرے بھتیجے! مجھے شدید پیاس لگی ہے۔میں اس وقت یہ ہی سمجھ رہا تھا کہ میرا بھتیجا میرے لیے کچھ نہیں کر سکے گا۔انہوں نے مجھ سے فرمایا اے میرے چچا جان! کیا آپ کو پیاس لگی ہے؟ میں نے کہا ہاں، حضور ﷺ نے اپنی ایڑھی مبارک زمین پر ماری اچانک وہاں سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا چچا جان! پانی نوش کریں۔پس انہوں نے پانی پیا۔اس قسم کے (ارہاصات) واقعات جن کا تعلق بعثت سے پہلے کا ہے، پیچھے گزر چکے ہیں۔

وادی میں پھیل گئے تا کہ درختوں کے سایہ میں آرام کر سکیں حضور ﷺ نے ایک درخت پر اپنی تلوار لٹکائی اور ہم سب سو گئے اچانک حضور ﷺ ہمیں یاد فرمانے لگے جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے دیکھا کہ آپ کی خدمت میں ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی دوران کہ میں سویا ہوا تھا اس نے میری تلوار اٹھائی۔ جب میری آنکھ کھلی تو یہ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے تلوار کو سونتا اور مجھ سے کہا آج آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا ''اللہ'' اس کے بعد تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وہ خوفزدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے اس اعرابی کو معاف کر دیا۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ابو جہل نے کہا کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے غبار آلود چہرہ کرتے ہیں؟ اس سے کہا گیا ہاں، ابو جہل نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم اب اگر میں نے ان کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو (خاکم بدہن) گرد آلود کر دوں گا۔ جب حضور ﷺ نماز ادا فرمار ہے تھے۔ تو ابو جہل آپ ﷺ کی گردن کو (خاکم بدہن) پامال کرنے کے لیے آیا۔ جونہی وہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو وہ الٹے پاؤں واپس بھاگا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے کسی چیز سے اپنا دفاع کر رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا تجھے کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ نبی محترم (ﷺ) اور میرے درمیان آگ کی ایک خندق ہے اور وہاں پرندے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ مجھے ہاتھ لگاتا تو فرشتے اسے اچک لیتے پھر اس کے اعضاء جدا جدا کر دیتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾ (العلق: ۶)

''ہاں ہاں بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے۔''

ابن اسحاق، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا اے قوم قریش! تم دیکھتے ہو کہ محمد (ﷺ) ہمارے دین میں عیب نکال رہے ہیں۔ ہمارے آباء کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ ہم کو بے وقوف اور احمق کہہ رہے ہیں۔ ہمارے معبودوں کو دشنام طرازی کر رہے ہیں۔ میں نے عہد کر لیا ہے۔ میں کل ایک پتھر لے کر بیٹھ جاؤں گا۔ جب وہ اپنی نماز میں مشغول ہوں گے تو میں ان کا سر کچل دوں گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف سے جو ہو سکے وہ کر لیں۔ صبح کے وقت اس نے پتھر لیا اور خانہ کعبہ میں بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا فرمانے لگے۔ قریش ابو جہل کا کارنامہ دیکھنے کے لیے اپنی اپنی مجالس میں بیٹھ گئے۔ جب حضور ﷺ بارگاہ صمدیت میں سجدہ ریز ہوئے تو ابو جہل نے پتھر اٹھایا اور حضور ﷺ کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ نبی محترم ﷺ کے قریب ہوا تو فوراً واپس پلٹا وہ کانپ رہا تھا اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اس پر رعب چھایا ہوا تھا اس کا پتھر والا ہاتھ شل ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے پتھر پھینک دیا۔ قریش کے آدمی اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھنے لگے تمہیں کیا ہوا ہے؟ ابو جہل نے کہا جب میں حضور (ﷺ) کے قریب گیا تو ان کے اور میرے درمیان ایک اونٹ حائل ہو گیا اللہ کی قسم میں نے اس جتنا بڑا اونٹ نہیں دیکھا اس کی کوہان جتنی بڑی کوہان نہیں دیکھی اور اس کے جبڑوں جتنے بڑے جبڑے نہیں دیکھے۔ وہ اونٹ مجھے کھا لینا چاہتا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ اگر ابو جہل میرے قریب ہوتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔ امام بخاری نے

ہوں۔ جب دعثور اپنی قوم کے پاس واپس آیا تو اس کی قوم نے کہا اللہ کی قسم! آج تو نے بڑا عجیب کام کیا ہے۔ تو تلوار لے کر ان کے سر پر کھڑا رہا۔ لیکن تو نے ان کا کام تمام نہ کیا۔ دعثور نے کہا میں ان کے خلاف کبھی بھی لشکر کشی نہیں کروں گا۔ اس واقعہ کے بعد دعثور نے اسلام قبول کر لیا۔ اس واقعہ کو ابن اثیر نے ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' میں ذکر کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ اسے ابو موسیٰ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابو سعید النقاش نے بھی اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ اس شخص کا نام غورث بن حارث تھا۔ اس روایت کے علاوہ اور کسی روایت میں اس کے اسلام لانے کا ذکر نہیں ہے۔ ابو احمد العسکری نے اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے جس طرح اسے ابو سعید نقاش نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس شخص کا نام دعثور لکھا ہے۔ حضرت علامہ السیوطی یہی روایت خصائص کبریٰ میں نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس وقت نبی محترم ﷺ کے ساتھ ۴۵۰ چار سو پچاس صحابہ کرام تھے۔ ان کے پاس گھوڑے بھی تھے۔ جب حضور ﷺ اس درخت کے نیچے آرام فرمانے لگے اور اس درخت کی شاخوں کے ساتھ اپنے کپڑے لٹکائے اس وقت نبی مکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان وادی ذی امر تھی۔ جب اعرابیوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ تنہا ہیں انہوں نے اپنے سردار دعثور کو حضور ﷺ کو شہید کرنے پر برانگیختہ کیا۔ انہوں نے کہا اب تیرے لیے محمد ﷺ کو قتل کرنا ممکن ہے۔ اب وہ بالکل تنہا ہیں۔ صحابہ کرام ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔ جب حضرت جبرائیل نے دعثور کے سینے پر مکا مارا تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور ﷺ نے اس تلوار کر پکڑ لیا اور دعثور کے سر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اب مجھ سے تجھے کون بچائے گا۔ اس نے کہا اب مجھے آپ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں ان کے خلاف کبھی بھی لشکر کشی نہیں کروں گا۔ جب دعثور کی قوم نے اس کو ملامت کی تو اس نے کہا، میں نے ایک سفید، لمبے انسان کو دیکھا اس نے میرے سینے پر مکا مارا جس سے میں پشت کے بل کے گر پڑا میں نے پہچان لیا کہ وہ فرشتہ ہے اور میں نے یہ بھی گواہی دی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَن يَبْسُطُوٓا۟ إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ (المائدہ:۱۱)

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے۔''

امام بیہقی نے بھی اسی واقعہ کو روایت کیا ہے۔ اسی طرح کا واقعہ غزوۂ ذات الرقاع میں بھی رونما ہوا تھا اگر امام واقدی نے صحت کے ساتھ اس واقعہ کو اس غزوہ میں بیان کیا ہے تو پھر گویا کہ یہ دو واقعات ہیں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول مکرم ﷺ کی قیادت میں نجد کی طرف جہاد کرنے گئے جب رسول کریم ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں ایک ایسی وادی میں آرام فرما ہوئے جس میں بہت زیادہ درخت تھے۔ حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے لوگ بھی اس

کوئی بھی نہیں سنے گا۔ رات کے وقت وہ شخص اپنی سواری پر روانہ ہوا وہ پانچ یا چھ دن کے لگا تار سفر کے بعد مدینہ طیبہ پہنچا۔ جب وہ بارگاہ رسالت میں پہنچا تو حضور ﷺ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا یہ شخص مجھے دھوکے سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادہ کے مابین حائل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا مجھے سچ سچ بتا کہ تو کون ہے اور یہاں کس لیے آیا ہے؟ اگر تو نے سچ بولا تو یہ سچ تمہیں نفع دے گا اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو میں تیرے عزم سے آگاہ ہو چکا ہوں اس شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا؟ آپ ﷺ مجھے امان عطا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تجھے امان ہے۔ اس آدمی نے اپنے اور ابوسفیان کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب میں تمہیں امان دے چکا ہوں۔ جہاں چاہتا ہے چلا جا لیکن ایک اور چیز تیرے لیے اس سے بہتر ہے۔ اس اعرابی نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں وہ شخص اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ پھر اس نے عرض کی اللہ کی قسم! میں بہت بہادر شخص تھا۔ میں لوگوں سے بالکل نہیں ڈرا کرتا تھا۔ لیکن جونہی میں نے آپ ﷺ کو دیکھا میری عقل مبہوت ہو گئی میرا نفس کمزور ہو گیا۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میرے اس راز نہاں سے کئی شہ سوار آگاہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ اس راز سے کوئی شخص واقف نہ تھا مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی حفاظت فرما رہا ہے اور آپ حق پر ہیں۔

ابو یعلی، ابن ابی حاتم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب سورۃ ''تبت ید ابی لھب'' نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی عوراء بنت حرب مسجد حرام میں آئی وہ آتش پا تھی اس نے اپنے ہاتھ میں پتھر پکڑ رکھا تھا۔ نبی محترم ﷺ بھی مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عوراء کو دیکھا تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عوراء آ گئی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو تکلیف نہ دے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ آپ ﷺ نے تلاوت قرآن پاک شروع فرمائی۔ عوراء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اس نے رسول مکرم ﷺ کو نہ دیکھا اس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (ﷺ) نے میری ہجو کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا رب کعبہ کی قسم! انہوں نے تیری ہجو نہیں کی۔ یہ سن کر وہ واپس چلی گئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عوراء سے کہا، اللہ کی قسم! میرے صاحب ﷺ نہ تو شاعر ہیں اور نہ ہی وہ جانتے ہیں کہ شاعری کیا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس سے پوچھو کیا تجھے میرے پاس کوئی شخص نظر آ رہا ہے۔ وہ مجھے نہیں دیکھ رہی اللہ تعالیٰ نے اس کے اور میرے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عوراء سے یہی سوال کیا۔ عوراء نے کہا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! مجھے تو تمہارے پاس کوئی شخص بھی نظر نہیں آ رہا۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عوراء آپ صلی اللہ علیک وسلم کو نہ دیکھ سکی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا۔ جس

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا اب اگر میں نے محمد (ﷺ) کو کعبہ کے پاس دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو (خاکم بدہن) روند ڈالوں گا۔ جب حضور ﷺ نے ابوجہل کی یہ یاوہ گوئی سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر ابوجہل نے اس طرح کیا تو اسے ملائکہ سر عام پکڑ لیں گے اور ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ حضور ﷺ غصے میں کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ جب مسجد حرام میں داخل ہونے لگے تو آپ ﷺ کا سر مبارک دروازے سے ٹکرا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ برا دن ہے۔

البزار، الطبرانی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد حرام میں تھا۔ ابوجہل نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں نے محمد (ﷺ) کو سجدہ ریز دیکھا تو میں ان کی گردن کو (خاکم بدہن) پامال کر دوں گا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور ابوجہل کے اس بکواس سے حضور ﷺ کو آگاہ کیا۔ حضور ﷺ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہونا چاہتے تھے تو آپ ﷺ کا سر مبارک دروازے سے ٹکرا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج برا دن ہے۔ اس وقت حضور ﷺ نے سورۃ اقرا کی تلاوت شروع کی۔ جب حضور ﷺ اس آیت پر پہنچے: كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾ (العلق:۶) تو کسی شخص نے ابوجہل سے کہا یہ محمد ﷺ ہیں۔ ابوجہل نے کہا تمہیں وہ سب کچھ نظر نہیں آ رہا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کسی چیز نے افق کو گھیر لیا ہے۔

واقدی اور امام بیہقی نے حضرت نافع بن جبیر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مہاجر صحابی سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے غزوۂ احد میں شرکت کی میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ پر ہر سمت سے تیر برسائے جا رہے تھے۔ حضور ﷺ وسط میں تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ تیر حضور ﷺ تک پہنچنے سے پہلے ہی مڑ جاتے تھے۔ میں نے غزوۂ احد کے دن عبداللہ بن شہاب کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔ محمد (ﷺ) تک میری راہنمائی کرو۔ اگر وہ بچ گئے تو پھر میں نہیں بچ سکوں گا۔ اس وقت حضور ﷺ اس کے پہلو میں تھے۔ اس وقت سرور دو عالم ﷺ تنہا تھے۔ عبداللہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گذر گیا۔ صفوان نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عبداللہ نے کہا اللہ کی قسم! محمد ﷺ مجھے نظر نہیں آ رہے۔ ہم کو حضور ﷺ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تھا۔ ہم چار فرد تھے۔ ہم نے نبی محترم ﷺ کو شہید کرنے کا پختہ عہد کیا لیکن ہم اس بات پر قادر نہ ہو سکے۔

امام واقدی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ابوسفیان نے قریش مکہ سے کہا مجھے ایسا شخص نہیں ملتا جو محمد ﷺ کو دھوکے سے قتل کر دے۔ وہ بازاروں میں گھومتے رہتے ہیں۔ کوئی شخص انہیں قتل کر کے ہمارا بدلہ لے لے۔ ایک اعرابی ابوسفیان کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا اگر تو میرا بوجھ اٹھا لے تو پھر میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا ہوں اور انہیں شہید کر دیتا ہوں۔ میں راستہ سے خوب آشنا ہوں اور میرے پاس ایک تیز خنجر بھی ہے۔ ابوسفیان نے کہا پھر تو تو ہمارا ساتھی ہے۔ ابوسفیان نے اس کو اونٹ اور زاد راہ دیا اور کہا اپنے خفیہ منصوبہ پر روانہ ہو جاؤ۔ لیکن مجھے اطمینان نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ہماری یہ گفتگو کوئی شخص سن لے اور محمد (ﷺ) کو آگاہ کر دے اس اعرابی نے کہا میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ ہماری یہ گفتگو صیغۂ راز میں رہے گی اسے

اظہار کیا۔انہوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ خشک ہو چکے تھے اور ابھی تک پتھر اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔انہوں نے اس ساتھی کا علاج کیا جس سے وہ تندرست ہو گیا۔انہوں نے کہا ہمیں اسی چیز کی جستجو تھی۔یعنی ہمیں ایک دلیل درکار تھی۔جس سے ہم ثابت کر سکیں کہ حضور (ﷺ) جادوگر ہیں۔(نعوذ باللہ منہ)

واقدی اور ابونعیم نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نضر بن حارث رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیا کرتا تھا۔وہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ تنگ کرتا تھا۔ایک دن رسول مکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔سخت گرمی تھی دوپہر کا وقت تھا۔حضور ﷺ رفع حاجت کے لیے بہت دور تشریف لے جاتے تھے۔جب آپ ﷺ ''ثنية الحجون'' کے نیچے پہنچے تو نضر نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا۔اس نے کہا اس سے بہتر موقع مجھے نہیں مل سکے گا۔وہ کسی حیلہ سے نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا۔پھر وہ خوفزدہ اور مرعوب ہو کر واپس آ گیا۔راستہ میں اسے ابوجہل ملا اس نے کہا نضر! کہاں گئے تھے؟ اس نے کہا میں محمد (ﷺ) کو دھوکے سے قتل کرنا چاہتا تھا۔وہ اس وقت اکیلے تھے۔جب میں آپ (ﷺ) کی طرف بڑھا تو میں نے بہت سے شیر دیکھے وہ اپنے جبڑوں کو کھول کر مجھے نگل لینا چاہتے تھے۔یہ دیکھ کر میں خوفزدہ ہو گیا میں بھاگ کر واپس چلا آیا۔تمام واقعہ سن کر ابوجہل نے کہا یہ حیرت انگیز قصہ بھی ان کے جادو کا ایک حصہ ہے۔

الطبرانی، ابن مندہ اور ابونعیم نے حضرت حکم رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے حکم نے کہا، اے میری نور نظر! کیا میں تمہیں وہ واقعہ نہ سناؤں جو میں نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے۔ایک دن ہم رسول مکرم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے باہر نکلے۔جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے ایک خوفناک آواز سنی ہمیں محسوس ہوا کہ تہامہ کے تمام پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں۔ہم سب بے ہوش ہو گئے۔جب ہم ہوش میں آئے تو حضور ﷺ نماز ادا فرما کر گھر چلے گئے تھے۔پھر دوسرے روز ہم نے یہی برا ارادہ کیا۔جب ہم آپ ﷺ کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ہمارے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔اللہ کی قسم! ہمیں اپنے مذموم مقصد کو عملی جامہ پہنانے کا کبھی موقع نہ ملا۔حتی کہ ہم دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آل مغیرہ کے ایک شخص نے غزوۂ خندق کے دن کہا میں محمد (ﷺ) کو ضرور قتل کر دوں گا۔وہ گھوڑے کے ذریعے خندق کو عبور کرنا چاہتا تھا۔لیکن وہ خندق میں گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔اس کے ساتھیوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اس شخص کو ہمارے حوالے کریں تا کہ ہم اس کو دفنا دیں۔ہم آپ (ﷺ) کو اس کی دیت دے دیں گے۔حضور ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ یہ بھی خبیث ہے اور اس کی دیت بھی خبیث ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت زہر آلود بھونی ہوئی بکری لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔حضور ﷺ نے اس کے گوشت کو تناول فرمایا بعد میں اس عورت کو گرفتار کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔حضور ﷺ نے اس سے اس کے اس برے فعل کے متعلق پوچھا اس نے کہا میں آپ ﷺ کو قتل کر

نے میرے اور عوراء کے مابین اپنے پروں کو حائل کر دیا۔ اس لیے وہ مجھے نہ دیکھ سکی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا (یٰسین: ۹) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ افراد نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کا عزم کیا۔ ان افراد میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی قرآءت کو سنا، انہوں نے اپنے مذموم ارادہ کی تکمیل کے لیے ولید کو حضور ﷺ کی طرف بھیجا۔ وہ اس جگہ آیا جہاں آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ کی قرآءت کو تو سنا لیکن آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں تمام صورت حال بتائی وہ ولید کو لے کر اس مقام پر آئے جہاں آپ ﷺ مصروف نماز تھے اور جہاں سے آواز آ رہی تھی اس طرف گئے اچانک انہیں محسوس ہوا کہ آواز تو ان کے پیچھے سے آ رہی ہے۔ جب وہ آواز کی سمت بڑھے تو پھر انہیں یہی محسوس ہوا کہ آواز ان کے پیچھے سے آ رہی ہے وہ جدھر جاتے آواز ان کے پیچھے ہی سے آتی لیکن وہ نبی محترم ﷺ تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ عکرمہ کی روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جسے ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے۔ جب ابوجہل نے کہا اگر میں نے محمد (ﷺ) کو دیکھ لیا تو میں انہیں یوں کر دوں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ''اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا (یٰسین: ۸-۹)'' لوگ ابوجہل سے کہتے۔ یہ ہیں محمد ﷺ۔ وہ جواب دیتا کہاں ہیں؟ وہ کہاں ہیں لیکن آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکتا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مسجد حرام میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے آپ ﷺ بلند آواز سے قرآءت فرماتے تھے آپ ﷺ کی قرآءت سے قریش تنگ آ جاتے تھے ایک دن انہوں نے حضور ﷺ کو پکڑنے کی کوشش کی۔ جونہی وہ اس ارادے سے اٹھے ان کے ہاتھ ان کے گردنوں کے ساتھ لگ گئے اور وہ سب اندھے ہو گئے۔ پھر وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) ہم آپ کو اللہ تعالیٰ اور صلہ رحمی کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو بھی ٹھیک کر دیا اور ان کی بصارت بھی لوٹ آئی۔ اس وقت سورۂ یٰسین کا نزول ہوا۔

ابونعیم نے معتمر بن سلیمان کی سند سے ان کے والد محترم سے روایت کیا ہے کہ بنو مخزوم کا ایک شخص رسول مکرم ﷺ کی طرف گیا اس کے ہاتھ میں پتھر تھا وہ رسول کریم ﷺ کو پتھر مارنا چاہتا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوئے تو وہ آپ ﷺ کی طرف برے ارادے سے بڑھا جونہی اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اس کے ہاتھ شل ہو گئے وہ اپنے ہاتھ سے پتھر بھی نہیں پھینک سکتا تھا۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا تو اس شخص سے ڈر گیا تھا۔ اس نے کہا نہیں میرے ہاتھ میں اتنی قوت ہی نہ رہی کہ میں اس پر پتھر پھینک سکوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے اس معجزہ پر تعجب کا

کہتے ہیں میں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملا میں نے کہا میں جھاڑ پھونک کا کام کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ شفاء دے دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَامَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

''تمام ستائش اللہ کے لیے ہے۔ ہم اسی کی ثناء بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اپنے اعمال کی برائیوں سے اسی کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

ضماد نے عرض کی یہ کلمات مجھے پھر سنائیں نبی محترم ﷺ نے ان کلمات کو دوبارہ دہرایا۔ ضماد نے کہا اللہ کی قسم! اس طرح کے کلمات میں نے نہ کاہنوں، نہ جادوگروں اور نہ ہی شاعروں سے سنے ہیں۔ یہ کلمات سمندر کی پہنائیوں کو محیط ہیں۔ دست مبارک بڑھائیں میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بیعت کروں۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھایا۔ حضرت ضماد نے بیعت کرلی اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم تعجب نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح قریش کی دشنام طرازی اور لعنت کو مجھ سے پھیر دیتا ہے۔ وہ مذمم (مذمت کیا ہوا) کو سب و شتم کرتے ہیں اور اسی کو لعنت کرتے ہیں۔ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تعریف کیا گیا) ہوں۔

علامہ حلبی نے السیرۃ النبوۃ میں لکھا ہے اسی اثناء میں کہ تاجدار حرم ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ قبیلہ زبید کا ایک شخص مسجد میں داخل ہوا وہ کبھی قریش کی ایک محفل میں جاتا کبھی دوسری میں، وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا۔ اے گروہ قریش! تمہارے پاس سامان کی کثرت کیسے ہو، تمہیں نفع کیسے حاصل ہو، تمہارے پاس تاجر کیسے آئیں۔ حالانکہ تم اس شخص پر ظلم کرتے ہو جو تمہارے حرم میں آتا ہے۔ وہ اسی طرح ہر مجلس میں جاتا رہا حتی کہ وہ نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ آپ ﷺ اس وقت اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ نبی مکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کس نے تجھ پر ظلم کیا؟ اس نے عرض کی کہ وہ تین خوبصورت اونٹ لے کر مکہ معظمہ آیا۔ ابوجہل نے ان تینوں کا سودا کرلیا۔ لیکن قیمت کا ذکر نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے میرے مال کو نقصان پہنچا ہے۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تیرے اونٹ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کی وہ ''الجزورہ'' میں ہیں۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس کے اونٹوں کو دیکھا اونٹ واقعی خوبصورت تھے۔ حضور ﷺ نے اس شخص کے وہ اونٹ خرید لیے اور اسے

ناچاہتی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں یہ توفیق کبھی نہیں دے گا۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ بنی فزارہ کی ایک عورت تھی۔ اس کا نام ام قرفہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں میں سے تیس جوان تیار کیے اور انہیں بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ تاکہ وہ آپ ﷺ کو قتل کر دیں۔ جب حضور ﷺ نے یہ خبر سنی تو آپ ﷺ نے بددعا کی۔ مولا! اس کو اس کی تمام اولاد سے محروم کر دے۔ پھر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ انہوں نے ام قرفہ اور اس کی تمام اولاد کو قتل کر دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ عامر نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر میں اسلام قبول کرلوں تو کیا آپ اپنے بعد مجھے مسلمانوں کا امیر بنا دیں گے۔ حضور ﷺ نے کہا امارت نہ تو تیرے لیے ہے اور نہ ہی تیری قوم کے لیے ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ کے خلاف اتنا لشکر جمع کروں گا کہ یہ وادی جوانوں اور گھوڑوں سے بھر جائے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں یہ توفیق کبھی بھی عطا نہیں کرے گا۔ جب وہ دونوں بارگاہ رسالت سے نکلے تو عامر نے اربد سے کہا اے اربد! میں محمد ﷺ کو گفتگو میں مصروف رکھوں گا۔ جبکہ تم اپنی تلوار سے ان کا کام تمام کر دینا جب اربد نے اپنے مذموم مقصد کی تکمیل کے لیے اپنا ہاتھ تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ وہیں خشک ہو گیا اور وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ جب وہ دونوں الرقم کے مقام پر پہنچے تو اللہ رب العزت نے اربد پر بجلی گرا کر اسے ہلاک کر دیا اور عامر کو پھوڑے (کینسر) میں مبتلا کر دیا جس سے وہ مر گیا۔ اس وقت یہ آیات مبارکہ اتریں:

اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی ...... شَدِیْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ (الرعد: ۸ تا ۱۳)

''اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو (شکم میں) اٹھائے ہوتی ہے کوئی مادہ ...... اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔''

عامر نے وقت مرگ کہا یہ مصائب اللہ کی طرف سے ہیں جو محمد (ﷺ) کی حفاظت کرتے ہیں۔

حاکم اور الطبرانی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں۔ اس آدمی نے عرض کی نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوتا ہے اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ غیب ہے اور غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس نے کہا ذرا مجھے اپنی تلوار تو دکھائیں۔ حضور ﷺ نے اس کو اپنی تلوار دی اس نے وہ تلوار ہوا میں لہرائی پھر نبی محترم ﷺ کو واپس کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اپنے ارادہ میں کامیاب ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس شخص نے کہا ایسے ہی ہوا ہے۔

ہجرت سے قبل نبی محترم ﷺ کے معجزات

امام احمد، امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ضماد مکہ معظمہ میں آئے ان کا تعلق قبیلہ بنو ازدشنوءہ کے ساتھ تھا۔ وہ جھاڑ پھونک کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے مکہ مشرفہ کے بے وقوفوں سے سنا کہ محمد (ﷺ) مجنون ہیں۔ یہ سن کر ضماد کہنے لگے میں ان کے پاس جاتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ انہیں میرے ہاتھ پر شفا دے دے وہ

اس مسافر کو لے کر ابوجہل کے گھر آئے اور دروازے پر دستک دی۔ اس نے پوچھا کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد (فداہ روحی) ہوں۔ جب ابوجہل باہر آیا تو اس کا رنگ فق تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس غریب کا حق ادا کرو۔ ابوجہل نے کہا میں ابھی اس کا حق ادا کرتا ہوں۔ اسی وقت ابوجہل نے اس پردیسی کو قیمت ادا کر دی۔ پھر وہ اجنبی قریش کی مجالس میں آیا اور کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص (نبی مکرم ﷺ) کو اجر عظیم عطا فرمائے اللہ کی قسم! اس نے مجھے حق لے کر دیا ہے۔ حضور ﷺ ابوجہل کی طرف روانہ ہوئے تو قریش نے اپنا ایک شخص حضور ﷺ کے پیچھے بھیجا اور اس سے کہا دیکھو نبی اکرم (ﷺ) کیا کرتے ہیں۔ جب وہ شخص واپس آیا تو قریش مکہ نے پوچھا تو نے کیا دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں نے بہت ہی تعجب خیز واقعہ دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم! جونہی نبی محترم (ﷺ) نے ابوجہل کے دروازے پر دستک دی تو وہ خوفزدہ، گھبرایا ہوا باہر آیا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ ایک جسد بے روح ہے۔ حضور (ﷺ) نے اس سے فرمایا اس کو اس کا حق دے۔ اس نے کہا میں ابھی اس کا حق لے کر آتا ہوں وہ اپنے گھر گیا اور اسی وقت اس پردیسی کا حق لے آیا۔ قریش مکہ نے ابوجہل سے کہا آج تو نے عجیب ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ اس نے کہا تمہارے لیے بربادی ہو۔ اللہ کی قسم! جونہی آپ (ﷺ) نے میرے دروازے پر دستک دی اور میں نے آپ ﷺ کی آواز کو سنا تو میں رعب و دبدبہ سے بھر گیا۔ جب میں باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے سر پر ایک نر اونٹ کھڑا تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ اگر میں نے انکار کیا تو یہ اونٹ ابھی مجھے کھا جائے گا۔

حضرت خاتون جنت سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں ایک دن مشرکین مکہ حجر میں جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ جب محمد ﷺ ادھر سے گزریں تو ہم میں سے ہر ایک ان پر تلوار کا وار کرے۔ اس طرح ہم ان کو قتل کر دیں گے۔ میں نے ان کی اس منصوبہ بندی کو سن لیا۔ میں روتی ہوئی والد محترم ﷺ کے پاس آئی، میں عرض کناں ہوئی۔ اے والد مکرم! میں ابھی ابھی قریش کے ایک گروہ کے پاس سے گذری ہوں۔ وہ حجر میں جمع ہیں۔ وہ لات وعزیٰ و منات واساف اور نائلہ کی قسمیں اٹھا رہے ہیں کہ وہ جب آپ ﷺ کو دیکھیں گے تو وہ اپنی تلواروں سے آپ ﷺ کو شہید کر دیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے میری نور نظر! گریہ بار نہ ہو۔ آپ ﷺ وضو فرمانے کے بعد مسجد میں تشریف لے گئے۔ قریش مکہ نے اپنے سروں کو اٹھایا پھر جھکا لیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے کفار قریش کی طرف پھینکا اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ''چہرے برباد ہو جائیں'' وہ مٹی جس شخص پر بھی پڑی وہ غزوہ بدر میں واصل جہنم ہوا۔

علامہ حلبی نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ عقبہ بن ابی معیط کے پاس اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عقبہ ایک سفر سے واپس آیا اس نے کھانا تیار کروایا اور سرداران قریش کو دعوت دی۔ اس نے نبی محترم ﷺ کو بھی دعوت دی۔ جب سرور کائنات ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو آپ ﷺ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تو توحید ورسالت کی گواہی نہ دے گا۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے کھانا تناول فرمایا۔ لوگ کھانا کھا کر چلے گئے۔ عقبہ، ابی بن

اس کی مرضی کے مطابق رقم ادا کی۔ پھر آپ ﷺ نے دو اونٹوں کو اتنی قیمت پر فروخت کر دیا۔ جو آپ ﷺ نے اس شخص کو ادا کی تھی۔ پھر تیسرا اونٹ بیچا اور اس کی قیمت بنو عبد المطلب کی بیواؤں میں تقسیم کر دی۔

ابو جہل بازار کے ایک کونے میں بیٹھ کر سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ حضور ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے گفتگو بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے ابو جہل سے کہا اے ابو عمرو! پھر کسی شخص کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہ کرنا۔ جس طرح کا سلوک تو نے اس شخص کے ساتھ کیا ہے۔ ورنہ میری طرف سے تجھے ناپسندیدہ رویے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ابو جہل کہنے لگا۔ **لَا اَعُوْدُ یَا مُحَمَّدُ لَا اَعُوْدُ یَا مُحَمَّدُ** ''اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) میں پھر ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ پھر نبی محترم ﷺ واپس آ گئے۔ امیہ بن خلف اور اس کے ساتھی ابو جہل کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ آج تو محمد ﷺ کے ہاتھوں میں ذلیل ورسوا ہو گیا ہے۔ کیا تو ان کی اتباع کرنا چاہتا ہے یا تو ان سے مرعوب ہو گیا تھا۔ ابو جہل نے کہا میں کبھی بھی ان کی اتباع نہیں کروں گا اور جو واقعہ تم نے ابھی دیکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے دو آدمی دیکھے ایک محمد ﷺ کے دائیں طرف اور دوسرا ان کے بائیں طرف تھا۔ ان کے ہاتھ میں نیزے تھے وہ مجھے اشارہ کر رہے تھے کہ اگر تو نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی کی تو ہم تیری جان نکال لیں گے۔

ابو جہل ایک یتیم کا سرپرست تھا اس نے اس یتیم کا مال ہضم کر لیا اور اس کو گھر سے نکال دیا۔ وہ اپنی شکایت لے کر قریش مکہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کو از راہ مذاق بارگاہ رسالت میں بھیج دیا اور کہا صرف محمد ﷺ ہی تمہیں ابو جہل کے ظلم سے نجات دلا سکتے ہیں۔ وہ بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہوا اور اپنی داستان ظلم عرض کی حضور ﷺ اس کے ساتھ ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا مال واپس لے کر دیا۔ جب ابو جہل سے کہا گیا کہ تو آپ ﷺ سے مرعوب ہو گیا تھا۔ اس نے کہا میں ان دو نیزوں سے ڈر گیا تھا۔ جو آپ ﷺ کے دائیں بائیں تھے۔ اگر میں وہ مال دینے سے انکار کر دیتا تو وہ نیزے مجھے چیر کر رکھ دیتے۔

ان عجیب معجزات میں سے اراشی کا بھی قصہ ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابو جہل نے اراشہ کے ایک آدمی سے کوئی چیز خریدی۔ لیکن ابو جہل نے اس کی قیمت ادا نہ کی، قریش نے اس کو بارگاہ نبوت میں بھیجا۔ تا کہ آپ ﷺ اسے ابو جہل سے قیمت دلوائیں۔ انہوں نے نبی آخر الزمان ﷺ سے مذاق کیا تھا۔ کیوں کہ وہ گمان کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ میں اتنی استطاعت نہیں کہ آپ ﷺ ابو جہل سے قیمت دلا سکیں۔ جب ابو جہل نے اس شخص کو قیمت ادا نہ کی تو وہ قریش کی مجالس میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے گروہ قریش! ابو الحکم بن ہشام کے خلاف کون میری مدد کرے گا۔ میں مسافر اور اجنبی ہوں۔ اس نے مجھ سے میرا حق چھین لیا ہے۔ قریش نے کہا کیا تمہیں وہ شخص نظر آ رہا ہے۔ اس کے پاس جاؤ وہ تمہاری اعانت کرے گا۔ وہ شخص حضور نبی محترم ﷺ کے پاس آیا اور اپنے تمام حالات بیان کیے۔ اس نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کی اے عبد اللہ! ابو الحکم نے مجھ سے میرا حق چھین لیا ہے۔ میں مسافر اور اجنبی ہوں۔ میں نے قوم قریش سے کہا کہ میرا حق واپس دلوا دو۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحم فرمائے مجھے میرا حق دلوا دیں۔ حضور ﷺ

امام بیہقی نے ابن شہاب اور موسیٰ بن عقبہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حج کے ایام میں حضور ﷺ مختلف قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ آپ ﷺ قبیلہ ثقیف کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک نہ کہا۔ آپ ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ انتہائی غمزدہ تھے۔ آپ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں آرام فرمایا۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے اپنے غلام کو آپ ﷺ کی طرف بھیجا اس غلام کا نام عداس تھا۔ وہ نینویٰ کا باشندہ تھا اور نصرانی تھا۔ جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا تیرا تعلق کس علاقے سے ہے۔ اس نے عرض کی میں نینویٰ کا رہنے والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو مرد صالح حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے شہر کا باشندہ ہے؟ عداس نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم کو یونس بن متی علیہ السلام کے متعلق کیسے علم ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس ذات نے مجھے بتایا ہے۔ اسی وقت عداس حضور ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہو گیا اور آپ ﷺ کے قدمین شریفین چومنے لگا۔ جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کی ان حرکات کو دیکھا تو وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ جب عداس ان کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا تو محمد (ﷺ) کے لیے سجدہ ریز کیوں ہو گیا تھا۔ اور ان کے قدموں کو چومنے لگا تھا۔ اس سے پہلے تو تو اس طرح کی حرکت نہیں کرتا تھا۔ عداس نے کہا یہ ایک صالح شخص ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک ایسی خبر بتائی ہے جو ایک رسول ہی بتا سکتا ہے۔ انہوں نے مجھے حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے متعلق بتایا ہے۔ یہ سن کر وہ دونوں مسکرانے لگے انہوں نے کہا یہ ایک (خاکم بدہن) مکار شخص ہے کہیں تمہیں عیسائیت سے بیزار نہ کر دے۔

ابونعیم نے خالد بن سعید سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بکر بن وائل کا قافلہ ایام حج میں مکہ مکرمہ آیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور انہیں اسلام کی دعوت دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا ہمارے سردار حارثہ کے آنے تک ہم اس پیغام میں غور و فکر نہیں کر سکتے۔ جب حارثہ آیا تو اس نے کہا ہمارے اور فارس کے مابین معرکہ بپا ہے۔ جب ہم اس جنگ سے فارغ ہوئے تو ہم آ کر اس پیغام میں غور و فکر کریں گے جب وہ اور اہل فارس ذی قار کے مقام پر نبرد آزما ہوئے تو ان کے سردار نے ان سے پوچھا اس شخص کا نام کیا ہے۔ جو خود کو پیغمبر اسلام کہتا ہے۔ لوگوں نے بتایا اس کا نام محمد (فداہ روحی ﷺ) ہے۔ حارثہ نے کہا آج تمہارا نعرہ وہی ہے۔ اسی نعرہ کے صدقے وہ اہل فارس پر فتح یاب ہوئے۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا آج انہیں میرے صدقے اعانت ملی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں ذی قار کے واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پہلا دن تھا۔ جب عربی عجمیوں پر غالب آئے اور انہیں میرے صدقے فتح نصیب ہوئی۔

واقدی اور ابونعیم نے عبداللہ بن وابصہ عبسی سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مقام منیٰ میں رسول مکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں اسلام کی دعوت دی۔ لیکن ہم نے آپ ﷺ کی

خلف کا دوست تھا۔ لوگوں نے ابی کو عقبہ کے ایمان لے آنے کے متعلق بتایا۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اس نے کہا اے عقبہ! میں نے سنا ہے کہ تو بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں بے دین نہیں ہوا۔ بات یہ ہے کہ میرے گھر میں ایک شریف شخص آیا۔ اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ تاوقتیکہ میں توحید و رسالت کی گواہی دوں۔ مجھے شرم آئی کہ وہ کھانا کھائے بغیر میرے گھر سے چلا جائے۔ میں نے اس کا دل رکھنے کے لیے یہ شہادت دی۔ میں نے یہ شہادت دل سے نہیں دی۔ ابی نے عقبہ سے کہا تیرا چہرہ دیکھنا اس وقت تک مجھ پر حرام ہے جب تک تو محمد (ﷺ) کو روندتا نہیں ان پر (خاکم بدہن) تھوک نہیں پھینکتا اور ان کی آنکھوں کے درمیان تھپڑ نہ مارے (نعوذ باللہ منہ) عقبہ نے ابی سے یہ وعدہ کر لیا۔ عقبہ حضور ﷺ سے ملا اور اس نے یہ قبیح حرکت کی۔ حضرت ضحاک فرماتے ہیں جب عقبہ نے تھوکا تو اسکا تھوک حضور ﷺ کے رخ زیبا تک نہ پہنچا۔ بلکہ وہ آگ کا انگارہ بن کر عقبہ کے چہرے پر گرا اور اس کے چہرے کو جلا دیا۔ یہ نشان تادم مرگ اس کے چہرے پر رہا۔ قرآن پاک کی یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ (الفرقان: ۲۷-۲۸)

''اور اس روز ظالم (فرط ندامت سے) کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش! میں نے اختیار کیا ہوتا رسول (مکرم) کی معیت میں (نجات کا) راستہ۔ ہائے افسوس! کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو اپنا دوست۔''

حاکم نے حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ چھ انصار کے اسلام لانے سے پہلے وہ اور ان کے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو حضور ﷺ نے رفاعہ کو دیکھا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا خالق کون ہے؟ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ، آپ ﷺ نے پوچھا ان بتوں کو کس نے بنایا ہے؟ ہم نے کہا ہم نے ان کو تراشا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا خالق عبادت کا زیادہ مستحق ہے یا کہ مخلوق۔ تم اس بات کے زیادہ سزاوار ہو کہ تمہاری پوجا کی جائے کیونکہ تم نے بتوں کو گھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بتوں سے زیادہ عبادت کا مستحق ہے جنہیں تم نے تراشا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ میں اس گواہی کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں۔ میں صلہ رحمی اور ترک ظلم کی دعوت دیتا ہوں۔ ہم نے کہا جس دین کی طرف آپ صلی اللہ علیک وسلم دعوت دے رہے ہیں اگر وہ باطل بھی ہو تو پھر بھی وہ بلند امور اور عمدہ اخلاق میں سے ہے۔ اس کے بعد میں بیت اللہ گیا اور خانہ کعبہ کا طواف کیا میں نے فال نکالنے کے لیے سات تیر نکالے پھر ان میں سے ایک تیر کھینچ لیا میں نے بارگاہ ایزدی سے دعا مانگی مولا! وہ پیغام جس کی طرف محمد ﷺ دعوت دے رہے ہیں۔ اگر حق ہے تو ساتوں مرتبہ اسی تیر کو نکال میں نے سات مرتبہ فال نکالی تو وہی تیر نکلا میں نے اسی وقت پڑھا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ دارندوہ میں جمع ہوئے اور حضور ﷺ کے قتل پر اتفاق کیا حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم آج رات اس جگہ شب بسر نہ فرمائیں جہاں آپ استراحت فرما ہوتے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو قریش مکہ کی خفیہ سازش کے متعلق بھی بتایا اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے عرض کی۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ شب ہجرت حضور ﷺ مشرکین مکہ کے پاس سے گذرے اس وقت وہ حضور ﷺ کے دروازے پر کھڑے تھے۔ حضور ﷺ کے دست مبارک میں مٹھی بھر مٹی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے مشرکین کی طرف پھینکا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو ان کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا۔ اس وقت حضور ﷺ سورۃ یٰسین کی تلاوت کر رہے تھے۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس، حضرت علی، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عائشہ بنت قدامہ اور حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اس وقت اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ جب مشرکین مکہ آپ ﷺ کے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور ان کے سروں پر پھینکی اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی ایک پوچھنے والے نے مشرکین سے پوچھا تم کس کے منتظر ہو انہوں نے کہا ہم محمد (ﷺ) کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے کہا وہ تو ابھی ابھی تمہارے پاس سے گذرے ہیں۔ یہ سن کر مشرکین نے کہا اللہ کی قسم! ہم نے تو انہیں نہیں دیکھا وہ کھڑے ہو کر اپنے سروں سے مٹی جھاڑنے لگے۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے اور غار ثور میں داخل ہو گئے۔ مکڑے نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا۔ قریش مکہ نے آپ ﷺ کی بہت جستجو کی حتی کہ وہ غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ جالا تو محمد (ﷺ) کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔ پھر وہ واپس پلٹ آئے۔

امام واقدی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہجرت کی رات میں گھر کی کھڑکی سے باہر نکلا۔ مجھے سب سے پہلے ابوجہل ملا۔ لیکن وہ مجھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھ سکا۔ ہم اس کے پاس سے گذر گئے۔

امام بیہقی نے شہاب اور عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ نے حضور ﷺ کی جستجو کے لیے ہر جگہ سواروں کو بھیجا۔ انہوں نے کنوؤں اور چشموں کے مالکوں کے پاس بھی پیغام بھیجا اور آپ ﷺ کو گرفتار کرنے والے کے لیے بہت بڑا انعام مقرر کیا۔ قریش مکہ اس پہاڑ پر آ گئے جس میں وہ غار تھا۔ جس کے اندر حضور ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ وہ اس غار کے قریب آ گئے۔ نبی محترم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی آوازیں سنیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ڈر گئے ان پر خوف و حزن کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس وقت حضور نبی محترم ﷺ نے ان سے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (التوبہ: ۴۰) ''غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے''۔

دعوت پر لبیک نہ کہا ہمارے سردار میسرہ بن مسروق العبسی تھے۔ انہوں نے کہا میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ شخص ہم سے سچ کہہ رہے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم انہیں اپنے گاؤں لے جائیں اور سب سے عمدہ گھر میں جگہ دیں تو یہ بات ہم سب کے لیے بہت عمدہ ہے۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں ان کا معاملہ غالب ہو کر رہے گا۔ وہ ہر سو پھیل جائے گا۔ لیکن قوم نے انکار کر دیا اور وہ واپس آ گئے۔ میسرہ نے ہم سے کہا آؤ ہم فدک کے راستہ واپس جاتے ہیں۔ وہاں یہودی رہتے ہیں ہم ان سے اس شخص کے متعلق گفتگو کریں گے۔ راستہ میں انہیں یہودی ملے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے متعلق ان سے پوچھا انہوں نے اپنی کتاب کو سامنے رکھا اور اس مقام سے پڑھنے لگے جہاں حضور ﷺ کا تذکرہ تھا۔ وہ لکھا ہوا تھا۔ "وہ نبی امی عربی ہوں گے وہ گدھے پر سواری فرمائیں گے۔ وہ نہ تو دراز قد ہوں گے نہ ہی کوتاہ قد، ان کے بال نہ گھنگریالے ہوں گے نہ بالکل سیدھے، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی اور ان کی رنگت بہت عمدہ ہوگی۔"

جس شخص نے تمہیں دعوت دی ہے اگر اس کا حلیہ وہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے تو پھر اس کی دعوت کو قبول کر لو۔ اور اس کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ ہم تو اس شخص سے حسد کرتے ہیں اور اس کی اتباع نہیں کریں گے۔ ہماری اس شخص کے ساتھ بہت سی جنگیں ہوں گی۔ اہل عرب میں سے ہر شخص یا تو اس کی اتباع کرے گا یا پھر قتل ہو جائے گا۔ یہ گفتگو سن کر میسرہ نے کہا اے میری قوم! اب تو یہ معاملہ خوب واضح ہو چکا ہے۔ حجۃ الوداع کے سال میسرہ مشرف باسلام ہو گئے۔

ابونعیم اور امام واقدی نے ابن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ "کندہ" میں ان کے ہاں تشریف لائے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ قوم کے ایک نوجوان نے کہا اے میری قوم! اس شخص کی طرف جلدی جلدی جاؤ قبل اس کے کہ تمہیں مجبوراً وہاں لے جایا جائے۔ اللہ کی قسم! اہل کتاب بیان کرتے ہیں کہ ایک نبی مکرم ﷺ حرم سے ظہور فرمائیں گے۔ ان کا زمانہ قریب آ چکا ہے۔

ابونعیم نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب عقبہ میں حضور ﷺ نے انصار سے بیعت لی تو شیطان پہاڑ کی چوٹی پر بلند آواز سے چیخا اس نے کہا اے قوم قریش! یہ بنو اوس اور بنو خزرج ہیں۔ انہوں نے تمہارے ساتھ جہاد کرنے کا عہد کر لیا ہے۔ یہ صدا سن کر انصار گھبرا گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ آواز تمہیں خوفزدہ نہ کر دے۔ یہ صدا اللہ کے دشمن نے لگائی ہے۔ وہ لوگ جن سے تم خوفزدہ ہو وہ اس کی آواز کو نہ سن سکیں گے۔ جب یہ بات قریش مکہ تک پہنچی تو وہ صحابہ کرام کے ساز و سامان کو روندنے کے لیے آئے۔ لیکن انہیں کوئی چیز دکھائی نہ دی وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے۔

ہجرت مصطفیٰ ﷺ میں رونما ہونے والے معجزات

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت گاہ خواب میں دکھائی گئی ہے۔ میں نے دو سنگلاخ چٹانوں کے درمیان کھجوروں والی زمین کو دیکھا ہے۔ جب حضور ﷺ نے یہ ذکر فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے لیے تیاری کی حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ٹھہر جاؤ میں امید کرتا ہوں کہ مجھے بھی ہجرت کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا غار کے منہ کے پاس جاؤ اور پانی پی لو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے دھانے کے پاس آئے اور وہ پانی نوش فرمایا جو شہد سے زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر وہ حضور ﷺ کے پاس آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حکم دیا جو جنت کی نہروں کا نگران تھا کہ وہ جنت الفردوس کی ایک نہر کو اس غار کے منہ پر جاری کر دے تا کہ تم پانی پی سکو۔

بعض غزوات میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات

ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (ال عمران: ۱۲۳) اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ (الانفال: ۹) وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِیْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا (الانفال: ۴۴)

''اور بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ تعالیٰ نے (میدان) بدر میں۔ یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے۔ اور یاد کرو جب اللہ نے دکھایا تمہیں لشکرِ کفار جب تمہارا مقابلہ ہوا تمہاری نگاہوں میں قلیل۔''

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ کا ایک کارواں شام سے آ رہا تھا۔ جب اہل مدینہ کو اس کی خبر پہنچی تو وہ کارواں کے تعاقب میں نکلے۔ ان کے ساتھ رسول مکرم ﷺ بھی تھے۔ جب اہل مکہ کو یہ خبر ملی کہ صحابہ کرام قافلہ کے تعاقب میں روانہ ہو چکے ہیں۔ تو وہ بڑی سرعت سے نکلے تا کہ اپنے قافلہ کی مدد کر سکیں اور نبی محترم ﷺ اور صحابہ کرام اس قافلہ پر غلبہ نہ پا سکیں۔ لیکن وہ قافلہ مسلمانوں کی دسترس سے باہر نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو دونوں گروہوں میں سے ایک پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کے لیے اہل کارواں کے ساتھ نبرد آزما ہونا آسان بھی تھا۔ ان کی خواہش بھی یہی تھی اور وہ قافلہ مال غنیمت سے بھی بھرا ہوا تھا۔ جب وہ قافلہ نکل گیا اور مسلمان اس تک نہ پہنچ سکے تو مسلمانوں نے کفار مکہ کا ارادہ کیا۔ لیکن ان کی طرف قصد کرنا مسلمانوں کے لیے اتنا پسندیدہ نہ تھا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام مقام بدر پر خیمہ زن ہوئے۔ صحابہ کرام اور پانی کے چشمہ کے مابین ریت کا ایک ٹیلہ تھا۔ مسلمانوں میں شدید کمزوری کا احساس پیدا ہوا۔ شیطان نے بھی ان کے دلوں میں وسوسہ سازی شروع کی کہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور تم میں اس کے رسول ﷺ موجود ہیں۔ اب مشرکین پانی پر قابض ہو چکے ہیں اور تمہاری کیفیت بہت کمزور ہے۔ اللہ رب العزت نے شدید بارش نازل فرمائی۔ جس سے مسلمانوں نے جی بھر کر پانی پیا اور پاکیزگی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے شیطان کے اثرات زائل فرمائے۔ بارش سے ریت ہموار ہو گئی۔ لوگوں کے لیے اور ان کی سواریوں کے لیے اس پر چلنا آسان ہو گیا وہ اس ریت پر چل کر مشرکین کے ساتھ معرکہ آزما ہونے کے لیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ اور مسلمانوں کی ایک ہزار ملائکہ سے مدد فرمائی۔ آپ ﷺ کے ایک پہلو میں حضرت جبرائیل امین پانچ سو ملائکہ لیے حاضر تھے۔ جب کہ دوسرے پہلو میں حضرت میکائیل پانچ سو فرشتے لیے کھڑے تھے۔ شیطان بھی اپنے لشکر سمیت وہاں آ گیا شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں متشکل تھا۔ شیطان نے مشرکین سے کہا، آج تم پر کوئی بھی غلبہ نہیں پا سکتا۔ میں تمہارا

حضور ﷺ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سکون نازل فرمایا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان فرمایا کہ میں غار میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف دیکھ لے تو ان کی نظر ہم پر پڑ سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دونوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔

ابونعیم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو غار میں جھانک رہا تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔ ملائکہ نے اپنے پروں کے ساتھ ہمیں چھپا رکھا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ شخص ہماری طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! اگر یہ تمہیں دیکھ لیتا تو پھر وہ یہ حرکت نہ کرتا۔

امام احمد، ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے ایک رات باہم مشاورت کی ایک شخص نے کہا صبح کے وقت نبی کریم ﷺ کو زنجیروں کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ بعض نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی تجویز دی۔ بعض نے آپ ﷺ کو مکہ معظمہ سے نکال دینے کے لیے کہا اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خفیہ سازش کے متعلق اپنے حبیب لبیب ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ حضور ﷺ اس رات اپنے کاشانہ اقدس سے نکل کر غار حرا میں تشریف لے گئے۔ صبح کے وقت قریش مکہ نے آپ ﷺ کے نقش پا کا تعاقب کیا۔ لیکن جب وہ اس پہاڑ پر پہنچے تو ان کے لیے وہ نقش خلط ملط ہو گیا۔ وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور غار ثور کے پاس سے گذر گئے۔ انہوں نے غار کے دہانے پر ایک مکڑے کا جالا دیکھا۔ اسے دیکھ کر انہوں نے کہا کہ اگر محمد ﷺ اس غار میں ہوتے تو اس کے دہانے پر جالا نہ ہوتا۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ نے غار کے منہ پر دو کبوتروں کو دیکھا انہیں محسوس ہوا کہ غار کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے۔

امام بخاری نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلا۔ جب میں ان کے قریب ہوا تو میرے گھوڑے نے مجھے نیچے گرا دیا۔ میں اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا میں نے حضور ﷺ کو قرأت کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ میری طرف بالکل توجہ نہیں فرما رہے تھے۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اچانک میرا گھوڑا زمین کے اندر دھنس گیا۔ میں گھوڑے سے نیچے اترا اس کو ڈانٹا لیکن اس کے پاؤں زمین سے نہ نکل سکے۔ جب گھوڑا سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے پاؤں سے بہت زیادہ گرد و غبار نکلا۔ میں نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آواز دے کر امان طلب کی۔ وہ دونوں رک گئے۔ یہ بڑا عجیب واقعہ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ عنقریب حضور ﷺ غالب ہو جائیں گے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں حضور

انہیں مشرکین کی طرف پھینکا۔ اللہ تعالیٰ نے ان چند سنگریزوں کو تعداد میں زیادہ کر دیا۔ وہ کنکریاں ہر مشرک آدمی کی آنکھوں میں پڑیں۔ وہ جدھر بھی جاتے انہیں ان کنکریوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن وہ کنکریاں آسمان سے آئی تھیں۔ میں نے ان کے گرنے کی آواز کو سنا ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ کنکریاں کسی طشت میں گری ہوں۔ جب دو افواج باہم صف آرا ہوئیں تو آپ ﷺ نے وہ کنکریاں مشرکین کی طرف پھینکیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی کے متعلق ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (الانفال: ۱۷)

اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔"

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت منقول ہے۔ امام واقدی اور امام بیہقی نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ہمیں شکست ہوئی۔ ہمیں ایسی آواز سنائی دے رہی تھی۔ گویا کہ کنکریاں کسی طشت میں گر رہی ہوں اس آواز سے ہم مرعوب ہو گئے۔ امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن مشرکین کو ایک خطرناک آندھی نے گھیر لیا۔

ابن اسحٰق، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ابوجہل نے فتح کی دعا مانگی جب دونوں لشکر نبرد آزما ہوئے تو اس نے کہا اے میرے مولا! انہوں (مسلمانوں) نے ہمارے ساتھ قطع رحمی کی ہے اور ایک ایسا دین لے کر آئے ہیں جس سے ہم ناآشنا ہیں۔ مولا انہیں کل ذلیل فرما۔ پھر وہ اسی دن خود واصل جہنم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی واقعہ کے متعلق ہے:

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ (الانفال: ۱۹)

"(اے کفار!) اگر تم فیصلہ کے طلبگار تھے تو (لو) آ گیا تمہارے پاس فیصلہ۔"

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ درج ذیل آیت کے نزول کے فوراً بعد ہی مشرکین کو غزوۂ بدر میں ذلیل ہونا پڑا۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا (المزمل: ۱۱)

"آپ چھوڑ دیں مجھے اور جھٹلانے والے مال داروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیں۔"

امام بیہقی اور ابن ابی دنیا نے امام شعبی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بدر کے مقام سے گذرا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو زمین سے نکلتا تھا۔ دوسرا شخص اس کو گرز سے مارتا تھا۔ پہلا شخص زمین میں چلا جاتا وہ جب بھی زمین سے باہر نکلنا چاہتا دوسرا شخص اس کو گرز مارتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ابوجہل ہے۔ وہ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔

معاون و مددگار رہوں۔ جب صف بندی ہوئی تو ابو جہل نے کہا اے بار الٰہ! ہم میں سے جو حق کے قریب تر ہے اس کی مدد فرما۔ حضور ﷺ نے بھی دعا کے لیے اپنے ہاتھ مبارک بلند فرمائے اور عرض کی اے میرے رب! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری پوجا کبھی بھی نہیں کی جائے گی۔

حضرت جبرائیل امین نے عرض کی اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیک وسلم مٹھی بھر مٹی لیں اور اسے مشرکین کی طرف پھینکیں۔ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ ہر مشرک کی آنکھوں، نتھنوں اور منہ میں وہ مٹی پہنچی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

امام بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی۔ جس سے مشرکین کو شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں چلنے میں سخت دشواری ہوئی مسلمانوں کے لیے یہ بارش باران رحمت ثابت ہوئی ان کے لیے ریت پر چلنا آسان ہو گیا اور آسانی سے خیمہ زن ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ ان مشرکین کی قتل گاہیں یہ یہ ہیں۔

ابن سعد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس روز مسلمان نیند سے اونگھ رہے تھے۔ وہ ایک بلند ٹیلے پر خیمہ زن ہوئے آسمان سے ابر کرم برسا، جس سے وہ ٹیلہ صاف ہو گیا۔ مسلمانوں کے لیے اس پر چلنا آسان ہو گیا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً (الانفال:۱۱) ''یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے تاکہ باعث تسکین ہو اس کی''

ابن سعد، ابن راہویہ، ابن منیع اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن مشرکین ہمیں کم نظر آ رہے تھے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کیا تمہیں ستر کے لگ بھگ دکھائی دے رہے ہیں۔ اس نے کہا مجھے وہ ایک سو کے لگ بھگ دکھائی دے رہے ہیں۔ ہم نے مشرکین کے ایک شخص کو گرفتار کر لیا اس سے پوچھا تم تعداد میں کتنے ہو اس نے کہا ایک ہزار۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ اور حضرت ابن شہاب کی سند سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب استراحت فرما ہونے لگے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اس وقت تک جنگ شروع نہ کرنا جب تک میں تمہیں اجازت نہ دوں۔ حضور ﷺ سو گئے خواب میں آپ ﷺ کو مشرکین تعداد میں کم دکھائے گئے اسی طرح مشرکین کو مسلمان بھی تعداد میں کم دکھائے گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے میں رغبت کریں۔

امام احمد، الطبرانی اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ہم رسول کریم ﷺ کی پناہ میں مشرکین سے بچے رہے۔ حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ آپ ﷺ مشرکین کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے مٹھی بھر سنگریزے لیے اور

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ ۝ (الطور: ۷۔۸)

''یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔''

یہ آیت سن کر مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل ابھی پارہ پارہ ہو جائے گا۔

غزوۂ احد میں رونما ہونے والے معجزات

حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب مسلمان غزوۂ احد کے دن انتشار کا شکار ہوئے تو میں نے کہا میں آج اپنے نفس کو قربان کر دوں گا۔ یا تو مقام شہادت پر فائز ہو جاؤں گا یا پھر رسول کریم ﷺ سے ملاقات کروں گا۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ نقاب پوش تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون تھا۔ مشرکین اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے میں نے کہا مشرکین ابھی اس شخص کو پکڑ لیں گے۔ اس شخص نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور انہیں مشرکین کی طرف پھینکا۔ جونہی کنکریاں ان کے چہروں پر پڑیں وہ الٹے پاؤں بھاگ گئے حتی کہ وہ پہاڑ کے پاس آکر رکے۔ اس شخص نے یہ عمل کئی مرتبہ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کون تھا۔ میرے درمیان اور اس شخص کے درمیان حضرت مقداد رضی اللہ عنہ تھے۔ میں حضرت مقداد سے اس شخص کے متعلق پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ انہوں نے کہا اے سعد! وہ رسول مکرم ﷺ ہیں آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ ﷺ کہاں ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کیا میں فوراً اٹھا مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا میں نے تیر اندازی شروع کی میں نے دعا مانگی اے میرے مالک! یہ تیر تیرا ہی ہے اس کو دشمن پر مار حضور ﷺ نے عرض کی مولا! سعد کی دعا کو قبول فرما۔ اس کے تیر نشانے پر لگا اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا اے سعد! مشرکین کا منہ پھیر دو۔ حضرت سعد نے رضی اللہ عنہ نے ترکش سے تیر نکالا یہ بالکل وہی تیر تھا۔ جو میں پہلے پھینک چکا تھا۔ میں نے اسے دشمن پر پھینکا اور اسے ہلاک کر دیا۔ پھر میں نے ایک اور تیر نکالا وہ بھی بالکل پہلے تیر کی طرح تھا۔ میں نے اسے بھی پھینک کر ایک اور شخص کو واصل جہنم کیا۔ دشمن اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے میں نے کہا یہ تو ایک مبارک تیر ہے۔ وہ تیر ہمیشہ میرے ترکش میں رہتا۔ پھر وہ تیر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے بیٹوں کے پاس رہا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ امام زہری نے بیان کیا ہے کہ قریش مکہ ایک بلند پہاڑ پر چڑھ گئے۔ حضور ﷺ نے عرض کی مولا! وہ ہم سے بلند مقام حاصل نہ کر سکیں۔ حضرت عمر بن خطاب اور کچھ مہاجرین رضی اللہ عنہم نے مشرکین کے ساتھ جہاد کیا۔ حتی کہ وہ سب اس پہاڑ سے واپس آ گئے۔

ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا ہے کہ جب ابوسفیان غزوۂ احد کے بعد واپس جا رہا تھا۔ تو راستہ میں اسے عبدالقیس کا وفد ملا وہ مدینہ طیبہ جا رہے تھے۔ ابوسفیان نے ان سے کہا محمد (ﷺ) کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ ہم اپنے ساتھیوں سمیت واپس آئیں گے اور انہیں تباہ و برباد کر دیں گے۔ جب وہ قافلہ رسول مکرم ﷺ کے

ابن ابی دنیا اور الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ میں مقام بدر کے قریب سے گذر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص ایک گڑھے میں سے نکلا اس کے گلے میں ایک زنجیر تھی۔ اس نے مجھے پکارا اے عبداللہ! میں نہیں جانتا کہ وہ میرا نام جانتا تھا۔ یا کہ اس نے اہل عرب کے انداز تکلم سے مجھے خطاب کیا۔ اسی گڑھے سے ایک اور شخص نکلا اس کے ہاتھ میں درہ تھا۔ اس نے مجھے صدا دی اے عبداللہ! اسے پانی نہ پلانا یہ کافر ہے۔ پھر وہ اسے درے سے مارنے لگا۔ حتی کہ وہ اس گڑھے میں واپس چلا گیا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تو نے واقعی اس شخص کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کا دشمن ابو جہل ہے اور اس کو تا قیامت اسی عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا۔

امام بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے بعد تمام مشرکین اور منافقین کو رسوا کر دیا۔ مدینہ طیبہ کے ہر منافق اور ہر یہودی نے اس واقعہ کے بعد اپنے سر کو جھکا لیا تھا۔ یہ دن ''یوم الفرقان'' ہے۔ اسی دن ایمان اور شرک کے درمیان فرق ہوا تھا۔ یہود نے کہا ہمیں یقین آ گیا ہے کہ یہ وہی نبی مکرم ﷺ ہیں۔ جن کے اوصاف تورات میں موجود ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ جس سمت بھی علم بلند فرمائیں گے کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین جتنی ہے اور جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔ حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا اے عمیر! تو نے واہ واہ کیوں کہا ہے۔ انہوں نے عرض کی مجھے بھی اہل جنت میں سے ہونے کی امید پیدا ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمیر تو جنتی ہے۔ یہ مژدۂ جانفزا سن کر انہوں نے اپنی کھجوریں منہ میں ڈال لیں اور انہیں جلدی جلدی چبانے لگے پھر کہنے لگے اللہ کی قسم! اگر میں ان کے چبانے تک زندہ رہا تو پھر یہ ایک لمبی زندگی بن جائے گی انہوں نے اسی وقت کھجوریں پھینک دیں اور خوب جہاد کیا حتی کہ شہادت سے سرخرو ہو گئے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا اے میرے صحابہ! اگر چاہو تو انہیں قتل کر دو اور اگر چاہو تو فدیہ لے کر انہیں رہا کر دو۔ اس فدیہ سے لطف اندوز ہو جاؤ اور ان کی تعداد کے مطابق شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو جاؤ۔ صحابہ کرام نے فدیہ پسند کیا اور ان میں سے بعد (احد) میں ستر صحابہ رتبہ شہادت پر فائز ہوئے کیونکہ بدر کے قیدیوں کی تعداد ستر تھی۔ آخری قیدی ثابت بن قیس تھے۔ جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔

ابونعیم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق گفتگو کرنے کے لیے میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ امامت کروا رہے تھے۔ میں نے سنا آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے:

ساتھ صلح کرلوں اور بنی نضیر کو ان کے گھروں میں بھیج دوں اور ان کے اموال بھی انہیں واپس کر دوں۔ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ بنو غطفان کے پاس گئے اور کہنے لگے میں تمہارا خیر خواہ بن کر آیا ہوں۔ میں یہودیوں کے مکر وفریب سے آگاہ ہو چکا ہوں۔ جان لو کہ محمد عربی ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا میں نے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمار ہے تھے کہ بنی قریظہ نے آپ ﷺ سے صلح کرلی ہے۔ اس شرط پر کہ آپ ﷺ بنی نضیر کو ان کے گھر بھیج دیں اور ان کے اموال واپس کر دیں۔

ابو نعیم فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے مسلمان اور کافر دونوں خوب جانتے تھے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ سچے ہیں۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

امام طحاوی نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خندق کے دن نبی محترم ﷺ کے لیے سورج کو روک دیا۔ جب آپ ﷺ نماز عصر ادا نہ کر سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے سورج کو لوٹا دیا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

غزوۂ بنی قریظہ میں حضور ﷺ کے معجزات

ابن سعد نے یزید بن رومان اور عاصم بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ جب سپہ سالار اعظم ﷺ نے بنو قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ فرمایا تو کعب بن سعد نے بنی قریظہ سے کہا اے قوم یہود! اس شخص کی پیروی کرلو قسم بخدا! یہ نبی ہیں یہ بات تمہارے لیے عیاں ہو چکی ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے اوصاف تمام کتب میں موجود ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ تم ان کے اوصاف جانتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ وہی ہیں لیکن ہم تورات کے حکم سے جدا نہیں ہو سکتے۔

ابن سعد نے ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ثعلبہ، اسید اور اسد بن عبید نے کہا اے بنو قریظہ! اللہ کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ اللہ رب العزت کے رسول ہیں۔ ان کے جمیع اوصاف ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہمارے علماء ان کے ہی اوصاف ہم سے بیان کرتے ہیں۔ بنو نضیر کے علماء بھی ان کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ یہ حی بن اخطب جو یہودیوں کے راہبر و راہنما ہیں۔ انہوں نے بھی ہم کو ان کے متعلق بتایا ہے۔ ابن ہیبان جو تمام لوگوں سے سچے تھے۔ انہوں نے بھی وقت مرگ ان کی خبر دی ہے۔ یہ سن کر یہودیوں نے کہا ہم تورات کے احکام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ جب ان تینوں نے اپنی قوم کا مسلسل انکار دیکھا تو وہ اس رات قلعے سے نیچے اترے اور اسلام کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ جس رات کی صبح کو بنو قریظہ کو مجبوراً اس قلعے سے نیچے اتارا گیا۔

غزوۂ خیبر میں رونما ہونے والے معجزات

امام حاکم اور امام بیہقی نے شداد بن ہاد سے روایت کیا ہے کہ عرب میں ایک بدو نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔ جب غزوۂ خیبر کا کارزار گرم ہوا اور حضور ﷺ نے مال غنیمت حاصل کیا تو آپ ﷺ نے وہ مال صحابہ کرام میں تقسیم فرمایا اس بدو کو بھی اس کا حصہ عطا فرمایا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کی پیروی اس مال کی وجہ سے نہیں

پاس سے گذرا تو اس وقت آپ ﷺ ابوسفیان کے لشکر کا تعاقب کر رہے تھے۔ وفد عبدالقیس نے آپ ﷺ کو ابوسفیان کا پیغام دیا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے فرمایا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران: ۱۷۳)

''ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ کتنا اچھا وکیل ہے۔''

اسی وقت ان آیات کا نزول ہوا:

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ .... (آل عمران: ۱۷۳)

غزوۂ احزاب میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات

امام بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ (البقرۃ: ۲۱۴)

''کیا تم خیال کر رہے ہو کہ (یونہی) داخل ہو جاؤ گے جنت میں حالانکہ نہیں گزرے تم پر وہ حالات جو گزرے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے ہوئے پہنچی انہیں سختی اور مصیبت''

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (الاحزاب: ۲۲)

''(منافقین کا حال آپ پڑھ چکے) اور جب ایمان والوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا تو (فرط جوش سے) پکار اٹھے یہ ہے وہ لشکر جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا تھا اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے۔''

ابونعیم اور ابن حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کی رات شمالی ہوا جنوبی ہوا کی طرف آئی اور اس سے کہنے لگی تو رواں دواں ہو جا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی مدد کر۔ جنوبی ہوا نے کہا ''حرہ'' رات کے وقت نہیں چلتی اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر ''صبا'' کو بھیجا۔ اس نے ان کی آگ کو بجھا دیا اور ان کے خیموں کو اکھیڑ پھینکا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری مدد ''صبا'' کے ذریعے کی گئی ہے۔ جبکہ قوم عاد کو ''دبور'' کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

ابونعیم نے حضرت عروہ اور حضرت ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ قریش مکہ آپ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کے انتظامات کر رہے ہیں۔ انہوں نے بنو قریظہ کی طرف پیغام بھیجا ہے کہ ان کا محاصرہ طویل ہو گیا ہے اور سامان رسد بھی ختم ہونے کے قریب ہے۔ ہم محمد (ﷺ) اور آپ کے صحابہ کرام سے جلد از جلد معرکہ آزما ہونا چاہتے ہیں اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بنو قریظہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہاری رائے بہت عمدہ ہے۔ اگر تم چاہو تو کوئی چیز بطور رہن رکھ دو جو تمہیں میدان جنگ میں لڑائی کرنے پر مجبور کرے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت نعیم رضی اللہ عنہ سے فرمایا بنو قریظہ نے میری طرف پیغام بھیجا ہے کہ میں ان

میں نے سلام سے پوچھا کیا وہ ساری زمین کے مالک بن جائیں گے۔ اس نے کہا ہاں مجھے تورات کی قسم! وہ ساری زمین پر تسلط جمالیں گے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ خیبر سے واپس عازم سفر ہوئے تو ساری رات سفر پر رواں دواں رہے۔ رات کے آخری حصہ میں ہم پر نیند غالب ہوگئی۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا آج رات ہمارے لیے پہرہ دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔ انہوں نے اپنے کجاوے کے ساتھ ٹیک لگائی اور سو گئے۔ حضور ﷺ اور صحابہ میں سے کوئی بھی بیدار نہ ہوا۔ حتی کہ سورج کی کرنیں ان پر پڑنے لگیں۔

امام بیہقی نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اوپر مذکورہ قصہ کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت بلال کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے کہ شیطان ان کے پاس آیا اور ان کو تھپکی دینے لگا وہ انہیں تھپکی دے کر پر سکون کرنے لگا جس طرح کہ بچے کو تھپکی دے کر سلایا جاتا ہے حتی کہ وہ سو گئے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت بلال کو بلایا انہوں نے بھی اسی طرح بیان کیا جس طرح نبی محترم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان فرما چکے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام واقعہ سن کر عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

امام واقدی نے محمد بن سہل ابن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے خیبر کے مقام پر اہل شق سے جہاد فرمایا تو اس وقت ان کے پاس کئی قلعے تھے۔ وہ قلعہ مزار میں قلعہ بند ہوگئے۔ اور اس کی حفاظت کی پوری کوشش کی۔ حتی کہ ایک تیر رسول مکرم ﷺ کے کپڑوں پر آ کر لگا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انہیں ان کے قلعے کی طرف پھینکا۔ ان کنکریوں سے قلعہ لرز اٹھا اور وہ زمین میں دھنسنے لگا۔ یہاں تک کہ مسلمان وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے قلعہ کے مکینوں کو گرفتار کر لیا۔

فتح مکہ کے دن رونما ہونے والے معجزات

ابن اسحاق، ابن راہویہ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ عازم سفر ہوئے۔ آپ ﷺ مرالظہران کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام تھے۔ قریش مکہ کو حضور ﷺ کے متعلق کوئی خبر نہ تھی کہ آپ ﷺ کے ارادے کیا ہیں۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی محترم ﷺ کے ساتھ گفتگو کی۔ رعب و دبدبہ کی وجہ سے اس پر کپکپی طاری ہوگئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، نہ گھبراؤ میں ایک قریشی خاتون کا بیٹا ہوں وہ خاتون قدید بڑے شوق سے کھایا کرتی تھیں۔

امام بیہقی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو اس عورت کا بیٹا ہوں جو قدید کے ٹکڑے کھایا کرتی تھی۔

کی میں نے تو آپ کی اتباع صرف اس لیے کی ہے کہ دشمن کا تیر میرے حلق پر لگے اور میں شہادت سے سرخرو ہو جاؤں اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو سچ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری اس آرزو کو پورا فرمادے گا۔ پھر صحابہ کرام دشمن کے ساتھ معرکہ آزما ہوئے ایک تیر اس بدو کے وہیں آکر لگا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ سے سچ کہا اللہ تعالیٰ نے اس کی آرزو کو پورا کر دیا۔

ابن قانع، امام بغوی اور ابونعیم نے ''صحابہ'' میں سعید بن شیم جن کا تعلق بنو سہم سے تھا، سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا کہ جب عیینہ ابن حصن خیبر کے یہودیوں کی مدد کے لیے آیا تو وہ بھی اس کے لشکر میں موجود تھا۔ ہم نے عیینہ کے لشکر میں ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے لوگو! تمہارے بعد تمہارے اہل خانہ نے تمہاری مخالفت کی ہے۔ ہم گھبرا کر واپس آئے ہم نے دیکھا کہ وہاں حالات بالکل معمول کے مطابق تھے۔ ہم نے یہی اندازہ لگایا کہ یہ آواز آسمان سے تھی۔''

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اندھیرے میں صبح کی نماز ادا فرمائی پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر فرمایا: ''اللہ اکبر! خیبر برباد ہو گیا جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔''

امام بیہقی نے واقدی کی سند سے ان کے شیوخ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوشیم المزنی نے اسلام قبول کر لیا تھا اور ان کی اسلامی زندگی بہت عمدہ تھی۔ انہوں نے ہی بیان کیا کہ ہم عیینہ بن حصن کے لشکر میں تھے۔ ہم خیبر میں یہودیوں کی اعانت کے لیے روانہ ہوئے۔ خیبر پہنچنے سے پہلے ہم نے راستہ میں ایک شب بسر کی اس رات ہم پر بہت زیادہ گھبراہٹ طاری ہوئی۔ عیینہ نے ہم سے کہا تمہیں بشارت ہو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ خیبر کا بلند و بالا پہاڑ میرے حوالے کر دیا گیا ہے اور اللہ کی قسم! میں نے محمد ﷺ کی گردن کو پکڑ لیا ہے۔ جب ہم خیبر پہنچے تو رسول مکرم ﷺ خیبر کو فتح کر چکے تھے۔ عیینہ نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے جو مال غنیمت میرے حلیفوں سے حاصل کیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ عطا فرمائیں میں نے اس جنگ میں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کے خلاف شرکت نہیں کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو ان کی چیخ و پکار سن کر آیا ہے۔ عیینہ نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے کچھ عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے ذوالرقبہ ہے۔ عیینہ نے عرض کی ذوالرقبہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے۔ جو تو نے خواب میں دیکھا تھا اور جسے تو نے حاصل کر لیا تھا۔ اس کے بعد عیینہ اپنے گھر واپس آ گیا۔ حارث بن عوف اس کے پاس آیا اور کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تو غیر معقول کام کر رہا ہے۔ اللہ کی قسم! محمد ﷺ مشرق و مغرب پر غلبہ پا جائیں گے۔ یہودی ہمیں آپ ﷺ کے متعلق بتایا کرتے تھے۔ میں نے ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ہم محمد ﷺ سے اس لیے حسد کرتے ہیں کیونکہ نبوت اب بنی ہارون کے گھرانے سے نکل گئی ہے۔ ورنہ وہ نبی مرسل ہیں۔ لیکن یہودی میری بات تسلیم نہیں کرتے وہ ہمیں دو مرتبہ ذبح کریں گے۔ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں اور دوسری مرتبہ خیبر کے مقام پر۔ حارث نے کہا

ہے جو اپنے چہرے کو پیٹ رہی تھی اور بددعائیں دے رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا وہ نائلہ تھی وہ اس بات سے مایوس ہو چکی ہے کہ اب تمہارے اس شہر میں اس کی عبادت کی جائے۔ نائلہ مشرکین کے ایک بت کا نام تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن ایک دھواں بلند ہوا اسی آیت میں اسی دھواں کا ذکر ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ (الدخان:۱۰)

''پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب ظاہر ہوگا آسمان پر صاف نظر آنے والا دھواں''

امام بیہقی نے ابوالطفیل سے روایت کیا ہے کہ جب رسول مکرم ﷺ نے مکہ فتح فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا۔ وہاں عزیٰ نامی بت نصب تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ وہ بت تین کیلوں کے ساتھ نصب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کیلوں کو کاٹا اور اس کے کمرہ کو گرا دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خالد! ابھی تک کام مکمل نہیں ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ وہاں دوبارہ تشریف لے گئے۔ جب اس بت کے پجاریوں نے آپ کو دیکھا تو وہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ وہ بلند آواز سے پکارنے لگے اے عزیٰ! اس کی عقل و دانش کو چھین لے اے عزیٰ! اسے عریاں کر دے اگر تو ایسا نہیں کرسکتی تو پھر ذلت و رسوائی کے ساتھ مر جا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عریاں عورت کو دیکھا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے وہ اپنے سر پر مٹی ڈال رہی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے تلوار مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عورت ہی تو عزیٰ تھی۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ ایک ننگی، سیاہ خاتون حضرت خالد بن ولید کی طرف گئی۔ انہوں نے اسے تلوار سے ہلاک کر دیا۔ انہوں نے یہ واقعہ حضور ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ عزیٰ تھی۔ اب وہ اس بات سے مایوس ہو چکی ہے کہ تمہارے شہر میں اب اس کی عبادت کی جائے۔

دوسری روایت میں ہے کہ نبی محترم ﷺ نے اس بت کو گرانے کے لیے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ان کے ساتھ تیس شہ سوار تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب اس پر ضرب لگائی تو یہ شعر پڑھا:

يَا عُزَّ كُفْرَانَكِ لَا سُبْحَانَكِ اِنِّي رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ اَهَانَكِ

''اے عزیٰ! ہم تیرا انکار کرتے ہیں۔ تیری پاکیزگی کو تسلیم نہیں کرتے میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے رسوا کر دیا ہے۔''

ابن سعد نے امام واقدی سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے حضرت سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ عنہ کو مناۃ کی طرف بھیجا وہ بت المشلل کے مقام پر نصب تھا۔ وہ بیس گھڑ سواروں کے ساتھ نکلے۔ حتی کہ وہ مناۃ تک پہنچ گئے۔ وہاں ایک پروہت بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا تیرا کیا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا میں اس بت کو گرانے آیا ہوں۔ اس نے کہا یہ تیرا اور اس بت کا معاملہ ہے۔ حضرت چلتے ہوئے اس کی طرف آئے وہاں سے ایک عریاں،

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ جب حضور ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے عصا مبارک سے ان تمام بتوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ (بنی اسرائیل:۸۱)

''اور آپ (اعلان) فرمادیجئے آگیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل۔ بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا۔''

آپ ﷺ جس بت کی طرف بھی اشارہ کرتے وہ بغیر چھوئے نیچے گر پڑتا۔

ابونعیم نے یہی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ شیاطین نے انہیں تانبے اور پیتل سے چسپاں کر رکھا تھا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ کیا تو وہ تمام کے تمام منہ کے بل گر پڑے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ تمیم بن اسد الخزاعی نے اس شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

وَ فِی الْاَصْنَامِ مُعْتَبَرٌ وَ عَلَمٌ لِمَنْ یَّرْجُو الثَّوَابَ اَوِ الْعِقَابَ

''ان پتھر کے بتوں کے گرنے میں عبرتیں اور نشانیاں ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو ثواب اور عذاب کی امید رکھتے ہیں۔''

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مجھے لے کر روانہ ہوئے کچھ دیر بعد ہم کعبہ مشرفہ میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ میں کعبہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اٹھو میں اٹھنے لگا۔ جب آپ ﷺ نے میرے کمزوری ملاحظہ فرمائی تو فرمایا بیٹھ جاؤ پھر فرمایا اے علی! میرے کندھے پر سوار ہو جاؤ۔ جب میں حضور ﷺ کے مبارک شانے پر سوار ہو گیا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو چھو سکتا ہوں۔ میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ حضور ﷺ نیچے سے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ان کے بڑے بت کو نیچے پھینک دو۔ وہ تانبے کا بت تھا۔ جو لوہے کے کیلوں کے ساتھ نصب کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے ہلا کر اکھیڑ پھینکو میں اسے مسلسل ہلاتا رہا حتیٰ کہ وہ اکھڑ گیا میں نے اسے زمین پر پھینک کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ ﷺ مسلسل اس آیت کی تلاوت فرماتے رہے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ (بنی اسرائیل:۸۱)

''اور آپ (اعلان) فرمادیجئے آگیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل۔ بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا۔''

الطبرانی نے اوسط میں ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی فتح کا میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ (النصر:۱)

''جب اللہ کی مدد آپہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے)''

امام بیہقی نے ابن ابزی سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ فتح فرمایا تو ایک سیاہ عورت اپنے چہرے کو پیٹتی ہوئی اور بددعائیں دیتی ہوئی آئی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایک بوڑھی حبشی عورت کو دیکھا

جو اللہ تعالیٰ نے غزوۂ حنین کے دن ان کے دلوں میں ڈالا تھا۔ انہوں نے فرمایا غزوۂ حنین کے دن رسول مکرم ﷺ نے کنکریاں لیں اور انہیں ایک طشت میں پھینکا۔ اس میں زبردست گونج پیدا ہوئی۔ ہمیں ایسے محسوس ہوا تھا کہ وہ گونج ہمارے ہی اندر پیدا ہوئی ہے۔

امام بغوی، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت شیبہ بن عثمان الجحمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس! مجھے کنکریاں پکڑاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی یہ گفتگو خچر کو سمجھا دی۔ وہ خچر نیچے جھکی حتیٰ کہ اس کا پیٹ زمین کو چھونے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے زمین سے کچھ کنکریاں اٹھائیں اور انہیں مشرکین کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن مسلمانوں میں شکست کے آثار نمودار ہوئے۔ اس وقت نبی مکرم ﷺ اپنی خچر پر سوار تھے۔ اس کا نام دلدل تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نیچے جھک جا۔ دلدل نیچے جھک گئی اس کا پیٹ زمین کو چھونے لگا۔ آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے مشرکین کی طرف پھینکا اور فرمایا حمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ اس وقت مشرکین کو شکست ہوگئی۔ حالانکہ ہم نے اس وقت نہ تو تیر اندازی کی تھی اور نہ ہی نیزہ بازی کی تھی۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صفوان بن امیہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک ہوا۔ اس وقت صفوان کافر تھا۔ پھر وہ جعرانہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس وقت رسول مکرم ﷺ مال غنیمت کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ اس وقت صفوان بھی تھا۔ وہ اس گھاٹی کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ جو بھیڑوں اور بکریوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس نے اپنی نظریں انہیں میں گاڑھ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو وہب! کیا یہ گھاٹی تمہیں بھلی لگ رہی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں یہ گھاٹی ان بھیڑ بکریوں سمیت عطا کرتے ہیں۔ اس وقت صفوان نے کہا جود و سخا کے یہ دریا ایک نبی ہی بہا سکتے ہیں۔ اس وقت وہ اسلام سے وابستہ ہوگیا۔

سیرت نگاروں اور محدثین نے روایت کیا ہے کہ غزوۂ حنین میں حضور ﷺ ایک خچر پر سوار تھے۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ابتدا میں مسلمانوں میں شکست کی علامات ظاہر ہوئیں۔ لیکن سپہ سالار اعظم ﷺ ثابت قدم رہے۔ آپ ﷺ اپنی خچر پر سوار ہو کر دشمن کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ اپنی تعریف یوں فرما رہے تھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

''میں اللہ کا سچا نبی ہوں اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں ہے اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

حضور نبی محترم ﷺ کا میدان جنگ جیسے خطرناک مقام پر خچر پر سواری فرمانا اپنے نام مبارک کا اعلان فرمانا اور اپنی ذات کی تعریف کرنا آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ حالانکہ اس وقت دشمن کثیر تعداد میں تھے اور صحابہ کرام میں شکست کے آثار عیاں ہو چکے تھے۔ خچر کو امن اور اطمینان کی سواری سمجھا جاتا تھا۔ رزم گاہ اور میدان جنگ میں

سیاہ عورت نکلی اس کا سر خاک آلود تھا۔ وہ اپنا سینہ پیٹ رہی تھی اور بددعائیں کر رہی تھی۔ اس پروہت نے کہا اے مناۃ! اپنے غضب کی آگ میں اسے جلا دے۔ حضرت سعد نے اس عورت کو تلوار کا وار کر کے ہلاک کر دیا۔ پھر اس بت کے پاس آئے اسے بھی گرا دیا۔

غزوۂ حنین میں رونما ہونے والے معجزات

امام مسلم، ابوعوانہ اور امام نسائی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انہیں کفار کی طرف پھینک دیا۔ پھر فرمایا وہ شکست کھا گئے۔ رب محمد ﷺ کی قسم! جو نہی آپ ﷺ نے وہ کنکریاں پھینکیں وہ کفار شکست کھا کر واپس جانے لگے۔

امام مسلم نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن جب کفار نے حضور ﷺ کا گھیراؤ کر لیا تو آپ ﷺ اپنی خچر سے نیچے تشریف لے آئے پھر مٹھی بھر مٹی لی اور اسے کفار کی طرف پھینک دیا۔ اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ "چہرے برباد ہو گئے۔" وہاں موجود تمام کفار کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

امام احمد، ابن سعد اور امام بیہقی نے ابوعبدالرحمٰن الفہری سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ حنین کے دن رسول کریم ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے کافروں کی طرف پھینک دیا اور زبان اقدس سے فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ تمام کافروں کے چہرے اور آنکھیں اس مٹی سے بھر گئیں۔ ہم نے زمین و آسمان کے درمیان ایک زبردست آواز سنی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین میں، میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگ آپ ﷺ سے دور چلے گئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا مجھے مٹھی بھر مٹی پکڑاؤ میں نے آپ ﷺ کو مٹھی بھر مٹی پکڑائی آپ ﷺ نے اسے مشرکین کی طرف پھینکا۔ جس سے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں۔ مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن سعد، حاکم اور امام بیہقی نے عیاض بن حارث سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انہیں ہماری طرف پھینکا۔ اسی وقت ہمیں شکست ہو گئی۔ عمرو بن سفیان سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کہ غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں لے کر ہماری طرف پھینکیں۔ اسی وقت ہمیں شکست ہو گئی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ہر پتھر اور ہر درخت ایک سوار ہے جو ہمارے تعاقب میں ہے۔

عبد بن حمید اور امام بیہقی نے حضرت یزید بن عامر السوائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت یزید بن عامر غزوۂ حنین میں مشرکین کے لشکر میں شامل تھے پھر دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے مشرکین کی طرف پھینکا اور فرمایا: اِرْجِعُوْا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ مشرکین میں سے جو شخص بھی اپنے ساتھی سے ملتا وہ اپنی آنکھوں کو ملتا اور یہی کہتا کہ اس کی آنکھوں میں تنکے پڑ گئے ہیں۔

ابن حمید اور امام بیہقی نے حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس رعب کے متعلق پوچھا گیا

شخص بآسانی وہاں سے گذر گیا۔

نبوت مصطفیٰ ﷺ کی مزید علامات

ابن ابی الدنیا، حاکم، امام بیہقی اور ابو شیخ نے ''العظمہ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک غزوہ میں حضور ﷺ کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔ جب ہم مقام حجر پر پہنچے تو ہمیں ایک آواز سنائی دی کوئی کہہ رہا تھا۔ اے میرے مالک! مجھے امت محمدیہ میں سے کردے۔ وہ امت محمدیہ جس پر رحم کیا گیا ہے۔ جس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں اور جس کی دعاؤں کو درجہ قبولیت حاصل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے انس! ذرا دیکھو یہ کیسی آواز ہے۔ میں پہاڑ کے اندر داخل ہوگیا میں نے وہاں ایک شخص دیکھا اس نے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ اس کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا کیا تو رسول مکرم ﷺ کا قاصد ہے۔ میں نے کہا ہاں، اس نے کہا آپ ﷺ کے پاس جاؤ اور میرا سلام عرض کرو اور یہ بھی گذارش کرو کہ آپ ﷺ کا بھائی حضرت الیاس علیہ السلام آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ اس پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ حضور ﷺ اور حضرت الیاس علیہ السلام کافی دیر محو گفتگو رہے۔ پھر آسمان سے دستر خوان کی مانند کوئی چیز آئی تو انہوں نے مجھے بلا لیا۔ میں نے ان کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا۔ اس دستر خوان پر پھل، کھجوریں اور مچھلی کا گوشت تھا۔ میں کھانا کھانے کے بعد ایک طرف ہو کر کھڑا ہوگیا۔ پھر ایک بادل آیا اور حضرت الیاس علیہ السلام کو اٹھا کر لے گیا۔ میں ان کے کپڑوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔

ابن شاہین اور ابن عساکر نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک میں شرکت کی۔ جب ہم جذام کے علاقے میں پہنچے تو ہمیں شدید پیاس لگ گئی۔ اچانک ہم نے دیکھا تو ہمارے سامنے برتن اور انگور آگئے۔ جب ہم نے ایک میل اور سفر کیا تو ہم نے ایک کنواں دیکھا جب رات کا تیسرا حصہ گذرا تو ہم نے ایک آواز سنی۔ (پھر انہوں نے اس طرح کا واقعہ بیان کیا جو پچھلی حدیث میں گذر چکا ہے)

ابن عدی اور امام بیہقی نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عون سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ مولا! ایسی چیز سے میری مدد فرما جو مجھے اس چیز سے نجات دے دے۔ جس سے میں خوفزدہ ہوں۔ جب نبی مکرم ﷺ نے یہ دعا سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دعا کے ساتھ وہ دعا کیوں نہیں ملا لیتے جو اس کی بہن ہے۔ اس شخص نے کہا اے میرے مولا! مجھے صالحین کا شوق عطا فرما۔ اس چیز کا شوق جس کا تو نے انہیں مشتاق بنایا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت انس سے فرمایا اے انس! اس آدمی کی طرف جاؤ اور اسے کہو کہ حضور ﷺ تجھ سے فرما رہے ہیں کہ میرے لیے بخشش کی دعا کرو۔ حضرت انس اس شخص کے پاس آئے اور اسے حضور ﷺ کا پیغام سنایا اس شخص نے کہا اے انس! کیا تو رسول مکرم ﷺ کا قاصد ہے۔ انہوں نے کہا ہاں، اس شخص نے کہا آپ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر اس طرح فضیلت دی ہے

گھوڑے پر سواری کی جاتی تھی۔ کیونکہ وہ تیز دوڑ سکتا ہے۔ جبکہ اونٹ اور خچر سست رو ہیں۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک جنگ بھی حالت امن ہی کی طرح تھی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر آپ ﷺ کو پورا اعتماد اور بھروسہ تھا۔ آپ ﷺ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا۔ اسی وقت سے آپ ﷺ نے نبوت اور رسالت کے حقوق صحیح طریقے سے ادا فرمائے۔ آپ ﷺ کی ثابت قدمی ہی صحابہ کرام کے واپس آ جانے کا سبب بنی ورنہ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ جاتے۔ ان میں شکست کے آثار اس لیے نمودار ہوئے تھے کہ وہ اپنی کثرت پر اِترائے تھے اور کسی شخص نے یہ بھی کہا تھا کہ آج ہم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں شکست کے آثار پیدا فرما کر ان کی تربیت کی تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت عباس کو حکم فرمایا کہ صحابہ کرام کو واپس بلاؤ انہوں نے آواز دی۔ تمام صحابہ ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے واپس آ گئے۔ نبی محترم ﷺ نے دشمن کی طرف کنکریاں پھینکیں جس سے مشرکین شکست سے دو چار ہوئے اور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی نصرت کی تکمیل ہوئی۔

غزوۂ تبوک میں رونما ہونے والے معجزات

ابن سعد نے حمزہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم تبوک کے مقام پر تھے تو منافقین نے حضور ﷺ کی مبارک اونٹنی کو گھاٹی کی طرف ہانک دیا۔ جس سے اس کے کجاوے میں سے کچھ سامان بکھر گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس سامان کی تلاش میں نکلے تو میری پانچوں انگلیاں روشن ہو گئیں۔ ان کی نورانیت میں ہم نے اس اونٹنی کا سارا سامان تلاش کر لیا۔ حتیٰ کہ ہمیں عصا مبارک اور رسی بھی مل گئی۔

بعض دیگر فوجی مہموں میں رونما ہونے والے معجزات

ابن سعد نے امام واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بیس سواروں کے ساتھ خثعم کی طرف بھیجا اور ان پر خوب غارت گری کرنے کا حکم دیا۔ حضرت قطبہ اور ان کے ساتھی خثعم کی طرف گئے اور خوب غارت گری کی ان کا قتل عام کیا اور ان کی بھیڑوں، بکریوں اور عورتوں کو مدینہ طیبہ کی طرف ہانک کر لے آئے۔ اہل خثعم نے حضرت قطبہ کا تعاقب کیا۔ لیکن ان کے مابین ایک زبردست سیلاب حائل ہو گیا اور وہ ان تک جانے کے لیے کوئی راہ نہ پا سکے۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو ہم پر امیر مقرر فرمایا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم قریش کے قافلہ کے ساتھ نبرد آزما ہوں۔ آپ ﷺ نے ہمیں ایک بوری کھجوروں کی زادراہ دی۔ اس کے علاوہ ہم کوئی زادراہ نہیں رکھتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے۔ ہم اس کھجور کو چبا کر پانی پی لیتے۔ وہ ایک کھجور ہی ہمیں رات تک کافی ہو جاتی۔ سمندر نے ہمارے لیے ایک بہت بڑا جانور ساحل پر پھینک دیا۔ اس جانور کا نام عنبر تھا۔ ہم نے ایک ماہ تک اس کا گوشت کھایا حتیٰ کہ ہم خوب موٹے ہو گئے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس مہم پر تین سو سوار روانہ ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے اس جانور کی ایک پسلی لی۔ پھر ایک طویل شخص کو دراز قد اونٹ پر بٹھا کر اس پسلی کے اندر سے گذارا تو وہ

تین دن مسلسل میرے ساتھ یہی سلوک کیا۔ حتیٰ کہ میری عقل، قوت سماعت اور قوت بصارت ختم ہوگئی۔ تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا، اس دین کو چھوڑ جو تو نے اختیار کر رکھا ہے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ان کی گفتگو کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ صرف کلمات سنائی دے رہے تھے۔ میں نے اپنی ایک انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور توحید کا اقرار کیا میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اسی دین پر ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اسی اذیت سے دوچار تھی کہ اچانک میں نے ڈول کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی میں نے اس ڈول کو پکڑا اور اس سے ایک گھونٹ پانی پیا پھر وہ ڈول مجھ سے دور چلا گیا وہ ڈول زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہوگیا پھر میرے پاس دوسرا ڈول آ گیا۔ میں نے اس سے بھی ایک گھونٹ پانی پیا پھر وہ بھی مجھ سے دور جا کر زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہوگیا۔ اس کے بعد تیسرا ڈول میرے پاس آیا میں نے اس سے جی بھر کر پانی پیا اپنے چہرے، سینے اور سر پر پانی انڈیلا۔ مجھے قید کرنے والے باہر آئے اور میری کیفیت دیکھی انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ پانی کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس نے مجھے رزق دیا ہے۔ وہ جلدی جلدی اپنی مشکیزوں اور چھاگلوں کی طرف گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے مشکیزے اور چھاگل بدستور بند تھے۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرا پروردگار ہی ہمارا رب ہے اور یہ رزق تجھے اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا ہے۔ ان تمام نے اسلام قبول کر لیا اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اس واقعہ کے بعد وہ میری فضیلت تسلیم کرتے تھے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ام شریک رضی اللہ عنہا وہی خاتون محترمہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نبی اکرم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا۔ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے پیش کرتی ہے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ....(الاحزاب: ۵۰)

''اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے''

اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی خواہش کی تکمیل کتنی جلدی کرتا ہے۔

الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم ایک مقام پر پہنچے تو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنائی دی۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ پیاس کی وجہ سے گریہ بار ہیں۔ آپ ﷺ نے آواز دی لوگو! کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ کسی شخص سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرا ایک نورِ نظر مجھے پکڑا دو۔ انہوں نے اپنے فرزند کو حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور اپنے سینہ اقدس سے لگایا وہ بچہ اسی وقت پرسکون ہوگیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالی انہوں نے زبان مبارک کو چوسنا شروع کیا۔ اب ہمیں اس بچے کے رونے کی آواز نہیں آرہی تھی۔ دوسرا بچہ ابھی تک اسی طرح رو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب مجھے میرا

جس طرح اس نے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت دی ہے۔ اور آپ ﷺ کی امت دیگر امتوں پر اسی طرح فضیلت رکھتی ہے۔ جس طرح جمعہ کا دن تمام ایام پر فضیلت رکھتا ہے۔ حضرت انس نے اس شخص پر نگاہ ڈالی اور وہاں سے واپس آ گئے۔ وہ آدمی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

دار قطنی نے افراد میں، الطبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں ایک رات حضور ﷺ کے ہمراہ نکلا میں نے وضو کے لیے پانی اٹھا رکھا تھا۔ ہم نے ایک شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔ اے میرے رب! میری اس چیز سے مدد فرما جو مجھے اس شے سے نجات دے جس سے میں خوفزدہ ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے انس! پانی والے برتن کو رکھ دو اور اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بعثت کے مقاصد کی تکمیل میں ان کی مدد کرے اور ان کی امت کو ان کے پیغام حق کو قبول کرنے کی توفیق دے۔ میں اس شخص کے پاس آیا۔ اور اس سے دعا کے لیے کہا اس نے کہا میں رسول مکرم ﷺ کے قاصد کے خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ میرا فرض بنتا تھا کہ میں خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا۔ میری طرف سے آپ ﷺ کو سلام عرض کرنا۔ آپ ﷺ سے عرض کرنا کہ خضر (علیہ السلام) آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ سلام پیش کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر اس طرح فضیلت دی ہے جس طرح اس نے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت دی ہے اور آپ ﷺ کی امت دیگر امتوں سے اسی طرح افضل ہے جس طرح جمعہ کا دن تمام ایام سے افضل ہے۔ جب میں وہاں سے واپس ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام یہ دعا مانگ رہے تھے۔ مولا! مجھے اس امت مرحومہ میں سے کر دے۔ جس کی توبہ تو نے اپنی بارگاہ میں قبول کر لی ہے۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمیں ایک چادر اور ایک ہاتھ نظر آیا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ ہاتھ اور چادر کیسی تھی۔ جو ابھی ہمیں نظر آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے چادر اور ہاتھ کو دیکھا ہے۔ ہم نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جو مجھے سلام کرنے آئے تھے۔

ابن سعد واقدی سے اور وہ منیر بن عبداللہ الدوسی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا کے خاوند نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کا نام ابوالعکر تھا۔ جب صحابہ کرام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو انہوں نے بھی ان کے ساتھ ہی ہجرت کی۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوالعکر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار میرے پاس آئے اور کہنے لگے شاید تو بھی اپنے خاوند کے دین پر ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نے بھی وہی دین اختیار کر لیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہم تمہیں عبرتناک اذیتیں دیتے رہیں گے۔ وہ مجھے اونٹ پر سوار کر کے لے گئے۔ انہوں نے مجھے رسیوں کے ساتھ باندھ رکھا تھا وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی دیتے اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ جب دوپہر کا وقت ہوتا تو وہ مجھے سخت دھوپ میں پھینک دیتے۔ جب وہ کسی جگہ فروکش ہوتے تو اپنے لیے خیمے لگا لیتے اور مجھے دھوپ میں پھینک دیتے۔ انہوں نے

ﷺ نے بخار کورعل، ذکوان اور عصیہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔ بخار ان کے پاس آیا اور ان کے سات سو آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ یعنی ایک صحابی کے بدلے دس افراد کو موت کے گھاٹ اتارا۔

نبی اکرم ﷺ اہل عرب کی زبانوں کے اختلاف، الفاظ کی تراکیب اور کلمات کے اسلوب کے اختلاف کے باوجود ہر لغت میں گفتگو فرماتے تھے۔ کوئی شخص بھی آپ ﷺ سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔ حالانکہ اگر وہ کسی دوسرے کی زبان سنتے تھے تو اسے عربی نہیں سمجھتے تھے بلکہ عجمی گمان کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے لیے یہ نعمت عطیہ خداوندی اور قوت الہیہ کی وجہ سے تھی۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ آپ ﷺ ہر گورے اور کالے کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زبانوں کا علم سکھایا تھا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ابراہیم: ۴)

"اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ"

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام اقوام کے لیے بھیجا ہے تو اس نے آپ ﷺ کو تمام زبانیں بھی سکھا دی تھیں۔ تا کہ آپ ﷺ لوگوں کے اعمال کے متعلق گفتگو کر سکیں اور یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔

ہر زبان میں آپ ﷺ کی گفتگو ان اہل زبان سے فصیح ہوتی تھی اور آپ ﷺ اس کے مستحق بھی تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو ہر عضو بشری میں فضیلت اور فوقیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے بعض حبشیوں سے ان کی زبان میں گفتگو فرمائی اسی طرح بعض اہل فارس کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو کی۔

شفاء کی شرح نسیم الریاض از شہاب خفاجی میں ہے کہ جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو ایک وفد آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب وہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو وہ حضور ﷺ کو نہ پہچان سکے وہ لغت عربی سے نا آشنا تھا ان میں سے ایک شخص نے اپنی زبان میں کہا "من ابون اسران" یعنی تم میں سے اللہ کے رسول کون ہیں حاضرین میں سے کوئی بھی اس کا کلام نہ سمجھ سکا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اشکد اور" اشکد کا معنی ہے (آؤ) اور "اور" کا معنی ہے (یہاں)۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی زبان میں انہیں جواب دیا۔ جبکہ دوسرے افراد ان کی زبان کو نہ سمجھ سکے۔ اس وفد نے اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ کی بیعت کی اور واپس چلے گئے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو اس واقعہ کے متعلق بتایا۔ فَسُبْحَانَ مَنْ عَلَّمَهٗ ذَالِکَ اِنَّهُ الْمُنْعِمُ الْکَرِیْمُ "پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کو یہ علم دیا وہ نعمتیں دینے والا کریم ہے۔"

حضور ﷺ کی روزمرہ کی گفتگو، مشہور بلاغت، جوامع الکلم اور حکمت سے لبریز باتوں کے متعلق علماء نے بہت کتب رقم کی ہیں۔ الفاظ اور ان کے معانی کو جمع کیا ہے۔ آپ ﷺ کی فصاحت بھی لاثانی ہے اور بلاغت بھی بے مثل ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھ لیتے تھے۔ جس طرح دن کے اجالے میں دیکھتے تھے۔ امام بیہقی اور ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ

دوسرا نورِ نظر بھی پکڑاؤ۔ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو دوسرا لختِ جگر بھی پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے بھی اپنے مبارک سینے سے لگا کر ان کے منہ میں زبان مبارک ڈالی۔ وہ بھی پرسکون ہو گیا اور اب اس کے رونے کی بھی آواز نہیں آ رہی تھی۔

امام بیہقی نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ قبیلہ اسلم کے لوگوں کے پاس سے گذرے اس وقت وہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیر اندازی عمدہ کھیل ہے۔ تم تیر پھینکو میں ابن الاکوع کے ساتھ ہوں۔ لوگوں نے تیر اندازی سے ہاتھ روک لیے۔ انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ہم تیر نہیں پھینکیں گے۔ جبکہ آپ ﷺ ابن الاکوع کے ساتھ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم سب تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ بنو اسلم سارا دن تیر اندازی کرتے رہے۔ پھر وہ جدا ہو گئے۔ ان میں سے نہ کوئی ہارا تھا نہ ہی کوئی جیتا تھا۔

امام بیہقی نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے چند صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ آج رات ایک شخص نے قیام کیا وہ ایک سورت کی قرأت کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے علاوہ اس سورت میں سے ایک آیت کی بھی تلاوت نہ کر سکا۔ کچھ صحابہ کرام کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا۔ صبح کے وقت انہوں نے حضور ﷺ سے اس سورت کے متعلق پوچھا کچھ دیر آپ ﷺ خاموش رہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا آج رات یہ سورت منسوخ ہو چکی ہے۔ وہ سورت نہ صرف صحابہ کرام کے سینوں سے نکل گئی بلکہ ہر اس چیز سے محو ہو گئی جہاں وہ لکھی ہوئی تھی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں حضور ﷺ کی نبوت کی بہت بڑی نشانی ہے۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے قبیضہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سریہ میں کچھ صحابہ کرام مشرکین پر حملہ آور ہوئے اور مشرکین کو مغلوب کر دیا۔ ایک مومن نے ایک مشرک کے ساتھ معرکہ آزمائی کی جب مشرک مغلوب ہو گیا اور مسلمان نے اس کا سرتن سے جدا کرنا چاہا تو اس نے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھ لیا۔ لیکن اس شخص نے اسے پھر بھی قتل کر دیا۔ لیکن پھر اس قتل پر مضطرب اور بے چین ہو گیا اور حضور ﷺ سے اپنا واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد وہ شخص انتقال کر گیا۔ لوگوں نے اسے دفن کیا لیکن زمین نے اس کو قبول نہ کیا اور باہر پھینک دیا۔ اس کے گھر والے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے دفن کر دو۔ جب انہوں نے دوبارہ دفنایا تو زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا زمین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لوگوں نے اس کی لاش کو ایک غار میں پھینک دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو چھپا لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لیے عبرت بنا دیا ہے۔ تاکہ تم میں سے کوئی اس شخص کو قتل نہ کرے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیتا ہو یا یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ بنو فلاں کی گھاٹی میں اسے پھینک دو اب اس کو زمین قبول کرے گی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس قاتل کا نام محلم بن جثامہ تھا۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ جب بئر معونہ پر لوگوں نے ستر صحابہ کو شہید کر دیا تو بخار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ نبی مکرم

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایک شخص پیچھے سے آپ ﷺ کی نقلیں اتار رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اسی طرح ہو جا۔ اس کے بعد وہ دو ماہ تک مرض جنون میں مبتلا رہا۔ پھر اسے افاقہ ہوا تو وہ ہمہ وقت نقلیں اتارتا رہتا۔

ابن سعد نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ مشرکین حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں جلا رہے تھے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے گذرے۔ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا:

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

''اے آگ! تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ جس طرح تو حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی ہوگئی تھی اے عمار! ایک باغی گروہ تجھے قتل کرے گا''۔

ابو نعیم نے عباد بن عبد الصمد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے انہوں نے کہا اے خادمہ! دستر خوان لے کر آؤ تاکہ ہم کھانا کھالیں۔ خادمہ دستر خوان لے کر حاضر ہوئی پھر انہوں نے فرمایا اس رومال کو آگ میں پھینک دو۔ خادمہ نے رومال آگ میں پھینک دیا۔ کچھ دیر کے بعد آگ سے اسے نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح سفید تھا۔ ہم نے تعجب سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔ انہوں نے کہا یہ حضور ﷺ کا رومال تھا۔ اس سے آپ ﷺ اپنے رخ انور کو پونچھتے تھے۔ جب یہ صاف نہیں رہتا تو ہم اسے اسی طرح آگ میں پھینکتے ہیں۔ یہ صاف ہو جاتا ہے۔ آگ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے رات گئے تک راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر وہ دونوں گھر سے باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ تینوں حضرات تاریک رات میں چلنے لگے۔ ان میں سے کسی ایک کے پاس عصا تھا۔ کچھ دیر بعد عصا روشن ہو گیا اور نور بکھرنے لگا۔ حتی کہ وہ اپنے اپنے گھر تشریف لے آئے۔

امام احمد نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا فرمائی وہ رات بڑی تاریک اور ابر آلود تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی اور ان سے فرمایا اس شاخ کو لے لو یہ دس گز تمہارے آگے اور دس گز تمہارے پیچھے اجالا کرے گی۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے تو وہاں تمہیں ایک کالی چیز نظر آئے گی اسے مار کر گھر سے باہر نکال دینا وہ شیطان ہوگا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت سے روانہ ہوئے ان کے لیے وہ کھجور کی شاخ ضوفشاں ہوگئی۔ حتی کہ وہ اپنے گھر آگئے۔ انہوں نے ایک کالی چیز دیکھی اسے مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔

ابو نعیم نے حضرت ابو سعید خدری سے یہی روایت نقل کی ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ اس رات بادل چھائے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ عشاء کی نماز ادا فرمانے کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بجلی کی چمک دیکھی آپ ﷺ نے فرمایا

روایت نقل کی ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے صحابہ! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ ادہر ہے اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارے رکوع اور سجود مخفی نہیں ہیں۔ میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی دیکھ رہا ہوں۔ حضرت امام مسلم کی روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں رکوع اور سجدہ مجھ سے پہلے نہ کیا کرو۔ میں اپنے پیچھے سے بھی اس طرح دیکھ لیتا ہوں جس طرح میں اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔ مجاہد سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنے پیچھے صفوں کا اسی طرح مشاہدہ فرماتے تھے جس طرح آپ ﷺ آگے سے دیکھتے تھے۔

علماء کہتے ہیں آپ کا یہ مشاہدہ ادراک کا مشاہدہ تھا۔ آپ ﷺ کا یہ دیکھنا حقیقی دیکھنا تھا۔ یہ حضور ﷺ کے ساتھ خاص تھا اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ حضور ﷺ سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں اللہ کی قسم! میرے مہاجر بھائی اپنے کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور میرے انصاری بھائی اپنے مال و مویشی میں مشغول رہتے تھے۔ میں ایک مسکین آدمی تھا۔ میں ہمہ وقت حضور ﷺ کے ساتھ رہتا تھا۔ اگرچہ مجھے بھوک اور پیاس برداشت کرنا پڑتی۔ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے کپڑے کو پھیلائے گا اور اسے میری گفتگو مکمل ہونے تک پھیلائے رکھے گا۔ پھر اس چادر کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگائے گا وہ میری احادیث نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنی چادر پھیلا دی اس چادر کے علاوہ میرے پاس کوئی اور کپڑا نہ تھا۔ میں نے اس چادر کو پڑے رہنے دیا حتی کہ حضور ﷺ نے اپنی بات مکمل فرمائی۔ پھر میں نے اسے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اس دن سے لے کر آج تک میں حضور ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھول سکا۔ (بخاری و مسلم)

عبدالرزاق نے مصنف میں اور امام بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص انصار کی بستیوں میں سے ایک بستی میں گیا اس نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ فلاں عورت کی شادی مجھ سے کر دو۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اسے نہیں بھیجا تھا۔ حضور ﷺ تک بھی یہ بات پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا انہیں فرمایا جاؤ اگر تم اس کو پا لو تو اسے قتل کر دینا۔ لیکن میرے خیال میں تم اسے پا نہ سکو گے۔ جب حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اس جگہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس شخص کو سانپ نے ڈس لیا ہے جس سے اس کی موت واقع ہوگئی ہے۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حکم بن ابی العاص حضور ﷺ کی محفل میں شرکت کرتا۔ جب حضور ﷺ محو کلام ہوتے تو وہ اپنے منہ کو ٹیڑھا کرتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو اسی طرح ہو جا۔ اسی وقت اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا اور وہ تادم مرگ اسی طرح رہا۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ میرے پاس ایک ڈھال لے کر تشریف لائے اس میں عقاب کی تصویر بنی تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تصویر پر اپنا دست اقدس رکھا اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو مٹا دیا۔

ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس تصویر کو سخت ناپسند فرمایا صبح کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو مٹا دیا تھا۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا میری اس چاندی کی انگوٹھی پر محمد بن عبد اللہ نقش کروالاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نقاش کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اس انگوٹھی پر محمد بن عبد اللہ (ﷺ) نقش کر دو۔ اس نے کہا میں نقش کر دیتا ہوں نقاشی کی قیمت طے ہوگئی۔ جب وہ نقش کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے محمد رسول اللہ ﷺ لکھوا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تمہیں اس کا حکم تو نہیں دیا تھا۔ نقاش نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے میرے ہاتھ سے لکھوایا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں نے یہ کیسے لکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ حاکم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک ایسے گروہ میں تھے۔ جو اللہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ ارادتاً ان کے پاس آنے لگے حتی کہ آپ ﷺ اس گروہ کے بالکل قریب ہو گئے۔ وہ لوگ آپ ﷺ کا احترام کرتے ہوئے ذکر سے رک گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ کی رحمت تم پر نازل ہو رہی تھی۔ میں نے چاہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ اس رحمت میں شریک ہو جاؤں۔

امام بخاری نے تاریخ میں، امام بیہقی، ابونعیم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی معیت میں مسجد کی طرف گیا۔ مسجد میں کچھ لوگ تھے جو اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں ان کے ہاتھوں میں وہ چیز نظر آرہی ہے۔ جسے میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان کے ہاتھوں میں کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اس نور کو دیکھنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو میں نے اس نور کو دیکھا۔

ابن سعد اور امام بیہقی نے ام طارق، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی لونڈی سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے در مصطفیٰ ﷺ پر کسی کی آواز سنی لیکن مجھے کوئی وجود نظر نہ آیا۔ کوئی چیز آپ ﷺ سے اجازت طلب کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں خوش آمدید نہیں کہتے۔ کیا تو اہل قبا کے پاس نہیں جانا چاہتی۔ اس نے عرض کی ہاں میں ان کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو انکی طرف چلی جا۔

اے قتادہ! نماز ادا کرنے کے بعد ٹھہر جانا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پکڑ لو یہ دس گز تمہارے آگے اور دس گز تمہارے پیچھے ضوفشاں ہوگی۔

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ بیان فرماتی ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے میرے پہلو میں رات بسر کی کچھ دیر بعد آپ ﷺ بیدار ہو گئے۔ میں آپ ﷺ کو وہاں نہ دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ نوافل ادا فرما رہے ہیں۔ میں نے بھی وضو کیا اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرنے لگی۔ آپ ﷺ نے رات کو اتنی دعا مانگی جتنی اللہ نے چاہا۔ پھر اچانک ایک نور آیا جس سے سارا گھر جگمگا اٹھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ نور ختم ہو گیا۔ حضور ﷺ مصروف دعا رہے کچھ دیر کے بعد ایک اور نور آیا وہ پہلے نور سے زیادہ شدید تھا۔ وہ نور اتنے اجالے والا تھا کہ اس میں رائی کا دانہ بھی نظر آتا تھا پھر وہ نور چلا گیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسا نور تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تم نے وہ نور دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کی بخشش کے لیے عرض کی تھی۔ میرے رب نے میری امت میں سے ایک تہائی حصہ بخشنے کا وعدہ کیا۔ اس نعمت پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر میں نے باقی امت کی مغفرت کے لیے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی۔ اللہ رب العزت نے میری امت کے دو تہائی حصے اور بخشنے کا وعدہ کیا اس نعمت پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر میں نے بقیہ امت کی مغفرت کے لیے بارگاہ صمدیت میں عرض کی اللہ نے میری باقی امت کو بھی بخش دیا۔ اس احسان عظیم پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔

حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی نماز ادا فرماتے ہوئے جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما اچھل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پشت پر بیٹھ جاتے۔ جب آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے تو انہیں بڑی نرمی سے اتار دیتے۔ جب آپ ﷺ دوبارہ سجدہ ریز ہوتے تو حسنین کریمین دوبارہ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ نے نماز ادا فرمانے کے بعد انہیں اپنے پاس بٹھا لیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں انہیں ان کی والدۂ محترمہ کے پاس نہ پہنچا آؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر ایک نور ضوفشاں ہوا۔ وہ دونوں اس نور میں چلتے ہوئے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک تاریک رات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ ان سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کی میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں انہیں سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اچانک آسمان سے ایک نور اترا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اس نور میں چلتے ہوئے اپنی والدہ مکرمہ کے پاس پہنچ گئے۔

آپ ﷺ کے انتقال کے بعد لگا تار فتنے رونما ہوئے تا کہ آپ ﷺ کے مشاہدہ کی تصدیق ہو سکے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ فتنے لگا تار رونما ہوئے۔ ہم بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے عافیت عطا فرمائے۔

ابن ماجہ نے حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتی ہیں۔ جب رسول مکرم ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میری خواہش تھی کہ یہ نور نظر زندہ رہتا تا کہ اپنی رضاعت کو مکمل کر سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب جنت میں اس کی رضاعت مکمل ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اگر مجھے یہ علم ہوتا تو پھر مجھے اس کا صدمہ برداشت کرنا آسان ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر آپ پسند کرتی ہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتا ہوں کہ وہ آپ کو حضرت قاسم کی آواز سنا دے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔

امام واقدی نے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ نے مختلف ممالک کی طرف اپنے قاصد روانہ کیے تو ایک ہی دن چھ قاصد مختلف ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک نے اس قوم کی زبان بولنا شروع کر دی جس کی طرف اسے بھیجا گیا تھا۔

السیرۃ النبویہ میں ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے ایک بکری کو پکڑا پھر اسے چھوڑ دیا۔ جہاں سے آپ ﷺ نے اسے پکڑا تھا وہاں ایک نشان پڑ گیا۔ جو بعد میں اس بکری کی نسل میں بھی برقرار رہا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں مرغی کے انڈے کے برابر سونا عطا فرمایا تھا اور فرمایا اس سے اپنا قرض ادا کرو۔ ان پر یہودیوں کا چالیس اوقیہ قرض تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس تھوڑے سے سونے سے ان کا اتنا قرض کیسے ادا ہوگا۔ حضور ﷺ نے اس سونے کو لیا اور اپنی زبان پر رکھ کر اسے الٹ پلٹ کیا اور فرمایا اب اسے لے لو اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعے تمہارا قرض اتار دے گا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس سونے سے چالیس اوقیہ قرض ادا کیا۔ لیکن ابھی تک میرے پاس اتنا ہی سونا باقی تھا۔

امام بیہقی اور ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول مکرم ﷺ کی معیت میں عمرہ کی سعادت حاصل کی آپ ﷺ نے اپنے سر اقدس سے اپنے بال مبارک اتروائے۔ لوگ آپ ﷺ کے بال مبارک حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ میں نے حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال حاصل کر لیے اور انہیں اپنی ٹوپی میں رکھ لیا۔ ان بالوں کی برکت تھی کہ میں جہاں بھی جاتا اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا فرماتا۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں کچھ بال مبارک تھے۔ وہ جس جنگ میں شرکت کرتے اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب فرماتا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی کی یہ عادت تھی کہ وہ جب بھی اذان سنتا تو

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ بخار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے عرض کی میں ام ملدم ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اہل قبا کے پاس نہیں جانا چاہتی۔ اس نے عرض کی میں ان کے پاس چلی جاتی ہوں۔ اس کے بعد تمام اہل قبا شدید بخار میں مبتلا ہو گئے انہوں نے اس بیماری کی شکایت بارگاہ رسالت میں کی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم سب بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وہ تم سے اس بیماری کو دور فرمادے گا اور اگر تم چاہو تو یہ تمہارے لیے طہارت اور پاکیزگی کا سبب بن جائے گی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم چاہتے ہیں کہ یہ مرض ہمارے لیے طہارت اور پاکیزگی کا سبب بن جائے۔

امام بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بخار نے بارگاہ رسالت سے اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کون ہے اس نے کہا میں بخار ہوں۔ میں گوشت کو گھلا دیتا ہوں اور خون چوس لیتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو اہل قبا کی طرف جانے کا حکم دیا۔ وہ بخار ان کی طرف چلا گیا۔ اہل قبا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اس کے چہرے زرد تھے اور وہ بخار کی شکایت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نجات دے گا اور اگر تم چاہو تو تم اسے یونہی رہنے دو یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اسے رہنے دیں تاکہ یہ ہمارے گناہوں کو ختم کر دے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بخار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اپنی پسندیدہ قوم کی طرف بھیج دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو انصار کی طرف چلا جا۔ وہ بخار انصار کی طرف گیا وہ تمام شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے لیے شفا کی دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بیماری سے نجات عطا فرمائی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں شاید یہ واقعہ اہل قبا کے علاوہ دیگر انصار کے ساتھ پیش آیا ہو۔

سعید بن منصور نے اپنی ''سنن'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور ﷺ اپنی دعائے قنوت میں فرمارہے تھے ام ملدم! تو بنی عصیہ کی طرف چلی جا انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ اس کے بعد تمام بنو عصیہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک ٹیلے پر جھانکا اور فرمایا کیا تمہیں وہ اشیاء نظر آ رہی ہیں۔ جنہیں میں دیکھ رہا ہوں۔ میں فتنوں کو ظہور پذیر ہوتے دیکھ رہا ہوں۔

الطبرانی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ بلند فرمائی اور فرمایا:

سُبْحَانَ الَّذِیْ یُرْسِلُ عَلَیْهِمُ الْفِتَنَ اِرْسَالَ الْقَطْرِ

''پاک ہے وہ ذات جو ان پر بارش کے قطرات کی طرح فتنے ظاہر کرتی ہے''۔

بارھواں باب

حضور ﷺ کے معنوی معجزات کے بارے میں

اس باب میں نبی محترم ﷺ کے خَلق اور خُلق کے کمال اور آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی فضیلت کو بیان کیا جائے گا

علامہ الماوردی کی وضاحت

علامہ ماوردی نے ''اعلام نبوت'' میں فرمایا ہے کہ اخلاق حمیدہ اور افعال جمیلہ سے متصف شخص ہی بلند و بالا مراتب کا مستحق ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایسے اصول ہوتے ہیں جو اپنے مناسبات اور موافقات کی طرف راجع ہوتے ہیں اور اپنے متضاد افعال سے مخالفت رکھتے ہیں۔ جہان رنگ و بو میں نبوت سے بلند تر کوئی مقام نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مابین پیغام رسانی ہے۔ اس کا مقصد خالق کی اطاعت اور مخلوق کی مصلحت ہوتا ہے اس لیے اس مرتبہ کے ساتھ اس شخص کو مختص کیا جاتا ہے جو اخلاق میں سب سے افضل ہو جو نبوت کی شروط کو سب سے زیادہ پورا کرتا ہے وہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں یا اس سے مابعد کوئی شخص بھی حضور ﷺ کا ہم پلہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ ہر کمال میں یکتا ہیں۔ ہر فضیلت میں بے مثال ہیں۔ خلق، قول اور فعل میں لاثانی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدح یوں فرمائی ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۴)

''اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔''

اگر یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کے یہ فضائل اور کمالات آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کسی نبی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے اپنی امت کے لیے ان کمالات کو دلیل بنایا ہو یا اپنی رسالت کی قبولیت کے لیے ان پر اعتماد کیا ہو۔ کیونکہ بعض اوقات یہ کمالات و فضائل اس شخص میں بھی پائے جاتے ہیں جو نبی نہیں ہوتا بلکہ نبی کو وہ معجزہ پیش کرنا پڑتا جو خلاف عادت ہوتا اور اس معجزہ سے ہی اس بات کا علم ہوتا کہ وہ نبی ہے نہ کہ فضل و کمال سے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فضیلت اور کمالات نبوت کی علامات میں سے ہے اگرچہ یہ اس کے معجزات میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ فضل و کمال کی انتہاء تک رسائی ناممکن ہے اس لیے یہ فضل و کمال بھی ایک معجزہ کی طرح ہو گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ

کہتا ''اللہ تعالیٰ جھوٹے کو جلادے'' اس کی یہی عادت برقرار رہی حتی کہ ایک دن اس کی لونڈی آگ لے کر اس کے کمرہ میں داخل ہوئی۔ آگ کا ایک شعلہ گر پڑا جس سے گھر میں آگ لگ گئی اور وہ یہودی بھی اسی آگ میں خاکستر ہو گیا۔

امام مسلم نے حضرت سہیل بن ابی صالح سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ والد محترم نے مجھے بنو حارثہ کی طرف بھیجا۔ میرے ساتھ ہمارا خادم تھا۔ ایک باغ سے ایک آواز آئی کوئی اس غلام کو پکار رہا تھا۔ لیکن ہمیں کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے یہ واقعہ اپنے باپ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا جب ایسی آواز سنو تو فوراً اذان دینا شروع کر دو۔ کیونکہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث مبارک بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسی شخص کو بدروحوں سے واسطہ پڑے تو فوراً اذان دینا شروع کر دے اس طرح بدروحیں اس کو کوئی نقصان نہ دے سکیں گی۔

امام بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا راستہ میں اسے ایک بدروح سے واسطہ پڑا۔ انہوں نے یہ واقعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہم کو بدروحیں سے سامنا ہو تو ہم اذان دیں۔ جب وہ وہاں سے واپس آنے لگا تو راستہ میں پھر اسے ایک بدروح ملی اس نے اذان دی۔ وہ بدروح فوراً وہاں سے غائب ہو گئی۔ جب وہ شخص خاموش ہوا تو وہ پھر آ گئی پھر اس نے اذان دی تو وہ بدروح چلی گئی۔

محترم ﷺ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔اس وجہ سے آپ ﷺ نبوت کے تقاضوں کے کماحقہ مستحق تھے۔

کمال اخلاق

دوسری وجہ حضور ﷺ کے کمال اخلاق کے متعلق ہے اور یہ چھ خصائل پر مبنی ہے۔

(۱) ان میں سے پہلی خصلت یہ ہے کہ حضور ﷺ میں عقل و دانش، فہم و فراست اور سچ گوئی نقطہ کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔یہی اوصاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ عمدہ رائے اور اچھے انتظام کے ماہر تھے۔آپ ﷺ اپنے فرض سے لمحہ بھر بھی غافل نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی مشکل میں عاجزی کا اظہار کیا۔آپ ﷺ کسی کام کے آغاز میں ہی اس میں خوب غور و فکر کر لیتے اس کے اسرار و رموز کو منکشف کرتے اور اس کی مشکلات کو آسان کر لیتے یہ انتظامات صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو عمدہ ذہنی صلاحیتوں اور بہت زیادہ احتیاط کا مالک ہو۔

(۲) دوسری خصلت آپ ﷺ کا مصائب کے کوہ گراں میں ثابت قدم رہنا ہے۔نقصان اور مشکل میں صبر کا دامن مضبوطی سے تھام لینا ہے مختلف حالات میں آپ ﷺ کا نفس پرسکون رہتا وہ کسی بھی شدید مشکل میں مضطرب نہ ہوتا۔وہ جانتا تھا کہ مشکلات سے چھٹکارا کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔مصائب کا بحر پر آشوب اس کے صبر و استقامت میں اضافہ کرتا۔حضور ﷺ کو قریش سے ان اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا جن سے انسان کے بال سفید ہو جاتے ہیں۔جن سے مضبوط قلعوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔لیکن سرور کائنات ﷺ نے صبر اور ثابت قدمی کا دامن کسی وقت اور جگہ بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرایا لیکن کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا نہ ہوا میں راہ خدا میں اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا تنگ نہ کیا گیا۔مجھ پر تیس شب و روز ایسے بھی گذرے کہ میرے لیے اور حضرت بلال کے لیے کھانے کو کچھ نہ تھا۔سوائے اس چیز کے جس کو بلال رضی اللہ عنہ اپنی بغل کے نیچے چھپا کر رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ نے ایک دن بھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے میں جو اتنے شدید مصائب پر صبر کرتا ہے تو پھر محال ہے کہ وہ دنیا کا خواہش مند ہو حالانکہ دنیا آپ ﷺ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔اس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی تمام تگ و دو آخرت کے حصول کے لیے تھی۔

(۳) تیسری خصلت دنیا سے کنارہ کشی اور اس سے اعراض ہے۔آپ ﷺ ہمیشہ دنیا کی حلاوت اور شیرینی سے کنارہ کش رہے آپ ﷺ نے اس کی لذتوں کی طرف کبھی بھی توجہ نہیں فرمائی۔حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے کہا گیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیک وسلم پسند کریں تو آپ کو زمین کے اتنے خزانے عطا کر دیئے جاتے ہیں جو آپ سے پہلے کسی کو عطا کیے گئے نہ آپ کے بعد کسی کو عطا کیے جائیں گے اور ان کی وجہ سے آپ کے آخرت کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی آپ ﷺ نے عرض کی ان تمام خزانوں کو میرے لیے آخرت کا ذخیرہ بنا دیا جائے۔اس وقت یہ

جھوٹ سے اجتناب کمال فضل کی علامت ہے۔ جو دعویٔ نبوت میں جھوٹا ہو وہ فضل و کمالات میں مکمل کیسے ہو سکتا ہے۔ پس فضل و کمال سچ بولنے کا سبب بن گیا اور سچ اس کے قول کی قبولیت کا سبب بن گیا۔ اس لیے جائز ہے کہ اس کو رسالت کے دلائل میں شامل کر لیا جائے۔ جب یہ وضاحت مکمل ہوگئی۔ تو ثابت ہوا کہ انسانی اعتبار چار وجوہات کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۱) کمال خَلق (۲) کمال خُلق (۳) اقوال کا کمال (۴) اعمال کا کمال

کمال خلق کے چار اوصاف

انسانی صورت کے معتدل ہونے کے بعد انسان کی صورت کے کمال کا انحصار چار اوصاف پر ہے:

(۱) وقار اس سے مراد ایسی سکینت اور وقار ہے جو انسان کو اس کی تعظیم اور اس کے رعب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ یہ اس انسان کی امامت اور راہبری کا داعی ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ میں یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کا رعب و دبدبہ بہت زیادہ ہوتا حتی کہ جب کسریٰ کا قاصد آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا تو اس پر کپکپی طاری ہوگئی۔ حالانکہ وہ کسریٰ کی شان و شوکت اور بادشاہوں کے ظلم و ستم سے خوب آشنا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آپ ﷺ کا رعب بہت زیادہ تھا۔ اور ان کی نگاہوں میں آپ ﷺ کی عظمت مسلمہ تھی۔ حالانکہ نبی محترم ﷺ نے کبھی بھی اپنے رعب اور دبدبہ کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ عجز و انکساری ہی آپ ﷺ کا نمایاں وصف رہا۔

(۲) خندہ پیشانی اس سے مراد وہ خندہ روئی ہے جو اخلاص کا سبب ہوتی ہے اور ایسی محبت ہے جو پیار اور عقیدت کا سبب بنتی ہے حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حد درجہ محبوب تھے۔ خندہ پیشانی کی وجہ سے اس محبت اور عقیدت کی جڑیں اس قدر گہری تھیں کہ آپ ﷺ کی رفاقت میں رہنے والا کبھی آپ سے ناراض نہ ہوا۔ اور قرب حاصل کرنے والے کو دوری اور بعد نہ ملا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کے نزدیک ان کے باپوں اور بیٹوں سے زیادہ محبوب تھے اور اس ٹھنڈے پانی سے کہیں عزیز تھے۔ جسے ایک پیاسا ہر چیز سے پیارا سمجھتا ہے۔

(۳) وصف قبولیت اس سے مراد وہ عظیم الشان وصف ہے۔ جو دلوں کو اپنی طرف جذب کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ دل اس کی اطاعت میں جلدی کرتے ہیں اور اس کی موافقت کرنے میں دیر نہیں کرتے۔ آپ ﷺ کے اس وصف کا عالم یہ تھا کہ لوگوں کے دل ہمہ وقت آپ ﷺ کے لیے مغلوب رہتے۔ لوگوں میں آپ ﷺ کی رفاقت کا جذبہ مضبوط تھا۔ حتی کہ آپ ﷺ کا دشمن بھی آپ ﷺ سے نفرت نہیں کرتا تھا اور نہ دور رہنے والا وحشت محسوس کرتا تھا۔ لیکن اگر کوئی حسد اور محرومی کی وجہ سے آپ ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو تو پھر اس کا معاملہ جداگانہ ہے۔

(۴) اطاعت کا رجحان اس سے مراد لوگوں کا وہ رجحان ہے جو انہیں آپ ﷺ کی اطاعت پر برانگیختہ کرتا۔ آپ ﷺ کی موافقت پر مجبور کرتا۔ راہ اسلام میں مصائب پر استقامت دیتا اور مشکلات کے کوہ گراں پر صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مخلص آپ ﷺ کو چھوڑ کر نہ گیا۔

یہی چار خصلتیں ہیں جو انسان کو سعادت کا مستحق بنا دیتی ہیں اور قوانین رسالت کی طرف داعی ہیں۔ یہ چار خصلتیں نبی

جاتے تھے۔صحابہ کرام کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔آپ ﷺ صرف اپنی عاجزی اور حیا کی وجہ سے صحابہ کرام سے ممتاز نظر آتے تھے۔آپ ﷺ عاجزی کی وجہ سے ممتاز اور انکساری کی وجہ سے صاحب شرف بنے۔ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔وہ آپ ﷺ کی ہیبت اور رعب سے کانپنے لگا۔حضور ﷺ نے اس سے فرمایا پرسکون ہو۔میں اس محترمہ خاتون کا فرزند ہوں جو مکہ معظمہ میں سوکھے گوشت کے ٹکڑے کھایا کرتی تھی۔آپ ﷺ کا یہ فرمانا آپ ﷺ کی اخلاقی شرافت اور کریمانہ عادات کی دلیل ہے۔یہ عمدہ خصائل آپ ﷺ کی طبیعت میں داخل تھے۔نہ تو یہ اتنے نادر اور کم یاب تھے کہ انہیں شمار کیا جاسکے اور نہ ہی اتنے قلیل تھے کہ انہیں شمار کیا جاسکے۔

(۵) حضور نبی محترم ﷺ کی پانچویں خصلت آپ ﷺ کا حلم اور وقار ہے۔آپ ﷺ امن کے وقت ہر حلیم سے زیادہ حلم والے اور لڑائی اور جنگ میں ہر سلیم العقل سے زیادہ سلیم العقل تھے۔آپ ﷺ کو جاہل اعرابیوں کی جہالت سے واسطہ پڑا لیکن آپ ﷺ نے کبھی بھی ایسی حرکت نہیں کی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی چادر تطہیر پر کوئی داغ آئے کئی ایسے مواقع آئے جہاں بڑے بڑے حلیم اور بردبار حلم اور بردباری کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔لیکن آپ ﷺ کے حلم اور وقار میں ہمیشہ اضافہ ہی ہوا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نفس کے جھگڑنے،طیش میں آکر سب وشتم کرنے اور غلیظ الفاظ استعمال کرنے سے ہمیشہ محفوظ رکھا۔تاکہ آپ ﷺ اپنی امت کے لیے رحیم اور رؤف ہو جائیں اور مخلوق پر بے حد مہربان اور شفیق بن جائیں۔ قریش مکہ نے آپ ﷺ کو ہر قسم کی تکلیف دی اور مصیبت سے دوچار کیا۔لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ صبر کا مظاہرہ کیا اور ان سے روگرداں رہے۔آپ ﷺ کے ساتھ یہ برا سلوک کرنے میں صرف اہل مکہ کے بے وقوف ہی شامل نہ تھے۔بلکہ عقل و دانش والے بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔صرف گھٹیا اور ذلیل لوگ ہی آپ کو نہ ستاتے تھے بلکہ ان کے سردار بھی آپ ﷺ کو ستانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔وہ جس قدر آپ ﷺ کو زیادہ دکھ اور تکلیف دیتے آپ ﷺ اسی قدر زیادہ حلم اور بردباری کا مظاہرہ فرماتے۔ جب آپ ﷺ نے ان پر غلبہ اور قدرت حاصل کی تو انہیں معاف فرما دیا۔ جب فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کو کامیابی و کامرانی ملی اور تمام کفار مکہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اب میرے متعلق تمہارا کیا گمان ہے انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم ایک کریم اور مہربان چچا کے لخت جگر ہیں۔اگر آپ معاف فرما دیں تو یہ درگذر اور معافی ہمارے گمان کے عین مطابق ہوگی اور اگر آپ انتقام لے لیں تو یقیناً ہم نے بھی آپ کے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔نبی مکرم رحمۃ للعالمین نے فرمایا میں تمہیں اسی طرح کہتا ہوں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (یوسف: ۹۲)

''نہیں کوئی گرفت تم پر آج کے دن معاف فرمادے اللہ تعالیٰ تمہارے (قصوروں) کو اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے''۔

آپ ﷺ نے اس کے بعد یہ دعا فرمائی۔مولا! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب کا مزہ چکھایا اب اس کے بعد

آیت کریمہ نازل ہوئی:

تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا (الفرقان:۱۰)

''بڑی (خیرو) برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنا دے آپ کے لئے بہتر اس سے (یعنی ایسے) باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں اور بنا دے آپ کے لئے بڑے بڑے محلات۔''

''بڑی (خیرو) برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنا دے آپ کے لئے بہتر اس سے (یعنی ایسے) باغات ہوں رواں جن کے نیچے نہریں اور بنا دے آپ کیلئے بڑے بڑے محلات''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ ایک کھجور کی چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ اس چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے جسم پر پڑ چکے تھے۔ یہ دل گداز منظر دیکھ کر انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کاش کہ آپ اس چٹائی سے نرم بستر اختیار فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا دنیا سے کیا تعلق ہے میرا دنیا سے کیا واسطہ ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری اور دنیا کی مثال اسی طرح ہے۔ جس طرح ایک سوار شدید دوپہر میں ایک درخت کے نیچے کچھ دیر آرام کرتا ہے۔ پھر وہ روانہ ہو جاتا ہے اور اس درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔

حمید بن بلال بن ابی بردہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس تشریف لائیں ان کے پاس ایک موٹی چادر اور ایک کھردرا کمبل تھا۔ انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے ان دو کپڑوں میں وصال فرمایا، حالانکہ اس وقت آپ ﷺ حجاز کے آخری کنارے سے لے کر عراق تک اور یمن سے لے کر عمان کے جنگلات تک کے مالک تھے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ زاہد تھے۔ آپ ﷺ نے نہ تو کبھی مال کو جمع کیا اور نہ ہی کبھی ذخیرہ اندوزی کی بلکہ ہمیشہ اس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے نہ کوئی مال و دولت چھوڑی اور نہ قرض چھوڑا اور نہ ہی کوئی نہر کھدوائی اور نہ محل تعمیر کروایا۔ آپ ﷺ کی اولاد اور اہل بیت بھی کسی مال و متاع یا ساز و سامان کے مالک نہ بنے تاکہ وہ بھی دنیا سے اسی طرح کنارہ کش رہیں جس طرح آپ ﷺ دنیا سے کنارہ کش رہے اور ترک دنیا میں وہ بھی حضور ﷺ کی طرح ہو جائیں۔ بہت سی احادیث میں نبی محترم ﷺ نے دنیا سے کنارہ کشی اور اس سے اعراض کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ دنیا سے پہلوتہی کرنے میں آپ ﷺ کے خلفاء نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی۔ وہ شخص جو دنیا سے اتنا زیادہ کنارہ کش رہے اور اپنے احباب اور عزیز و اقرباء کو بھی اس سے اجتناب کرنے کا حکم دے وہ اس امر کا مستحق ہوتا ہے کہ اس پر طلب دنیا کا الزام نہ لگایا جائے۔ وہ دنیا کے بدلے آخرت کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ کیسے بول سکتا ہے۔

(۴) آپ ﷺ کی چوتھی صفت آپ ﷺ کی اپنے غلاموں کے لیے تواضع اور عاجزی تھی اور ان کے لیے اپنی رحمت کے پروں کو بچھانا تھا۔ حضور ﷺ صحابہ کرام کے امام اور راہبر تھے اس کے باوجود آپ بازاروں میں چلا کرتے تھے۔ مٹی پر بیٹھ

(3) آپ ﷺ کا شریعت کو واضح دلیل کے ساتھ مضبوط کرنا اور اس کی بین علتیں بیان کرنا حتی کہ اس سے کسی ایسی بات کا ظہور نہ ہو جسے عقل انسانی غیر مناسب کا فتویٰ دے اور نہ کوئی ایسی چیز شامل ہو جسے عقل انسانی مسترد کرتی ہو۔ اسی وجہ سے سرور کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے جوامع الکلمات عطا کیے گئے ہیں اور مجھے حکمت و دانائی سے نوازا گیا ہے کیونکہ سرور دو عالم ﷺ نے تھوڑے الفاظ کے ساتھ کثیر معانی سے آگاہ فرمایا طویل کلام سے اجتناب فرمایا، جہالت کے چہرے سے نقاب ہٹایا۔ آپ ﷺ کے لیے یہ سب کچھ اس لیے آسان تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد ہمہ وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔

(4) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمدہ اخلاق اور بہترین آداب کا حکم دیا۔ صلہ رحمی پر ابھارا کمزوروں پر رحم کرنے کے لیے کہا یتیموں پر شفقت کرنے کا حکم دیا۔ باہمی بغض اور حسد سے منع کیا۔ قطع رحمی اور دوری سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! آپس میں تعلقات منقطع نہ کرو۔ نہ ایک دوسرے سے بے رخی اختیار کرو۔ نہ ایک دوسرے سے بغض کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بن جاؤ۔

آپ ﷺ نے اخلاق حسنہ کی تبلیغ اس لیے فرمائی تا کہ اس امت میں فضائل کی کثرت ہو عمدہ اخلاق کی نشوونما ہو، بہترین آداب ظاہر ہوں۔ یہ امت بھلائی کی طرف جلدی کرے شر سے رک جائے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی پوری طرح متحمل ہو جائے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران ۱۱۰)

''ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے''۔

امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور ان باتوں سے اجتناب کرنے لگی جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع فرمایا تھا۔ دین و دنیا کی مصلحتیں ان سے تکمیل پذیر ہوئیں اسلام کو کمزوری کے بعد قوت ملی اور شرک کو ذلت ملی۔ اس امت کے لوگ پاکباز لوگوں کے امام اور عمدہ ترین لوگوں کے پیشوا بن گئے۔

(5) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو آپ ﷺ اس کا واضح جواب ارشاد فرماتے جب آپ ﷺ سے بحث کی جاتی تو آپ ﷺ دلائل کو خوب بین فرماتے نہ تو آپ ﷺ کی زبان رکتی تھی اور نہ ہی کہیں عاجزی کا اظہار ہوتا تھا۔ کوئی دشمن بھی بحث و تکرار کے وقت دلائل کو رد نہیں کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ کا جواب ہمیشہ واضح اور آپ ﷺ کے دلائل ہمیشہ راجح ہوتے تھے۔

ایک دفعہ ابی بن خلف ایک پرانی سی ہڈی لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا وہ ہڈی کسی بہت ہی پرانے قبرستان سے حاصل کی گئی تھی اور بہت زیادہ بوسیدہ ہو چکی تھی۔ اس نے اس ہڈی کو کوٹ کر اس کا برادہ بنا لیا پھر کہنے لگا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اور ہمارے آباء دوبارہ زندہ ہوں گے حالانکہ ہم اس وقت اس طرح بن چکے ہوں

والے لوگوں کو انعام و اکرام کی لذت سے شاد کام فرما۔

(۶) چھٹی خصلت وعدہ پورا کرنا اور عہد کی پاسداری ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی وعدہ کو توڑا تھا نہ کسی عہد کی خلاف ورزی کی تھی۔ آپ ﷺ وعدہ شکنی کو گناہ عظیم شمار کرتے تھے۔ آپ ﷺ وعدہ خلافی کے متعلق انتہائی سخت رویہ رکھتے تھے اور وعدہ کی پاسداری میں انتہائی نامساعدہ حالات بھی برداشت کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ ہر صورت میں وعدہ کو پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ جب تک عہد کرنے والا عہد نہ توڑتا آپ ﷺ اس کی پاسداری کرتے اگر وہ معاہدہ توڑ لیتا تو پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے لیے کوئی بہتر راستہ نکال لیتا۔ جیسا کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودیوں نے خلاف ورزی کی تھی اور جس طرح قریش مکہ نے صلح حدیبیہ کو ختم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے عہد توڑنے میں ہی حضور ﷺ کے لیے بہتری رکھ دی۔

یہ تمام اخلاق حضور ﷺ کی ذات میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔

تیسری وجہ فضائل اقوال میں آٹھ خصلتوں کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکمت و دانائی سے نوازا تھا اور آپ ﷺ کو عظیم علوم عطا کیے تھے۔ حالانکہ آپ ﷺ امی تھے۔ آپ ﷺ نے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی اور نہ علم پڑھا تھا نہ کسی عالم کی مصاحبت اختیار کی تھی اور نہ کسی استاذ کے پاس زانوئے تلمذ طے کیا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ سے کبھی کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے چار احادیث پر شریعت کی بنیاد رکھی اور اس سے مقصود حاصل کیا اور ان سے اجتہاد کی بنیادیں مستحکم کیں۔

(1) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

(2) حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جو چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے اس کے لیے خطرہ ہے کہ وہ کسی روز چراگاہ میں داخل ہو جائے گا۔

(3) انسان کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ انسان بے مقصد امور کو ترک کر دے۔

(4) جو بات تمہیں شک میں ڈالے اس کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کر لو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔

(2) حضور ﷺ کا ان تمام باتوں کی حفاظت کرنا جن پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا تھا۔ مثلاً دیگر انبیائے کرام اور ان کی اقوام کی داستانیں اور زمانہ ماضی میں دنیا کی حکایتیں وغیرہ۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ سے کوئی چھوٹی یا بڑی چیز پوشیدہ نہ رہی اور نہ ہی کوئی چھوٹی بڑی چیز آپ ﷺ کے علم کے بحر محیط سے باہر رہی۔ حالانکہ آپ ﷺ نے ان حالات کو نہ تو کسی کتاب میں پڑھا اور نہ ہی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا۔ یہ سارا کمال آپ ﷺ کے تندرست ذہن، کشادہ سینہ اور قلب سلیم کا تھا۔ یہی تینوں آلات ہیں جن کی وجہ سے کسی کو رسالت کا مستحق بنایا جاتا ہے اور نبوت کا بوجھ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس تمام تفصیل سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ آپ ﷺ منصب نبوت و رسالت کے کما حقہ اہل تھے۔ اسی وجہ سے اس کی ذمہ داری آپ ﷺ پر ڈالی گئی۔

کوشادابی عطا فرماتا ہے۔ جو کم گو ہوتا ہے اور صرف بوقت ضرورت گفتگو کرتا ہے۔

(8) آپ ﷺ تمام لوگوں سے فصیح تھے۔ آپ ﷺ کی گفتگو بہت زیادہ واضح ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کے کلام میں اختصار پایا جاتا تھا۔ کلام میں عمدہ الفاظ اور بہترین معانی ہوتے تھے۔ وہاں تکلیف اور بناوٹ کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔ وہ فصاحت کی تمام شروط کو جامع تھا اور اپنی فصاحت کی وجہ سے جداگانہ نظر آتا تھا۔ اگر یہ کلام کسی اور شخص کے کلام سے ملایا جائے تو یہ اپنے اسلوب کی وجہ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اور اس میں نمایاں ہونے کی علامات واضح ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ کا کلام دوسرے شخص کے کلام سے مل نہیں سکتا۔ آپ ﷺ کے کلام کی صداقت اور دوسرے فرد کے کلام کا کذب فوراً ظاہر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے بلاغت کے حصول کے لیے کوشش نہیں کی اور نہ ہی اہل بلاغت مثلاً خطباء، شعراء اور فصحاء سے کبھی میل جول رکھا۔ بلکہ آپ ﷺ کے کلام کی فصاحت آپ ﷺ کی طبعی فطرت کی وجہ سے تھی اور اس فصاحت و بلاغت کا مقصد صرف ایک مقصد کی تکمیل تھا:

چوتھی وجہ کمالات نبوت ورسالت پر دلالت کرنے والی چوتھی وجہ کا انحصار آٹھ خصلتوں پر ہے:

(1) پہلی خصلت حضور ﷺ کی سیرت کا حسن اور سیاست کی عمدگی ہے۔ اسی وجہ سے دین کو استحکام نصیب ہوا۔ یہ دین آپ ﷺ کی حسن تدبیر کی وجہ سے آج تک شان وشوکت کے ساتھ سلامت ہے۔ آپ ﷺ نے حسن تدبیر کی وجہ سے ہی لوگوں کو مرغوب اور محبوب چیزوں سے ہٹا کر غیر محبوب اشیاء کی طرف لگا دیا۔ انہیں معروف اشیاء سے غیر معروف کی طرف پھیر دیا۔ آپ ﷺ کی وجہ سے لوگوں نے ان نئی اشیاء کی خوشی خوشی قبول کر لیا۔ (عذاب کے) خوف اور (جنت اور اس کی نعمتوں کے) لالچ کی وجہ سے نفوس نے سر تسلیم خم کیا یہ شاندار کامیابی صرف اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کو عزم مصمم اور حسن انتظام کے ساتھ ساتھ تائید الٰہی بھی حاصل ہو۔ آپ ﷺ نے جو شریعت نافذ فرمائی اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھی تو پھر وہ حجت قاہرہ ہے اور اگر اس میں حضور ﷺ کا اجتہاد تھا تو پھر وہ ایک واضح نشانی تھی۔ آپ ﷺ نے جو قوانین نافذ فرمائے ان کی صداقت کی دلیل صرف یہی کافی ہے کہ وہ اب تک برقرار ہیں۔ اولین نے انہیں آخرین کی طرف منتقل کیا ان کی حلاوت اور جدت میں اضافہ ہی ہوا۔ ان ضابطوں پر ہمہ وقت نئی بہار رہتی ہے۔ اگرچہ زمانے تبدیل ہو گئے ہیں اور اس کے تقاضے بدل چکے ہیں۔ جو شخص دین مصطفیٰ ﷺ پر قائم ہے مذکورہ بالا وضاحت اس کے لیے ایک واضح دلیل ہے اور جو شک وشبہ کا شکار ہے اس کے لیے یہ روشن بیان ہے۔

(2) حضور ﷺ نے دین اسلام کو ترغیب اور ترہیب کے ساتھ بیان کیا۔ حتی کہ دعوت کے یہ دونوں طریقے آپ ﷺ کی نصرت پر متفق ہو گئے۔ بعض لوگوں نے جلدی ملنے والی اور دیر سے ملنے والی نعمتوں میں رغبت کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور بعض نے عذاب اور نعمتوں کے زوال کے خوف کی وجہ سے اس دعوت پر لبیک کہا کیونکہ طبیعتوں اور عادات میں اختلاف ہوتا ہے۔ اس لیے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کامیابی کے امکانات کم تھے۔ اس لیے ان دونوں طریقوں کو ضروری سمجھا گیا۔ اسی وجہ سے دین حنیف کو استقرار نصیب ہوا اور فلاح و بہبود کو دوام ملا۔

گے۔آپ نے بہت بڑی بات کہی ہے۔آپ کے علاوہ کسی اور شخص نے نہیں کہا کہ ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زبان پر حق کو یوں جاری فرمایا:

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ؀ (یٰسین:۷۹)

''زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے''۔

یہ دندان شکن جواب سن کر ابی مبہوت ہو کر رہ گیا۔اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا وہ منہ لٹکا کر واپس چلا گیا۔ایک دفعہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: لَاعَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ ''نہ تو کوئی مرض متعدی ہوتی ہے اور نہ ہی بدفالی نام کی کوئی چیز ہے''۔یہ سن کر ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم دیکھتے ہیں کہ اونٹ کے ہونٹوں پر پہلے معمولی سی خارش ظاہر ہوتی ہے۔پھر یہ بیماری تمام اونٹوں میں پھیل جاتی ہے۔آپ ﷺ نے فوراً جواب دیا۔پہلے اونٹ کو کس نے بیمار کیا تھا۔یہ سن کر وہ شخص وہیں خاموش ہو گیا۔

(6) آپ ﷺ کی زبان ہر قسم کی فحش گوئی اور جھوٹ سے محفوظ تھی وہ جھوٹ سے بالکل اجتناب کرنے والی اور ہمیشہ سچ بولنے والی تھی۔آپ ﷺ بچپن میں ہی اپنے سچ کی وجہ سے مشہور ہو چکے تھے۔حتیٰ کہ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے دلنواز لقب سے یاد کیا جانے لگا۔آپ ﷺ کے اسلام کی طرف دعوت دینے سے پہلے قریش کو آپ ﷺ کی صداقت کا یقین تھا۔جب آپ ﷺ نے اسلام کی طرف دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ان کا یہ جھٹلانا کئی وجوہات کی بنا پر تھا۔بعض نے آپ ﷺ سے حسد کرتے ہوئے جھٹلایا۔بعض نے دشمنی اور عداوت کی وجہ سے آپ ﷺ کی تکذیب کی۔بعض لوگوں نے صرف اس وجہ سے جھٹلایا کیونکہ وہ آپ ﷺ کو منصب نبوت اور رسالت سے بعید تر سمجھتے تھے۔اگر انہیں حضور ﷺ کی رسالت کے علاوہ کسی اور جھوٹ کا علم ہوتا تو وہ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کو جھٹلانے کے لیے اسے ضرور پیش کرتے۔(کیونکہ وہ حضور ﷺ کی رسالت کو جھوٹ سمجھتے تھے۔نعوذ باللہ منہ) جو شخص بچپن میں سچائی کو اپنا وطیرہ بنا لیتا ہے وہ بڑا ہو کر بھی ضرور سچ بولتا ہے۔جو شخص اپنے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی اس سے کہیں زیادہ حفاظت کرتا ہے۔

(7) حضور ﷺ خاص ضرورت کے وقت گفتگو فرماتے اور گفتگو بھی اسی مقدار میں فرماتے جس کی ضرورت ہوتی نہ فضول باتیں کرتے اور نہ ہی بالکل خاموش رہتے۔اسی وجہ سے آپ ﷺ جب خاموش ہوتے پھر بھی حسین نظر آتے اور جب محو کلام ہوتے پھر بھی جمیل دکھائی دیتے اسی وجہ سے آپ ﷺ کا کلام ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک رہا چہرۂ مبارک ہمیشہ بارونق اور دلکش رہا تمام آپ ﷺ کے کلام کو میٹھا سمجھتے تھے۔اسی وجہ سے وہ کلام دلوں میں محفوظ ہو گیا اور کتابیں اس سے بھر گئیں لیکن گفتگو کرنے والا خطا اور غلطی سے محفوظ نہیں ہوتا۔ایک اعرابی نے حضور ﷺ کے سامنے زیادہ گفتگو کی آپ ﷺ نے فرمایا اے اعرابی! تمہاری زبان کے سامنے کتنے پردے حائل ہیں۔اس نے کہا دو یعنی میرے ہونٹ اور میرے دانت ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کلام کی زیادتی کو ناپسند فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے

بھی گئی۔

(۲) آپ ﷺ کو دشمن کے ساتھ مسلسل جہاد کا حکم دیا گیا حتی کہ آپ ﷺ اپنے دشمن پر غالب آ گئے۔

ان دونوں خصوصیات کا جمع ہونا محال ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ جس ذات کی خصوصی تائید فرمائے اور اپنی مہربانی اور لطف و کرم سے اس کی مدد فرمائے تو اس کو یہ مقام رفیع مل سکتا ہے۔

(7) آپ ﷺ نے تمام غزوات میں خصوصی شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور دشمن سے نبرد آزمائی کرتے وقت پامردی کا مظاہرہ کیا آپ ﷺ نے جس جنگ میں بھی شرکت فرمائی اس میں بہت زیادہ صبر کا مظاہرہ کیا۔ پھر یا تو آپ ﷺ کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی یا پھر آپ ﷺ نے اپنا مضبوط دفاع کیا۔ آپ ﷺ اپنی جگہ پر ہی تشریف فرما رہے کسی میدان جنگ میں نہ تو راہ فرار اختیار کی اور نہ ہی مرعوب ہوئے بلکہ ہمیشہ ایک مضبوط دل کے ساتھ ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

غزوۂ حنین کے دن آپ ﷺ بالکل تنہا رہ گئے۔ آپ ﷺ دشمن کے جم غفیر میں اکیلے ڈٹ گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے اردگرد اہل بیت اور صحابہ کرام میں سے صرف نو افراد موجود تھے۔ آپ ﷺ ایک خچر پر سوار تھے۔ آپ ﷺ اپنے آپ کو واضح فرما کر یہ فرما رہے تھے اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ میں نبی برحق ہوں۔ اس میں ذرہ بھر بھی جھوٹ نہیں ہے اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر لوگ آپ ﷺ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ بنو ہوازن آپ ﷺ کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن قریب آنے سے ہچکچاہٹ محسوس کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نہ تو دشمن کی کثرت سے ہراساں ہوئے اور نہ ہی ان کے زور آور حملوں سے پسپائی اختیار فرمائی۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔ آپ ﷺ نے صبر کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تائید فرمائی۔ ایسی بے مثال شجاعت کی نظیر کہاں سے مل سکتی ہے؟۔

ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں ایک ہیبت ناک آواز سنائی دی۔ لوگ اس آواز کی طرف دوڑے۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اس آواز کی طرف پہلے ہی تشریف لے جا چکے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہیں اور واپس تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے شمشیر بے نیام پکڑ رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! نہ ڈرو! نہ ڈرو! پھر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھرپور اعتماد تھا کہ وہ آپ ﷺ کی عنقریب مدد فرمائے گا۔ آپ ﷺ کے دین کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے:

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (الفتح:۲۸)

''تاکہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دے'' اور حضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

زُوِيَتْ لِيَ الْاَرْضُ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِيْ مَازُوِيَ لِيْ مِنْهَا

''میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا گیا میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا عنقریب میری امت کا غلبہ اور اقتدار وہاں تک پہنچ جائے گا۔ جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی''۔

(8) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جود و سخا کی نعمت سے نوازا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ہر چیز کو راہ خدا میں لٹا دیتے

(3) آپ ﷺ کی شریعت معتدل شریعت ہے۔ یہ عیسائیوں کے غلو اور یہودیوں کی تقصیر سے بالکل پاک ہے۔ کیونکہ امور میں سے بہترین ان کا وسط ہے۔ یہ زیادتی اور کمی کے مابین ہے۔ کیونکہ جو کام راہ اعتدال سے ہٹ جاتا ہے تو اس میں بھلائی اور درستی نہیں آسکتی۔

(4) حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو دنیا کی لذتوں میں منہمک ہونے کی ترغیب نہیں دلائی۔ جس طرح کہ یہودی دنیاوی لذتوں میں منہمک ہو گئے تھے اور نہ ہی آپ ﷺ نے ترک دنیا کا حکم دیا تھا جس طرح کہ نصاریٰ نے رہبانیت اختیار کر لی تھی۔ آپ ﷺ نے اعتدال کرنے کا حکم دیا کہ دنیا کو اتنا طلب کرو جو تمہارے لیے کافی ہو اور اس کے زائد سامان سے اعراض کرلو۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے بہتر وہ ہے جو دنیا سے بھی حصہ لے اور آخرت میں بھی۔

(5) نبی محترم ﷺ نے دینی علوم اور شرعی احکام کی طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے تمام احکام کو اپنی امت کے لیے واضح کر دیا۔ ان کے لیے حلال اور حرام چیزیں بیان کیں۔ ان کے لیے جائز اور ممتنع اشیاء بیان فرمائیں مثلاً نکاح اور دیگر معاملات کے احکام وغیرہ بیان کیے۔ یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ نے بہت سے معاملات میں نبی محترم ﷺ کی اتباع کی۔ لیکن آپ ﷺ کی شریعت کسی دوسری شریعت کی محتاج نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایسے اصول مقرر فرمائے جو ان حادثات پر دلالت کرتے تھے۔ جن سے دنیا آگاہ نہ تھی اور ان قواعد سے ایسے احکام مستنبط کیے گئے جو کسی علت یا سبب پر مبنی تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا تم میں سے مشاہد (دیکھنے والا) میری باتوں کو غائب تک پہنچائے تاکہ آپ ﷺ کا انذار (ڈرانا) عام ہو اور اس کے اظہار سے محبت قائم ہو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا، میری طرف سے پیغام لوگوں تک پہنچاؤ اور مجھ سے جھوٹی بات منسوب نہ کرو۔ کیونکہ کتنے ہی ایسے مبلغ (جن تک پیغام پہنچایا جائے) ہوں گے جو سامع (براہ راست کلام سننے والا) سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔ بعض اوقات وہ لوگ جن کی طرف پیغام اسلام لے جایا جائے گا وہ پیغام لانے والوں سے زیادہ فقیہ ثابت ہوں گے۔ حضور ﷺ نے اپنی شریعت کو نص کے ساتھ مضبوط کیا اور اپنے پیغام کو حاضر اور غائب کے لیے عام کر دیا تاکہ آپ ﷺ کا شریعت پہنچانے کا فرض پورا ہو جائے اور امت کے حقوق ادا ہو جائیں۔ تاکہ نہ تو اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوئی خلل رہ جائے اور نہ ہی امت کی مصلحتوں میں کوئی کوتاہی رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ تمام کام ایک قلیل مدت میں انجام دیئے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے طویل زمانہ نہیں پایا تھا۔

(6) آپ ﷺ دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ کو ہر سمت سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف سے آپ ﷺ کا احاطہ کر رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت ساز و سامان کی بھی قلت تھی اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ آپ ﷺ کی برکت سے قلت کو کثرت نصیب ہوئی ذلت کے بعد عزت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنی قوت سے دشمن کو کچل کر رکھ دیا اور رعب سے آپ ﷺ کی مدد کی گئی۔ اس طرح نبی محترم ﷺ کے لیے دو چیزیں جمع کر دی گئیں۔

(ا) آپ ﷺ کی شریعت کے لیے خصوصی اہتمام کیا گیا یہاں تک کہ وہ تمام شریعتوں پر غلبہ بھی پا گئی اور آفاق میں پھیل

حجۃ الاسلام امام غزالی کے فرمودات

امام غزالی اپنی شہرہ آفاق تصنیف احیاء العلوم میں فرماتے ہیں جو شخص حضور نبی محترم ﷺ کے احوال کو دیکھے اور آپ ﷺ کی ان احادیث کو غور سے سنے جو آپ ﷺ کے اخلاق، احوال، عادات اور خصائل پر مشتمل ہیں۔ آپ ﷺ کے اخلاق کو ملاحظہ کرے۔ آپ ﷺ کے اس نظم وضبط کو دیکھے جس سے مخلوق کو ہدایت نصیب ہوئی اور مختلف اقوام یکجا ہو گئیں اور انہیں کس طرح آپ ﷺ نے اپنی اطاعت کی طرف مائل کیا وہ آپ ﷺ کے ان جوابات کو دیکھے جو آپ ﷺ نے مختلف سوالات کے دیئے تھے۔ مخلوق کی مصلحتوں کے لیے آپ ﷺ کی عجیب تدابیر کو دیکھے شریعت کو ظاہر کرنے کے لیے آپ ﷺ کے ان عجیب اشاروں کو دیکھے جنہوں کے فضلاء اور عقلاء کی عقل ودانش کو حیران کر دیا۔ انہوں نے ساری زندگی اسی دشت کی سیاحی میں گذار دی۔ لیکن ان سے دقائق کے اوائل ہی کے راز نہ کھل سکے۔ جو شخص ان تمام امور میں غور وفکر کرے گا اسے اس میں ذرہ بھر بھی شک وشبہ نہیں رہے گا کہ یہ امور صرف اس حیلہ سے حاصل نہیں کیے جا سکتے جو انسان کی قوت کے اختیار میں ہوتا ہے۔ یہ تمام اشیاء اس وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب کسی ذات کو آسمانی تائید اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو۔ یہ تمام اشیاء کسی کذاب کے لیے تصور بھی نہیں کی جا سکتیں۔

نبی محترم ﷺ کے شمائل اور احوال آپ ﷺ کی صداقت کی بیّن دلیل ہیں۔ حتی کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کو دیکھ کر پکار اٹھتا ہے۔ اللہ کی قسم! اتنا حسین چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ وہ آپ ﷺ کی حسین صورت دیکھ کر ہی اسلام قبول کر لیتا ہے۔ یہ صرف اس شخص کی کیفیت تھی جس نے آپ ﷺ کی ظاہری صورت دیکھی تھی۔ ذرا تصور تو کرو کہ اس شخص کی کیفیت کیا ہوتی ہوگی۔ جو آپ ﷺ کے اخلاق یا آپ ﷺ کے احوال کا مشاہدہ کر لیتا۔ ہم نے آپ ﷺ کے بعض اخلاق کا تذکرہ کیا ہے تا کہ ہم آپ ﷺ کے بلند اخلاق سے آگاہ ہو سکیں اور ہم اس بلند منصب اور ارفع مقام سے آشنا ہو سکیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بلند مراتب عطا فرمائے۔ حالانکہ آپ ﷺ امی تھے۔ نہ علم حاصل کیا تھا اور نہ ہی کتب کا مطالعہ کیا تھا اور نہ طلب علم میں کہیں سفر کیا تھا۔ آپ ﷺ عرب کے جاہل لوگوں میں رہے۔ آپ ﷺ نے یتیمی کی حالت میں نشو ونما پائی۔ آپ ﷺ کو محاسن اخلاق، عمدہ آداب اور فقہ کی مصلحتیں کہاں سے حاصل ہو سکتی تھیں۔ اگر آپ ﷺ پر نزول وحی کا سلسلہ نہ ہوتا تو پھر معرفت الٰہیہ، ملائکہ اور دیگر کتب کا علم آپ ﷺ کو کیسے حاصل ہو سکتا تھا۔ اگر حضور ﷺ کے لیے صرف یہی امور ظاہر ہوتے تو یہ آپ ﷺ کی نبوت کے لیے بطور دلیل کافی تھے۔ لیکن آپ ﷺ کے دست اقدس سے تو اتنے معجزات اور دلائل کا ظہور ہوا کہ آپ ﷺ کی نبوت میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد حضرت امام غزالی فرماتے ہیں۔ وہ کتنا احمق اور پاگل ہے جو آپ ﷺ کے احوال، اقوال، افعال، اخلاق اور آپ ﷺ کے معجزات دیکھتا ہے پھر کے بعد آپ ﷺ کی شریعت کو دیکھتا ہے کہ وہ ہمہ وقت ترقی پذیر ہے۔ حتی کہ وہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے۔ وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ آپ ﷺ کے عہد زریں میں بھی اور آپ کے ظاہری دور مبارک کے بعد بھی بادشاہان وقت آپ ﷺ کی غلامی کرتے رہے۔ حالانکہ آپ ﷺ ابتدا میں کمزور اور یتیم تھے۔ وہ ان

اور اپنی ہر محبوب اور پسندیدہ چیز کو دوسروں کے لیے ترجیح دیتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے وصال فرمایا اس وقت بھی آپ ﷺ کی زرہ مبارک چند کلو جو کے بدلے ایک یہودی کے ہاں رہن پڑی تھی۔ حالانکہ اس وقت پورا جزیرۂ عرب آپ ﷺ کے زیر تصرف تھا۔ اس وقت جزیرۂ عرب میں ایسے سردار اور قبائل بھی تھے۔ جن کے پاس خزانوں اور مال کی بہتات تھی۔ وہ اپنی دولت وثروت اور ذخیروں پر فخر کرتے تھے اور ان کی وجہ سے عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے آپ ﷺ نے ان تمام علاقوں کو فتح کیا۔ لیکن شان استغناء کا عالم یہ تھا کہ ایک دینار یا ایک درہم بھی جمع نہ کیا۔ بلکہ آپ ﷺ سخت خوراک اور موٹے کپڑے زیب تن فرماتے۔ آپ ﷺ کی جود وسخا کا سمندر بے کراں تھا۔ کثیر لوگ آپ ﷺ کے فیض کرم سے لطف اندوز ہوتے لیکن خود فاقوں کی تلخی برداشت کرتے اور ہر قسم کے حالات پر صبر کرتے آپ ﷺ نے بنو ہوازن سے درج ذیل مال غنیمت حاصل کیا۔

(۱) چھ ہزار قیدی (۲) چوبیس ہزار اونٹ (۳) چالیس ہزار بکریاں (۴) چار ہزار اوقیہ چاندی

آپ ﷺ نے یہ تمام مال تقسیم فرما دیا اور خود خالی ہاتھ واپس آ گئے کیا پوری دنیا میں ایسے جود وکرم کی مثال موجود ہے؟

حضور ﷺ کے فضائل میں سے میں نے چند بیان کیے ہیں یہ آپ ﷺ کے محاسن اور اوصاف میں سے چند ہیں ان کا پوری طرح احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آپ ﷺ کے محامد کا بحر بے کراں ساحل سے آشنا نہیں ہے۔ ہر منافق، دشمن، زندیق اور ملحد نے پوری کوشش کی کہ وہ آپ ﷺ کے اقوال یا افعال میں کوئی عیب نکال سکے یا کسی خطا یا لغزش کو تلاش کر سکے۔ لیکن اسے اپنے ناپاک عزم میں ہمیشہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ جو شخص ان فضائل کے کمال کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ان اوصاف کے بلند درجہ پر فائز ہو گیا۔ وہی دنیا کی قیادت کا اہل ہے اور مخلوق کی مصلحتوں کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہے۔ انسانیت کے لئے نبوت ورسالت کے بعد کوئی غایت نہیں جس کے ذریعے اصلاح ہو سکے اور فساد کو ختم کیا جائے۔ اس تمام بحث کا مطلب یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ نبوت ورسالت کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کے اہل تھے۔ اسی وجہ سے جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو نبوت کو استقرار نصیب ہوا آپ ﷺ نے اس کے حقوق کو کما حقہ ادا کیا۔ آپ ﷺ ہی اس منصب رفیع اور رتبہ علیا کے اہل تھے۔ آپ ﷺ نے ان ذمہ داریوں میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کی۔

جب دو اشیاء باہم متناسب ہوتی ہیں تو وہ ہم شکل بھی ہوتی ہیں۔ جو آپس میں ہم شکل ہوں انہیں ایک دوسرے سے محبت ہوتی ہے۔ دو اشیاء جو باہم محبت کرتی ہیں وہ متفق ہوتی ہیں۔ یہی اتفاق ہر قسم کے انتظام کی بنیاد اور اساس ہے۔ یہ قانون حضور ﷺ کی نبوت کی صحت کی واضح ترین دلیل ہے اور آپ ﷺ کی رسالت کی صداقت عیاں ترین نشانی ہے۔ اس وضاحت اور تفصیل کے بعد آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت سے وہی انکار کر سکتا ہے جو شرف انسانیت سے عاری ہو۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے ہمیں حضور ﷺ کی اطاعت کی توفیق دی اور آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی۔

(علامہ الماوردی کا کلام اختتام پذیر ہوا)

میں فوراً پکار اٹھا یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

ابو رمثہ التیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نبی محترم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میں نے فوراً کہا یہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ضماد رضی اللہ عنہ اپنا وفد لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو یہ دلنشین خطبہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ فَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

حضرت ضماد نے یہ دل کو موہ لینے والے کلمات سن کر عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان کلمات کو دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ ان کلمات میں معانی کا ایک سمندر موجزن ہے۔ اپنا دست اقدس بڑھائیں تاکہ میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بیعت کروں۔

حضرت جامع بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک طارق نامی شخص تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس بیچنے کے لیے کوئی چیز ہے۔ ہم نے کہا ہم یہ اونٹ بیچنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس کی کیا قیمت لو گے۔ ہم نے کہا ہم اس کی قیمت میں اتنے وسق کھجوریں لیں گے۔ حضور ﷺ نے اس اونٹ کی مہار کو پکڑا اور مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ ہم نے کہا ہم نے اونٹ ایک ایسے شخص کے ہاتھوں فروخت کیا ہے۔ جسے ہم نہیں جانتے ہمارے ساتھ ایک باپردہ خاتون تھی۔ اس نے کہا میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس شخص کا چہرہ ماہ کامل کی طرح تھا وہ تمہارے ساتھ فریب نہیں کرے گا۔ صبح کے وقت ایک شخص ہمارے پاس کھجوریں لے کر آیا۔ اس نے کہا میں رسول مکرم ﷺ کا نمائندہ ہوں۔ آپ ﷺ نے یہ کھجوریں بھیجی ہیں اور فرمایا ہے کہ ان میں سے خود بھی کھالو اور اپنے اونٹ کی قیمت بھی پوری کرلو۔ ہم نے ایسے ہی کیا۔

عمان کے بادشاہ جلندی کو جب اسلام کی دعوت کے متعلق علم ہوا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ آپ ﷺ جس بھی عمدہ کام کا حکم دیتے ہیں سب سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور جس چیز سے منع فرماتے ہیں سب سے پہلے اس کو ترک کردیتے ہیں۔ جب آپ ﷺ غالب آتے ہیں تو تکبر نہیں کرتے۔ جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراہٹ کا اظہار نہیں کرتے۔ وہ وعدہ کو پورا کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ نفطویہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ (النور: ۳۵)

''قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے''۔

کی تفسیر میں لکھا ہے۔ یہ وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم ﷺ کے لیے ارشاد فرمائی ہے اس کا مفہوم یہ ہے

تمام امور میں غور وفکر کرنے کے بعد آپ ﷺ کی صداقت میں شک وشبہ کرتا ہے۔ اور وہ شخص کتنا بلند بخت ہے جو آپ ﷺ پر ایمان لایا آپ ﷺ کی تصدیق کی پھر آپ ﷺ کی مکمل پیروی کی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اخلاق، افعال، احوال اور اقوال میں نبی محترم ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق دے۔ (آمین ثم آمین)

امام قسطلانی کے ارشادات

حضرت امام القسطلانی ''مواہب'' میں فرماتے ہیں۔ کسی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ حضور ﷺ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک قطرے کا احاطہ کر سکے یا آپ ﷺ کے عرفان کے ابر کرم کی ایک بوند کی پہچان کر سکے۔ اگر تو ان نعمتوں میں غور وفکر کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو عطا فرمائی تھیں۔ مثلاً جوامع الکلم، عمدہ حکمت، حسن سیرت، سابقہ امتوں کے متعلق آگاہی، سابقہ شریعتوں اور داستانوں سے آگاہی مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ، حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بھائیوں کی حکایت اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کی داستانیں وغیرہ، آخرت کے متعلق خبریں، تورات، انجیل، زبور اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحف کا علم، انبیاء کا علم اور دیگر علوم جن کی علماء بنی اسرائیل نے بھی تصدیق کی اور آپ ﷺ کی بیان کردہ کسی ایک چیز کی بھی تکذیب نہ کی۔ بلکہ ان تمام اشیاء کو تسلیم کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جن علوم، حسن ادب، عمدہ عادات، مواعظ، حکم، عقلی دلائل دینے کے اسلوب سے آگاہی، مخالف اقوام کے دلائل کا واضح براہین کے ساتھ رد، ایسے علوم کی طرف اشارہ جن کے ماہرین نے آپ ﷺ کے کلام کو حجت اور آپ ﷺ کے اشارہ کو قائد تسلیم کیا ہے۔ مثلاً لغت، معانی، بیان، احکام شرعیہ کے قوانین، عقلی سیاست کے ضابطے، قلبی حقائق کا عرفان نیز دیگر علوم وفنون جو آپ ﷺ کی امت کی مصلحتوں کو محیط تھے۔ مثلاً طب، خوابوں کی تعبیریں اور حساب وغیرہ اور علاوہ ازیں ان علوم کو دیکھے جن کا احاطہ ناممکن ہے تو پھر یہ فیصلہ کرے گا کہ نبی محترم ﷺ کا یہ میدان اتنا وسیع ہے کہ اس کی وسعتوں کی پیمائش ممکن نہیں اور نہ ہی آپ کے علم وعرفان کے بحر بے کراں کو ڈول گدلا کر سکتے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوگا کہ ایک بشر میں اتنے کمالات اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور خصوصی لطف کے بغیر ناممکن ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں جب ایک منصف مزاج شخص نبی محترم ﷺ کی بلند پایہ عادات، قابل ستائش سیرت، علم کی وسعت، عقل ودانش کی فوقیت اور حلم وغیرہ میں غور وفکر کرے گا۔ نیز اگر وہ آپ ﷺ کے تمام کمالات اور جمیع عادات کو دیکھے گا۔ آپ ﷺ کے حالات اور گفتگو کا مشاہدہ کرے گا تو اس کو آپ ﷺ کی نبوت کی صحت میں کوئی شک نہیں رہے گا اور نہ ہی اسے آپ ﷺ کی دعوت کی صداقت میں کوئی شبہ رہے گا۔ آپ ﷺ کے یہ اوصاف حمیدہ ہی کئی افراد کے اسلام لانے کا سبب بنے۔

امام ترمذی، ابن قانع وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور دو عالم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ تو میں آپ ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ ﷺ کے رخ انور کو دیکھا تو

کرتے تھے۔آپ ﷺ خود بھی امی تھے اور امیوں (ان پڑھوں) کی قوم میں سے تھے۔نہ تو آپ ﷺ اور نہ آپ ﷺ کی قوم ان امور سے واقف تھی جنہیں اہل کتاب جانتے تھے۔

آپ ﷺ نے نہ تو کبھی کوئی علم حاصل کیا تھا اور نہ ہی کبھی علماء کی مجلس اختیار فرمائی تھی۔چالیس سال کی عمر سے پہلے آپ ﷺ نے دعویٰ نبوت نہ کیا۔پھر آپ ﷺ نے ایک عجیب ترین اور عظیم ترین امر کا اظہار فرمایا۔آپ ﷺ ایک ایسا کلام لے کر تشریف لائے جس جیسا کلام نہ تو پہلے لوگوں نے سنا تھا نہ بعد والوں نے سنا۔آپ ﷺ نے ایک ایسا امر پیش کیا جس سے آپ ﷺ کی قوم اور آپ ﷺ کے اہل شہر بالکل ناآشنا تھے۔جس کو نہ آپ ﷺ سے پہلے کوئی جانتا تھا نہ ہی بعد میں کسی کو معلوم ہوا نہ تو کسی شہر میں اس شخص کا ظہور ہوا اور نہ ہی کسی زمانہ میں وہ رونما ہوا جو وہ چیز لے کر آتا جو آپ ﷺ نے اپنی قوم کے سامنے پیش کی۔نہ تو آپ ﷺ کے ظہور کی طرح کسی نے ظہور کیا اور نہ ہی آپ ﷺ کے معجزات کی طرح کوئی معجزات لے کر آیا۔نہ ہی کسی نے اپنی مکمل ترین شریعت کی طرف دعوت دی اور نہ کسی نے اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا۔علم، دلائل، قوت و توانائی اور طاقت کے لحاظ سے آپ ﷺ کے دین کو غلبہ نصیب ہوا۔انبیائے کرام کے پیروکاروں نے آپ ﷺ کی اتباع کی۔حالانکہ وہ معاشرے کے کمزور افراد تھے۔اہل سلطنت نے آپ ﷺ کو جھٹلایا، آپ ﷺ کے ساتھ دشمنی کی۔وہ آپ ﷺ کے قتل اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی ہلاکت کے لیے اسی طرح کوشاں رہے۔جس طرح کافر سابقہ انبیائے کرام اور ان کے پیروکاروں کی ہلاکت کے لیے کوشش کرتے رہے۔جنہوں نے آپ ﷺ کی اتباع کی انہوں نے کسی خوف یا رغبت کی وجہ سے اتباع نہیں کی کیونکہ آپ ﷺ کے پاس نہ تو مال تھا۔جو آپ ﷺ انہیں عطا فرماتے نہ ہی آپ ﷺ کے پاس بادشاہی تھی کہ آپ ﷺ انہیں بھی ایک سلطنت کا والی بنا دیتے اور نہ ہی آپ ﷺ کے پاس تلوار کی قوت تھی۔بلکہ تلوار، مال و ثروت اور جاہ و منصب تو آپ ﷺ کے دشمنوں کے پاس تھے۔انہوں نے آپ ﷺ کے پیروکاروں کو ہر قسم کی اذیت دی۔لیکن صحابہ کرام ہمہ وقت صابر و شاکر رہے۔کیونکہ ایمان و عرفان کی حلاوت ان کے دلوں میں بس چکی تھی۔اس لیے وہ اپنے دین سے مرتد نہ ہوئے۔مکہ معظمہ ایک ایسا شہر تھا کہ اہل عرب عہد ابراہیمی سے اس کا حج کرتے آئے تھے۔ایام حج میں وہاں تمام قبائل جمع ہوتے۔نبی محترم ﷺ ان قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں تبلیغ فرماتے۔آپ ﷺ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے۔جھٹلانے والے کی اذیت پر، ظالم کے ظلم پر اور روگردانی کرنے والے کے اعراض پر آپ ﷺ صبر کا مظاہرہ فرماتے یہاں تک کہ یثرب کے چند افراد وہاں جمع ہوئے وہ یہودیوں کے پڑوسی تھے۔ان سے انہوں نے حضور ﷺ کے متعلق سن رکھا تھا اور آپ ﷺ سے آشنا تھے آپ ﷺ نے جب ان کو دعوت دی تو انہیں فوراً معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ ہی وہ نبی ہیں جن کا انتظار کیا جا رہا ہے۔اور آپ ﷺ وہی ہیں جن کے متعلق یہودی انہیں بتایا کرتے تھے۔وہ آپ ﷺ کے متعلق ایسی باتیں سن چکے تھے جن سے وہ آپ ﷺ کی قدر و منزلت سے آگاہ ہو چکے تھے آپ ﷺ کا دین پھیلتا رہا۔اور آئندہ کچھ سالوں میں اسے کافی غلبہ نصیب ہو چکا تھا۔وہ لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔انہوں نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔انہوں نے

کہ اگر آپ قرآن پاک کی تلاوت نہ بھی فرماتے پھر بھی صرف آپ ﷺ کا رخ انور ہی اس بات کی گواہی دیتا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيْهِ آيَاتٌ مُبَيِّنَةٌ　　لَكَانَ مَنْظَرُهُ يُنْبِيكَ بِالْخَبَرِ

''اگر نبی مکرم ﷺ کی ذات میں دیگر واضح معجزات نہ بھی ہوتے تو آپ کا حسن ہی آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینے کے لیے کافی تھا''۔

ابن تیمیہ کا قول

ابن تیمیہ اپنی ''الجواب الصحیح'' میں تحریر کرتے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ کی پاکیزہ سیرت، آپ ﷺ کے معجزات، اخلاق، اقوال اور افعال آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں۔ آپ ﷺ کی شریعت آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔ آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات بھی آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔

اگر ہم آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ تک اور پھر وصال تک کی حیات مبارکہ میں غور وفکر کریں تو آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت عیاں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم آپ ﷺ کے نسب، اصل اور فضل میں تدبر کریں تو پھر بھی آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت واضح ہو جاتی ہے۔ نسب کے لحاظ سے آپ ﷺ تمام اہل زمین سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں ہی نبوت اور کتاب کو بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو بھی نبی آیا وہ آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے دو بیٹوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ان کا تورات میں تذکرہ کیا اللہ تعالیٰ نے تورات میں بیان فرمایا کہ اولاد اسماعیل میں ایک عظیم الشان نبی ظاہر ہوں گے۔ حضور ﷺ کے علاوہ اولاد اسماعیل میں اور کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان میں ایک برگزیدہ رسول مبعوث فرمائے۔ بنو ابراہیم میں سے قریش افضل اور قریش میں سے بنو ہاشم افضل ہیں اور مکہ معظمہ تمام شہروں کا مرکز ہے اور اس میں وہ پاکیزہ گھر ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر فرمایا اور لوگوں کو اس کا حج کرنے کی دعوت دی۔ آپ علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر آج تک لوگ اس مقدس گھر کا حج کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات انبیائے کرام کی کتابوں میں موجود ہے۔

حضور ﷺ تربیت کے لحاظ سے تمام لوگوں میں سے اکمل تھے۔ آپ ﷺ سچائی، پاکبازی، عدل وانصاف اور مکارم اخلاق کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ ﷺ ہر برائی ظلم وستم اور ہر برے وصف سے کنارہ کش رہے۔ آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی لوگ آپ ﷺ کی تعریف کرتے رہے۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور اخلاق میں کوئی بھی ایسی چیز نہ تھی جس میں سے کوئی عیب نکالا جا سکے۔ آپ ﷺ جھوٹ، ظلم اور برائی سے پہلو تہی فرماتے رہے۔ آپ ﷺ کی شکل مبارک تمام شکلوں سے مکمل تھی۔ آپ ﷺ ان اوصاف میں اکمل تھے جو آپ ﷺ کے کمال پر دلالت

فرمایا جیسا بعض سابقہ شریعتوں میں بعض خبیث اشیاء حلال تھیں۔ آپ ﷺ نے تمام سابقہ امتوں کے تمام محاسن کو جمع فرمایا۔ اللہ رب العزت، ملائکہ اور آخرت کے دن کے متعلق دیگر کتب مثلاً تورات، انجیل اور زبور میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن حضور ﷺ نے ان اشیاء کو بڑے نرالے اور عجیب انداز میں بیان کیا۔ سابقہ کتب میں عدل و انصاف کی اہمیت فضل و کرم کا فائدہ اور نیکیوں کی ترغیب موجود ہے۔ لیکن نبی محترم ﷺ کا ان اشیاء کو بیان کرنے کا انداز بڑا احسن ہے۔ جب ایک عقلمند اسلام کی عبادات کے نظام کو اور دیگر امتوں کی عبادات کے نظام کو دیکھے گا تو اسے اسلامی عبادات کی فضیلت واہمیت واضح نظر آئے گی۔ اسلامی حدود، احکام اور شریعت کی کیفیت بالکل یہی ہے۔ آپ ﷺ کی امت ہر فضیلت میں تمام امتوں سے افضل ہے۔ اگر اس امت کے علم کا اندازہ لگایا جائے تو اس کا علم تمام سے افضل ہوگا۔ اسی طرح یہ امت اپنے دین، اپنی عبادات اور اپنی اطاعت کے لحاظ سے تمام امتوں سے افضل ہے۔ جب اس کی شجاعت، راہ خدا میں جہاد اور جنگ میں ان کا صبر دیکھا جائے تو پھر بھی یہ امت ہی تمام امتوں سے فائق نظر آئے گی۔ ان کا جہاد سب سے عظیم اور ان کے دل سب سے بہادر ہیں۔ یہ امت سخاوت اور دریا دلی میں بھی سب سے بہتر ہے۔ یہ تمام فضائل انہیں بارگاہ رسالت میں ہی حاصل ہوئے اور نبی محترم ﷺ ہی سے سیکھے اور آپ ﷺ نے ہی انہیں ان مکارم اخلاق کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ سے پہلے کسی ایسی کتاب کی پیروکار نہ تھی۔ جس کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ تشریف لائے ہوں۔ جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کی شریعت کو مکمل کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے کچھ علوم اور فضائل تورات سے ماخوذ تھے۔ بعض علوم زبور سے اور کچھ دیگر انبیاء سے لیے گئے تھے۔ ان کے علوم میں کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات تھیں اور کچھ حواریوں کے اضافے تھے اور فلسفیوں کا کچھ کلام بھی ان کے علوم میں شامل ہو چکا تھا۔ حتی کہ دین عیسوی میں بہت سی ایسی باتیں شامل ہو گئیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں سے نہ تھیں۔ حضور ﷺ سے پہلے آپ ﷺ کی امت نہ تو کوئی کتاب پڑھی ہوئی تھی بلکہ ان میں سے اکثر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، تورات، انجیل اور زبور پر ایمان بھی آپ ﷺ کے وسیلہ سے ہی لے کر آئے تھے۔ آپ ﷺ نے ہی انہیں حکم دیا کہ وہ تمام انبیاء پر ایمان لائیں۔ تمام الہامی کتب کا اقرار کریں۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو رسل علیہم السلام کے درمیان تفریق کرنے سے منع فرمایا۔ امت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضور ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ کسی چیز کو جائز نہیں سمجھتی نہ ہی وہ کسی ایسی بدعت کا آغاز کرنا مناسب سمجھتی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ نہ ہی وہ دین میں کسی ایسی چیز کی ابتدا کرنے کی خواہشمند ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا لیکن سابقہ انبیاء کے وہ قصے اور ان کی امتوں کی وہ داستانیں جنہیں قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ انہیں سچ سمجھتے اور وہ حکایتیں اور داستانیں جو اہل کتاب بیان کرتے ہیں اگر وہ قرآن وحدیث کے موافق ہوتے ہیں تو ان کی تصدیق کرتی ہے اور جو قرآن اور سنت سے مطابقت نہیں رکھتے یہ امت ان پر خاموشی اختیار کر لیتی ہے۔ جس چیز کا اسے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ باطل ہے وہ اس کی تکذیب کرتی ہے جو شخص دین اسلام میں ہندوستان، فارس اور یونان کے فلاسفہ کے نظریات کو شامل کرتا ہے وہ ان کے

خواہش کی کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام ان کے شہر کی طرف ہجرت کریں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنے کا عہد کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام صحابہ کرام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی وہاں مہاجرین بھی تھے اور انصار بھی۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی کسی دنیوی لالچ یا خوف کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیا۔ سوائے چند ایک انصار کے انہوں نے پہلے بظاہر اسلام قبول کیا پھر اپنے اسلام کو عمدہ کیا۔ اس کے بعد نبی محترم ﷺ کو جہاد کا اذن ملا آپ ﷺ ہمہ وقت مصروف پیکار رہے۔ آپ ﷺ صدق وصفا، عدل وانصاف اور وفا پر گامزن رہے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سچے تھے۔ تمام لوگوں سے زیادہ عادل اور وعدہ کو وفا کرنے والے تھے۔ حالانکہ آپ ﷺ کبھی حالت امن میں ہوتے اور کبھی دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہوتے کبھی غنا کی کیفیت میں ہوتے اور کبھی فقر سے دوچار ہوتے۔ کبھی کثیر ہوتے اور کبھی قلیل، کبھی دشمن پر غالب ہوتے اور کبھی عارضی طور پر مغلوب ہوتے۔ ہر حالت میں آپ ﷺ صراط مستقیم پر ہی گامزن رہے۔ حتی کہ دین اسلام کو اسی سرزمین میں غلبہ نصیب ہوا جو پہلے بتوں کے پجاریوں، کاہنوں کی خبروں، مخلوق کی اطاعت، خالق، کفر، خونریزی اور قطع رحمی سے بھری ہوئی تھی۔ وہ قیامت اور آخرت سے ناواقف تھے۔ وہ لوگ تمام دنیا سے زیادہ عالم، فاضل اور عدل پسند ہو گئے حتی کہ جب شام کے عیسائیوں نے انہیں دیکھا تو انہوں نے کہا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھی صحابہ کرام سے افضل نہ تھے۔ ان کے علم اور عمل کے آثار دنیا میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر اقوام کی علامات بھی دنیا میں موجود ہیں۔ اہل عقل ودانش ان کے مابین واضح فرق دیکھ سکتے ہیں۔ اگرچہ نبی محترم ﷺ کا دین غلبہ پا چکا تھا۔ مخلوق بھی آپ ﷺ کی اطاعت کرتی تھی اور وہ آپ ﷺ کو اپنے مال اور جانوں سے مقدم سمجھتے تھے۔ لیکن پھر بھی جب آپ ﷺ نے وصال فرمایا تو آپ ﷺ نے کوئی درہم، دینار، بکری یا اونٹ پیچھے نہ چھوڑا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس صرف ایک خچر، چند ہتھیار اور ایک وہ زرہ تھی جو تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس بطور رہن پڑی ہوئی تھی۔

آپ ﷺ کے پاس زمین کا ایک ٹکڑا تھا۔ جس سے آپ اہل بیت پر خرچ فرماتے تھے۔ باقی سب کچھ مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لیے خرچ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ آپ ﷺ کی وراثت تقسیم نہیں ہوگی اور آپ ﷺ کے ورثاء وراثت میں سے کوئی حصہ نہیں لیں گے۔ ہمہ وقت آپ ﷺ کے دست اقدس پر معجزات کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ آپ لوگوں کو مستقبل اور ماضی کی خبریں سناتے تھے۔ انہیں نیکی کا حکم دیتے تھے اور برائی سے منع فرماتے تھے۔ پاکیزہ اشیاء ان کے لیے حلال فرماتے تھے اور خبیث چیزوں کو حرام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے آہستہ آہستہ شریعت کو نافذ فرمایا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کو مکمل فرمادیا۔ آپ ﷺ ایک مکمل ترین شریعت لے کر تشریف لائے۔ عقول نے جس کام کو نیکی کا نام دیا آپ ﷺ نے اس کام کا حکم فرمایا اور عقول نے جس کام کو برا سمجھا آپ ﷺ نے اس سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے کسی ایسی چیز کا حکم نہ دیا جس کے متعلق کہا جاتا کہ کاش آپ ﷺ اس کا حکم نہ فرماتے۔ آپ ﷺ نے نہ ہی کسی ایسی چیز سے روکا جس کے متعلق کہا جاتا کہ کاش آپ ﷺ اس سے نہ روکتے آپ ﷺ نے پاکیزہ اشیاء کو حلال فرمایا جیسا کہ سابقہ شریعتوں میں بعض پاکیزہ اشیاء حرام تھیں آپ ﷺ نے ناپاک اشیاء کو حرام فرمایا اور ان میں سے کسی چیز کو حلال نہیں

اکتسابی نہیں ہیں بلکہ وہ تمام آپ ﷺ کی فطرت اور جبلت میں شامل تھے آپ ﷺ کے تمام خصائل اور شمائل آپ ﷺ میں اس طرح جمع کر دیئے گئے تھے کہ کوئی خصلت بھی آپ ﷺ کے احاطہ سے باہر نہ تھی۔ ان کو نقل کرنے میں احادیث کے راویوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں یہ تمام روایتیں ہم کو علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔

جہاں تک آپ ﷺ کی من موہنی صورت اور حسن و جمال اور تناسب اعضاء کا تعلق ہے تو اس میں بہت سی صحیح اور مشہور احادیث آئی ہیں۔ حضرت علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن ابی ہالہ، حضرت ابو جحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت براء بن عازب، حضرت ام معبد، حضرت ابن عباس، حضرت معرض بن معیقیب، حضرت ابو الطفیل، حضرت العداء بن خالد، حضرت خریم ابن فاتک اور حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ

نبی محترم ﷺ اجلے رنگ والے سیاہ اور گہری آنکھوں والے تھے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں سرخی مائل تھیں۔ آپ ﷺ کی ناک مبارک باریک اور بلند تھی۔ آپ ﷺ کے دانتوں میں مناسب وسعت تھی چہرہ انور گول اور پیشانی کشادہ تھی داڑھی مبارک گھنی تھی جو سینہ اقدس کو ڈھانپ لیتی تھی سینہ مبارک اور پیٹ مبارک متناسب اور ہموار تھے۔ سینہ مبارک کشادہ تھا جوڑ نہایت مضبوط اور بازو انتہائی سفید تھے۔ آپ ﷺ کی کلائیاں بڑی بڑی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہتھیلیاں اور قدم نرم اور گوشت سے بھر پور تھے۔ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں مناسب حد تک طویل تھیں۔ جب آپ ﷺ پوشاک مبارک اتارتے تھے تو بدن مبارک کی نورانیت نظر آتی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کا قد معتدل تھا نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی زیادہ چھوٹا، جب کسی شخص کے ہمراہ رواں دواں ہوتے تو آپ ﷺ ہی بلند نظر آتے تھے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک قدرے خم دار تھے۔ جب مسکرانے کے لیے منہ مبارک کھولتے تو دندان مباک سے بجلی کی سی چمک اٹھتی اور اولوں کی طرح دانتوں کی سفیدی نظر آتی جب محو گفتگو ہوتے تو سامنے کے دانتوں سے نور ظاہر ہوتا۔ آپ ﷺ کی گردن انتہائی حسین تھی۔ آپ ﷺ کا جسم مبارک بھاری بھر کم نہ تھا۔ چہرہ انور بھی زیادہ گول نہ تھا۔ آپ ﷺ کا بدن مبارک انتہائی چست تھا۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے کسی زلفوں والے کو سرخ جبہ میں اتنا حسین نہیں دیکھا جتنے حسین حضور ﷺ تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو حضور ﷺ سے زیادہ حسین ہو۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور میں آفتاب رواں دواں تھا۔ جب آپ ﷺ مسکراتے تو دیواریں منور ہو جاتی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کیا نبی محترم ﷺ کا چہرۂ اقدس تلوار کی طرح تھا۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ آپ ﷺ کا رخ انور شمس و قمر کی طرح تھا۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ دور سے تمام لوگوں میں سے خوبصورت نظر آتے تھے۔ قریب سے بھی سب سے زیادہ حسین اور شیریں دکھائی دیتے تھے۔

نزدیک ملحد اور بدعتی ہے۔ یہی وہ دین تھا۔ جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے اختیار فرمایا تھا۔ تمام آئمہ کرام کا بھی یہ دین ہے اور جماعت المسلمین اور عام مسلمانوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ اہل السنت والجماعت کا بھی یہی مذہب ہے۔ جو شخص اس دین سے نکلے گا وہ ان کے نزدیک قابل مذمت ہوگا۔ یہی جماعت روز حشر تک غالب رہے گی اور ان کے متعلق ہی نبی محترم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ حق پر گامزن رہے گا۔ ان کے مخالفین اور بد اندیش ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ بعض مسلمانوں نے آپس میں جھگڑا کیا لیکن ان کا اس بات پر اتفاق تھا کہ یہ دین ہی عموماً تمام رسل کا دین ہے اور خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دین کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ جو اس دین کی مخالفت کرتا ہے وہ ان کے نزدیک قابل مذمت اور ملحد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں کو علم نافع اور اعمال صالحہ کے ساتھ مبعوث فرمایا جس شخص نے انبیاء اور رسل علیہم السلام کی اتباع کی اسے دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل ہوگئیں۔ جو شخص علم اور عمل میں انبیائے کرام کی اتباع کرنے سے قاصر رہا وہ بدعت اختیار کر گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے تو مسلمانوں نے تمام ہدایت اور دین نبی محترم ﷺ سے ہی حاصل کیا ہے۔ امت مسلمہ کا تمام علم نافع اور صالح اعمال ان کے نبی ﷺ کا ہی فیض ہیں۔ علاوہ ازیں ہر دانش مند آدمی اس بات کو جانتا ہے کہ آپ ﷺ عملی اور علمی فضائل میں تمام امم سے افضل ہیں اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شاگرد کا ہر کمال درحقیقت اس کے استاذ کا کمال ہوتا ہے۔ یہ اصول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نبی محترم ﷺ علم اور دین کے لحاظ سے تمام انسانوں سے کامل ترین تھے یہ تمام امور اس علم ضروری کا فائدہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے دعویٰ میں انتہائی سچے تھے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف:۱۵۸)

''اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

(ابن تیمیہ کا کلام ختم ہوا)

آپ ﷺ کے تمام خصائل، آپ ﷺ کی تخلیق اور خلق عظیم آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں۔ یہ تمام شمائل آپ ﷺ کے علاوہ کسی شخص میں جمع نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا ان تمام خصائص کو آپ ﷺ کی ذات کریمانہ کے ساتھ مختص فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اپنے دعویٰ رسالت میں سچے تھے۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں آپ ﷺ کے بہت سے اوصاف لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

اے مخاطب! اگر تو یہ کہے کہ حضور ﷺ قدر و منزلت کے لحاظ سے تمام مخلوق سے بلند تر تھے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے عظیم تھے، محاسن اور فضیلت کی رو سے مکمل تھے۔ میں نے نبی محترم ﷺ کے شمائل کو اختصار کے ساتھ تو جان لیا ہے۔ اب میں انہیں تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے دل کو منور کرے اور تجھے اور مجھے آپ ﷺ کی محبت عطا فرمائے۔ جب تو نبی محترم ﷺ کے خصائل حمیدہ میں غور و فکر کرے گا۔ تو تجھے معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ کے تمام خصائل

مبارک ڈالا اس کا پانی اتنا میٹھا اور شیریں ہو گیا کہ مدینہ طیبہ کا کوئی کنواں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

ابونعیم نے نبی اکرم ﷺ کی خادمہ حضرت رزینہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ عاشوراء کے دن تمام بچوں کو اپنے پاس بلاتے (ان بچوں میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تھے) اور ان کے مونہوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالتے پھر ان بچوں کی ماؤں سے فرماتے۔ اب رات تک انہیں دودھ نہیں پلانا۔ رات تک بچوں کو آپ ﷺ کا لعاب مبارک ہی کافی ہو جاتا۔

الطبرانی نے حضرت عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ اور ان کی بہنیں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ آپ ﷺ اس وقت ''قدید'' (سوکھا گوشت) تناول فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے کچھ قدید چبایا اور ان خواتین کو دے دیا۔ انہوں نے وہ کھایا اس کے بعد ان کے مونہوں سے کستوری کی طرح کی مہک آتی تھی۔

الطبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک فحش گو عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس وقت آپ ﷺ قدید کھا رہے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ مجھے قدید عطا نہیں فرمائیں گے آپ ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے قدید نکالا اور اس عورت کو عطا فرمایا اس نے اسے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ اس کے بعد وہ عورت بڑی باحیا ہو گئی اور فحش گوئی سے رک گئی۔

امام بیہقی نے عامر بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے بیٹے عبداللہ کو بارگاہ رسالت میں لے کر آئے اس وقت ان کے بیٹے کی عمر پانچ سال تھی۔ نبی محترم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس کے بعد وہ بچہ اتنا بابرکت ہو گیا کہ اگر وہ کسی پتھر کو بھی ہاتھ لگاتا تو اس میں پانی جاری ہو جاتا۔

امام بیہقی نے محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد محترم نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو طلاق دے دی۔ اس وقت وہ حاملہ تھی۔ جب اس نے بچے کو جنم دیا تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ اس بچے کو اپنا دودھ نہیں پلائے گی۔ نبی محترم ﷺ نے اس بچے کو اپنے پاس طلب فرمایا اور اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس بچے کو لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس کا رازق ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس بچے کو اپنے گھر لے آیا اور تین دن اپنے پاس رکھا۔ تیسرے دن ایک عرب خاتون میرے پاس آئی اور مجھ سے ثابت بن قیس کے متعلق پوچھا۔ میں نے اس سے کہا تجھے ثابت سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت کے بیٹے محمد کو دودھ پلا رہی ہوں۔ انہوں نے کہا میں ثابت ہوں اور یہ میرا نور نظر محمد ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس تھے۔ انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے پانی طلب فرمایا لیکن پانی دستیاب نہ ہو سکا۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی۔ انہوں نے اس کو چوسنا شروع کیا کچھ دیر بعد وہ خوب سیراب ہو گئے۔

ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کا چہرہ ماہ کامل کی طرح درخشاں تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کو جو شخص آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اچانک ملتا وہ مرعوب ہو جاتا اور آپ ﷺ سے اکثر ملنے والا آپ ﷺ کا مشتاق ہو جاتا اسے یہی کہنا پڑتا کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں

ابن عدی، امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم شفیع معظم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اللہ کی قسم! مجھ سے نہ تو تمہارے رکوع پوشیدہ ہیں اور نہ ہی تمہارے سجدے مخفی ہیں کیونکہ میں اپنی پشت مبارک کے پیچھے سے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ رکوع اور سجود میں مجھ سے پہل نہ کیا کرو۔ میں اپنے سامنے سے بھی دیکھتا ہوں اور اپنے پیچھے سے بھی۔

عبدالرزاق، حاکم اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا میں اپنے پیچھے سے اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح میں اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔

حضرت العلام امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء نے کہا ہے کہ نبی مکرم ﷺ کا یہ مشاہدہ حقیقی ادراک تھا اور یہ آپ ﷺ کے ساتھ مختص تھا۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔ یہ بھی جائز ہے کہ آپ ﷺ کا یہ مشاہدہ آنکھوں کا مشاہدہ ہو۔ یہ بھی نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہی تھا کیونکہ آپ ﷺ بغیر کسی سمت اور مقابلہ کے دیکھ لیتے تھے۔ کیونکہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک رویت کے لیے تقابل شرط نہیں ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کو جائز کہا ہے۔

ایک اور قول کے مطابق آپ ﷺ کے پشت مبارک کے پیچھے ایک آنکھ تھی۔ جس سے آپ ﷺ اپنے پیچھے سے مشاہدہ فرماتے تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے ناکے کے برابر دو آنکھیں تھیں۔ آپ ﷺ ان کے ذریعے مشاہدہ فرماتے تھے۔ کپڑا وغیرہ ان کے لیے حجاب نہیں ہوا کرتا تھا۔

سرور کائنات ﷺ کا دہن مبارک، لعاب مبارک اور دندان مبارک

امام احمد، ابن ماجہ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بارگاہ رسالت میں پانی کا ایک ڈول پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس ڈول سے کچھ پانی نوش فرمایا۔ باقی پانی اس کنویں میں انڈیل دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کنویں میں کلی کی۔ اس کنویں سے کستوری کی طرح عمدہ خوشبو آنے لگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ نبی محترم ﷺ نے اس میں اپنا لعاب

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجسمہ معجزات ﷺ جب سجدہ ریز ہوتے تھے۔ تو آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

حضرت العلام الحافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کے متعلق کئی احادیث بیان کی گئی ہیں۔ الطبری کہتے ہیں کہ مبارک بغلوں کا سفید ہونا یہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ دیگر تمام لوگوں کی بغلوں کا رنگ متغیر ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی یہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں میں بال نہ تھے۔

حضور ﷺ کی زبان اقدس

ابو احمد الغطریف، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہم سب سے زیادہ فصیح کیوں ہیں؟ حالانکہ آپ کہیں بھی تشریف نہیں لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت مٹ چکی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس لغت کو لے کر میرے پاس آئے اور مجھے یاد کرادی۔

امام بیہقی، ابن ابی دنیا ابن ابی حاتم، خطیب اور ابن عساکر محمد بن ابراہیم التیمی سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ فصیح ہو۔ آپ نے فرمایا مجھے فصاحت وبلاغت سے کیا چیز روک سکتی ہے۔ جبکہ قرآن پاک مجھ پر عربی مبین میں نازل ہوا ہے۔

ابن عساکر نے محمد بن عبدالرحمٰن زہری سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اَیُدَالِکُ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَہٗ '' کیا ایک شخص اپنی بیوی سے ٹال مٹول کرسکتا ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا اِذَا کَانَ مُفْلَجًا '' ہاں جب وہ کنگال ہو تو وہ ایسا کرسکتا ہے''۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے اس شخص سے کیا فرمایا اور اس شخص نے کیا عرض کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے عرض کی اَیُمَاطِلُ الرَّجُلُ اَھْلَہٗ '' کوئی شخص اپنی زوجہ سے ٹال مٹول کرسکتا ہے'' میں نے کہا نَعَمْ اِذَا کَانَ مُفْلِسًا '' ہاں جب وہ مفلس ہو تو وہ ایسا کرسکتا ہے''۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں پورے عرب میں گھوما ہوں۔ میں نے اہل عرب کے فصحاء کی گفتگو سنی ہے۔ لیکن میں نے آپ ﷺ سے زیادہ فصیح کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا میرے رب نے میری تربیت فرمائی ہے اور میں نے بنوسعد میں نشوونما پائی ہے۔

الطبرانی نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا میں اہل عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ کیونکہ میں قریش میں پیدا ہوا ہوں اور بنوسعد میں میں نے نشوونما پائی ہے۔ میری زبان میں سقم کیسے پیدا ہوسکتا ہے؟

حضور ﷺ کا دل مبارک

ارشاد ربانی ہے:

الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ راستہ میں آپ ﷺ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی آواز سنی وہ رو رہے تھے۔ وہ اپنی والدہ محترمہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ آپ ﷺ جلدی جلدی حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یہ پیاس کی وجہ سے بلک رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا لیکن پانی کہیں سے بھی نہ ملا۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا ایک بچہ مجھے دو۔ انہوں نے چادر کے نیچے سے ایک بچہ سرور کائنات ﷺ کے حوالے کیا۔ آپ ﷺ نے اسے سینہ اقدس سے لگایا۔ لیکن وہ بچہ لگاتار روتا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈال دی۔ وہ بچہ زبان اطہر کو چوسنے لگا اور پرسکون ہو گیا۔ اس کے رونے کی آواز نہیں آرہی تھی۔ لیکن دوسرا بچہ ابھی تک اسی طرح رو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا اب یہ بچہ مجھے دو۔ انہوں نے اپنا لخت جگر حضور ﷺ کے حوالے کیا۔ آپ ﷺ نے اسے بھی سینے سے لگایا اور اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی وہ بھی پرسکون ہو گیا۔ اب ان دونوں میں سے کسی کے رونے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔

امام بیہقی، الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے کے دو دانتوں میں کشادگی تھی۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تھے تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے مبارک دانتوں سے نور نکل رہا ہے۔

امام الطبرانی نے حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ، خالہ جان اور میں نے حضور ﷺ کی بیعت کی۔ جب ہم واپس آئے تو میری امی اور خالہ نے مجھ سے کہا اے بیٹے! ہم نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین شخص آج تک نہیں دیکھا آپ ﷺ انتہائی پاک اور صاف اور آپ ﷺ بہت زیادہ شیریں گفتار تھے۔ ہم نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ محو کلام ہوتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک سے نور نکلتا۔

روئے تاباں

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں کپڑے سی رہی تھی۔ اچانک میرے ہاتھ سے سوئی گر پڑی میں نے اس کی بہت جستجو کی لیکن وہ مجھے نہ مل سکی کچھ دیر بعد نبی مکرم ﷺ حجرے میں تشریف لائے آپ ﷺ کے رخ انور کی نورانیت میں مجھے وہ سوئی نظر آ گئی میں نے آپ ﷺ کو یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہو، ہلاکت ہو، ہلاکت ہو اس شخص کے لیے جو میرے رخ زیبا کے دیدار سے محروم ہوگا۔

حضور ﷺ کی مبارک بغلیں

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی محترم ﷺ کو دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

کیا خود میرے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حتی کہ ہم مکہ معظمہ میں اپنی امی جان کے پاس آ گئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے آمنہ! میں نے اپنی امانت ادا کر دی ہے۔ میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکی ہوں۔ انہوں نے میری والدہ محترمہ سے وہ واقعہ عرض کیا جو میرے ساتھ پیش آ چکا تھا۔ لیکن وہ واقعہ سن کر بالکل خوفزدہ نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے نور نظر کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

عبداللہ بن امام احمد، ابن حبان، حاکم، ابونعیم، ابن عساکر اور ضیاء نے ''مختارہ'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم نبوت کے معاملہ میں کون سی چیز آپ پر عیاں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے فرمایا میں صحراء میں رواں دواں تھا۔ اس وقت میری عمر دس سال تھی۔ اچانک میں نے اپنے سر پر دو آدمی دیکھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے جواب دیا ہاں یہ وہی ہیں۔ ان دونوں نے مجھے پکڑ کر گدی کے بل لٹایا۔ انہوں نے میرے پیٹ کو شق کیا۔ ان میں سے ایک سونے کے ٹرے میں پانی لاتا رہا۔ جب کہ دوسرے نے میرے بطن مبارک کو دھویا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا سینہ اقدس چاک کرو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا سینہ شق ہے۔ مجھے ذرا بھی درد نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا اب ان کا قلب مبارک چاک کرو۔ اس نے میرا دل شق کیا۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ان کے سینہ اقدس سے حسد اور کینہ نکال دو۔ اس نے وہاں سے ایک لوتھڑا نکالا اور اسے پھینک دیا۔ پھر اس نے کہا اب ان کے سینے میں شفقت اور رحمت بھر دو۔ اس نے میرے دل میں چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کی۔ پھر اس نے ایک سفوف سا نکالا اور اسے میرے سینے پر چھڑک دیا۔ میرے انگوٹھے کو پکڑا اور کہا اٹھو! میں اٹھ کر واپس آ گیا اس وقت میرا قلب مبارک چھوٹوں کے لیے رحمت اور بڑوں کے لیے رافت سے لبریز تھا۔

دارمی، البزار، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور آپ کو کیسے یقین ہوا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں وادی بطحا میں تھا کہ میرے پاس دو آنے والے آئے۔ ان میں سے ایک زمین پر اتر آیا۔ جبکہ دوسرا زمین و آسمان کے مابین تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے جواب دیا ہاں یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا ان کا ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ اس نے میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا۔ میرا وزن زیادہ تھا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب ان کا وزن دس افراد کے ساتھ کرو۔ اس نے دس افراد کے ساتھ میرا وزن کیا۔ میرا پلڑا پھر بھی بھاری تھا۔ اب اس نے کہا اب سو افراد کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ اس نے سو افراد کے ساتھ میرا وزن کیا پھر بھی میرا وزن ہی زیادہ تھا۔ پھر اس نے کہا اب ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ اس نے ایک ہزار افراد کے ساتھ میرا وزن کیا۔ پھر بھی میں ہی وزن میں بھاری تھا۔ وہ افراد ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ان کا بطن مبارک شق کرو۔ اس نے میرا پیٹ چاک کیا اور اس میں سے شیطان کا حصہ اور گوشت کا لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا ان کا بطن مبارک اس طرح دھوؤ جس طرح برتن دھویا جاتا ہے۔ اس نے میرا دل دھویا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ (الم نشرح:۱) ''کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا''۔

امام بیہقی نے ابراہیم بن طہمان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کا سینہ اقدس چیرا گیا اور آپ ﷺ کے قلب اطہر کو باہر نکالا گیا۔ اسے سونے کی ایک ٹرے میں دھو کر حکمت اور ایمان سے لبریز کیا گیا پھر اسے اپنی جگہ پر لوٹا دیا گیا۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ کو پکڑا اور زمین پر لٹا دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کے بطن مبارک کو چیر کر قلب انور کو نکالا پھر قلب انور کو چیر کر اس میں سے علقہ کو باہر نکالا انہوں نے کہا یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر قلب اقدس کو سونے کی ایک ٹرے میں آب زمزم سے دھویا۔ پھر دل مبارک کو اس کے مقام پر رکھ کر پیٹ مبارک کو سی دیا۔ بچے دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ بلاشبہ محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ دوڑتی ہوئی آئیں تو اس وقت بھی حضور ﷺ کا رنگ متغیر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے سینۂ اقدس پر سوئی کے نشانات دیکھا کرتا تھا۔

امام احمد، دارمی، امام بیہقی، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت عتبہ بن عبدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری رضاعی ماں کا تعلق بنو سعد سے تھا۔ میں اور میرا رضاعی بھائی بکریاں چرانے کے لیے گئے ہم نے اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی نہ لیا۔ میں نے رضاعی بھائی سے کہا اے میرے بھائی! امی جان کے پاس جاؤ اور کھانا لے کر آؤ۔ میرا بھائی کھانا لینے چلا گیا۔ میں ریوڑ کے پاس ٹھہر گیا دو سفید پرندے میرے پاس آئے وہ چیلوں کی طرح تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے جواب دیا، ہاں یہ وہی ہیں۔ وہ جلدی جلدی میرے پاس آئے مجھے منہ کے بل لٹایا۔ میرے پیٹ کو چاک کیا اور میرا دل باہر نکال لیا۔ پھر اس کو چیر کر اس میں سے دو کالے لوتھڑے باہر نکالے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا برف کا پانی لے کر آؤ، انہوں نے اس پانی سے میرے پیٹ کو دھویا اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب ٹھنڈا پانی لے کر آؤ۔ انہوں نے اس پانی کے ساتھ میرے دل کو دھویا پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب سکینت لے کر آؤ۔ انہوں نے سکینت کو میرے دل میں انڈیلا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا اس دل کو سی دو اس نے دل کو سی کر اوپر ''ختم نبوت'' لگا دی۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب انہیں ترازو کے ایک بڑے پلڑے میں رکھو اور دوسرے پلڑے میں ان کی امت کے ایک ہزار افراد رکھو۔ میں نے اچانک ایک ہزار آدمی دیکھے مجھے خوف لگا کہ کہیں یہ ایک ہزار آدمی مجھ پر نہ گر پڑیں۔ ان دونوں نے کہا اگر ان کی پوری امت کے ساتھ بھی ان کا وزن کیا جائے پھر بھی ان کا پلڑا ہی بھاری ہوگا۔ پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھ کو بہت زیادہ ڈر لگ رہا تھا۔ پھر میں اپنی رضاعی ماں کے پاس آیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ انہوں نے ایک اونٹ تیار کیا مجھے اونٹ پر سوار

ﷺ اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز اور مناجات کے لیے تیار ہو جائیں۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا شق صدر حضور ﷺ کے ساتھ ہی خاص تھا یا دیگر انبیاء کے لیے بھی ہے۔

ابن منیر کہتے ہیں کہ شق صدر نبی محترم ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور اس پر آپ ﷺ کا صبر اسی طرح ہے جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ذبح کے وقت صبر کیا تھا۔ بلکہ حضور ﷺ کا صبر اور بھی زیادہ مشکل اور عظیم تھا۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا امتحان عارضی تھا۔ جبکہ شق صدر ایک حقیت تھی۔ پھر یہ واقعہ کئی مرتبہ ظہور پذیر ہوا۔ پہلی مرتبہ تو آپ ﷺ بالکل کمسن اور در یتیم تھے اور اپنے اہل خانہ سے بھی دور تھے۔

حضور ﷺ کی شیطان سے محفوظ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی۔ جیسا کہ امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے یزید بن الاصم سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مسلمہ بن عبد الملک بن مروان سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی۔

حضور ﷺ کی سماعت

امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابو نعیم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے اور میں وہ اشیاء دیکھتا ہوں۔ جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں اور چرچرانا اس کا حق ہے۔ کیونکہ آسمان پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو۔

ابو نعیم نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم وہ کچھ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں تو کوئی چیز سنائی نہیں دے رہی آپ ﷺ نے فرمایا میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں۔ اس چرچراہٹ کی وجہ سے اس پر ملامت نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ اس میں ایک بالشت بھر بھی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو یا قیام میں نہ ہو۔

حضور ﷺ کی آواز مبارک

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا حتی کہ آپ ﷺ کا یہ خطبہ پردہ نشین عورتوں نے بھی سنا۔

ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن نماز ادا کی پھر خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے اتنی بلند آواز سے خطبہ ارشاد فرمایا کہ اسے پردہ نشین خواتین نے بھی سنا۔

ابو نعیم نے حضرت ابی برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے آپ ﷺ نے بلند آواز سے خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ کو پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

اب ان کا بطن مبارک سی دو اس نے میرا بطن مبارک سی دیا اور میرے کندھوں کے مابین ایک مہر لگادی۔ یہ مہر آج تک موجود ہے۔ پھر وہ دونوں چلے گئے۔ مجھے اب بھی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں اس منظر کو دیکھ رہا ہے۔

ابونعیم نے حضرت یونس بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک فرشتہ سونے کا ٹرے لے کر میرے پاس آیا اس نے میرے بطن کو چاک کیا پھر اس نے میرے پیٹ کا کچھ حصہ باہر نکالا اسے دھویا اور اس پر کچھ سفوف چھڑکا پھر اس نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم کا قلب مبارک مضبوط ہے جو کچھ اس پر القاء کیا جاتا ہے یہ اسے یاد رکھتا ہے۔ آپ کی دونوں آنکھیں مشاہدہ کرتی ہیں اور دونوں کان سنتے ہیں۔ آپ محمد رسول اللہ ہیں۔ المقفی اور الحاشر آپ صلی اللہ علیک وسلم کے لقب ہیں۔ آپ قلب سلیم اور صادق زبان کے مالک ہیں۔ آپ کا نفس نفس مطمئنہ ہے۔ آپ کی تخلیق مستحکم ہے۔ آپ بہت زیادہ رحیم اور شفیق ہیں۔

ابن عساکر اور دارمی نے حضرت ابن غنم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل امین رسول مکرم ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیٹ مبارک کو چاک کیا۔ اور کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم کا قلب مبارک مضبوط ہے۔ اس میں دو کان ہیں۔ جو ہر بات سن لیتے ہیں۔ اس میں دو آنکھیں ہیں جو ہر چیز کو دیکھ لیتی ہیں۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مقفیٰ اور حاشر ہیں۔ آپ قلب سلیم، زبان صادق اور نفس مطمئنہ کے مالک ہیں۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس وقت میں اپنے اہل خانہ میں موجود تھا۔ وہ مجھے زمزم کے کنویں کے پاس لے گیا۔ اس نے میرا سینہ چیرا پھر اسے آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا وہ حکمت اور ایمان سے لبریز تھا۔ اس نے وہ طشت میرے سینے میں انڈیل دیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے سوئی کے نشانات دکھائے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا شق صدر کئی مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ شق صدر اس وقت ہوا جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ پھر بعثت کے وقت شق صدر ہوا اور تیسری مرتبہ اس وقت شق صدر ہوا۔ جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ ان مختلف روایات کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ حضور ﷺ کا شق صدر کئی مرتبہ ہوا۔ اکثر علماء کے نزدیک شق صدر تین مرتبہ ہوا۔ لیکن امام سہیلی، ابن دحیہ اور ابن منیر نے کہا ہے کہ شق صدر دو مرتبہ ہوا اور ابن حجر فرماتے ہیں کہ شق صدر تین مرتبہ ہوا۔ انہوں نے اس میں ایک لطیف حکمت بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ شق صدر تین مرتبہ اس لیے ہوا تھا تاکہ پاکیزگی اور نظافت میں خوب زیادتی ہو۔ جس طرح کہ آپ ﷺ کی شریعت میں اعضاء کو تین مرتبہ دھویا جاتا ہے۔ اس طرح تین مختلف اوقات میں شق صدر ہونے کی بھی کئی حکمتیں ہیں۔ پہلی مرتبہ شق صدر بچپن میں ہوا تاکہ نبی اکرم ﷺ بچپن کے احوال سے اس طرح گذریں کہ آپ ﷺ شیطان سے بالکل محفوظ ہوں۔ دوسری مرتبہ بعثت کے وقت شق صدر ہوا۔ تاکہ آپ ﷺ کا قلب مبارک خوب قوی ہو جائے اور تیسری مرتبہ شق صدر معراج کے وقت ہوا تاکہ آپ

ﷺ جوتا مرمت فرما رہے تھے اور میں سوت کات رہی تھی اس وقت آپ ﷺ کی مبارک پیشانی سے پسینے کے قطرات ٹپکنے لگے۔ان سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ میں یہ عجیب منظر دیکھ کر حیران ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! تمہیں کیا ہو گیا ہے آج ششدر رہ کر رہ گئی ہو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی جبین مبارک پر پسینے کے قطرات بہہ رہے ہیں۔ ان قطرات سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ اگر ابو کبیر الھذلی آپ کو دیکھ لیتا تو اس کو یقین ہو جاتا کہ اس کے اس شعر کے صرف آپ ﷺ ہی مصداق ہیں:

وَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ غِبْرِ حَيْضَةٍ وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءِ مُغِيْلِ

وَإِذَا نَظَرْتَ إِلٰى أَسِرَّةِ وَجْهِهِ بَرِقَتْ بُرُوْقُ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

''وہ بلند مرتبت ذات کہ وہ کسی حیض والی عورت کی گندگی، دودھ پلانے والی کے فساد اور مدت رضاعت کی حاملہ کی بیماری سے پاک ہے۔ جب تو ان کے رخ انور کی لکیریں دیکھے تو تجھے محسوس ہو کہ وہاں بادل کی بجلیاں ضوفشاں ہیں''۔

حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے اپنا مبارک جوتا رکھ دیا۔ میرے پاس تشریف لائے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا آج میں تمہارے اس کلام سے مسرور ہوا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا رخ انور تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھا۔ آپ ﷺ کی رنگت تمام لوگوں سے زیادہ درخشاں تھی۔ جو بھی آپ ﷺ کی تعریف کرتا وہ آپ ﷺ کو چودھویں کے چاند کے ساتھ تشبیہ دیتا۔ آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح دکھائی دیتے تھے اور ان سے کستوری سے عمدہ مہک آتی تھی۔

ابویعلیٰ، الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے۔ آپ ﷺ میری کچھ مدد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تو میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ لیکن میرے پاس ایک کھلے منہ والی شیشی اور درخت کی ایک ٹہنی لے کر آؤ وہ یہ اشیاء لے کر حاضر خدمت ہوا۔ حضور ﷺ نے اپنی مبارک کلائیوں سے پسینے کے قطرات جمع کر کے اس شیشی کو بھر دیا اور آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا یہ شیشی اور لکڑی اپنی بیٹی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ اس لکڑی کو اس شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگالیا کرے۔

وہ لڑکی جب وہ خوشبو استعمال کرتی تو تمام اہل مدینہ اس کی خوشبو سونگھتے۔ اسی وجہ سے لوگ ان کے گھر کو ''بیت **المطیبین**'' کے نام سے یاد کرتے۔

دارمی نے بنوحریش کے ایک شخص سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتا ہے جب نبی محترم ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک کو سنگسار کیا تو میں اپنے باپ کے ساتھ تھا۔ جب ان پر پتھروں کی بارش ہونے لگی تو میں خوف سے کانپنے لگا آپ ﷺ نے

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جمعہ کے دن حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اے لوگو! بیٹھ جاؤ۔ آپ ﷺ کی آواز کو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سنا حالانکہ وہ اس وقت بنو غنم میں تھے۔ آپ ﷺ کی آواز کو سن کر وہ وہیں بیٹھ گئے۔

ابن سعد، ابونعیم نے عبدالرحمٰن ابن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ ہمارے کانوں میں اتنی قوت پیدا ہوگئی کہ ہم نے دور سے آپ ﷺ کے خطبہ کو سنا۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم رات کے وقت حضور ﷺ کی قرآءت سن لیتے تھے۔ حالانکہ اس وقت حضور ﷺ کعبہ مشرفہ میں موجود ہوتے تھے۔ اور میں اپنے عریش میں ہوتی تھی۔

نبی محترم ﷺ کی عقل مبارک

ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے اکہتر 71 کتابیں پڑھیں۔ ان سب میں یہ موجود تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب سے زیادہ عقل و دانش عطا فرمائی۔ آپ ﷺ ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ ﷺ کی مبارک عقل اور پوری دنیا کی عقل کے ساتھ وہی نسبت ہے۔ جو ایک ذرۂ ریت کو ریگستان کے ساتھ ہے۔ آپ ﷺ رائے اور عقل میں بے مثل تھے۔

رسول مکرم ﷺ کا پسینہ مبارک

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے آپ ﷺ وہیں استراحت فرما ہو گئے کچھ دیر بعد آپ ﷺ کے جسد اطہر پر پسینے کے قطرات نمودار ہوئے۔ میری والدہ محترمہ ایک شیشی لے کر آئیں اور اس میں پسینے کے قطرات جمع کرنے لگیں۔ اسی دوران حضور ﷺ بیدار ہو گئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے۔ جس کو ہم اپنے لیے بطور خوشبو استعمال کریں گے۔ یہ تمام خوشبوؤں سے زیادہ عمدہ اور لطیف خوشبو ہے۔

دارمی، ابونعیم، امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کی مخصوص علامات تھیں۔ جب آپ ﷺ کسی راستہ سے گذر جاتے تو آپ ﷺ کے بعد آنے والا فوراً پہچان جاتا کہ اس راہ سے سرور کائنات ﷺ کا گذر ہوا ہے۔ کیونکہ وہ راستہ آپ ﷺ کی خوشبو سے مہک رہا ہوتا۔ آپ ﷺ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گذرتے وہ آپ ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہو جاتا۔

البزار اور ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور دو عالم ﷺ مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے کسی راستہ سے گذرتے تو لوگ آپ ﷺ کی دلکش خوشبو کو محسوس کر کے کہتے اس راستہ سے نبی مکرم ﷺ کا گذر ہوا ہے۔

دارمی نے حضرت ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ رات کے وقت عمدہ خوشبو سے پہچان لیے جاتے تھے۔

خطیب، ابن عساکر، ابونعیم اور دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور

حاصل کر لیے اور انہیں اس ٹوپی میں رکھ لیا۔ اس کے بعد جب بھی یہ ٹوپی میرے پاس ہو اور میں جنگ میں شرکت کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا فرماتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا خون مبارک

حاکم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور اسے اس جگہ انڈیلو جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے خون مبارک کو پی لیا۔ جب وہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا اے عبداللہ! تو نے خون کہاں پھینکا ہے۔ انہوں نے عرض کی میں نے اسے پوشیدہ ترین جگہ پر پھینکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تو نے خون پی لیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں، حضور ﷺ نے فرمایا: وَيْلٌ لِلنَّاسِ مِنْكَ وَوَيْلٌ لَكَ مِنَ النَّاسِ'' لوگ کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تمام طاقت و توانائی اس خون کی وجہ سے ہی تھی۔

حضور ﷺ کا قدم مبارک

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے اور ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ پورا قدم مبارک زمین پر رکھ کر چلا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ کا پورا قدم مبارک زمین پر لگتا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کے قدم مبارک کی چھوٹی انگلی مبارک دوسری مبارک انگلیوں سے بلند تھی۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ ایک کاہنہ کے پاس گئے اور اس سے کہنے لگے۔ بتا ہم میں سے کس کے پاؤں مقام ابراہیم سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس نے کہا اگر تم اس ریت پر چادر کھینچو پھر اس پر چلو تو میں تمہیں بتا سکتی ہوں۔ انہوں نے ریت کو ہموار کیا اور اس پر چلے۔ اس کاہنہ نے حضور ﷺ کے قدم مبارک کا نقش دیکھا اور کہا کہ یہ قدم مبارک مقام ابراہیم سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اس واقعہ کے بیس سال بعد نبی محترم ﷺ مبعوث ہوئے۔

نبی محترم ﷺ کی رفتار مبارک

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ جونہی میں آگے قدم بڑھاتا حضور ﷺ مجھ سے آگے نکل جاتے۔ میرے پہلو میں ایک شخص تھا۔ میں نے اس سے کہا حضور ﷺ کے لیے زمین کو سمیٹا جا رہا ہے۔ ابن سعد نے یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ چلتے تو تیز تیز چلتے اگر انسان پیچھے سے بھاگ کر بھی آپ ﷺ کے ساتھ ملنا چاہتا تو نہ مل سکتا تھا۔

مجھے اپنے ساتھ چمٹالیا آپ ﷺ کی بغل مبارک کا پسینہ مجھ پر بہنے لگا اس سے کستوری جیسی مہک آرہی تھی۔

البز ار نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور ﷺ کی معیت میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ۔ جب میں نبی محترم ﷺ کے قریب ہوا تو مجھے آپ ﷺ سے ایسی خوشبو آئی جو مشک اور عنبر سے زیادہ لطیف تھی۔

حضور ﷺ کا قد مبارک

ابن ابی خیثمہ نے تاریخ میں امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے۔ آپ ﷺ کی قامت معتدل تھی۔ لیکن جب آپ ﷺ لوگوں کے درمیان چلتے تو آپ ﷺ سب سے زیادہ دراز قد لگتے جب آپ ﷺ دو آدمیوں میں چلتے تو آپ ﷺ ان دونوں سے بلند قامت نظر آتے جب وہ جدا ہو جاتے تو پھر آپ ﷺ معتدل القامت دکھائی دیتے۔

علامہ سیوطی بیان کرتے ہیں کہ ابن سبع نے اس روایت کو خصائص میں ذکر کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے جب آپ ﷺ کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ کا شانہ مبارک تمام اہل محفل سے بلند ہوتا۔

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور ﷺ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ ابن سبع فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ آپ ﷺ نور تھے۔ جب آپ ﷺ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تھے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی شاہد وہ حدیث بھی ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنے رب سے یہ دعا کی ہے:

وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا ''مولا! مجھے سراپا نور بنا دے''۔

جسد اطہر پر مکھی کا نہ بیٹھنا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں اور العزفی نے ''مولد'' میں ذکر کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ کے جسم مقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور ابن سبع نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کے مبارک کپڑوں پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی تھی۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ کھٹمل نے کبھی نبی محترم ﷺ کو اذیت نہیں دی تھی۔

نبی مکرم ﷺ کے بال مبارک

حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جنگ یرموک کے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہو گئی انہوں نے اسے تلاش کیا حتی کہ وہ مل گئی انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا اور آپ ﷺ نے سر کے بال مبارک منڈوائے۔ آپ ﷺ کے بالوں کو حاصل کرنے کے لیے تمام لوگ ٹوٹ پڑے۔ میں نے حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال

حضور علیہ السلام کے بول مبارک اور براز مبارک کی طہارت

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ السلام بیت الخلاء کی طرف تشریف لے جاتے۔ آپ علیہ السلام کی فراغت کے بعد میں بیت الخلاء میں جاتی تو مجھے وہاں کوئی چیز دکھائی نہ دیتی وہاں میں صرف کستوری کی خوشبو سونگھتی میں نے اس کا تذکرہ نبی محترم علیہ السلام سے کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے (انبیاء کرام کے) اجسام اہل جنت کی ارواح کی طرح ہیں۔ جو کچھ ان سے نکلتا ہے۔ زمین اسے فوراً نگل جاتی ہے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن سعد نے ام سعد کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے ہیں۔ لیکن وہاں آپ کے اثرات (بول و براز) دکھائی نہیں دیتے۔ آپ علیہ السلام نے مجھے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ انبیاء کرام سے جو کچھ نکلتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

ابو نعیم نے اسی روایت کی ایک اور سند بھی بیان کی ہے۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی فراغت کے بعد میں بھی وہاں جاتی ہوں۔ لیکن مجھے آپ کے کوئی اثرات دکھائی نہیں دیتے سوائے اس کے کہ مجھے وہاں سے کستوری کی مہک آتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام اہل جنت کی ارواح کی طرح ہیں۔ جو کچھ ان سے نکلتا ہے زمین فوراً اسے نگل لیتی ہے۔

اس حدیث کی ایک چوتھی سند بھی ہے۔ جسے حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات علیہ السلام قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں تشریف لے گئے۔ آپ علیہ السلام کے بعد میں بیت الخلاء میں داخل ہوئی تو مجھے وہاں کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے وہاں کستوری کی مہک پائی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے بیت الخلاء میں کوئی چیز نہیں دیکھی آپ علیہ السلام نے فرمایا زمین کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہمارے جسم سے خارج ہونے والی ہر چیز کو نگل لے۔

اس حدیث کی ایک پانچویں سند بھی ہے۔ وہ یہ کہ دار قطنی نے ''افراد'' میں حضرت ہشام بن عروہ کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام (کے بول مبارک اور براز مبارک) کے اثرات دکھائی نہ دیئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء کرام کے اجسام سے نکلنے والی ہر چیز کو نگل لے۔

حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ سند باقی اسناد سے زیادہ قوی ہے۔ حضرت ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ یہ سند ثابت ہے۔

تاجدار حرم ﷺ کی نیند مبارک

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ وتر ادا فرمانے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کا دل بیدار رہتا ہے۔

ابن سعد نے اس روایت کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں تو سو جاتی ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔

حضور ﷺ کی قوت مجامعت

حارث ابن ابی اسامہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا مجھے گرفت اور مجامعت میں چالیس افراد کی قوت عطا کی گئی ہے۔

الطبرانی، اسماعیلی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی الحرمین ﷺ نے فرمایا مجھے چار چیزوں میں لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) شجاعت　　(۲) جود و سخا

(۳) کثرت جماع　　(۴) گرفت کی سختی

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں۔ آپ ﷺ یکے بعد دیگرے ان تمام کے پاس جاتے تھے اور وظیفہ زوجیت ادا فرماتے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضور ﷺ کے پاس اتنی قوت تھی۔ انہوں نے کہا ہم کہا کرتے تھے کہ حضور ﷺ کو تیس مردوں کی قوت عطا فرمائی گئی ہے۔ ابن سعد نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل امین میرے پاس ایک ہنڈیا لے کر آئے۔ میں نے اس میں سے کچھ کھایا جس سے مجھے چالیس افراد کی قوت دی گئی۔

ابن سعد نے مجاہد اور طاؤس سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے چالیس افراد کی قوت مجامعت عطا کی گئی ہے۔

ابن ابی اسامہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے چالیس اور کچھ جنتی مردوں کی قوت کے برابر قوت دی گئی ہے۔

احتلام سے حفاظت

الطبرانی اور الدینوری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی کو کبھی بھی احتلام نہیں ہوا کیونکہ احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

تو آپ ﷺ کے چہرے سے نور نکلتا۔ آپ ﷺ کا رخ انور چاند کا ٹکڑا دکھائی دیتا تھا۔ ہمیں اس ضوفشانی سے آپ ﷺ کی مسرت کا علم ہو جاتا تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا رخ زیبا چاند کی طرح گول تھا۔

امام بیہقی نے ابواسحاق سے اور وہ ایک ہمدانی عورت سے روایت کرتے ہیں۔ اس عورت نے کہا مجھے حضور ﷺ کے ساتھ حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے اس خاتون سے کہا، مجھے حضور ﷺ کا حلیہ بیان کرو۔ اس عورت نے کہا حضور ﷺ چودھویں کے چاند کی طرح تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

دارمی، امام بیہقی، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا میرے لیے حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرو۔ انہوں نے کہا اگر تم آپ ﷺ کی زیارت کرتے تو تجھے محسوس ہوتا کہ آفتاب درخشاں طلوع ہو گیا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا ہمیں حضور ﷺ کا حلیہ بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کی رنگت سفید اور چہرہ ملیح تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ آپ ﷺ نہ تو کوتاہ قد تھے نہ ہی دراز قد۔ آپ ﷺ کی رنگت گوری تھی۔ آپ ﷺ گندم گوں نہ تھے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک گھنے اور لٹکے ہوئے تھے گھنگریالے نہ تھے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رنگت سفید تھی اور اس میں سرخی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسی شی نہیں دیکھی۔ جو حضور ﷺ سے بڑھ کر حسین ہو۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور میں سورج رواں دواں ہو۔ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو حضور ﷺ سے زیادہ تیز رفتار ہو۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے سمٹی جاتی ہے۔ ہم کوشش کے باوجود آپ ﷺ کے ساتھ نہ مل پاتے تھے۔ حالانکہ حضور ﷺ معمول کے مطابق چل رہے ہوتے تھے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوبصورت چہرے اور حسین آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا، جب حضور ﷺ کی بعثت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی رخ انور اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا وہ خوبصورت چہرے، عمدہ نسب اور بہترین آواز والا ہوتا تھا۔ اسی طرح تمہارے نبی مکرم ﷺ بھی خوبصورت چہرے، عمدہ نسب اور عمدہ آواز والے تھے۔

دارمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ بہادر،

اسی حدیث کی ایک مرسل سند بھی ہے۔ جسے حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور ﷺ کا سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اور نہ ہی آپ کی قضائے حاجت کے اثرات دکھائی دیتے تھے۔

انہوں نے ہی کہا ہے کہ اس حدیث کی ایک ساتویں سند بھی ہے۔ جو ''جن کے وفد'' والے باب میں ذکر کی جائے گی۔

نبی کریم ﷺ کے پیشاب مبارک سے شفاء

حاکم وغیرہ نے حضرت ام یمن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ رات کے وقت نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور اس پیالے کی طرف تشریف لے گئے جو گھر کے ایک کونے میں پڑا ہوا تھا۔ اس میں آپ ﷺ نے پیشاب فرمایا رات کے وقت میں جاگی تو مجھے شدید پیاس محسوس ہوئی، میں آپ ﷺ کے پیشاب مبارک کو پی گئی۔ صبح کے وقت میں نے حضور ﷺ کو یہ بات بتائی آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا آج کے بعد تجھے کبھی بھی پیٹ کے درد کی شکایت نہیں ہوگی۔

عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ لکڑی کے ایک پیالے میں پیشاب فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس پیالے کو آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کا پیالہ خالی تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت برکت رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہ پیشاب کہاں ہے جو اس پیالے میں موجود تھا انہوں نے عرض میں نے اسے پی لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ام یوسف! تو صحت یاب ہوگئی ہے۔ اس پیشاب کی برکت سے سوائے مرض الموت کے انہیں اور کوئی مرض لاحق نہ ہوا۔ حضرت ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اور ہے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا واقعہ اور ہے۔

حضور ﷺ کا بے مثال حسن

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوبرو تھے۔ آپ ﷺ تخلیق کے لحاظ سے بھی تمام لوگوں سے حسین ترین تھے۔ آپ ﷺ نہ تو دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی قامت معتدل تھی۔

امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا سرور دو عالم ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی مانند تھا۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا۔

دارمی اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا آپ ﷺ نے سرخ حلہ زیب تن فرما رکھا تھا۔ میں کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا اللہ کی قسم! مجھے حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین نظر آئے۔

امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مسرور ہوتے

سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا قد مبارک درمیانہ اور دونوں شانوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو تک تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل کسی کو نہیں دیکھا۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت محرش الکعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جعرانہ کے مقام سے عمرہ کی نیت کی۔ میں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک کی زیارت کی گویا کہ وہ چاندی کا ایک ٹکڑا تھی۔

الطیالسی، ابن سعد، الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بطن مبارک دیکھا وہ تہہ در تہہ کاغذ کی طرح تھا۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ چاندی میں ڈھلے ہوئے ہوں۔ بال گھنگریالے اور بطن مبارک ہموار تھا۔ مبارک کندھوں کی ہڈیاں چوڑی تھیں۔ جب آپ چلتے تھے تو پورا قدم زمین پر لگ جاتا تھا۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پوری طرح توجہ فرماتے اور جب کسی کی طرف سے پھرتے تو پوری طرح پھر جاتے تھے۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم کا سر مبارک اور قدمین شریفین بڑے اور ہتھیلیاں چوڑی تھیں۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے قدم مبارک بڑے تھے اور رخ زیبا حسین تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی۔ میں آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کی انگلیوں میں سے سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ متصل انگلی) کی طوالت نہیں بھولی۔

امام بیہقی نے بلعدویہ کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کا جسم اطہر انتہائی خوب صورت تھا۔ پیشانی مبارک چوڑی تھی۔ ناک مبارک بلند اور باریک اور دونوں ابرو باہم ملے ہوئے تھے۔ گردن مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا قد مبارک نہ تو بہت زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی چھوٹا تھا۔ بلکہ مائل بہ طوالت تھا۔ آپ ﷺ کی مبارک ہتھیلیاں اور قدم مبارک گوشت سے بھرپور تھے۔ آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر بالوں کی ایک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک موتیوں کی طرح درخشاں تھا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو آپ ﷺ کا میلان آگے کی طرف ہوتا گویا کہ بلندی پر چڑھ رہے ہوں۔

عبداللہ بن امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کا قد مبارک درمیانہ مائل بہ طوالت تھا۔ جب آپ ﷺ لوگوں میں چلتے تو سب سے دراز قد نظر آتے۔ آپ ﷺ کی رنگت سفید تھی۔ سر مبارک

آپ ﷺ سے زیادہ سخی اور آپ ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا منہ مبارک کشادہ، آنکھیں سرخی مائل اور ایڑیاں کم گوشت تھیں۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی آنکھیں مبارک بڑی، پلکیں دراز اور آنکھوں میں سرخ دوڑے تھے۔

امام بیہقی اور امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا، حضور ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی آپ ﷺ پست قد تھے۔ بلکہ آپ ﷺ معتدل القامت تھے۔ آپ ﷺ کی زلفیں عنبریں نہ تو بالکل سیدھی اور نہ ہی گھنگھریالی تھیں بلکہ ان میں کچھ خم تھا۔ آپ ﷺ کا رخ انور نہ بالکل گول تھا اور نہ ہی گوشت مبارک لٹکا ہوا تھا۔ البتہ چہرۂ اقدس ایک حد تک گول تھا۔ آپ ﷺ کا رنگ مبارک انتہائی سفید تھا اور سرخی مائل تھا۔ آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑ کی ہڈیاں بڑی اور کندھے مبارک چوڑے تھے۔ آپ ﷺ کے جسد اطہر پر بال مبارک نہ تھے۔ البتہ سینہ اقدس اور ناف مبارک کے مابین بالوں کا ایک خط نظر آتا تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک اور قدم اقدس گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو ایسے محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ بلندی سے پستی کی طرف رواں دواں ہیں۔ جب آپ ﷺ کسی آدمی کی طرف توجہ فرماتے تو پوری توجہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ کا چہرۂ اقدس کشادہ اور پلکیں طویل تھیں۔

طیالسی، امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قد، سر مبارک بڑا اور داڑھی مبارک گھنی تھی۔ قدمین شریفین اور ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط تھیں۔ آپ ﷺ کا رنگ مبارک سفید مائل بہ سرخی تھا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ بلندی سے پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ سے نہ پہلے اور نہ ہی بعد آپ ﷺ کی مثل دیکھا۔

طیالسی، امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی کلائیاں مبارک طویل تھیں۔ دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ کی پلکیں طویل تھیں۔ آپ ﷺ نہ تو بازاروں میں شور وغوغا کرتے تھے اور نہ فحش گوئی کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کسی کی طرف توجہ کرتے تو پوری توجہ کرتے جب آپ ﷺ کسی کی طرف پشت مبارک پھیرتے تو پوری طرح پشت مبارک پھیر لیتے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سیاہ اور بال انتہائی حسین تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا نبی محترم ﷺ پر بڑھاپے کے اثرات ظاہر ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بڑھاپے کے عیب سے بچا لیا تھا۔ آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں صرف

ابو موسیٰ المدینی نے اپنی کتاب ''صحابہ'' میں حضرت امد بن ابد الحضرمی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ بہت زیادہ حسین تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ قدموں کے لحاظ سے تمام انسانوں سے بہترین تھے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کی رنگت سرخی مائل سفید تھی۔ آپ ﷺ کی آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔ آپ ﷺ کے رخسار مبارک نرم و نازک تھے۔ گردن مبارک چاندی کی طرح سفید تھی۔ حلق مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی اس کے علاوہ آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر یا سینے مبارک پر بال نہ تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور پر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح نظر آتے تھے۔ آپ ﷺ کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی مکرم ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا۔ وہاں ایک دن میں لوگوں کو خطبہ دے رہا تھا۔ اچانک میرے سامنے ایک یہودی عالم کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس نے مجھ سے کہا ابو القاسم ﷺ کے اوصاف بیان کرو، میں نے کہا:

''آپ ﷺ نہ تو بہت دراز قد ہیں اور نہ ہی پست قد، آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو گھنگھریالے ہیں اور نہ بالکل سیدھے۔ آپ ﷺ کی زلفیں بالکل سیاہ ہیں۔ سر مبارک بڑا ہے آپ ﷺ کا رنگ گورا مائل بہ سرخی ہے۔ آپ ﷺ کے اعضاء مبارکہ مضبوط ہیں۔ آپ ﷺ ٹخنے اور قدم گوشت سے بھرے ہوئے ہیں حلق سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر ہے آپ ﷺ کی پلکیں دراز اور ابرو باہم ملے ہوئے ہیں۔ پیشانی مبارک چوڑی اور شانوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔ میں نے آج تک آپ ﷺ کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں خاموش ہو گیا اس عالم نے کہا، حضور ﷺ کے یہ اوصاف تو مجھے زبانی یاد ہیں۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں۔ آپ ﷺ کی مبارک داڑھی بھی خوبصورت ہے اور منہ بھی حسین ہے۔ دونوں کان مبارک تخلیق میں مکمل ہیں۔ اگر آپ ﷺ کسی کی توجہ فرماتے ہیں تو بھرپور توجہ فرماتے ہیں اور اگر کسی کی طرف پشت مبارک پھیرتے ہیں تو پوری طرح پھر جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ تو آپ ﷺ کے اوصاف ہیں اس عالم نے کہا میرے پاس آپ ﷺ کا ایک اور وصف بھی ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ میں کچھ خمیدگی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا آپ ﷺ کا یہ وصف تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ چلتے وقت یوں لگتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کسی بلندی سے اتر رہے ہوں۔

اس عالم نے کہا آپ ﷺ کے یہ اوصاف میں نے اپنے آباء کی کتاب میں پائے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں آپ

بڑا تھا۔آپ ﷺ روشن جبیں تھے۔پلکیں دراز تھیں۔ہتھیلیوں اور قدموں پر گوشت تھا۔جب آپ ﷺ چلتے تھے تو میلان آگے کی طرف ہوتا تھا۔گویا کہ آپ ﷺ بلندی سے اتر رہے ہوں۔روئے زیبا پر پسینے کے قطرات اس طرح لگتے تھے کہ گویا کہ وہ درخشاں موتی ہوں۔میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رنگت سفید مائل بہ سرخی تھی۔آپ ﷺ کا پسینہ مبارک موتیوں کی طرح تھا۔جب آپ ﷺ چلتے تھے تو آپ ﷺ کا میلان آگے کی طرف ہوتا تھا۔

البزار، امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔آپ ﷺ کے شانے مبارک چوڑے تھے۔رخسار مبارک نرم و نازک اور زلفیں بالکل سیاہ تھیں۔آنکھیں سرمگیں اور پلکیں دراز تھیں۔جب ﷺ چلتے تو آپ ﷺ کا پورا قدم زمین پر لگتا۔جب اپنی چادر مبارک زمین پر رکھتے تو جسم اطہر چاندی کا ٹکڑا محسوس ہوتا تھا۔جب آپ ﷺ مسکراتے تو درودیوار نور سے جگمگا اٹھتے۔میں نے آپ ﷺ جیسا حسین نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک ریشم و دیباج سے زیادہ نرم تھا اور احمد مجتبیٰ ﷺ کی مبارک خوشبو کستوری اور عنبر سے عمدہ تھی۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے رخسار پر پھیرا میں نے آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ کی خوشبو اور ٹھنڈک محسوس کی۔ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو ابھی ابھی خوشبودان سے نکالا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے مجھے اپنا دست اقدس پکڑایا۔وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

الطبرانی نے المستورد بن شداد سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ کے دست اقدس کو پکڑنے کی سعادت حاصل کی۔آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔

امام احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں بیمار ہو گیا نبی محترم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا۔میرے چہرے اور سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔میں آج تک آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا رنگ سرخی مائل سفید تھا۔آپ ﷺ نہ تو دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد۔آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی گھنگھریالے تھے۔جب آپ ﷺ چلتے تو لوگ بھاگ کر آپ ﷺ کو ملنے کی کوشش کرتے۔آپ ﷺ لاثانی تھے۔

چشمان مبارک انتہائی سیاہ اور پلکیں طویل ہوں گی۔ان کی ناک مبارک باریک اور بلند ہوگی۔آپ ﷺ کے رخسار مبارک واضح اور داڑھی مبارک گھنی ہوگی۔ان کے رخ زیبا پر پسینے مبارک کے قطرات موتیوں کی طرح درخشاں ہوں گے اور اس سے کستوری سے عمدہ مہک آئے گی ان کی گردن مبارک چاندی کی صراحی کی طرح ہوگی۔ان کے حلق مبارک سے لے کر ناف مبارک تک بالوں کی ایک لکیر ہوگی۔اس کے علاوہ ان کے سینہ اقدس پر یا پیٹ مبارک پر بال نہیں ہوں گے۔ان کی ہتھلیاں مبارک اور قدم مبارک گوشت سے بھر پور ہوں گے۔جب وہ لوگوں میں چلیں گے تو ان سے بلند تر نظر آئیں گے۔جب وہ رواں ہوں گے تو اس طرح نظر آئیں گے گویا کہ وہ کسی پہاڑ سے اتر رہے ہوں اور ان کی اولاد کم ہوگی''۔

امام ترمذی نے شمائل میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حلیہ بیان کرنے کے ماہر تھے۔میں نے ان سے نبی محترم ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا:

''آپ ﷺ مجسمہ حسن تھے،لوگ آپ ﷺ کے حسن و جمال میں مستغرق ہو جاتے،آپ ﷺ کا چہرۂ انور ماہ تمام کی طرح درخشاں تھا،آپ ﷺ کا قد مبارک معتدل قامت سے تھوڑا طویل تھا۔آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور بال مبارک قدرے خم دار تھے۔اگر زلفوں میں اتفاقاً مانگ نکل آتی تو اسے یوں ہی رہنے دیتے ورنہ ارادۃً اس کا اہتمام نہ فرماتے،بال مبارک کانوں کی لو سے متجاوز نہ ہوئے۔آپ ﷺ کا رنگ سفید تھا،جبیں مبارک کشادہ تھی،ابرو باریک،خمیدہ اور باہم متصل تھے۔دونوں ابروؤں کے مابین ایک رگ تھی۔جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی۔بینی مبارک بلند اور باریک تھی۔ناک مبارک پر نور کا غلبہ رہتا۔داڑھی مبارک گھنی اور بھر پور تھی۔چشمان مبارک انتہائی سیاہ تھیں۔رخسار مبارک نرم اور نازک تھے۔دہن مبارک کچھ کشادہ تھا۔دانت مبارک انتہائی سفید تھے۔حلق سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر سی تھی۔گردن مبارک صفائی اور نزاکت میں صراحی کی طرح تھی۔جسد اطہر بالکل معتدل تھا،پیٹ مبارک اور سینۂ اقدس ہموار اور چوڑا تھا۔دونوں شانوں کے مابین کافی فاصلہ تھا۔جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی بڑی تھیں۔جب آپ ﷺ قمیص مبارک اتارتے تو جسم کی نورانیت عیاں تر ہو جاتی۔آپ ﷺ کے دونوں بازوؤں،کندھوں اور سینۂ اقدس کے بالائی حصہ پر بال تھے۔آپ ﷺ کی کلائیاں طویل اور ہتھلیاں کشادہ تھیں۔ہاتھ مبارک اور قدم مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ہاتھ اور پاؤں کی مبارک انگلیاں قدرے طویل تھیں اور تلوے قدرے گہرے تھے۔آپ ﷺ جب چلتے تو قوت کے ساتھ قدم اٹھاتے اور آگے کی طرف جھک کر جاتے زمین پر آہستہ آہستہ محوخرام ہوتے۔جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورا جسم پھیر کر اس کی طرف توجہ فرما ہوتے۔نظریں ہمیشہ نیچی رہتیں اور انہیں زیادہ زمین کی طرف رکھتے شرم وحیا کی وجہ سے گوشۂ چشم سے دیکھتے۔صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم دیتے اور خود ان کے پیچھے چلتے،آپ ﷺ جسے ملتے اسے سلام کہتے''۔

میں نے اپنے ماموں سے کہا نبی محترم ﷺ کی گفتگو کے متعلق کچھ فرمائیں انہوں نے کہا''حضور ﷺ ہمیشہ غمگین رہتے۔بغیر کسی ضرورت کے گفتگو نہ فرماتے۔گفتگو اس انداز سے فرماتے کہ سامع کو کوئی تشنگی باقی نہ رہتی۔گفتگو انتہائی جامع

ﷺ کے یہ اوصاف بھی مذکور ہیں:

"آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حرم سے مبعوث ہوں گے۔ یعنی وہ جگہ جہاں مقام امن ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ پھر آپ ﷺ ایک ایسی جگہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ جسے آپ ﷺ حرم قرار دیں گے۔ آپ ﷺ کا یہ حرم مقام و مرتبہ اور پاکیزگی و طہارت میں اللہ تعالیٰ کے حرم کی طرح ہو گا۔ عمرو بن عامر کی نسل کے لوگ آپ ﷺ کے انصار ہوں گے۔ وہ کھجوروں والے اور زمین والے ہوں گے۔ وہاں پہلے یہودیوں کی ملکیت ہوگی۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اوصاف تو ہمارے نبی محترم ﷺ کے ہیں۔ یہ سن کر اس عالم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی برحق ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کا ایک وفد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا۔ ہمارے لیے اپنے چچازاد بھائی (ﷺ) کے اوصاف بیان کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا محمد ﷺ نہ تو دراز قد ہیں اور نہ ہی پست قد۔ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ ہے۔ آپ ﷺ گورے رنگ کے ہیں۔ سفیدی میں تھوڑی سی سرخی بھی ہے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو تک ہیں۔ پیشانی مبارک کشادہ ہے۔ رخسار مبارک گوشت سے بھرپور ہیں۔ چشمان مبارک سیاہ اور ابرویں باہم متصل ہیں۔ بینی مبارک باریک اور بلند ہے۔ حلق سے لے کر سینہ اقدس تک بالوں کی ایک لکیر ہے۔ دندان مبارک انتہائی سفید اور داڑھی مبارک گھنی ہے۔ گردن مبارک چاندی کی صراحی کی طرح ہے۔ آپ ﷺ کے مبارک شانوں کے درمیان ماہ کامل کی طرح گول دائرہ ہے۔ اس پرنور کے ساتھ دو سطروں میں لکھا ہوا ہے۔ پہلی سطر میں **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اور دوسری سطر میں **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کے انتقال مبارک کے بعد بیت المقدس سے یہودیت کا ایک عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پاس آیا اور کہنے لگا اے علی! میرے لیے نبی مکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آپ ﷺ کا وہی حلیہ بیان کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک سن کر اس عالم نے کہا میں نے تورات میں بھی آپ ﷺ کا بعینہ یہی حلیہ مبارک پڑھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: "میرے معاملہ میں خوب سعی کرو اور اس میں سستی نہ کرو، سنو اور اطاعت بجالاؤ، اے پاکباز، کنواری اور بتول کے نور نظر! میں نے تجھے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور تجھے تمام جہانوں کے لیے نشانی بنایا ہے اس لیے صرف میری ہی عبادت کرو اور صرف مجھ پر ہی بھروسہ رکھو۔ اہل سوران کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ میں اللہ ہوں، حی و قیوم ہوں، مجھے کبھی زوال نہیں اور اس نبی ﷺ کی تصدیق کرو جو اونٹ پر سواری فرمائیں گے۔ وہ عمامہ مبارک پہنیں گے اور عصا مبارک پکڑیں گے۔ ان کے بال مبارک نہ گھنگھریالے ہوں گے اور نہ ہی سیدھے ہوں گے۔ ان کی مبارک جبیں کشادہ اور ابرویں باہم ملی ہوں گی

ﷺ آنکھوں کی خیانت سے معصوم تھے۔آپ ﷺ ہمیشہ پردہ فرما کر غسل فرماتے۔اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے کبھی کبھی عریاں غسل نہ فرمایا۔

آپ ﷺ کو جب رفع حاجت کی ضرورت پیش آتی تو لوگوں سے بہت دور تشریف لے جاتے یا کسی دیوار وغیرہ کی اوٹ میں تشریف لے جاتے۔حتی کہ آپ ﷺ کے وجود مسعود کو کوئی شخص نہ دیکھ سکتا۔ پہننے کے لیے جو کچھ میسر آتا اسے پہن لیتے کبھی شملہ باندھ لیتے۔کبھی یمنی چادر اوڑھ لیتے اور کبھی جبہ مبارک زیب تن فرما لیتے۔جب کوئی شخص آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی لباس تحفہ دیتا تو آپ ﷺ اس کی وسعت اور تنگی میں کوئی کمی بیشی نہ فرماتے ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایسا جبہ زیب تن کیا۔جس کی آستینیں بہت تنگ تھیں۔اس کی آستین سے ہاتھ نکالنے میں دقت محسوس فرماتے۔جب آپ ﷺ وضو فرمانا چاہتے تو بازو مبارک اس کے دامن سے نکال لیتے۔

نبی محترم ﷺ کبھی کسی غلام یا ساتھی کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیتے اور کبھی خود ان کے پیچھے بیٹھ جاتے۔لیکن حضرات حسنین کریمین اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہم کی اولاد کو ہمیشہ اپنے آگے سوار کیا۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ جب سواری بوجھ برداشت کر سکتی ہو تو اپنے پیچھے کسی کو بٹھانا جائز ہے۔آپ ﷺ جو سواری پاتے اسی پر سوار ہو جاتے۔کبھی آپ ﷺ گھوڑے پر سواری فرماتے اور کبھی اونٹ پر، کبھی گدھے پر سوار ہو جاتے اور کبھی خچر پر۔کبھی بغیر چادر اور ٹوپی کے ننگے پاؤں چلتے اور مدینہ طیبہ سے باہر دور تک لوگوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔آپ ﷺ خوشبو پسند فرماتے اور بدبو سے انتہائی نفرت تھی۔آپ ﷺ فقراء مساکین اور اپنے خدام کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرما لیتے اور مساکین کے کپڑوں، داڑھیوں اور سروں میں جوئیں تلاش کرتے۔آپ ﷺ اہل فضل کی تعظیم ان کے درجات کے مطابق فرماتے۔اہل شرف پر احسان فرما کر تالیف قلبی فرماتے۔آپ ﷺ اپنے رشتہ داروں کی بہت زیادہ عزت کرتے۔کسی کی قطع کلامی نہ فرماتے۔اپنے کلام اور فعل سے کسی کو دکھ نہ دیتے اگرچہ اس نے آپ ﷺ پر زیادتی ہی کی ہو۔عذر کرنے والے کے عذر کو قبول فرما لیتے اگرچہ وہ اپنی معذرت میں جھوٹا ہی ہوتا۔آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس اس کا گناہ گار بھائی آئے تو وہ اس کے عذر کو قبول کرلے خواہ وہ اپنے عذر میں جھوٹا ہو یا سچا۔جس نے ایسا نہ کیا وہ میرے حوض پر نہ آئے۔

نبی مکرم ﷺ عورتوں اور بچوں سے مذاق بھی فرما لیتے تھے۔لیکن آپ ﷺ ہمیشہ حق کہتے۔مثلاً ایک دفعہ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے ایک بڑھیا سے فرمایا کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔یعنی جنت کی تمام عورتیں نوجوان دوشیزائیں ہوں گی۔آپ ﷺ کا مسکرانا صرف تبسم ہوتا تھا۔قہقہے کی آواز نہیں آتی تھی۔آپ ﷺ کھیل کود کو مباح سمجھتے تھے اور اس کا انکار نہیں فرماتے تھے۔بعض دفعہ کئی اعرابی آپ ﷺ کے ساتھ درشت کلامی کرتے لیکن آپ ﷺ برداشت فرما لیتے۔آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔ بلکہ معاف اور درگزر فرما دیتے تھے۔آپ ﷺ نے اپنے خادموں اور لونڈیوں سے علیحدہ اپنے لیے کوئی خاص برتن منتخب نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ ان کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھا لیتے اس عمل مبارک کا مقصد ان کے ساتھ عاجزی کرنا اور امت کے متکبرین کے لیے مثال دینا تھا۔

ہوتی۔ اس میں کوئی فضول بات نہ ہوتی آپ ﷺ نہ تو ظالم و جابر تھے اور نہ ہی کسی کو ذلیل کرتے تھے۔ نعمت خداوندی کی قدر فرماتے اگرچہ وہ تھوڑی ہی ہوتی۔ اس کی مذمت نہ فرماتے۔ کھانے والی اشیاء میں عیب نہ نکالتے نہ ہی ان کی تعریف کرتے۔ دنیاوی معاملات کی وجہ سے آپ ﷺ کو کبھی غصہ نہ آتا۔ لیکن اگر کوئی حق سے تعرض کرتا تو آپ ﷺ انتہائی ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ آپ ﷺ اپنے نفس کے لیے نہ تو ناراض ہوتے اور نہ ہی کسی سے انتقام لیتے۔ جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے۔ جب آپ ﷺ متعجب ہوتے تو ہاتھ مبارک کو اُلٹا کر لیتے۔ کبھی گفتگو کے دوران بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصے پر مارتے۔ جب کسی سے ناراض ہوتے تو اس سے رخ انور پھیر لیتے اور روگرداں ہو جاتے۔ آپ ﷺ جب مسرور ہوتے تو نگاہیں جھکا لیتے۔ آپ ﷺ کی ہنسی صرف تبسم تھا۔ جب تبسم ریز ہوتے تو دانت مبارک اولوں کی طرح سفید ہوتے۔ (الخائص الکبریٰ کی عبارت اختتام پذیر ہوئی) -

یہ ان اشیاء کا تذکرہ تھا۔ جن کا تعلق حضور ﷺ کی ظاہری شکل وصورت سے تھا۔ جہاں تک آپ ﷺ کے اخلاق حمیدہ کا تعلق ہے تو اس کے لیے میں امام کبیر، عارف شہیر، سیدی عبد الوہاب الشعرانی کی کتاب ''الاخلاق المتبولية المفاضة من الحضرة المحمدية'' کو نقل کر رہا ہوں۔

اَلْاَخْلَاقُ الْمَتبُوْلِيَّةُ الْمُفَاضَةُ مِنَ الْحَضْرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

''وہ اخلاق عالیہ جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ سے حاصل کئے گئے''

امام شعرانی کے فرمودات

حضرت علامہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ پاکیزہ، زاہد، پاکباز، عالم، کریم، حلیم، عبادت گذار اور مشکوک مقامات سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس احتیاط کا مقصد صرف اور صرف امت کو تعلیم دینا تھا۔ نبی محترم ﷺ جب وعظ فرماتے تو سب لوگوں کے لیے اجتماعی بات کرتے۔ اپنے وعظ میں کسی مخصوص فرد کا نام نہ لیتے تاکہ وہ لوگوں میں شرمندہ نہ ہو۔ اس وقت آپ ﷺ کا انداز گفتگو اس طرح ہوتا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح کرتے ہیں۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ قناعت شعار تھے۔ دنیا کے بالکل تھوڑے سے حصہ پر آپ ﷺ نے قناعت فرمائی تھی۔ بالکل معمولی غذا پر کفایت فرما لیتے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بہت حیا فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو شدت حیا کی وجہ سے اپنے اردگرد چادر لپیٹ لیتے۔ نبی محترم ﷺ کے بطن اطہر سے جو کچھ خارج ہوتا زمین اسے فوراً نگل لیتی۔ آپ ﷺ اپنی امت پر انتہائی شفقت فرماتے۔ آپ ﷺ بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کرتے مولا! مجھے اپنی امت کی کوئی مصیبت نہ دکھانا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور آپ ﷺ کو اس امت کی کوئی تکلیف نہ دکھائی۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ دنیاوی زیب و آرائش سے کنارہ کشی اختیار فرمائی اس کی زینت وزیبائش کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ آپ

حاضر خدمت ہوتا۔ لیکن وہ آپ ﷺ کو پہچان نہ سکتا اس وقت آپ ﷺ صحابہ کرام سے کسی کام کے متعلق گفتگو شروع فرما دیتے۔ تاکہ اعرابی کو آپ ﷺ کی شناخت ہو سکے اور وہ آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھ سکے۔ یہ کیفیت دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا کہ حضور ﷺ کے لیے مٹی کا ایک چبوترہ بنا دیا جائے۔ پھر اس پر کھجور کے پتوں کی چٹائی بچھا دی جائے۔ پھر حضور ﷺ تادم وصال اسی چبوترے پر تشریف فرما رہے۔

حضور ﷺ اکثر قبلہ رو ہو کر تشریف فرما ہوتے۔ آپ ﷺ فرماتے یہ ''سید المجالس'' ہے۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہر مہمان کی عزت و توقیر کرتے اور اسے اپنا تکیہ دیتے۔ اگر وہ لینے سے انکار کرتا تو برابر اصرار فرماتے رہتے حتیٰ کہ وہ لینے پر مجبور ہو جاتا بعض اوقات مہمان کے لیے اپنی چادر یا اپنا کپڑا بھی بچھا دیتے تھے۔ تاکہ اس کے لئے تالیف قلب ہو آپ ﷺ مہمان کے لئے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ جو کچھ موجود ہوتا اس کے سامنے رکھ دیتے اور اگر کوئی ایسی چیز نہ ہوتی جس سے مہمان کی تواضع کرتے تو پھر اس سے معذرت کر لیتے۔ اکثر صحابہ کرام کے گھروں میں بغیر دعوت کے ہی تشریف لے جاتے۔ جب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوتے تو ان کی خبر گیری کرتے۔ اگر کسی کی طرف سے بے رخی اور جفا کا مشاہدہ فرماتے تو اس کی طرف تحفہ بھیجتے۔

نبی محترم ﷺ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھیل کود اور ملاعبت فرماتے تھے۔ بعض اوقات انہیں اپنی پشت پر بٹھا لیتے اور خود اپنے مبارک پاؤں اور مبارک ہاتھوں سے چلتے اور فرماتے، تمہارا اونٹ کتنا عمدہ ہے۔ اور تم کتنے عمدہ سوار ہو۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو پکڑا اور ان کی دونوں ٹانگیں اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور فرمایا'' حُزُقَّةٌ، حُزُقَّةٌ، تَرَقَّ، عَيْنَ بَقَّةٌ '' آپ ﷺ اسی طرح فرماتے رہتے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آہستہ آہستہ آگے لے جاتے۔ حتیٰ کہ ان کے قدم حضور ﷺ کے سینہ اقدس تک پہنچ جاتے۔ آپ ﷺ تمام اہل محفل سے خندہ روی اور خوش مزاجی سے پیش آتے۔ حتیٰ کہ ہر کوئی یہ سمجھتا تھا کہ اسے نبی محترم ﷺ تمام صحابہ سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے کئی صحابہ کرام کی کنیتیں رکھیں اور انہیں انہی کنیتوں کے ساتھ یاد فرماتے تاکہ ان سے عزت افزائی اور دلی محبت کا اظہار ہو۔ آپ ﷺ ان خواتین کو بھی کنیت سے یاد فرماتے جن کی اولاد ہوتی اور ان خواتین کو بھی کنیت سے پکارتے جن کی اولاد نہ ہوتی بچوں کو بھی ان کی کنیت ہی سے پکارا کرتے تھے تاکہ ان کے دل میں محبت پیدا ہو۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ غصے سے دور تھے اور سب سے زیادہ جلدی راضی ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کے لیے سراپا نرمی، نفع کا پیکر اور بھلائی کا مجسمہ تھے۔ آپ ﷺ جب کسی محفل سے اٹھتے تو یہ کلمات پڑھتے: ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ'' آپ ﷺ فرماتے یہ کلمات مجھے حضرت جبرائیل نے سکھائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ کلمات کسی محفل میں سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت کم گو تھے۔ انتہائی نرمی سے گفتگو فرماتے دو یا زائد مرتبہ بات کو دہراتے تاکہ سامع آپ ﷺ کا کلام اچھی طرح سمجھ لے آپ ﷺ کا کلام موتیوں کی مالا کی مانند ہوتا۔ قبیح امور سے

آپ ﷺ ہر شخص کے ولیمہ کی دعوت کو قبول فرما لیتے۔ مسلمانوں کے جنازہ میں شرکت فرماتے۔ نبی محترم ﷺ کی کئی لونڈیاں اور خادم تھے۔ آپ ﷺ کھانے، پینے اور لباس میں ان سے کوئی امتیاز نہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ شب و روز اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتے۔ کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں آپ ﷺ اپنے رب کی اطاعت میں مصروف نہ ہوتے یا پھر کسی ایسے کام میں مصروف ہوتے جس کا نفع آپ ﷺ کو اور مسلمانوں کو ملتا۔ آپ ﷺ کسی غریب کو اس کی غربت کی وجہ سے حقیر نہ سمجھتے اور نہ کسی بادشاہ سے اس کی سلطنت کی وجہ سے مرعوب ہوتے۔ بلکہ سب کو اللہ رب العزت کے پیغام کی طرف دعوت دیتے۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے رحیم تھے۔ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق تھے۔ اگر کبھی سبقت لسانی سے کسی کے لیے برا کلمہ نکل جاتا تو اس کے لیے یوں دعا کرتے مولا! اسے اس کے لیے پاکیزگی، کفارہ اور رحمت بنا۔ آپ ﷺ نے ساری زندگی کسی معینہ عورت، خادم یا اونٹ پر لعنت نہیں کی۔ جب آپ ﷺ سے کسی کے لیے بددعا کرنے کے لیے کہا جاتا تو آپ ﷺ اس کے لیے بددعا نہ فرماتے بلکہ دعا کرتے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی عورت یا خادم وغیرہ کو نہیں مارا تھا۔ سوائے جہاد کے یا حدود اللہ کو قائم کرنے کے لیے۔ آپ ﷺ جلاد کو سزا دینے کے لیے کہتے تا کہ مجلود (جس کو کوڑے لگائے جائیں) کے لیے خوب پاکیزگی حاصل ہو جائے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک خادم کو بلایا، لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر بروز حشر مجھے قصاص کا احساس نہ ہوتا۔ تو میں تجھے اس مسواک سے مارتا۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں جو آزاد، غلام، مسکین یا وفد کوئی حاجت لے کر آتا تو آپ ﷺ اس کی ضرورت کو پورا فرماتے۔ خواہ اس کے لیے آپ ﷺ کو مدینہ طیبہ سے کہیں دور یا کسی دوسری بستی میں جانا پڑتا۔ حضور ﷺ کسی بچھونے میں عیب نہ نکالتے آپ ﷺ تمام صحابہ کرام سے نرمی اور شفقت سے پیش آتے۔ آپ ﷺ تند خو اور درشت رو نہ تھے۔ بازاروں میں شور نہ مچاتے تھے۔ جو مسلمان بھی آپ ﷺ سے ملتا۔ آپ ﷺ سلام میں پہل فرماتے۔ جب کوئی شخص آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو تھام لیتا تو آپ ﷺ اس وقت اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ خود نہ چھوڑ دیتا۔ آپ ﷺ جب کسی صحابی سے ملتے تو اس سے مصافحہ فرماتے اور اہل عرب کی عادت کے مطابق اس کا ہاتھ دباتے۔ آپ ﷺ کسی جگہ بیٹھتے یا اٹھتے تو اللہ کا ذکر کرتے۔ اگر نماز کے دوران کوئی شخص آجاتا تو اس کے لیے نماز مختصر کر دیتے۔ سلام پھیر کر اس سے فرماتے کیا تمہیں کوئی کام ہے۔ اگر وہ کہتا نہیں تو دوبارہ نماز میں مشغول ہو جاتے اور اگر وہ عرض کرتا کہ ہاں مجھے حاجت ہے تو پھر یا تو خود اس کی ضرورت پوری فرما دیتے یا کسی شخص کو اس کے ساتھ بھیجتے۔ آپ ﷺ کے بیٹھنے کا انداز یہ تھا کہ اپنی دونوں مبارک پنڈلیوں کو کھڑا کر لیتے اور اپنے دست اقدس سے ان دونوں کو پکڑ لیتے۔ مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جاتے اور صحابہ کرام میں اتنا گھل مل جاتے کہ عام آدمی آپ ﷺ کو پہچان نہ سکتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے۔ تا کہ صحابہ کرام کے لیے جگہ تنگ نہ ہو جائے اور اگر جگہ کشادہ ہوتی تو بعض اوقات پاؤں پھیلا لیتے تھے۔ بعض اوقات کوئی اعرابی کوئی مسئلہ دریافت کرنے کے لیے

کیونکہ یہ قلب حزیں کو قوت دیتا ہے۔آپ ﷺ لونڈی اور مسکین کی دعوت کو بھی قبول فرما لیتے تھے۔آپ ﷺ کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے ناراض نہ ہوتے لیکن اگر حدود اللہ کو تجاوز کیا جاتا تو سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے۔آپ ﷺ ہمیشہ حق کا پیغام پہنچاتے خواہ اس سے آپ ﷺ یا صحابہ کرام کو نقصان پہنچتا۔شدت بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر باندھ لیتے اور اسے اپنے صحابہ اور اہل بیت سے چھپاتے تاکہ وہ آپ ﷺ کی تکلیف کو دیکھ کر دکھی نہ ہوں۔آپ ﷺ جو کچھ پاتے اسے تناول فرمالیتے۔آپ ﷺ کے سامنے جو حلال کھانا پیش کیا جاتا اس کو رد نہ فرماتے۔آپ ﷺ نے کبھی بھی حلال کھانے سے پرہیز نہیں فرمایا بلکہ امت کے لئے آسانی اور وسعت پیدا کرنے کے لئے اسے تناول فرمالیتے۔آپ ﷺ اگر کھجور روٹی کے بغیر پاتے تو اسے بھی تناول فرمالیتے۔بھونا ہوا گوشت ملتا اسے بھی کھالیتے۔گندم اور جو کی روٹی بھی تناول فرماتے۔شہد اور حلوہ بھی پسند تھا۔بعض اوقات صرف دودھ پر ہی اکتفاء فرماتے اور فرماتے دودھ کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔آپ ﷺ کو تربوز، کھجور، مرغی کا گوشت اور شکار کیے ہوئے پرندے کا گوشت بہت پسند تھا۔آپ ﷺ نہ تو خود شکار کرتے اور نہ ہی شکار کیے ہوئے جانور کا گوشت خریدتے۔بلکہ یہ پسند فرماتے کہ جانور کا شکار کرکے اس کا گوشت آپ ﷺ کو پیش کیا جائے۔آپ ﷺ جب گوشت تناول فرماتے تو اپنے سر مبارک کو نیچے نہ جھکاتے بلکہ اسے اٹھا کر اپنے منہ مبارک تک لے جاتے۔آپ ﷺ کو روٹی اور گھی بھی پسند تھا۔

آپ ﷺ بکری کے کندھے اور بازوں کا گوشت بہت پسند فرماتے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو بکری کے شانے اور بازوں کا گوشت اس لیے پسند تھا کیونکہ وہ پک کر جلد تیار ہو جاتا تھا۔اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں جلد پیش کر دیا جاتا تھا۔کیونکہ آپ ﷺ کو گوشت کبھی کبھار ملتا تھا۔آپ ﷺ کو سبزیوں میں کدو اور کھجوروں میں سے ''عجوہ'' کھجور پسند تھی۔آپ ﷺ نے عجوہ میں برکت کے لیے دعا بھی فرمائی۔آپ ﷺ فرماتے یہ جنتی کھجور ہے اور بیماری اور جادو سے شفاء ہے۔آپ ﷺ کو کاسنی شمار اور خرفہ کا ساگ پسند تھا۔کسی جانور کے گردے کھانا ناپسند فرماتے تھے۔

کسی جانور (بکری یا بکرا) کے درج ذیل اعضاء نہ خود تناول فرماتے نہ دوسروں کے لیے پسند فرماتے۔

(۱) ذکر (۲) خصیتین (۳) فرج (۴) پتا (۶) غدودیں

آپ ﷺ فرماتے پشت کا گوشت بہترین ہوتا ہے۔تھوم، پیاز اور گیند تناول نہ فرماتے۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔اے علی! لہسن کھایا کرو اس میں ستر بیماروں کی شفاء ہے۔اگر میرے پاس فرشتہ نہ آتا تو میں اسے کھاتا، آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے کی برائی بیان نہیں کی۔اگر کھانے کی خواہش ہوتی تو تناول فرمالیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا۔جسے الغراء کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔اس کے چار حلقے تھے اور چار آدمی اسے اٹھایا کرتے تھے۔آپ ﷺ کے پاس ایک ڈبہ تھا۔آپ ﷺ اس میں آئینہ، کنگھی، مسواک اور قینچی رکھا کرتے تھے۔آپ ﷺ کے پاس سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔انہیں چرانے کی سعادت ام یمن رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئی۔آپ ﷺ تلی اور گوہ کے گوشت سے اجتناب فرماتے۔آپ ﷺ اپنی مبارک انگلیوں سے برتن

ہمیشہ کنارہ کش رہتے۔ اگر ناگوار باتوں کا اظہار کرنا پڑتا تو بات اشاروں سے فرماتے۔ جب سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔ آپ ﷺ بہت زیادہ زاری فرماتے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے ہمیشہ آنسو بہتے رہتے ایسا لگتا تھا کہ آپ ﷺ ابھی ابھی کسی مصیبت سے دوچار ہوئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن لگ گیا۔ آپ ﷺ نے نماز میں ہی رونا اور آہیں بھرنا شروع کر دیا اور یہ دعا مانگی اے مولا! کیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک میں ان میں موجود ہوں تو ان کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے تو انہیں عذاب نہیں دے گا۔ اے مولا! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں صحابہ کرام بھی بغیر آواز کے تبسم کناں ہوتے تھے تاکہ نبی محترم ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ کی عزت و احترام کا اظہار ہو۔ جب وہ نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ہیبت اور وقار کی وجہ سے ان کی کیفیت اس طرح ہوتی گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ اکثر تبسم کناں رہے۔ البتہ اگر قرآن نازل ہو رہا ہوتا یا قیامت کا تذکرہ ہوتا یا خطبہ ارشاد فرماتے تو پھر آپ ﷺ کی کیفیت اور ہوتی۔ آپ ﷺ کو جب کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو اسے اللہ کے سپرد کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ سے ہدایت، اتباع، گمراہی سے بُعد اور ضلالت سے اجتناب کا سوال کرتے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کی قوت اور پناہ کا سوال کرتے۔

آپ ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا وہ ہوتا جس میں شرکت کرنے والے کثیر ہوتے۔ آپ ﷺ ایک عبد (بندے) کی طرح کھانے بیٹھتے اور نماز کی طرح اپنے گھٹنوں اور قدموں کو جمع کر لیتے البتہ گھٹنا گھٹنے کے اوپر اور قدم قدم کے اوپر ہوتا۔ آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میں ایک عبد ہوں۔ میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں۔ اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔ آپ ﷺ گرم کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے گرم کھانا کھانے سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے کھانا ٹھنڈا کر کے کھایا کرو اور اللہ تعالیٰ ہم کو آگ نہیں کھلائے گا۔ حضور ﷺ ہمیشہ اپنے سامنے سے کھانا کھاتے۔ اکثر تین انگلیوں سے کھانا کھاتے اور کبھی کبھی چوتھی انگلی کو بھی ساتھ ملا لیتے۔ آپ ﷺ نے دو انگلیوں سے کبھی کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ فرماتے اس طرح کھانا شیطانی فعل ہے۔ آپ ﷺ ککڑی کو تر کھجور اور نمک لگا کر تناول فرماتے تھے۔ تر کھجور اور انگور پسندیدہ پھل تھے۔ بعض اوقات خربوزہ روٹی کے ساتھ تناول فرماتے تھے اور دونوں ہاتھوں سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کھجور اور پانی اکثر تناول فرماتے۔ حضور ﷺ کھجور اور دودھ کو جمع فرماتے اور فرماتے یہ عمدہ غذا ہیں۔ گوشت آپ ﷺ کی پسندیدہ غذا تھا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے یہ قوت سماعت میں اضافہ کرتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے تمام کھانوں کا سردار ہے۔ لیکن لگاتار گوشت کھانا ناپسند فرماتے۔ آپ ﷺ فرماتے لگاتار گوشت کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کدو اور گوشت کے ساتھ ثرید تناول فرماتے اور فرماتے یہ میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کا درخت ہے۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اکثر فرمایا کرتے تھے جب کدو پکاؤ تو اس کا شوربہ زیادہ رکھا کرو۔

ہاتھ بٹاتے تھے۔آپ ﷺ حسن خلق اور حسن معاشرت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کوئی شخص بھی حضور ﷺ سے زیادہ عمدہ اخلاق کا مالک نہ تھا۔جب میں کسی چیز کی خواہش کرتی تو نبی مکرم ﷺ فوراً اسے پورا فرما دیتے۔آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں پیالے سے پانی پیتی تو نبی مکرم ﷺ اس پیالے کو میرے ہاتھ سے لے لیتے اور اپنا منہ مبارک وہاں رکھتے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا اور پانی نوش فرماتے حالانکہ بعض اوقات میں حیض کی حالت میں ہوتی۔اگر میں کسی ہڈی سے گوشت اتار رہی ہوتی تو آپ ﷺ مجھ سے اس ہڈی کو لے کر اس سے گوشت اتار کر کھانا شروع کر دیتے۔آپ ﷺ میری گود میں سر رکھ دیتے اور قرآن پاک کی تلاوت فرماتے حالانکہ بعض اوقات میں حیض کی کیفیت میں ہوتی۔

حضور ﷺ کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا۔آپ ﷺ پسند نہ فرماتے تھے کہ بکریوں کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہو۔ اور اگر کوئی بکری زائد ہو جاتی تو آپ ﷺ فوراً اسے ذبح فرما دیتے۔آپ ﷺ خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔لیکن خرید نے کا عمل زیادہ ہوتا تھا۔آپ ﷺ نے اعلان نبوت سے پہلے اجرت پر بکریاں چرائیں۔اسی طرح آپ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام کی طرف گئے۔آپ ﷺ کبھی رہن رکھ کر اور کبھی بغیر رہن کے قرض لیتے تھے۔کبھی کوئی چیز عاریۃً لے لیتے۔کبھی کسی کو ضامن بنا لیتے آپ ﷺ کے لیے کچھ زمین بھی وقف کی گئی۔آپ ﷺ نے اسی سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی۔اس قسم کا مقصد امت کے لیے سہولت اور وسعت پیدا کرنا تھا۔آپ ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے تھے۔اگر آپ ﷺ کو اپنی امت کی سہولت پیش نظر نہ ہوتی تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی قسم نہ اٹھاتے۔کبھی کبھی اپنی قسم میں استثناء بھی فرماتے تھے۔کبھی قسم کا کفارہ ادا فرما لیتے اور کبھی اسے پورا کرتے۔ شعراء کو ان اشعار پر انہیں نوازتے۔دیگر افراد کو منع فرماتے کہ وہ اپنی تعریف کے لئے شعراء کو کچھ نہ دیں۔کیونکہ اس طرح شعراء کی یہ فطرت بن جائے گی کہ وہ کسی کی مدح وستائش میں مبالغہ کریں گے اور اس کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تعریف کرنے والے کے منہ میں خاک ڈالو۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ ممدوح اپنے ہاتھوں سے زمین سے مٹی اٹھائے پھر اسے تعریف کرنے والے کے سامنے پھیلا دے اور اس سے کہے کیا تو اس چیز کی تعریف کر رہا ہے جس کو اس مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ شاعر کے منہ میں مٹی ڈال کر اسے تکلیف دی جائے۔جیسا کہ بعض لوگ سمجھے ہیں۔

آپ ﷺ جنگی تدابیر کو سمجھنے کے لیے کشتی کبھی لڑتے تھے اور ایک دفعہ آپ ﷺ نے رکانہ سے بھی کشتی لڑی تھی۔آپ ﷺ اپنے کپڑوں سے جوئیں بھی اٹھا لیتے تھے۔جو فقراء اور مساکین سے ملنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے کپڑوں پر آ جاتی تھیں۔لیکن آپ ﷺ کے کپڑوں میں کبھی جوئیں پیدا نہیں ہوئی تھیں۔آپ ﷺ کی چال تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھی۔جب آپ ﷺ نماز کے لیے جاتے تو آپ ﷺ تمام لوگوں سے تیز چلتے اس رفتار میں کوئی تھکاوٹ یا اکتاہٹ نہ ہوتی۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔صحابہ کرام آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے۔آپ

کو صاف فرماتے اور فرماتے اکثر برکت کھانے کے آخر میں ہوتی ہے۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو رومال سے اس وقت تک صاف نہ فرماتے جب تک انہیں ایک ایک کر کے چاٹ نہ لیتے۔ آپ ﷺ فرماتے معلوم نہیں کس انگلی میں برکت ہو۔ جب آپ ﷺ گوشت اور روٹی تناول فرماتے تو ہاتھوں کو ضرور دھوتے۔ پھر بقیہ پانی سے اپنے چہرے پر مسح کر لیتے۔ جب پانی نوش فرماتے تو اس برتن میں سانس نہ لیتے بلکہ سانس لیتے وقت برتن اپنے منہ سے ہٹا لیتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کو ایک برتن پیش کیا گیا اس میں دودھ اور شہد تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے تناول فرمانے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک برتن میں دو مشروب کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن میں اسے حرام بھی نہیں کرتا۔ لیکن میں سامان دنیا پر اور اس کو جمع کرنے اور گننے پر فخر کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا ہی پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

نبی محترم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں کنواری دوشیزہ سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ آپ ﷺ نے نہ تو کبھی کھانے کا مطالبہ کیا اور نہ ہی اس کی خواہش کی۔ اگر اہل خانہ کھانا پیش کر دیتے تو خود بھی تناول فرما لیتے اور اپنے ساتھ دیگر افراد کو بھی شریک کرتے۔ اہل خانہ جو کچھ پیش کرتے اسے قبول فرما لیتے۔ خواہ وہ قلیل ہوتا یا کثیر، آپ ﷺ بذات خود اٹھ کر کھانے پینے کی اشیاء لینے کے عادی نہ تھے۔ آپ ﷺ جب عمامہ شریف باندھتے تو دونوں پلوؤں کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بعض اوقات آپ ﷺ عمامہ شریف کے پلو نہیں لٹکاتے تھے۔ لیکن جمہور علماء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمیشہ عمامہ شریف کے پلو نکالتے تھے۔ آپ ﷺ کی آستین ہتھیلی اور کہنی کے درمیان تک ہوتی تھی۔ نبی محترم ﷺ نے دوران سفر قباء، فرجیہ اور تنگ آستینوں والا جبہ زیب تن فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک چادر مبارک تھی۔ جس کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ اور ایک بالشت تھی۔ آپ ﷺ کا تہہ بند شریف چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبا اور دو ہاتھ اور ایک بالشت چوڑا تھا۔ آپ ﷺ ایسی چادریں بھی پہنتے تھے۔ جن میں سبز اور سرخ دھاریاں ہوتیں۔ لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خالص سرخ لباس پہننے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پاجامہ بھی تھا۔ آپ ﷺ نعلین بھی پہنتے لوگ انہیں ''تاسومہ'' کے نام سے تعبیر کرتے۔ آپ ﷺ کے پاس سبز رنگ کی دو چادریں تھیں۔ آپ ﷺ ان میں نماز جمعہ اور نماز عیدین ادا فرماتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ نبی محترم ﷺ نے خالص سبز رنگ کی چادر کبھی استعمال نہ کی۔ جمعہ کے دن آپ ﷺ اکثر سفید لباس زیب تن فرماتے۔ حضور ﷺ انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اور اس کا نگینہ ہتھیلی مبارک کی طرف رکھتے تھے۔ نبی محترم ﷺ کبھی چادر مبارک اوڑھ لیتے۔ کبھی اسے ترک کر دیتے۔ آج لوگ اس چادو کو طیلسان کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام اکثر روئی کا لباس پہنتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس روئی کا بنا ہوا ایک موٹا سا عمامہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک دفعہ اون کی بنی ہوئی چادر استعمال فرمائی، لیکن اس میں بھیڑ کی بو پا کر اسے ترک فرما دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو اس وقت آپ ﷺ کے لیے ایک چادر جولاہے کے پاس بنی جا رہی تھی۔ آپ ﷺ بھونی ہوئی کلیجی کھا لیتے تھے۔ آپ ﷺ کام کاج میں اپنے اہل بیت کا

دہرا کر کے نیچے بچھا لیتے اور خود اس کے اوپر تشریف فرما ہو جاتے۔ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو چار تہوں میں لپیٹ کر نبی محترم ﷺ کے نیچے بچھایا۔آپ ﷺ بڑی پرسکون نیند سوئے۔آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دو تہوں میں کر دو قریب تھا کہ اس کی نرمی مجھے شب بیداری سے روک دیتی۔آپ ﷺ اکثر چٹائی پر آرام فرماتے۔اس کے اوپر کوئی چیز بچھاتے۔آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا۔جس سے آپ ﷺ پانی نوش فرماتے اور اسی سے وضو کرتے۔لوگ اپنے نابالغ بچے بارگاہ رسالت میں بھیجتے۔وہ آپ ﷺ کے کاشانۂ اقدس میں داخل ہو جاتے۔آپ ﷺ انہیں منع نہ فرماتے۔ وہ بچے جب اس پیالے میں کچھ پانی پاتے تو اس سے پی بھی لیتے اور اس سے اپنے چہروں اور جسموں پر مسح بھی کرتے۔اس طرح وہ برکتیں لوٹتے۔آپ ﷺ صبح کی نماز ادا فرما کر اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے۔مدینہ طیبہ کے خدام آپ ﷺ کے پاس اپنے برتن لے کر آتے اور حضور ﷺ سے عرض کرتے کہ وہ اپنا دست اقدس اس میں رکھیں۔آپ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈال دیتے۔بعض اوقات وہ سخت سردی میں صبح کے وقت ٹھنڈا پانی لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے۔آپ ﷺ ان کی دلجوئی کے لیے اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈال دیتے۔جب تاجدار مدینہ ﷺ اپنا لعاب مبارک پھینکنے کا ارادہ فرماتے تو صحابہ کرام لعاب دہن کو حاصل کرنے کے لیے جلدی کرتے وہ آپ ﷺ کا لعاب مبارک زمین پر نہ پڑنے دیتے۔پھر حصول برکت کے لیے اپنے چہروں اور اجسام پر مل لیتے۔انہیں یقین تھا کہ بروز حشر اس لعاب مبارک کی برکت سے آتش جہنم ان کے قریب نہیں آئے گی۔صحابہ کرام حضور ﷺ کے وضو کے استعمال شدہ پانی کے لیے بہت کوشش کرتے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں صحابہ کرام بالکل آہستگی سے گفتگو کرتے تھے۔آپ ﷺ کی ہیبت اور وقار کی وجہ سے ان کا سر ہمیشہ جھکا رہتا تھا۔آپ ﷺ کو جو تنگ کرتا۔آپ ﷺ اسے معاف فرما دیتے۔آپ ﷺ فضول گفتگو نہ فرماتے۔نہ ہی کسی کی غیبت فرماتے نہ ہی کسی مصیبت میں دشنام طرازی کرتے۔جب کوئی انتہائی تنگ کرتا پھر بھی صبر و تحمل کرتے اور اس سے اس جیسا سلوک نہ کرتے۔بعض اوقات آپ ﷺ فرماتے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔انہیں اس سے بھی زیادہ ستایا گیا۔لیکن انہوں نے صبر کیا۔اپنے صحابہ کرام کی برائی سننا آپ ﷺ کو سخت ناپسند تھا۔آپ ﷺ فرماتے مجھے اپنے صحابہ کے متعلق اچھی خبریں سنایا کرو۔میں ایک انسان ہوں۔مجھے اسی طرح غصہ آتا ہے جس طرح انسانوں کو غصہ آتا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ میں صاف سینہ لے کر تمہارے پاس آؤں۔ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کے درمیان مال غنیمت تقسیم فرمایا۔اس کے بعد ایک شخص نے کہا یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی رضا کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ کسی نہ کسی طرح یہ بات حضور ﷺ تک پہنچ گئی۔آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس میرے صحابہ کے متعلق اچھی خبر لے کر آیا کرو۔آپ ﷺ اگر کسی کی کوئی نازیبا حرکت دیکھتے تو فوراً اسے منع نہ فرماتے بلکہ توقف فرماتے اور حالات کا جائزہ لیتے۔اگر غلطی کرنے والا جاہل ہوتا تو اسے نرمی سے اور شفقت سے سمجھاتے۔جیسا کہ ایک اعرابی نے مسجد نبوی ﷺ میں پیشاب کر دیا۔صحابہ کرام نے اسے برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا۔لیکن آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔تمہیں مشکلات پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔جب اعرابی پیشاب کرنے سے

ﷺ فرماتے میرے پیچھے فرشتوں کے لیے جگہ چھوڑ دو۔ حالت سفر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آگے بھیج دیتے اور خود ان سے پیچھے رہتے تاکہ آپ ﷺ پیچھے رہ جانے والے لوگوں، ان کے سامان اور ان کے حالات کی خبر گیری کرسکیں۔

آپ ﷺ کا تہہ بند مبارک آپ ﷺ کے ٹخنوں سے اوپر ہوتا تھا۔ جب تہبند لمبا ہوتا تو اسے درمیان سے باندھ لیتے۔ آپ ﷺ کا تہبند اکثر چھوٹا ہی ہوتا تھا۔ اس لیے اس کو سمیٹ کر اوپر کرنے کی نوبت نہ آتی۔ قمیص مبارک تہبند کے ساتھ متصل ہوتی۔ بعض اوقات انہیں سی کر ملا دیا جاتا اور بعض اوقات انہیں بکسوئے یا کانٹے کے ساتھ ٹانک دیا جاتا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک رداء مبارک تھی۔ جس کو زعفران سے رنگ دیا گیا تھا۔ صحابہ کرام کو اکثر اسی میں نماز پڑھاتے اور خود بھی اسی میں ہی نماز ادا فرماتے۔ کبھی کالی چادر اوڑھ لیتے اور کبھی دھاری دار چادر زیب تن فرماتے۔ بعض اوقات ایسی چادر اوڑھ لیتے جس پر کئی پیوند لگے ہوتے۔ آپ ﷺ فرماتے میں اللہ کا بندہ ہوں اور بندوں کی طرح لباس پہنتا ہوں۔ آپ ﷺ کے لیے جمعۃ المبارک کے لیے دو مخصوص کپڑے تھے۔ کبھی ایک تہبند ہی زیب تن فرما لیتے اس کے اوپر کوئی کپڑا نہ ہوتا۔ اس کے دونوں کونوں کو اپنے شانۂ اقدس کے پیچھے سے باندھ لیتے۔ بعض اوقات اسی کپڑے میں لوگوں کا نماز جنازہ ادا فرماتے اور اسی میں گھر میں نماز ادا فرما لیتے۔ اگر وہ چادر طویل ہوتی تو اسے رات کو اپنے اوپر اوڑھ لیتے۔ بعض اوقات ایک تہبند باندھ کر رات کو نماز ادا فرماتے اور اس کا کچھ حصہ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے اوپر ڈال دیتے۔ اس حالت میں آپ ﷺ رکوع یا سجدہ کرنے کے لیے زیادہ حرکت نہ کرتے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ کالی چادر تھی۔ اس کے علاوہ کوئی اور چادر نہ تھی ایک شخص نے آپ ﷺ سے وہ چادر مانگ لی۔ آپ ﷺ نے انکار نہ کیا اور وہ چادر اسے عطا فرما دی۔

آپ ﷺ کے پاس ایک اور چادر بھی تھی۔ جسے زعفران میں رنگا گیا تھا۔ آپ ﷺ اسے لے کر ازواج مطہرات کے پاس جاتے اور رات کے وقت ان پر اوڑھ دیتے پانی چھڑکنے سے اس سے خوشبو آنے لگتی۔

آپ ﷺ اسی چادر میں اپنی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محو استراحت ہو جاتے۔ آپ ﷺ کی مبارک انگوٹھی کے ساتھ ایک دھاگا بندھا ہوتا تھا۔ جس سے آپ ﷺ کو مختلف اشیاء یاد آ جاتی تھیں۔ آپ ﷺ اپنی انگوٹھی سے خطوط پر مہریں لگاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے خط پر مہر لگانا تہمت سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ عمامے کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے۔ بعض اوقات عمامہ کے بغیر ہی ٹوپی پہن لیتے تھے اور بعض اوقات اپنے سر سے ٹوپی اتار دیتے۔ بعض اوقات ٹوپی کو اپنے لیے بطور سترہ استعمال فرماتے۔ یہ ٹوپی عموماً اون کی ہوتی تھی اور کبھی سوت کی ٹوپی بھی استعمال فرماتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ٹوپی دو تہائی ہاتھ ہوتی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ اس کو بطور سترہ استعمال فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کے پاس ایک عمامہ شریف تھا۔ اس کا نام سحاب تھا۔ آپ ﷺ نے وہ عمامہ مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس عمامہ کو پہن کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے۔ حضور ﷺ صحابہ کرام سے فرماتے، علی تمہارے پاس سحاب میں آئے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس چمڑے کا ایک بستر مبارک تھا۔ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک جبہ مبارک تھا۔ آپ ﷺ جہاں جاتے اسے اپنے ساتھ لے جاتے اس کو

ہیں۔ ان پر بدبختی اور شقاوت غالب آ چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سعادت نصیب نہیں فرمائی کہ وہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے دین "حق مبین" پر ہمارا خاتمہ فرمائے اور ہم کو قیامت کے دن حزب مصطفیٰ ﷺ میں سے اٹھائے۔ (آمین)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ صَلَاةً وَّسَلَامًا دَائِمَيْنِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے نرم لہجہ سے گفتگو فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''مساجد کو اس لیے بنایا گیا ہے تا کہ ان میں نماز ادا کی جائے۔ یہ پیشاب کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ آپ ﷺ گدھے پر کپڑا ڈال کر سواری فرماتے۔ آپ ﷺ جب بچوں کے پاس سے گذرتے تو انہیں سلام کرتے اور ان سے مزاح فرماتے۔ ایک دفعہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میری بھائی! پر سکون ہو جا، میں نہ تو کوئی بادشاہ ہوں اور نہ ہی ظالم ہوں۔ میں تو ایک قریشی خاتون کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کے ٹکڑے کھایا کرتی تھیں۔

آپ ﷺ کی تواضع کا عالم یہ تھا کہ جو بھی صحابہ کرام میں سے آپ ﷺ کو بلاتا آپ ﷺ جواب میں ''لبیک'' میں حاضر ہوں کہتے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ اسی کیفیت میں رہتے جس طرح وہ چاہتے اور پسند کرتے۔ اگر وہ آخرت کے متعلق گفتگو کر رہے ہوتے تو آپ ﷺ ان کے ساتھ آخرت کے متعلق گفتگو شروع فرما دیتے اور اگر وہ کسی دنیاوی معاملہ، کھانے یا پینے کے متعلق گفتگو کر رہے ہوتے تو آپ ﷺ بھی ان کی اسی گفتگو میں شمولیت اختیار فرماتے اس سے نبی محترم ﷺ کی رحمت اور شفقت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ انتہائی متحمل مزاج اور نرم خو تھے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو ڈانٹتے نہیں تھے۔ البتہ اگر وہ کسی حرام یا مکروہ کام میں مشغول ہونے لگتے تو آپ ﷺ انہیں جھڑکتے۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان سے سبقت لے جاتے تھے۔ اگر آپ ﷺ محسوس فرماتے کہ وہ ناراض ہو رہی ہیں تو آپ ﷺ سست رفتار ہو جاتے۔ حتی کہ وہ آپ ﷺ سے آگے نکل جاتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی محترم ﷺ ظاہری حیات طیبہ کے آخری ایام میں رات کو بہت زیادہ نوافل ادا فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ تھک جاتے تو آپ ﷺ بیٹھ جاتے اور بیٹھ کر قرآن پاک پڑھتے پھر رکوع فرماتے۔ آپ ﷺ رات کے نوافل کا آغاز دو ہلکی سے رکعتوں سے فرماتے۔ اس کے بعد طویل رکعتیں ادا فرماتے۔ ان میں بہت زیادہ توبہ و استغفار کرتے۔ اس توبہ اور استغفار کا مقصد یہ تھا۔ تا کہ آپ ﷺ کی امت کے لیے توبہ اور استغفار کرنا آپ ﷺ کی سنت ہو جائے۔

(امام شعرانی کی عبارت ختم ہوئی)

سابقہ ابواب بالخصوص باب البشارات میں نبی محترم ﷺ کے اوصاف جمیلہ اور اخلاق عالیہ کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ جن سے کم از کم نبی محترم ﷺ کی نبوت کی صحت کا یقین ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اتنے اوصاف نہ تو آپ ﷺ سے پہلے کسی شخص میں جمع ہوئے اور نہ ہی بعد میں جمع ہوں گے۔ اور نہ ہی تا قیامت کسی آدمی میں یہ اوصاف جمع ہو سکیں گے۔ ہر دانش مند مصنف اس بات کا اقرار کرتا ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی قوم سے ہو۔ تمام اقوام کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ ہر زمانے کے عقلاء سے زیادہ عقلمند تھے۔ اس میں دو افراد کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے طفیل ہی علم کو حیات نو نصیب ہوئی۔ جہالت کا خاتمہ ہوا جہاں کو ہدایت ملی نوع انسانی کو عظیم بھلائی ملی۔ آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس سلسلہ میں اہل باطل اور ان گمراہ لوگوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ جو راہ حق سے بھٹک چکے

داخل ہونے لگے اور کئی قبائل نے اسلام قبول کیا۔ جب حضور ﷺ نے اسلام کی یہ پذیرائی مشاہدہ فرمائی، تو آپ ﷺ کو یقین ہو گیا کہ اب وصال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی از حد مسرت ہوئی یہ سورۃ مبارکہ نزول کے اعتبار سے آخری سورتوں میں سے ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر ہے۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب سورۃ النصر نازل ہوئی تو اس میں حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر پنہاں تھی۔ آپ ﷺ سے کہا گیا آپ صلی اللہ علیک وسلم کے وصال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ اپنے رب سے زیادہ سے زیادہ استغفار کیجئے۔

امام مسلم اور امام بخاری نے بھی اسی مفہوم کی ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت مقاتل نے سورۃ النصر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سورۃ کے نزول کے اسی دن بعد تک سرور دو عالم ﷺ (حیات ظاہری کے ساتھ) زندہ رہے۔ ہارون بن ابی وکیع نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب یہ آیت اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ: ۳) ”آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین“۔ نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے دین میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ حتی کہ یہ مکمل ہو گیا۔ اب کمال کے بعد زوال اور نقصان ہی ہوتا ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ حجۃ الوداع سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ ایک دن آپ نے سر مبارک میں درد محسوس فرمایا اور اپنے جسد اطہر میں کمزوری محسوس فرمائی گویا کہ آپ ﷺ پر سفر کے اثرات تھے۔ پھر یہ کیفیت زائل ہو گی۔ پھر ۱۱ ہجری صفر کے مہینہ میں دوبارہ مرض لاحق ہو گیا۔

ابو محمد المعتمر بن سلیمان نے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ ماہ صفر کی بائیس تاریخ کو بیمار ہوئے۔ درد کا آغاز ”ولیدہ“ کے ہاں ہوا۔ جن کو ریحانہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اور وہ یہودیوں کے قیدیوں میں سے تھی۔ آپ ﷺ ہفتہ کے دن بیمار ہوئے اور اسی رات کو جنت البقیع کی طرف تشریف لے گئے اور اہل قبور کے لیے بخشش کی دعا فرمائی۔

سیف بن عمر نے ”الفتوح“ میں حضرت ابو مویہبہ خادم رسول سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آدھی رات کے وقت رسول کریم ﷺ نے مجھے بلا بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو مویہبہ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اہل بقیع کے لیے استغفار کروں۔ میرے ساتھ قبرستان تک چلو۔ میں حضور ﷺ کی معیت میں ہو گیا۔ جب آپ ﷺ بقیع کے قبرستان پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ! مبارک ہوں تمہیں وہ نعمتیں جن میں تم صبح کرتے ہو۔ وہ نعمتیں ان نعمتوں سے کتنی اچھی ہیں جن میں اس دنیا کے لوگ صبح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتنے عظیم فتنوں سے نجات دی ہے۔ لوگوں پر یہ فتنے تاریک رات کی طرح آئیں گے۔ وہ فتنے یکے بعد دیگرے ہوں گے۔ دوسرا فتنہ پہلے سے شدید تر ہو گا۔ پھر آپ ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے ابو مویہبہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں عطا کی

چوتھی قسم

اس قسم میں وہ معجزات بیان کیے جائیں گے جو حضور ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے یہ معجزات بھی حضور ﷺ کی نبوت کی صحت اور رسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں

یہ قسم تین ابواب پر مشتمل ہے

پہلا باب

وہ خلاف عادت واقعات جو نبی محترم ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے

میں نبی کریم ﷺ کے وصال، اس کے متعلقہ معجزات اور مناسبات حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی کی کتاب سلوة الکئیب بوفاة الحبیب ﷺ سے اختصار کے ساتھ نقل کر رہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕؔ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (النصر:3-1)

''جب اللہ کی مدد آ پہنچے اور فتح نصیب ہو جائے اور آپ دیکھیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج در فوج تو (اس وقت) اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لئے) اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

فتح سے مراد فتح مکہ اور اس کے قریب تر رونما ہونے والے واقعات ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل یمن ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب اہل یمن کو فتح مکہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا اگر محمد ﷺ رب العالمین کی طرف سے رسول ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح بیت اللہ سے روک دیتا جس طرح اس نے تبع اور اصحاب فیل (ہاتھیوں والوں) کو اس سے روک دیا تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر انہوں نے نبی محترم ﷺ کی رسالت کا یقین کر لیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں گروہ در گروہ

دارمی نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اب بھی اس زہر کا اثر محسوس کرتا ہوں جو مجھے غزوۂ خیبر کے دن دیا گیا تھا۔ ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت کو بھونا اور اس میں زہر ملا کر حضور ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے، مجھے نو بار قسم اٹھا کر یہ کہنا کہ حضور ﷺ شہید ہوئے ایک بار قسم اٹھا کر کہنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی اور شہید بنایا ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں، یعقوب بن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں امام احمد اور الطبرانی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس سات دینار تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھا ہوا تھا۔ جب آپ ﷺ علیل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! یہ دینار حضرت علی کے پاس بھیج دو۔ اس کے بعد آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تیمارداری میں مشغول ہوگئیں۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمان دہرایا اور تین مرتبہ ہی آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف ہو جاتیں۔ پھر انہوں نے وہ دینار حضرت علی کے پاس بھیج دیئے۔ انہوں نے انہیں راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔ پھر پیر کی شب آپ ﷺ کے وصال کی علامات ظاہر ہوئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چراغ ایک عورت کے پاس بھیجا اور کہا اپنے چراغ سے کچھ گھی اس چراغ میں انڈیل دو۔ حضور ﷺ پر وصال کے آثار عیاں ہو چکے ہیں۔

ابن سعد نے طبقات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ پیر کی شب حضور ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہوگیا۔ اس رات تمام مرد اور عورتیں مسجد نبوی شریف میں جمع ہوگئے۔ موذن نے صبح کی اذان دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جماعت کروانا شروع کی۔ جب انہوں نے پہلی تکبیر کہی تو آپ ﷺ نے اپنے کاشانۂ اقدس کا پردہ اٹھایا اور لوگوں کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی ہے۔ سوموار کی صبح کو آپ ﷺ کو کچھ افاقہ ہوا۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر آپ ﷺ کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں تشریف لے گئے اس وقت لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں صبح کی ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور دوسری رکعت کے لیے قیام کر رہے تھے۔ جب صحابہ کرام نے حضور ﷺ کا دیدار کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر انہیں آگے کر دیا۔ حضور ﷺ نیچے بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ انہوں نے اپنی قرآءت کو جاری رکھا۔ جب انہوں نے سورۃ ختم کی تو انہوں نے دو سجدے کیے۔ پھر تشہد بیٹھ گئے

گئی ہیں۔ مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنے پھر جنت میں جانے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے پھر جنت میں جانے میں اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور پھر جنت میں جانے کو پسند کیا ہے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیک وسلم پر نثار ہوں۔ آپ دنیا کے خزانوں کی چابیاں لے لیں، اس میں مداومت اختیار فرمائیں پھر جنت میں تشریف لے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم نہیں اے ابو مویہبہ! میں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اہل بقیع کے لیے استغفار کی اور واپس تشریف لے آئے۔ صبح کے وقت آپ ﷺ کو وہ درد شروع ہو گیا جس میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔

دارمی نے ابن اسحاق سے اور امام احمد نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سرور کائنات ﷺ بیمار ہوئے تو میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر رکھا اور یہ دعا مانگی "اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اَنْتَ الطَّبِيْبُ وَاَنْتَ الشَّافِيْ" اس وقت حضور ﷺ یہ دعا عرض کر رہے تھے: اَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى، اَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔ "اے مولا! مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بارگاہ رسالت میں حاضر تھیں۔ اتنے میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی وہاں حاضر ہوئیں اللہ کی قسم! ان کی چال مبارک حضور ﷺ کی چال مبارک سے بہت مشابہت رکھتی تھی۔ جب حضور ﷺ نے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا۔ پھر انہیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا۔ آپ ﷺ نے ان سے کوئی سرگوشی کی جس کے بعد حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا بڑی شدت سے رونے لگیں۔ جب حضور ﷺ نے ان کے غم و حزن کو ملاحظہ فرمایا تو پھر دوبارہ ان سے سرگوشی فرمائی، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا مسکرانے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے خاتون جنت! رضی اللہ عنکِ میں بھی اس وقت ازواج مطہرات میں موجود تھی۔ لیکن حضور ﷺ نے سرگوشی کے لئے تمہیں منتخب فرمایا پھر بھی آپ رضی اللہ عنکِ گریہ بار ہیں۔ جب حضور ﷺ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول کریم ﷺ نے کیا سرگوشی فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں حضور ﷺ کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتی جب تاجدار مدینہ وصال فرما گئے تو میں نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کہا میں تمہیں اس حق کا واسطہ دلاتی ہوں جو میرا آپ پر ہے کہ آپ مجھے اس سرگوشی کے متعلق بتائیں جو حضور ﷺ نے آپ سے فرمائی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں اب مناسب وقت ہے کہ میں اس راز سے پردہ اٹھاؤں۔ جب آپ ﷺ نے پہلی سرگوشی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل ہر سال مجھ سے ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرے وصال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ پس تقویٰ اختیار کرنا اور اللہ سے ڈرنا۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ جب آپ ﷺ نے میرا رونا ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے مجھ سے دوبارہ سرگوشی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں ہے کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار بنو (یا یہ فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار بنو)

ﷺ اپنے دست اقدس پانی میں داخل فرماتے پھر انہیں اپنے چہرہ انور پر پھیر لیتے۔آپ ﷺ اپنی زبان اقدس سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا ورد فرما رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ موت کے لیے سکرات ہیں۔پھر ہاتھ بلند کر کے عرض کی: ''اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى''حتی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور دست اقدس نیچے ڈھل گیا۔ابن اثیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو وصال کے وقت سنا۔آپ ﷺ فرما رہے تھے۔بَلِ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ یا تو آپ ﷺ دنیا میں ہمیشہ رہنا پسند فرمالیں یا اس اجر وثواب کو پسند فرمالیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرمایا ہے آپ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے یہ فرمایا ''اَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى''الرفیق انبیائے کرام علیہم السلام کے اس گروہ کو کہتے ہیں جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں۔اور بعض علماء فرماتے ہیں۔رفیق اعلیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔یہ رفق سے مشتق ہے اور رفیق،رافق کے معنی میں ہے۔یعنی بہت زیادہ مہربان۔

ابن سعد نے طبقات میں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے وصال مبارک میں تین دن رہ گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی اے احمد مجتبیٰ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے اس عزت واحترام کی وجہ سے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جو آپ کے ساتھ خاص ہے۔وہ آپ کے متعلق پوچھتا ہے۔حالانکہ وہ آپ کی حالت سے خوب آگاہ ہے۔یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم آپ کا کیا حال ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل!میں درد والم محسوس کرتا ہوں۔دوسرے دن حضرت جبرائیل دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے احمد مجتبیٰ!صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی عزت وتکریم کی خاطر بھیجا ہے۔وہ آپ کی صحت کے متعلق پوچھ رہا ہے۔اگرچہ وہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔آپ ﷺ کا کیا حال ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل!میں درد وغم محسوس کرتا ہوں۔تیسرے دن پھر حضرت جبرائیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ملک الموت تھے۔ان کے ساتھ ایک اور بھی فرشتہ تھا۔اس کا نام اسماعیل تھا۔ہوا اس کا مسکن تھی۔وہ نہ تو کبھی آسمان کی طرف گیا اور نہ ہی کبھی زمین پر اترا وہ ستر ہزار فرشتوں کا سردار تھا۔ان ستر ہزار میں سے ہر ایک فرشتے کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے۔حضرت جبرائیل سب سے پہلے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے احمد مجتبیٰ! آپ صلی اللہ علیک وسلم کی عزت و توقیر کی خاطر مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے۔اگرچہ وہ آپ کی حالت سے خوب آشنا ہے۔لیکن وہ آپ ﷺ کی صحت کے متعلق پوچھ رہا ہے۔اب آپ ﷺ کی کیا حالت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل میں غم واندوہ محسوس کرتا ہوں۔اس کے بعد ملک الموت نے اجازت طلب کی۔حضرت جبرائیل نے عرض کی اے احمد مجتبیٰ!صلی اللہ علیک وسلم یہ ملک الموت ہیں اور آپ سے اذن باریابی کے خواہاں ہیں۔آپ سے پہلے اور آپ کے بعد اس نے کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی۔آپ ﷺ نے فرمایا''اسے اجازت ہے''ملک الموت حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوا اور حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کناں ہوا۔یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے اور مجھے آپ کا ہر حکم بجالانے کا

جب انہوں نے سلام پھیرا تو حضور ﷺ نے اپنی آخری رکعت مکمل کی۔ پھر آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

خیثمہ بن سلیمان نے اپنی کتاب ''فضائل صحابہ'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائیں۔ پھر حضور ﷺ نے کچھ آرام محسوس فرمایا، آپ ﷺ کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی صفوں میں سے حضور ﷺ کے لیے راستہ بنا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ معمول مبارک تھا کہ وہ نماز کے دوران دائیں بائیں توجہ نہیں فرماتے تھے۔ جب انہوں نے پیچھے سے آواز سنی تو انہوں نے یہی سمجھا کہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے ہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے سوا اور کوئی شخص اس جگہ تک نہیں آ سکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ مصلی امامت سے پیچھے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ مصلی امامت پر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور نماز کی ابتدا فرمائی۔ اب صورت حال یہ تھی کہ حضور ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے۔ جبکہ باقی صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہے تھے۔ جب سرور کائنات ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے گئے اور اہل خانہ کو فتنوں سے ڈرانے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علی ابیہا وعلیہا وسلم۔ اے صفیہ! (رسول مکرم ﷺ کی پھوپھی) بارگاہ ایزدی میں نیک اعمال بھیجو۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں کر سکتا۔ حتی کہ آپ ﷺ کی یہ آواز حجرہ سے نکل کر مسجد میں سنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج آپ کی صحت مبارکہ بہتر ہے اور آج بنت خارجہ کا دن ہے۔ حضور ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلے گئے۔ اسی دن دوپہر کے وقت حضور ﷺ نے وصال فرمایا۔

یہ صحیح روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت سی نوازشیں کیں۔ حضور ﷺ نے میرے حجرہ میں انتقال فرمایا۔ اس دن میری ہی باری تھی۔ وقت وصال آپ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ وصال کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب دہن اور میرے تھوک کو جمع فرمایا۔ میرے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اس وقت میں نے رسول مکرم ﷺ کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ مسواک کی خواہش کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کیا میں آپ ﷺ کو مسواک پیش کروں؟ آپ ﷺ نے اپنے سر اقدس سے اشارہ فرمایا ''ہاں'' میں نے آپ ﷺ کو مسواک پیش کی۔ وہ سخت تھی۔ آپ ﷺ اسے چبا نہ سکے میں نے عرض کی کیا میں اسے نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے سر انور سے اشارہ فرمایا ''ہاں'' میں نے مسواک نرم کر کے آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پیش کی آپ ﷺ نے مسواک فرمائی۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک پانی سے بھرا ہوا برتن پڑا ہوا تھا۔ آپ

ابھی تمہارے پاس آ جائیں گے۔ اگر میں نے کسی کی زبان سے یہ سنا کہ حضور ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو میں تلوار سے اس کی خبر لوں گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس حادثہ فاجعہ پر مبہوت ہو کر رہ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک گوشہ میں خاموش بیٹھ گئے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرح صبر کا مظاہرہ کسی نے نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حوصلہ اور توفیق عطا فرمائی۔ پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن لوگوں نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطاب کیا۔ لوگوں نے ان کی گفتگو بڑے غور سے سنی اور اس کے بعد منتشر ہو گئے۔

امام بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جس نے یہ کہا کہ حضور ﷺ وصال فرما گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا۔ حضور ﷺ پر تو غشی طاری ہے اس وقت حضرت عمرو بن قیس مسجد کے کونے میں اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝

(ال عمران: ۱۴۴)

''اور نہیں محمد ﷺ مگر اللہ کے رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول۔ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم الٹے پاؤں (دین اسلام سے) اور جو پھرتا ہے الٹے پاؤں تو نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی اور جلدی اجر دے گا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو''۔

اس وقت مسجد نبوی لوگوں سے بھر چکی تھی وہ آہ وزاری کر رہے تھے وہ کسی کی کوئی بات نہیں سن رہے تھے۔ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس آئے اور کہنے لگے اے لوگو! کیا تمہارے پاس رسول مکرم ﷺ کے وصال کے متعلق کوئی عہد ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی خبر ہے تو وہ ہمیں بتائے۔ لوگوں نے کہا ہمارے پاس کوئی خبر نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا اے عمر! کیا تمہیں کسی حدیث کا علم ہے۔ انہوں نے کہا نہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! تم میں سے کسی کے پاس بھی حضور ﷺ کے وصال کے متعلق کوئی عہد نہیں ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے موت کو چکھ لیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام سخ سے تشریف لے آئے۔ مسجد کے دروازے کے پاس وہ اپنی سواری سے اترے وہ انتہائی غمگین اور حزین تھے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حجرہ مبارکہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر وہ حضور ﷺ کے کاشانۂ اقدس میں داخل ہوئے۔ اس وقت حضور ﷺ انتقال فرما چکے تھے۔ عورتیں آپ ﷺ کی چارپائی کے اردگرد بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس سے کپڑا ہٹایا اور جھک کر رخ انور کو بوسہ دیا اور روتے ہوئے فرمایا ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات درست نہیں ہے۔

حکم دیا ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو آپ کی روح مبارک کو قبض کرلوں۔ اور اگر آپ مجھے اس کو چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت! اپنا کام مکمل کرو۔ ملک الموت نے عرض کی مجھے آپ کے ہر حکم پر عمل پیرا ہونے کے لیے کہا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ملک الموت! اپنا کام جلدی کرو۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ آج میرا زمین پر آنا آخری بار تھا۔ اس جہاں میں میرا آنا آپ صلی اللہ علیک وسلم ہی کی وجہ سے تھا۔ جس وقت حضور ﷺ نے وصال فرمایا اس وقت صحابہ کرام کسی کی تعزیت کرنے کی آواز تو سنتے تھے لیکن انہیں کوئی وجود نظر نہیں آتا تھا۔ کوئی کہنے والا یوں کہہ رہا تھا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَاءً مِّنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَخَلْفًا مِّنْ کُلِّ ھَالِکٍ وَّدَرَکًا مِّنْ کُلِّ مَا فَاتَ فَبِاللّٰہِ فَثِقُوْا وَاِیَّاہُ فَارْجُوْا اِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ بروز حشر تمہیں پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ (کے نام) میں ہر مصیبت سے اطمینان ہے۔ ہر پیش رو کا جانشیں اور ہر فوت شدہ چیز کا تدارک ہے۔ اللہ کی ذات پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید رکھو۔ مصیبت زدہ تو وہ ہے جسے ثواب سے محروم کر دیا گیا ہو''۔

امام بیہقی نے دلائل میں اسی روایت کو حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔

حضرت جبرائیل کے قول ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا مشتاق ہے'' کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ملاقات کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور آپ کو دنیا سے عقبیٰ کی طرف لے جانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عزت وتوقیر اور قربت میں اضافہ کیا جائے۔

علامہ ابوبکر الآجری نے ''کتاب الشریعہ'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی روایت نقل کی ہے امام بیہقی اور ابن سعد نے طبقات میں اسی روایت کو درج کیا ہے۔ انہوں نے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ تعزیت کرنے والا کون تھا۔ لوگوں نے عرض کی نہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

سیف بن عمر نے ''الفتوح'' میں حضرت کعب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے وصال پر صحابہ کرام بہت زیادہ غمگین ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ کے وصال مبارک کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ انہوں نے کہا اے لوگو! رسول کریم ﷺ کے متعلق ایسی گفتگو کرنے سے رک جاؤ۔ آپ ﷺ نے انتقال نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ملاقات کے لیے بلایا ہے۔ جس طرح اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ملاقات کے لیے بلایا تھا۔ آپ ﷺ

سزا مل جائے گی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین کے ساتھ رسول کریم ﷺ کے حجرۂ مبارکہ میں آئے۔

اس کے بعد حضرت امام بیہقی نے حضور ﷺ کو غسل دینے، کفن دینے اور آپ ﷺ پر نماز جنازہ کے حالات بیان کیے۔

امام واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ جب صحابہ کرام کو وصال نبوی میں تردد ہوا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا اور کہا حضور ﷺ وصال فرما چکے ہیں اور آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان سے ختم نبوت کی مہر اٹھ گئی ہے۔

ابن ماجہ نے ''سنن'' میں ابو بردہ سے روایت کیا ہے کہ جب صحابہ کرام رسول مکرم ﷺ کو غسل دینے لگے تو انہوں نے باہر سے ایک آواز سنی۔ رسول اللہ ﷺ کی قمیص مبارک نہ اتارو۔ حضرت عائشہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایات منقول ہیں۔ امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ کیونکہ یہ امام مسلم، امام بخاری کی شرائط پر ہیں۔

امام واقدی فرماتے ہیں۔ موسیٰ بن محمد نے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کے صحیفہ میں یہ لکھا ہوا پایا ہے۔ جب رسول مکرم ﷺ کو کفن پہنا دیا گیا اور آپ ﷺ کو چارپائی پر رکھ دیا گیا تو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے اور یوں سلام عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ان کے ساتھ کافی تعداد میں مہاجرین اور انصار بھی تھے۔ حتیٰ کہ حجرۂ مبارکہ تنگ ہو گیا۔ انہوں نے بھی اسی طرح سلام عرض کیا جس طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سلام عرض کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفیں تو باندھ لی تھیں۔ لیکن امامت کسی نے بھی نہیں کروائی تھی۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پہلی صف میں تھے۔ انہوں نے عرض کی:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ پر سلام اور درود بھیجے۔ اے بار الٰہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس پیغام کو پہنچا دیا ہے جو ان پر نازل کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ خیر خواہی کی اور آپ ﷺ نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور اس کا کلمہ مکمل ہو گیا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لائے۔

اے ہمارے رب! ہم کو ان لوگوں میں سے کر جو اس کلام کی اتباع کریں جو تو نے حبیب لبیب ﷺ پر نازل فرمایا رسول مکرم ﷺ کو اور ہمیں جمع فرما۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ ہمیں اور ہم آپ ﷺ کو پہچان لیں۔ آپ ﷺ مومنین کے لیے رؤف اور رحیم تھے۔ ہم اپنے ایمان کا نہ تو کوئی بدل چاہتے ہیں اور نہ ہی اس کی قیمت کے خواہاں ہیں۔ اس دعا پر تمام لوگ آمین آمین کہتے۔ اس کے بعد وہ لوگ حجرۂ مبارکہ سے باہر نکل جاتے اور دیگر لوگ حاضر ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مردوں، عورت اور بچوں نے نماز جنازہ پڑھ لی۔

ابن سعد نے طبقات میں امام واقدی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ میرے ماں اور باپ حضور ﷺ پر نثار ہوں۔ آپ ﷺ پر اس طرح نماز جنازہ پڑھنا آپ ﷺ کی بلندیٔ مرتبت اور اعلیٰ شان کے لیے تھا اور تاکہ

اللہ کی قسم! حضور ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ آپ نے بارگاہ رسالت میں یوں سلام عرض کیا۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ آپ ﷺ کی زندگی کتنی پاکیزہ تھی اور آپ ﷺ کی وفات کتنی عمدہ ہے۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے رخ زیبا کو ڈھانپ دیا اور جلدی جلدی مسجد کی طرف آئے وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے مسجد کی طرف آئے۔ جب منبر شریف کے پاس پہنچے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر کی ایک طرف کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو بلانے لگے۔ جب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت کے کلمات کہنے کے بعد فرمایا۔

جب سرور کائنات ﷺ تم میں موجود تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے وصال کی خبر دی تھی اور تمہیں بھی تمہارے مرنے کی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ پھر انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ...... الشّٰکِرِیْنَ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ آیت بھی قرآن میں موجود ہے؟ مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ آیت آج سے پہلے اتری ہو۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (الزمر: ۳۰) ''بیشک آپ نے بھی (دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے'' کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ؕ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (القصص: ۸۸)۔ ''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے اسی کی حکمرانی ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا''۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ۝ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ (الرحمٰن: ۲۶-۲۷) ''جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے''۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ؕ (الانبیاء: ۳۵) ''ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے''۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عمر و بقا عطا فرمائی حتی کہ انہوں نے اللہ کے دین کو قائم فرمایا اللہ تعالیٰ کے امر کو غلبہ عطا کیا پیغام الٰہی کی تبلیغ کی اور راہ خدا میں جہاد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا۔ جس کا پروردگار اللہ ہے وہ جان لے کہ اللہ رب العزت ہمیشہ زندہ ہے۔ اسے موت نہیں اور جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی عبادت کرتا تھا یا انہیں اپنا معبود سمجھتا تھا تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ رسول مکرم ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو اپنے رب پر اعتماد کرو۔ بلاشبہ اللہ کا دین قائم ہے۔ اللہ کا کلمہ مکمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ جو اس کی مدد کرتا ہے اور اس کے دین کو غالب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''قرآن پاک'' ہمارے سامنے ہے۔ وہ سراپا نور اور مکمل شفا ہے۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی راہنمائی فرمائی اس میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء اور حلال کردہ اشیاء کا ذکر ہے۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ کون ہمارے ساتھ نبرد آزما ہوتا ہے۔ ہماری شمشیریں بے نیام ہیں۔ ہم نے انہیں ابھی تک اپنے ہاتھ سے نہیں رکھا۔ ہم اس سے جہاد کریں گے جس نے ہماری مخالفت کی۔ ہم اسی طرح جہاد کریں گے جس طرح ہم رسول مکرم ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے تھے۔ ہم سے جو بغاوت کرے گا اس کو اس کی

ہو گئی ہو۔ دلائل النبوۃ میں یہی لکھا ہے۔ لیکن ''سنن'' میں قاسم بن محمد نے ''مسطح'' والی روایت کی صحت بیان کی ہے۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی قبر انور پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پانی چھڑکا انہوں نے قبر انور کی دائیں جانب سے سر اقدس کی طرف سے پانی چھڑکنا شروع کیا۔ حتی کہ وہ پانی چھڑکتے ہوئے پاؤں مبارک تک پہنچ گئے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قبر انور پر پانی چھڑکا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر اطہر پر حاضر ہوئیں۔ انہوں نے قبر انور سے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا وہ گریہ بار تھیں اور یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

مَا ذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ ۔ اَنْ لَّا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

''جس نے حضور ﷺ کی قبر کی مٹی کو سونگھ لیا اگر وہ اس کے علاوہ اور کوئی خوشبو نہ سونگھے تو اس پر کوئی تعجب نہیں۔''

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا ۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا

''مجھ پر اتنے زیادہ مصائب نازل ہوئے کہ اگر وہ مصائب دنوں پر نازل ہوتے تو وہ تکلیف کی وجہ سے راتوں میں تبدیل ہو جاتے''۔

ابوبکر محمد بن الحسین الآجری اپنی کتاب الشریعہ میں لکھتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔ تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور انہوں نے قبر انور پر کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

اَمْسٰی بِخَدِّیْ لِلدُّمُوْعِ رُسُوْمٌ ۔ اَسَفًا عَلَیْکَ فِی الْفُؤَادِ کُلُوْمٌ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم کے فراق اور جدائی میں روتے ہوئے میرے رخساروں پر آنسوؤں کے نشانات پڑ چکے ہیں۔ اور میرے دل پر آپ ﷺ کی جدائی کا گہرا زخم ہے۔''

وَالصَّبْرُ یَحْسُنُ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّهَا ۔ اِلَّا عَلَیْکَ فَاِنَّهٗ مَذْمُوْمٌ

''مصیبت کے تمام مقامات پر صبر کرنا عمدہ ہے۔ سوائے آپ صلی اللہ علیک وسلم پر یہاں صبر کرنا مذموم ہے۔''

لَا عَتَبَ حُزْنِیْ عَلَیْکَ لَوْ اَنَّهٗ ۔ کَانَ الْبُکَاءُ لِمُقْلَتِیْ یَدُوْمُ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم کے فراق میں میرا جو غم ہے اس پر کوئی عتاب نہیں ہے۔ کاش! میری آنکھیں ہمیشہ اشکبار رہیں''۔

نبی محترم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا حتی کہ آپ ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد وہ بھی اس جہان فانی کو الوداع کہہ گئیں۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ کو دفنایا جا رہا تھا تو اس وقت ایک اعرابی نے یہ اشعار پڑھے:

هَلَّا دَفَنْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ سَفَطٍ ۔ مِنَ الْاَلُوَّةِ اَحْوٰی مُلَبَّسًا ذَهَبَا

لوگ امامت میں ایک دوسرے سے مقابلہ نہ کریں۔ امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں اسے روایت کیا ہے۔ بعض روایات کے مطابق حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری لمحات میں یہ وصیت فرمائی تھی۔ اس لیے ہر کوئی چاہتا تھا کہ وہ حضور ﷺ پر یہ مخصوص درود خود پڑھے کسی کی اتباع نہ کرے۔ تاکہ اسے زیادہ سے زیادہ برکات وفیوض حاصل ہوں۔

اسد بن موسیٰ نے حضرت غفرہ کے خادم حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کو دفن کرنے کے لیے باہم مشاورت کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا ہم رسول مکرم ﷺ کو اس جگہ دفن کریں گے جہاں آپ ﷺ نماز ادا فرماتے تھے۔ یہ رائے سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی پناہ! ہم رسول مکرم ﷺ کو ایسا بت نہیں بنانا چاہتے جس کی پرستش کی جائے۔ دوسرے شخص نے رائے دی ہم رسول مکرم ﷺ کو جنت البقیع میں دفن کرتے ہیں۔ جہاں آپ ﷺ کے مہاجر بھائی دفن ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم بقیع میں حضور ﷺ کی قبر انور بنانا پسند نہیں کرتے۔ تاکہ لوگوں سے پناہ حاصل کرنے والا آپ ﷺ کی پناہ نہ لے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اللہ کا حق رسول مکرم ﷺ سے فائق ہے۔ اگر ہم اس کا اجراء کریں گے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کردیں گے۔

صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا پھر اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس جگہ اللہ کے نبی کی روح قبض ہوتی ہے اسی جگہ اس کو دفنایا جاتا ہے۔ تمام صحابہ کرام نے کہا اللہ کی قسم! ہمیں آپ رضی اللہ عنک کی رائے سے اتفاق ہے۔ پھر صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی چارپائی کے اردگرد ایک خط کھینچا۔ حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی چارپائی کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیا اور صحابہ کرام قبر انور کی کھدائی میں مشغول ہوگئے۔

ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے فرمایا ہے کہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام حضور ﷺ کی قبر انور میں اترے۔

(۱) حضرت علی بن ابی طالب

(۲) حضرت فضل بن عباس

(۳) حضرت قثم بن عباس

(۴) حضرت شقران جو حضور ﷺ کے غلام تھے۔

امام بیہقی نے ''السنن'' میں ابو بردہ سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کو قبلہ کی طرف سے قبر انور میں داخل کیا گیا۔ آپ ﷺ کی قبر انور کو بطرز لحد بنایا گیا اور اس کے اوپر اینٹیں نصب کی گئیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی کہ آپ ﷺ کی لحد مبارک پر اینٹیں لگائی گئیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ اینٹیں تعداد میں نو تھیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر انور کو ایک بالشت بلند رکھا گیا۔ ابوبکر بن عیاش، سفیان التمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے قبر انور کی زیارت کی وہ کوہان نما تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی قبر انور ''مسطح'' بنائی گئی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی قبر انور پہلے تو کوہان نما ہو اور پھر کنکریوں کی وجہ سے مسطح

خاموش رہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ یہ ہے کہ آسمان سے مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ میں تمہیں حلال اور حرام اشیاء کے متعلق بتاتا ہوں اور مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ سے مراد یہ ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات کو میری بارگاہ میں پیش کیے جائیں گے۔ اگر وہ اعمال اچھے ہوں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور اگر وہ اعمال اچھے نہ ہوئے تو میں تمہارے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔

ابوبکر بن ابی عاصم نے اپنی کتاب ''الصلوٰۃ علی النبی'' میں ابن حمیرہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جو مجھے رسول مکرم ﷺ نے سنائی تھی۔ سرور کائنات ﷺ نے مجھے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ وہ قیامت تک میری قبر انور پر کھڑا رہے گا۔ جب میرا کوئی امتی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ فرشتہ کہے گا احمد مجتبیٰ! صلی اللہ علیک وسلم فلاں بن فلاں نے آپ صلی اللہ علیک وسلم پر سلام عرض کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود و سلام پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ اگر اس نے درود شریف میں اضافہ کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت میں اضافہ فرمائے گا۔ اس حدیث کو رویانی، البزار، الطبرانی، ابوشیخ نے ثواب الاعمال میں اور امام بخاری نے تاریخ میں روایت کیا ہے۔

الطبرانی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان '' اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب:۵۶)'' کے متعلق آپ ﷺ کی کیا رائے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک سرمکتوم تھا۔ اگر تم مجھ سے اس کے متعلق سوال نہ کرتے تو میں تمہیں کبھی نہ بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو فرشتے لگا دیئے ہیں۔ جب بھی کوئی شخص میرا تذکرہ کرتا ہے اور مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتے اسی وقت اس کے لیے دعا کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ تیری بخشش فرمائے'' اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔

ابوالشیخ الاصبہانی نے ''ثواب اعمال'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص میری قبر انور کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور اگر کوئی شخص دور سے مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو ملائکہ مجھے بتا دیتے ہیں۔

الطبرانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ جمعہ یوم مشہود ہے۔ یعنی اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ میرا جو امتی بھی درود شریف پڑھتا ہے۔ اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کو علم ہو جایا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی مجھ پر جو آدمی درود شریف پڑھے گا۔ میں اس کے متعلق جان لوں گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمایا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے اجسام کو کھائے

''تم نے رسول کریم ﷺ کو لکڑی کے بنے ہوئے ایسے تابوت میں داخل کیوں نہیں کیا جو سرخی مائل ہو اور جس پر سونا چڑھایا گیا ہو۔''

اَوْ فِیْ سَحِیْقٍ مِنَ الْمِسْکِ الذَّکِیِّ وَلَمْ   تَرْضَوْا لِجَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَتْرَبَا

''یا پھر نبی کریم ﷺ کو باریک پسی ہوئی پاکیزہ کستوری میں دفن کیوں نہ کیا۔ کیا تم نے یہ برداشت کرلیا کہ حضور ﷺ کا پہلو مٹی کے ساتھ لگے۔''

خَیْرُ الْبَرِیَّةِ اَتْقَاهَا وَاَکْرَمَهَا   عِنْدَ الْاِلٰهِ اِذَا مَا یُنْسَبُوْنَ اَبَا

''آپ ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ متقی اور معزز ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محترم ہیں۔ جب لوگوں کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا جائے''۔

یہ اشعار سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا مجھے امید ہے کہ تیرے اس ہدیۂ عقیدت کی وجہ سے تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ لیکن اس طرح دفن کرنا ہمارا طریقہ ہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں سے حضور ﷺ نے وصال فرمایا۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام بخاری وغیرہ نے اسے ہی صحیح قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا وصال ربیع الاول میں ہوا۔ گیارہ ہجری بروز سوموار دوپہر کے وقت آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا انتقال دوپہر سے پہلے ہوا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہوا۔ حضرات عروہ بن زبیر، طاؤس اور امام واقدی رحمۃ اللہ علیہم سے بھی یہی روایت ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔

ابوحسان بن عثمان فرماتے ہیں کہ یہ قول تمام اقوال سے صحیح ہے اور ابن جوزی، ابن صلاح، امام نووی اور ذہبی نے اسی کو صحیح کہا ہے۔

قاضی اسماعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب ''فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ'' میں منبہ بن وہب کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہر روز بوقت فجر ستر ہزار فرشتے روضہ مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے نورانی پروں سے روضہ اطہر کو ڈھانپ لیتے ہیں اور شام تک آپ ﷺ پر صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں۔ شام کے وقت یہ فرشتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی جگہ اور ستر ہزار آجاتے ہیں وہ قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور ساری رات بارگاہ مصطفویہ میں سلام عرض کرتے رہتے ہیں۔

ستر ہزار صبح کے وقت اور ستر ہزار شام کے وقت حاضر خدمت ہوتے ہیں حتیٰ کہ جب آپ ﷺ کے لیے زمین شق ہوگی۔ اس وقت بھی آپ ﷺ کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ ہوں گے۔

ابن المبارک نے ''زہد'' میں اور ابونعیم نے ''حلیہ'' میں اسے روایت کو نقل کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ وَفَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ ''میری زندگی بھی تمہارے لیے ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔'' یہ سن کر تمام صحابہ

فَلَیْتَ الْمَمَاتُ لَنَا کُلِّنَا وَکُنَّا جَمِیْعًا مَعَ الْمُھْتَدِیْ

"ہائے کاش! ہم سب کے سب اس وقت ہی اس جہاں کو خیر آباد کہہ دیتے اور ہم سب نبی مکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے"۔

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گلہائے عقیدت

اَرِقْتُ وَبَاتَ لَیْلِیْ لَا یَزُوْلُ وَلَیْلُ اَخِی الْمُصِیْبَۃِ فِیْہِ طُوْلُ

"میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی۔ میری رات ختم ہونے میں نہیں آ رہی مصیبت زدہ شخص کی رات طویل ہوتی ہے۔"

اَسْعَدَنِی الْبُکَاءُ وَذَاکَ فِیْمَا اُصِیْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِہٖ قَلِیْلُ

"اگرچہ میں نے کثرت سے گریہ زاری کی ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمانوں کو پہنچنے والی تکلیف کے مقابلہ میں کم ہے۔"

فَقَدْ عَظُمَتْ مُصِیْبَتُنَا وَ جَلَّتْ عَشِیَّۃَ قِیْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ

"جب یہ کہا گیا کہ سرور کائنات ﷺ وصال فرما گئے ہیں۔ اس رات ہماری مصیبت بہت بڑی اور فزوں تر ہو گئی۔"

فَقَدْنَا الْوَحْیَ وَالتَّنْزِیْلَ فِیْنَا یَرُوْحُ بِہٖ وَیَغْدُوْ جِبْرِیْلُ

"وحی آنے اور قرآن اترنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ وہ وحی جس کو لے کر جبرائیل صبح و شام بارگاہ رسالت میں آتے تھے۔"

فَظَلَّ النَّاسُ مُنْقَطِعِیْنَ فِیْھَا کَاَنَّ النَّاسَ لَیْسَ لَھُمْ حَوِیْلُ

"لوگ آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے منقطع ہو گئے ایسا لگتا تھا کہ ان کا کوئی نگہبان نہیں رہا۔"

کَاَنَّ النَّاسَ اِذْ فَقَدُوْہُ عُمْیٌ اَضَرَّ بِلُبِّ حَازِمِھِمْ عَلِیْلُ

"جب لوگوں نے آپ کو نہ پایا تو وہ گویا کہ نابینے ہو گئے ایسے لگتا تھا کہ ان کے دور اندیش کی عقل کو بیماری نے آلیا ہے۔"

وَحَقٌّ لِتِلْکَ مَرْزِئَۃٌ عَلَیْنَا وَحَقٌّ لَھَا تَطِیْرُ لَھَا الْعُقُوْلُ

"اس مصیبت کا ہم پر آ جانا بھی حق ہے اور اس کی وجہ سے ہماری عقلوں کو زائل ہو جانا بھی حق ہے۔"

وَلَقَبُحَ اَرْضُنَا مِمَّا عَرَاھَا تَکَادُ بِنَا جَوَانِبُھَا تَمِیْلُ

"اور اس تکلیف کی وجہ سے جو زمین پر پہنچی ہے قریب ہے کہ زمین کے اطراف بھی ہمارے ساتھ لرزاں ہوں۔"

وَذَاکَ اَحَقُّ مَا سَالَتْ عَلَیْہِ نُفُوْسُ النَّاسِ اَوْکَرَبَتْ تَسِیْلُ

"اور یہ ہی حق ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے لوگوں کی روحیں پرواز کر گئی ہوں یا قریب ہے کہ وہ پرواز کر جائیں۔"

اَصَبْنَا بِالنَّبِیِّ وَقَدْ رُزِئْنَا مُصِیْبَتُنَا فَمَحْمَلُھَا ثَقِیْلُ

"نبی مکرم ﷺ کے وصال کی وجہ سے ہم پر مصائب کا ایسا کوہ گراں گرا جس کا اٹھانا مشکل ہے۔"

نَبِیٌّ کَانَ یَجْلُو الشَّکَّ عَنَّا بِمَا یُوْحٰی اِلَیْہِ وَمَا یَقُوْلُ

"وہ ایسے عظیم الشان نبی ﷺ تھے جو وحی خدا اور اپنے فرامین سے ہم سے شک کے اندھیرے دور فرماتے تھے۔"

امام احمد وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو ہمہ وقت رواں دواں رہتے ہیں۔ وہ مجھ تک میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن سحیم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم لوگ روضۂ انور پر حاضری دیتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیک وسلم ان کے سلام کو سمجھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایاہاں میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

روضۂ انور کے خصائص

دار قطنی نے سنن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ابوعلی بن السکن نے بھی اپنی صحیح میں اس روایت کونقل کیا ہے۔ الطبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیاء مقدسی نے اس کو ''الاحادیث المختارہ'' میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

دار قطنی نے ایک اور سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

میرے علم کے مطابق سب سے پہلے جس ہستی نے قبر انور کی زیارت کی وہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب حضور ﷺ کو دفنا دیا گیا تو وہ قبر انور پر حاضر ہوئیں قبر انور سے مٹھی بھر مٹی لے کر آنکھوں سے لگائی اور وہ اشعار پڑھے جو پہلے گزر چکے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام عقیدت

يَا عَيْنُ بَكِي وَلَا تَسَامِیْ ۔۔۔ وَحَقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ

''اے میری چشم گریاں! تو رو اور رونے میں اکتاہٹ محسوس نہ کر۔ کیونکہ سید دو عالم ﷺ پر رونا ان کا حق ہے۔''

عَلٰى ذِی الْفَضَائِلِ وَالْمُكْرَمَا ۔۔۔ تِ وَ مِحْضَ الْضَرِيْبَةِ وَالْمُحْتَدِ

''اس ہستی پر گریہ بار ہو جو فضیلتوں اور کرامتوں والی ہے۔ جو اصل الذات اور خالص ہیں۔''

عَلٰى خَيْرِ خِنْدَفِ عِنْدَ الْبَلَا ۔۔۔ اَمْسٰی يَغِيْبُ فِی الْمُلْحَدِ

''اے چشم اشک بار! تو خندف کے بہترین شخص پر رولے وہ جو سر شام اپنے روضۂ انور میں چلا گیا۔''

فَصَلّٰى الْمَلِيْكُ وَلِیُّ الْعِبَادِ ۔۔۔ وَرَبُّ الْبِلَادِ عَلٰى اَحْمَدِ

''مالک الملک، لوگوں کا رب اور شہروں کا پروردگار احمد مجتبیٰ ﷺ پر درود وسلام بھیجے۔''

فَكَيْفَ الْاِقَامَةُ بَعْدَ الْحَبِيْبِ ۔۔۔ وَزَيْنِ الْمَحَافِلِ وَالْمَشْهَدِ

''حبیب لبیب محافل کی زینت اور مجالس کی آرائش کے چلے جانے کے بعد زندگی میں کوئی لذت نہیں رہی اب یہاں ٹھہرنا کیسا۔''

جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِیِ اَصْبَحَ ثَاوِیًا   یَا خَیْرَ مَنْ وَطِیَ الْحَصٰی لَا تَبْعُدِ

''میری ان آنکھوں کی اشکباری اس ہدایت یافتہ ہستی کی وجہ سے ہے۔ جو اپنی قبر انور میں آرام فرما ہو گئی ہے۔ اے تمام مخلوق سے بہترین! کاش آپ ﷺ ہم سے دور نہ جاتے۔''

یَا وَیْحَ اَنْصَارَ النَّبِیِّ وَنَسْلِهِمْ   بَعْدَ الْمَغِیْبِ فِیْ سَوَاءِ الْمَسْجِدِ

''حضور ﷺ کے مسجد نبوی کے ساتھ پردہ فرما جانے کے بعد انصار اور ان کی اولاد کی حالت کتنی بری ہو گئی ہے۔''

جَنْبِیْ یَقِیْکَ التُّرْبَ لَهْفِیْ وَلَیْتَنِیْ   غُیِّبْتُ قَبْلَکَ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ

''میرا پہلو آپ ﷺ کو مٹی سے بچائے کاش! میں آپ ﷺ سے پہلے ہی بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن ہو گیا ہوتا۔''

أَ أُقِیْمُ بَعْدَکَ فِی الْمَدِیْنَةِ بَیْنَهُمْ   یَا لَهْفُ نَفْسِیْ لَیْتَنِیْ لَمْ اُوْلَدِ

''کیا میں حضور ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام کے درمیان رہ سکوں گا۔ ہائے اپنے آپ پر افسوس کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا۔''

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ شَهِدْتُّ وَفَاتَهٗ   فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ النَّبِیَّ الْمُهْتَدِیْ

''نبی مکرم ﷺ پر میرے والدین فدا ہوں وہ نبی مہتدی ﷺ جنہوں نے پیر کے دن وصال فرمایا اور میں اس وقت وہاں موجود تھا۔''

وَظَلَلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ مُتَبَلِّدًا   یَا لَیْتَنِیْ صَبَّحْتُ سَمَّ الْاَسْوَدِ

''میں نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد بڑی ناگفتہ بہ حالت میں دن گزارا کاش صبح کے وقت ہی مجھے کالے ناگ کا زہر پلا دیا جاتا۔''

اَوْ حَلَّ اَمْرُ اللّٰهِ فِیْنَا عَاجِلًا   مِنْ یَّوْمِنَا فِیْ رَوْحَةٍ اَوْ مِنْ غَدِ

''یا پھر اللہ کا کوئی امر ہمارے درمیان جلدی جلدی نازل ہوتا۔ یہ امر آج کی صبح یا کل شام کو نازل ہوتا۔''

فَتَقُوْمُ سَاعَتُنَا فَنَلْقٰی طَیِّبًا   مَحْضًا ضَرِیْبَتُهٗ کَرِیْمَ الْمُحْتَدِ

''کاش کہ ہماری قیامت قائم ہو جائے اور ہم طیب و پاکیزہ ہستی سے ملاقات کریں جو پاکیزہ فطرت اور شریف النسل ہے۔''

یَا بِکْرَ اٰمِنَةَ الْمُبَارَکُ بِکْرُهَا   وَلَدَتْهُ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الْاَسْعَدِ

''اے حضرت آمنہ کے مبارک نور نظر! اس خاتون کے لخت جگر جس نے اپنے بچے کو ہزاروں سعادتوں کے ساتھ جنم دیا۔''

نُوْرًا اَضَاءَ عَلَی الْبَرِیَّةِ کُلِّهَا   مَنْ یُّهْدَ لِلنُّوْرِ الْمُبَارَکِ یَهْتَدِیْ

''ایسا مبارک نور جنم دیا جس نے تمام کائنات کو روشن کر دیا جسے اس مبارک نور سے ہدایت دی جاتی ہے ہدایت پا جاتا ہے۔''

وَيَهْدِيْنَا فَلَا نَخْشٰى ضَلَالًا عَلَيْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِيْلُ

''وہ ہمیں راہ ہدایت پر گامزن کرتے تھے۔ اس کے بعد ہمیں کسی گمراہی کا خوف نہ تھا۔ کیونکہ رسول مکرم ﷺ ہمارے راہنما تھے۔''

يُخْبِرُنَا بِظَهْرِ الْغَيْبِ عَمَّا يَكُوْنُ فَلَا يَخُوْنُ وَلَا يَحُوْلُ

''آپ ﷺ ہمیں آئندہ رونما ہونے والی غیب کی خبریں دیتے تھے۔ اس میں آپ ﷺ نہ تو خیانت کرتے اور نہ ہی کوئی تبدیلی کرتے۔''

فَلَمْ نَرَ مِثْلَهٗ فِي النَّاسِ حَيًّا وَلَيْسَ لَهٗ مِنَ الْمَوْتٰى عَدِيْلُ

''نہ تو زندہ لوگوں میں کوئی آپ ﷺ کا مثل ہے اور نہ ہی مردوں میں آپ ﷺ کا کوئی ثانی ہے۔''

أَفَاطِمُ اِنْ جَزِعْتِ فَذَاكَ عُذْرٌ وَاِنْ لَّمْ تَجْزَعِيْ فَهُوَ السَّبِيْلُ

''اے خاتون جنت! سیدۃ نساء العالمین! اگر آپ جزع فزع کریں تو آپ معذور ہیں۔ لیکن اگر آپ دامن صبر کو مضبوطی سے تھامے رکھیں تو صحیح راستہ یہی ہے۔''

فَعُوْذِيْ بِالْعَزَاءِ فَاِنَّ فِيْهِ ثَوَابُ اللّٰهِ وَالْفَضْلُ الْجَزِيْلُ

''آپ رضی اللہ عنک صبر پر ہی عمل پیرا رہیں۔ کیونکہ صبر کرنے میں اللہ تعالیٰ کا ثواب اور اجر عظیم ہے۔''

فَقُوْلِيْ فِيْ اَبِيْكِ وَلَا تُمَلِّيْ وَهَلْ يَجْزِيْ بِفِعْلِ اَبِيْكِ قِيْلُ

''اپنے والد محترم (ﷺ) کی تعریف میں رطب اللسان رہیں اور اس میں اکتاہٹ محسوس نہ کریں کیا کوئی تعریف وثنا آپ کے والد محتشم ﷺ کے کارہائے نمایاں کا بدل ہو سکتی ہے؟''

فَقَبْرُ اَبِيْكِ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ وَفِيْهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

''آپ رضی اللہ عنک کے پدر بزرگوار ﷺ کی قبر انور تمام قبروں کی سردار ہے۔ اس میں لوگوں کے سردار رسول مکرم ﷺ تشریف فرما ہیں۔''

صَلٰوةُ اللّٰهِ مِنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ عَلَيْهِ لَا تَحُوْلُ وَلَا تَزُوْلُ

''ہمیشہ رحم فرمانے والے پروردگار کی طرف سے آپ ﷺ پر درود و سلام ہو۔ ایسا درود و سلام جو مسلسل ہو اور زائل ہونے والا نہ ہو''۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نذرانہ عقیدت

مَا بَالُ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَاَنَّهَا كُحِلَتْ مَآقِيْهَا بِكُحْلِ الْاَرْمَدِ

''اے حسان! تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے وہ بالکل سوتی ہی نہیں ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ان کی پلکوں پر آشوب چشم کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔''

"رسول مکرم ﷺ کی ذات پر میری والدہ محترمہ، خالہ، چچا جان، میرا نفس اور میرا خالو نثار ہو۔"

صَبَرْتَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ صَادِقًا　　وَقَوَّمْتَ صُلْبَ الدِّيْنِ اَبْلَجَ صَافِيًا

"آپ صلی اللہ علیک وسلم نے صبر کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام صحیح صحیح پہنچا دیا۔ دین کی پشت کو کھڑا کر کے اس کو مستحکم کر دیا۔"

فَلَوْ اَنَّ رَبَّ الْعَرْشِ اَبْقَاکَ بَيْنَنَا　　سَعِدْنَا وَلٰکِنَّ اَمْرَهٗ کَانَ مَاضِيًا

"اگر رب العرش آپ صلی اللہ علیک وسلم کو ہمارے درمیان باقی رہنے دیتا تو ہم اور زیادہ سعادت سے بہرہ اندوز ہو جاتے۔ لیکن اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔"

عَلَيْکَ مِنَ اللّٰهِ السَّلَامُ تَحِيَّةٍ　　وَاُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدْلِ رَاضِيًا

"اللہ رب العزت کی طرف سے آپ پر درود و سلام ہو اور آپ جنت کے سدا بہار باغوں میں ہمیشہ خوش و خرم رہیں"۔

(سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبارت اختتام پذیر ہوئی)

مصنف کا بارگاہ رسالت میں ہدیۂ خلوص

ثُمَّ مَاتَ النَّبِیُّ بَلْ اَفَلَتْ شَمْ　　سُ الْهُدٰی وَاسْتَمَرَّتِ الظُّلْمَاءُ

"پھر نبی محترم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ بلکہ آفتاب ہدایت غروب ہو گیا اور مسلسل تاریکی چھا گئی۔"

فَجَمِيْعُ الْاَنَامِ مِنْهُ اِلَی الْحَشْ　　رِ بِلَيْلٍ نُجُوْمُهٗ الْاَوْلِيَاءُ

"سارا جہان حشر تک ایک ظلمت میں ہے۔ اور اس کے ستارے اولیاء ہیں۔"

کَانَتِ الْکَائِنَاتُ تَفْدِيْهِ لَوْ　　يُقْبَلُ مِنْهَا عَنْهُ لَدَيْهِ الْفِدَاءُ

"اگر حضور ﷺ کی طرف سے فدیہ قبول کیا جاتا تو پھر ساری کائنات بطور فدیہ حاضر تھی۔"

خَيَّرُوْهُ فَاخْتَارَ اَعْلٰی رَفِيْقٍ　　لَوْ اَرَادَ الْبَقَاءَ کَانَ الْبَقَاءُ

"انہوں نے آپ ﷺ کو اختیار دیا آپ ﷺ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا اگر آپ زندگی کو پسند فرماتے تو آپ کو باقی رکھا جاتا۔"

وَهُوَ بَاقٍ فِی اللّٰهِ فِیْ کُلِّ حَالٍ　　قَبْلَ مَوْتٍ وَ بَعْدَ مَوْتٍ سَوَاءُ

"آپ ہر حالت میں موت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی درگاہ الوہیت میں برابر حاضر ہیں۔"

لَقِیَ اللّٰهَ دُوْنَ سَبْقِ فِرَاقٍ　　اِنَّمَا اَکَّدَ اللِّقَاءَ لِقَاءُ

"آپ ﷺ نے بغیر کسی جدائی کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی بعد والی ملاقات نے پہلی ملاقات کو مؤکد کر دیا۔"

مَوْتُهٗ نَقْلُهٗ لِاَعْلٰی فَاَعْلٰی　　کُلُّ عُلْيَاءَ فَوْقَهَا عُلْيَاءُ

"آپ ﷺ کا وصال بلند سے بلند تر مقام کی طرف منتقل ہونا ہے۔ کیونکہ ہر بلندی کے بعد ایک بلندی ہے۔"

يَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَ نَبِيَّنَا فِيْ جَنَّةٍ تُثْنِيْ عُيُوْنَ الْحُسَّدِ

''اے مولا! ہمارے نبی ﷺ کو ایسی جنت میں جمع فرمایا جو حاسدوں کی نگاہوں کو پھیر دے۔''

فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فَاكْتُبْهَا لَنَا يَا ذَاالْجَلَالِ وَذَاالْعُلَا وَالسُّؤْدَدِ

''اے بزرگ و برتر! اے ارفع و اعلیٰ ہمارے لیے جنت الفردوس کو لکھ دے۔''

وَاللّٰهِ اَسْمَعُ مَا بَقِيْتُ بِمَيِّتٍ اِلَّا بَكَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

''اللہ کی قسم! میں جب بھی کسی مرنے والے کی موت کے متعلق سنوں گا تو مجھے حضور ﷺ پر رونا آئے گا۔''

فَاللّٰهُ اَهْدَاهُ لَنَا وَهُدًى بِهٖ اَنْصَارُهٗ فِيْ كُلِّ سَاعَةِ مَشْهَدِ

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہمارے لئے بطور تحفہ بھیجا اور آپ ہی کے طفیل آپ کے انصار کی ہر جنگ کی ہر گھڑی میں مدد کی گئی۔''

صَلَّى الْاِلٰهُ وَمَنْ يَّحُفُّ بِعَرْشِهٖ وَالصَّالِحُوْنَ عَلَى الْمُبَارَكِ اَحْمَدِ

''اللہ تعالیٰ، اس کی وہ مخلوق (فرشتے) جس نے اس کے عرش کو گھیر رکھا ہے اور صالحین نبی رحمت ﷺ پر درود و سلام بھیجیں۔''

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کے عقیدت کے پھول

اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رِجَائَنَا وَكُنْتَ بِنَا بِرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيَا

''یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیک وسلم ہماری امیدوں کے مرکز تھے۔ آپ ہمارے ساتھ نرم دل تھے اور ظالم نہ تھے۔''

وَكُنْتَ بِنَا رَءُوْفًا رَحِيْمًا نَبِيَّنَا لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيَا

''آپ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ساتھ رؤف اور رحیم تھے۔ رونے والا آج آپ پر رو لے۔''

لَعَمْرُكَ مَا اَبْكِي النَّبِيَّ لِمَوْتِهٖ وَلٰكِنْ لِهَرْجٍ كَانَ بَعْدَكَ اٰتِيَا

''مجھے آپ کی زندگی کی قسم! میں حضور ﷺ کے وصال کی وجہ سے نہیں رو رہی لیکن میں اس مصیبت کی وجہ سے رو رہی ہوں جو آپ کے بعد آنے والی ہے۔''

كَاَنَّ عَلٰى قَلْبِيْ لِذِكْرٰى مُحَمَّدٍ وَمَا خِفْتُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ الْمُكَاوِيَا

''میرا دل یاد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے بعد رونما ہونے والے واقعات کے غم میں داغ داغ ہے۔''

اَرٰى حَسَنًا اَيْتَمْتَهٗ وَتَرَكْتَهٗ يَبْكِيْ وَيَدْعُو جَدَّهُ الْيَوْمَ نَائِيَا

''آپ ﷺ حضرت حسن کو یتیم کر گئے ہیں اور اس کو اس حالت میں چھوڑ گئے ہیں کہ وہ رو رہا ہے اور اپنے نانا جان کو بلا رہا ہے۔''

فَدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اُمِّيْ وَخَالَتِيْ وَعَمِّيْ وَ نَفْسِيْ قَصْرَةً ثُمَّ خَالِيَا

واقعات کوذکر کیا ہے۔جس میں آئمہ کرام نے حضور ﷺ کی حالت بیداری یا حالت خواب میں زیارت کی ہے۔

حضور ﷺ کے وصال کی غیبی خبر

امام کمال الدمیری نے اپنی کتاب کے آخر میں ''باب الشین'' میں ''شیہم'' پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔مشہور شاعر ابو ذؤیب الھذلی کہتے ہیں کہ جب ہم کو یہ خبر ملی کہ حضور نبی محترم ﷺ علیل ہیں تو ہم کو بہت زیادہ تکلیف پہنچی۔ہم نے دکھ کی ایک طویل رات بسر کی اس رات کی ظلمت کافور ہونے میں نہیں آتی تھی اور نہ ہی کسی مطلع سے نور کا ظہور ہوتا تھا۔جب سحر ہوئی تو میں نے ایک آواز دینے والے کی آواز کو سنا وہ یہ اشعار پڑھ رہا ہے:

خَطَبَ اَجَلُ اَنَاخَ بِالْاِسْلَامِ بَیْنَ النَّخِیْلِ وَمَقْعَدِ الْآطَام

''وہ مصیبت جو کھجوروں اور ٹیلوں کے درمیان اسلام پر آئی ہے وہ کتنی بڑی ہے۔''

قُبِضَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَعُیُوْنُنَا تَذْرِی الدُّمُوْعَ عَلَیْهِ بِالتِّسْجَام

''وہ خبر یہ ہے کہ نبی محترم ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔جس کی وجہ سے ہماری آنکھیں مسلسل گریہ بار ہیں''۔

ابو ذؤیب کہتے ہیں جب میں نے یہ خبر سنی تو گھبرا کر بیدار ہو گیا۔میں نے آسمان کی طرف دیکھا مجھے سعد الذابح ستارے کے علاوہ کوئی چیز دکھائی نہ دی۔میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ عنقریب اہل عرب میں جنگ اور فساد ہو گا اور مجھے یہ بھی علم ہو گیا کہ نبی مکرم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے۔یا آپ ﷺ عنقریب وصال فرما جائیں گے۔میں اسی وقت اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر عازم سفر ہوا۔صبح کے وقت میں نے کسی ایک چیز کو تلاش کرنا شروع کیا جس سے میں فال پکڑ سکوں۔میں نے ''شیہم'' کو دیکھا۔اس نے ایک سانپ کو مغلوب کر رکھا تھا اور سانپ نے اس کے ارد گرد بل ڈال رکھے تھے اور وہ جانور اسے مسلسل کھا رہا تھا۔حتی کہ اس نے وہ تمام کھا لیا۔میں نے اس سے فال پکڑی میں نے کہا یہ جانور تو شیہم ہے۔یعنی شی ہم (ان کی چیز) اور سانپ کے بل کھانے سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد لوگ حق سے منحرف ہو جائیں گے۔میں نے شیہم کے سانپ کو کھا جانے سے یہ تعبیر لی کہ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد خلیفہ فسادات پر غلبہ پالیں گے۔میں نے اپنی اونٹنی کو تیز دوڑایا۔جب میں ''غابہ'' کے مقام پر پہنچا میں نے پرندے سے فال نکالی اس نے مجھے نبی مکرم ﷺ کے وصال کی خبر دی اس وقت ایک کوا بولا اس نے بھی اس قسم کی گفتگو کی۔میں نے آئندہ رونما ہونے والے واقعات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔حتی کہ میں مدینہ منورہ پہنچ گیا۔مجھے اس طرح رونے کی آواز سنائی دی جس طرح ایام حج میں حاجیوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔میں نے لوگوں سے پوچھا کیا ہوا ہے۔انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔میں مسجد نبوی ﷺ میں آیا میں نے دیکھا کہ مسجد خالی تھی۔میں کاشانہ نبوی میں حاضر ہوا۔میں نے دیکھا کہ اس کا دروازہ بند تھا۔وہاں حضور ﷺ کے اہل خانہ موجود تھے۔میں نے ان سے عرض کی کہ لوگ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تمام لوگ سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔جب میں سقیفہ بنی ساعدہ پہنچا تو میں نے وہاں ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور قریش کی ایک جماعت (رضی اللہ عنہم) کو دیکھا۔میں نے انصار کو بھی دیکھا ان میں حضرت سعد بن عبادہ، حضرت حسان بن ثابت اور

مَا اَصۡبَنَا بِمِثۡلِهٖ وَالۡبَرَايَا لَنۡ يُصَابُوۡا وَهَلۡ لَهٗ مِثۡلَاءُ

''نہ تو ہم نے آپ کی مثل دیکھا ہے اور نہ ہی مخلوق آپ کی مثل دیکھ سکے گی۔ کیا آپ کا کوئی ہم مثل ہو سکتا ہے؟''

هُوَ حَیٌّ فِیۡ قَبۡرِهٖ وَلِهٰذَا حَرُمَتۡ مِنۡ تُرۡثِهِ الزَّهۡرَاءُ

''آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ اسی لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی وراثت نہ مل سکی۔''

وَرَّثَ الۡعِلۡمَ وَالشَّرِيۡعَةَ لَا الۡمَالَ وَوُرَّاثِهٖ هُمُ الۡعُلَمَاءُ

''آپ نے علم اور شریعت کے ورثاء بنائے مال کے ورثاء بنائے۔ آپ کے ورثاء علماء ہیں۔''

خَصَّهُ اللّٰهُ بِالۡحَيَاةِ عَلٰی اَكۡمَلِ حَالٍ يَسِيۡرُ حَيۡثُ يَشَاءُ

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکمل ترین زندگی کے ساتھ مخصوص فرمایا آپ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔''

كَمۡ رَاٰهُ بِيَقۡظَةٍ وَّ مَنَامٍ مِّنۡ مُّحِبِّيۡهِ سَادَةٌ اَصۡفِيَاءُ

''آپ کے کتنے ہی محبوں اور صوفیاء نے حالت بیدار اور حالت نیند میں آپ کی زیارت کی۔''

لَيۡسَ تَبۡدُوۡ لِلۡعَيۡنِ شَمۡسٌ بِمَاءٍ اَوۡ هَوَاءٍ اِلَّا وَ ثَمَّ صِفَاءُ

''اگر آنکھ میں صفائی نہ ہو تو اسے پانی میں یا فضا میں سورج دکھائی نہیں دیتا۔''

وَهُوَ سَارٍ بَيۡنَ الۡعَوَالِمِ لَمۡ تَحۡصِدۡهُ مِنۡ رَوۡضِ قَبۡرِهٖ اَرۡجَاءُ

''آپ ﷺ تمام عالم میں سفر فرماتے رہتے ہیں۔ روضۂ انور کی دیواریں اس سفر میں رکاوٹ نہیں بنتیں۔''

فَلَدَيۡهِ فَوۡقَ السَّمَاءِ وَتَحۡتَ الۡاَرۡضِ وَالۡعَرۡشِ وَالۡحَضِيۡضِ سَوَاءُ

''آپ ﷺ کے نزدیک آسمان کی بلندی، زمین کی پستی، عرش اور فرش برابر ہیں۔''

هُوَ حَیٌّ فِیۡ قَبۡرِهٖ بِحَيَاةٍ كُلُّ حَیٍّ مِّنۡهَا لَهٗ اسۡتِمۡلَاءُ

''آپ ﷺ اپنی مرقد انور میں اسی طرح بحیات ہیں کہ ہر زندہ چیز اپنی استطاعت کے مطابق فیض حاصل کر رہی ہے۔''

مَلَاَ الۡكَوۡنَ رُوۡحُهٗ وَهُوَ نُوۡرٌ وَبِهٖ لِلۡجِنَانِ بَعۡدُ امۡتِلَاءُ

''آپ ﷺ کی مبارک روح نے تمام کائنات کو بھر دیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نور ہیں اور جنت کی رونقیں بھی انہی کے دم قدم سے ہیں''۔

میں نے اس قصیدہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک نے تمام کائنات کو بھر دیا ہے۔ کیونکہ تمام مخلوق آپ ﷺ کے نور سے ہی پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ علامہ نور الدین حلبی نے ایک رسالہ بھی اسی موضوع پر رقم فرمایا ہے۔ انہوں نے اس کا نام ''تَعۡرِيۡفُ اَهۡلِ الۡاِسۡلَامِ وَالۡاِيۡمَانِ بِاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَخۡلُوۡ مِنۡهُ مَكَانٌ وَّلَا زَمَانٌ'' رکھا ہے۔ اس میں انہوں نے اس حقیقت کو کثیر دلائل سے ثابت کیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ''سعادۃ الدارین'' میں اسکا خلاصہ پیش کیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں ان

وہ خلاف عادت واقعات جو حضور ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کی وصال کے بعد گفتگو

وہ خلاف عادت واقعات جو نبی محترم ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے ان میں ایک وہ واقعہ بھی ہے جس کو الطبرانی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا۔ ایک دفعہ وہ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں چل رہے تھے کہ وہ اچانک گر پڑے اور ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ جب انصار کو ان کی وفات کے متعلق علم ہوا تو وہ آئے اور انہیں اٹھا کر ان کے گھر لے گئے اور انہیں دو چادروں سے لپیٹ دیا۔ انصار کے مرد اور خواتین ان پر رو رہے تھے۔ انہیں ان کی وفات پر شک تھا۔ اس لیے انہوں نے انہیں اسی حالت پر رہنے دیا۔ انہوں نے ان کی تجہیز و تکفین میں بھی تاخیر کر دی۔ مغرب اور عشاء کے درمیان انہوں نے ایک کہنے والے کی آواز کو سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ۔ جب انہوں نے غور سے وہ آواز سنی تو انہیں محسوس ہوا کہ وہ آواز انہیں چادروں کے اندر سے آ رہی تھی۔ لوگوں نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا وہ کہہ رہے تھے:

''محمد ﷺ نبی امی اور خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ پہلی کتب میں ان کا تذکرہ موجود تھا۔ پھر انہوں نے کہا یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ برحق ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یہ کہنے کے بعد حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ دوبارہ پہلی کیفیت میں ہو گئے۔ انہوں نے اس وقت نبی مکرم ﷺ کی روح مبارک کو اپنے پاس موجود دیکھا۔ کیونکہ ان کا یہ واقعہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد کا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے ان کے کارناموں پر ان کی تعریف کی۔ لیکن انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے کہ حضرت خارجہ بن زید انصاری، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انتقال کر گئے۔ لوگوں نے آپ کو لپیٹ دیا۔ لوگوں نے ان کے سینے سے کوئی آواز سنی پھر وہ یوں محو کلام ہوئے: ''احمد، احمد ﷺ، آپ ﷺ کا تذکرہ پہلی کتب میں مذکور ہے۔ یہ سچ ہے یہ سچ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگرچہ اپنی ذات میں تو کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بڑی قوی تھے۔ ان کا تذکرہ بھی سابقہ کتاب میں ہے۔ یہ سچ ہے یہ سچ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قوی اور امین تھے ان کا ذکر بھی پہلی کتب میں ہے۔ یہ سچ ہے یہ سچ ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ان کے راستہ پر ہی گامزن ہیں۔ ان کی خلافت کے چار سال گذر چکے ہیں اور دو سال باقی رہ گئے ہیں۔ فتنوں کا دور آ رہا ہے۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم تھے۔ میں قریش کی جانب چلا گیا۔ پہلے انصار نے طویل گفتگو کی پھر ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تقریر کی۔ اللہ کی قسم! وہ گفتگو کرنے کے ماہر تھے۔ جس نے بھی وہ گفتگو سنی اس نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی تقریر فرمائی۔ پھر انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا، اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ آگے کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بیعت کی ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس آگئے میں بھی ان کے ساتھ ہی وہاں سے لوٹ آیا۔ ابو ذؤیب کہتے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کی نماز جنازہ بھی ادا کی اور آپ کو دفن کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

حضور ﷺ کے غسل کے وقت ایک غیبی آواز

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کے اہل خانہ نے آپ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ کو غسل دیتے وقت اسی طرح کپڑے اتارنے ہیں جس طرح عام مردوں کے کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا آپ ﷺ کو کپڑوں میں ہی غسل دینا ہے۔ جب انہوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی۔ تمام اہل خانہ اپنی اپنی گردنوں کو اپنے سینوں کی طرف جھکائے ہوئے تھے۔ گھر کے کونے سے کسی پکارنے والے نے آواز دی۔ کیا تم حضور ﷺ کی رفعت شان سے آشنا نہیں ہو۔ انہیں ان کے کپڑوں میں ہی غسل دو۔ اس وقت آپ ﷺ کے اہل خانہ بیدار ہوئے اور آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت ہی غسل دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی قمیص مبارک کے اوپر سے ہی پانی بہایا۔

بالغ ہونے کے قریب تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو مدینہ کی وبا لگی اور کچھ دن بیمار رہنے کے بعد مر گیا۔ حضور ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کا حکم فرمایا۔ جب ہم اس کو غسل دینے لگے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے انس! اس بچے کی والدہ کے پاس جاؤ اور اسے اس کی موت کے متعلق بتاؤ۔ میں نے اس خاتون کو اس کے نور نظر کی موت کے متعلق بتایا وہ اپنے بیٹے کے پاس آئی اور اس کے قدموں کی طرف بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے بیٹے کے قدم پکڑ کر یہ دعا مانگی:

''اے میرے مالک! میں تجھ پر برضا و رغبت ایمان لائی۔ میں نے بتوں سے کنارہ کشی اختیار کی۔ میں نے تیری رضا کے لئے بخوشی ہجرت کی۔ تو مجھے اس حالت میں مبتلا نہ کر کہ بتوں کے پجاری میرا مذاق کریں اور مجھ پر اس مصیبت کا بار گراں نہ ڈال جسے اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔''

حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم! جونہی اس خاتون نے اپنی دعا کو ختم کیا اسی وقت اس کے لڑکے نے اپنے پاؤں کو حرکت دی اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا وہ پھر نبی محترم ﷺ کے وصال تک زندہ رہا حتی کہ اس کی والدہ بھی اس سے پہلے ہی فوت ہوگئی۔

حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی قبر انور

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ میں بھی اس فوج میں شامل تھا۔ جب ہم میدان جنگ میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ دشمن کی فوج ہم سے پہلے ہی وہاں موجود تھی۔ انہوں نے وہاں پانی کے نشانات مٹا دیئے تھے۔ اس دن گرمی بہت شدید تھی۔ ہمیں اور جانوروں کو سخت پیاس محسوس ہوئی۔ جب سورج ڈھلا تو حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعتیں نماز پڑھائی پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کیے۔ اس وقت آسمان بالکل صاف تھا۔ اللہ کی قسم! جونہی انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے اسی وقت تیز ہوا چلنے لگی۔ بادل آسمان پر چھا گئے موسلا دھار بارش ہوئی۔ حتی کہ تمام تالاب اور گھاٹیاں پانی سے بھر گئیں۔ ہم نے خود بھی جی بھر کر پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی خوب سیراب کیا۔ پھر ہم نے دشمن کا تعاقب کیا۔ اس وقت وہ خلیج کو عبور کر کے جزیرے تک پہنچ چکے تھے۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ خلیج کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔ یا علی، یا عظیم، یا کریم۔ پھر ہم سے فرمایا اللہ کا نام لے کر خلیج کو عبور کرو۔ اللہ کی قسم! ہم نے خلیج کو عبور کر لیا۔ لیکن ہمارے گھوڑوں کے پاؤں بھی تر نہیں ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ جب ہم ان کو دفنا چکے تو ہمارے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ ہم نے کہا یہ مرقد ایک بہترین انسان کی ہے۔ یہ ابن حضرمی ہیں۔ اس شخص نے کہا یہ زمین مردوں کو نکال کر باہر پھینک دیتی ہے۔ انہیں اس زمین سے نکال لو اور یہاں سے ایک یا دو میل دور لے جا کر دفن کرو۔ ہم نے باہم مشاورت کی کہ اگر ہم نے اپنے ساتھی کو یہاں چھوڑ دیا تو درندے انہیں کھا جائیں گے۔ ہم نے اتفاق کیا ہم انہیں نکال کر کسی اور جگہ لے جائیں۔ جب ہم نے ان کی قبر کھودی تو ہم نے دیکھا کہ ابن حضرمی رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہ تھے وہ قبر نور سے بھرپور تھی اور ہر طرف نور کا اجالا پھیلا ہوا تھا۔ ہم نے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال

عنقریب تمہارے پاس بئر اریس کی خبر آجائے گی۔ کیا تم جانتے ہو کہ بئر اریس کیا ہے؟"

اس کے بعد بنوخطمہ کا ایک اور شخص مرگیا۔ لوگوں نے اس کو بھی کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ پہلے اس کے بھی سینے سے آواز پیدا ہوئی پھر وہ یوں کلام کرنے لگا۔ "میرے اس بھائی نے سچ کہا ہے"۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ بئر اریس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی وہ ہر وقت آپ ﷺ کی انگلی مبارک پر رہتی تھی۔ پھر وہ مبارک انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ پھر اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے رکھا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ سال گذر گئے تو وہ انگوٹھی بئر اریس میں گر پڑی۔ اس وقت ان کے عمال (گورنرز) کے رویے تبدیل ہو گئے اور فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ جس طرح حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ نے پیش گوئی کی تھی۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ جو ہر وقت آپ ﷺ کی مبارک انگلی پر رہتی تھی۔ اس کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہن لی۔ ان کی وفات کے بعد وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چلی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد وہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ ایک مرتبہ آپ بئر اریس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے انگوٹھی نکالی اور اس سے کھیلنے لگے۔ اچانک وہ انگوٹھی اس کنویں میں گر پڑی۔ لوگوں نے مسلسل تین دن انگوٹھی کو تلاش کیا لیکن وہ نہ ملی۔

خصائص کبریٰ میں ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی طرح آپ ﷺ کی انگوٹھی میں بھی کوئی راز تھا کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے جب انگوٹھی گم ہو گئی تو ان کی سلطنت بھی ختم ہو گئی۔ اسی طرح جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بھی وہ انگوٹھی گم ہو گئی تو ان کے حالات بھی دگرگوں ہو گئے اور باغیوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی۔ یہ اس فتنہ کی ابتداء تھی۔ جس میں آپ کی شہادت ہوئی پھر یہ فتنہ تاقیامت قائم رہے گا۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ جنہوں نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو دفن کیا وہ انصار کے خطیب تھے اور جنگ یمامہ میں رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔ جب ہم نے ان کو قبر میں داخل کیا تو ہم نے ان کو سنا وہ کہہ رہے تھے۔

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الشَّهِيْدُ عُثْمَانُ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ"

جب ہم نے ان کو دیکھا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔ "شفاء میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے"

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں تین ایسی خصوصیات ہیں کہ اگر وہ خصوصیات بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ فرقوں میں تقسیم نہ ہوتے۔ ہم نے کہا وہ خصوصیات کون سی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہم صفہ میں حضور ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک مہاجرہ خاتون حاضر ہوئی اس کے پاس اس کا ایک بچہ تھا جو

منہمک ہو گئے۔لوگوں نے دور سے ایک سراب دیکھا۔لیکن لوگوں نے اپنی توجہ دعا کی طرف ہی مبذول رکھی۔انہیں پھر اسی سراب کی چمک دکھائی دی۔ جاسوس نے کہا کیا یہ پانی نظر آرہا ہے؟ حضرت علاء وہاں سے اٹھے اور لوگ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔حتی کہ وہ پانی تک پہنچ گئے۔ہم نے وہاں خوب سیر ہو کر پانی پیا اور غسل کیا۔جب سورج ذرا بلند ہوا تو ہمارے اونٹ بھی وہیں پہنچ گئے۔ہر شخص نے اپنا اونٹ پکڑ لیا اور اپنا زاد راہ حاصل کر لیا۔پھر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور پیاس بجھائی۔ اس سفر میں میرے رفیق راہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔جب ہم اس مکان سے کافی دور پہنچ گئے تو انہوں نے مجھ سے کہا اس جگہ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔جہاں سے ہمیں پانی ملا میں نے انہیں کہا میں تمام لوگوں سے زیادہ ان شہروں سے آشنا ہوں۔انہوں نے مجھ سے فرمایا میرے ساتھ اس مقام تک چلو۔ میں ان کے ساتھ اسی مقام پر آیا اور بعینہ اسی جگہ اپنے اونٹوں کو بٹھایا جہاں پہلے بٹھایا تھا۔اب وہاں نہ تو کوئی پانی تھا اور نہ ہی کہیں پانی کے آثار تھے۔میں نے ان سے کہا اللہ کی قسم! یہ جگہ تو بالکل وہی ہے۔جہاں ہم نے قیام کیا تھا۔لیکن اب یہاں پانی نظر نہیں آرہا اور میں نے اس سے پہلے بھی کبھی یہاں پانی نہیں دیکھا تھا۔اچانک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک بھرا ہوا مشکیزہ دیکھا انہوں نے فرمایا اے سہم! اللہ کی قسم! یہ وہی جگہ ہے۔میں تجھے ساتھ لے کر اسی لیے یہاں آیا ہوں۔کیونکہ میں نے اپنے مشکیزے کو بھر کر اس وادی کے کنارے پر رکھ دیا تھا۔ میں نے کہا یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔یہ ایک کرامت ہے جس کو میں نے پہچان لیا ہے۔میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ہم نے مقام ہجر میں پڑاؤ کیا۔پھر حضرت سہم نے لوگوں کی جنگ اور کفار کو شکست دینے کا تذکرہ کیا۔انہوں نے کہا، پھر کفار کشتیوں پر سوار ہو کر دارین کی طرف بھاگ گئے۔اللہ تعالیٰ نے سب کو وہاں جمع فرمایا۔حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دارین کی طرف بلایا اور انہیں خطبہ دیا۔انہوں نے فرمایا:

''اے لوگو! تمہارے لیے شیطانی گروہ جمع ہو چکے ہیں۔وہ فنون جنگ میں بڑے ماہر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے خشکی میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھائیں تاکہ سمندر میں تم ان سے عبرت حاصل کر سکو۔اپنے دشمن پر حملہ آور ہو جاؤ اور اس سمندر کو عبور کر کے ان کے ساتھ معرکہ آزما ہو جاؤ۔اللہ تعالیٰ نے دشمن کو دارین میں جمع فرما دیا ہے''۔لوگوں نے کہا ہم ایسا ہی کریں گے۔ہم خوفزدہ نہیں ہوں گے۔اس کے بعد حضرت علاء اور تمام مجاہدین اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔حتی کہ وہ ساحل سمندر تک پہنچ گئے۔انہوں نے اپنے گھوڑے، خچر، اونٹ، پیادہ اور سواروں کو سمندر میں ڈال دیا۔حضرت علاء نے بھی دعا مانگی اور تمام مجاہدین نے بھی دعا مانگی ان کے لبوں پر یہ دعا تھی۔''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا کَرِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا صَمَدُ یَا حَیُّ یَا مُحْیَ الْمَوْتٰی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا رَبَّنَا''

انہوں نے اس خلیج کو عبور کر لیا۔وہ پانی کی سطح پر ایسے چل رہے تھے گویا کہ وہ ریت پر رواں دواں ہوں۔ان کی سواریوں کے صرف پاؤں ہی تر ہوئے تھے۔اس ساحل اور دارین کے مابین ایک دن اور ایک رات کی مسافت تھی۔لوگ اس مسافت کو کشتیوں پر طے کرتے تھے۔لیکن مسلمان جلد ہی وہاں پہنچ گئے۔انہوں نے کسی مشرک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا اور ان کے اموال ہانک کر لے آئے اس مال غنیمت میں سے ہر سوار کو چھ ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار ملے۔جہاد

دی اور وہاں سے لوٹ آئے۔

اسی روایت کو ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوا میں نے مشاہدہ کیا کہ وہ ایک عمدہ عادات اور اچھے خصائل کے مالک تھے۔ ہم اپنے سفر پر رواں دواں رہے حتی کہ ہم ساحل سمندر تک پہنچ گئے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کا نام لیتے ہوئے سمندر میں کود جاؤ۔ ہم نے سمندر کو عبور کر لیا۔ اللہ کی قسم! ہمارے اونٹوں کے پاؤں بھی پانی سے تر نہیں ہوئے تھے۔ پھر ہم ایک جنگل میں پہنچے۔ پانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا ہم نے ان سے پیاس کی شکایت کی۔ انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی پھر دعا مانگی اچانک ابر کرم اٹھا اور چھم چھم برسا۔ ہم نے انہیں بھی پانی پلایا اور خود بھی خوب سیراب ہو کر پانی پیا۔ اس کے بعد حضرت علاء رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے۔ ہم نے ان کو ریت میں دفن کر دیا۔ جب ہم ذرا دور گئے تو ہم نے کہا کہ ابھی درندے آئیں گے اور حضرت علاء کو کھا جائیں گے۔ ہم واپس آئے تا کہ انہیں کسی دوسری جگہ دفن کریں۔ لیکن ہم نے وہاں ان کا نام و نشان بھی نہ دیکھا۔

میں (یوسف نبہانی) نے حضرت ابو الفرج الاصبہانی کی کتاب ''کتاب الاغانی'' میں یہ قصہ تفصیل سے پڑھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس قصہ کو وہاں سے تفصیل کے ساتھ نقل کروں۔

وہ حضرت منجاب بن راشد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے بحرین کے مرتدین کی سرکوبی کے لیے حضرت علاء بن حضرمی کو روانہ کیا۔ ان کے ساتھ وہ مسلمان بھی مل گئے جنہوں نے ارتداد نہیں کیا تھا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ ہمیں ایک چٹیل میدان میں لے کر چلے۔ جب ہم بیابان میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں آیت (نشانی) دکھانے کا ارادہ کیا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اتر آئے اور انہوں نے لوگوں کو بھی سواریوں سے نیچے اترنے کا حکم دیا۔ رات کے وقت ہمارے اونٹ بھاگ گئے۔

اس وقت ہمارے پاس نہ تو ہمارا زاد راہ تھا اور نہ ہی کوئی اونٹ باقی رہا اور نہ ہی کوئی خیمہ ہمارے پاس تھا۔ کوئی لشکر بھی اتنا مصیبت زدہ نہ ہوا۔ جتنے مصائب ہمیں برداشت کرنے پڑے۔ سب کو موت سامنے دکھائی دینے لگی۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو وصیتیں کر لیں۔ اتنے میں حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ اے لوگو! جمع ہو جاؤ۔ ہم سب حضرت علاء کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا تم ایک دوسرے کو یہ وصیتیں کیوں کرنے لگے ہو اور تم پر مایوسی کیوں غالب آ گئی ہے۔ لوگوں نے کہا ہماری حالت اتنی خراب ہو چکی ہے کہ ہماری اس جزع و فزع پر ہمیں ملامت نہیں کی جا سکتی اگر ہم کل تک زندہ بھی رہے تو سورج چمکنے تک ہم داستان ماضی بن چکے ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا اے لوگو! نہ گھبراؤ۔ کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم راہ خدا میں نہیں ہو۔ کیا تم اللہ کے مددگار نہیں ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں! انہوں نے فرمایا خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل و رسوا نہیں فرمائے گا۔ جب فجر ہوئی تو مؤذن نے اذان دی۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی۔ ہم میں سے بعض نے رات کے وضو کے ساتھ نماز پڑھی اور بعض نے تیمم کر لیا۔ جب نماز ادا ہوئی تو وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ تمام لوگ بھی اسی کیفیت میں بیٹھ گئے۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ بھی دعا میں مشغول ہو گئے اور لوگ بھی دعا میں

''نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ''

یہ دعا مانگنے کے بعد مسلمانوں نے دریا میں گھوڑے دوڑا دیئے۔اس وقت دریا خوب موجزن تھا۔لوگ اس وقت باہم اس طرح گفتگو کر رہے تھے۔جس طرح لوگ خشکی پر گفتگو کرتے ہیں۔یہ عجیب واقعہ دیکھ کر اہل فارس ششدر رہ گئے۔یہ بات ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔اہل فارس اپنے اپنے مال جمع کر کے بھاگنے لگے۔۱۶ ہجری کو مسلمان مدائن کسریٰ میں داخل ہو گئے اور کسریٰ کے محلات پر قبضہ کر لیا۔

ابونعیم نے حضرت عثمان النہدی سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دعا مانگنے اور دریا کو عبور کرنے کا حکم دیا تو ہم اپنی سواریوں سمیت دریا میں کود پڑے۔جب ہم دریا کے وسط میں پہنچے تو ہمیں کوئی بھی کنارہ نظر نہیں آتا تھا۔بالآخر ہم نے اپنی سواریوں پر بیٹھ کر دریا کو عبور کر لیا۔جب اہل فارس نے مسلمانوں کو دیکھا تو وہ بھاگ گئے کسی کو پیچھے مڑ کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔جب مسلمانوں نے دریا کو عبور کیا تو اس وقت ان کا کچھ بھی نقصان نہ ہوا۔سوائے ایک پیالے کے وہ ایک رسی سے بندھا ہوا تھا۔جب اس کی رسی ٹوٹ گئی تو وہ پانی کے ساتھ بہہ گیا۔لیکن پانی اور ہوا نے اس کو بھی کنارے پر پھینک دیا اور اس کے مالک نے اس کو پکڑ لیا۔

ابونعیم نے ابوبکر بن حفص بن عمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔وہ ہستی جس نے حضرت سعد کو دریا کو عبور کرنے کا مشورہ دیا تھا۔وہ حضرت سلمان فارسی تھے۔گھوڑے مسلمانوں کو لے کر پانی میں کود پڑے۔اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ کہہ رہے تھے:

''حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَاللّٰہِ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ وَلِیَّہٗ وَلَیُظْھِرَنَّ دِیْنَہٗ وَلَیَھْزِمَنَّ عَدُوَّہٗ اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الْجَیْشِ بَغْیٌ اَوْ ذُنُوْبٌ''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا ''اسلام ایک نیا مذہب ہے۔اللہ کی قسم! مسلمانوں کے لیے سمندروں کو مسخر کر دیا گیا ہے جس طرح کہ ان کے لیے زمین کو پامال کر دیا گیا ہے''۔چنانچہ مسلمان دریا میں کود پڑے اس وقت انہیں دوسرا کنارہ نظر نہیں آتا تھا۔وہ خشکی سے زیادہ پانی کی سطح پر محو کلام تھے۔مسلمانوں نے عافیت کے ساتھ دریا کو عبور کر لیا نہ تو ان کی کوئی چیز گم ہوئی اور نہ ہی کوئی شخص غرق ہوا۔

ابونعیم نے حضرت عمیر الصائدی سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان دریائے دجلہ میں کود پڑے تو وہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے قریب تھے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (یٰسین: ۳۸)'' یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے (اس) عزیز (اور) علیم (خدا) کا''

پانی مجاہدین کو لے کر رواں دواں تھا۔گھوڑے پانی پر ایستادہ تھے۔جب وہ تھک جاتے تو ان کے لیے ریت کے نیچے

سے فارغ ہونے کے بعد مسلمان واپس لوٹ آئے۔اسی کے متعلق عتیق کہتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ ذَلَّلَ بَحْرَهٗ وَاَنْزَلَ الْكُفَّارَ اِحْدَى الْجَلَائِلِ

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بحر بے کراں کو پایاب کیا اور کفار پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل کی۔''

دَعَوْنَا الَّذِیْ شَقَّ الْبِحَارَ فَجَائَنَا بِاَعْجَبَ مِنْ شَقِّ الْبِحَارِ الْاَوَائِلِ

''ہم نے اس ذات کے دربار میں دست دعا بلند کیے جس نے سمندروں کو پھاڑ دیا تھا۔لیکن ہمارے لیے اس سمندر کا پھٹنا پہلے سمندروں کے پھٹنے سے زیادہ تعجب خیز تھا''۔

اس کے بعد حضرت علاء رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر واپس آ گئے۔جس نے وہاں رہنا چاہا اس کو اجازت دے دی گئی۔

''ہجر'' میں ایک راہب رہتا تھا اس نے اسلام قبول کر لیا۔لوگوں نے اس سے پوچھا تو نے اسلام کیوں قبول کیا۔اس نے کہا ایسی تین چیزوں کا ظہور ہوا کہ اگر میں اسلام قبول نہ کرتا تو ممکن تھا کہ میری شکل مسخ ہو جاتی۔

(۱) ریت سے پانی کا جاری ہونا

(۲) سمندر کی موجوں کا زیر ہونا

(۳) وہ دعا جو میں نے مسلمانوں کے لشکر میں وقت سحر سنی تھی۔

لوگوں نے کہا وہ کیا دعا تھی اس نے کہا وہ دعا یہ تھی:

''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ لَا اِلٰهَ غَیْرُکَ وَالْبَدِیْعُ لَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَالدَّائِمُ غَیْرُ الْغَافِلِ وَالْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَ خَالِقُ مَا یُرٰی وَ مَا لَا یُرٰی وَ کُلَّ یَوْمٍ اَنْتَ فِیْ شَاْنٍ وَعَلِمْتَ اللّٰهُمَّ کُلَّ شَیْءٍ بِغَیْرِ تَعْلِیْمٍ فَعَلِمْتُ اَنَّ الْقَوْمَ لَمْ یُعَاوَنُوْا بِالْمَلَائِکَةِ اِلَّا وَهُمْ عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے بعد اس راہب سے یہ داستان سنا کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خواب

ابونعیم نے ابن الدقیل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص دریائے شیر کے کنارے خیمہ زن ہوئے تو انہوں نے کشتیاں طلب کیں تا کہ لوگ اس دریا کو عبور کر سکیں لیکن انہیں کشتیاں نہ مل سکیں۔انہیں معلوم ہوا کہ لوگوں نے اپنی کشتیاں چھپا دی ہیں۔ ماہ صفر کے کچھ ایام وہ وہیں اقامت گزیں رہے۔اسی دوران حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود پڑے ہیں اور انہوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے۔ حالانکہ اس وقت دریائے دجلہ میں شدید طغیانی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ ہمیں اس کو عبور کرنا چاہیے۔انہوں نے لوگوں کو جمع فرمایا اور ان سے فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔لوگوں نے ان کی صدا پر لبیک کہا اور دریا میں کود پڑے۔اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

فرمائیں کیونکہ قیامت قریب آچکی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا اے سعد! تم نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس پہاڑ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کی اور بھی کئی اسناد ہیں۔

حاکم شام کے قاصد کا قبول اسلام

ابونعیم نے حضرت حارث بن عبداللہ ازدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراح یرموک کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تو رومیوں کے سپہ سالار نے ان کی طرف اپنا ایک اہم قاصد بھیجا۔ اس قاصد کا نام جرجیر تھا۔ وہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں ہامان کا قاصد ہوں۔ شاہ روم نے اس کو شام کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اس نے آپ کی طرف پیغام بھیجا ہے کہ آپ ایک دانشمند آدمی کو ہمارے پاس بھیج دیں تا کہ ہم اس سے آپ کے آنے کا مقصد پوچھ سکیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہامان کے پاس جائیں۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں صبح کے وقت اس کے پاس جاؤں گا۔ کچھ دیر بعد نماز کا وقت ہو گیا۔ مسلمان نماز ادا کرنے میں مشغول ہو گئے اور وہ رومی قاصد مسلمانوں کی طرف دیکھنے لگا۔ مسلمان نماز ادا کرنے اور دعا مانگنے میں مصروف رہے۔ جب مسلمان فارغ ہوئے تو اس نے حضرت ابوعبیدہ سے سوال کیا تم اس دین میں کب داخل ہوئے اور کب سے اس دین کی طرف دعوت دے رہے ہو۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہمیں اس دین میں داخل ہوئے بیس سال گذر چکے ہیں۔ ہم میں سے کچھ نے تو حضور ﷺ کی مبارک زندگی میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور کچھ نے آپ ﷺ کے بعد اسلام قبول کیا۔ پھر قاصد نے پوچھا کیا تمہارے نبی ﷺ نے تمہیں بتایا ہے کہ ان کے بعد بھی کوئی نبی آئے گا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ ایک نبی مکرم ﷺ تشریف لائیں گے۔ اس رومی قاصد نے کہا میں اس پر گواہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں ایک ''اونٹ سوار'' کی بشارت دی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس بشارت سے مراد تمہارے صاحب (نبی) ہیں۔ کیا تمہارے نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ بیان فرمایا ہے اور تمہارا ان کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (ال عمران: ۵۹)

''بے شک مثال عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مانند ہے۔ بنایا اسے مٹی سے پھر فرمایا اسے ہو جا تو وہ ہو گیا''۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ٝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ۫ وَ لَا تَقُوْلُوْا

ظاہر ہو جاتے جن پر وہ آرام کر لیتے مدائن میں اس سے زیادہ تعجب خیز واقعہ رونما نہیں ہوا تھا۔ اسی وجہ سے اس دن کو یوم الجراثیم کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ریت کے ٹیلے کو جرثومہ کہتے ہیں۔ ابونعیم نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم دریائے دجلہ میں اترے تو اس وقت وہ موجزن تھا۔ جب ہم گہرے پانی تک پہنچے تو پانی گھوڑوں کی زینوں تک نہ آیا۔ بلکہ ان کی زینوں سے نیچے ہی رہا۔

ابونعیم نے حبیب بن الصہبان سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب یوم مدائن کو مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا تو اہل فارس نے کہا مسلمان انسان تو نہیں ہیں یہ تو جنات معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو عراق کی طرف بھیجا۔ وہ اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ جب وہ ''حلوان'' پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے اپنے مؤذن کو اذان دینے کے لیے کہا، حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے اذان شروع کی۔ جب انہوں نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو کسی جواب دینے والے نے پہاڑی میں سے جواب دیا۔ اے نضلہ! تم نے ایک بہت بڑی تکبیر کہی ہے۔ جب انہوں نے ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا تو اس نے کہا یہ اخلاص کا کلمہ ہے۔ جب حضرت نضلہ نے ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہا تو اس جواب دینے والے نے جواب دیا۔ نبی مکرم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ جب انہوں نے ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' کہا تو اس نے جواب دیا۔ مقبول عمل یہی ہے۔ جب انہوں نے ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کہا تو پہاڑ میں سے آواز آئی امت مصطفویہ کو بقاء حاصل ہے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَر۔ جواب دینے والے نے کہا تو نے ایک عظیم تکبیر کہی ہے۔ پھر انہوں نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا تو پہاڑ میں سے آواز آئی۔ یہ حق کا کلمہ ہے۔ اور آگ کو حرام کر دیا گیا ہے۔

اذان ختم کرنے کے بعد حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے شخص! میں نے تمہارا کلام سن لیا ہے اب مجھے اپنا چہرہ دکھا۔ اس وقت پہاڑ پھٹ گیا۔ اس میں سے ایک شخص نمودار ہوا۔ اس کا سر اور داڑھی سفید تھی۔ اس کا سر چکی کی طرح تھا۔ حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بزرگ آپ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا میرا نام زریب ہے۔ میں عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا وصی ہوں۔ انہوں نے میرے لیے طویل زندگی کی دعا مانگی تھی۔ اور اپنے آسمان سے نزول تک مجھے اس پہاڑ میں اقامت گزین فرمایا تھا۔ نبی محترم ﷺ کا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا آپ ﷺ تو وصال فرما چکے ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے متعلق سن کر وہ بزرگ تادیر گریہ بار رہے۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ ﷺ کے بعد نائب کون بنا۔ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپی گئی۔ انہوں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا وہ بھی اس دار فانی کو خیر آباد کہہ چکے ہیں۔ پھر وصی مسیح نے پوچھا اس کے بعد امر کا والی کون بنا ہم نے کہا ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میرا پیغام دینا کہ راہ استقامت پر قائم رہیں اور میانہ روی اختیار

امام بیہقی نے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں ایک لشکر پر امیر بنایا گیا۔ جب وہ دشمن کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا۔ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ کہ جب کوئی قوم ایک جگہ جمع ہوتی ہے ان میں سے بعض افراد دعا مانگتے ہیں اور بعض ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اس کے بعد ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش کی پھر یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ احْقِنْ دِمَاءَ نَا وَاجْعَلْ اُجُوْرَنَا اُجُوْرَ الشُّھَدَاءِ

''مولا! ہمارے خون محفوظ فرما اور ہمیں شہداء کا اجر عطا فرما''۔

اس دعا کے فوراً بعد دشمن کا سپہ سالار حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بغیر جنگ کے صلح کر لی ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ وہ ایک قلعہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس وقت انہوں نے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' پڑھا۔ مسلمانوں نے بھی یہ پڑھا اس کے فوراً بعد وہ قلعہ پھٹ گیا۔

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے ابن عجلان سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بنوعذرہ کی ایک عورت سے شادی کی۔ ایک دن وہ اپنی زوجہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کے بستر پر ایک سانپ دیکھا ان کی زوجہ نے ان سے کہا کیا آپ یہ سانپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ اس وقت سے میرا پیچھا کر رہا ہے جب میں اپنے گھر والوں کے پاس تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سانپ سے کہا کیا تو سن رہا ہے کہ یہ عورت میری بیوی ہے۔ میں نے اپنے مال کے عوض اس سے شادی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لیے حلال فرمایا ہے۔ اس میں سے کوئی چیز بھی تیرے لیے حلال نہیں ہے۔ یہاں سے فوراً چلا جا اگر تو دوبارہ یہاں آیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ پھر وہ سانپ آہستہ آہستہ کھسکنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ گھر کے دروازے سے باہر نکل گیا اور اس کے بعد کبھی واپس نہ آیا۔ درحقیقت وہ ایک جن تھا۔ جس نے سانپ کی شکل اختیار کر لی تھی۔

لکین کا جن

امام بیہقی نے حضرت عائشہ بنت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ اپنی والدہ محترمہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ اسی دوران کہ میں قیلولہ کر رہی تھی۔ میں نے چادر اوڑھ رکھی تھی کہ اچانک ایک کالا شخص میرے پاس آیا اور مجھے تنگ کرنے لگا۔ اسی اثناء میں آسمان سے ایک زرد رنگ کا ورق اترا اور اس کے پاس گر پڑا۔ اس شخص نے ورق کو اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا:

''رب لکین کی طرف سے لکین کی طرف!

امابعد! تو میری اس بندی کو چھوڑ دے یہ میرے صالح بندے کی نور نظر ہے میں نے تجھے اس پر کوئی اختیار نہیں دیا''۔

پھر اس کے بعد اس سیاہ آدمی نے میرے جسم پر ایک چٹکی لی اور کہا تیرے لیے یہی کافی ہے۔ پھر تادم مرگ اس چٹکی کا نشان ان کے جسم پر رہا۔

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں

ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا (النساء:۱۷۱)

''اے اہل کتاب! نہ غلو کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر سچی بات بے شک مسیح عیسیٰ پسر مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی۔ اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین (خدا ہیں) باز آجاؤ (ایسا کہنے سے) یہ بہتر ہے تمہارے لئے بے شک اللہ تو معبود واحد ہی ہے۔ پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کا کوئی لڑکا اسی کا (ملک) ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز''۔

ترجمان نے رومی زبان میں اس آیت کا ترجمہ کیا قاصد نے ترجمہ سن کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بالکل یہی اوصاف ہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی (ﷺ) سچے ہیں اور وہ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔

اسکندریہ کے سردار کا اعتراف

ابو یعلیٰ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لشکر اسلام جہاد کے لیے روانہ ہوا میں ان کا امیر تھا حتیٰ کہ ہم اسکندریہ پہنچ گئے۔ اسکندریہ کے سرداروں میں سے ایک سردار نے کہا میرے پاس ایک شخص بھیجو تاکہ میں اس سے کچھ بات چیت کروں۔ میں خود ہی اس سردار کے پاس گیا میں نے کہا:

''ہم اہل عرب ہیں ہم اللہ کے گھر اور اس کے حرم کے رہائشی ہیں۔ ہماری زمین تمام لوگوں سے تنگ اور ہماری زندگی سب لوگوں سے شدید تھی۔ ہم خون پیتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ ہم ایک دوسرے پر عیب لگاتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم میں سے ایک شخص ظہور ہوا جو ہم میں سے امیر نہ تھا۔ اس شخص نے کہا میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے ہم کو ایسی اشیاء کا حکم دیا جن سے ہم آشنا نہ تھے۔ وہ بری عادات جو ہم نے اور ہمارے آباء نے اپنا رکھی تھیں اس نے ان سے ہمیں منع فرمایا لیکن ہم نے اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ اس پر سختی کی اور اس کو جھٹلایا حتیٰ کہ ایک اور قوم اس کے پاس آئی۔ اس نے کہا ہم تمہاری تصدیق کرتے ہیں، تم پر ایمان لاتے ہیں تمہاری اتباع کرتے ہیں اور جو تمہارے ساتھ جنگ کرے گا۔ ہم اس کے ساتھ جنگ کریں گے۔ وہ ہجرت فرما کر ان کی طرف چلا گیا ہم نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اس کے خلاف جنگ لڑی لیکن اس نے ہم کو شکست دے کر ہم پر غلبہ پالیا''۔ یہ سن کر اس سردار نے کہا بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ سچے ہیں۔ ان کا پیغام بعینہ وہی ہے جو پیغام ہمارے رسل لے کر آئے ہیں۔ ہم بھی اسی دین پر عمل پیرا تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک ایسی نسل کا ظہور ہوا جس نے اپنی خواہشات انسانی پر عمل کیا اور انبیائے کرام کے احکامات کو رد کر دیا۔ اگر تم نے نبی محترم ﷺ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو پھر تم جس قوم سے بھی جہاد کرو گے تمہیں فتح نصیب ہو گی۔ ہر فساد کرنے والے پر تم غالب آجاؤ گے۔ لیکن اگر تم بھی خواہشات نفسانی پر عمل کرنے لگے تو پھر تم تعداد اور قوت میں ہم سے زیادہ نہیں ہو سکو گے۔

اس قصہ کو شیخ اکبر نے ''مسامرات'' میں ایک اور سند کے ساتھ حضرت طلق بن حبیب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب سایہ سمٹنے لگا اور لوگ اپنی اپنی محافل ختم کرنے لگے تو اچانک باب بنی شیبہ کی سمت سے ایک سانپ آیا تمام لوگوں نے اسے دیکھا اس نے خانہ کعبہ کے اردگرد سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد ہم اس سانپ کے پاس گئے اور اس سے کہا اے معتمر! اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا فرما دیا ہے۔ ہمارے پاس بے وقوف اور احمق جوان ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ کہیں تجھے نقصان نہ دیں۔ اس کے بعد وہ سانپ تھوڑا سا سمٹا اور آسمان کی طرف چلا گیا۔

ابوالطفیل سے روایت ہے کہ ایک جنی عورت ''ذاطوی'' میں رہتی تھی اس کا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ اس سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ پھر اس کی والدہ نے اس کی شادی کر دی۔ شادی سے سات دن بعد وہ اپنی ماں کے پاس آیا اور کہنے لگا اے والدہ محترمہ! میں دن کے وقت بیت اللہ کے اردگرد سات چکر لگانا چاہتا ہوں۔ اس کی ماں نے کہا اے میرے لخت جگر! مجھے خطرہ ہے کہ کہیں قریش کے احمق تجھے نقصان نہ پہنچائیں۔ اس نے کہا امی جان! میں اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی امید رکھتا ہوں۔ اس کی ماں نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ عازم سفر ہونے لگا تو اس کی ماں نے یہ اشعار پڑھ کر اس کو دم کیا:

أُعِیْذُهٗ بِالْكَعْبَةِ الْمَسْتُوْرَةِ وَ دَعْوَاتِ ابْنِ اَبِیْ مَحْذُوْرَهْ

وَمَا تَلَا مُحَمَّدٌ مِّنْ سُوْرَةٍ اِنِّیْ اِلٰی حَیَاتِهٖ فَقِیْرَهْ

وَاِنَّنِیْ بِعَیْشِهٖ مَسْرُوْرَهْ

''میں پردہ پوش کعبہ کے واسطہ سے اس کے لیے پناہ طلب کرتی ہوں۔ میں ابن ابی محذورہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی تلاوت کردہ سورتوں کے طفیل اس کے لیے پناہ کی خواہاں ہوں۔ مجھے اس کی زندگی کی ضرورت ہے۔ مجھے اس کی زندگی سے راحت نصیب ہوتی ہے''۔

پھر وہ جن بیت اللہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا۔ مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر وہ واپس آنے لگا۔ جب وہ بنوسہم کے گھروں کے پاس پہنچا تو اسے گورے رنگ کا ایک بھینگا نوجوان ملا اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس وقت مکہ معظمہ میں شدید گرد و غبار اٹھا۔ حتیٰ کہ پہاڑ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ابوالطفیل کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ گرد و غبار ایک سردار جن کے قتل ہو جانے کی وجہ سے اٹھا ہے۔ صبح کے وقت بنوسہم کے بہت سے افراد چارپائیوں پر مردہ حالت میں پائے گئے۔ ان میں نوجوانوں کے علاوہ ستر بوڑھے بھی شامل تھے۔ اس وقت بنوسہم، ان کے حلیف اس کے غلام اور موالی اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں پر چھا گئے۔ انہوں نے کوئی سانپ، بچھو یا ایسا کیڑا مکوڑا زندہ نہ چھوڑا جو زمین پر رینگ کر چلتا تھا۔ وہ تین دن مسلسل اسی کام میں مشغول رہے۔ تیسری رات کو ابی قبیس سے ایک آواز سنائی دی۔ اے قوم قریش! تم بڑے دانشمند اور عقلمند ہو۔ اللہ سے کچھ خوف کرو۔ ہمیں بنوسہم سے بچاؤ۔ انہوں

بنت عفراء اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک اس نے ایک سیاہ شخص دیکھا جو اچھل کر اس کے سینے پر چڑھ گیا اور اس کے حلق پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت بنت عفراء کہتی ہیں کہ جب وہ میرے سینے پر تھا اس وقت آسمان کی طرف سے ایک زرد ورق نیچے گرا۔ اس حبشی نے اس ورق کو پکڑ کر پڑھا اس میں لکھا تھا:

''لکین کے رب کی طرف سے لکین کی طرف!

میرے صالح شخص کی بیٹی سے دور ہو جا۔ تجھے اس پر کوئی اختیار نہیں ہے''

وہ حبشی اٹھا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے ہٹا لیا۔ میرے گھٹنے پر ایک ہاتھ مارا جس سے بکری کے سر کی مانند ایک نشان پڑ گیا۔

کعب نامی جن کا واقعہ

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے اردگرد بہت سے جلیل القدر تابعین جمع تھے۔ انہوں نے چھت کی طرف سے کوئی آواز سنی پھر اوپر سے ایک کالا ناگ گرا وہ اپنے جسم میں کھجور کے تنے کی طرح تھا۔ وہ چلتا ہوا حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کی طرف آیا۔ اچانک آسمان کی طرف سے ایک سفید ورق گرا جس پر یہ عبارت مکتوب تھی:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رب کعب کی طرف سے کعب کی طرف!

تجھے صالحین کی بیٹیوں پر کوئی اختیار نہیں ہے''

سانپ نے جب یہ خط دیکھا تو وہ آہستہ آہستہ کھسکنے لگا حتی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

سانپ اور بیت اللہ

ابونعیم نے حضرت طلق سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت وہ زمزم کے پاس تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک سانپ ادھر آنکلا اس نے بیت اللہ کے اردگرد سات چکر لگائے۔ پھر وہ مقام ابراہیم پر آیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت پوری کر دی ہے۔ اب دیگر افراد نے بھی عبادت کرنی ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ کہیں تجھے کوئی تکلیف نہ دیں۔ یہ پیغام سن کر وہ تھوڑا سا سمٹا پھر آسمان کی طرف چلا گیا۔

ابونعیم نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے بھی اسی قسم کا واقعہ منقول کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ہمیں ایک سیاہ ناگ نظر آیا۔ وہ بیت اللہ کے پاس آیا اور سات مرتبہ طواف کیا پھر وہ مقام ابراہیم پر آیا ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ نماز ادا کرنے میں مشغول ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس سانپ کے پاس آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ '' شاید تو نے اپنی عبادت مکمل کر لی ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ شہر کے احمق لوگ تجھے نقصان دیں گے''۔ یہ سن کر وہ سانپ آسمان کی طرف چلا گیا۔

کعبہ معظمہ اور مقام ابراہیم کی ابدی نشانیاں

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ (آل عمران: ۹۶-۹۷)

''بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا برکت والا ہدایت (کا سرچشمہ) ہے۔ سب جہانوں کے لئے اس میں روشن نشانیاں ہیں۔ (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو بھی داخل ہوا اس میں ہو جاتا ہے (ہر خطرہ سے) محفوظ''۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔ بیت اللہ میں کئی واضح نشانیاں ہیں۔ مثلاً پرندوں کا اس کے اوپر پرواز نہ کرنا۔ درندوں کا حرم کعبہ میں اپنے شکار سے تعرض نہ کرنا اور جس ظالم نے بھی بری نیت سے اس کا قصد کیا اس کا نیست و نابود ہو جانا مثلاً اصحاب فیل کا عبرتناک انجام۔

مقام ابراہیم مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے۔ اصل میں'' مِنْهَا مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ '' تھا۔ یا پھر آیات (نشانیاں) کا بدل بعض ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ عطف بیان ہے۔ یعنی آیات سے مراد یہ ہے کہ سخت پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کی نشان لگ جانا، ان کا ٹخنوں تک نیچے چلا جانا، تمام پتھروں کو چھوڑ کر اس پتھر کی تخصیص کرنا، اس کا ہمیشہ کے لیے باقی رہنا۔ جبکہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے آثار ختم ہو گئے ہیں اور دشمنوں کی کثرت کے باوجود اس کا محفوظ رہنا۔

''اٰيَةٌ بَيِّنَةٌ'' (واحد کے صیغہ کے ساتھ) پڑھنا بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک لگنے کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ کعبہ مشرفہ کی بنیادیں بلند فرما رہے تھے تو آپ اس پتھر پر کھڑے تھے تاکہ اوپر پتھر رکھنا ممکن ہو جائے۔ اسی وجہ سے آپ علیہ السلام کے قدم مبارک اس پتھر پر لگ گئے۔

''مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا'' یہ جملہ یا تو ابتدائیہ ہے یا شرطیہ ہے اور معنی کے اعتبار سے'' مقام'' پر اس کا عطف ہے کیونکہ اس کا معنی یہ ہے '' وَمِنْهَا اَمْنُ مَنْ دَخَلَهٗ اَوْ فِيْهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ وَ اَمْنُ مَنْ دَخَلَهٗ''

اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کی بے شمار آیات میں صرف دو کا تذکرہ کیا یہ حضور ﷺ کی اس حدیث کی طرح ہے:

حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَ قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ''

ان دو نشانیوں کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ ان کا اثر قیامت تک باقی رہے گا اور اس کی پناہ میں آنے والا بروز حشر عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گا۔

شہاب خفاجی اپنے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ پرندوں کا بیت اللہ کے اوپر سے نہ گذرنا اب بھی باقی ہے۔ بیت اللہ کے اوپر سے صرف وہی پرندہ گذرتا ہے جو بیمار ہو۔ اور اس کا مقصد شفا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ لیکن محدثین اس پر اعتراض کرتے ہیں کیونکہ جب جاحظ نے کہا کہ پرندے صرف شفا کے حصول کے لیے ہی بیت اللہ کے اوپر سے گذرتے ہیں تو ابن عطیہ نے ان پر اعتراض کیا۔ انہوں نے کہا یہ بات عام حالات کے خلاف ہے۔ عقاب سانپ کو پکڑنے کے لیے اس کے اوپر آیا تھا۔ بعض

نے اپنے مقتولین سے دوگنا ہمارے افراد کو قتل کر دیا ہے۔ ہمارے اور ان کے مابین صلح کرا دو۔ ہم عہد و میثاق کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کو تکلیف نہیں دیں گے۔ قریش نے ان کے درمیان صلح کرا دی۔ اسی وجہ سے بنو سہم کو'' **العیاطلہ قتلة الجن**'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

شیخ اکبر نے'' مسامرات'' میں ابراہیم بن سلیمان الصوفی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ذی نصر کے مقام پر تھا۔ ایک شخص جنگل میں گیا تا کہ اہل خانہ کے لیے ایندھن جمع کرے۔ وہ شخص اسی جنگل میں غائب ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس کے اہل خانہ بہت پریشان ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد وہ شخص واپس آ گیا۔ وہ اس وقت انتہائی کمزور تھا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ رعب اور گھبراہٹ کے اثرات اس پر نمایاں تھے۔ ہم نے اس کی اس کیفیت کے متعلق سوال کیا تو اس نے اپنے ساتھ پیش آنے والے حالات کی تفصیل یوں بیان کی۔

اسی اثناء میں کہ میں جنگل میں سے لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک سانپ آ گیا میں نے اس کو قتل کر دیا۔ اسی وقت مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب میں ہوش میں آیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک ایسی جگہ پایا جسے میں جانتا نہ تھا اور میں ان لوگوں کے مابین تھا جن سے میں آشنا نہ تھا۔ ان کے کچھ افراد نے مجھے پکڑا اور اپنے ایک بزرگ کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ بزرگ ان کا سردار تھا۔ اس شیخ نے ان سے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا اس شخص نے ہمارے چچازاد کو قتل کر دیا ہے۔

اس بزرگ نے مجھ سے کہا اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا میں ان کی بات نہیں سمجھ سکا۔ میں جنگل میں اپنے اہل خانہ کے لیے لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا کہ میرے سامنے ایک سانپ آ گیا۔ میں نے اس کو ہلاک کر دیا۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے وہ ہی تو ہمارا چچازاد بھائی تھا۔ تمام واقعہ سن کر بزرگ نے کہا اس کو اپنے پاس بطور قیدی رکھو اور اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ تا کہ میں تمہارے معاملہ میں غور و خوض کر لوں۔ میں صرف دودھ پیتا۔ میں نے سارا عرصہ اسی پر گذارہ کیا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد انہوں نے دوبارہ مجھے اس بزرگ کے سامنے پیش کر دیا اور دوبارہ اپنا دعویٰ بیان کیا۔ بزرگ نے مجھ سے سوال کیا میں نے بھی اپنی پہلی بات دہرا دی اس بزرگ نے اس قوم سے کہا اس شخص پر تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ جو اپنی شکل کے علاوہ کسی اور صورت میں متشکل ہوا اور وہ قتل ہو گیا تو پھر نہ تو اس کا قصاص ہو گا اور نہ ہی بدلہ۔ تمہارے ساتھی نے بھی سانپ کی شکل اختیار کر لی تھی۔ لہٰذا تم اس کو آزاد کر دو۔ میں نے اس بزرگ سے کہا اے شیخ محترم! کیا آپ نے حضور ﷺ کی زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے؟ انہوں نے کہا! جب نصیبین کے جنات کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں بھی ان میں شامل تھا۔ اس وقت اس وفد میں سے میرے علاوہ اور کوئی جن زندہ نہیں ہے۔ یہ جنات ہماری قوم ہیں۔ وہ مجھی سے اپنے معاملات کا فیصلہ کروانے آتے ہیں۔ میں ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد اس شیخ نے جنات سے کہا اس شخص کو وہیں پہنچا دو جہاں سے تم نے اس کو اٹھایا تھا۔ پھر مجھے کچھ محسوس ہی نہ ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو اسی جگہ دیکھا جہاں میں اپنے اہل خانہ کے لیے لکڑیاں جمع کرنے گیا تھا۔ میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

دعا کو قبول فرمالیتا ہے۔ حضرت محمد بن ادریس فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ روایت حمیدی سے سنی ہے اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جو دعا بھی ملتزم میں مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کر لیا۔ محمد بن حسن فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ روایت محمد بن ادریس سے سنی ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں نے ملتزم میں جو دعا بھی کی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمالیا اسامہ فرماتے ہیں کہ رشیق نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ اسامہ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ روایت حضرت رشیق سے سنی ہے اس وقت سے لے کر آج تک ملتزم میں میں نے دنیاوی امور کے متعلق جو بھی دعا کی وہ پوری ہوئی اور مجھے یقین ہے کہ میری وہ دعائیں بھی قبول ہوں گی۔ جو میں نے ملتزم میں آخرت کے بارے میں کی ہیں۔ ابوعلی کہتے ہیں کہ ملتزم میں کی گئی میری اکثر دعائیں قبول ہوئیں اور جو رہ گئی ہیں ان کے متعلق مجھے یقین ہے کہ وہ بھی ضرور قبول ہوں گی۔ (مذکورہ بالا تمام حضرات اس حدیث کے راوی ہیں)

محبّ الدین الطبری نے اسی روایت کو محمد بن حسن سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ میری دعا قبول ہوئی جو میں نے ملتزم میں کی۔ محمد بن ادریس، عبداللہ بن محمد، حمزہ، ابوالفتح الغزنوی، ابوطاہر الاصبہانی، ابو عبداللہ نفیسی اور محمد بن مسدی وغیرہ سب نے یہی دعویٰ کیا ہے کہ وہاں ان کی تمام دعائیں قبول ہوئیں۔

اس کے بعد علامہ الطبری کہتے ہیں کہ یہاں میری ہر دعا کو بھی شرف قبولیت نصیب ہوا۔ صاحب البحر العمیق نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ پھر فرمایا ابن جماعۃ نے کہا ہے کہ میرے والد محترم قاضی شہاب الدین احمد بن الضیاء نے فرمایا ہے کہ ملتزم میں کی ہوئی میری ہر دعا کو شرف قبولیت ملا۔ ابن جماعۃ فرماتے ہیں کہ میں نے جو بھی یہاں دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔

قاضی نور الدین نے محمد بن خلیل، انہوں نے عثمان بن محمد سے انہوں نے ابن مسدی سے، سعد الدین نے محمود بن علی سے انہوں نے عبدالصمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن یوسف سے وہ اپنے والد سے وہ محمد بن ناصر سے وہ محمد بن احمد سے وہ عبدالرحمٰن السلمی سے وہ عبداللہ بن ابی غالب سے وہ محمد بن حسین سے وہ محمد بن ادریس سے وہ سفیان بن عیینہ سے وہ عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا ملتزم ایک ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ جو بندہ بھی اس جگہ دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمالیتا ہے۔ اس حدیث کے تمام راوی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم نے ملتزم میں دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا کو شرف قبولیت سے نوازا۔

عمرو بن شعیب اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب میں کعبہ شریف کے پیچھے کی طرف گیا تو انہوں نے فرمایا کیا تم پناہ نہیں مانگو گے۔ میں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آگے بڑھ گئے۔ جب وہ حجر اسود کے پاس پہنچے تو اس کو بوسہ دیا رکن اور دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے اپنا سینہ، چہرہ، ہتھیلیاں اور بازوں کو پھیلا کر کعبہ کے ساتھ لگا دیئے۔ انہوں نے فرمایا میں نے سرور کائنات ﷺ کو دیکھا انہوں نے اسی طرح کیا تھا۔

حضرت شعیب ہی سے روایت ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو نے اپنے والد عبداللہ بن عمرو بن العاص کے ساتھ طواف

علماء فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر سے صرف وہی پرندہ گزرتا ہے جس کا خون رائیگاں ہوتا ہے۔ حالانکہ کبوتر وہاں بے شمار ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کبھی بھی بیت اللہ کے اوپر محو پرواز نہیں ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ صاحب علم و دانش کے لیے عقاب کا بیت اللہ کے اوپر آنا اور سانپ کو پکڑنا یہ بیت اللہ کی عزت و توقیر کے خلاف نہیں ہے۔ اس واقعہ کے علاوہ اور کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ عقاب بیت اللہ کے اوپر محو پرواز ہوا ہو۔ اب نہ تو ابن عطیہ کا اعتراض باقی رہا اور نہ ہی اس قول کا ضرورت باقی رہی کہ صرف وہی پرندے بیت اللہ کے اوپر محو پرواز ہوتے ہیں جن کا خون رائیگاں ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ بیت اللہ کے اوپر کوئی پرندہ بھی محو پرواز نہیں ہوتا۔ سوائے اس پرندے کے لیے جو حصول شفا کے لیے اس کے اوپر اڑتا ہے۔

علامہ شہاب نے بھی لکھا ہے اور کشاف کی شرح میں بھی ہے کہ بیت اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بیت اللہ کے ارکان میں سے جس رکن پر بھی بارش ہو اس سمت میں واقعی تمام شہروں اور علاقوں میں سرسبزی اور شادابی ہو گی۔

علامہ شہاب نے حضور نبی محترم ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث ''حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَا کُمْ...... الخ'' کے متعلق لکھا ہے کہ ایک قصہ گو نے یہ دعویٰ کیا کہ خواہشات نفسانی سے کوئی بھی محفوظ نہیں حتیٰ کہ محمد عربی (ﷺ) بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ) اس نے مذکورہ بالا حدیث بطور دلیل پیش کی۔ بعض عارفین نے اس کا شدید رد کیا اور اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ایک عارف کامل کو رات کے وقت حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے اس سے فرمایا غم نہ کرو۔ ہم نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے۔ اس کے بعد ایک ڈاکو نے اس پر حملہ کر کے اسے واصل جہنم کر دیا۔

کعبہ معظّمہ کے وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے

ملتزم

ملتزم کو مدعی (دعا قبول ہونے کی جگہ) اور متعوذ (پناہ حاصل کرنے کی جگہ) بھی کہتے ہیں۔ ازرقی کی روایت کے مطابق دروازے اور حجر اسود کا درمیانی حصہ ملتزم کہلاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اس روایت کو ابن عدن نے مثیر شوق الانام میں ذکر کیا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفا'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ملتزم میں دعا مانگے گا اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کے بعد میں نے ملتزم میں جو بھی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کر لیا۔ حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت سنی ہے۔ میں نے ملتزم میں جو بھی دعا کی اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول فرمایا۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ روایت حضرت عمرو بن دینار سے سنی ہے اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جو دعا بھی ملتزم میں کی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمالیا۔ حمیدی فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے یہ روایت حضرت سفیان بن عیینہ سے سنی ہے اس وقت سے میں جو دعا بھی ملتزم میں کھڑے ہو کر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اس

بہترین ہے۔ اسی مقام سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کعبہ پر حملہ کرنے والوں کا عبرت ناک انجام

ان عبرتناک داستانوں میں سے ایک اصحاب فیل کی داستان ہے۔ یہ قصہ مشہور و معروف ہے اور سورۃ فیل میں اسی واقعہ کا تذکرہ ہے۔

شاہ تبع کا کعبہ شریف پر حملہ کرنے کا ارادہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ شاہ تبع کعبہ مشرفہ پر حملہ کی غرض سے روانہ ہوا۔ جب وہ ''کراع الغمیم'' کے مقام پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر سخت آندھی کو مسلط فرما دیا وہ آندھی اتنی شدید تھی کہ اس میں کھڑا ہونے والا کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔ اور اگر وہ بیٹھنے کی کوشش کرتا تو نیچے گر جاتا۔ اس آندھی نے تبع کو سخت مشکل میں ڈال دیا اس نے اپنے دو جید علماء بلائے اور ان سے اس مصیبت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا اگر ہم سچ بتا دیں تو کیا ہمیں جان کی امان حاصل ہوگی۔ تبع نے کہا تمہیں امان حاصل ہوگی۔ ان دونوں نے کہا'' تو اس گھر کو گرانا چاہتا ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ہر شخص سے فرمائی جو اس کی طرف بری نیت سے آیا۔ اس نے کہا اب غلطی کا ازالہ کیسے ہو سکتا ہے۔ علماء نے کہا اب اس کے ازالے کی صرف ایک صورت ہے کہ تو صرف دو کپڑے پہن لے اور اپنی زبان سے لبیک لبیک کی صدائیں لگاتا ہوا اس گھر کی طرف جائے۔ اس گھر کا طواف کرے اور اس کے رہنے والوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ دے۔ بادشاہ نے کہا اگر میں نے یہ عمل کیا تو کیا یہ مصیبت ٹل جائے گی۔ انہوں نے کہا ہاں، اس کے بعد اس نے دو چادریں پہنیں اور لبیک لبیک کی صدائیں لگاتا ہوا حرم کعبہ کی سمت آیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اسی وقت تیز آندھی ختم ہوگئی۔ جس طرح طلوع آفتاب کے بعد شدید ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔

حجاج بن یوسف کا کعبہ معظمہ کی بے حرمتی کرنا

حجاج بن یوسف نے منجنیق کو کوہ ابی قبیس پر نصب کر کے کعبہ معظمہ پر آگ اور پتھر برسائے۔ کعبہ مشرفہ کے پردوں کو آگ لگ گئی۔ پھر جدہ کی طرف سے بادل اٹھا اس میں گرج اور چمک سنائی دیتی تھی۔ بیت اللہ اور اس کے اردگرد بارش ہوئی۔ جس سے آگ بجھ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے لشکر حجاج پر بھی بجلی گرائی جس سے ان کی منجنیق جل کر سیاہ ہوگئی۔ حضرت عکرمہ کے خیال کے مطابق منجنیق کے ساتھ چار آدمی بھی جل گئے۔ یہ گرج و چمک دیکھ کر حجاج نے کہا یہ بجلی تمہیں خوفزدہ نہ کر دے یہ بجلیوں کی زمین ہے۔ پھر ایک اور بجلی گری۔ جس سے چالیس آدمی جل گئے یہ واقعہ عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت ۷۳ ہجری کا ہے۔

دینوری نے ''المجالسہ'' میں محمد بن عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کوہ ابی قبیس پر تھا۔ جب انہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر سنگ باری کے لیے منجنیق نصب کی اچانک آسمان سے بجلی گری گویا کہ میں اب بھی اسے دیکھ رہا ہوں وہ سرخ گدھوں کی طرح چکر لگا رہی تھی اس نے منجنیق کے اردگرد پچاس آدمیوں کو خاکستر بنا دیا۔

کیا۔ جب ساتواں چکر لگاتے ہوئے وہ کعبہ کے پیچھے پہنچے تو انہوں نے کہا پناہ مانگو ایک نے کہا" اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ "
دوسرے نے کہا" اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ " پھر وہ طواف کرنے میں مشغول ہو گئے۔ جب وہ رکن تک پہنچے تو اسے بوسہ
دیا اور رکن اور دروازے کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنے چہرے اور سینے کو بیت اللہ کے ساتھ لگایا۔ انہوں نے کہا میں نے
رسول مکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رکن اور دروازے کے درمیانی حصہ کو ملتزم کہتے
ہیں۔ اس کو ملتزم اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ اس کے ساتھ لپٹ جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن حسن بن صفوان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو رکن اور دروازے کے پاس
دیکھا۔ آپ ﷺ اپنے رخ انور کو بیت اللہ کے ساتھ لگائے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ
فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا رکن اور مقام کے مابین ملتزم ہے۔ جو مریض بھی اس جگہ دعا مانگے گا اس کو شفا ملے
گی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے بھی ملتزم میں دعا مانگی اس کی دعا کو شرف قبولیت
سے نوازا گیا۔ ان سے ہی روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا جس مصیبت زدہ یا غمزدہ نے ملتزم میں دعا مانگی اللہ
تعالیٰ نے اس سے اس غم اور مصیبت کو دور کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ دروازے اور حجر کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے تھے: " اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَسْئَلُکَ ثَوَابَ الشَّاکِرِیْنَ وَنُزُلَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ یَقِیْنَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَخُلَّةَ الْمُتَّقِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ "

ابوسلیمان دارانی سے روایت ہے کہ ایک شخص حج سے فارغ ہو کر کعبہ کے دروازے میں کھڑا ہوا اور اس نے یہ حمد وثناء
کی۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں وہ حمد وثنا جس سے میں آشنا ہوں اور جس سے میں آگاہ نہیں ہوں وہ تمام اللہ کے لیے
ہے۔ میں ان تمام نعمتوں پر جنہیں میں جانتا ہوں یا جن سے میں واقف نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف اور حمد بیان کرتا
ہوں۔ میں یہ ستائش اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کی تعداد کے برابر کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں یا جن سے میں آگاہ نہیں ہوں۔
حمد وثنا کا یہ ترانہ الاپ کر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔ دوسرے سال اس نے پھر حج کیا فراغت کے بعد وہ باب کعبہ پر کھڑا ہو کر
یہی حمد وثناء کرنے لگا۔ اس وقت ایک صدا آئی اے عبداللہ! تو نے پچھلے سال بھی نیکیوں کو لکھنے والے فرشتوں کو تھکا دیا تھا۔ وہ
آج تک تیرے لیے اس حمد کا ثواب قلمبند کر رہے ہیں۔

حضرت معروف کرخی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بیت اللہ کا حج کیا۔ رخصت ہوتے وقت اس نے یہ دعا مانگی۔
اے میرے مالک تیرے لیے حمد وثناء ہے۔ یہ ستائش تعداد میں اتنی ہے جتنی مرتبہ تو اپنی مخلوق سے درگذر کرتا ہے پھر اس نے
دوسرے سال حج کیا۔ فراغت کے بعد اس نے یہی کلمات دہرائے۔ اس نے آواز سنی اے عبداللہ! ہم ابھی تک تیری اس حمد و
ثناء کے ثواب کو بھی شمار نہیں کر سکے جو تو نے پچھلے سال کی تھی۔

حضرت حسن بصری کے رسالہ میں ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا رکن اور مقام کا درمیانی حصہ روئے زمین سے

اوپر الٹ دیا۔ جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔ باقی چار نے راہ فرار اختیار کی۔

حرم کعبہ میں گناہ کی سزا

علقمہ بن مرثد سے روایت ہے کہ ایک شخص بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اس نے اچانک ایک عورت کی کلائی دیکھی حصول لذت کے لیے اس نے اپنی کلائی عورت کی کلائی پر رکھ دی۔ اس گناہ کی وجہ سے ان کی کلائیاں باہم جڑ گئیں وہ ایک بزرگ کے پاس آئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ بزرگ نے کہا اسی جگہ چلے جاؤ جہاں تم نے اس گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اللہ رب العزت سے وعدہ کرو تم دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرو گے۔ انہوں نے بیت اللہ کے پاس جا کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیا۔ جس کی وجہ سے ان کی کلائیاں علیحدہ علیحدہ ہوگئیں۔

اساف اور نائلہ کا خوفناک انجام

ابونجیح سے روایت ہے کہ ایک مرد اور عورت تھے۔ ان کا نام اساف اور نائلہ تھا۔ وہ شام کے علاقہ سے حج کرنے کے لیے آئے۔ دوران طواف مرد نے عورت کا بوسہ لیا۔ جس کی سزا میں وہ دونوں مسخ ہو کر پتھر بن گئے۔ وہ دونوں مسجد حرام کے ایک گوشے میں پڑے رہے۔ جب اسلام کا بول بالا ہوا تو انہیں اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا۔

ایک شخص کے ہاتھ کا شل ہو جانا

خویطب بن عبدالعزیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کعبہ معظمہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک عورت بیت اللہ کی طرف آئی۔ وہ اپنے خاوند سے پناہ طلب کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اس کا خاوند بھی آ گیا۔ جب اس نے عورت کو پکڑنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ میں اس شخص کو اسلام کے بعد بھی دیکھا کرتا تھا۔ اس کا ہاتھ اسی طرح شل رہا۔

ہرن کو پکڑنے کی سزا

عبدالعزیز بن ابی رواد سے روایت ہے کہ ایک قوم ذی طویٰ کے مقام پر خیمہ زن ہوئی۔ ایک ہرن ان کے قریب آ گیا ان میں سے ایک شخص نے اس کو پاؤں سے پکڑ لیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا تیرے لیے ہلاکت ہو ہرن کو چھوڑ دے وہ مسکرانے لگا اور ہرن کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ ہرن مینگنیاں اور پیشاب کرنے لگا۔ پھر اس نے ہرن کو آزاد کر دیا۔ تمام اہل قافلہ قیلولہ کے لیے سو گئے۔ ایک شخص کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ ایک سانپ ہرن پکڑنے والے شخص کے پیٹ پر کنڈل مار کر بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھی نے اس سے کہا حرکت نہ کرنا ذرا دیکھو تمہارے پیٹ پر کیا ہے۔ وہ سانپ اس شخص کے پیٹ پر ہی رہا حتی کہ اس نے بھی ہرن کی طرح بول اور براز کر دیا۔

مجاہد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگ مکہ معظمہ آئے وہ ذی طویٰ کے مقام پر کیکر کے درختوں کے نیچے خیمہ زن ہوئے۔ انہوں نے روٹیاں تو پکالیں لیکن ان کے پاس سالن نہ تھا۔ ان میں سے ایک شخص اٹھا اپنی کمان میں

ابوطاہر قرمطی کا واقعہ

جب ابوطاہر قرمطی نے حجر اسود کو اکھیڑ لیا اور میزاب کو اکھیڑنے کے لیے ایک شخص کو کعبہ معظمہ کی چھت پر چڑھایا۔ وہ شخص سر کے بل نیچے گرا اور اسی وقت مر گیا۔ ابوطاہر حجر اسود کو لے کر واپس آ گیا۔ اس نے بارہ سال حجر اسود کو اپنے پاس رکھا۔ پھر اس سے یہ مبارک پتھر مطیع اللہ نے خرید لیا۔ جب ابوطاہر اس کو لے جا رہا تھا تو اس کے نیچے چالیس اونٹ ہلاک ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تین سو اور بعض راوی کہتے ہیں کہ پانچ سو اونٹ ہلاک ہوئے۔ جب حجر اسود کو مکہ معظمہ کی طرف واپس بھیجا جانے لگا تو اس کو کمزور اونٹوں پر لادا گیا وہ اسکی برکت سے وہ اونٹ طاقتور ہو گئے۔

حرم کعبہ کی تعظیم کا ایک اور واقعہ

عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی دادی کے ہمراہ عمرہ ادا کیا۔ میری دادی کے پاس صفیہ بنت شیبہ آئیں۔ انہوں نے ان کی بہت عزت و توقیر کی اور انہیں انعامات سے نوازا۔ صفیہ نے کہا اب میں اس خاتون کی تکریم کیسے کروں۔ دنیاوی مال تو اس کے پاس بے شمار ہے۔ انہوں نے ایک کنکری دیکھی جو رکن اسود سے اس وقت گری تھی۔ جب اس کو آگ لگی تھی۔ انہوں نے اس کنکری کو ایک ڈبیہ میں رکھا اور میری دادی کو دیتے ہوئے کہا اس کنکری کی حفاظت کرو۔ یہ رکن اسود کی کنکری ہے۔ اس کو دھو کر اس کا پانی مریضوں کو پلا دینا۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے گا۔ میری دادی جان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپسی کے لیے عازم سفر ہوئیں۔ جب وہ حرم شریف سے باہر نکلیں اور ایک جگہ خیمہ زن ہوئیں۔ تو ان کے سارے ساتھی بخار میں مبتلا ہو گئے۔ وہ اٹھیں، نماز ادا کی اور دعا کی۔ پھر وہ اہل کارواں کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہنے لگیں۔ تمہارے لیے ہلاکت ہو اپنے کجاوں کو دیکھو تم نے کعبہ مشرفہ سے کوئی چیز تو چوری نہیں کی یہ مصیبت تمہیں کسی گناہ کی وجہ سے ہی آئی ہے اہل قافلہ نے کہا ہم نے تو حرم پاک سے کوئی چیز نہیں لی۔ اس کے بعد دادی جان نے کہا میں نے ہی اس گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ تم کسی تیز رفتار اور طاقتور سوار کو دیکھو انہوں نے کہا عبدالاعلیٰ سے زیادہ قوی اور سریع سوار اور کوئی نہیں ہے۔ دادی جان نے کہا اس کے لیے ایک سواری کا بندوبست کرو۔ انہوں نے فوراً ایک سواری کا انتظام کر دیا۔ دادی جان نے پھر عبدالاعلیٰ کو بلایا اور اس سے کہا یہ ڈبیہ لے لو اس میں ایک کنکری ہے اسے صفیہ بنت شیبہ کے پاس لے جاؤ۔ اس سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کنکری کو اپنے حرم میں رکھا ہے۔ کسی کو وہاں سے لے جانے کی اجازت نہیں۔ ہم اس کنکری کو لے کر گئے تھے۔ اس کی وجہ سے ہم کو ایک عظیم آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمارے ساتھی بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اب دوبارہ اس سنگریزے کو حرم سے نکالنے سے پرہیز کرنا۔ عبدالاعلیٰ کہتے ہیں۔ جونہی میں نے اس سنگریزے کو حرم کعبہ میں رکھا تمام اہل کارواں ایک ایک کر کے صحت یاب ہونے لگے۔

حرم کعبہ سے چوری کی سزا

روایت کیا ہے کہ قبیلہ جرہم کے پانچ افراد نے کعبہ شریف کے خزانے میں زیورات چوری کرنے کا قصد کیا۔ ہر کونے میں ایک ایک شخص نگرانی کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اور پانچواں خزانے والی جگہ میں گھس گیا۔ اللہ تعالیٰ نے خزانے والا بکس اس کے

نے فرمایا آب زمزم جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ اگر تو اسے حصول شفا کے لیے پئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے گا۔ اگر تو پناہ حاصل کرنے کے لیے پئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے پناہ دے گا اور اگر تو اسے پیاس بجھانے کے لیے پئے گا تو یہ تیری پیاس بجھا دے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب آب زمزم پیتے تو یہ دعا مانگتے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ" (حاکم) لیکن دار قطنی نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا اگر تو یہ پاکیزہ پانی سیر ہونے کے لیے پئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے سیر کر دے گا۔ یہ حضرت جبرائیل کا چشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے اسے رواں فرمایا۔

ابن عربی فرماتے ہیں آب زمزم میں علم، رزق اور شفا دینے کی خاصیت قیامت تک برقرار رہے گی۔ لیکن ان کا حصول صرف اس آدمی کے لیے ممکن ہوگا۔ جس کی نیت درست اور اس کا ضمیر صاف ہوگا اور اس کی خصوصیات کا انکار کرنے والا نہ ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ خارش زدہ ذہنوں کو ذلیل فرماتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا آب زمزم جس مقصد کے لیے پیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کو پورا فرما دیتا ہے۔ جس نے مرض سے شفایاب ہونے کے لیے پیا اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی۔ جس نے بھوک مٹانے کے لیے پیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بھوک کو مٹا دیا۔ اور اگر کسی نے کسی ضرورت کو پورا ہونے کے لیے پیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ضرورت کو پورا فرما دیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا آب زمزم ہر بیماری سے شفا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا بخار جہنم کی گرمی سے ہے۔ اسے آب زمزم سے ٹھنڈا کیا کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ میں اتنی قوت و توانائی تھی کہ دوڑ میں ان سے کوئی آگے نہیں نکل سکتا تھا اور نہ ہی کشتی میں کوئی انہیں پچھاڑ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آب زمزم سے منہ موڑ لیا۔ پھر ان کے پاؤں میں بیماری پیدا ہو گئی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آب زمزم اسی مقصد کے لیے ہے جس مقصد کے لیے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ وہ آب زمزم کے کنویں کے پاس آئے اور اس میں سے پانی نکالا پھر دعا مانگی "اے میرے مولا! ابن ابی ملیکہ، ابن محمد بن المنکدر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا آب زمزم سے وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے جس مقصد کے لیے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ میں اسے قیامت کے دن کی پیاس کے لیے پیتا ہوں۔"

علمائے کرام نے آب زمزم کو دینی اور دنیاوی احتیاجات کے لیے پیا ہے اور اس کو خوب آزمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے تمام مقاصد پورے ہوئے۔ بحر عمیق میں ہے کہ جو شخص آب زمزم کو مغفرت کے لیے پینا چاہے وہ یہ عرض

تیر رکھا اور اسے حرم شریف کے ایک ہرن پر پھینکا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ باقی قافلہ والوں نے اس کی کھال اتاری اور اس کو پکانے لگے۔ اسی اثناء میں کہ ان کی وہ دیگ آگ پر تھی اور گوشت بھونا جا رہا تھا۔ اس دیگ کے نیچے سے آگ کی ایک بہت بڑی گردن نکلی۔ اس نے تمام قافلہ والوں کو خاکستر بنا دیا۔ آگ نے ان کے کپڑوں، ساز و سامان اور درختوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ اس روایت کو ازرقی نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اسی قسم کا واقعہ وادی محسر میں ایک شکاری کے لیے بھی ظاہر ہو چکا ہے۔

ایک شخص نے حرم کعبہ کو گستاخانہ نگاہ سے دیکھا اسی وقت اس کی آنکھ اس کے رخسار پر بہہ پڑی روایت ہے کہ بنو عامر کے پانچ آدمیوں نے بیت اللہ کے پاس جھوٹی قسم اٹھائی۔ پھر وہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ایک چٹان کے نیچے اقامت گزیں ہوئے۔ ابھی وہ قیلولہ کرنے ہی لگے تھے کہ انہیں چٹان اپنے اوپر گرتی ہوئی نظر آئی وہ بھاگتے ہوئے چٹان کے نیچے سے نکلے۔ وہ چٹان پانچ حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ہر حصے نے ایک شخص کو ہلاک کر دیا۔

زمزم

کعبہ معظمہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آب زمزم ہے۔ حضرت ابن خیثم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس وہب بن منبہ تشریف لائے تو وہ بیمار ہو گئے ہم ان کی عیادت کے لیے گئے۔ ان کے پاس آب زمزم پڑا ہوا تھا۔ ہم نے ان سے عرض کی یہ پانی کافی گاڑھا ہے۔ آپ اس میں کوئی میٹھی چیز ملا کر استعمال فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا میں اس میں کوئی اور چیز ملا کر استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس مبارک پانی کو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زمزم کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ نہ تو کبھی ختم ہو گا اور نہ ہی اس کی مذمت کی جائے گی۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں برہ کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ یہ پاکباز انسانوں کا مشروب ہے۔ اللہ کی کتاب میں اس کو مضنونہ کے نام سے بھی تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ پانی کھانے کے قائم مقام اور بیماری سے شفاء ہے۔ اللہ کی قسم! جو شخص بھی اس پانی کو استعمال فرمائے گا اس کی تمام بیماریاں دور ہو جائیں گی اور اسے شفا نصیب ہو گی (سفیان بن منصور اور ارزقی نے اسے روایت کیا ہے)۔

روایت کیا جاتا ہے کہ بعض الہامی کتابوں میں ہے کہ آب زمزم کا چشمہ کبھی ختم نہ ہو گا۔ نہ ہی اس کی مذمت کی جائے گی۔ جو انسان اس کو سیر ہو کر پیئے گا۔ اس میں برکت ہو گی۔ اس کی ساری بیماریاں دور ہو جائیں گی اور اسے کامل شفا حاصل ہو گی۔ اس کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور اس سے پاکیزگی حاصل کرنا گناہوں کو مٹانا ہے۔ جو بندہ بھی اپنے پیٹ کو آب زمزم سے بھرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو علم اور نیکی سے بھر دے گا۔ (البحر العمیق)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سابقہ کتب میں آب زمزم کا نام مضنونہ تھا۔ سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس پانی کو نوش فرمایا تھا۔ یہ کھانے کے قائم مقام اور بیماریوں سے شفا ہے۔ مضنونہ اس کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے غیر مومن پر بخل کیا جاتا ہے۔ کوئی منافق اس بابرکت پانی کو سیر ہو کر نہیں پی سکتا۔ کہا گیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کو خواب میں کہا گیا۔ مضنونہ کو کھودو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ

زمزم پیا۔ پھر اس کی یہی کیفیت ہوئی۔ جب تیسری مرتبہ اس کو اسہال آئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مکمل شفا عطا فرمائی۔

صحیح البخاری میں ہے کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے لیے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو تین شب و روز مسجد حرام میں ٹھہرے رہے وہ صرف آب زمزم پیتے رہے۔ جس کی وجہ سے وہ موٹے ہو گئے اور ان کے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئیں جب انہوں نے یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا آب زمزم مبارک پانی ہے اور یہ کھانے کے قائم مقام ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ بیماری سے شفا ہے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور دو عالم ﷺ نے کبھی بھی بھوک یا پیاس کی شکایت نہیں کی۔ آپ ﷺ صبح کے وقت آب زمزم نوش فرما لیتے۔ اکثر اوقات جب ہم آپ ﷺ کو صبح کا ناشتہ پیش کرتے تو آپ ﷺ فرماتے ''میں سیر ہوں''

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ زمانہ جاہلیت میں زمزم کو ''شباعہ'' کہا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ یہ مبارک پانی اولاد کی کفالت کے لیے بہت مددگار ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ آب زمزم پینے میں مقابلہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ صبح سویرے اپنے اہل و عیال کو آب زمزم کے پاس لے آتے اور ان کو خوب پانی پلاتے یہی ان کا ناشتہ ہوتا تھا۔ ہم کہتے تھے کہ آب زمزم ہمارے اہل و عیال کی کفالت کے لیے ہمارا بہترین مددگار ہے۔

زنباع بن اسود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بیابان میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتا تھا۔ میں مکہ معظمہ میں آیا مجھے تین دن مسلسل کھانے کے لیے کوئی چیز نہ ملی میں نے کہا میں آب زمزم ہی پی لیتا ہوں۔ میں یہ ارادہ لے کر آب زمزم کے کنویں کے پاس آیا۔ میں گھٹنے کے بل گراتا کہ مجھ پر پانی کے قطرے نہ گریں میں نے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی نکالا حتی کہ ڈول بھر گیا پھر میں نے پانی پینا شروع کیا ایسے محسوس ہوتا تھا گویا کہ میرے دانتوں میں سے دودھ گذر رہا ہے۔ مجھے اونگھ محسوس ہوئی میں نے اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے جب میں واپس آیا تو میں خوب سیر تھا ایسے لگتا تھا کہ میں نے بہت سا دودھ پیا ہے۔

ایک چرواہا تھا جب وہ پیاسا ہوتا تو اسے آب زمزم دودھ کی طرح لذت دیتا۔ جب وہ وضو کرنے لگتا تو وہ اس میں پانی کی خصوصیات پاتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان اور منافق میں فرق یہی ہے کہ منافق آب زمزم سے سیراب نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آب زمزم اور آتش جہنم ایک بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا روئے زمین پر بہترین پانی '' آب زمزم'' ہے۔ ابن حبان اور الطبرانی نے اس روایت کو ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ آب زمزم دل کو تقویت دیتا ہے اور گھبراہٹ میں سکون بخشتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ''سقایہ'' کے پاس تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے فضل! اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور حضور

کرے اے میرے مولا! میں اس کو مغفرت کے لیے پیتا ہوں میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اور اگر کوئی شخص کسی مرض سے شفا یاب ہونے کے لیے پینا چاہے تو وہ اس طرح عرض کرے مولا! میں آب زمزم شفا کے حصول کے لیے پی رہا ہوں۔ مجھے شفا عطا فرما۔

حضور ﷺ نے اپنے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور فرمایا اے چچا جان! کیا آپ آب زمزم پیتے ہیں انہوں نے عرض کی ہاں لیکن اس کے پینے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اپنے لیے ایک ڈول نکال لیں۔ اگر خود نہ نکال سکیں تو کسی دوسرے شخص سے مدد لے لیں۔ پھر ڈول کے ساتھ منہ لگا کر پی لیں۔ ابتدا میں تین مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' پڑھیں اور آخر میں یہ دعا پڑھیں: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ فِیْهِ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً لِّکُلِّ سُقْمٍ''

ایک کتاب میں ہے کہ ایک عالم دین نے فرمایا ایک تاریک رات میں طواف میں مشغول تھا کہ مجھے پیشاب کی سخت حاجت ہوئی۔ میں نے اس پیشاب کو روکنا چاہا۔ جس سے مجھے شدید اذیت ہوئی۔ مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ اگر میں مسجد حرام سے باہر نکلا تو میرا پاؤں گندگی پر پڑ جائے گا۔ وہ حج کے دن تھے۔ مجھے سرور کائنات ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا۔ آب زمزم سے وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے جس کے لیے اس کو پیا جاتا ہے۔ میں آب زمزم کے پاس آیا اور پیٹ بھر کر پانی پیا۔ پھر صبح تک مجھے پیشاب کی حاجت نہ ہوئی۔

امام شافعی نے علم اور تیر اندازی کے لیے آب زمزم پیا۔ انہیں علم میں اعلیٰ مقام نصیب ہوا اور تیر اندازی میں دس میں سے دس تیر نشانے پر لگتے تھے۔ یا پھر ایک تیر خطا ہوتا اور نو تیر نشانے پر لگتے۔

ایک شخص نے ستو پیے ان میں سوئی تھی۔ لیکن اسے محسوس نہ ہوا اور وہ سوئی اس کے حلق میں پھنس گئی۔ شدت تکلیف کی وجہ سے وہ اپنا منہ بھی بند نہ کر سکتا تھا۔ جب وہ مرنے کے قریب ہو گیا تو لوگوں نے اس کو آب زمزم پینے کا مشورہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے شفا مانگنے کے لیے کہا۔ اس نے کچھ آب زمزم پیا اور مسجد کے ستون کے پاس بیٹھ گیا۔ اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ جب بیدار ہوا تو اس کے حلق میں نہ تو کوئی سوئی تھی اور نہ ہی کسی تکلیف کا احساس تھا۔

ایک یمنی شخص کو مرض استسقاء لاحق ہو گیا اور اپنے علاج سے مایوس ہو گیا اسے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں ایک ماہر طبیب ہے۔ جب وہ آدمی اس طبیب کے پاس آیا تو اس نے اس کا علاج کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے ترش کلامی بھی کی۔ جب اس حکیم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا یہ مریض تین دن میں مر جائے گا۔ میں نے اس اندیشے سے اس کا علاج شروع نہ کیا کہ کہیں اس کی موت کی وجہ سے مجھ پر کوئی قدغن نہ لگے انتہائی مایوسی کے عالم میں وہ مریض آب زمزم کے کنویں کے پاس آیا۔ اور پانی کا ایک ڈول نکالا اور اس کو منہ لگا کر پانی پیا۔ جب آب زمزم اس کے پیٹ میں پہنچا تو اس نے محسوس کیا کہ کوئی چیز اس کے پیٹ میں گردش کر رہی ہے اور باہر نکلنا چاہتی ہے وہ شخص جلدی جلدی مسجد حرام کے دروازے کی طرف گیا تا کہ مسجد میں گندگی نہ پھیلے جونہی وہ مسجد سے باہر گیا اسے زبردست اسہال لگے۔ کچھ دیر بعد وہ شخص دوبارہ واپس آیا اور خوب سیر ہو کر آب

حضرت سہیل اس وقت مکہ معظمہ میں تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آب زمزم ہمیشہ اپنے پاس رکھتی تھیں وہ بیان فرماتی تھیں کہ رسول کریم ﷺ بھی ہمہ وقت اپنے پاس آب زمزم رکھتے۔ اس میں سے مریضوں کو پلاتے اور ان پر چھڑکتے تھے۔ (ترمذی)

مکحول سے روایت ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ اپنے پاس ہر وقت آب زمزم رکھتے تھے۔ جب شام کی طرف تشریف لے جاتے تو آب زمزم کو ہی بطور زادراہ لیتے۔

ضحاک بن مزاحم سے روایت ہے کہ پانی کو سیراب ہو کر پینا منافقت سے بری ہونے کی علامت ہے۔ اس کا مبارک پانی سردرد کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی زیارت آنکھوں کو جلا بخشتی ہے۔ عنقریب ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ یہ پاکیزہ پانی نیل و فرات سے زیادہ شیریں ہو جائے گا۔ ابو محمد الخزاعی فرماتے ہیں کہ 281 ہجری میں ہم نے یہ منظر دیکھا تھا۔ اس سال مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارشیں ہوئیں۔ جس سے وادیاں سیلاب سے لبریز ہو گئیں۔ آب زمزم کثیر ہو گیا اور کنارے سے صرف سات ہاتھ نیچے رہ گیا۔ اس سے پہلے کبھی بھی یہ پانی اتنا بلند نہیں ہوا تھا۔ وہ پانی انتہائی میٹھا ہو گیا۔ یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے تمام پانیوں سے شیریں ہو گیا۔ میں اور مکہ مشرفہ کے بہت سے لوگ اسی پانی کو پیتے تھے۔ میں نے کسی بزرگ سے نہیں سنا کہ آب زمزم اس سے پہلے اتنا میٹھا ہوا ہو۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں آدھی رات کے وقت میں زمزم کے کنویں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میں نے چند افراد دیکھے انہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ آدمی محو طواف تھے۔ جب وہ طواف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے میرے قریب نماز ادا کی۔ نماز ادا کرنے کے بعد ایک شخص نے کہا آؤ اب ہم صالحین کا مشروب پیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ چاہ زمزم کے پاس چلے گئے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں ان افراد کے پاس جاؤں گا اور ان سے سوالات کروں گا۔ جب میں اٹھ کر وہاں گیا تو مجھے وہاں کوئی انسان نظر نہ آیا۔

منیٰ

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ منیٰ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں سے لے کر آج تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے۔ ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

ابونعیم اور امام بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے ان سے کنکریوں کے متعلق عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کا حج قبول ہو جاتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر تجھے یہاں کنکریوں کا ایک عظیم پہاڑ نظر آتا۔

ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے کنکریوں کے متعلق سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا جو کنکریاں قبول ہوتی ہیں۔ انہیں اٹھالیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہاں ثبیر جتنا پہاڑ ہوتا۔ امام بیہقی نے

ﷺ کے لیے پانی لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ادھر سے ہی پانی پلا دو (آب زمزم پلا دو) انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم لوگ اس پانی میں اپنے ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے سہ بارہ فرمایا مجھے یہی پانی پلاؤ۔ پھر آپ ﷺ زمزم کے کنویں کے پاس آئے اس وقت لوگ وہاں پانی نکال رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا کام جاری رکھو تم ایک اچھے عمل میں مصروف ہو۔ پھر فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اس پر غلبہ پالو گے تو پھر میں اس کنویں میں اتر جاتا اور ڈول کی رسی اپنے کندھے پر رکھتا۔ (بخاری)

ابن جزم فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

ان جریج سے روایت ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے آب زمزم کا ایک ڈول نکالا اس سے نوش بھی فرمایا اور اپنے سر پر بھی انڈیلا۔

محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے جواب دیا میں زمزم سے آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آب زمزم کیسے پیا جاتا ہے۔ اس نے عرض کی آپ بیان فرمادیں تو بہتر ہے۔ انہوں نے فرمایا جب تم پانی پینے لگو تو قبلہ رو ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لو۔ تین سانس لے کر خوب سیر ہو کر پانی پیو۔ جب پانی پی چکو تو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور منافقین کے مابین فرق یہ ہے کہ منافقین آب زمزم سے سیر نہیں ہوتے۔ دار قطنی، حاکم اور مستدرک نے اس کو روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت امام مسلم اور امام بخاری کی شرائط پر ہے۔ امام الطبری کہتے ہیں "تضلع" کا معنی ہے کہ اتنا پیٹ بھر کر پینا کہ پسلیاں باہر نکلنے لگیں۔ تین مرتبہ سانس لیا جائے۔ ہر مرتبہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سے ابتداء کی جائے اور اختتام اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سے کیا جائے۔ نیز برتن میں سانس نہ لینے کا مطلب یہ ہے کہ برتن میں سانس لینے سے ممانعت آئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ ہمارے ساتھ زمزم کے کنویں کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے آب زمزم کا ایک ڈول نکالنے کا حکم دیا میں نے آپ ﷺ کے لئے کنویں سے پانی نکالا آپ ﷺ نے ڈول کے کنارے پر ہاتھ رکھا اور کافی دیر پانی نوش فرماتے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کو اٹھایا اور اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہا پھر اپنا منہ مبارک برتن سے لگایا اور کافی دیر پانی پیتے رہے لیکن یہ پہلے عرصے سے کم تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا منہ مبارک جدا کیا اور اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہا پھر تیسری مرتبہ اس ڈول میں سے پانی نوش فرمانا شروع کیا اور کافی دیر تک پانی پیتے رہے لیکن یہ عرصہ پہلے عرصہ سے کم تھا۔ پھر سر مبارک کو اٹھایا اور فرمایا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ پھر فرمایا ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہی ہے کہ منافق کبھی بھی آب زمزم سیر ہو کر نہیں پی سکتے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سہیل بن عمرو سے آب زمزم طلب فرمایا انہوں نے آب زمزم سے لبریز دو مشکیزے آپ ﷺ کو بھیجے آپ ﷺ اس وقت مدینہ طیبہ میں تھے اور

نصیب ہوتی ہے۔ان کی ارواح ہلکی پھلکی محسوس ہوتی ہیں۔لیکن انہیں اس فرحت وشادمانی کا کوئی ظاہری سبب نظر نہیں آتا۔ میں نے بذات خود یہ کیفیت سرور محسوس کیا ہے اور میرے تمام رفقاء نے بھی اسی قسم کی کیفیت محسوس کی ہے۔انہوں نے مجھے اس کے متعلق آگاہ کیا اور ان کی ظاہری کیفیت بھی ان کی صداقت کی غماز تھی۔اسی طرح بعض مشائخ نے مجھے فرمایا ہے کہ وہ شخص جو عید الفطر کے دن مسرت وشادمانی محسوس کرے وہ بھی جہنم سے آزاد کیا ہوا اور مغفور ومرحوم ہے۔

ابن علان مکی نے اپنی کتاب ''مثیر شوق الانام'' میں حضرت سفیان ثوری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حج کیا میں نے کہا میں عرفات سے ہی واپس چلا جاؤں گا اور پھر حج ادا کرنے کے لیے نہیں آؤں گا۔اچانک میں نے ایک بزرگ دیکھے جو اپنے عصا کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔وہ میری طرف لگاتار دیکھ رہے تھے۔میں نے ان سے کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَیْخُ'' انہوں نے کہا ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا سُفْیَانُ'' اپنی نیت سے رجوع کرلو۔میں نے کہا سبحان اللہ! آپ کو میری نیت کا کیسے علم ہوا۔انہوں نے کہا یہ میرے رب نے مجھ پر الہام کیا ہے۔اللہ کی قسم! میں نے پینتیس حج کیے ہیں۔میں پینتیسویں حج کے موقع پر میدان عرفات میں کھڑا تھا۔میں حجاج اور اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مشاہدہ کررہا تھا میں نے کہا کیا اللہ رب العزت نے میرا اور دیگر لوگوں کا حج قبول کرلیا ہے؟ میں اسی سوچ میں مستغرق تھا کہ سورج غروب ہوگیا۔لوگ عرفات سے مزدلفہ کی طرف جانے لگے۔میرے ساتھ کوئی ایک شخص بھی نہ تھا۔تاریکی چھا گئی اور میں وہیں سوگیا۔میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوچکی ہے۔لوگ جمع ہیں۔اعمال نامے اڑ رہے ہیں۔میزان اور صراط نصب ہے۔جنت اور دوزخ کے دروازے کھل چکے ہیں۔میں نے آتش جہنم کی صدا سنی وہ کہہ رہی تھی۔اے میرے مولا! حجاج کرام کو میری تپش اور سردی سے بچا۔آواز آئی اے آتش جہنم! ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے متعلق سوال کر۔یہ لوگ تو بیابان کی پیاس اور عرفات کی گرمی کا مزہ چکھ چکے ہیں۔اس لیے یہ قیامت کی پیاس سے نجات پاگئے ہیں اور انہیں شفاعت دی گئی ہے۔انہوں نے میری رضا کو تلاش کیا۔ان کا سفر اموال اور اپنے نفسوں کے لیے نہیں تھا۔وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نیند سے بیدار ہوا میں نے دو رکعتیں نماز ادا کی اور پھر سوگیا دوبارہ اسی خواب کا سلسلہ شروع ہوگیا میں نے نیند میں کہا کیا یہ خواب رحمان کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے، مجھے بتایا گیا کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا۔میں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو میرے کندھے پر لکھا تھا۔جس نے عرفات میں قیام کیا اور بیت اللہ کی زیارت کی میں اس کے گھرانے کے ستر افراد کے متعلق اس کی شفاعت قبول کروں گا۔میں نے خود یہ تحریر پڑھی۔پھر اس بزرگ نے کہا اس سال کے بعد ہر سال حج کرتا ہوں۔حتیٰ کہ میرے تہتر حج مکمل ہوچکے ہیں۔

حج میں ایک اور واضح نشانی

حج کی واضح نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ فقر،غنی،قوت وضعف اور قرب وبعد کے اختلاف کے باوجود جن لوگوں کے مقدر اور نصیب میں حج ہوتا ہے وہ اپنے وجود میں محبت اور شوق کی وہ کیفیت پاتے ہیں کہ انہیں کسی لمحہ قرار اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔اس کی راہ میں کتنی ہی ایسی رکاوٹیں ہوتی ہیں جو ہمتوں کو پست اور دکھوں میں اضافہ کردیتی ہیں۔لیکن ان کی آتش

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ کام ایک فرشتے کے سپرد ہے جو کنکریاں بارگاہ صمدیت میں قبول ہو جاتی ہیں وہ انہیں اٹھا لیتا ہے اور جو مقبول نہیں ہوتیں انہیں وہیں رہنے دیتا ہے۔

ابو نعیم فرماتے ہیں یہ ایک واضح نشانی ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ بیت اللہ کا حج شریعت محمدیہ نے ہی واجب قرار دیا ہے۔

الطبرانی نے اوسط میں ابو داؤد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا منیٰ اپنی تنگی میں رحم مادر کی طرح ہے۔ جو جب حاملہ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وسعت بخشتا ہے یعنی منیٰ میں جس قدر بھی زیادہ حجاج کرام اپنی سواریوں اور ساز و سامان سمیت آ جائیں وہ اس میں سما جاتے ہیں۔ جس طرح بچہ جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے۔ رحم مادر بھی وسیع ہوتی جاتی ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی پھیلتی جاتی ہے۔ حالانکہ عموماً اتنے کم رقبے میں اتنے کثیر لوگ نہیں سما سکتے۔ اکثر سالوں میں حجاج کرام کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے اور اکثر اوقات یہ تعداد کئی لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ اکثر حاجی ایک ایک قربانی دیتے ہیں۔ بعض دو دو تین تین قربانیاں بھی پیش کرتے ہیں۔ صرف بھیڑ اور بکریوں کی تعداد کئی لاکھ ہو جاتی ہے۔ گائیں اور اونٹ اس کے علاوہ ہیں۔ ایام حج میں بھی قصاب ان جانوروں کا گوشت فروخت کرتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان ایام میں جانوروں کی قیمتیں کم ہو جاتیں ہیں۔ اہل عرب اور دیگر لوگ اتنے جانور مکہ معظمہ میں کیوں لے کر آتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب میں مشہور ہے کہ وہ اگر ایام حج میں اپنے جانور فروخت کرنے کے لیے پیش نہ کریں تو ان کے جانور مرنے لگتے ہیں۔ وہ کچھ جانور ایام حج میں فروخت کر دیتے ہیں اور باقی واپس لے جاتے ہیں۔

مزدلفہ

مزدلفہ بھی واضح نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ ایک تنگ سا ریتلہ میدان ہے۔ جس میں پتھر بہت کم ہیں۔ اس کے باوجود حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ کنکریاں یہاں سے اٹھائی جائیں۔ ہر حاجی کو ستر کنکریوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر سال حاجی لاکھوں کنکریاں جمع کرتے ہیں اور وہ تمام کنکریاں اسی میدان سے اٹھائی جاتی ہیں۔ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں سے لے کر آج تک اٹھائے جانے والی کنکریوں کو اگر جمع کیا جائے تو ان سے ایک عظیم پہاڑ بن سکتا ہے۔ میں نے 1310 ہجری میں حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور مجھے خود اس بات کا مشاہدہ ہوا۔ جب میں مزدلفہ سے کنکریاں لینے گیا تو میں نے ریت کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا۔ جس کی لمبائی اور چوڑائی ایک ہاتھ تھی۔ میں نے وہاں سے صرف ایک کنکری نکالی۔ اس وقت مجھے کوئی دوسری کنکری محسوس نہ ہوئی میں نے دوسری مرتبہ پھر ہاتھ ڈالا مجھے ایک اور کنکری ملتی رہی۔ میں اسی ڈھیر میں ہاتھ ڈالتا رہا اور مجھے ایک ایک کنکری ملتی رہی یہاں تک کہ ان کنکریوں کی تعداد ستر ہو گئی۔ میں نے ریت کے اس ڈھیر سے کچھ زیادہ تجاوز نہ کیا۔

عرفات

ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جن حاجیوں کا حج قبول ہوتا ہے۔ انہیں عرفات سے روانگی کے وقت ایک روحانی خوشی اور راحت

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ○ (الحج: ۲۷)

''اوراعلان عام کردولوگوں میں حج کا وہ آئینگے آپ کے پاس پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہوکر جو آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے''۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سیوطی اپنی تفسیر در منثور میں فرماتے ہیں حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو انہوں نے عرض کی مولا! میں کعبہ معظمہ کی تعمیر سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم! لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ انہوں نے عرض کی مولا! میری آواز تمام لوگوں تک کیسے پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آواز کا پہنچانا میرے ذمۂ کرم پر ہے۔ انہوں نے عرض کی مولا! میں کیسے اعلان کروں اللہ تعالی نے فرمایا کہو اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر بیت اللہ العتیق کا حج فرض کردیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس صدا کو زمین وآسمان کے مابین ہر چیز نے سنا یہی وجہ ہے کہ لوگ دنیا کے گوشے گوشے سے لبیک لبیک کی صدائیں لگاتے ہوئے آتے ہیں۔

ابن جریر وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کو مکمل فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو انہوں نے یوں اعلان کیا اے لوگو! سنو اللہ تعالیٰ نے ایک گھر مقرر فرمایا ہے اور تمہیں اس کا حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی صدائے دلنواز کو جس چیز مثلاً پتھر، درخت، ریت اور مٹی وغیرہ نے سنا تو اس نے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہا۔

دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کے اعلان کے لیے صدا دی تو جس نے آپ کی صدا پر ایک دفعہ لبیک کہا اس نے ایک حج کیا جس نے دو مرتبہ لبیک کہا اس نے دو مرتبہ حج کیا جس نے دو سے زائد مرتبہ لبیک کہا اس نے دو سے زائد مرتبہ حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو وہ حجر پر کھڑے ہو گئے اور یوں صدا دی اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کردیا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صدا مبارک ان لوگوں نے بھی سنی جو ابھی تک اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کی رحموں میں تھے۔ اہل ایمان میں سے ان افراد نے '' لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ '' کہا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ قیامت تک حج ادا کریں گے۔

ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں آپ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے اور یوں صدا لگائی اے لوگو! تمہارے پروردگار نے ایک گھر مقرر فرمایا ہے۔ تم سب اس گھر کا حج کرو۔ جس جن وانس، شجر وحجر، ریت کے ٹیلے یا مٹی کے ڈھیلے، پہاڑ یا پانی یا کسی بھی چیز نے یہ صدا سنی اس نے کہا '' لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ '' ابوشیخ نے کتاب الاذان میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ اذان حضرت ابراہیم کی اذان (صدائے حج) سے ماخوذ ہے۔

شوق ہر آن فزوں تر ہوتی ہے۔ اکثر بیماریاں حجاج کرام کا راستہ روک دیتی ہیں۔ وہ کئی سال ان وباؤں میں مبتلا رہتے ہیں۔ بعض حاجیوں کو ایک طویل مدت ان اذیتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان کے شوق فراواں میں کبھی کمی نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس سفر کے لیے انہیں بہت سارو پیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور بعض اوقات انہیں مالی نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ جیسا کہ میں نے 1310 ہجری میں مشاہدہ کیا تھا۔ اتنی تکالیف اور اذیتوں کے باوجود میں نے بہت سے حجاج کرام کو دیکھا وہ آپس میں حج کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کوئی کہہ رہا تھا۔ اب میں خشکی کے راستے ایک اور حج کروں گا کوئی کہہ رہا تھا۔ اب میں سمندری راستہ سے ایک اور حج ادا کروں گا۔ انہیں حج کی لذت اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی تسکین کیسے بھول سکتی تھی۔ شدید ترین مشکلات اور سخت ترین حالات کے باوجود ان کی ارواح ان مقامات مقدسہ کے ساتھ ہی معلق تھیں۔ ایسی خبریں بہت مشہور و معروف ہیں کیونکہ قریب و بعید ممالک میں ان کا شہرہ بہت عام ہے۔ مگر ان کے حج کے ارادہ میں کبھی خلل پیدا نہیں ہوا۔ جب وہ اپنے ملک سے حج کی نیت سے روانہ ہونے لگتے ہیں تو وہ طاعون اور مختلف وباؤں کے متعلق سنتے ہیں۔ مگر ان کے دل میں حج کو مؤخر کرنے کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ ان تکالیف کے باوجود ہر سال حج کرتے ہیں۔ 1310ھ میں حج کرتے ہوئے ایک شامی صالح مرد حضرت سعید الحبال ہمارے رفیق راہ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ان کا چھتیسواں حج تھا۔ اس وقت ان کی عمر 80 سال کے لگ بھگ تھی۔ قویٰ کی ناتوانی اور کبر سنی کے باوجود وہ اپنے حجوں کی وجہ سے خاصی شہرت کے حامل تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے کمزوری کی وجہ سے حج نہ کرنے کا عزم کیا۔ جب حج کا موسم آیا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ کوئی ہانکنے والا بے اختیار مجھے ہانک کر ان مقدس مقامات کی طرف لے جا رہا ہے۔ جب ہم حج سے واپس آئے اور طور کے مقام پر پہنچے تو میں نے اس بزرگ کی صداقت کا مشاہدہ کر لیا وہاں وہ مرض اسہال میں مبتلا ہو گئے۔ ان کی یہ بیماری اتنی شدت اختیار کر گئی کہ وہ شفایاب ہونے سے ناامید ہو گئے۔ وہ اسی کمزوری اور ناتوانی کی کیفیت پر رہے۔ حتیٰ کہ ہم بیروت پہنچ گئے۔ پھر وہ شام کی طرف عازم سفر ہوئے۔ آئندہ سال انہوں نے حسب عادت حج کیا اس بزرگ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے صحیحین اور احادیث کی دیگر کتب شام کے جید علماء سے پڑھی ہیں۔ ان میں سے الشیخ عبد الرحمٰن الکزبری کا نام بڑا نمایاں ہے۔ ان علماء سے انہوں نے احادیث روایت کرنے کی اجازت حاصل کی۔

اب ہم دوبارہ اس شوق فراواں کی طرف آتے ہیں جو حاجیوں کو اتنی زیادہ رکاوٹوں کے باوجود سفر حج پر برانگیختہ کرتا ہے۔ یہ شوق انسانی اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے اسباب ہوتے ہیں جو انسان کو اپنے شوق اور عشق کی اتباع کرنے سے روکتے ہیں۔ وہ اس کو سب سے پسندیدہ مقام اور سب سے افضل مقامات کی زیارت سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا اس عجیب شوق کا عرفان ممکن ہے یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے جو ہماری عقل و دانش سے ماوراء ہے۔ حالانکہ دل میں اتنے زیادہ دنیوی اور فطرتی اسباب ہوتے ہیں لیکن اگر ان سب کو جمع بھی کر لیا جائے پھر بھی وہ شوق ان تمام اسباب پر غالب ہی رہے گا۔ اللہ کی قسم! اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی برحق دین ہے اور آقائے دو جہاں ﷺ کا پیغام صحیح اور سچا ہے۔ نیز وہ سورۃ الحج کی اس آیت کی صحت پر بھی دلالت کرتا ہے:

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ انہوں نے عرض کی اے میرے مولا! میں کیسے اعلان کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہو" لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ "سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہی تلبیہ کہا تھا۔

ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو گئے آپ نے آواز دی اس صدا کو تمام اہل زمین نے سنا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر مقرر فرمایا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس کا حج کرو۔ اس وقت اس پتھر پر آپ کے پاؤں مبارک کے نشان پڑ گئے۔ عبد بن حمید نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صفا پر چڑھ گئے اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔ ہر زندہ چیز نے آپ کی آواز کو سنا اور جو بھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے انہوں نے بھی یہ صدا سنی۔

عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ہر جن وانس اور ہر شجر و حجر نے آپ کی صدا پر لبیک کہا۔

الطبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کے لیے فرمایا گیا تو ان کے لیے پہاڑوں کو پست اور زمین کو بلند کر دیا گیا۔ آپ کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔ اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کوہ ابی قبیس پر تشریف لے گئے اور فرمایا" اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں لوگوں میں حج کا اعلان کروں۔ تم اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔ جس نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اس کو حج کی سعادت نصیب ہوگی۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ" وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج: ۲۷) "میں الناس سے مراد اہل قبیلہ ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الخ (آل عمران: ۲۷) اور " يَاْتُوْكَ رِجَالًا (الحج: ۲۷) "سے مراد پیدل آنے والے" وَعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ "سے مراد وہ اونٹ ہیں جو دور دراز کے علاقے سے حج ادا کرنے کے لیے آتے ہیں۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ضامر سے مراد وہ اونٹنیاں ہیں جو طویل مسافت کی وجہ سے دبلی ہو جاتی ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں" فَجٍّ عَمِيْقٍ (الحج ۲۷) "سے مراد دور دراز کا علاقہ ہے۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں اس سے مراد دور کی جگہ ہے۔

مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے کھانے میں برکت

مکہ معظمہ میں ایک اور نشانی کا بھی مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ یہ کہ یہاں قلیل کھانا بھی کثیر افراد کو کافی ہو جاتا ہے۔ اور مدینہ طیبہ عَلٰى صَاحِبِهَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ کے کھانے میں اس سے بھی زیادہ برکت ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ نے یوں دعا مانگی اے مولا! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور خلیل تھے۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں برکت کے لیے دعا مانگی تھی۔ میں محمد (ﷺ) تیرا بندہ اور رسول ہوں۔ میں

انہوں نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا اور حضور ﷺ نے لوگوں میں نماز کے لیے اذان دی۔

ابن ابی حاتم نے عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو حج کی طرف دعوت دیں تو انہوں نے اپنا رخ مشرق کی طرف کیا اور لوگوں کو بلایا پھر مغرب کی طرف منہ کر کے صدا لگائی پھر شام اور پھر یمن کی طرف منہ کر کے آواز دی۔ آپ علیہ السلام کو ہر طرف سے ''لبیک لبیک'' کی صدا آئی۔ ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ آپ علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے اور صدا دی اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں حج کا حکم دیا ہے۔ اس وقت زمین میں موجود تمام مخلوق نے جواب دیا۔ وہ لوگ جو ابھی ماؤں کی رحموں اور باپوں کی پشتوں میں تھے یا وہ جانور جو سمندر کی پنہائیوں میں تھے سب نے ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' کہا۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میں کیسے اعلان کروں۔ انہوں نے کہا آپ فرمائیں اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو آپ تین مرتبہ یہ کہیں۔ جب آپ نے تین مرتبہ یہ کہا تو لوگوں نے جواب دیا ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ رَبَّنَا لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْکَ'' مخلوق میں سے جس نے بھی آپ کی آواز پر لبیک کہا اس کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔ وہ کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ آپ نے ایسی آواز میں صدا دی جس کو مشرق و مغرب میں سنا گیا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔ وہ لوگ جو ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔ انہوں نے آپ کی صدا پر لبیک کہا حضرت مجاہد نے فرمایا اب ہر وہ شخص حج کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوگا۔ جس نے اس دن حضرت ابراہیم کی صدا پر لبیک کہا۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے حج کا اعلان کیا تو انہوں نے فرمایا اے لوگو اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو آپ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز میں صدا دی اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔

سعید بن منصور نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں کیسے اعلان کروں حضرت جبرائیل نے کہا یوں کہو اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو جب آپ نے یہ صدا دی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے پہاڑ، درختوں اور ہر فرماں بردار شئے نے ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' کہا اور یہی حاجیوں کا تلبیہ بن گیا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے یہ اعلان فرمایا تھا وہ بلند ترین پہاڑوں سے بھی بلند ہو گیا۔ آپ نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر حج کا اعلان فرمایا، وہ مخلوق جو سات سمندر کے نیچے تھی اس نے بھی آپ کی صدا کو سنا اور کہا ''لَبَّیْکَ اَطَعْنَا لَبَّیْکَ اَجَبْنَا'' جس نے آپ کی صدا پر لبیک کہا وہ قیامت تک ضرور حج کر لے گا۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے

سے ایک جوان آیا اس نے اپنا ہاتھ اس پرندے پر رکھا اور اس کو پکڑ لیا تا کہ وہ اسے اس شخص کو دکھائے جو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز ادا کر رہا تھا جب پرندہ اس شخص کے ہاتھ میں پہنچا تو اس نے بہت زیادہ شور وغل مچایا اس کی آواز کسی پرندے سے مشابہت نہیں رکھتی تھی۔ وہ جوان ڈر گیا اور اس نے پرندے کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ پرندہ دار الندوہ کے قریب بیٹھ گیا۔ لوگ اس کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے وہ بھی لوگوں سے مانوس ہو گیا۔ پھر وہ اپنی مرضی کے مطابق اڑا اور دار ندوہ اور دار عجلہ کے درمیانی دروازے سے اڑ گیا۔ اس کی پرواز قعیقان کی طرف تھی۔

مدد کرنے والے پرندے کی داستان

یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد شیخ اکبر نے ایک اور پرندہ کی حکایت رقم کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ 600 ہجری میں مجاہدین میں سے ایک شخص مصر کی طرف عازم سفر ہوا۔ اس نے اپنے سفر کے لیے بحر عیذاب کو اختیار کیا دوران سفر رات کو خوشگوار ہوا چلنے لگی۔ اس شخص کے علاوہ تمام مسافرین کھڑے ہو گئے اور موسم سے لطف اندوز ہونے لگے۔ اس وقت اس شخص کو رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی وہ رفع حاجت کے لیے جہاز کی اگلی طرف آیا اس کا قدم پھسلا اور وہ سمندر میں گر پڑا۔ موجوں نے اس کو ڈھانپ لیا جہاز کا کپتان سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پھر جہاز اتنی دور نکل گیا کہ وہ لوگوں کی نظروں سے بالکل پوشیدہ ہو گیا کپتان نے اس شخص کے متعلق کسی کو نہ بتایا تا کہ مسافروں میں اضطراب پیدا نہ ہو۔ علاوہ ازیں انہیں بتانے کا کوئی فائدہ بھی نہ تھا۔ کچھ دیر بعد کپتان نے ایک پرندہ دیکھا جس نے اس ڈوبنے والے کو پانی سے نکالا اور اس کو اٹھا کر جہاز میں رکھ دیا اور خود بادبان کے اوپر بیٹھ گیا وہ پرندہ کبھی اپنی چونچ لمبی کر لیتا اور کبھی سمیٹ لیتا پھر اس نے اس شخص کے کانوں میں کچھ کہا اور اڑ گیا۔ یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر کپتان اس شخص سے بہت زیادہ حسن ظن رکھنے لگا اور اس کی عزت و توقیر کرنے لگا وہ شخص سمجھ گیا اس نے کپتان سے کہا اے میرے بھائی! میں وہ نہیں ہوں جو تو مجھے گمان کر رہا ہے۔ یہ تو کوئی اللہ کا امر تھا۔ اس میں میرا اور تیرا علم برابر ہے۔ مجھے تو صرف اتنا علم ہے کہ مجھے موجوں نے پکڑ لیا تھا۔ مجھے موت کا یقین ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ اس وقت میں نے کہا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (یٰسین: ۳۸) اچانک یہ پرندہ ظاہر ہوا باقی واقعہ سے تم بھی آگاہ ہو۔ کپتان نے کہا میں نے دیکھا کہ پرندے نے اپنی چونچ سے تمہیں سرگوشی کی ہے۔ کیا اس نے تجھ سے کوئی بات کی ہے۔ اس شخص نے کہا ہاں میں دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ پرندہ کیسا ہے۔ جو میرا معاون و مددگار ثابت ہوا اس پرندے نے اپنی چونچ میرے کان کے قریب لے جا کر کہا: ''اَنَا تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ''

غزوۂ بدر کا ابدی معجزہ

امام قسطلانی نے ''مواہب'' میں ابن مرزوق سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کا معجزہ ابھی تک باقی ہے۔ میں نے کئی حاجیوں سے سنا کہ وہ جب بدر کے مقام سے گذرتے ہیں تو وہ بادشاہوں کے طبل کی مانند آواز سنتے ہیں وہ یہی سمجھتے کہ یہ مسلمانوں کی مدد اور اعانت کی علامت ہے۔ میں جب یہ واقعہ سنتا تو بعض اوقات تو اس کا انکار کر دیتا اور بعض اوقات اس کی تاویل یہ کرتا کہ مقام بدر ایک غیر ہموار جگہ ہے وہاں جانوروں کے پاؤں سے آواز پیدا ہوتی ہوگی۔ وہ حاجی

تجھ سے اہل مدینہ کے لیے دعا مانگتا ہوں۔تو ان کے مد اور صاع میں برکت ڈال۔جس طرح کہ تو نے مکہ معظمہ کے مد اور صاع میں برکت دی۔ بلکہ اس سے دوگنی برکت عطا فرما۔

مسلم اور بخاری میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یوں دعا فرمائی اے پروردگار! مدینہ طیبہ میں مکہ معظمہ سے دوگنی برکت عطا فرما۔اے مولا! اس کے ناپ، مد اور صاع میں برکت دے۔

امام سمہودی خلاصۃ الوفاء میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ برکت دینی اور دنیوی امور میں مطلوب تھی۔ کیونکہ اس سے مراد زیادتی اور نمو ہے۔اہل مدینہ کے ناپ کو برکت حاصل ہے۔کیونکہ ان کا مد وہ کفایت کرتا ہے کہ کسی اور جگہ کا اتنی کفایت نہیں کرتا۔اور یہ بات ہر اس شخص کو محسوس ہوتی ہے جس کو مدینہ طیبہ میں رہنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔اسی وجہ سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دیار حبیب ﷺ میں رہنے کی توفیق دے۔ہمیں اس حالت میں موت دے کہ وہ ہم سے راضی ہو اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں، ہمارا اور ہمارے اہل و احباب کا حشر سید المرسلین ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کرے۔(آمین)

بیت اللہ کا طواف کرنے والے پرندے کی داستان

شیخ اکبر نے مسامرات میں ذکر کیا ہے کہ علامہ ازرقی کتاب مکہ میں فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک پرندہ آیا۔اس کا رنگ زرد تھا۔اس کے کچھ پر سرخ اور کچھ کالے تھے۔اس کی پنڈلیاں بڑی نرم و نازک تھیں۔گردن اور چونچ طویل تھی۔وہ سمندری پرندوں کے مشابہ تھا۔وہ پرندہ بروز ہفتہ ستائیس ذی القعدہ 226 ہجری کو مکہ مکرمہ میں آیا۔اس وقت آفتاب طلوع ہو رہا تھا اور بہت سے لوگ مصروف طواف تھے۔وہ زمزم کے چراغ کے پاس رکن اور حجر اسود کے بالمقابل کافی دیر ٹھہرا رہا۔ پھر رکن یمانی اور رکن اسود کے وسط کی طرف اڑ گیا۔پھر رکن اسود کے پاس ایک شخص کے کندھے پر بیٹھ گیا وہ شخص طواف میں مصروف تھا۔پھر ایک خراسانی شخص کے کندھے پر بیٹھ گیا۔اس شخص نے اپنا طواف مکمل کیا۔لوگ اس پرندے کے قریب جاتے اور اسے غور سے دیکھتے۔وہ بالکل خوفزدہ نہ ہوا بلکہ پرسکون رہا۔یہ ایک عجیب منظر تھا کہ ایک آدمی لوگوں میں مصروف طواف تھا۔اس کے کندھے پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا۔وہ لوگ اسے دیکھ کر محو حیرت تھے وہ شخص گریہ بار تھا۔اس کے رخسار اور داڑھی آنسوؤں سے تر تھے۔

ابو الولید الازرقی فرماتے ہیں مجھے محمد بن ابی عبداللہ بن ربیعہ نے بیان کیا ہے میں نے وہ پرندہ خود دیکھا وہ اس شخص کے دائیں کندھے پر بیٹھا ہوا تھا۔لوگ اس کے قریب جا کر اسے دیکھ رہے تھے۔وہ نہ لوگوں سے خوفزدہ تھا اور نہ ہی محو پرواز ہوتا تھا۔میں نے تین طواف مکمل کیے جب بھی میں طواف مکمل کرتا تو میں مقام ابراہیم پر آ کر نوافل ادا کرتا۔پھر میں پرندہ دیکھنے جاتا تو وہ ابھی تک اس شخص کے کندھے پر ہی موجود ہوتا۔پھر طواف کرنے والوں میں سے ایک شخص آیا۔اس نے پرندے پر اپنا ہاتھ رکھا۔لیکن وہ نہ اڑا کچھ دیر بعد وہ اڑ کر مقام ابراہیم کے دائیں جانب بیٹھ گیا کبھی وہ اپنی چونچ کو لمبا کر لیتا اور کبھی اپنے پروں کی طرف سمیٹ لیتا۔لوگ اس کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے تھے اور متعجب ہو رہے تھے۔کچھ دیر بعد حاجیوں میں

ایسی آواز سنائی دیتی ہے۔ لیکن آئمہ متاخرین کہتے ہیں کہ اس معجزہ کی حقیقت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم خود اس مقام پر فروکش ہوئے اور اس آواز کو سنا اس وقت ہوا بالکل معمولی تھی نہ زرنے کے برابر تھی۔ ہم نے وہ آواز کئی مرتبہ سنی۔ تقریباً ہم جب بھی وہاں سے گذرے ہم نے وہ آواز سنی۔ اس وقت نہ تو وہاں ہوا تھی۔ اور نہ ہی اور کسی قسم کی کوئی متحرک شئے تھی۔ نہ وہاں کوئی جانور تھا اور نہ ہی کوئی پیادہ نظر آتا تھا۔ ایک سفر میں میرے ساتھ مکہ کے رؤسا، معززین، علمائے مالکیہ اور حنفیہ کا جم غفیر تھا۔ اس آواز کے متعلق بحث ہونے لگی۔ بعض علماء نے اس کا اقرار کیا اور بعض نے انکار کیا۔ پھر ہم سب نے اتفاق کیا کہ ہمیں اس مقام پر جانا چاہیے جہاں سے آواز آرہی ہے اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر آواز کا جائزہ لینا چاہیے۔ ہم سب وہاں سے روانہ ہوئے اور تقریباً چوتھائی دن اس پہاڑ پر گذارا لیکن اس وقت ہمیں کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اس وقت ہوا بھی ساکن تھی اور کوئی متحرک شئے بھی نظر نہیں آرہی تھی۔ اچانک ہم نے ایک خوفناک آواز سنی پھر ہم واپس آگئے انکار کرنے والے علماء میں سے بعض نے رجوع کر لیا اور بعض اپنے انکار پر ہی ڈٹے رہے۔ کچھ دیر بعد وہاں سے ایک عالم دین کا گذر ہوا۔ وہ وہاں کی مسجد کا خطیب اور امام تھا۔ ہم نے اس سے اس آواز کے متعلق پوچھا اس نے قسم اٹھائی کہ وہ پیر اور جمعہ کے علاوہ ہمیں کبھی کبھی ہی یہ آواز سنائی دیتی ہے۔ حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔

وہ خاتون جسے کھانے پینے کی احتیاج نہ تھی

یہ داستان بھی ان نشانیوں میں سے ہے جو حضور ﷺ کی نبوت اور آپ کے دین کی صداقت پر دلالت کرتی ہے۔ اس قصہ کو علامہ تاج سبکی نے طبقات کبریٰ میں ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حاکم نے کہا ہے کہ میں نے ابوزکریا یحییٰ بن محمد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عباس عیسیٰ بن محمد بن عیسیٰ الطہمانی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنی مخلوق میں سے ان نشانیوں کا اظہار فرما دیتا ہے۔ جس سے اسلام کی صداقت میں اضافہ ہوتا ہے اس کی عزت و تکریم بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات اور ہدایت کو تقویت ملتی ہے۔ نبوت کی علامات فزوں تر اور رسالت کے دلائل زیادہ ہوتے ہیں۔ اسلام کی گرہیں مضبوط اور ایمان کے حقائق ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی برہان کو قوت نصیب ہوتی ہے۔ یہ نشانیاں نہ صرف دشمنان اسلام کے لیے حجت ہیں بلکہ الحاد پسند طبیعت کے لیے بھی دلیل ہیں۔ تاکہ جو وادئ ہلاکت میں گرے وہ بھی دلیل کے ساتھ گرے اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل کے ساتھ زندہ رہے تمام تعریف و ستائش اللہ رب العزت کے لیے ہے وہی صاحب حجت بالغہ ہے۔ عزت قاہرہ اور قوت باہرہ کا مالک وہی ہے۔

صَلیَّ اللّٰہُ علی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَرَسُوْلِ الْھُدٰی وَعَلٰی آلِہِ الطَّاھِرِیْنَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ہم نے اپنے زمانہ میں ایک ایسا واقعہ دیکھا۔ جس نے ہمارے علم و یقین میں اضافہ کیا اور دین حق کی تصدیق کی میں زیادتی کا باعث بنا اور جس سے شہداء کی فضیلت کو بھی تقویت ملی۔

ارشاد ربانی ہے:

مجھے جواب دیتے کہ بدر ایک ہموار جگہ ہے وہاں کوئی گڑھا وغیرہ بھی نہیں جس سے آواز پیدا ہو مزید یہ کہ وہاں اکثر اونٹ محو سفر ہوتے ہیں۔ جن کے پاؤں کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا اور میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ جگہ نور سے ضوفشاں ہے۔ میں اپنی سواری سے نیچے اتر آیا اور پیدل چلنے لگا۔ میرے ہاتھ میں ام غیلان کی ایک لمبی شاخ تھی۔ اس وقت مجھے وہ عجیب خبر بالکل یاد نہ تھی جو حاجی مجھے بتایا کرتے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ میں میدان بدر میں رواں دواں تھا۔ اچانک سار بان نے کہا کیا تمہیں طبل کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ اس وقت مجھے حاجیوں کی خبر یاد آ گئی مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ معمولی ہوا چل رہی تھی۔ میں نے خود بھی طبل کی آواز سن لی فرحت و ہیبت کی وجہ سے میں مدہوش ہو گیا مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ آواز اس ہوا کی وجہ سے ہو جو میرے ڈنڈے سے ٹکرا رہی ہے۔ میں وہیں بیٹھ گیا پھر اچانک اٹھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ آواز طبل ہی کی ہے۔ اب مجھے کوئی شبہ نہ تھا۔ وہ آواز یمن کی طرف سے آ رہی تھی اور ہم مکہ کی سمت عازم سفر تھے۔ پھر ہم مقام بدر میں خیمہ زن ہو گئے سارا دن مجھے یہ آواز سنائی دیتی رہی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ آواز تمام لوگ نہیں سن سکتے۔

صاحب تاریخ الخمیس ''مواہب'' سے ابن مرزوق کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ میں نے 936 ہجری کو حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جب میں مقام بدر سے گذرا تو میں نے بھی یہ آواز سنی۔ اس وقت ہم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف آ رہے تھے۔ ہم بدر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے اور ایک دن وہاں گذارا۔ یکم شوال اور بدھ کا دن تھا۔ میں نے صبح کی نماز ادا کی اور صبح سویرے اس آواز کی طرف چلا گیا وہ آواز بدر کے شمال کی طرف سے ایک بلند ٹیلے سے آ رہی تھی۔ میں اس ٹیلے پر چڑھا میرے پیچھے دوسرے لوگ بھی ٹیلے پر چڑھنے لگے۔ اس وقت وہاں سو کے قریب افراد تھے۔ میں نے اس ٹیلے کی چوٹی سے کوئی آواز نہ سنی میں ٹیلے سے نیچے اتر آیا جب دامن میں پہنچا تو مجھے پھر وہی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ ایک بڑے طبل کی آواز کی طرح کی آواز تھی۔ وہ لگا تار کئی مرتبہ سنائی دیتی رہی۔ تمام لوگوں نے اسے سنا وہ آواز کبھی ہمارے نیچے سے، کبھی دائیں اور کبھی بائیں، کبھی شمال اور جنوب سے آ رہی تھی۔ اگر میں بیٹھ جاتا پھر بھی وہ آواز سنائی دیتی۔ اگر کھڑا ہو جاتا پھر بھی وہ آواز سماعتوں سے ٹکراتی۔ اس وقت تمام ماحول بالکل پرسکون تھا اور ہوا آہستہ آہستہ محوخرام تھی۔

علامہ زرقانی نے مواہب کی شرح میں بھی اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ امام مرجانی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آواز نصرت و اعانت کے طبل کی ہے اور تا قیامت سنائی دیتی رہے گی۔ علامہ شامی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

علامہ شہاب الدین ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔ بدر کے قریب حضور ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ اب بھی باقی ہے وہ معجزہ ایک خوفناک آواز کا سننا ہے۔ وہ آواز میدان جنگ میں طبل کی آواز کی طرح ہے۔ یہ معجزہ خاص و عام کی زبان پر ہے۔ یہ حضور ﷺ کی نصرت اور فتح و شادمانی کا اعلان ہے۔ ایک قوم نے اس بات سے انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس آواز کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ آواز اس ہوا کی ہے جو اس وادی سے بڑی تیزی سے گذرتی ہے۔ جب ہوا پہلے دو بڑے پہاڑوں کے درمیان سے گذرتی ہے تو آواز پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان ان دو پہاڑوں کے وسط سے گذرتا ہے تو اسے

یا پیتے ہوئے نہ دیکھا نہ ہی اس پر پیشاب وغیرہ کے اثرات دیکھے۔ حقیقت سے آشنا ہو کر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب تمام لوگوں نے اس کی عجیب داستان پر اتفاق کر لیا تو میں نے اس خاتون سے اس داستان کے متعلق سوال کیا اور اس سے اس کا نام اور تمام تفصیل پوچھی اس خاتون نے کہا ''اس کا نام رحمت بنت ابراہیم ہے۔ اس کا خاوند ایک غریب بڑھئی تھا۔ جو اپنے ہاتھ سے رزق کما کر بڑی مشکل سے گذارہ کرتا تھا۔ وہ ہر روز اتنا ہی کما سکتا جو دن بھر کے لیے کافی ہوتا۔ اس کے بچے کافی تعداد میں تھے۔

اقطع ظالم اور کافر بادشاہ تھا اس نے تین ہزار سپاہیوں کے ہمراہ وادی کو عبور کیا اور اس بستی پر حملہ کر دیا اہل خوارزم اس بادشاہ کو کسریٰ کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔ ابوالعباس کہتے ہیں کہ اقطع ایک جابر اور ظالم حکمران تھا۔ مسلمان کی عداوت اس کے دل میں کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس نے سرحدوں پر حملہ آور ہو کر اہل خوارزم کو خوب تباہ کیا ان کی عورتوں کو قیدی بنا لیا اور جوانوں کو قتل کر دیا۔ خراسان کے بادشاہ اس حکمران اور دیگر عجمی سرداروں کی بہت دلجوئی کرتے تھے تاکہ عوام کو ان کی قتل و غارت سے بچا سکیں اور مسلمانوں کے خون محفوظ رہیں۔ وہ ان میں سے ہر ایک کی طرف دولت وثروت، تحائف اور لباس فاخرہ بھیجتے تھے۔ ایک دفعہ اس بادشاہ نے اس بستی پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ کی وجوہات معلوم نہیں ہوسکیں یا تو اس کو تحائف پہنچانے میں دیر ہوگئی تھی یا پھر اسے اپنے تحائف حقیر نظر آئے۔ وہ اپنے لشکر سمیت اس بستی پر حملہ آور ہوا تمام راستوں کو بند کر دیا۔ خوب قتل و غارت کی خوارزم کے سپاہی اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے۔ ابوالعباس عبداللہ بن طاہر کو اس ظالمانہ کارروائی کی خبر ملی۔ اس نے چار سپہ سالار طاہر بن ابراہیم، یعقوب بن منصور، میکال اور ہارون العارض کو خوارزم روانہ کیا انہوں نے شہر کو مجاہدین اور اسلحہ سے بھر دیا اور شہر پر چاروں اطراف سے حملہ کر کے اس کا دفاع کیا۔

وادئ جیحون نہر بلخ کے بالائی علاقہ میں ہے۔ جب سردی شدید ہو جاتی ہے تو اس وادی کا پانی جم جاتا ہے۔ یہ ایک عظیم وادی ہے۔ اس کی طغیانی شدید اور اس کی آفات کثیر ہیں۔ جب زیادہ سیلاب آتا ہے تو پانی ایک فرسخ تک پھیل جاتا ہے۔ جب برف جمتی ہے تو پانی کی ایک بوند بھی نہیں ملتی۔ برف کھود کر پانی نکالا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ دس دس ہاتھ تک برف جمی ہوئی تھی مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات برف بیس ہاتھ سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب برف خوب جمتی ہے تو یہ اہل شہر کے لئے ایک پل کا کام دیتی ہے۔ اس پر لشکر، چھکڑے اور کاروان چلتے ہیں اور وادی کے دونوں کناروں کے درمیان ایک رابطہ بن جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ برف 120 دن تک جمی رہتی ہے اور بعض اوقات تین ماہ یا ستر 70 دن تک یہ برف جمی رہتی ہے۔

اس خاتون نے اپنا قصہ بیان کیا کہ وہ بادشاہ کسی طرح قلعے کے دروازے تک پہنچ گیا اس وقت لوگ قلعہ بند ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنا ساز و سامان بھی وہیں جمع کر لیا تھا۔ بادشاہ نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے باہر نکل کر لڑنے کا ارادہ کیا۔ لیکن گورنر نے اس وقت تک منع کر دیا جب تک سلطان کا لشکر نہ پہنچ جائے۔ یہ بات نوجوانوں پر شاق گزری وہ قلعے کی فصیل پر چڑھے اور اسلحہ لے کر کافروں پر حملہ کر دیا۔ کافروں نے بھی جوابی حملہ کیا اور مسلمانوں کو فصیل سے نیچے اترنے کے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ

(آل عمران: ۱۷۰-۱۶۹)

''اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں شاد ہیں''۔

مجھے 238ھ میں خوارزم کے ایک شہر ہزار نیف جانے کا اتفاق ہوا یہ شہر وادی جیجون کی مغربی سمت میں واقع ہے اور یہاں سے بڑے شہر کی مسافت نصف دن کی ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہاں شہداء کی ازواج میں سے ایک خاتون ہے اس خاتون نے ایک خواب دیکھا اس کو خواب میں کوئی چیز کھلائی گئی۔ جس کی وجہ سے وہ والی خراسان ابوالعباس بن الطاہر کے دور حکومت سے لے کر آج تک کوئی چیز کھاتی پیتی نہ تھی۔ حالانکہ اب تو ابوالعباس کو فوت ہوئے بھی آٹھ سال گزر چکے تھے۔ 242 ہجری میں مجھے دوبارہ اسی شہر میں جانے کا اتفاق ہوا مجھے پھر اس خاتون کے متعلق بتایا گیا۔ لیکن کم عمری کی وجہ سے میں اس کی داستان سے کوئی نتیجہ اخذ نہ کر سکا۔ 252 ہجری کے آخر میں سہ بارہ خوارزم کے شہر میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ابھی تک بحیات تھی اور اس کی یہ حیرت انگیز داستان کو بہ کو پھیل چکی تھی۔ یہ شہر سرراہ واقع تھا۔ جب لوگ اس خاتون کا دلچسپ قصہ سنتے تو وہ اس کی زیارت کے لیے وہاں آتے وہ جس مرد، عورت یا بچے سے اس خاتون کے متعلق پوچھتے وہ انہیں اس عورت تک پہنچا آتے۔ جب مجھے اس شہر جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے بھی اس کی جستجو کی۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ کئی سال سے غائب ہے۔ میں گاؤں سے گاؤں تک اس کے تعاقب میں رہا۔ بالآخر میں نے اس کو ڈھونڈ نکالا اس وقت وہ دو گاؤں کے وسط میں محو سفر تھی۔ وہ ایک ادھیڑ عمر، خوش قامت اور خوبرو خاتون تھی۔ وہ پاکباز اور پاکدل تھی۔ وہ پیادہ تھی۔ جبکہ میں اپنی سواری پر سوار تھا۔ میں نے اپنی سواری پیش کی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ وہ میرے ہمراہ قوت و توانائی کے ساتھ چلتی رہی۔ تجار اور سوداگروں کی ایک جماعت میرے پاس آتی تھی۔ ان میں ایک عظیم فقیہ بھی تھے۔ جن کا اسم مبارک محمد بن حمد یہ الحارثی تھا۔ مکہ معظمہ میں موسیٰ بن ہارون نے ان سے احادیث روایت کی تھیں۔ عبادت وریاضت اور روایت حدیث نے ان کو کمزور بنا دیا تھا۔ اسی قافلہ میں ایک حسین و جمیل نوجوان بھی تھا جس کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن تھا۔ وہ اپنے گاؤں کے مظلوم افراد کی دادرسی کرتا تھا۔ میں نے ان تمام سے اس خاتون کے متعلق پوچھا انہوں نے اسے عمدہ الفاظ سے یاد کیا اور اس کے متعلق بھلائی کی باتیں کیں انہوں نے کہا۔ اس خاتون کا معاملہ اتنا عیاں ہے کہ ہم میں سے کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے کہا میں بچپن ہی سے اس کی حیران کن حکایت کو سن رہا ہوں۔ جب جوان ہوا تو لوگ پھر بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ جب مجھے فرصت میسر ہوئی تو میں نے اس کی جستجو کی مجھے اس خاتون کو ملنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے اس کو دیکھا وہ ایک پاکباز اور ایک باپردہ خاتون تھی۔ اس کی حکایت میں نہ تو جھوٹ کی آمیزش نظر آتی تھی اور نہ ہی وہم و گمان کا شک کیا جا سکتا تھا۔ عبداللہ نے مزید بیان کیا کہ جو حکمران بھی خوارزم کا شہنشاہ بنا اس نے ہی اس خاتون کو قید تنہائی میں رکھا۔ ایک یا دو ماہ اس کو بند کمرے میں رکھ کر اس پر پہرے دار بٹھائے رکھے۔ لیکن انہوں نے کبھی بھی اس کو کھاتے ہوئے

میں اسے کوئی چیز دوں تا کہ یہ کھالے انہوں نے میرے خاوند کو اجازت دے دی اس نے مجھے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ اس وقت میں نے یہی سمجھا کہ یہ روٹی ہے لیکن مجھے اس کی کیفیت معلوم نہ تھی وہ روٹی دودھ اور برف سے زیادہ سفید، چینی اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ وہ مکھن اور پنیر سے زیادہ نرم تھی۔ میں نے اس روٹی کو کھالیا میرے خاوند نے کہا اب یہاں سے چلی جا۔ جب تک تو زندہ رہے گی یہ روٹی تیرے لئے کافی رہے گی۔ جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں سیراب و سیر تھی۔ مجھے کھانے اور پانی کی ضرورت نہ تھی۔ اس دن سے لے کر آج تک میں نے کھانے اور پانی کو چکھا بھی نہیں۔

ابو العباس فرماتے ہیں وہ خاتون محترمہ کبھی کبھی ہمارے ہاں تشریف لایا کرتی تھی۔ جب ہم کھانا کھانے لگتے تو وہ ایک طرف ہو کر بیٹھ جاتی اور اپنے ناک کو ڈھانپ لیتی وہ کہتی تھی کہ اس کھانے کی خوشبو سے اس کو اذیت ہوتی ہے۔ میں نے اس عورت سے سوال کیا کیا تو پانی کے علاوہ کوئی اور چیز کھاتی یا پیتی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا اس کی ہوا خارج ہوتی ہے یا پیشاب وغیرہ کی حاجت ہوتی ہے۔ اس نے کہا نہیں میں نے استفسار کیا، کیا تجھے حیض آتا ہے۔ اس نے کہا جب سے کھانا چھوڑا ہے اس جیسی تکلیف نہیں ہوتی۔ میں نے کہا کیا مردوں کی طرف میلان ہوتا ہے۔ اس نے جواب دیا کیا تجھے شرم نہیں آتی تم مجھ سے کیسے فحش سوال کر رہے ہو۔ میں نے کہا شاید تمہاری یہ عجیب داستان مجھے لوگوں کو سنانی پڑے اس لیے مجھے اس قصے کی تمام تفصیلات مطلوب ہیں اس نے کہا مجھ میں کبھی اس میلان کی خواہش نہیں ہوئی۔ میں نے سوال کیا، کیا تجھے نیند بھی آتی ہے اس نے کہا میں بڑی میٹھی نیند سوتی ہوں۔ میں نے کہا تجھے کیسے خواب آتے ہیں۔ اس نے کہا میں بھی اسی طرح خواب دیکھتی ہوں۔ جس طرح عام لوگ خواب دیکھتے ہیں۔ میں نے سوال کیا کیا کھانا نہ کھانے کی وجہ سے تجھے کبھی کمزوری محسوس ہوئی ہے۔ اس نے کہا نہیں جنتی کھانا کھا لینے کے بعد مجھے کبھی بھوک بھی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ خاتون صدقہ قبول کر لیتی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس صدقہ سے کیا کرتی ہے۔ اس نے کہا میں اس سے اپنا اور اپنے بچوں کا لباس بناتی ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو گرمی اور سردی محسوس کرتی ہے اس نے کہا ہاں میں نے کہا کیا چلنے سے تھکاوٹ ہوتی ہے۔ اس نے کہا ہاں کیا میں انسان نہیں ہوں۔ میں نے کہا کیا تم نماز کے لیے وضو کرتی ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا۔ مجھے فقہاء نے یہی بتایا تھا۔ انہوں نے درج ذیل حدیث پر مجھے یہ فتویٰ دیا تھا ''لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ اَوْ نَوْمٍ'' نیند یا حدث کے علاوہ وضو نہیں مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ اس خاتون کا پیٹ اس کی کمر کے ساتھ مل چکا تھا۔ میں نے اپنی ایک عورت کو اس کا پیٹ دیکھنے کے لیے کہا۔ اس نے پیٹ کا معائنہ کیا اور کہا کہ اس کا پیٹ سمٹ کر اس کی کمر کے ساتھ لگ گیا ہے۔ اس عورت نے روئی کی ایک موٹی چادر اپنے پیٹ کے اوپر باندھ رکھی تھی۔ تا کہ چلتے وقت اس کی کمر دوہری نہ ہو اس ملاقات کے بعد میں کئی مرتبہ ہزار نیف گیا۔ میں اس عظیم خاتون سے ملاقات کرتا اور انہیں سوالات دہراتا تو وہ مجھے وہی جواب دیتی جو وہ پہلے بیان کر چکی تھی۔ اس میں ذرہ بھر بھی کمی بیشی نہ ہوتی۔ میں نے یہ واقعہ مشہور فقیہ عبداللہ بن عبد الرحمان کو سنایا۔ انہوں نے کہا میں اپنے بچپن سے یہ واقعہ سن رہا ہوں۔ میں نے تمام افراد سے یہی سنا کہ وہ نہ تو کچھ کھاتی ہے اور نہ ہی پیتی ہے اور نہ ہی اس کو بول و براز کی حاجت ہوتی ہے۔

لیے کہا جب مسلمان قلعے سے نیچے اترے تو وہاں کثیر تعداد میں کافر جمع تھے۔ مسلمانوں کی حالت بکریوں کے ریوڑ کی طرح ہو گئی۔ ان کے اور قلعے کے درمیان رابطہ منقطع ہو گیا۔ انہیں بروقت مدد نہ مل سکی اس کے باوجود انہوں نے شدید لڑائی کی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ انہیں شدید بھوک اور سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑا ان کے سردار قتل ہو چکے تھے اور ان کے زخمی پابند سلاسل ہو گئے۔ جب شب کی ظلمت چھا گئی تو دونوں لشکر جدا ہو گئے۔

اس خاتون نے کہا، جب میناروں پر آگ لگائی گئی تو اس معرکہ کی خبر جرجانیہ پہنچ گئی۔ جرجانیہ ایک عظیم شہر ہے جو خوارزم کے قریب ہی واقع ہے۔ وہاں میکال کا لشکر خیمہ زن تھا۔ میکال نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ امیر العباس عبداللہ بن طاہر سے خوفزدہ ہو گیا اس نے ہزار نیف کی طرف ایک دن اور ایک رات میں چالیس فرسخ فاصلہ طے کیا۔ اگلی صبح جب دشمن معرکہ آزما ہونے کے لیے اپنی فوج کو ترتیب دے رہا تھا تو انہوں نے سیاہ جھنڈے دیکھے اور طبلوں کی آواز سنی اس کے بعد دشمن بھاگ گیا۔ میکال نے میدان جنگ میں پہنچ کر شہداء کو دفن کیا اور زخمیوں کو علاج کے لیے بھیجا۔ اس دن ہمارے قلعے میں چار سو شہداء کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد شہید ہوا تھا۔ اس دن کے مصائب نے ہمیں اندھا کر دیا ہر طرف آہ و بکا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میرا خاوند بھی شہید ہو چکا تھا اس کی لاش میرے سامنے پڑی تھی۔ میں اس دن اتنی ہی شدید روئی جس قدر ایک جوان عورت اپنے جوان خاوند کی لاش پر روتی ہے۔ ہمارے کئی بچے تھے۔ محلّہ کی عورتیں ہمارے گھر جمع ہو گئیں۔ میرے بچے میرے اردگرد جمع ہو گئے وہ اس آفت سے بالکل آشنا نہ تھے۔ وہ روٹی مانگنے لگے لیکن اس وقت میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ جس کی وجہ سے میری پریشانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد مجھے مغرب کی اذان سنائی دی۔ میں نے نماز ادا کی پھر سجدہ میں پڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگی۔ میں نے بارگاہ ربوبیت میں آہ وزاری کی اور صبر کی توفیق مانگی اور یتیم بچوں کی چارہ سازی کے لیے دعا مانگی۔ سجدے میں ہی مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سنگلاخ زمین پر اپنے خاوند کو تلاش کر رہی ہوں۔ مجھے ایک شخص نے آواز دی اے پاکباز! تو کس کی جستجو میں ہے۔ میں نے کہا میں اپنے خاوند کی جستجو میں ہوں۔ اس نے مجھے کہا دایاں راستہ اختیار کر میں دائیں سمت چل پڑی کچھ دیر بعد میں نے سرسبز و شاداب اور نرم زمین دیکھی۔ وہاں سبزہ، بند محلات اور حسین وجمیل عمارات نظر آتی تھیں۔ ان کا حسن و جمال بیان سے وراء ہے۔ میں نے ایسی شادابی پہلے نہ دیکھی تھی۔ سطح زمین پر نہریں رواں دواں تھیں۔ چلتی چلتی میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچی جو گروہوں کی شکل میں بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے سبز پوشاک زیب تن کر رکھے تھے۔ نور نے ان کو ڈھانپ رکھا تھا۔ جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو وہ بعینہ وہ لوگ تھے۔ جو اس معرکہ میں شہید ہوئے تھے ان کے سامنے دسترخوان بچھے ہوئے تھے اور وہ کوئی چیز تناول کر رہے تھے۔ کچھ دیر تک میں ہر چیز کو بڑی غور سے تکتی رہی۔ اچانک میرے خاوند نے مجھے دیکھ لیا اس نے بلند آواز سے مجھے پکارا اے رحمت! اے رحمت! میں اس سمت گئی جس طرف سے مجھے آواز سنائی دی اچانک میں نے اپنے خاوند کو دیکھا۔ وہ دوسرے شہدا کی طرح خوش وخرم تھا۔ اسکا چہرہ ماہ تمام کی طرح درخشاں تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھانے میں مصروف تھا۔ اس نے اپنے دوستوں سے کہا یہ مسکینہ آج سارا دن بھوکی رہی ہے۔ کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ

باہر نکل آتا ہے اس نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ اس کے اکثر حصہ کو غذا بنا دیتا ہے۔ پھر اس سے کہا گیا اگر دنیا میں یہ کیفیت ہے تو کیا اللہ تعالیٰ سے یہ ناممکن ہے کہ وہ اہل جنت کے تمام کھانے اور پینے کو جسم کی غذا بنا دے۔

نورالدین محمود بن زنگی کے عہد حکومت کا ایک واقعہ

وہ واقعات جو نبی محترم ﷺ کی رسالت کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ وہ بھی ہے۔ جو نورالدین شہید کے دور حکومت میں رونما ہوا سمہودی نے خلاصۃ الوفاء میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نورالدین زنگی نے ایک رات میں تین مرتبہ حضور پرنور ﷺ کی زیارت کی۔ ہر مرتبہ آپ ﷺ نے دو بد بخت آدمیوں کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کیا تو مجھے ان دونوں کے شر سے نہیں بچائے گا؟ بادشاہ اسی وقت نیند سے بیدار ہوا اور اپنے وزیر کو سفر کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔ بادشاہ نے اپنے ساتھ بیس افراد اور بہت سا مال و دولت لے لیا اور سولہ دن کی مسافت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ پہلے روضۂ اطہر کی زیارت کی پھر اہل مدینہ کو اپنے پاس آنے کا حکم دیا۔ بادشاہ نے اہل مدینہ پر عطیات و صدقات کی بارش کر دی۔ جو شخص بھی بادشاہ کے پاس آتا وہ اسے بڑے غور سے دیکھتا جب عطیات وصدقات تمام لوگوں میں تقسیم ہو چکے تو بادشاہ نے اہل مدینہ سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص باقی رہ گیا ہے جس کو اس کا حصہ نہ ملا ہو۔ لوگوں نے اس کو بتایا دو شخص باقی رہ گئے ہیں۔ ان کا تعلق مغرب سے ہے وہ بڑے صالح اور پاکباز ہیں۔ وہ خود شب و روز صدقات دیتے رہتے ہیں۔ بادشاہ نے ان دونوں کو اپنے دربار میں بلایا۔ جب وہ بادشاہ کے دربار میں داخل ہوئے تو اس نے انہیں فوراً پہچان لیا وہ وہی شخص تھے جن کی طرف نبی محترم ﷺ نے اس کو خواب میں اشارہ فرمایا تھا۔ بادشاہ نے ان سے ان کے مسکن کے متعلق پوچھا، انہوں نے بتایا کہ حجرۂ مقدسہ کے قریب ایک ویران مکان میں اقامت گزیں ہیں۔ بادشاہ نے انہیں وہیں چھوڑا اور خود ان کی قیام گاہ کی طرف چلا گیا۔ بادشاہ نے وہاں دو خیموں، چند کتب اور کثیر مال کے علاوہ کسی اور چیز کا مشاہدہ نہ کیا۔ اہل مدینہ نے ان دو افراد کی بہت تعریف کی، بادشاہ نے وہاں سے ایک چٹائی کو اٹھایا اسے وہاں ایک سرنگ نظر آئی جو حجرۂ مقدسہ کی سمت جاتی تھی۔ یہ حیرت ناک واقعہ دیکھ کر لوگ لرزہ براندام ہو گئے۔ بادشاہ نے انہیں سخت سزا دی اور سچ بولنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ دونوں نصرانی ہیں۔ عیسائی بادشاہ نے انہیں مغربی حاجیوں کے لباس میں یہاں بھیجا اور انہیں وافر مقدار میں مال و دولت عطا کیا تا کہ وہ حضور ﷺ کے جسد اطہر تک رسائی حاصل کریں اور اسے نکال کر اپنے ملک لے جائیں۔ انہوں نے روضۂ انور کے قریب ایک ویران مکان کو اپنا مسکن بنایا وہ رات کے وقت سرنگ کھودتے رہتے اور جو مٹی نکلتی اسے لے کر جنت البقیع کی طرف جاتے اور وہاں پھینک آتے وہ حجرۂ شریفہ کے قریب پہنچے تو آسمان کانپ اٹھا، زبردست گرج و چمک ہوئی۔ اسی روز بادشاہ نورالدین بھی وہاں پہنچ گیا۔ جب اس کو یہ اندوہ ناک حقیقت معلوم ہوئی تو اس پر رقت طاری ہو گئی۔ بادشاہ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ انہیں حجرۂ مبارکہ کی جالی کے سامنے قتل کر دیا گیا۔ پھر بادشاہ نے سیسہ لانے کا حکم دیا۔ روضۂ انور کے اردگرد پانی تک گہری خندق کھودی گئی۔ سیسہ پگھلا کر خندق میں ڈال دیا۔ اس طرح روضۂ انور کے اردگرد سیسہ کی ایک مضبوط دیوار بن گئی۔

(طبقات سبکی کی عبارت ختم ہوئی)

اس کتاب میں ہے کہ شیخ عزالدین فاروثی نے عراق میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے کئی سالوں سے نہ کچھ کھایا تھا اور نہ ہی پیا تھا۔ ان کے استاذ حافظ عبداللہ الذہبی سے روایت ہے کہ اندلس میں ایک عورت تھی جس نے بیس سال سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اس کا یہ معاملہ مشہور و معروف تھا۔ ابو عبداللہ الحافظ نے تاریخ نیشاپور میں اس عورت کا قصہ بیان کیا ہے۔ جو کچھ کھاتی پیتی نہ تھی۔

شہاب احمد مقری کی تصنیف لطیف ''نفح الطیب'' میں ہے۔ رندی خاتون کا گم ہو جانا ایک عظیم سانحہ ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ آٹھویں صدی کے پانچویں عشرے میں ایک عورت رند سے تلمسان میں آئی وہ نہ تو کچھ کھاتی پیتی تھی اور نہ ہی اسے بول و براز کی حاجت ہوتی تھی اور نہ ہی اسے حیض آتا تھا۔ جب اس کا یہ معاملہ مشہور ہو گیا۔ تو فقیہ ابو موسیٰ ابن الامام نے اس کا انکار کیا اور انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ''كَانَا يَأْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ (المائدہ: ۷۵)'' وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے''

لوگ اس خاتون کے پاس اپنی زیرک و دانا خواتین بھیجتے وہ ہر ممکن کوشش کرتیں کہ اس کا راز معلوم ہو جائے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکتیں۔ اس عورت سے پوچھا گیا کیا تجھے کھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ اس نے جواب دیا کیا تم جانوروں کا چارہ کھانا پسند کرو گے۔ پھر اس سے استفسار کیا گیا کیا تمہارے پاس کوئی چیز آتی ہے اس نے بتایا کہ ایک دن اس نے روزہ رکھا۔ جس کی وجہ سے اسے شدید بھوک اور پیاس محسوس ہوئی وہ اس کیفیت میں سوگئی خواب میں ایک آنے والا اس کے پاس آیا۔ اس کے پاس پانی اور کھانا تھا۔ میں نے وہ پانی پی لیا اور وہ کھانا کھا لیا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو مجھے محسوس ہوا کہ میں کھانے پینے سے مستغنی ہو چکی ہوں۔ یہ کیفیت اس خواب سے لے کر آج تک بدستور برقرار ہے۔ سلطان وقت نے اپنے محل میں اس خاتون کے لیے ایک جگہ مخصوص کی اور اس کے تمام حالات سے آگاہ ہونے کے لیے اس پر عادل نگران مقرر کیے۔ چالیس دن بیت گئے لیکن اس خاتون کے راز سے آشنائی نہ ہو سکی۔ بادشاہ نے کہا میری خواہش ہے کہ نگہبانوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جائے اور اس خاتون کے پاس علماء اور اطباء کو بھی جمع کیا جائے۔ ذہین خواتین کو بھی وہاں مقرر کیا جائے۔ تاکہ یہ سربستہ راز منکشف ہو سکے۔ اس خاتون کو تنہا نہ چھوڑا جائے تاکہ کسی کو تنہائی میں اس کے پاس جانے کا موقع نہ مل سکے۔ یہ تمام لوگ ایک سال تک اس کی کڑی نگرانی کریں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کبھی کبھی اس پر ایسی کیفیت کا غلبہ ہوتا ہو کہ وہ کئی دن بغیر کھائے پئے گزار سکتی ہو اور ایک موسم میں تو اسے کھانے کی ضرورت ہوتی ہو۔ لیکن دوسرے موسم میں وہ اس سے بے نیاز رہتی ہو۔ پھر اس خاتون کے تمام حالات کو قلمبند کیا جائے اور عالم میں منتشر کیا جائے۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس خاتون کے ساتھ ایک اور عورت بھی تھی۔ جس کی کیفیت بھی یہی تھی جن لوگوں نے عائشۃ الجزیریہ کی زیارت کی ہے وہ بھی بیان کرتے ہیں کہ عائشہ کی کیفیت بھی یہی تھی اور اسی طرح عائشہ بنت ابی یحییٰ کو بھی چالیس روز تک آزمایا گیا ایک ایاس نامی یہودی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مسلمان کتنے احمق ہیں وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اہل جنت کھائیں اور پئیں گے تو سہی لیکن وہ بول و براز نہیں کریں گے۔ اس سے پوچھا گیا کیا تو جو کچھ بھی کھاتا ہے وہ سب کچھ فضلہ کی صورت میں

پیشواؤں سے بیشک ان لوگوں کی کوئی قسمیں نہیں ہیں (ایسوں سے جنگ کرو) تاکہ یہ لوگ (عہد شکنی سے) باز آجائیں۔ کیا نہیں جنگ کرو گے تم اس قوم کے ساتھ جنہوں نے توڑ ڈالا اپنی قسموں کو اور ارادہ کیا انہوں نے رسول کو نکال دینے کا اور اُنہی نے آغاز کیا تھا تم پر (زیادتی کا) پہلی مرتبہ۔ کیا تم ڈرتے ہو ان سے۔ (سنو!) اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر ہو تم (سچے) ایماندار۔''

یہ ایمان افروز آیت سن کر لوگوں کا دینی جذبہ بھڑک اٹھا قریب تھا کہ وہ ابو الفتوح اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیتے۔ لیکن جب انہوں نے یہ سوچا کہ تمام شہر پر ان کی حکومت ہے تو پھر انہوں نے اپنے ہاتھ روک لیے۔ جب ابو الفتوح نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ اللہ کی قسم! اگر حاکم مجھے قتل کرنے کا بھی حکم دے دے پھر بھی میں روضۂ رسول سے تعرض نہیں کروں گا۔ اس کو شرح صدر نصیب ہوا اور رسوا کن کام کرنے سے تائب ہو گیا۔ اسی شام اللہ رب العزت نے اتنی تیز آندھی بھیجی جس نے زمین کو ہلا کر رکھ دیا۔ اونٹ اپنے پالانوں اور گھوڑے اپنی زینوں سمیت گیند کی طرح لڑھکتے تھے۔ اکثر جانور ہلاک ہو گئے۔ بہت سے لوگ بھی مر گئے۔ بادشاہ کے خوف میں اضافہ ہو گیا اور وہ واپس اپنے وطن چلا گیا۔

رافضیوں کی سازش

اسی طرح کا ایک اور واقعہ خلاصۃ الوفاء میں علامہ الطبری کے حوالہ سے منقول ہے۔ صاحب خلاصۃ الوفاء نے بیان کیا ہے کہ مجھے ہارون بن عمر بن رغب (جو کہ ایک ثقہ عالم دین ہیں) نے بیان کیا ہے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے شمس الدین صواب اللمطی جو کہ خدام النبی کے سردار تھے نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ آج میں تمہیں ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہوں۔ میرا ایک ساتھی تھا جو بادشاہ کی مجلس میں جایا کرتا تھا اور میرے لیے اہم خبریں لے کر آتا تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا آج ایک عظیم واقعہ رونما ہوا ہے۔ حلب سے کچھ لوگ آئے انہوں نے امیر کو بہت سا مال دیا۔ تاکہ وہ ان کے لیے حجرۂ مبارکہ کا دروازہ کھول دے اور وہاں سے حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مبارک جسموں کو نکال کر لے جائیں۔ کچھ دیر بعد میرے پاس امیر کا قاصد آیا اور مجھے بلا کر لے گیا امیر نے مجھ سے کہا اے صواب! آج رات کچھ لوگ مسجد نبوی کے دروازے پر دستک دیں گے۔ تم ان کے لیے دروازہ کھول دینا اور ان کے ارادہ کی تکمیل کے لیے ہر ممکن تعاون کرنا میں نے کہا آپ کی ہر بات پر عمل کیا جائے گا۔ یہ سننے کے بعد میں روضۂ رسول ﷺ کے پیچھے چلا گیا اور جی بھر کر رویا۔ پھر میں نے عشاء کی نماز ادا کی اور تمام دروازوں کو بند کر دیا تھوڑی ہی دیر بعد باب السلام پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھول دیا ایک ایک کر کے چالیس افراد اندر آئے ان کے پاس اسلحہ، کدالیں، شمعیں اور کھودنے کے آلات تھے۔ وہ سیدھے حجرۂ مبارکہ کی سمت بڑھنے لگے۔ اللہ کی قسم! وہ لوگ جونہی منبر رسول تک پہنچے تو زمین نے ان کو نگل لیا ان کے ساتھ ان کا ساز و سامان بھی زمین میں دھنس گیا۔ امیر تک بھی ان کی ہلاکت کی خبر پہنچ گئی اس نے مجھے بلایا اور کہا اے صواب! کیا تیرے پاس وہ لوگ نہیں آئے تھے۔ میں نے کہا وہ لوگ آئے تھے لیکن تمام کے تمام زمین میں

المطری نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔لیکن اس نے سیسہ کا ذکر نہیں کیا اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سلطان نور الدین محمود بن زنگی بن اقسنقر نے ایک حیرت انگیز خواب دیکھا جس کی وجہ سے وہ 557 ہجری کو مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ میں نے یہ واقعہ الفقیہ علم الدین یعقوب بن ابی بکر سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سلطان نور الدین کو ایک رات میں تین مرتبہ نبی مکرم ﷺ کا دیدار ہوا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر مرتبہ فرمایا اے سلطان! مجھے ان دو بد بخت آدمیوں سے بچا۔طلوع صبح سے پہلے ہی بادشاہ نے اپنے وزیر کو طلب کیا اور اس سے یہ واقعہ بیان کیا۔وزیر نے کہا مدینہ طیبہ میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔بادشاہ نے فوراً ایک ہزار سواریوں کو تیار کرنے کا حکم دیا۔اور وہ برق رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔(پھر علم الدین نے سخاوت کے زمرہ میں لکھا ہے)لوگوں نے بادشاہ کو بتایا کہ صرف دو افراد رہ گئے ہیں۔جنہوں نے عطیات نہیں لئے وہ روضۂ انور کے نئے مجاور ہیں اور ان کا تعلق اندلس سے ہے۔حجرۂ مصطفیٰ کے قریب ہی ان کی اقامت گاہ ہے۔بادشاہ نے ان کو اپنے پاس طلب فرمایا جب بادشاہ نے انہیں دیکھا تو اس نے اپنے وزیر سے کہا یہ دونوں وہی بد بخت شخص ہیں۔جن کے متعلق مجھے حضور ﷺ نے خواب میں اشارہ فرمایا تھا۔بادشاہ نے ان سے سوالات کیے۔انہوں نے کہا ہم مجاورت کے لیے آئے ہیں اور ان کا یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ حجرۂ شریفہ میں سے جسد اطہر کو اپنے ملک میں لے جائیں۔اس مقصد کے لیے وہ مسجد نبوی کے نیچے سے سرنگ کھود رہے تھے اور آہستہ آہستہ حجرۂ مقدسہ کی سمت بڑھ رہے تھے۔بادشاہ نے جالی کے نیچے ان کا سر تن سے جدا کروا دیا۔پھر ان کی لاشوں کو آگ میں پھینک کر خاکستر بنا دیا اپنے کام سے فارغ ہو کر سلطان شام کی طرف عازم سفر ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ ان بدبختوں کو کسی اور ذریعہ سے بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شرف کے لیے سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مختص فرمایا کیونکہ وہ جہاد فی سبیل اللہ اور صلاح فی الناس جیسی بلند صفات سے متصف تھا۔

ایک اور حیرت انگیز واقعہ

خلاصۃ الوفاء میں ہے اور تاریخ بغداد میں ابن النجار نے بھی اس واقعہ کو روایت کیا ہے کہ بعض زنادقہ نے حاکم عبیدی کو مشورہ دیا کہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارکہ کو مدینہ طیبہ سے مصر منتقل کر دیا جائے۔انہوں نے مزید کہا کہ جب تمہارا یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔تو لوگ دور دراز سے مصر کا رخ کریں گے اور اہل مصر کے لیے بھی یہ ایک عظیم اعزاز ہوگا۔حاکم نے اس ناپاک منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انتھک کوشش کی۔ایک بلند و بالا عمارت بھی تعمیر کر دی اور ابو الفتوح کو اس مبارک جگہ کی کھدائی کے لیے بھیج دیا۔جب ابو الفتوح مدینہ طیبہ پہنچا تو وہاں کے معززین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی ان میں ایک قاریٔ قرآن بھی تھا۔اس نے وہاں اس آیت کی تلاوت کی:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ...... اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

(التوبہ:۱۲۔۱۳)

''اور اگر یہ لوگ توڑ دیں اپنی قسمیں اپنے معاہدہ کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین پر تو جنگ کرو کفر کے

قاسم رضی اللہ عنہ کی آواز سنادے گا انہوں نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔

وہ خواب جو سلف صالحین سے مروی ہیں ان کی تعداد بے شمار ہے۔ میں کچھ خواب احیاء العلوم اور بعض خواب شرح الصدور سے نقل کر رہا ہوں۔

ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور ﷺ کے دیدار کا شرف ملا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ میری طرف التفات نہیں فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم نظر کرم نہیں فرما رہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے روزہ کی حالت میں اپنی زوجہ کا بوسہ نہیں لیا۔ میں نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اب میں روزہ کی حالت میں کبھی بھی اپنی زوجہ کا بوسہ نہیں لوں گا۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے دوست تھے۔ میں نے خواہش کی کہ میں ان کی شہادت کے بعد انہیں خواب میں دیکھوں۔ جب ان کی شہادت کو ایک سال گزر گیا تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف فرما رہے تھے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا میں ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں اگر میرا رب رؤف رحیم نہ ہوتا تو یقیناً میرا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

ابن سعد نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے والد محترم نے بیان فرمایا کہ مجھے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی امت کی طرف سے مجھے بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! ان کے لیے بددعا کرو۔ میں نے دعا کی اے مولا! مجھے ان کے بدلے وہ لوگ عطا فرما جو ان سے بہتر ہوں اور انہیں میرے بدلے وہ شخص دے جو مجھ سے برا ہو۔ اس خواب کے بعد آپ صبح کی نماز ادا فرمانے کے لیے گھر سے نکلے تو ابن ملجم نے آپ پر حملہ کر دیا۔

امام حاکم اور امام بیہقی نے کثیر بن صلت سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہید ہونا تھا اس دن آپ پر نیند کا غلبہ ہوا جب بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! تم جمعہ کی نماز ہمارے ساتھ ادا کرو گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت یہ خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے۔ اسی روز آپ کو روزہ کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔

ابن عساکر نے مطرف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے خواب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سبز پوشاک زیب تن کر رکھی تھی۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ

دھنس گئے۔ امیر نے مجھ سے کہا غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا ان کی تباہی ایک حقیقت ہے۔ اس نے کہا اٹھو اور مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں ان کو زمین نے نگل لیا۔ اگر یہ جھوٹا واقعہ ہوا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

مطری کہتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ ثقہ کے سامنے بیان کیا اس نے کہا ایک دن میں شیخ ابوعبداللہ القرطبی کے پاس تھا۔ شیخ شمس الدین صواب نے وہاں یہ واقعہ بیان کیا ابومحمد عبداللہ بن ابی عبداللہ نے ''تاریخ مدینہ'' میں اس واقعہ کو اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو اپنے والد محترم سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ حجرۂ مبارکہ کے خادم سے سنا ہے۔

سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایام حرہ میں لگاتار تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ ہی اقامت، حضرت سعید بن مسیب مسجد نبوی میں ہی رہے۔ انہیں گنبد خضریٰ سے اذان کی آواز آتی تھی۔ جس سے ان کو نماز کے وقت کا علم ہوتا تھا۔

صالحین اور پاکباز افراد کے خواب

اس سے پہلے بہت سے ان خوابوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ جو حضور ﷺ کے عہد نبوت میں دیکھے گئے۔ وہ خواب آپ ﷺ کی نبوت، صداقت اور آپ کے دین کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ اب میں ان خوابوں کا تذکرہ کروں گا۔ جن میں زندہ لوگوں نے مردوں کو دیکھا اور مردوں نے ان کو ایسی خبریں دیں جو حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت اور دین متین کی حقانیت پر شاہد عادل ہیں۔

امام ابن سیرین وغیرہ نے بیان فرمایا ہے کہ جس چیز کے متعلق میت خواب میں خبر دیتی ہے۔ وہ سچ ہوتی ہے کیونکہ میت اس وقت سچائی کے گھر میں ہوتی ہے۔ حضور ﷺ اپنے عہد ہمایوں میں صحابہ کرام کو برزخ کے احوال سے آگاہ فرمایا کرتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک قبرستان سے گزرے میں نے ایک قبر سے عجیب آواز سنی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس قبر سے ایک ہیبت ناک آواز سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے یعلیٰ! کیا تو نے اس آواز کو سنا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ مردہ معمولی سی بات کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے۔ میں نے عرض کی وہ معمولی بات کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے عذاب میں مبتلا ہونے کی وجہ چغل خوری اور پیشاب سے نہ بچنا ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما سے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے نور نظر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میری خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بیٹے کو زندگی عطا فرماتا حتی کہ وہ رضاعت مکمل کر لیتا حضور ﷺ نے فرمایا اس کی رضاعت جنت میں ہی مکمل ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا تو پھر میرے لیے اپنے نور نظر کی جدائی برداشت کرنا بہت آسان ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں وہ تمہیں

ﷺ) ہوں تمہارا باپ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ میں اسی وقت نیند سے بیدار ہو گیا میں نے اپنے والد کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو اس کا چہرہ بالکل سفید تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے حضور ﷺ کی ذات اقدس پر درود بھیجنا کبھی ترک نہیں کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا اور وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما بھی وہاں حاضر ہوئے۔ انہیں ایک کمرہ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ میں تمام صورت حال ملاحظہ کر رہا تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم باہر تشریف لائے وہ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ پھر جلد ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی باہر تشریف لے آئے وہ فرما رہے تھے۔ رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف فرما دیا گیا ہے۔

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! میرے قریب ہو جاؤ۔ میں آپ ﷺ کے اتنا قریب ہو گیا کہ میں مصافحہ کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ کی بغل میں دو عمر رسیدہ شخص تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو میری امت کا والی بنے تو ان بزرگوں کے طرز عمل کی طرح کا رویہ اختیار کرنا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابو بکر اور یہ عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ابن سعد نے الطبقات میں عمرو بن شرحبیل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں جنت میں داخل ہو گیا ہوں میں نے وہاں گنبد دیکھے میں نے پوچھا یہ گنبد کن لوگوں کے ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ گنبد قبیلہ کلاع اور حوشب کے لوگوں کے ہیں۔ یہ دو قبائل تھے۔ جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ کی تھی۔ میں نے پوچھا عمار اور ان کے ساتھی کہاں گئے۔ مجھے بتایا گیا کہ ان کے مکانات ذرا آگے ہیں۔ میں نے پوچھا ان لوگوں نے تو ایک دوسرے کو قتل کیا تھا مجھے بتایا گیا کہ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو وسیع بخشش والا پایا۔ میں نے پوچھا خوارج کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا مجھے بتایا گیا کہ ان کے ساتھ سختی کی گئی۔

ابن ابی الدنیا نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں افلح یا کثیر بن افلح کو دیکھا وہ حرہ کے واقعہ میں شہید ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا تجھے قتل نہیں کر دیا گیا۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہوا؟ انہوں نے فرمایا میرے ساتھ بھلائی کی گئی میں نے پوچھا کیا آپ شہداء میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں جب مسلمان باہم لڑائی کرتے ہیں تو ان کے جو افراد قتل ہوتے ہیں۔ وہ شہدا نہیں ہوتے بلکہ ان کو ندما کہتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ ایک مرتبہ نیند سے بیدار ہوئے اور ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھا اور فرمایا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی

سے کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کا سلوک کیا۔ میں نے کہا کون سا دین بہتر ہے؟ انہوں نے فرمایا دین قیم بہتر ہے جس میں خونریزی نہ ہو۔

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المنامات'' میں بعض شیوخ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم سفیان بن عیینہ نے محمد بن المنکدر سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم سے جب بھی سوال کیا گیا آپ نے اس کے جواب میں ''لا'' (نہیں) نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ ''اللہ تجھے معاف فرمائے''

ابن ابی الدنیا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں ابولہب کا دوست تھا۔ جب وہ مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق خبر دی تو میں حزین اور غمگین ہو گیا میں پورا سال دعا مانگتا رہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے خواب میں ابولہب دکھائے۔ کچھ مدت بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا اس کے اردگرد آگ شعلہ بار تھی۔ میں نے اس سے اس کی حالت کے متعلق پوچھا اس نے کہا میں جہنم کی آگ کے عذاب میں مبتلا ہوں۔ نہ تو عذاب میں کمی کی جاتی ہے اور نہ ہی کسی پہلو مجھے آرام آتا ہے۔ لیکن پیر کی شب کو میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ میں نے پوچھا اس تخفیف کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا اس شب جس میں محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تھے۔ میرے پاس میری لونڈی آئی اس نے مجھے آمنہ کے نور نظر کی ولادت کی خبر دی۔ میں نے اس بشارت پر بہت زیادہ مسرت کا اظہار کیا اور اسی خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس خوشی اور شادمانی کے بدلے ہر سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔

ابن ابی الدنیا اور حافظ سخاوی نے ''القول البدیع'' میں عبدالواحد بن زید تابعی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے عازم سفر ہوا۔ مجھے ایک ایسا رفیق راہ ملا جو اٹھتے، بیٹھتے، متحرک اور ساکن ہر حالت میں حضور ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتا تھا۔ میں نے اس سے اس کے متعلق سوال کیا۔ اس نے اپنی داستان یوں بیان کی۔ ابتداء میں میں اور میرا والد مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ جب حج کر کے ہم واپس لوٹ رہے تھے تو راستہ میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ ایک آنے والا میرے خواب میں آیا اس نے کہا اٹھ۔ تیرا باپ مر گیا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے میں گھبرا کا اٹھ بیٹھا میں نے اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا میں نے اس کو مردہ حالت میں پایا۔ اس کا چہرہ واقعی سیاہ ہو چکا تھا۔ اس عجیب واقعہ کی وجہ سے مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میں اسی غم و حزن میں تھا کہ مجھ پر دوبارہ نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ چار حبشی میرے والد کے سرہانے کھڑے تھے۔ انہوں نے لوہے کے ڈنڈے پکڑ رکھے تھے۔ اسی دوران ایک حسین و جمیل شخص وہاں آ گیا۔ اس نے سبز لباس زیب تن کر رکھا تھا اس نے ان حبشیوں سے کہا ہٹ جاؤ اس شخص نے اپنا دست اقدس میرے والد کے چہرے پر پھیرا۔ پھر وہ شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو سفید کر دیا ہے۔ میں نے اس شخص سے عرض کی آپ پر میرے والدین فدا ہوں آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں محمد (مصطفیٰ

کے احوال کے متعلق نہیں بتائیں گے۔ انہوں نے فرمایا ہم نجات پا گئے ہیں۔ حالانکہ نجات پانا مشکل تھا۔ ہمیں زہرہ گداز حالات سے دو چار ہونا پڑا۔ ہم نے اپنے پروردگار کو بہت غفور اور رحیم پایا اس نے ہمارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ ہماری برائیوں سے درگذر فرمایا ہے۔ لیکن اس نے ''احراض'' کو معاف نہیں فرمایا میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے گذارش کی۔ یہ احراض کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ وہ بری باتیں ہیں۔ جن کی برائی کی وجہ سے انگلی اٹھائی جا سکے۔

ابن ابی الدنیا نے ابوزاہریہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں عبدالاعلیٰ نے عدی بن ابی بلال الخزاعی کی عیادت کی۔ اور ان سے کہا وفات کے بعد بارگاہ رسالت میں میرا اسلام عرض کرنا اور اگر ہو سکے تو ہمیں ان کے متعلق آگاہ کر دینا۔ ام عبداللہ جو کہ ابوزاہریہ کی بہن تھیں وہ ابن ابی بلال کی زوجہ محترمہ تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوند کی وفات کے تین دن بعد انہیں خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا تین دن بعد میری بچی مجھ سے آملے گی۔ کیا تو عبدالاعلیٰ کو جانتی ہے۔ ان کی زوجہ نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا اس کو تلاش کر کے اسے میرا پیغام دینا کہ میں نے اس کا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دیا تھا اور حضور ﷺ نے اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا تھا۔ انہوں نے یہ خواب اپنے بھائی ابوزاہریہ کو سنایا اور انہوں نے یہ پیغام عبدالاعلیٰ تک پہنچا دیا۔

ابن ابی دنیا نے حضرت یحیٰی بن ایوب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ دو شخص تھے انہوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ ان میں سے جو پہلے انتقال کرے گا وہ اپنے ساتھی کو برزخ کے احوال بتائے گا۔ ان میں سے ایک پہلے مر گیا۔ دوسرے نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے برادر محترم! حضرت حسن بصری کا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا وہ تو جنت کے سرداروں میں سے ہیں۔ پھر پوچھا ابن سیرین کی حالت کیا ہے اس نے جواب دیا وہ جس کی خواہش کرتے ہیں وہ انہیں مل جاتا ہے۔ لیکن ان دونوں کے مراتب میں بہت فرق ہے۔ زندہ دوست نے پوچھا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا۔ دوسرے نے جواب دیا ''خوف الٰہی کی وجہ سے''

ابن عدی اور ابن عساکر نے تاریخ میں محمد بن یحیٰی الحجدری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ ابن اجلح نے سلمہ بن کہیل سے کہا اگر تم مجھ سے پہلے وصال کر جاؤ اور میرے خواب میں آنے کی قدرت رکھو تو پھر جو کچھ تم دیکھو مجھے اس سے آگاہ کرنا سلمہ نے بھی ابن اجلح سے اسی طرح کا عہد لیا۔ سلمہ، ابن اجلح سے پہلے انتقال کر گئے۔ ابن اجلح نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! کیا تجھے معلوم ہے کہ سلمہ میرے خواب میں آئے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ تو وصال نہیں فرما چکے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حیات نو عطا فرمائی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ نے اپنے رب کو کیسا پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہمارا پروردگار بہت رحیم اور غفور ہے۔ میں نے پوچھا وہ پاکیزہ عمل کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے انہوں نے فرمایا میں نے ''رات کی نماز'' سے بڑھ کر کوئی عمدہ عمل نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا آپ نے آخرت کے احوال کو کیسے پایا انہوں نے جواب دیا۔ بہت آسان لیکن صرف اسی پر اعتماد نہ لینا۔

حفص المو ہبی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد طائی کو خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کی اے ابو سلیمان! آپ نے آخرت کی بھلائی کو کیسے پایا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے آخرت کی بھلائی کو بہت زیادہ پایا ہے۔ میں نے

خبر پہنچنے سے پہلے کا ہے۔ حضرت ابن عباس کے ساتھیوں نے آپ کی اس پیشین گوئی کو بڑا عجیب سمجھا انہوں نے فرمایا میں نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ کے پاس خون سے بھری ہوئی ایک شیشی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ میرے بعد میری امت نے کیا کیا ہے۔ میری امت نے میرے بیٹے حسین کو قتل کر دیا ہے۔ اس شیشی میں ان کا اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں اس خون کو بارگاہ ربوبیت میں پیش کر رہا ہوں۔ اس خواب کے چوبیس دن بعد خبر آ گئی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اسی دن شہید ہو گئے تھے۔ جس دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ خواب دیکھا تھا۔

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا گیا۔ آپ سے عرض کی گئی کہ آپ کہا کرتے تھے کہ مجھے اس زبان نے ہلاکت میں ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں اس زبان سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے طفیل مجھے جنت عطا فرما دی ہے۔

ابوالشیخ، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ثابت بن قیس کی بیٹی نے بیان کیا ہے کہ جنگ یمامہ کے دن حضرت ثابت بن قیس شہادت سے سرخرو ہوئے۔ اس وقت انہوں نے ایک نفیس زرہ پہن رکھی تھی۔ ایک مسلمان ان کے پاس سے گذرا اس نے وہ زرہ ان سے اتار لی۔ اس وقت ایک مسلمان سو رہا تھا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اس کی خواب میں آئے اور فرمانے لگے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ خبردار اس کو صرف خواب نہ سمجھنا بلکہ یہ حقیقت ہے۔ اس لیے اس کو خوب ذہن نشین کر لو۔ کل جب میں شہید ہو گیا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گذرا۔ اس نے میرے جسم سے زرہ اتار لی۔ اس کا خیمہ تمام لوگوں سے دور ہے۔ اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا چر رہا ہے۔ جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی ہے۔ اس نے میری زرہ کو ایک دیگچے کے نیچے رکھا ہوا ہے اور دیگچے کے اوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ یہ زرہ اس شخص سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں جانا اور عرض کرنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے وہ ادا فرما دیں اور میرے فلاں غلام کو آزاد فرما دیں۔

وہ شخص حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو زرہ کے متعلق بتایا۔ انہوں نے اس جگہ سے زرہ حاصل کر لی۔ پھر وہ شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت عرض کی۔ انہوں نے ان کی وصیت پوری کر دی۔ ہم حضرت ثابت کے علاوہ کسی اور ایسے شخص کو نہیں جانتے جس کی وفات کے بعد کی گئی وصیت کو پورا کیا گیا ہو۔

ابن ابی الدنیا نے ''منامات'' میں اور ابن سعد نے ''طبقات'' میں محمد بن زیاد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عفیف بن حارث نے حضرت عبداللہ بن عائذ کو ان کی وفات کے وقت کہا اگر بعد از وفات ہم سے مل سکیں تو ہمیں وہاں کے حالات کی خبر دینا۔ کچھ مدت بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کی خواب میں آئے۔ حضرت عفیف نے ان سے کہا کیا آپ ہم کو وہاں

فریب میں مبتلا کر دیا۔ میں مسجد کی طرف گیا۔ نماز ادا کی اور ذکر و دعا میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر بعد مجھ پر نیند غالب آ گئی خواب میں میں نے ایک جماعت دیکھی جہاں تک مجھے علم ہے وہ انسانوں کی جماعت نہ تھی۔ ان کے ہاتھوں میں ٹرے تھے۔ جن میں چار روٹیاں تھیں وہ برف کی طرح سفید تھیں۔ ہر روٹی پر انار کے دانوں کی مانند موتی تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کھاؤ۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں انہوں نے کہا اس گھر کا مالک حکم دے رہا ہے کہ کھاؤ میں کھانا کھانے لگا۔ پھر میں وہ موتی اٹھانے لگا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اس کو چھوڑ دو اسے ہم تمہارے لیے درخت لگائیں گے جس سے تمہارے لیے بھلائی اگے گی۔ میں نے پوچھا آپ کہاں درخت لگائیں گے۔ انہوں نے کہا ہم ایسے گھر میں لگائیں گے جو نہ خراب ہو گا جس کا پھل متغیر نہ ہو گا۔ جس کی سلطنت اختتام پذیر نہ ہو۔ وہاں کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ وہاں رضائے الٰہی ہے۔ حوران بہشتی ہیں۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ وہاں حسین و جمیل بیویاں ہیں۔ لہٰذا تم اپنے معاملات سمیٹ لو یہ زندگی ایک لحظہ بھر ہے۔ حتیٰ کہ تو عازم سفر ہو جائے گا اور دار آخرت تیرا مسکن بن جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد صرف دو جمعے حضرت ابو مریم بحیات رہے۔ نصر فرماتے ہیں۔ جس رات انہوں نے وصال فرمایا میں نے اسی رات انہیں خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا کیا تو اس درخت پر تعجب نہیں کرتا جو میرے لیے اس دن لگایا گیا تھا۔ جس دن میں نے تمہیں وہ خواب سنایا۔ اب وہ ثمر آور ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا اس درخت کا پھل کیسا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس پھل کی خصوصیات نہ پوچھو کوئی شخص بھی اس کے اوصاف بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ ہم نے اپنے رب جیسا کریم نہیں دیکھا۔ عبدالوہاب بن یزید الکندی فرماتے ہیں میں نے ابو عمر الضریر کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا آپ سے کیا سلوک ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا ہے اور مجھے معاف کر دیا ہے۔ میں نے سوال کیا کون سا عمل افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا سنت اور علم جس پر تم عمل پیرا ہو میں نے استفسار کیا کون سا عمل برا ہے۔ انہوں نے فرمایا اسماء سے بچو۔ میں نے عرض کی اسماء سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے فرمایا اس سے مراد قدری، معتزلی اور مرجئی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے تمام اہل ہویٰ کے نام شمار کیے۔

حضرت شیخ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا پڑوسی ہمیشہ فضول بحثوں میں مصروف رہتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا وہ ایک آنکھ سے محروم تھا۔ میں نے پوچھا اے فلاں تیرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا میں حضور ﷺ کے صحابہ کی گستاخیاں کرتا تھا جس کی سزا میں مجھے کانا بنا دیا گیا ہے۔ پھر اس نے اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا۔

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے 'الشعب'' میں مطرف بن عبداللہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان میں تھا۔ میں نے ایک قبر کے پاس دو ہلکی سی رکعتیں ادا کیں۔ پھر مجھے اونگھ آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ قبر والا مجھ سے محو کلام تھا۔ اس نے کہا تم نے دو رکعتیں ادا کی ہیں۔ لیکن انہیں صحیح ادا نہیں کیا، میں نے کہا ہاں مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ اس شخص نے کہا تم عمل کرتے ہو لیکن اپنے اعمال کی جزا سے نا آشنا ہو ہم اعمال کی جزا کو جانتے ہیں لیکن اب عمل نہیں کر سکتے میرے لیے ایک رکعت نماز دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے پوچھا اس قبرستان میں کون لوگ مدفون ہیں۔ انہوں نے بتایا یہاں سب مسلمان دفن کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے بھلائی کو حاصل کر لیا ہے۔ میں نے پوچھا ان سب میں سے افضل کون ہے۔ انہوں

پوچھا آپ کا انجام کیا ہوا۔ انہوں نے فرمایا الحمد للہ میں نے بھلائی کو پالیا ہے۔ میں نے عرض کی کیا آپ کو سفیان بن سعید کا کچھ علم ہے۔ وہ خیر اور اہل خیر کو بہت پسند کرتے تھے۔ یہ سن کر انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمایا خیر کی محبت نے انہیں اہل خیر تک پہنچا دیا ہے۔

عتبہ بن ضمرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے اپنی چچی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا ''آپ کیسی ہیں'' انہوں نے فرمایا مجھے تمام نیک اعمال کا ثواب مل گیا ہے۔ حتی کہ مجھے خلاط (دودھ اور سبزی) کا بھی ثواب عطا کیا گیا۔

عبدالمالک اللیثی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عامر بن عبدالقیس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا آپ نے آخرت کے امور کو کیسے پایا ہے۔ انہوں نے فرمایا امور آخرت سراپا خیر ہیں۔ میں نے پوچھا کون سا عمل تمام اعمال سے عمدہ ہے۔ انہوں نے فرمایا ہر وہ عمل جس سے رضائے الٰہی مقصود ہو وہ تمام اعمال سے بہترین ہے۔

ابو عبداللہ البجری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک چچا کا انتقال ہو گیا میں نے انہیں خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا دنیا سراپا فریب ہے۔ پاکبازوں کے لیے آخرت میں سکون و سرور ہے۔ ہم نے یقین، اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے لیے خلوص کی سی چیز نہیں دیکھی۔ کسی بھی بھلائی کی حقیر نہ جانو اس شخص کی طرح عمل کرو جو یہ جانتا ہے کہ وہ انتہائی گناہ گار ہے۔

اہل کوفہ کے ایک شخص سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے سوید بن عمرو الکلبی کو خواب میں دیکھا ان کی حالت بہت اچھی تھی میں نے ان سے پوچھا آپ کی اتنی عمدہ حالت کس وجہ سے ہے۔ انہوں نے فرمایا میں اکثر ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا ورد کیا کرتا تھا۔ داؤد طائی اور محمد بن نصر حارثی نے گوہر مقصود کو پالیا ہے۔

ابراہیم بن منذر الحرانی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ضحاک بن عثمان کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا آسمان پر کئی شاخیں ہیں۔ جس نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہہ دیا اس نے ان شاخوں کو پکڑ لیا اور جس کو یہ کلمہ کہنے کی توفیق نہ ہوئی وہ نیچے گر پڑا۔

محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عائشہ التیمی کو خواب میں دیکھا۔ اس نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس محبت کے طفیل بخش دیا ہے جو میں اس سے کرتا تھا۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے ایک دوست سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت مالک کو خواب میں دیکھا اس نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھ سے بھلائی کا سلوک ہوا ہے۔ میں نے عمل صالح کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی صحابہ کرام کی طرح کسی کو پاکباز نہیں دیکھا نہ ہی اسلاف کی طرح کسی کو صالح دیکھا ہے۔ نہ صالحین کی محفل کی طرح کی کوئی محفل دیکھی ہے۔

نضر بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ ابو مریم بن عیسیٰ ایک نیک آدمی تھے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شب چاندنی رات نے مجھے

فرمایا عبدالرزاق نے سچ کہا ہے۔ معمر نے سچ کہا ہے ابن شہاب نے سچ کہا ہے۔ انس نے سچ کہا ہے۔ میرے نبی محترم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ جبرائیل نے سچ کہا ہے واقعی یہ میرا فرمان ہے۔ فرشتو! اس بوڑھے کو جنت میں لے چلو۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق ابوبکر الغزاری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھائی نے انہیں خواب میں دیکھا انہوں نے کہا اے احمد! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا اے احمد! تو نے مار اور زدوکوب تو برداشت کر لی لیکن اپنے اس قول سے رجوع نہ کیا میرا کلام منزّل ہے مخلوق نہیں ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تجھے قیامت تک اپنا کلام سناؤں گا۔ اب میں اپنے رب کا کلام سنتا رہتا ہوں۔

محمد بن عوف سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن الصفی الحمصی کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا آپ کا انجام کیا ہوا۔ انہوں نے فرمایا میں نے بھلائی کو پالیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم ہر روز دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے ابوعبداللہ! آپ دنیا میں سنت پر عمل پیرا رہے اور آخرت میں بھی سنت پر عمل پیرا ہو۔ یہ سن کر وہ مسکرانے لگے۔

محمد بن مفضل سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے منصور بن عمار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا تیرے اعمال تو مختلط ہیں۔ لیکن میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ کیونکہ تو مخلوق کے دلوں میں میری محبت ڈالا کرتا تھا۔ اب اٹھو اور فرشتوں کے سامنے میری عظمت بیان کر جس طرح تو دنیا میں میری عظمت بیان کیا کرتا تھا۔ میرے لئے ایک منبر بچھا دیا گیا اور میں نے فرشتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی۔

ابوالحسن شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے منصور بن عمار کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کیا تو منصور بن عمار ہے میں نے عرض کی اے میرے رب! ہاں میں منصور بن عمار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو وہی نہیں جو لوگوں کو دنیا سے کنارہ کشی کی تعلیم دیتا تھا اور خود اس میں رغبت رکھتا تھا۔ میں نے عرض کی حقیقت اسی طرح ہے۔ لیکن میں ہر جلسے کی ابتدا تیری ثناء اور تیرے حبیب مکرم ﷺ پر درود و سلام سے کرتا تھا۔ علاوہ ازیں میں تیرے بندوں کے ساتھ خلوص کا اظہار بھی کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ اے ملائکہ! اس کے لیے منبر بچھا دو تا کہ یہ میری تعریف میں اسی طرح رطب اللسان ہو جس طرح یہ دنیا میں میری حمد و ثناء کرتا تھا۔

سلمہ بن عفان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے وکیع کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جنت میں داخل کیا۔ میں نے پوچھا اس کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا علم کی وجہ سے۔

ابویحییٰ مستملی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوہمام کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا ان کے سر پر قندیلیں (شمعیں)

نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں نے دل میں دعا مانگی مولا! اس کو میرے لیے قبر سے باہر نکال دے تا کہ میں اس سے ہم کلام ہوسکوں۔ میری یہ دعا قبول ہوئی اور اس قبر سے ایک نوجوان باہر نکلا میں نے اس سے پوچھا کیا آپ اس قبرستان والوں میں سے سب سے افضل ہیں۔ اس نے کہا لوگ اسی طرح کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا ہے۔ آپ کی عمر کو بالکل کم ہے اس لیے یہ ناممکن ہے کہ آپ نے یہ مقام زیادہ عمرے، حج یا راہ خدا میں جہاد کی وجہ سے حاصل کیا ہو اس نے کہا مجھے مصائب میں مبتلاء کیا گیا پھر مجھے ان مصائب پر صبر کرنے کی توفیق بھی دی گئی۔ یہ تمام فضیلت اسی وجہ سے ہے۔

المنکد ر بن محمد بن المنکد ر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے مسجد نبوی میں جانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے ارد گرد لوگ جمع تھے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ شخص کون ہے۔ لوگوں نے مجھے بتایا یہ شخص آخرت سے آیا ہے تا کہ لوگوں کو ان کے مردوں کے متعلق بتائے۔ میں بھی اس شخص کے پاس آیا۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت صفوان بن سلیم تھے۔ لوگ ان سے مختلف سوال کر رہے تھے اور وہ ان کو جواب ارشاد فرما رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا کیا یہاں کوئی ایسا آدمی ہے جو مجھ سے محمد بن منکد ر کے متعلق پوچھے لوگوں نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ ان کا بیٹا ہے میں لوگوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ہمیں ان کے حالات سے آگاہ فرمائیں انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت عطا فرمائی ہے۔ انہیں فلاں مرتبہ عطا فرمایا گیا ہے۔ ان کے سر پر رضا کا تاج زریں سجایا گیا ہے۔ جنت کے محلات ان کے مسکن ہیں۔ وہاں نہ انہیں موت آئے گی اور نہ ہی وہ وہاں سے کوچ کریں گے۔

یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یزید واسطی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد ہم ابوعمرو بصری کی محفل میں گئے انہوں نے دعا مانگی ہم نے آمین کہی۔ اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو معاف فرمادیا خطیب نے تاریخ بغداد میں محمد بن سالم صالح خواص سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن اکثم قاضی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ رب العزت نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور فرمایا اے گناہ گار بوڑھے! اگر مجھے تمہارے بڑھاپے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تمہیں آگ میں جلا کر راکھ بنا دیتا۔ مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا جب ذرا افاقہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پھر انہی الفاظ سے خطاب فرمایا میں پھر خوف الٰہی سے کانپنے لگا۔ جب میں پرسکون ہوا تو میں نے عرض کی مولا! میں نے تجھ سے اس طرح تو روایت نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے مجھ سے کیا روایت کیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے خوب آگاہ تھا۔ میں نے عرض کی مجھے عبدالرزاق بن ہمام نے انہوں نے معمر بن راشد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل سے اور حضرت جبرائیل نے (اے خدائے عظیم و برتر) تجھ سے روایت کیا ہے۔ اے مولا! تو نے فرمایا جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے۔ مجھے حیاء آتی ہے کہ اس کو عذاب آتش میں مبتلا کروں۔ یہ حدیث قدسی سن کر اللہ تعالیٰ نے

درختوں کے درمیان محوخرام تھااور مجھے کوئی حس وحرکت سنائی نہ دے رہی تھی کہ میں نے ایک آواز سنی اے سفیان بن سعید! کیا تو جانتا ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات پر ترجیح دی تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم ہاں پھر مجھے ہر سو سے موتیوں کے بھرے ہوئے تھالوں نے گھیر لیا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام شافعی کی زیارت کی میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ میری طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے اور حوران جنت سے میرا نکاح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا یہ تمام انعامات اس لیے تجھے عطا فرمائے گئے ہیں کیونکہ تو دنیا میں نہ تو اپنی نعمتوں کی وجہ سے اِتراتا تھا اور نہ ہی مال و دولت کی وجہ سے تکبر کرتا تھا۔

ربیع بن سلیمان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی کی زیارت کی میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے سونے کی کرسی کو بچھانے کا حکم دیا اور مجھ پر گوہر ہائے آبدار کی بارش کر دی۔

اسماعیل بن ابراہیم الفقیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ۔ میں نے حافظ ابو احمد الحاکم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا آپ کے نزدیک کس فرقہ کے زیادہ لوگ نجات یافتہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا ''اہل السنت والجماعت کے''

خیثمہ بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے عاصم طرابلسی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اے ابوعلی! آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا مرنے کے بعد ہمیں کنیتوں سے نہیں پکارا جاتا نہ ہی ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے عاصم! آپ کا کیا حال ہے اور آپ کا مرتبہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں رحمت عظیمہ کی جانب پہنچا ہوں اور جنت عالیہ میں مجھے مقام ملا ہے۔ میں نے کہا اس کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس کا سبب سمندر میں میرا کثرت سے جہاد کرنا ہے۔

حضرت مالک بن دینار سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے استفسار کیا کہ آپ نے موت کے بعد کس سے ملاقات کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہمیں زہرہ گداز حالات اور شدید زلزلوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں نے کہا اس کے بعد کیا ہوا انہوں نے فرمایا س کے بعد وہ نعمتیں ملیں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری نیکیوں کو قبول کر لیا۔ ہماری کوتاہیوں سے درگذر کیا۔

حسن بن عبدالعزیز ہاشمی عباسی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن جریر کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا آپ نے موت کو کیسے پایا۔ انہوں نے فرمایا میں نے موت کو سراپا خیر پایا ہے۔ میں نے استفسار کیا آپ نے ہول مطلع کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا وہ بھی مجسمہ بھلائی تھا۔ میں نے پوچھا آپ نے منکر اور نکیر کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا وہ بھی سراپا بھلائی تھے۔ تمام حالات سن کر میں نے کہا آپ کا رب آپ پر بہت مہربان ہے۔ اپنے رب کے پاس ہمارا تذکرہ بھی کرنا۔ انہوں نے فرمایا اے ابوعلی آپ یہ کہتے ہیں کہ میں اپنے رب کے پاس آپ کا تذکرہ کروں حالانکہ ہم بارگاہ رسالت میں آپ کا وسیلہ پکڑتے ہیں۔

فروزاں تھیں۔ میں نے پوچھا اے ابو ہمام! آپ کو یہ قندیلیں کس لیے عطا ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا یہ قندیل حدیث حوض کی وجہ سے ملی، یہ قندیل حدیث شفاعت کے سبب عطا ہوئی اور یہ قندیل فلاں حدیث کی وجہ سے ملی۔

سہیل اخی حزم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت مالک بن دینار کی زیارت کی میں نے کہا آپ بارگاہ ربوبیت میں کیا لے کر حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا میں کثیر گناہ لے کر بارگاہ ربوبیت میں حاضر ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے تمام گناہوں کو مٹادیا کیونکہ میں اس ذات کے متعلق حسن ظن رکھتا تھا۔

اہل یمن میں سے ایک خاتون سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رجاء بن حیوٰۃ کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا کیا آپ انتقال نہیں فرماگئے؟ انہوں نے فرمایا ہاں اہل جنت میں صدا لگائی گئی کہ تم جراح بن عبداللہ کا استقبال کرو۔ یہ خواب حضرت جراح کی شہادت کی خبر وہاں تک پہنچنے سے پہلے کا ہے کچھ عرصہ بعد جراح کی شہادت کی خبر پہنچ گئی۔ جب حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت جراح کو اسی روز آذربائیجان میں شہید کر دیا گیا تھا۔

اصمعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جریر خطفی کو خواب میں دیکھا اس نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اس نے کہا میرے مولا نے مجھے معاف فرمادیا ہے۔ اس شخص نے پوچھا اس معافی کا سبب کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک دفعہ میں نے جنگل میں پانی کا ایک چشمہ دیکھا اس پر میں نے اللہ اکبر کہا اسی وجہ سے میرے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اس شخص نے پوچھا تیرے بھائی فرزدق کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا پاک دامن عورت پر بہتان طرازی نے اس کو ہلاک کر دیا ہے۔ ثور بن یزید الشامی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کمیت بن زید کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ میرے لیے ایک منبر بچھایا گیا۔ مجھے اس پر بٹھایا گیا اور مجھے اشعار پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ جب میں اس شعر پر پہنچا:

حَنَانَیْکَ رَبَّ النَّاسِ مِنْ اَنْ یَّغُرَّنِیْ   کَمَا غَرَّهُمْ شُرْبُ الْحَیَاةِ الْمُصَرَّدِ

''اے میرے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے تھوڑی سی زندگی کی سیرابی اسی طرح فریب میں مبتلا نہ کر دے۔ جس طرح اس نے دیگر لوگوں کو دھوکے میں ڈال دیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے کمیت! تجھے اس چیز نے دھوکے میں نہیں ڈالا جس چیز نے ان لوگوں کو دھوکے میں ڈالا تھا۔ اے کمیت! میں نے تجھے اس ذات کی مدح خوانی کی وجہ سے معاف کر دیا ہے جو تمام مخلوق سے بہترین اور برگزیدہ ہے اور وہ اشعار جو تو نے اہل بیت کی مدح میں کہے ہیں۔ ان میں سے ہر شعر کے بدلے جنت میں تجھے ایک رتبہ عطا فرمادیا ہے اور تا قیامت تجھے بلندیوں سے نوازتا رہوں گا۔ کمیت اہل بیت مصطفیٰ علی صاحبہم الصلوٰۃ والسلام کا مداح تھا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا جونہی مجھے لحد میں اتارا گیا تو مجھے بارگاہ ربوبیت میں پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا آسان سا حساب لیا۔ پھر مجھے جنت میں جانے کا حکم فرمایا اسی دوران کہ میں جنت کے پھولوں اور

نے ایک لمبی سی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے زینت علم سے آراستہ فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا حضرت مالک بن انس کا رتبہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اوپر، اوپر وہ اسی طرح اوپر اوپر کہتے رہے اور اپنے سر کو بلند کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ ٹوپی ان کے سر سے نیچے گر گئی۔

حسین بن اسماعیل المحاملی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاشانی کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے اشارہ کیا "بڑی مشکل سے نجات ملی ہے" میں نے پوچھا امام احمد بن حنبل کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا حضرت بشر حافی کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا روزانہ دو مرتبہ انہیں عزت وکرامت سے نوازا جاتا ہے۔

عاصم جہنی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں یوں محسوس ہوا کہ میں ہشام کی گلی میں جا رہا ہوں مجھے وہاں حضرت بشر حافی سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے عرض کی آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے فرمایا علیین سے میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے ابھی احمد بن حنبل اور عبدالوہاب وراق کو بارگاہ ربوبیت میں چھوڑا ہے وہ وہاں کھا پی رہے تھے اور عیش کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کو کیا مرتبہ ملا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ میں کھانے پینے میں رغبت نہیں رکھتا اس لیے اس نے مجھے اپنے دیدار سے سعادت مند ہونے کی توفیق بخشی ہے

ابوجعفر السقا سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بشر حافی اور حضرت معروف کرخی کو خواب میں دیکھا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ کہیں سے آ رہے تھے۔ میں نے عرض کی آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے فرمایا ہم جنت الفردوس سے آئے ہیں۔ ہم نے موسیٰ کلیم الرحمٰن کی زیارت کی ہے۔

ایک شخص سے روایت ہے کہ اس نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھا اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ اس نے مجھ سے فرمایا اے بشر! اگر تم آگ کے انگاروں پر بھی سجدے ریزیاں کرتے پھر بھی میرے اس احسان کا بدلہ نہ چکا سکتے جو میں نے لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کر کے تم پر کیا ہے۔

حضرت محمد بن خزیمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل نے انتقال فرمایا تو میں بہت زیادہ مغموم ہو گیا میں نے وہ رات بڑے غم واندوہ میں گذاری میں نے رات کو انہیں خواب میں دیکھا وہ بڑے پیارے انداز سے محوخرام تھے۔ میں نے عرض کی اے ابوعبداللہ! یہ کیسی چال ہے انہوں نے فرمایا یہ چال دارالسلام کے خدام کی ہے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کیا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ اس نے مجھ پر خصوصی نظر کرم فرمائی۔ مجھے سونے کے جوتے پہنائے اور فرمایا اے احمد! یہ تمام نوازشات صرف تیرے اس قول کی وجہ سے ہیں۔ "قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے" اے احمد! مجھ سے وہ دعائیں مانگ جو تو دنیا میں مجھ سے مانگا کرتا تھا۔ میں نے عرض کی مولا! کیا

جیش بن مبشر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا مجھے نعمتوں سے نوازا۔ میرے ساتھ محبت اور پیار کا اظہار فرمایا تین سو حوروں کے ساتھ میری شادی کی۔ اور دو مرتبہ اپنی بارگاہ صمدیت میں حاضر ہونے کی توفیق بخشی میں نے سوال کیا اتنی نوازشات کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے اپنی آستین سے کوئی چیز نکالی اور فرمایا اس (حدیث) کی خدمت کی وجہ سے۔ سلیمان عمری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر قاری یزید بن قعقاع کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا میرے بھائیوں کو میری طرف سلام کہنا اور انہیں بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہداء کے درجہ پر فائز کیا ہے۔ ہم زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے ابو حازم کو بھی میرا اسلام دینا اور اس سے کہنا احتیاط کرو احتیاط کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تمہاری شام کی مجلسوں کو دیکھتے ہیں۔

زکریا بن عدی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے انہوں نے فرمایا وہ عمل جس میں آپ کوشش کر رہے ہیں میں نے کہا جہاد اور جہاد کی تیاری؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔

عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے والد محترم کو دیکھا میں نے ان سے عرض کی ''کون سا عمل افضل ہے'' انہوں نے فرمایا ''استغفار''

عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ متوکل کے مرنے کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا اس مغفرت کا سبب کیا ہے۔ حالانکہ تیرے اعمال تو اچھے نہ تھے۔ اس نے کہا میری بخشش کا سبب سنت پر وہ تھوڑا سا عمل پیرا ہونا ہے جس کو میں ظاہر کرتا تھا۔

حجاج بن ثمیلہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور فرزدق ایک قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت حسن نے فرزدق سے پوچھا اے فرزدق! تو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ فرزدق نے کہا میں ستر سال سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی شہادت دے رہا ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت حسن خاموش ہو گئے۔ لبطہ بن فرزدق کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا انہوں نے کہا اے بیٹے! اس کلمے نے مجھے بہت نفع دیا ہے جس کا ذکر میں نے حضرت حسن کے پاس کیا تھا۔

عبداللہ بن صالح صوفی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک محدث کو خواب میں دیکھا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ سوال کیا گیا اس مغفرت کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ میں اپنی کتابوں میں حضور ﷺ پر درود لکھا کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا انہوں

کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حاجیوں اور مسلمانوں کے لیے راستے محفوظ کیے تھے۔

ابونصر بن ماکول سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں ابوالحسن دارقطنی کے متعلق سوال کر رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا کہ انہیں جنت میں ''امام'' کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن صالح فرماتے ہیں کہ میں نے ابونواس کو خواب میں دیکھا وہ بڑی نعمتوں اور آسائشوں میں تھے۔ ان سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس ذات نے مجھے معاف کر دیا ہے اور مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ جب اس مغفرت کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میرے نامۂ اعمال میں اچھے اور برے افعال تھے۔ ایک رات ایک بزرگ اس قبرستان میں آیا۔ اس نے اپنی چادر کو بچھایا اور دو رکعتیں نماز ادا کی۔ اس میں اس نے دو ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب اس قبرستان والوں کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان میں دفن ہونے والے تمام مردوں کو بخش دیا۔ میں بھی ان مردوں میں شامل تھا۔

عبداللہ بن محمد المروزی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یعقوب بن سفیان الحافظ کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا اور مجھے حکم فرمایا کہ آسمان میں اسی طرح احادیث بیان کروں جس طرح دنیا میں درس حدیث دیتا تھا۔ میں نے چوتھے آسمان پر احادیث بیان کیں۔ حضرت جبرائیل نے احادیث کو لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تمام ملائکہ نے ان احادیث کو سونے کی اقلام کے ساتھ لکھا۔

ابوالقاسم ثابت بن احمد بن حسین البغدادی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم سعد بن محمد زنجانی کو خواب میں دیکھا وہ خواب میں مجھ سے بار بار یہ فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ محدثین کی ہر محفل حدیث کے بدلے جنت میں محل تیار کرتا ہے۔

حفص بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا وہ آسمان دنیا میں فرشتوں کی امامت کروا رہے تھے۔ میں نے عرض کی آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا انہوں نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں۔ میں نے جب بھی نبی محترم ﷺ کا اسم مبارک لکھا تو ساتھ ﷺ ضرور لکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

یزید بن مخلد الطرسوی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا وہ آسمان دنیا میں ایسی قوم کی امامت کروا رہے تھے؟ جنہوں نے سفید لباس پہن رکھے تھے۔ وہ نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ میں نے ابوزرعہ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ ملائکہ ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپکو یہ مقام کیسے ملا۔ انہوں نے فرمایا نماز میں رفع یدین کرنے کی وجہ سے میں نے عرض کی جہمیہ نے ہمارے ساتھیوں کو رے کے مقام پر بہت اذیتیں دی ہیں۔ انہوں نے فرمایا خاموش رہو امام احمد بن حنبل نے آسمان سے ان کے لیے پانی روک دیا ہے۔

ابوالعباس المرادی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابوزرعہ کو دیکھا اور ان سے پوچھا آپ کے رب

میں ہر چیز کی خواہش کروں۔ اس نے فرمایا ہاں میں نے عرض کی مولا! تو ہر چیز عطا کرنے پر قادر ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ میں نے عرض کی مولا۔ میرے تمام گناہوں کو معاف فرمادے اس نے فرمایا اے احمد! میں نے تمہارے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے۔ اے احمد! یہ ہے میری جنت اٹھ اور جنت میں داخل ہو جا۔ جب میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے حضرت سفیان ثوری کو دیکھا ان کے دو سبز پر تھے وہ ایک کھجور سے دوسری کھجور پر جار ہے تھے وہ اپنی زبان سے یوں حمد وثنا بیان کرر ہے تھے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (الزمر: ۷۴)

"ساری تعریفیں اس اللہ (کریم) کے لئے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں اس (پاک) زمین کا اب ہم ٹھہریں گے جنت میں جہاں چاہیں گے۔ پس کتنا عمدہ اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا"۔

میں نے امام احمد سے عرض کی عبدالوہاب الوراق کے ساتھ کیسا سلوک ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے انہیں نور کے سمندر میں دیکھا ہے۔ وہ زیارت خداوندی میں محو تھے۔ میں نے عرض کی حضرت بشر حافی کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے فرمایا واہ واہ بشر کی مانند کون ہوسکتا ہے۔ میں نے اسے بارگاہ ربوبیت میں موجود دیکھا ہے۔ ان کے سامنے کھانا پڑا ہوا ہے۔ رب جلیل ان سے فرما رہا ہے۔ اے وہ شخص! جس نے دنیا میں نہیں کھایا اب کھا لے۔ اے وہ شخص جس نے دنیا میں کچھ نہیں پیا اب پی لے۔ اے وہ شخص جو دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز نہ ہوا اب ان نعمتوں سے مزے لوٹ لے۔

اہل مکہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے اس نے کہا ہے کہ میں نے سعید بن سالم القداح کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا ان اہل قبور میں افضل کون ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ قبر والا سب سے افضل ہے۔ میں نے عرض کی اس شخص کو یہ فضیلت کیسے ملی انہوں نے فرمایا اس کو مصیبت میں مبتلا کیا گیا لیکن اس نے صبر کیا میں نے ان سے پوچھا حضرت فضیل بن عیاض کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے فرمایا انہیں ایک ایسا حلہ زیب تن کروایا گیا ہے جس کی قیمت ساری دنیا بھی نہیں ہوسکتی۔

ابو الفرج غیث بن علی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے ابو الحسن العاقولی المقری کو خواب میں بہت اچھی حالت میں دیکھا۔ میں نے ان کی اس حالت کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا میں نے بھلائی کو پالیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا آپ کا وصال نہیں ہوگیا؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا آپ نے موت کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا بہت عمدہ بہت جید، خوشی کے آثار ان کے چہرے پر عیاں تھے۔ میں نے سوال کیا کیا آپ کے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں اور آپ کو جنت مل گئی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے استفسار کیا۔ افضل عمل کون سا ہے؟ انہوں نے فرمایا استغفار سے زیادہ نفع بخش اور کوئی چیز نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مغفرت طلب کیجئے۔

حسن بن یونس الحرانی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہاجور امیر کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا اس بخشش کا سبب

کے بدلے طویل راحت اور ابدی سرور عطا فرمایا ہے میں نے عرض کی آپ کس درجہ میں ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین چاروں کے ساتھ ہوں۔

ابن ابی دنیا نے روایت ہے کہ زرارہ بن اوفی کو خواب میں دیکھا گیا اور ان سے پوچھا گیا تمہارے نزدیک افضل عمل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا رضا اور اپنی امیدوں کو قلیل رکھنا۔

ابن عساکر نے تاریخ میں یزید بن مذعور سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے امام اوزاعی کو خواب میں دیکھا میں عرض کی اے ابو عمرو کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میں اللہ کا قرب حاصل کر سکوں۔ انہوں نے فرمایا میں نے یہاں علماء سے بلند تر درجہ کسی کا نہیں دیکھا اس کے بعد اہل غم و حزن کا درجہ ہے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یزید بن مذعور ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ وہ ہمیشہ روتے رہتے حتی کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

ابن ابی الدینا نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی محمد کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے کہا جس گناہ پر میں نے استغفار پڑھا وہ معاف ہو گیا اور جس پر میں استغفار نہ پڑھ سکا وہ معاف نہ ہوا۔

ابن ابی دنیا اور امام قشیری نے ''الرسالہ'' میں روایت کیا ہے کہ ابراہیم ابن اسحاق حربی فرماتے ہیں کہ میں نے ملکہ زبیدہ کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا اس بخشش کا سبب وہ مال ہے جو تو نے راہ مکہ میں صرف کیا تھا۔ اس نے کہا اس مال کا اجر تو ان لوگوں کو ملا جن کا وہ مال تھا۔ لیکن مجھے حسن نیت کی وجہ سے معاف کر دیا گیا۔

امام قشیری نے روایت کیا ہے کہ استاذ ابو علی دقاق کہتے تھے کہ جریری نے حضرت جنید کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابو القاسم! کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ اشارے مٹ گئے۔ وہ عبارات ختم ہو گئیں۔ ہمیں تو ان تسبیحات نے فائدہ دیا جو ہم صبح کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

احیاء العلوم میں ہے ابو بکر الکتانی کہتے ہیں کہ میں نے جنید بغدادی کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا وہ سب اشارے مٹ گئے وہ عبارات ختم ہو گئیں۔ ہمیں تو ان دو رکعتوں نے فائدہ دیا۔ جو ہم رات کی تاریکی میں پڑھا کرتے تھے۔

ملکہ زبیدہ کو خواب میں دیکھا گیا اس سے پوچھا گیا آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا اس نے جواب دیا ان چار کلمات کی وجہ سے مجھے بخش دیا گیا ہے۔:

(۱) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ عمر گذاروں گی (۲) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ قبر میں داخل ہوں گی

(۳) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ تنہا ہوں گی (۴) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اپنے رب سے ملاقات کروں گی

امام قشیری نے ابو سعید الخراز سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے شیطان کو خواب میں اپنے اوپر جھپٹتے ہوئے

نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے رب سے ملاقات کی تو اس نے فرمایا اے ابوزرعہ! جب میرے پاس کوئی بچہ لایا جاتا ہے تو میں اسے بھی جنت میں لے جانے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر میں ان لوگوں کو جنت کیوں نہ عطا کروں گا جو میرے نبی ﷺ کی سنت کے محافظ رہے۔ تم جنت میں جہاں چاہو رہو۔

امام قشیری نے اپنے شیخ منصور بن اسماعیل المغربی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ زرّادکو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا میرے رب نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور میرا ہر وہ گناہ معاف کر دیا جس کا میں نے اقرار کیا۔ لیکن ایک گناہ معاف نہ ہوا۔ مجھے اس کے اقرار سے شرم آئی اللہ تعالیٰ نے مجھے پسینے کی کیفیت میں کھڑا کر دیا۔ حتیٰ کہ میرے چہرے سے گوشت گرنے لگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرا وہ گناہ بھی معاف کر دیا۔ میں نے پوچھا آپ کا وہ گناہ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا ایک دفعہ میں نے ایک خوبرو لڑکے کی طرف دیکھا جو مجھے بہت اچھا لگا۔ بارگاہ ربوبیت میں مجھے اس بات کا ذکر کرنے سے حیا آئی۔

امام قشیری نے رسالہ میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا میں نے سرور دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ کے اردگرد فقراء کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اچانک آسمان پھٹ گیا اوپر سے دو فرشتے نازل ہوئے۔ ایک فرشتے کے ہاتھ میں طشت تھا۔ جبکہ دوسرے فرشتے نے لوٹا پکڑ رکھا تھا۔ انہوں نے اس طشت کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھا اور آپ ﷺ نے دست مبارک دھوئے۔ پھر آپ ﷺ نے تمام فقراء کو ہاتھ دھونے کا حکم دیا۔ پھر وہ طشت میرے سامنے رکھ دیا گیا ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا اس شخص کے ہاتھ نہ دھلاؤ یہ اس جماعت میں سے نہیں ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ﷺ سے یہ روایت نہیں کیا گیا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ''آدمی اس کے ساتھ ہوتا جس سے وہ پیار کرتا ہے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ میرا ارشاد ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ سے اور ان فقراء سے پیار کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس فرشتے سے کہا اس کے ہاتھ پر بھی پانی ڈالو یہ بھی اسی جماعت میں سے ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں لوگوں کے ساتھ محو تکلم ہوں اسی دوران ایک فرشتہ میرے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے کہا ایسا عمل پیش کرو جو مقربین بارگاہ ربوبیت میں پیش کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ عمل تو پوشیدہ ہے لیکن میزان کو بھر دینے والا ہے۔ وہ فرشتہ اسی وقت وہاں سے یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ اللہ کی قسم! حضرت جنید نے کتنی عمدہ بات کہی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ مجمع التیمی کو خواب میں دیکھا گیا ان سے عرض کی گئی آپ نے معاملہ کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے دنیا و آخرت کی بھلائی لے گئے۔

امام قشیری فرماتے ہیں کہ صالح بن بشر نے کہا میں نے عطا سلمی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے عرض کی اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ دنیا میں آپ بڑے بڑے دکھ اور غم میں مبتلا رہتے تھے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اب ان دکھوں اور غموں

کہا اے ورقاء! تیرے ساتھ کیسا سلوک ہوا؟ انہوں نے فرمایا بڑی مشکل سے نجات پائی ہے۔ میں نے پوچھا تم نے کون سا عمل سب سے افضل پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا خوف الٰہی سے رونا سب سے افضل عمل ہے۔

ابن ابی الدنیا نے یزید بن نعامہ التابعی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ طاعون جارف میں ایک لڑکی ہلاک ہوگئی۔ اس کے باپ نے اسے خواب میں دیکھا انہوں نے کہا اے میری لخت جگر! مجھے آخرت کے متعلق کچھ بتا۔ اس لڑکی نے کہا اے والد محترم! ہم ایک بہت بڑی حقیقت سے آگاہ ہوئے ہیں۔ ہم اس کو جانتے ہیں لیکن اس پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ تم اس پر عمل پیرا ہوتے ہو لیکن اس سے واقف نہیں ہو۔ ایک تسبیح یا دو تسبیحیں، ایک رکعت یا دو رکعتیں مجھے دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے پسندیدہ ہیں۔

ابونعیم نے حلیہ میں عتبہ کے ایک دوست سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں عتبہ کو دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا کے صدقے معاف کر دیا ہے جو تمہارے گھر میں لکھی ہوئی ہے۔ صبح کے وقت جب میں گھر آیا تو گھر کی دیوار کے اوپر یہ دعا مکتوب تھی:

"اے بھٹکے ہوؤں کے راہنما، اے گناہ گاروں پر رحم فرمانے والے! اے خطاؤں کو معاف کرنے والے اے مولا! اس بندے پر اور تمام مسلمانوں پر رحم فرما۔ ہمیں ان میں سے بنا جو زندہ ہیں جنہیں رزق دیا جاتا ہے۔ جن لوگوں پر تو نے انعام فرمایا یعنی ہمیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے بنا۔ آمین یارب العالمین"۔

امام بیہقی نے "الذہد" میں عبدالعزیز بن ابی رواد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کے دو دن برابر ہو گئے وہ خسارے میں ہے۔ جو نقصان میں ہو تو موت اس کے لیے بہتر ہے۔ جو جنت کا مشتاق ہو تو وہ نیکیوں کی طرف جلدی کرے۔

امام بیہقی مناقب میں حضرت امام شافعی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک سخت معاملہ درپیش ہوا۔ میرے اس معاملے سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی شخص آگاہ نہ تھا۔ جب رات ہوئی تو ایک آنے والا خواب میں آیا اس نے کہا اے شافعی! یہ دعا مانگ: "اے میرے پروردگار! میں اپنے آپ کے لیے نہ تو نفع و نقصان کا مالک ہوں اور نہ ہی موت و حیات اور مر کر جی اٹھنے کا۔ میں یہ بھی طاقت نہیں رکھتا کہ کچھ حاصل کروں سوائے اس کے جو تو مجھے عطا فرمائے اور نہ ہی میں بچ سکتا ہوں سوائے اس کے کہ تو بچالے۔ اے مولا! مجھے عافیت میں اس قول و عمل کی توفیق عطا فرما"۔

صبح کے وقت میں نے یہی دعا پڑھی۔ جب سورج بلند ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مشکل سے نجات عطا فرمائی اس لیے تم بھی یہ دعا پڑھا کرو اور اس میں غفلت نہ کرو۔

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ ابوبکر آجری نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا اپنی حاجت طلب کرو۔ انہوں نے عرض کی مولا! امت مصطفویہ کے تمام گناہ گاروں کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھ سے زیادہ اس

دیکھا۔ میں نے اس کو مارنے کے لیے ڈنڈا پکڑلیا۔ وہ مجھ سے خوف زدہ نہ ہوا مجھے غیبی آواز سنائی دی۔ شیطان ڈنڈے سے نہیں ڈرتا یہ اس نور سے ڈرتا ہے جو دل میں موجود ہوتا ہے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ ابوعلی المسوحی نے کہا میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا وہ ننگے بدن چل رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی۔ اس نے کہا قسم بخدا! یہ لوگ انسان نہیں ہیں۔ اگر یہ انسان ہوتے تو میں ان سے شب وروز اس طرح نہ کھیلتا جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔ بلکہ انسان تو ان کے علاوہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے جسم کو کمزور کردیا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے ہمارے اصحاب (صوفیاء) کی طرف اشارہ کیا۔

ابوسعید خراز فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا میں نے خواب میں سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے میرے پاس آکر توقف فرمایا اس وقت میں کوئی آواز نکال رہا تھا۔ جس سے میرا سینہ تنگ ہورہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا شر اس کے خیر سے زیادہ ہے۔

امام قشیری اور امام غزالی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک کو خواب میں دیکھا گیا۔ ان سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کلمہ کے طفیل معاف کردیا ہے وہ کلمہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے۔ جب آپ جنازہ دیکھتے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ''

الرسالہ اور احیاء میں ہے کہ ابوایوب السختیانی نے ایک گناہ گار کا جنازہ دیکھا تو اپنے گھر داخل ہوگئے تاکہ اس کا نماز جنازہ نہ پڑھنا پڑے۔ ایک شخص نے اس مرد کو خواب میں دیکھا اس نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے میرے گناہ معاف کردیئے ہیں۔ تم ابوایوب سے کہنا:

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ (بنی اسرائیل:۱۰۰)

''فرمایئے اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت تم ضرور ہاتھ روک لیتے اس خوف سے کہ کہیں (سارے خزانے) ختم ہی نہ ہوجائیں''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کی طرف اشارہ ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ابویعقوب القاری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک طویل گندم گوں شخص کو دیکھا۔ لوگ اس شخص کے پیچھے پیچھے تھے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت اویس قرنی ہیں میں ان کے پیچھے گیا میں نے کہا مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے غصے کا اظہار فرمایا میں نے عرض کی میں طالب ہدایت ہوں۔ آپ کو تنگ کرنے کے لیے نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے مجھے ہدایت دیں۔ آپ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت کے وقت اس کی رحمت کی اتباع کر اس کی معصیت کے وقت اس عذاب سے بچ اور ان تمام حالات میں دامن امید نہ چھوڑ۔ یہ فرما کر حضرت اویس قرنی چلے گئے۔

ابوبکر بن ابی مریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ورقاء بن بشر الحضرمی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے

''اے ابن موفق! کیا تو فقر سے خوفزدہ ہے۔ حالانکہ میں تیرا رب ہوں''

صبح کے دھندلکے میں میرے پاس ایک شخص آیا اس کے پاس پانچ ہزار دینار تھے۔ اس نے مجھ سے کہا اے کمزور یقین والے! اسے لے لو یہ تیرے لیے ہیں۔

ابو عبداللہ بن خفیف سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے کو پہچان لیا پھر اس پر گامزن رہا۔ اگر کچھ مدت بعد اس سے منحرف ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا عذاب دے گا کہ ایسا عذاب کسی اور کو نہ ملا ہوگا۔

ابوالفضل الاصبہانی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرے ایمان کو سلب نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس چیز سے فارغ ہو چکا ہے۔

ابن عساکر نے تاریخ میں ابن شعشاع مصری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر نابلسی کو خواب میں دیکھا۔ بنو عبید نے انہیں ایک سال قبل قتل کر دیا تھا۔ وہ عمدہ کیفیت میں تھے۔ میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ابدی عزت کے ساتھ زندگی عطا کی ہے۔ اس نے اپنی مدد کا یقین دلایا ہے اور اپنا قرب خاص عطا فرمایا ہے اور مجھے فرمایا میرے جوار رحمت میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو۔

میں نے اپنی تصنیف سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین کے باب اللطائف میں بیداری اور خواب میں دیدار مصطفیٰ ﷺ کے متعلق بہت سے ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جو دین اسلام کی صحت و صداقت اور نبوت محمدیہ کے عمدہ دلائل میں سے ہیں دیگر کئی کتابیں بھی ایسے خوابوں سے لبریز ہیں پھر یہ تمام ایک کتاب میں کیسے سما سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر زمان اور ہر مکان میں ایسی خوابوں کا وقوع ہوتا رہا لیکن وہ لکھی نہ جا سکیں وہ حد و شمار سے ماوراء ہیں۔

حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کے مزید دلائل

اولیاء کاملین کا حضور ﷺ کو نیند اور عالم بیداری میں دیکھنا بھی حضور نبی محترم ﷺ کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ اور تمام اہل علم اس کا اعتراف کرتے ہیں اور صرف وہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں جو کوتاہ علم ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات میں نے سعادۃ الدارین میں رقم کیے ہیں۔ ایک فاضل اور صاحب توفیق کے لیے ان کو تسلیم کر لینے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں۔ ہر اہل علم سے بڑھ کر عالم ہوتا ہے۔ درحقیقت اس امر پر صرف وہ اولیاء کاملین ہی آگاہ ہوتے ہیں جن کی روحانیت ان کی جسمانیت پر غالب ہوتی ہے۔ ملک ملکوت کے اسرار ان پر منکشف ہوتے ہیں وہ امور غیب سے آگاہ ہوتے ہیں۔ دنیا و آخرت کے احوال اور برزخ کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ اولیائے کاملین کے علاوہ اور کوئی جتنا بھی بڑا عالم ہو وہ ان احوال کا ادراک نہیں کر سکتا۔ وہ نہ تو ان مقامات تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی ان اسرار و رموز سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کے احوال کو تسلیم کرے۔ وہ ان کی صداقت کو بھی تسلیم کرے۔

بات کا سزاوار ہوں۔تو اپنی ضرورت بیان کر۔

امام کتانی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے لوگوں کے لیے ایسی چیز سے زینت حاصل کی جو اس کی شخصیت کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے لیے عیب بنادے گا۔

امام الکتانی سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میرا دل نہ مرے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز چار مرتبہ ورد کیا کرو:''یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ'' تیرا دل مرے گا نہیں بلکہ حیات ابدی پا جائے گا۔

امام حسن بن عاصم شیبانی کو خواب میں دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا بھلا کریم سے کرم کے علاوہ اور کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

امام قشیری فرماتے ہیں میں نے ابوبکر بن شکیب کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے استاذ ابوسہل الصعلو کی کو خواب میں عمدہ حالت میں دیکھا میں نے پوچھا اے استاذ محترم! آپ کو یہ نعمت کیسے ملی؟ انہوں نے فرمایا اپنے رب سے حسن ظن کی وجہ سے۔

البناجی کہتے ہیں کہ مجھے کسی چیز کی شدید ضرورت پڑی میں نے خواب میں کسی کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا کیا آزاد بندے کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ غلام کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار کر کے ذلیل ہو جبکہ اس کا مولا اتنا کریم ہے کہ وہ جو مانگتا ہے وہ اسے عطا فرما دیتا ہے۔

ابن الجلاء فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔اس وقت مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی میں روضۂ اطہر کے قریب گیا۔میں نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں پھر مجھے اونگھ آگئی۔میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔آپ ﷺ نے مجھے روٹی عطا فرمائی میں نے نصف کھائی۔جب میں بیدار ہوا تو باقی نصف میرے ہاتھ میں تھی۔

ایک شخص کہتا ہے کہ میں خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابن عوف کی زیارت کیا کرو۔وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ سے پیار کرتا ہے۔البناجی کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں کہا گیا جو شخص رزق کے معاملہ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کے حسن خلق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔اس کا دل سخی ہو جاتا ہے اور نماز میں اس کے وسوسے کم ہو جاتے ہیں۔

یزید الرقاشی نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی وہ کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو قرأت ہے۔آہ وبکاء کہاں ہے؟

علی بن موفق فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے اہل وعیال اور ان کی تنگدستی کے متعلق متفکر تھا۔میں نے خواب میں ایک رقعہ دیکھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہاتھوں کئی سلطنتوں کو مغلوب فرمایا اپنے دین متین کو پھیلایا ان ممالک کے اکثر لوگوں نے اس دین کو قبول کیا اور ان کے دور دراز علاقوں میں اس کی شریعت کے احکام پھیل گئے۔ حالانکہ عموماً اتنے قلیل عرصہ میں اتنا زیادہ غلبہ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ عربی زبان تمام زبانوں پر غلبہ پا گئی۔

آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام (بالخصوص وہ صحابہ جو بارگاہ نبوت میں اکثر حاضر رہے) آپ پر ایمان لانے سے پہلے جہالت و بغاوت کی انتہا پر تھے۔ وہ دولت ایمان کی وجہ سے عدل و عرفان کی رفعتوں پر آشیاں بند ہوئے۔ اور کم مدت میں علم و عرفان کے دریا بہنے لگے۔ انہیں دنیا کی امامت ملی حتی کہ کیفیت یہ ہوگئی کہ ایک جاہل و گنوار بدو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا۔ جب دولت ایمان سے مالا مال ہو کر باہر نکلتا تو اس کی زبان سے علم و حکمت کے چشمے رواں ہوتے۔ یہ صرف اور صرف نبی محترم ﷺ کی نگاہ فیض رساں کا اثر تھا۔ صحابہ کرام کے بعد تمام علماء اسلام ان کے مراتب رفیعہ کو نہ پا سکے۔ خلفائے راشدین کا مرتبہ تو بہت بلند ہے۔ صغار صحابہ مثلاً عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے رتبہ کو بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے مراتب تک بھی رسائی ناممکن ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام کو اس قرآن عظیم کو جمع کرنے کی توفیق دی۔ جس کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (حم سجدہ: ۴۲)

''اس کے نزدیک نہیں آ سکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے۔ یہ اتری ہوئی ہے بڑے حکمت والے سب خوبیاں سراہے کی طرف سے''۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: ۹)

''بیشک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

یہی جمع و تدوین قرآن پاک کی حفاظت کا سب سے اہم سبب ہے۔ قرآن شریعت کا رکن اعظم اور صراط مستقیم ہے۔

حضور ﷺ کی نبوت کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ کرام اور علمائے کرام کو احادیث کے جمع کرنے اور کتب احادیث کو مدون کرنے کی توفیق دی۔ کیونکہ قرآن پاک کے بعد احکام اسلامی کا انحصار حدیث مبارک پر ہی ہے۔ یہ شریعت اسلامیہ کا دوسرا رکن ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے دین و ملت کا ذکر ہے۔ اسی وجہ سے آئمہ حدیث نے اس میدان میں انتھک کوششیں کیں انہوں نے اپنے اوپر نیند و راحت کی لذتوں کو حرام کیا احادیث کی جستجو میں دور دراز پہنچے اس کے حصول کے لیے میدانوں اور جنگلات کو عبور کیا۔ احادیث کے گوہر ہائے آبدار کے حصول کے لیے سمندروں کو پایاب کیا۔ حتی کہ کم مرتبہ آئمہ نے آئمہ کبار سے احادیث سیکھیں اور بعض اوقات آئمہ کبار نے کم درجہ کے علماء سے احادیث حاصل کیں اور بغیر کسی تردد کے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ راویوں کے حالات جاننے میں بڑی عرق ریزی کی صدق و کذب، حفظ و نسیان،

یقیناً یہ چیز حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے خصائص میں سے ہے۔ اس امت کے علاوہ ہم نے کسی اور نبی کے کسی امتی سے بھی نہیں سنا کہ اس نے اپنے نبی کو خواب میں دیکھا ہو۔ چہ جائے کہ انہیں عالم بیداری میں یہ شرف ملے۔ خصوصاً جب کہ حضور ﷺ کے دین سے باقی تمام ادیان منسوخ ہو چکے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان کے دین کی منسوخی اور تبدیلی سے پہلے ان کے علماء کو یہ شرف ملا ہو لیکن ہم اس سے آگاہ نہ ہوں۔ البتہ امت مسلمہ کے اولیائے کاملین مثلاً محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ شب معراج حضور ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی ارواح مختلف آسمانوں پر جمع ہوئیں تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بیت مقدس میں امامت کروائی۔

حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل

ان دلائل میں سے ایک دلیل حضور ﷺ کی شریعت کی جامعیت ہے۔ یہ شریعت ان تمام دلائل، آیات اور فضائل پر مشتمل ہے۔ جو نبی مکرم ﷺ کو عطا کیے گئے۔ علاوہ ازیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کے وہ علوم عطا کیے گئے جو دیگر انبیاء علیہم السلام کو عطا نہیں کیے گئے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر انبیائے کرام کے تمام علوم کو جمع بھی کر لیا جائے پھر بھی آپ ﷺ کے علوم ان کے علوم سے کئی گنا زیادہ ہوں گے۔ حالانکہ حضور ﷺ کی (ظاہری) عمر مبارک دیگر انبیاء سے کم تھی۔ آپ ﷺ اکثر دشمنوں کے ساتھ معرکہ آزما رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے دشمن قوی تھے اور وہ آپ ﷺ کو اذیت دینے کی تمام کوششیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ امی تھے اور آپ ﷺ کی نشوونما بھی ان پڑھوں میں ہوئی تھی۔ قابل غور بات تو یہ ہے کہ اس طرح کا ایک آدمی ایسے دین متین کے ساتھ کیسے آ سکتا ہے اور ایسی عمدہ شریعت کیسے لا سکتا ہے کہ تمام انبیاء اور مرسلین جس کی مثل لے کر نہ آئے۔ وہ شخص جس کے پاس تھوڑی سی بھی عقل و شعور ہے اور وہ حق و باطل کے مابین تمیز کر سکتا ہے۔ وہ جب حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے دین کے احوال سمجھے گا۔ تو کیا اسے یہ یقین حاصل نہیں ہو جائے گا کہ یہ دین اللہ کی طرف سے ہے اور تمام بشر مل کر بھی ایسا دین پیش نہیں کر سکتے۔ چہ جائے کہ ان میں سے صرف ایک انسان اس دین کو پیش کرے اگر چہ اس میں دنیا کے تمام علوم بھی جمع ہو جائیں تیرا کیا خیال ہے اس شخص کے متعلق جس نے ان پڑھوں کے مابین نشوونما پائی ہو۔ وہ اپنی بعثت سے لے کر تا دم وصال شدید ترین دشمنوں کے ساتھ نبرد آزما رہا ہو۔ آپ ﷺ کے وصال کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد تھی۔ صحابہ کرام میں سے ہر صحابی نے نبی محترم ﷺ سے ایسے معجزات دیکھے۔ جو آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں اس وقت آپ ﷺ کے پاس مال و دولت کے انبار نہ تھے۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ اتنے صحابہ کو اپنے دین پر جمع فرما لیتے۔ اگر چہ آپ ﷺ کا تعلق اہل عرب کے معزز ترین قبیلے سے تھا۔ لیکن اس قبیلے نے اللہ کے دین کے اظہار غلبہ اور آپ ﷺ کی رسالت کی تبلیغ میں آپ ﷺ کی اعانت نہ کی بلکہ انہوں نے شدید عداوت کا اظہار کیا۔ پھر انہوں نے صرف اسی عداوت پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ عرب کے تمام قبائل کو آپ ﷺ کے خلاف جمع کیا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوا کر کے مسلمانوں اور مومنین کو فتح عطا فرمائی۔

اسی طرح آپ ﷺ کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلیل مدت میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے

کے برابر کرسکتا ہوں۔ یعنی یہ تفسیر اتنے اوراق پر مشتمل ہوگی جنہیں اسی اونٹ بمشکل اٹھا سکیں گے۔

امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں اپنے سینے کا تمام علم املاء کردوں تو اسے کوئی سواری نہ اٹھا سکے۔ اس بحث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرون اولیٰ میں شریعت اسلامیہ کی صحیح تدوین اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آئمہ کرام کو اس دین مبین کی حفاظت کا مظہر بنادیا اور سید المرسلین ﷺ کی شریعت منورہ کو ضبط کرنے کا منبع بنادیا۔ جب تمام اشیاء پایۂ تکمیل تک پہنچ گئیں اور شریعت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کتابوں میں جمع ہوگئی تو یہ حکمت بھی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ پھر ان علماء کرام کا ہم پایہ کوئی عالم پیدا نہ ہوسکا۔ اگرچہ الحمد للہ ہر زمان و مکان میں بلند مرتبت علماء اور رفیع منزلت محدثین تشریف لاتے رہے۔

حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ کو محفوظ کرنے کا اہتمام کیا کہ اسے بیدار مغز آئمہ کرام عطا فرمائے اسی طرح اس نے فقہ کے لیے آئمہ مجتہدین کو بھی پیدا فرمایا علم میں ان کا مرتبہ محدثین سے بالاتر ہے۔ اگر کوئی قسم اٹھانے والا یہ قسم اٹھائے کہ ان میں سے ہر ایک امتوں میں سے ایک امت کے برابر ہے تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ ان آئمہ کرام نے فقہ کے لیے اجتہاد کیا اس کے اسرار و رموز سے نقاب کشائی کی۔ اس کے پوشیدہ معانی کو بے نقاب کیا اور اپنے مذاہب کے مطابق لوگوں کے لیے صراط مستقیم واضح کیا۔

محدثین کے رتبہ سے بلند تر رتبہ نبوت کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے کیونکہ وہ شریعت کے حامل اور اس کی تبلیغ کے امین ہیں۔ مگر آئمہ مجتہدین کو محدثین پر یک گونہ فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ وہ حفظ اور دیگر اوصاف جمیلہ و جلیلہ میں تو ان محدثین کے ساتھ شریک ہیں مگر وہ اجتہاد قوت ادراک اور عقل و دانش کی کثرت کی وجہ سے ان سے بلند مرتبہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب وسنت اور دیگر ماخذوں کی سمجھ عطا فرمائی ہے۔ اہل السنت والجماعت کے ماخذ یہ اشیاء ہیں۔ سلف صالحین کے زمانہ میں ان آئمہ کی تعداد کثیر تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ اس امت مرحومہ کو چار آئمہ کی تقلید میں جمع کردیا جائے۔

ان میں سے ایک امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی ہیں۔ علماء کرام حضور ﷺ کے اس فرمان کا مصداق آپ کو ہی بناتے ہیں کہ اگر علم ثریا ستارے پر بھی ہوتا تو فارس کے بیٹے اسے حاصل کرلیتے۔ دوسرے امام مالک بن انس الاصبحی المدنی ہیں۔ جن پر علماء کرام حضور ﷺ کے اس فرمان کو محمول کرتے ہیں۔ عنقریب لوگ اپنے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے۔ لیکن انہیں عالم مدینہ سے زیادہ علم والا نہ مل سکے گا۔ تیسرے امام محمد بن ادریس الشافعی ہیں۔ جن پر نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان محمول کیا جاتا ہے۔ عنقریب قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھردے گا۔ اور چوتھے امام احمد بن حنبل ہیں وہ ایک بہت بڑی مسند کے مؤلف ہیں۔ ان کے پاس سب سے زیادہ علم حدیث کا ذخیرہ تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

ان آئمہ کرام نے اپنے اپنے فقہی مذاہب کو مدون فرمایا۔ لیکن ان کے علاوہ باقی آئمہ کے فقہی مذاہب مدون نہ ہوسکے۔ کیونکہ انہیں ایسے شاگرد میسر نہ آسکے جو ان کے مذاہب کی حفاظت کرتے، ان کی تشریح کرتے اور نسل در نسل آگے منتقل کرتے جیسے شاگرد ان چار آئمہ کو میسر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں آئمہ کرام کو بلند پایہ شاگرد عطا فرمائے۔ جنہوں نے ان کے

غفلت و بیداری جیسے اوصاف محمودہ اور اوصاف مذمومہ کی تمیز کی اور انہی اوصاف کو بنیاد بنا کر احادیث کو مختلف اقسام مثلاً صحیح، حسن اور ضعیف وغیرہ میں منقسم کیا۔ پھر ان اقسام کی بھی کئی قسمیں بنائیں۔ انہوں نے احادیث کی اصطلاحات اور راویوں کے حالات پر کتابیں لکھیں۔ آقائے دو جہاں ﷺ کی احادیث کو جمع کیا ان کو ترتیب دیا ان میں فصلوں اور ابواب کی تقسیم بندی کی اور معروف اسانید کے ساتھ ان کا سلسلہ نبی محترم ﷺ تک پہنچایا۔ حضور ﷺ کی احادیث کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ علماء احادیث نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال، افعال اور احوال کو جمع کیا اس طرح انہوں نے شریعت مطہرہ کو احسن انداز سے منضبط کیا۔ انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ احادیث مبارکہ میں کسی جھوٹے کا کذاب یا کسی ملحد کی تحریف شامل نہ ہو سکے۔ حالانکہ اہل کتاب اور زنادقہ نے کثرت کے ساتھ احادیث گھڑنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔

احادیث نبویہ کا یہ ضبط واتقان ایک عظیم امر ہے۔ یہ حیطۂ انسانی سے ماوراء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت مصطفویہ کے افراد کو یہ ہمت دی اللہ تعالیٰ نے عرب وعجم کے علماء کو کثرت عقل، سرعت فہم، نعمت حفظ وامانت، قوت دین اور کوشش پیہم جیسی عظیم خصوصیات سے نوازا انہیں وہ بلند ہمت عطا فرمائی جس کی مثال ناممکن ہے۔ ان علماء احادیث کی علو ہمتی کی عظمت یہ ہے کہ ایک محدث صرف ایک حدیث کے حصول کے لیے از شرق تا غرب سفر کرتا تھا۔ جس کسی محدث کو یہ معلوم ہوتا کہ فلاں شیخ کے پاس ایک حدیث ہے تو وہ ان سے بالواسطہ حدیث حاصل نہ کرتا۔ بلکہ براہ راست وہ حدیث سننے کے لیے طویل سفر اختیار کرتا۔ مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

بعض اوقات ایک محدث ایک حدیث کے حصول کے لیے طویل سفر کرتا لیکن اگر اسے یہ معلوم ہو جاتا کہ شیخ کو دینی استقامت حاصل نہیں یا وہ آداب شریعت کے خلاف کوئی بات ملاحظہ کرتا وہ اس شیخ سے کوئی حدیث حاصل نہیں کرتا بلکہ اسے چھوڑ دیتا۔ بعض علماء نے ایک ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ مثلاً امام طبرانی وغیرہ ایسے بعض محدثین کو لاکھوں احادیث اسناد، راویوں کے حالات اور ان کے درجات سمیت یاد تھیں۔ مثلاً امام احمد وغیرہ۔

امام شعرانی سنن کبریٰ کے چھٹے باب میں فرماتے ہیں کہ ابن السبکی نے ''طبقات الشافعیۃ الکبریٰ'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ دار العلوم نظامیہ کی لائبریری کی کتب جل گئیں۔ نظام الملک کو یہ بات بڑی شاق گزری علماء نے فرمایا اے شاہ والا! آپ پریشان نہ ہوں۔ بلاشبہ ابن الحداد جلی ہوئی تمام کتابوں کو دوبارہ لکھوا سکتے ہیں۔ بادشاہ نے ابن حداد کے پاس اپنا کاتب بھیجا۔ انہوں نے تین سال کے قلیل عرصہ میں وہ تمام کتابیں لکھوا دیں۔ حالانکہ اس لائبریری میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول وغیرہ تمام اصناف کی کتب موجود تھیں۔

علامہ جلال الدین السیوطی نے امام محمد بن جریر الطبری سے روایت کیا ہے کہ انہیں اسی اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتابیں یاد تھیں۔ شیخ تقی الدین السبکی سے روایت ہے کہ محمد بن الانباری ہر جمعہ کو دس ہزار اوراق یاد کرتے تھے۔ امام واحدی کا علم ایک سو بیس اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھا۔ امام شافعی فرماتے میں جس چیز کو ایک بار سن لیتا ہوں وہ مجھے ساری زندگی نہیں بھولتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ سے روایت ہے وہ فرماتے اگر میں چاہوں تو ''ب'' کی تفسیر اسی اونٹوں کے بوجھ

سے آگاہ ہوا سے یہ بھی معلوم ہو کہ امام نے اس وقت کس طرح قیاس کیا تھا جس وقت وہ اس حدیث سے آگاہ نہ تھا۔ جو اس مسئلہ کی دلیل بن سکتی تھی۔ امام کے استنباط کیے ہوئے مسئلے کے بعد اگر شاگردوں کو کوئی ایسی حدیث مل جائے جو صحیح ہو اور وہ امام کے مسئلہ کے خلاف ہو تو وہ شاگرد اس ترجیح کی وجہ سے امام کے مذہب سے خارج نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ اس کے تابع ہی رہیں گے اسی سے مذاہب میں ائمہ کے بعض اقوال پر اعتماد کی حکمت ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ اقوال اصل مذہب کے برعکس ہوتے ہیں۔ اسی سے فقہائے متاخرین کی کتب پر اعتماد کرنے کی حکمت اور علمائے متقدمین کی کتب پر ان کی ترجیح کی حکمت واضح ہوتی ہے۔ علمائے متاخرین بعض اوقات احکام کے ان دلائل اور ان کی صحت سے آگاہ ہوتے ہیں جن سے علمائے متقدمین آگاہ نہیں ہو سکتے۔ اس طرح ان کی کتب کی ترجیح واضح ہو جاتی ہے۔ جب تمام ضروری شرائط پوری ہو گئیں تو راجح وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم کے موافق ہوگا۔ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ راجح احکام وہی ہیں جو مجتہدین مطلق پھر مجتہدین مذاہب پر اصحاب فتاویٰ کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم سے آگاہ ہوئے۔ کیونکہ عوام الناس کی ان احکام تک رسائی ناممکن تھی اس لیے انہوں نے اپنے اپنے امام کی تقلید کی۔ ارشاد ربانی ہے:

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (النحل: ۴۳)

''پس (اے منکرو) پوچھو اہل علم سے اگر تم (خود حقیقت حال کو) نہیں جانتے''۔

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ

(النساء: ۸۳)

''اور اگر لوٹا دیتے اسے رسول (کریم) کی طرف اور با اقتدار لوگوں کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت کو) وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا ان میں سے''۔

جب تیرے لیے یہ حقیقت واضح ہو گئی تو تجھے جان لینا چاہیے کہ شریعت محمدیہ کا آئمہ مجتہدین کے ساتھ اختصاص، ان کے مذاہب کی تدوین اور امت مسلمہ کا ان پر اجماع حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک عظیم ترین نشانی ہے۔

اسی طرح عقائد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسے امام عطا فرمائے۔ جنہوں نے عقائد کو زنادقہ کی گمراہی اور دیگر گروہوں کی ضلالت سے محفوظ کیا اور اسلام کو ان عقائد سے پاک کیا جنہیں سرکش اور جاہل اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

ان چاروں آئمہ کرام کے پیروکاروں کے پھر دو گروہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ دونوں ہدایت پر ہیں۔ ایک گروہ کے امام ابوالحسن الاشعری الشافعی ہیں۔ ان کے پیروکاروں میں سے اکثر شافعی اور مالکی ہیں۔ دوسرے گروہ کے امام ابو منصور الماتریدی ہیں اور حنفی اور دیگر آئمہ کرام کے اَتباع ان کے پیروکار ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس امت مرحومہ کو اتنے بلند پایہ آئمہ کرام عطا نہ فرماتا اور ان کے ان مذاہب کی وجہ سے ان پر احسان نہ فرماتا جن میں انہوں نے دین اسلام کو منضبط کیا۔ اور اس دین متین کو ہر اس چیز سے بچایا جو اس میں سے نہ تھی تو یہ دین کمینے دشمنوں اور احمق جاہلوں کے ہاتھوں ایک کھلونا بن کر رہ جاتا جیسا کہ سابقہ ادیان اور سابقہ کتب میں تبدیل و تغیر، زیادتی و کمی اور تبدیلی و تحریف کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ ان کی اصلی شکل ہی مسخ ہو کر رہ گئی۔

مذاہب کی تشریح وتوضیح کی اوران کے بعدان کی فقہ کونسل درنسل منتقل کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ آئمہ کرام جب کتاب اللہ سے احکام کومستنبط نہ کرسکے تو سنت رسول ﷺ نے ان کی راہنمائی کی۔ یہ سنت بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ارشاد ربانی ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: ۳۔۴)

''اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے''۔

جس طرح کتاب اللہ کی صحیح تشریح رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہ کرسکا اسی طرح کتاب وسنت کی تشریح اور احکام شرعیہ کے استنباط پر آئمہ مجتہدین کے علاوہ اور کوئی شخص قدرت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ نے آئمہ مجتہدین کو یہ توفیق عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنی قوت اور طاقت کے مطابق کتاب وسنت کے معانی بیان کیے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علوم عقلیہ ونقلیہ ،قوت ادراک اور عقل ودانش کی فراوانی سے نوازا۔ان تمام اوصاف کی بنیاد وہ تقویٰ تھا۔جس میں انہیں ایک ممتاز مقام حاصل تھا اور وہ نور ہے جس کے ساتھ اللہ رب العزت نے انہیں مخصوص فرمایا تھا۔ کیونکہ یہ علم الٰہی میں تھا کہ وہ انہیں احکام شرعیہ کو سمجھنے اور قرآن وسنت میں سے احکام شرعیہ کے استنباط کرنے میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا امام بنائے گا۔ ہر امام مجتہد نے اپنی رائے کی دخل اندازی سے بیزاری کا اعلان کیا ہے یہ انہیں کا ہی قول ہے کہ جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ جب صحیح حدیث کو پالو تو پھر میرے قول کو دیوار پردے مارو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان آئمہ کرام میں سے کوئی امام بھی قانون ساز نہ تھا۔ قانون ساز تو صرف رسول مکرم ﷺ کی ذات ہی تھی۔ آپ ﷺ کتاب الٰہی اور اپنی سنت مطہرہ سے قانون سازی کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ سے ایسی صحیح حدیث مل جائے جو کسی امام کے قول کے مخالف ہو تو امام کے قول کو ترک کردیا جائے گا۔اور حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ کیونکہ حدیث کی صحت اس بات کی غماز ہے کہ اس امام کا قول ضعیف ہے۔ اس وقت یہ سمجھا جائے گا کہ امام صاحب کو اس صحیح حدیث کا علم نہ تھا اور یہ حدیث ان کے قول کے بعد ظاہر ہوئی۔

امام صاحب کے اس قول ''جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے'' کے مخاطب کوئی عام لوگ نہ تھے بلکہ وہ ان کے وہ قابل فخر شاگرد تھے جو علم معقول ومنقول کے جامع تھے۔ بلکہ وہ حدیث رسول مختار ﷺ کے حافظ تھے۔ وہ تمام مذاہب کے دلائل سے آگاہ تھے۔ وہ علوم عقلیہ ونقلیہ کے بحر ذخار کے شناور تھے۔ وہ اصول وفروع سے واقف تھے۔ وہ تمام مذاہب کے مجتہد تھے۔ وہ خود مفتیٔ اعظم تھے اور کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں وہ اپنے امام کے قول کو راجح قرار دے سکتے تھے وہ مسئلہ جو قرآن وسنت میں نظر نہ آتا وہ اپنے امام کے اس قول ''اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ'' پر پرکھتے کیونکہ وہ یہ اہلیت رکھتے تھے کہ وہ اس حدیث کے درمیان جس سے امام نے مسئلہ مستنبط کیا تھا اور بعد میں ظاہر ہونے والی صحیح حدیث کے مابین تطبیق کرسکیں کہ سند کے اعتبار سے کون سی حدیث صحیح ہے۔ کس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ دونوں احادیث میں سے آخری کون سی ہے تاکہ متاخر کو ناسخ اور مقدم کو منسوخ قرار دیا جاسکے وغیرہ۔

اسی طرح دو اقوال میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ احکام کے دلائل کے اوصاف

سکتی ہے؟ آئمہ کرام تو امام رویانی کے متعلق بھی لکھتے ہیں کہ وہ بھی اصحاب وجوہ میں سے نہ تھے۔ حالانکہ امام رویانی کا یہ قول ہے "اگر امام شافعی کی تمام نصوص ضائع ہو جائیں تو میں انہیں اپنے سینے سے لکھوا سکتا ہوں"۔ جب اتنے عظیم علماء اجتہاد مذہبی کے مرتبہ پر فائز ہونے کے اہل نہیں تو پھر اس شخص کی طرف یہ نسبت کیسے کی جا سکتی ہے جو آئمہ کرام کی عبارات کو بھی نہ سمجھ سکے کہ وہ اجتہاد مطلق کے مقام پر فائز ہے۔

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (النور:۱۶) "اے اللہ! تو پاک ہے۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے"۔

"الانوار" میں ہے کہ امام رافعی الشافعی فرماتے ہیں کہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ آج کوئی شخص بھی مجتہد نہیں ہے۔ سلطنت شام کے بلند پایہ عالم حضرت ابن ابی الدم مطلق اجتہاد کی شروط لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں یہ شرائط کسی ایک شخص میں بھی نہیں پائی جاتیں کہ اس کو مجتہد مطلق کہا جا سکے۔ بلکہ موجودہ زمانہ میں تو مجتہد فی المذہب کا وجود بھی نایاب ہے۔ جو اپنے امام کے اقوال میں نظر ثانی کر کے کسی مسئلہ کی تخریج کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عاجز کر دیا ہے کہ وہ علم کا یہ بلند رتبہ حاصل کر سکیں تاکہ لوگوں کو یہ احساس ہو کہ قیامت قریب آچکی ہے کیونکہ علم کا اٹھ جانا بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

امام قفال کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ فتویٰ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) فتویٰ میں اجتہاد کی تمام شرائط پائی جائیں یہ قسم اب نایاب ہو چکی ہے۔

(۲) وہ فتویٰ آئمہ مذاہب میں سے کسی ایک امام کی طرف منسوب ہو مثلاً امام شافعی وغیرہ مفتی اس مذہب کو خوب جانتا ہو اس کو اس میں اس طرح مہارت حاصل ہو کہ اس کے اصولوں میں سے کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہ ہو۔ جب اس سے کسی مسئلہ کے متعلق پوچھا جائے تو اگر وہ اس کے متعلق اپنے امام کی کوئی نص جانتا ہو تو اس سے جواب دے ورنہ امام کے مذہب کے مطابق اس میں اجتہاد کرے اور اپنے امام کے اصول کے مطابق اس مسئلہ کا حل نکالے۔ لیکن یہ قسم بھی کبریت احمر سے زیادہ نایاب ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے جب امام قفال کا یہ قول ہے جن کی عظمت و مرتبہ عیاں ہے جن کے شاگرد بھی اصحاب وجوہ میں سے ہیں تو پھر ہمارے زمانے کے علماء کو مجتہد ہونے کا دعویٰ کیسے زیب دیتا ہے۔ قاضی حسین "الفورانی" امام الحرمین کے والد محترم، الصیدلانی اور البوشنجی وغیرہ امام قفال کے شاگردوں میں سے ہیں۔ جب ان حضرات کے انتقال اور امام غزالی کے وصال کے ساتھ ہی اجتہاد ختم ہو گیا اور مذہب شافعی میں تخریج الوجود کا اعزاز برقرار نہ رہا۔ صرف نقل اور حفظ باقی رہ گیا تو پھر اس زمانہ میں جب کہ دنیا علم سے خالی ہو چکی ہے۔ اجتہاد کا دعویٰ کیسے درست ہو سکتا ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی نے اس مسئلہ کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

"جسے مرتبہ اجتہاد حاصل نہ ہو اور وہ اپنے عصر کا مفتی ہو تو وہ اپنے امام کے مذہب سے نقل کر کے فتویٰ دے گا۔ اور اگر اسے اپنے امام کے نکتہ نظر کا ضعف بھی معلوم ہو جائے تو وہ پھر بھی اسے ترک نہیں کرے گا"

وسیط میں فرمایا اجتہاد کی وہ شرائط جو قاضی میں معتبر ہوتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانے میں نایاب ہیں۔ جو شخص اس مسئلہ میں

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالْمُجْتَهِدِيْنَ وَاتْبَاعِهِمْ بِحَقٍّ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

یہ بھی جان لینا چاہیے کہ علمائے کرام کے اتفاق سے اجتہاد کا دروازہ کئی صدیوں سے بند ہو چکا ہے۔ اب ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان چار مذاہب میں سے کسی ایک کی اتباع کرے۔ کیونکہ وہ بذات خود قرآن وسنت کو سمجھنے سے عاجز ہے۔ اس نے اس امام کی تقلید کر کے گویا کتاب وسنت کی اتباع کی وہ اس امام کے بعد ان علمائے کرام کی تقلید کرے گا۔ جنہوں نے اس امام کے اقوال کی وضاحت کی اور قرآن وسنت کے مطابق ان کی تطبیق کی۔ انہوں نے امام کے جس قول کو کتاب وسنت کے موافق پایا اس پر اعتماد کیا اور اس کو قبول کر لیا اور جس قول کو قرآن وسنت کے مخالف پایا اس کو ضعیف سمجھا اور اس کی کمزوری ظاہر کی۔ اس تمام بحث سے واضح ہو گیا کہ الحمدللہ! امت محمدیہ ان آئمہ کرام کی تقلید کر کے کتاب وسنت کی اتباع سے خارج نہیں ہوئی۔

جہاں تک اجتہاد کرنے کا تعلق ہے تو آج مجتہد ہونے کا دعویٰ صرف وہی کر سکتا ہے۔ جس کی عقل اور دین میں خلل ہو۔ البتہ اولیاء کاملین کے لیے بطریق ولایت اس کی گنجائش ہے۔ جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کی ہے۔

امام منادی نے جامع صغیر کی شرح میں یہ بات بڑی وضاحت سے بیان کی ہے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جب علامہ جلال الدین سیوطی نے اجتہاد کا دعوی کیا تو ان کے ہم عصر علمائے کرام ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے خلاف اتحاد کر لیا۔ علماء نے ان کے لیے ایک ایک سوالنامہ تیار کیا۔ اس سوالنامے میں وہ سوالات تھے۔ جن میں آئمہ نے دونوں وجوہات کو مطلق رکھا تھا اور کسی ایک کو بھی ترجیح نہ دی تھی۔ ان علماء نے امام سیوطی سے مطالبہ کیا کہ اگر وہ اجتہاد کے ادنیٰ درجے (اجتہاد فتویٰ) پر فائز ہیں تو وہ ان وجوہات میں سے کسی ایک کو راجح قرار دیں اور مجتہدین کے ضوابط پر اس کے دلائل بھی دیں۔ حضرت امام سیوطی نے وہ سوالنامہ واپس لوٹا دیا اور معذرت کی کہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ ان مسائل میں غور وفکر کر سکیں۔ علامہ الشہاب فرماتے ہیں کہ ذرا اجتہاد الفتویٰ جو کہ اجتہاد کا کم ترین درجہ ہے، کی مشکلات کا اندازہ کرو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کا دعویٰ کرنے والا جس قدر پریشانی اور اضطراب کا شکار ہوتا ہے ایسے محسوس ہوگا کہ مدعی اندھی سواری پر سوار ہے اور راستے کے ہر گام پر ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ جو شخص اجتہاد مطلق کے مرتبہ سے آگاہ ہوا سے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کرے اور اس زمانہ میں کسی شخص کی طرف بھی مجتہد ہونے کی نسبت نہ کرے۔ ابن الصلاح کہتے تھے کہ اجتہاد کا دروازہ تین صدیوں سے بند ہو چکا ہے۔ ابن صلاح کا زمانہ چھٹی صدی ہجری کا تھا۔ ابن صلاح تو یہاں تک کہتے ہیں کہ امام شافعی کے بعد کوئی مستقل مجتہد پیدا نہیں ہوا۔

اس کے بعد علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ جب اس مسئلہ میں آئمہ کا اختلاف ہے کہ کیا امام الحرمین اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہما اصحاب وجوہ میں سے تھے یا نہیں تو پھر ان کے علاوہ اور کسی عالم کی طرف مجتہد ہونے کی نسبت کیسے کی جا

ہے۔ جب تم ان احادیث میں سے کسی صحیح حدیث کو دیکھو کہ وہ تمہارے مذہب سے مطابقت نہیں رکھتی تو پھر اس حدیث پر عمل پیرا ہونے کے لیے اس امام کی تقلید کر لو۔ جس نے اس حدیث سے استنباط کیا ہو۔ تم کسی صحیح حدیث کو نہ پاؤ گے مگر یہ کہ کسی نہ کسی امام نے اس سے استدلال کیا ہوگا۔ ممکن ہے کہ تمہارے امام کو اس حدیث کا علم ہو لیکن انہیں اس کے مقابلہ میں وہ حدیث مل گئی ہو جو اس حدیث سے اصح (زیادہ صحیح) ہو۔ یا وہ حدیث اپنے سے متاخر حدیث سے منسوخ ہو یا امام صاحب نے کسی اور دلیل کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا ہو اور اس دلیل سے صرف مجتہد ہی آگاہ ہوں۔ اگر تم اس حدیث پر عمل پیرا ہونا چاہو تو بہت بہتر ہے۔ لیکن تم اس امام کی تقلید ضرور کرو۔ جس نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کیونکہ اس امام نے صرف اسی صورت میں ہی اس سے استدلال کیا ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث سے استدلال کرنے کی ممانعت ختم ہوگئی۔ علاوہ ازیں وہ امام احکام کے ان دلائل سے بھی آگاہ ہیں جن سے تم ناواقف ہو۔ اب اگر تم اپنے مذہب کے حکم پر عمل پیرا ہو تو پھر بھی تم پر کوئی حرج نہیں کیونکہ تمہارے امام کے پاس یقیناً کوئی ایسی دلیل ہوگی جس سے تم آگاہ نہیں ہو۔ کیونکہ آئمہ مجتہدین انتہائی متقی اور پرہیزگار ہوتے تھے اس لیے وہ قرآن وسنت کی دلیل کے بغیر معمولی مسئلہ بھی مستنبط نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے تو اپنے فقہی مذاہب کے ذریعے صرف اور صرف کتاب وسنت کی تشریح کی ہے۔ لوگوں کے لیے ان کے معانی اور احکام بیان کیے ہیں۔ ان کے مطالب کو لوگوں کے ذہنوں کے قریب تر کیا ہے اور احکام کو مدون کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اگر توفیق الٰہی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو پھر کوئی انسان بھی یہ کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتا تھا۔ اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ آئمہ کے مذاہب سید المرسلین ﷺ کی نبوت کی صحت اور آپ ﷺ کے دین متین کی صداقت کی دلیل ہے۔

اختلاف امت باعث رحمت

آئمہ کرام کا یہ اختلاف اصول دین اور توحید کے ان عقائد میں نہیں ہے جس میں اختلاف ممنوع قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی ان مسائل میں ہے جن کے متعلق متواتر احادیث روایت ہیں۔ بلکہ یہ اختلاف تو بعض فروع میں ہے۔ ہر امام کے پاس اپنی دلیل کی قوت وطاقت ہے جس سے وہ اپنے نظریہ کی وضاحت کرتا ہے آئمہ کا یہ اختلاف امت کے لیے باعث رحمت ہے۔ تم جس امام کی چاہو بغیر کسی حرج اور تنگی کے تقلید کر لو۔ جیسا کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا:

اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ ''میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے'' (بیہقی)

علامہ مناوی اپنی شرح ''الکبیر'' میں فرماتے ہیں: ''آئمہ کا یہ اختلاف امت کی سہولت کے لیے ہے۔ یہ مذاہب اسی طرح ہیں جس طرح کہ ایک منزل کے کئی راستے ہوں۔ ان تمام مذاہب کے ساتھ نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے ہیں تاکہ لوگوں کو اپنے معاملات میں تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور انہیں ان احکام کا مکلف نہ بنایا جائے جو ان کی طاقت سے باہر ہوں شریعت کی یہ وسعت امت کے لیے سہولت ہے مذاہب کا یہ اختلاف بہت بڑی نعمت ہے اور یہ امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کی خصوصیت ہے اس اختلاف کے رونما ہونے کی خبر دے دی گئی تھی۔ اس لیے یہ بھی نبی آخر الزمان ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔''

مزید تفصیل کا خواہشمند ہو وہ اصول اور فقہ کی کتب کی طرح رجوع کرے۔

جب یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے تو پھر بعض وہ علماء جو اجتہاد مطلق کے رتبہ پر فائز ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ بذات خود کتب وسنت سے احکام مستنبط کر سکتے ہیں اور انہیں آئمہ اربعہ کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ ان کے مذاہب کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے بیمار اذہان سے ان پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم آدمیوں کی آرا پر عمل پیرا نہیں ہوتے وغیرہ وغیرہ یہ تمام شیطانی وسواس ہیں۔ ان کی کم فہمی، بے دینی اور جہالت نے انہیں ایسے قول کرنے پر ابھارا ہے۔ اسی چیز نے ان کے عیوب کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ خواہشات نفسانی، حماقت اور جہالت کی وجہ سے ان کا معاملہ برعکس ہو چکا ہے وہ اپنے مطلوب (لوگوں کے نزدیک مرتبت) کو حاصل نہ کر سکے۔ البتہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو ضرور حاصل کر لیا اور وہ لوگوں کے مذاق کا نشانہ بن گئے۔

وَمَنْ جَهِلَتْ نَفْسُهٗ قَدْرَهٗ رَاٰى غَيْرُهٗ مِنْهُ مَا لَا يَرٰى

''جس شخص کا اپنا نفس اپنی قدر و منزلت نہیں پہچان سکتا دوسرا شخص اس سے عیوب ملاحظہ کرتا ہے۔ جس کی اسے خبر نہیں ہوتی''۔

میں نے بعض غیر مقلدین کو دیکھا ہے وہ براہ راست قرآن حکیم اور صحیح البخاری سے مسائل مستنبط کرنے کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ ذرا اس عظیم جہالت اور واضح گمراہی کا مشاہدہ تو کرو۔ اے میرے بھائی! ان سے بچو ایسے بے وقوفوں کے اجتماع سے اجتناب کرو، اپنے مذہب کو لازم پکڑو۔ آئمہ اربعہ میں سے جس امام کی چاہو تقلید کر لو اور احکام میں رخصت اور تلفیق کے پیچھے نہ پڑو۔

اگر تم نے احادیث نبویہ پڑھنے کی استطاعت حاصل کر لی ہے تو پھر تمہارا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ تمہیں اپنے مذہب کے دلائل معلوم ہوں، تم ترغیب وترہیب کی احادیث پر عمل کر سکو۔ دین اسلام کی عظمت کو پہچان سکو۔ اس کے عقائد سے آشنا ہو سکو۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات، اس کے اسماء اور صفات سے آشنائی حاصل کر سکو۔ نبی محترم ﷺ کی سیرت مطہرہ، آپ کے فضائل اور معجزات سے آگاہ ہو سکو۔ دنیا، آخرت، بعث، نشور، جنت، دوزخ، ملائکہ کے حالات، جنات کے متعلق معلومات حاصل کر سکو۔ تمہیں حضور ﷺ کی دیگر انبیاء کرام پر فضیلت اور قرآن پاک کی دیگر الہامی کتب پر برتری کے متعلق علم ہو سکے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل معلوم ہو سکیں۔ قیامت کی نشانیاں اور دینی و دنیاوی آداب اور علوم سے تمہیں آگاہی ہو سکے۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں اولین و آخرین کے علوم ہیں۔ جب ان تمام امور کے متعلق تمہیں علم حاصل ہو جائے گا۔ تو اس وقت تجھے اس شخص کی جہالت کا شدت سے احساس ہوگا۔ جو یہ کہتا ہے کہ اگر ہم احادیث سے شرعی احکام حاصل نہیں کر سکتے تو پھر احادیث کا فائدہ ہی کیا ہے احادیث کے فوائد اعداد وشمار سے ماوراء ہیں۔ یہ دین اسلام کے بہت بڑے حصے پر مشتمل ہیں۔

وہ احادیث جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور معاملات کے احکام کے متعلقہ ہیں۔ ان کی تعداد (ایک قول کے مطابق) پانچ سو

بہترین جزائے خیر دے۔ اگر وہ کتاب وسنت سے احکام مستنبط نہ کرتے تو ان کے علاوہ کسی اور شخص کے بس کا یہ کام نہ تھا۔

وہ یواقیت وجواہر میں فرماتے ہیں میں نے سیدی علی الخواص کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے لیے ہر قول کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے یہ نہ فرماتا

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل: ۴۴)

"تا کہ آپ کھول کر بیان کریں لوگوں کے لئے (اس ذکر کو) جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف"۔

بلکہ حضور ﷺ کے لیے قرآن کی تبلیغ ہی کافی ہوتی۔ یہ بات عیاں ہے کہ تمام رسل اللہ تعالیٰ کے کلام میں اسی کے نائب ہوتے ہیں وہ اپنی کتاب کے مجمل مقامات کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح علمائے مجتہدین اپنے رسولوں کے نائب ہوتے ہیں وہ ان کے فرامین کے اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ علماء جو مجتہدین نہیں ہوتے وہ آئمہ مجتہدین کے نائب ہوتے ہیں اور ان کے کلام کی تشریح کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر زمانے میں مجمل کلام کی تفصیل بیان ہوتی رہی اگر اس حقیقت سے انکار کر دیا جاتا تو پھر نہ تو کتب کی شرحیں لکھی جاتیں نہ ہی ایک زبان سے دوسری زبان میں ان کا ترجمہ کیا جاتا نہ علمائے کرام کی تفاسیر پر شروح اور حواشی لکھے جاتے بلکہ بعض اوقات تو حاشیوں پر بھی حاشیے لکھے جاتے ہیں۔ اس بحث سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ ہر دور اپنے سے پہلے دور کے لیے رحمت ہے اگر حضور ﷺ قرآن پاک کے مجمل مقامات کی وضاحت احادیث سے نہ فرماتے تو اس وقت تک قرآن پاک اپنے اجمال پر ہی رہتا ہم نہ تو نماز کی ادائیگی کے متعلق جان سکتے نہ ہی طہارت حاصل کرنے کے طریقے سمجھ سکتے۔ نہ ہی ہم طہارت کو توڑنے والی اشیاء سمجھ سکتے اور نہ ہی زکوۃ کے نصابوں اور اسکی شرائط سے واقف ہو سکتے۔ نہ روزہ اور حج کے واجبات سے آگاہ ہو سکتے اور نہ ہی معاملات اور عقود کی کیفیت کو سمجھ سکتے گویا کہ ہمیں کسی چیز کا بھی علم نہ ہوتا۔ اسی طرح اگر آئمہ مجتہدین شریعت کو اپنے مقلدین کے لیے بیان نہ کرتے تو سنت اپنے اجمال پر باقی رہتی اسی طرح تا قیامت ہر زمانہ میں ہر اجمال کی تفصیل بیان ہوتی رہے گی۔

امام شعرانی "میزان خضریہ" میں شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ بلاشبہ علماء رسل علیہم السلام کے راستے کے راہ رو ہوتے ہیں۔ جس طرح ہم پر واجب ہے کہ ہم ہر اس چیز پر ایمان لائیں اور اس کی تصدیق کریں جو انبیائے کرام لے کر تشریف لائے خواہ ہم اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں اسی طرح آئمہ کی وضاحت کو ماننا اور ان کی تصدیق کرنا ہم پر واجب ہے۔ اگرچہ ہم ان کے کلام نہ بھی سمجھیں حتی کہ وہ کوئی ایسی چیز بیان نہ کریں جو حضور ﷺ کے فرمان کے مخالف ہو۔ تمام رسل کی شریعتوں پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے پر علماء کا اجماع ہے۔ یہ اپنے اختلاف و تباین کے باوجود حق ہیں۔ آئمہ مجتہدین کے مذاہب میں بھی یہی حکم ہے۔ ان تمام کے اقوال کے صحیح ہونے پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

وہ شخص جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے منور فرمایا ہے وہ جب تمام مذاہب کو اس میزان پر پرکھتا ہے تو اسے ان میں کوئی اختلاف یا تناقض نظر نہیں آتا وہ دیکھتا ہے کہ تمام اقوال شریعت مطہرہ کی طرف ہی راجع ہیں اور ایک قول بھی شریعت مطہرہ سے

عقائد میں اجتہاد کرنا گمراہی اور ضلالت ہے۔ سچے عقائد وہی ہیں جن پر اہل السنت والجماعت کاربند ہیں۔ احادیث میں احکام کے اختلاف کا تذکرہ ہے۔ روایت ہے کہ جب خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کو عراق لے جانے کا ارادہ کیا تاکہ لوگوں کو موطا امام مالک کا پابند بنایا جائے۔ جس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کر کے لوگوں کو اس کا پابند بنایا تھا تو اس وقت حضرت امام مالک نے فرمایا لوگوں کو موطا کے احکام کا پابند بنانا ممکن نہیں کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام مختلف شہروں میں پھیل گئے انہوں نے ہر شہر میں علم پھیلایا حضور نبی اکرم شفیع معظم ﷺ کا ارشاد پاک بھی ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں ان متعصب مقلدین کا بھی رد ہے جو اپنے امام کے علاوہ دیگر آئمہ پر اعتراض کرتے ہیں بالخصوص موجودہ زمانے میں یہ مرض عام پھیل چکا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھیں کہ چاروں امام، سفیان، اوزاعی داود ظاہری، اسحاق ابن راہویہ اور تمام آئمہ ہدایت پر تھے۔ فروعی مسائل میں ان میں سے صرف ایک ہی صحیح رائے تک پہنچنے والا تھا۔ جو مصیب (صحیح اجتہاد کرنے والے) کے لیے دوگنا اور خطا کرنے والے کے لیے صرف ایک گنا اجر ہوگا۔ وہ شخص جو مجتہد نہیں ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی معین مذہب کی تقلید کرے۔ یہ حدیث اس بات کی طرف بھی اشارہ کررہی ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں منتقل ہونا بھی جائز ہے۔ شوافع کے نزدیک اس میں جواز کا فتویٰ ہے لیکن صحابہ کرام اور تابعین عظام کی تقلید جائز نہیں ہے۔

امام الحرمین فرماتے ہیں۔ جن آئمہ کرام کا مذہب مدون نہیں ہوا۔ فیصلہ کرنے اور فتویٰ دینے میں چاروں آئمہ کو چھوڑ کر ان کی تقلید کرنا ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ چاروں مذاہب آفاق عالم میں پھیل چکے ہیں۔ ان کے مطلق کی تقیید اور عام کی تخصیص ہوچکی ہے۔ جبکہ دیگر مذاہب کی صورت حال اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے پیروکار اسی وقت ختم ہوگئے تھے۔

امام رازی نے اس بات پر محققین علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ عوام کو صحابہ کرام کی تقلید سے منع کیا جائے گا۔ درجۂ اجتہاد پر فائز شخص کو اس کے ذاتی عمل کے لیے ان چاروں آئمہ کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید سے نہیں روکا جائے گا بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ کس کی تقلید کرنا اس کے لیے جائز ہے اور اس کے نزدیک اس امام میں مجتہد ہونے کی تمام شرائط بھی پائی جائیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ فقیہ رخصت پر عمل پیرا نہیں ہوگا اس طرح کہ وہ ہر مذہب سے آسان ترین مسئلہ اختیار کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تکلیف شرعی کی گرہ کھل جائے گی جو کہ جائز نہیں ہے۔

اس سلسلے میں امام شعرانی کی کتب المیزان الکبریٰ اور المیزان الخضریۃ کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ ان کتب کو تفصیل سے تو نقل نہیں کیا جا سکتا البتہ چیدہ چیدہ مقامات سے نقل کرتا ہوں۔

امام شعرانی میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں۔ اے میرے بھائی! تجھے جان لینا چاہیے کہ آئمہ کو مجتہدین کے نام سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ وہ کتاب وسنت سے احکام مستنبط کرنے میں از حد کوشش کرتے ہیں کیونکہ اجتہاد جہد سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے بہت غور وفکر کرنا اور دلائل کو بہت باریک بینی سے دیکھنا۔ اللہ تعالیٰ تمام امت کی طرف سے ان مجتہدین کو

احادیث بھی شریعت ہیں اور علماء کے اقوال بھی شریعت ہیں۔ یہ تمام ایک بنے ہوئے کپڑے کی طرح ہیں۔ اگر ہم ان میں سے ایک امام کا قول بھی نکال دیں تو اس کی کیفیت اس کپڑے کی طرح ہوگی۔ جس سے ایک دھاگا نکال دیا گیا ہو۔ اے محترم بھائی! تمام احادیث شریعت ہیں اور علماء کے اقوال بھی اسی شریعت کا حصہ ہیں۔ اگر تو اس طرح غور وفکر کرے گا۔ تو تیرے لیے شریعت کی عظمت آشکارہ ہوگی اور تجھے معلوم ہوگا کہ شریعت دو مرتبوں (تشدید وتخفیف) سے باہر نہیں نکلی۔

شیخ محی الدین فتوحات مکیہ میں خفین پر مسح کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس کے متعلق جو بھی رائے ہو اس کی وجہ سے مجتہد امام پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ شرع درحقیقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ مجتہد نے تو صرف اس حکم کو ثابت کیا ہے۔ موزوں کے مسح سے بہت سے آئمہ کرام نے منع فرمایا ہے اس کی وجہ استحضار کا نہ ہونا ہے بے علمی نہیں ہے۔ جس شخص نے کسی مجتہد کو غلط سمجھا تو گویا اس نے شارع کے حکم کو خطا شمار کیا کیونکہ امام مجتہد نے تو صرف ان کے حکم کو ہی ثابت کیا ہے۔

''باب الوصایا'' میں فرماتے ہیں۔ کسی امام پر بھی اعتراض کرنے سے اجتناب کرو تم کہتے ہو کہ وہ اسرار ورموز سے ناآشنا تھے۔ جیسا کہ بعض صوفیاء کہتے ہیں اس کی وجہ مقام آئمہ سے ناآشنا ہونا ہے۔ بلاشبہ آئمہ کا قدم غیبی علوم میں مستحکم تھا۔ اگرچہ وہ فیصلہ ظن سے کرتے تھے۔ ظن بھی علم ہے۔

آئمہ مجتہدین اور اہل کشف کے درمیان صرف طریق کا فرق ہے۔ آئمہ اس قانون سازی میں انبیاء کے نائب ہیں یہ اپنے اجتہاد سے امت کے لیے اسی طرح قانون سازی کرتے ہیں جس طرح انبیاء کرام علیہ السلام نے اپنی اپنی امم کے لیے قانون سازی کی۔

امام شعرانی فرماتے ہیں۔ اہل کشف کا اجماع ہے کہ شریعت محمدیہ کے علماء کے اقوال میں سے ہر قول سابقہ انبیاء میں سے کسی نہ کسی نبی کی شریعت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم کی وجہ سے اس امت کو یہ فضیلت بھی بخشی کہ اسے اس شخص کی طرح اجر بھی ملے جو ہر نبی کی شریعت پر عمل کرتا ہے۔

''میزان کبریٰ'' میں فرماتے ہیں:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ ''میرے تمام صحابہ ضوفشاں ستاروں کی مانند ہیں۔ تم نے جس کی بھی اقتداء کرلی ہدایت پا جاؤ گے'' سے معلوم ہوتا ہے۔ تمام آئمہ مجتہدین جادۂ صحابہ پر گامزن ہیں۔ ہر ایک امام کسی نہ کسی صحابی کے سلسلہ کے ساتھ متصل ہے۔ اس کا قول یا تو کسی ایک صحابی کے قول کی طرح ہے یا صحابی کی ایک پوری جماعت کے قول کی طرح ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب تمام آئمہ مجتہدین صحابہ کی فروع ہیں تو پھر بعض اوقات آئمہ مجتہدین (جو کہ غیر صحابہ ہیں) کے اقوال کو صحابہ کے آحاد (کسی ایک صحابی کا قول) پر کیوں ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات علماء نے آئمہ مجتہدین کے اقوال کو بعض صحابہ کے اقوال پر ترجیح دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجتہد کا زمانہ صحابہ کرام کے زمانہ سے متاخر ہے۔ اس کا علم صحابہ کے تمام اقوال کو محیط ہے یا صحابہ میں سے اکثریت کے قول کو محیط ہے اس طرح یہ مسئلہ میزان کے دونوں مرتبوں (تخفیف وتشدید) کی طرف لوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ قول جس پر جمہور صحابہ ہوں یا ان کی بعض تعداد

خارج نہیں ہے اور مقلدین کے اقوال بھی شریعت کے دونوں درجوں (تشدید اور تخفیف) کے مابین ہیں۔ پھر اس کے بعد علامہ ابن عربی فرماتے ہیں اے برادر محترم! ہم یہ بات کئی بار ثابت کر چکے ہیں کہ تمام آئمہ کرام کا شریعت مطہرہ کے ساتھ مکمل اتفاق ہے وہ اللہ کے دین میں اپنی رائے سے بات کرنے سے مکمل پاک ہیں ان کے مذاہب شریعت مطہرہ کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں وہ قرآن وسنت کے نور سے منور ہیں۔ اب تیرے لیے تقلید نہ کرنے کا کوئی عذر باقی نہیں ہے تو جس امام کی چاہے پیروی کر لے تمام آئمہ اپنے رب کی توفیق سے عادل اور ہدایت پر گامزن ہیں۔ مثلاً اگر تو کسی ایسے شخص کے پیچھے صبح کی نماز ادا کرتا ہے جو اس نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کا قائل نہیں یا اس کا قائل تو ہے۔ لیکن رکوع سے پہلے پڑھتا ہے۔ تو حدیث پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کی موافقت کر لے اور اس امام سے اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

ہم آئمہ کرام کے مقلد ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی توفیق سے ہدایت پر ہیں اگر کوئی شخص کسی امام کے مذہب پر اعتراض کرتا ہے تو اس کی وجہ یا تو اس کی جہالت ہے یا وہ امام کے دلائل سے بے خبر ہے۔ تمام آئمہ مجتہدین نے اپنے پیروکاروں کو کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی ہے۔ انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ جب ان کا کلام کتاب وسنت کے مخالف ہو تو اس کے کلام کو چھوڑ کر کتاب وسنت پر عمل کرو، اپنے نفس کی عاجزی، احتیاط اور شارع علیہ السلام کا ادب کرتے ہوئے اپنی رائے سے برآءت کا اظہار کیا ہے رائے اور بدعت اس وقت مذموم ہوتی ہیں جب یہ مطلق ہوں اور وہ اصول شریعت میں سے کسی اصل اور قواعد شریعت میں سے کسی قاعدہ کی تحت نہ ہوں۔ ہر وہ کلام جس کے صحیح ہونے کی شریعت گواہی دے اور قواعد کے مطابق ہو وہ سنت ہے۔ اس میں رائے کی کوئی دخل اندازی نہیں ہے۔

اے اخی المکرّم! اسی بحث سے سمجھ لے کہ وہ تمام مسائل جن کو آئمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین نے مستنبط کیا ہے وہ تمام شریعت مطہرہ کے موافق ہیں۔ کیونکہ شریعت ان کے صحیح ہونے کی شاہد عادل ہے اور ان کے اقوال کے اقتباس شریعت کے نور کی شعاع ہیں۔ اور وہ شخص جو قول کرتا ہے کہ سنت صرف وہی ہے جو واضح طور پر احادیث میں موجود ہے تو گویا اس نے تمام آئمہ مجتہدین کے مذاہب کو ٹھکرا دیا ہے اس نے اجماع کی مخالفت کی ہے اس کا سوء ظن مخفی نہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

یواقیت و جواہر اور میزان خضریہ میں شیخ الاسلام علامہ زکریا سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں الحمد للہ! میں نے تمام آئمہ مجتہدین کے تمام دلائل کی چھان بین کی ہے۔ میں نے اس کی فروع میں سے کسی فرع کو نہیں پایا مگر یہ کہ وہ کسی آیت، حدیث، اثر یا قیاس صحیح کا سہارا لئے ہوئے ہے۔ آئمہ کرام کے بعض اقوال تو کسی آیت، حدیث یا کسی اثر سے ماخوذ ہیں اور بعض اقوال ان کے مفہوم سے ماخوذ ہیں۔ یا پھر ان کے معانی اور مفہوم سے ماخوذ ہیں ان کے اقوال میں سے کچھ قریب یا اقرب ہیں اور کچھ بعید یا ابعد ہیں۔ وہ نور شریعت کی کرن سے ضوفشاں ہیں اور شریعت ہی ان کی اصل ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کوئی فرع اصل کے بغیر پائی گئی ہو۔

ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شریعت کے تمام احکام تمام احادیث اور مذاہب کو ملانے سے مکمل ہوتے ہیں۔ اس طرح

کی نبوت کی صداقت کے دلائل ہیں۔ وہ کرامات اور مختلف انواع کے خوارق عادات امور جو سابقہ انبیاء سے معجزۃ صادر ہوتے تھے وہ تمام کے تمام درحقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات ہی ہیں۔ یہ سب ہمارے نبی محترم ﷺ کی نبوت کی صداقت اور آپ کے دین کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ (کرامات کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے)۔

صوفیائے کرام اور کاملین عارفین پر جو احوال حسنہ طاری ہوتے ہیں۔ جن اخلاق کریمہ پر وہ فائز ہوتے ہیں جن کرامات عجیبہ کا ان سے ظہور ہوتا ہے۔ جن عجیب وغریب علوم کی انہیں بخشش ہوتی ہے اور وہ کمالات ظاہرہ باہرہ جن کا انکار صرف وہی کرسکتا ہے جو مکمل طور پر بصیرت سے نابینا ہو۔ یہ تمام برکات صرف اسی لیے ہیں کہ وہ لوگ شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہوئے انہوں نے مکمل طور پر آقائے دوجہاں ﷺ کی اتباع کی انہیں یہ سب عطائیں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب محترم ﷺ کی محبت کے طفیل ملا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران: ۳۱)

"(اے محبوب) آپ فرمائیے (اے مومنین کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔"

جب ذات خداوندی نے ان سے پیار کیا تو انہیں مختلف کمالات اور گوناگوں کرامات سے نوازا جیسا کہ آئے دن اس بات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ یہ کمالات وکرامات حضور ﷺ کی رسالت کی ایک اہم دلیل ہے۔

صوفیاء نے اپنی کتب میں ذکر الٰہی پر مداومت اختیار کرنے کے فوائد بیان کیے اور شریعت کے طریقے کے آداب بیان کیے۔ جو بھی ان کی راہ پر صدق واستقامت سے گامزن ہوا اس نے اس کا مشاہدہ کرلیا بالخصوص جب اسے کسی ایسے مرشد کامل کی صحبت نصیب ہوئی۔ جس کی تربیت بھی کسی عارف کامل نے کی ہو۔

نبوت مصطفیٰ ﷺ پر ایک اور بین دلیل

وہ دلائل جو نبی محترم ﷺ کی نبوت کی صحت پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی دانش مند مذہب اسلام میں غور وفکر کرتا ہے، اس کے معانی کو سمجھنے کی سعی کرتا ہے۔ اس کے احکام، فروع اور اصول کو سمجھنے کے لیے غوطہ زن ہوتا ہے اور اس کے معقول ومنقول کے درمیان تطبیق کرتا ہے۔ تو اس کی محبت، الفت اور عقیدے میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی لیے تو امت محمدیہ کے فضلاء وعلماء کو دیکھے گا۔ (جن میں خدام شریعت بھی ہیں اور محدثین کرام بھی، فقہاء عظام بھی ہیں اور صوفیاء بھی) کہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ ان کی دینی کتب مثلاً تفسیر، حدیث، عقائد فقہ اور تصوف سے دنیا لبریز ہے اور ان کی غیر دینی کتب اس کے علاوہ ہیں۔ تمام امتوں کے فضلاء اور تمام ملتوں کے عقلاء ان علماء کی تمام اصناف کی تمام کتب کو حاصل کر کے ان پر فخر کرتے ہیں۔ ان کتب کے حصول میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ یہ کتب نفیس ترین ذخائر اور عمدہ ترین مطالب ہیں۔ وہ ان کتب کو مختلف ممالک سے جمع کرتے ہیں ان کتب کو مہنگے ترین داموں سے خرید کر اپنی لائبریریوں کی زینت بناتے ہیں۔ حتی کہ ان کے پاس ہم سے زیادہ کتب ہیں۔

ہو وہ اس سے خارج نہیں ہوسکتا۔

میں نے اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ''شریعت کا چشمہ ایک بحر بے پایاں ہے۔تم جس سمت سے بھی غوطہ زنی کرو گے۔معاملہ ایک ہی ہے۔تم کسی امام مجتہد کے قول سے انکار نہ کرو یا اس کے قول کو غلط نہ کہو تاوقتیکہ تم شریعت کے تمام دلائل کا احاطہ نہ کرلو۔عربی کی تمام لغات سمجھ نہ لو اور ان کے معانی اور طرق سے آگاہ نہ ہولو۔کیونکہ یہ سب کچھ کرلینا تم سے ممکن نہیں اس لیے کسی امام کے کسی قول پر اعتراض نہ کرو۔

طبرانی نے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میری شریعت کے تین سو ساٹھ طرق (رستے) ہیں جو کسی ایک طریقہ پر چل پڑا وہ کامیاب ہوگیا۔

امام شعرانی میزان خضریہ میں فرماتے ہیں۔ان احادیث پر عمل پیرا ہو جاؤ جو آئمہ کے نزدیک صحیح ہیں اگرچہ تمہارے امام نے ان سے استنباط نہ بھی کیا ہو۔اپنے دونوں ہاتھوں سے بھلائی سمیٹو اور یہ نہ کہو کہ میرے امام نے ان احادیث سے استدلال نہیں کیا اس لیے میں ان پر عمل پیرا نہیں ہوں گا۔کیونکہ تمام آئمہ کرام شریعت کے سخت پابند تھے اور اس سے بالکل منحرف نہ ہوتے تھے ان تمام نے اللہ کے دین میں اپنی اس رائے سے برآءت کا اعلان کیا ہے جو شریعت کے دلائل میں سے کسی اصل کے تحت نہ آئے۔اے برادر مکرم! تیرے لیے لازم ہے کہ تو اپنے امام کے متعلق یہ حسن ظن رکھے کہ ممکن ہے کہ یہ احادیث ان کو نہ ملی ہوں۔یا ملی تو ہوں لیکن ان کے نزدیک صحیح نہ ہوں۔ایک مذہب شریعت کی تمام احادیث کا احاطہ نہیں کرسکتا۔تیرے امام صاحب کا یہ قول بھی ہے جب کوئی صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔کتنے ہی ایسے مقلدین ہیں۔جنہوں نے اپنے امام کے بعد بہت احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔حالانکہ وہ احادیث صحیح ہیں۔ان لوگوں کے لیے بہتر تو یہ تھا کہ وہ اپنے امام کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کو قبول کر لیتے آئمہ کے متعلق ہمارا اعتقاد تو یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک زندہ ہوتا اور اس صحیح حدیث سے آگاہ ہو جاتا تو اس پر ضرور عمل پیرا ہوتا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں'' ہمارا مذکورہ بالا قول علماء کے اس قول کے منافی نہیں ہے۔جس میں انہوں نے عوام الناس کو ایک معین مذہب پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے اگرچہ شریعت میں اس تخصص کے لیے کوئی دلیل نہیں کیونکہ علماء نے یہ قول عوام کی سہولت کے لیے کیا ہے تاکہ وہ دو مفسدوں میں سے خفیف تر کا انتخاب کریں۔اگر علمائے کرام یہ نہ فرماتے تو عوام راہ ہدایت سے بھٹک جاتے کیونکہ وہ بغیر کسی راہنما کے چلنے سے عاجز ہیں۔

امام شعرانی کا یہ قول ہے کہ جو صحیح حدیث پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے وہ اس امام کی تقلید کرے جس نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے۔

حضور ﷺ کی نبوت کے مزید دلائل

صوفیاء کے لیے ہمہ وقت محبوب کریم ﷺ کی اطاعت میں سرگرداں رہنے اور ذکر و فکر میں مشغول رہنے کی وجہ سے جو سربستہ راز کھلتے ہیں۔علوم وہبیہ عطا ہوتے ہیں اور پوشیدہ امور کے حقائق سے نقاب کشائی ہوتی ہے۔یہ تمام نبی محترم ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ جہاں وہ وقف کرتے ہیں وہاں ان کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تیس زمانوں سے زیادہ عرصہ ہے۔ جہاں تک عیسائیوں کا تعلق ہے تو ان کے ہاں اس قسم کی کوئی روایت موجود ہی نہیں ہے۔ سوائے تحریم طلاق اور تابعین عظام تک کے اقوال محفوظ ہیں جو ان کے کسی نبی یا اس کے ساتھ تک متصل پہنچی ہو۔ عیسائیوں کی کوئی سند شمعون اور بولص سے اوپر تک نہیں جاتی۔

سابقہ زمانوں میں یہ ادیان جاہلوں، مطلب پرستوں اور عیاش پسند لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے رہے ان میں کمی بیشی ہوتی رہی۔ بالآخر ان میں اتنا اضافہ ہوا کہ ان کے ماننے والے بھی ان سے تنگ آ گئے۔ اہل مذاہب کئی حصوں میں منقسم ہو گئے ان میں سے اکثریت نے دین کے اس حصے کو بھی چھوڑ دیا جس پر ان کے جمہور اسلاف متفق تھے۔ کیونکہ ان میں علوم عقلیہ کی بہتات ہو گئی تھی اس لیے ان میں سے اکثر نے مذہب کو خیر آباد کہہ دیا۔ ان دانشمندوں کی کیفیت کہ ہو گئی کہ وہ جوں جوں اپنے ادیان کا بدقت نظر مشاہدہ کرتے، اپنے عقائد میں غور وخوض کرتے عقائد کے اصول وفروع کو بنظر عمیق دیکھتے تو انہیں اپنے ادیان مشکوک نظر آنے لگے اور ان کی محبت کے متعلق ان کے عقیدے میں نقص پیدا ہونے لگا۔ حتیٰ کہ ان کے دلوں سے اپنے دین کا اثر بالکل مٹ گیا۔ عقائد کا ذرہ بھر اثر بھی ان کے قلوب پر نہ رہا اعتراض اور انکار ان کا وطیرہ بن گیا اس کی تائید کے لیے انہوں نے کئی کتب لکھیں اور ان میں سے جس کا تعلق دین سے نہ ہوتا وہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ عقلمند ہوتا وہ اپنے علمائے دین کو اہل عقل ودانش میں شمار نہ کرتے، انہوں نے انہیں صرف اور صرف مذہبی رسوم کے لیے خاص کر رکھا تھا۔ اور یہ صرف اس لیے تھا تا کہ ان کا کچھ نہ کچھ تعلق اپنے دین کے ساتھ بھی رہے۔ اور وہ دین سے بالکل بیگانے نہ ہو جائیں۔

کیونکہ یہ چیز ان کی مصلحت عامہ کے خلاف تھی۔ ان میں سے بعض اہل دانش دین اسلام کی خصوصیات اور محاسن سے آگاہ ہوئے انہوں نے اپنے شہروں کے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع کی کیونکہ دین اسلام ان کے لیے اپنی تمام تر تجلیات سمیت واضح ہو گیا اور وہ اس کے بعض اسرار سے آگاہ ہو گئے۔ کئی غیر مسلم مفکرین نے دین اسلام کی فضیلت اور سارے ادیان پر اس کی ترجیح کا اقرار کیا ہے۔ ایک غیر مسلم مفکر نے تمام ادیان پر فاضلانہ بحث کرنے کے بعد کہا اگر میں کسی دین کو اختیار کرتا تو اسلام کو اختیار کرتا۔ یہ امر مخفی نہیں ہے کہ حق کی معرفت سے اس کی اتباع لازم نہیں ہوتی۔ ہم بہت سے ایسے لوگوں کو جانتے ہیں جو صرف عداوت اور حسد کی وجہ سے حق کا انکار کر دیتے ہیں اور باطل کا دامن پکڑے رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (القصص:۵۶)

''بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں۔ البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے''۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾

(ہود:۱۱۸۔۱۱۹)

ان لوگوں نے مسلمان مصنفین کی ہزاروں کتابرڈ کو اپنی ذاتی لائبریریوں اور پبلک لائبریریوں میں رکھا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے اس علم کے پھیلاؤ کی وجہ یہ ہے تا کہ غیر مسلموں میں نبی محترم ﷺ کا دین متین زیادہ سے زیادہ پھیلے اور یہی چیز بروز حشر ان کے خلاف دلیل بن جائے۔ اسی پنہاں حکمت کی وجہ سے غیر مسلم بھی قرآن پاک کی اشاعت پر بڑی توجہ دیتے ہیں اور اس کی طباعت میں بڑی جانفشانی کرتے ہیں اور اس کا ترجمہ اپنی اپنی زبان میں کرتے ہیں ان کی اپنی دینی کتب اور ان کے علماء کی تالیفات طباعت کے اعتبار سے مسلمانوں کی کتب کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔ اگر ہم آئمہ کرام میں سے کسی ایک امام کی تصنیفات کا مقابلہ کسی دوسرے دین کے تمام علماء کی جمیع تصنیفات سے کریں تو یقیناً ہمارے امام کی کتابیں زیادہ ہوں گی۔ متاخرین اور متقدمین علماء نے ہزاروں کی تعداد میں کتابیں لکھی ہیں اگر ان کی تالیفات کو گننا شروع کریں تو ان کا شمار ناممکن ہے یہ ہزاروں ہزاروں ہزاروں......کی تعداد میں ہیں۔

صرف امام جلال الدین سیوطی کی کتابوں کی تعداد پانچ سو ہے۔ ان میں سے اکثر دینی ہیں اور کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح علامہ ابن حجر کی تالیفات بھی تعداد میں کافی تھیں اسی طرح ابن القیم بھی کثیر تالیفات کے مؤلف تھے۔ امام نووی نے بھی کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔ ان عربی کی کتابوں کی تعداد بھی دو سو کے قریب ہے اور ان میں سے اکثر کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ یہ تمام دینی کتابیں ہیں اسی طرح امام غزالی، امام شعرانی، ابن حجر المکی، المناوی، علی القاری اور ابن کمال پاشا کی تصنیفات کثیر تعداد میں ہیں۔ اگر ہم صرف ان علماء کی کتابوں کو شمار کریں جنہیں ہم جانتے ہیں تو یہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں گی اس کے علاوہ بعض علماء ایسے ہیں جنہیں ہم جانتے نہیں ہیں اور نہ ہی ہم ان کی کتابوں سے سناشا ہیں۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی تمام کتابیں ایک مسلمان عالم کی ایک کتاب کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ مثلاً شیخ اکبر کی تفسیر، اس کی ایک سو جلدیں ہیں۔ اسی طرح ابن تیمیہ اور ابن نقیب المقدسی کی تفسیر۔

اور اس سے بھی عظیم فضیلت وہ ہے جسے سیدی عبدالوہاب شعرانی نے سنن کبریٰ کے چھٹے باب میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب طبقات نے نقل کیا ہے کہ حافظ ابن شاہین نے تین سو تین موضوعات پر کتابیں لکھیں ان کتب میں سے ایک تفسیر قرآن بھی ہے جس کی ایک ہزار جلدیں ہیں۔ اور ایک مسند ہے جس کی سولہ سو جلدیں ہیں۔ ابن شاہین جب آخری عمر کو پہنچے تو ان کی استعمال شدہ سیاہی کا اندازہ لگایا گیا تو اس کا وزن اٹھارہ سو رطل تھا۔ شیخ عبدالغفار القوصی نے مذہب شافعی میں ایک کتاب لکھی جس کی ایک ہزار جلدیں تھیں۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن الاشعری نے ایک تفسیر لکھی جو چھ سو جلدوں پر مشتمل تھی۔ وہ تفسیر بغداد میں جامعہ نظامیہ کی لائبریری میں اب بھی موجود ہے۔

علاوہ ازیں دیگر مذاہب کی زیادہ تر خدمت عوام نے کی علماء عظام نے انہیں مفصل اسناد کے ساتھ نقل نہیں کیا۔ یہ سعادت بھی صرف دین اسلام کے حصہ میں آئی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی شرح بخاری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ ایک ثقہ راوی کا دوسرے ثقہ راوی سے نقل کرنا یہاں تک کہ حدیث نبی مکرم ﷺ تک پہنچ جائے یہ فضیلت صرف امت محمدیہ کو حاصل ہے۔ مرسل اسناد کے ساتھ کسی نبی کے اقوال کو نقل کرنا یہودیوں کی عادت ہے پھر بھی اسناد میں انہیں وہ قرب میسر نہیں جو قرب ہمیں

یہی وجہ ہے کہ یہ دین متین بعثت مصطفیٰ ﷺ سے لے کر آج تک ترقی کی طرف گامزن ہے اور تمام ممالک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر زمان و مکان میں عرب و عجم کے لوگ اس کے انوار سے نور ہدایت پا رہے ہیں اور بغیر کسی رغبت و رہبت کے وہ گروہ در گروہ اس میں داخل ہو رہے ہیں۔ جبکہ دوسرے ادیان کی صورت حال اس کے برعکس ہے ان میں شاذ و نادر کوئی جاہل ہی داخل ہوتا ہے بہت سی ترغیبات اور ترہیبات سے اسے بہکایا جاتا ہے اور مال و دولت کے لیے وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ جبکہ ہم ان ادیان کے بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ گروہ در گروہ اس دین مبین کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں۔ بعض لوگ دہریت اختیار کر رہے ہیں ان کا نہ تو کوئی دین ہے اور نہ ہی کوئی عقیدہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے دین میں اتنے اختلافات اور تناقضات دیکھتے ہیں جن کا انکار ہر وہ شخص کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم سے نوازا ہو۔ جو ابھی تک اپنے اپنے دین پر برقرار ہیں تو اس کی وجہ وہ فطری تعصب ہے جس میں وہ پل کر جوان ہوئے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ اَهْلِ دِیْنِهٖ دِیْنِ الْاِسْلَامِ وَاُمَّةِ نَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

''اور اگر چاہتا آپ کا رب تو بنا دیتا سب لوگوں کو ایک ہی امت (لیکن حکمت کا یہ تقاضا نہیں اس لیے) وہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر وہ جن پر آپ کے رب نے رحم فرمایا (وہ اس فتنہ سے محفوظ رہیں گے) اسی (رحمت) کے لئے انہیں پیدا فرمایا ہے اور پوری ہوگئی آپ کے رب کی (یہ) بات کہ میں ضرور بھر دونگا جہنم کو جن و انسان (دونوں) سے''۔

حضور ﷺ کی رسالت کی صداقت کی ایک اور دلیل

امت مصطفویہ کے وہ پاکباز اور پاک دل افراد جو ہمہ وقت اطاعت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں اور گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ان کے چہروں سے نور، رونق اور محبت کی ایسی شعاعیں نکلتی ہیں جن میں ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔ مومن تو مومن ہے کافر بھی اس بات کا اقرار کرتا ہے۔ امت مسلمہ کے صلحاء کے علاوہ کسی اور امت کے صلحاء کے چہروں پر یہ رونق و نورانیت نظر نہیں آتی۔ عصیاں شعاروں اور گناہ گاروں کے چہروں پر تو ہمہ وقت تاریکی اور بے رونقی چھائی رہتی ہے۔ لیکن یہ اثرات پکی اور سچی توبہ سے زائل ہو سکتے ہیں۔ اہل بدعت کی حالت اس سے بھی شدید ہے۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بھی اہل اسلام میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی بدعات کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں اور اسلام کی بہت سی شرائط سے کنارہ کش ہوتے ہیں اس سے بھی شدید ترین حالت ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو اپنی ساری زندگی کفر میں بسر کرتے ہیں کفر کے آثار ان کے چہروں پر عیاں ہوتے ہیں۔ بالخصوص ان کی زندگی کے آخری ایام میں ان کے چہروں کی تاریکی اور بدبختی کو وہ مسلمان دیکھ سکتا ہے جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل ان گنت، بے شمار اور لامحدود ہیں۔

وَفِیْ کُلِّ شَیْئٍ لَهٗ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

''ہر شے میں اللہ رب العزت کے لیے نشانی ہے جو اس کی شاہد عادل ہے کہ وہ یکتا ہے''۔

اسی طرح وہ دلائل جو حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی صداقت اور دین اسلام کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ بھی ان گنت اور لامحدود ہیں وہ بڑی شہرت کے حامل ہیں جیسا کہ میں نے اپنے ایک قصیدہ میں اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

لَمْ یَجْحَدِ اللّٰهَ لَمْ یَجْحَدْ نُبُوَّتَهٗ اِلَّا عَمٍ عَنْ طَرِیْقِ الرُّشْدِ ضَلِیْلٌ

''جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار نہیں کرتا وہ نبوت مصطفیٰ ﷺ کا بھی انکار نہیں کر سکتا مگر وہ جسے صراط مستقیم کی ہدایت نصیب نہ ہوگی وہ توحید و رسالت کا منکر ہوگا''۔

فَکُلُّ ذَرَّاتِ کُلِّ الْخَلْقِ شَاهِدَةٌ اَنْ لَّا اِلٰهَ سِوَی الرَّحْمٰنِ مَقْبُوْلُ

''تمام مخلوق کا ذرہ ذرہ اس بات کا شاہد ہے کہ رحمٰن کے علاوہ اور کوئی معبود برحق نہیں ہے''۔

وَاَنَّ اَحْمَدَ خَیْرُ الرُّسْلِ رَحْمَتُهٗ لِلْعَالَمِیْنَ فَفِیْهَا الْکُلُّ مَشْمُوْلُ

''اور یہ کہ احمد مجتبیٰ ﷺ تمام رسولوں سے بہترین ہیں اور ان کی رحمت سارے جہانوں کے لیے ہے اور ان کی رحمت ہر چیز کو شامل ہے''۔

نہایت رحم کرنے والا"۔

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے۔ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ اسی وقت قبر انور سے آواز آئی: قَدْ غُفِرَ لَکَ " اے اعرابی! تیرے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں"۔

محمد بن حرب الباہلی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور روضۂ رسول کی زیارت کے لیے مسجد نبوی گیا۔ میں نے وہاں ایک اعرابی دیکھا وہ اپنے اونٹ سے نیچے اترا۔ اس نے اونٹ کو باندھا اور روضۂ اطہر میں داخل ہو گیا اس نے نہایت ادب سے سلام عرض کیا اور خوبصورت انداز سے دعا مانگی پھر اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے لیے مخصوص فرمایا آپ پر قرآن حکیم نازل فرمایا۔ آپ کے لیے اس میں اولین و آخرین کے علوم جمع فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا" وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ...... تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۶۴)" میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا ہوں۔ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میں آپ کو اپنے مولا کی بارگاہ میں شفیع بناتا ہوں۔ پھر وہ قبر انور کی طرف متوجہ ہوا اس نے یہ اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْاَرْضِ اَعْظُمُهٗ　　فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ الْاَكَمُ

"اے وہ بہترین انسان! جس کے اعضائے جسمانی کو زمین میں دفن کیا گیا تو ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے"۔

اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ　　عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

" آپ صلی اللہ علیک وسلم ہی وہ نبی مکرم ہیں۔ جن کی شفاعت کی امید اس وقت پل صراط پر کی جائے گی۔ جب قدم ڈگمگا رہے ہوں گے"۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ　　فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

" میری جان فدا ہو اس قبر انور پر جس میں آپ صلی اللہ علیک وسلم تشریف فرما ہیں۔ اس قبر نے پاکدامنی اور جودوکرم کو سمیٹ رکھا ہے"۔

یہ اشعار پڑھ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور وہاں سے چلا گیا مجھے یقین ہے کہ اس اعرابی کو بخشش و مغفرت کا مژدہ سنا دیا گیا ہوگا۔ میں نے اس کے کلام جیسا بلیغ کلام پہلے نہیں سنا تھا۔

محمد بن عبداللہ العتبی سے بھی یہی واقعہ روایت ہے انہوں نے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عتبی! اس اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔

دوسرا باب

حضور علیہ السلام کا وصال فرما جانے کے بعد مدد طلب کرنے والے لوگوں کی مدد کرنا

میں اس باب میں امام، علامہ شیخ اسلام شمس الدین محمد بن موسیٰ بن نعمان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام'' کا خلاصہ پیش کروں گا۔ وہ اکابر علماء اور محدثین میں سے ہیں۔ وہ العز بن عبد السلام اور حافظ منذری وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ یہ کتاب، اس موضوع پر لکھی جانے والی تمام کتب سے نفیس ترین ہے۔ امام قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں اس کے بہت سے حوالے دیئے ہیں۔ میرے پاس اس کے دو صحیح نسخے ہیں۔ ایک نسخہ تو حضرت مؤلف کے زمانہ میں بروز جمعرات 25 رمضان المبارک 677ہجری کو لکھا گیا۔ حضرت العلام کی وفات 683ہجری کو ہوئی میں اس کتاب میں سے صرف وہی اشیاء ترک کروں گا۔ جن کا موضوع کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ جب میں کوئی واقعہ کسی اور کتاب سے نقل کروں گا تو اس کا بھی حوالہ دوں گا۔ یہ واقعات حضرت مصنف نے بلا واسطہ سنے ہیں اور بعض واقعات میں صرف چند راوی ہیں اور آخر میں شیخ علامہ نور الدین علی الحلبی کے کتاب ''سیرت'' کا بھی ایک اقتباس پیش کروں گا۔ یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل

بارگاہ رسالت میں گناہوں کی مغفرت کے لیے فریاد

ابوسعد السمعانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول محترم علیہ السلام کو دفن ہوئے تین دن بیت گئے تو ایک اعرابی ہمارے پاس آیا۔ اس نے اپنے آپ کو قبر انور کے اوپر گرالیا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کے فرمان کو سنا اور اسے یاد کیا یہ آیت مبارکہ بھی آپ پر ہی اتری ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ٦٤)

''اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا

تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری وہ دعا قبول فرمائی اور مجھے ایک خوبرو بیٹا عطا فرمایا۔ وہ بیٹا اس دن میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب تو حج پر روانہ ہوا تو میں نے وہ رقعہ لکھا جس میں میں نے بارگاہ رسالت میں یہ عرض پیش کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ میرے اس لخت جگر کو قبول کرلے تاکہ میرا یہ نور نظر حشر کے دن میرے کام آئے۔ تمہاری روانگی کے بعد فلاں دن یہ بچہ بیمار ہو گیا اور رات کے وقت اس کی روح عالم بالا کو کوچ کر گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میری آرزو پوری ہو چکی ہے اور میرا یہ رقعہ آنحضور ﷺ کو مل چکا ہے۔ جس دن اس دوست کا بچہ بیمار ہوا تھا۔ وہ بعینہ وہی دن تھا۔ جس روز میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا اور اپنے دوست کا رقعہ پیش کیا تھا۔

شہادت کی آرزو پوری ہوئی

حافظ ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ فقیہ ابوعلی الحسین بن عبداللہ بن رواحہ بن ابراہیم بن عبداللہ بن رواحہ الحموی نے ایک قصیدہ لکھا اور اسے بارگاہ رسالت میں پیش کیا انہوں نے اس قصیدے کا انعام یہ مانگا کہ انہیں درجۂ شہادت ملے۔ کچھ عرصہ بعد وہ شہادت سے سرخرو ہوئے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں۔ فقیہ ابوعلی مرج عکا کے مقام پر بروز بدھ 585 ہجری ماہ شعبان میں شہید ہوئے۔

بیٹے کی آرزو پوری ہوئی

قیروان کے بعض ثقہ شیوخ سے مروی ہے کہ ان کے شہر کے ایک شخص نے حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ اس شخص کے دوست نے کہا اے میرے بھائی! مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم میرا وہ کام کرو۔ اس نے کہا تمہارا کیا کام ہے۔ اس کے دوست نے کہا میری خواہش ہے کہ تم میرا یہ رقعہ بارگاہ رسالت میں لے جاؤ۔ آپ ﷺ کو میرا سلام کہنا اور یہ رقعہ آپ ﷺ کے سر مبارک کی طرف دفن کر دینا۔ میری یہی سب سے بڑی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم نہ تو اس رقعے کو کھولو گے اور نہ ہی اس کو پڑھو گے۔

وہ شخص کہتا ہے میں نے ایسے ہی کیا جب میں قبر انور کے پاس پہنچا تو میں نے سلام عرض کیا اور اپنی حاجات پیش کیں۔ پھر اپنے دوست کا بھی سلام عرض کیا اور اس کے رقعہ کو آپ ﷺ کے سر مبارک کی جانب دفن کر دیا۔ جب میں ادائیگی حج کے بعد واپس آیا تو شہر سے باہر ہی مجھے میرا دوست مل گیا۔ اس نے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ میں اس کے ہاں بطور مہمان ٹھہروں۔ اس نے میری مہمان نوازی میں عمدہ ذوق کا مظاہرہ کیا۔ میرے اہل خانہ کی بھی خوب تواضع کی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بہترین جزا دے تم نے میرا رقعہ بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا تھا۔ میں نے اس دوست کے اس قول پر تعجب کا اظہار کیا۔ حالانکہ ابھی تک اس نے مجھ سے اپنے رقعہ کے متعلق پوچھا بھی نہ تھا۔ پھر اس کو اس کے متعلق کیسے علم ہو گیا۔ جب میں اپنے سفر حج پر روانہ ہوا تو میرے اس دوست کا ایک ننھا سا بیٹا بھی تھا۔ میں نے اپنے دوست سے پوچھا تجھے کیسے علم ہو گیا ہے کہ میں نے تمہارا رقعہ بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا تھا۔ اس دوست نے کہا اب میری داستان غور سے سنو۔ میرا ایک بھائی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑا۔ میں نے اپنے بھتیجے کی عمدہ تربیت کی پھر میرا وہ بھتیجا بھی بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ میں نے اسی رات خواب میں دیکھا مجھے ایسے محسوس ہوا گویا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ حشر بپا ہے۔ کوشش پیہم کی وجہ سے لوگ پیاسے ہیں۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ وہاں مجھے اپنا بھتیجا نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں پانی تھا۔ میں نے اسے پانی پلانے کے لیے کہا اس نے کہا میرے والد کا آپ سے زیادہ حق ہے۔ یہ بات مجھے بڑی گراں گزری۔ جب میں بیدار ہوا تو قیامت کے منظر سے دہشت زدہ اور اپنے بھتیجے کے رویے سے متعجب تھا۔ میرے لیے وہ رات بڑی طویل ہو گئی۔ صبح تھی کہ ہونے میں نہ آتی تھی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے تمام دینار اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے اور اللہ

حال شخص ملا۔ اس نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے جواب دیا میں بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیے جا رہا ہوں۔ میں وہاں عرض کروں گا کہ اہل روم نے میرے بیٹے کو گرفتار کر لیا ہے اور اس کی رہائی کے لیے معاوضہ تین سو دینار مقرر کیا ہے۔ لیکن میں مفلس ہوں اتنی بڑی رقم ادا نہیں کر سکتا۔ اس شخص نے کہا بارگاہ رسالت میں استمداد کے لیے عرض تو ہر جگہ سے کی جا سکتی ہے لیکن اس بزرگ نے اس شخص کی بات نہ مانی اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہونے کے لیے اپنے سفر پر رواں دواں رہا۔ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچا تو گنبد خضریٰ کے پاس آیا اور اپنی داستان الم سنائی اور استغاثہ پیش کیا۔ اس نے رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اپنے شہر کی طرف لوٹ جا۔ جب وہ اپنے وطن آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے فرزند کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی ہے۔ جب اس نے اپنے بیٹے سے رہائی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا فلاں رات اللہ تعالیٰ نے مجھے اور بہت سے دیگر قیدیوں کو رہائی عطا فرمائی۔ جب حساب لگایا گیا تو یہ رات بعینہٖ وہی شب تھی۔ جب اس کا والد استمداد کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا۔

اسیری سے نجات

ابن سحون الناسخ سے روایت ہے کہ اہل روم نے انہیں گرفتار کر لیا اور وہ کئی سال ان کی قید میں رہے۔ انہوں نے اپنے دل میں سوچا میرے پاس نہ تو مال ہے کہ میں فدیہ دے کر آزاد ہو جاؤں اور نہ ہی میرے اہل خانہ ہیں جو مجھے اس قید و بند کی صعوبتوں سے بچالیں میرے لیے صرف ایک ہی چارہ کار ہے کہ میں ایک خط لکھوں۔ جس میں اپنی حکایت غم بیان کروں اور اسے بارگاہ رسالت میں بھیج دوں۔ میں نے ایک ورق میں اپنی داستان غم لکھی اور اس شہر کے ایک تاجر کے ہاتھ اسے بارگاہ رسالت میں بھیج دیا۔ میں نے اس سے کہا جب تجھے روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہونے کی سعادت ملے تو اس خط کو قبر انور کے پاس لٹکا دینا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب لوگ حج ادا کرنے کے بعد واپس آئے تو ایک تاجر اس شہر میں آیا جہاں میں اسیر تھا اور بادشاہ سے میرا مطالبہ کیا۔ ایک دن میں اسی قید خانے میں تھا کہ میرے پاس بادشاہ کا قاصد آیا۔ اس نے مجھے پکڑا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے گیا۔ جب میں بادشاہ کے دربار میں گیا وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا وہ مجھے عجمی لگتا تھا۔ بادشاہ نے اس شخص سے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے اس شخص نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں بادشاہ نے مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے اس کو اپنا نام بتایا اس نے مجھے سے کہا کچھ لکھو تا کہ میں تمہارا خط دیکھ سکوں۔ جب میں نے کچھ لکھا اور اس عجمی نے میرا خط دیکھا تو وہ فوراً بول اٹھا یہ شخص بالکل وہی ہے۔ اس شخص نے مجھے خریدا اور مجھے پکڑ کر اس کفرستان سے باہر لے آیا میں نے اس سے پوچھا تو نے میرے ساتھ یہ عمدہ سلوک کیوں کیا ہے۔ اس نے کہا میں نے اس سال ہی حج ادا کیا اور گنبد خضریٰ کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ جب میں نے روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تو میں وہیں بیٹھ گیا میں نے دل میں سوچا کاش سرور کائنات ظاہری حیات میں تشریف فرما ہوتے اور مجھے کسی کام کا حکم فرماتے مجھے وہ کام کر کے کتنی خوشی ہوتی میں اسی سوچ و بچار میں تھا کہ مجھے ایک ورق نظر آیا جو ہواء میں معلق تھا میں نے دل میں کہا میری آرزو پوری ہو گئی ہے اور مجھے رسول مکرم ﷺ نے اس خط پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے وہ خط لیا اور اس کو کھول کر پڑھا۔

دوسری فصل

قیدیوں، راہ گم کردہ مسافروں، مصیبت زدوں اور مریضوں کا بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرنا

امام قسطلانی کا مدد کے لیے پکارنا

امام قسطلانی اپنی کتاب مواہب لدنیہ کے دسویں مقصد کی دوسری فصل میں فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد عالم برزخ میں آپ ﷺ سے مدد طلب کرنے کے واقعات ان گنت اور بے شمار ہیں۔ ابو عبداللہ بن نعمان نے اپنی کتاب ''مصباح الظلام'' میں ان واقعات کا کچھ حصہ درج کیا ہے۔

ایک دفعہ مجھے ایک ایسی بیماری لاحق ہوئی جس نے تمام اطباء کو عاجز کر دیا۔ میں کئی سال اس بیماری میں مبتلا رہا۔ مجھے 28 جمادی الاولی 893 ہجری کو مکہ معظمہ حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی میں نے بارگاہ رسالت میں مدد کے لیے التجاء کی۔ اسی دوران کہ میں سویا ہوا تھا خواب میں ایک شخص آیا اس کے پاس ایک کاغذ تھا۔ جس میں یہ عبارت مرقوم تھی:

هٰذَا دَوَاءُ دَاءِ اَحْمَدَ بْنَ الْقَسْطَلَانِیْ مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِيْفَةِ بَعْدَ الْإِذْنِ الشَّرِيْفِ ''یہ دوا بارگاہ رسالت سے احمد بن القسطلانی کی بیماری کے لیے ہے اذن شریف کے بعد''۔

جب میں بیدار ہوا تو مجھے کوئی بھی بیماری نہ تھی۔ اللہ کی قسم! میرا مرض ختم ہو چکا تھا اور مجھے نبی محترم ﷺ کی برکت سے مکمل شفا حاصل ہو گئی تھی۔

885 ہجری میں، میں مکہ معظمہ کی زیارت کے بعد مصر کی طرف عازم سفر تھا۔ راستہ میں ہماری خادمہ غزال حبشیہ کو آسیب نے آلیا۔ وہ کئی دن اس بیماری میں مبتلا رہی۔ میں نے اس کی شفا کے لیے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ میرے خواب میں آنے والا آیا۔ اس کے ساتھ وہ جن بھی تھا جس نے ہماری خادمہ کو زیر اثر کیا تھا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا نبی کریم ﷺ نے اس جن کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں اس جن سے ناراض ہوا اس نے وعدہ کیا کہ اب وہ دوبارہ ادھر نہیں آئے گا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ خادمہ بالکل پر سکون تھی۔ اب وہ مکمل طور پر صحت یاب تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(المواہب کی عبارت ختم ہوئی)

قید سے نجات مل گئی

ابو محمد عبداللہ بن ازدی الکحال الاندلسی فرماتے ہیں۔ اندلس کا ایک شخص تھا جس کے لڑکے کو گرفتار کر لیا گیا۔ وہ اپنے شہر سے مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوا تا کہ اپنے بیٹے کا معاملہ بارگاہ رسالت میں پیش کرے۔ راستہ میں اسے ایک صاحب

وقت قریب آیا۔ تو میں جونہی نیند سے بیدار ہوتا میرے ہاتھ خود بخود دعا کے لیے اٹھ جاتے۔ میں لگاتار دعائیں مانگتا۔ پھر جب ماہ رجب 166 ہجری کی پہلی جمعرات آئی تو میں نے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھنے کے لیے کہا افطاری کے وقت ہم نے روزہ افطار کیا اور مغرب کی نماز ادا کی پھر صلوٰۃ الرغائب ادا کی پھر میں دعا میں مصروف ہو گیا۔ چھوٹے بچے بھی آہ وفغاں کرنے لگے۔ اسی رات اس جزیرہ سے دشمن کا زور ٹوٹ گیا۔ جمعہ کے دن دشمن ہم سے پوری طرح مغلوب تھا اور اسی ماہ رجب کی انیس تاریخ کو مسلمانوں نے اس پورے علاقے کو فتح کر لیا۔

جب افرنسیس نے دمیاط پر قبضہ کر لیا اور یہ خبر مدینہ طیبہ پہنچی تو وہاں کے لوگوں نے آہ وفغاں شروع کی وہ بار بار فریاد لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ایک صالح بزرگ فرماتے ہیں کہ جب یہ خبر مدینہ طیبہ پہنچی اس وقت میں بھی وہاں حاضر تھا۔ وہاں اہل سادات میں سے ایک شخص تھے۔ ان کا تعلق مغرب کے ممالک سے تھا اور وہ روضۂ رسول کے مجاور تھے۔ وہ روتے ہوئے قبر رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دشمن نے دمیاط پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب سید صاحب نے کھانا پینا بھی چھوڑ دیا۔ کئی اور افراد نے بھی خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی اور دشمن کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے دشمن کی ہلاکت کی اسی طرح خبر دی جس طرح پہلے بھی ایک مرتبہ یہ بشارت سنائی تھی۔

مصیبت میں حضور ﷺ سے استمداد

استاذ ابو العباس احمد بن محمد الجرخی فرماتے ہیں۔ میں نے دیویہ کے ایک شخص کو دیکھا جو فارس میں سیمون البیجاوی کے نام سے معروف تھا۔ وہ دمیاط کی سرحد پر بادشاہ کے دربار میں آیا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا وہ بیان کرتا ہے کہ اس کے اور اہل دیویہ کے درمیان کچھ اختلافات پیدا ہو گئے۔ اس نے ان کے خلاف بغاوت کی وہ کہتا ہے میں نے اپنے ہاتھ میں اپنا گھوڑا پکڑا اہل دیویہ نے میرا تعاقب شروع کیا۔ میں ان سے بہت خوفزدہ ہوا راستے میں میرا گھوڑا بھی بھاگ گیا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی اے محمد بن عبد اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر میرا گھوڑا میرے پاس آ گیا تو میں آپ صلی اللہ علیک وسلم پر صدق دل سے ایمان لے آؤں گا۔ اسی وقت گھوڑا میرے پاس آ گیا وہ میرے اردگرد چکر لگانے لگا میں نے اپنا گھوڑا پکڑا اور بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ پھر وہ شخص حضور ﷺ کی برکت سے اسلام بھی لے آیا اور راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے مرتبہ شہادت پر فائز ہو گیا۔ وقت نزع اس کے لبوں پر سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر مبارک تھا۔

نعرۂ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

ایک صالح بزرگ جو کسی کافر بادشاہ کی قید میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں وہ شہر جس میں، میں پا بہ زنجیر تھا۔ اس شہر کے بادشاہ یا اس کے بھائی کا بحری بیڑہ ساحل سمندر کے ساتھ لنگر انداز ہوا انہوں نے تمام قیدیوں کو اکٹھا کیا ان کی اپنی تعداد بھی تین ہزار کے قریب تھی۔ لیکن وہ بحری بیڑے کو کھینچ کر کنارے تک نہ لے جا سکے ایک شخص بادشاہ کے پاس آیا۔ اس نے اس سے کہا اس بیڑے کو مسلمانوں کے علاوہ اور کوئی سمندر سے نہیں نکال سکتا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہیں انہیں منع نہ کیا جائے۔ انہوں

وہاں تیرا نام لکھا ہوا تھا۔ تو نے اسیری سے نجات پانے کے لیے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا تھا۔ میں نے وہاں سے اس شہر کا قصد کیا جس کا تذکرہ تو نے اپنے خط میں کیا تھا کہ تو وہاں قید ہے۔ میں اس شہر میں آیا اور بادشاہ سے تیری رہائی کے متعلق گفتگو کی۔ جب تو بادشاہ کے دربار میں آیا تھا اور میں نے تجھ سے سوال کیا تھا۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تو ہی وہ شخص ہے جس نے یہ خط لکھا تھا۔ میں نے تجھ کو خرید لیا۔ میں نے یہ تمام تگ و دو نبی محترم ﷺ کی رضا کے لیے کی ہے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کی دہائی

ابراہیم بن مرزوق البیانی فرماتے ہیں کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص گرفتار ہو گیا۔ اسے لوہے کی سلاخوں کے پیچھے پھینک دیا گیا۔ وہ حضور ﷺ کو مدد کے لیے پکارتا رہتا ہمہ وقت اس کی زبان یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کے ترانے الاپتی رہتی۔ دشمن کے سردار نے اس سے کہا اپنے رسول (مکرم ﷺ) سے کہو کہ وہ تمہیں رہنمائی دے۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اس قیدی کو جھنجوڑ کر جگایا اور اسے سے کہا اذان دو۔ قیدی نے کہا کیا تجھے نظر نہیں آ رہا کہ میں کس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ اس نے اذان دینا شروع کی جب وہ اشهد ان محمد رسول الله پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کے قید خانے کی لوہے کی سلاخیں ٹوٹ گئی ہیں اور اس کے سامنے ایک گلشن نمودار ہوا ہے۔ وہ اس گلستان میں ٹہلتا رہا۔ پھر اس کے لیے ایک غار ظاہر ہوا وہ اس میں سفر کرتا رہا حتی کہ جلد ہی وہ جزیرہ شقر تک پہنچ گیا۔ اس کا حیرت انگیز واقعہ تمام شہروں میں مشہور تھا۔ علی بن عبدون السبتی فرماتے ہیں کہ دشمن نے ہم کو گرفتار کر لیا۔ دشمن نے مجھے پکڑا اور پابند سلاسل کر دیا۔ اس وقت یہ دو اشعار میری زبان پر جاری ہو گئے۔

اَوْقَفَنِیْ حُبُّکَ فِیمَنْ یَزِیْدُ   فِیْ شَکْلَةِ الذُّلِّ وَ نَعْتِ الْعَبِیْدِ

"یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی محبت نے مجھے ان لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا ہے جن کے وصف ذلت اور صفت غلامی میں اضافہ ہو رہا ہے۔"

قَدْ حَضَرَ الْبَائِعُ وَالْمُشْتَرِیْ   عَبْدُکَ مَوْقُوْفٌ فَمَا ذَا تُرِیْدُ

"خریدنے والے اور بیچنے والے جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم کا غلام کھڑا ہے۔ فرمایئے کیا ارادہ ہے"۔

میں نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کا تصور کیا اور بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ اے مولا! تجھے واسطہ اس فضل و کرم اور عظمت و کرامت کا جو تو نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ چنانچہ اگلی رات ہمیں حضور ﷺ کی برکت سے نجات مل گئی۔

ابوالحسن علی بن ابی قاسم عرف ابن قفل فرماتے ہیں جب ہم دمیاط کی سرحدوں پر گرفتار تھے تو ابوالبرکات عبدالرحمٰن بن معد میرے پاس آئے انہوں نے مجھ سے کہا آج رات میں نے نبی محترم ﷺ کی خواب میں زیارت کی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت سے دوچار ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابن قفل کا دامن پکڑ لو۔ ابن قفل کہتے ہیں میں اس وقت دعا کی کوشش کرتا تھا لیکن اس پر قدرت نہ پاتا تھا۔ لیکن جب فتح کا

وقت ایک شخص میرے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! یہ پکڑو۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ایک تھیلی پکڑ لی اس میں اسی دینار تھے جب صبح قرض خواہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے وہ تھیلی اس کے سپرد کردی۔

ابوالقاسم عبیداللہ بن منصور المقری فرماتے ہیں میرے والد صاحب مجھ سے سارا ہفتہ قرض لیتے رہتے۔ جب ایک سو یا اس سے کچھ زائد دینار قرض ہو جاتا تو میں ان سے واپسی کا مطالبہ کرتا۔ وہ فرماتے اللہ کی قسم! میں ہفتے کے دن تمہارا سارا قرض چکادوں گا۔ انہوں نے کئی مرتبہ مجھ سے یہی وعدہ کیا ہر مرتبہ وہ ہفتہ کے روز میرا قرض ادا کردیتے۔ ایک دن میں نے ان سے سوال کیا۔ آپ کو یہ رقم کہاں سے ملتی ہے۔ میرا یہ سوال سن کر وہ رونے لگے انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹے! میں اپنی تلاوت اور وظائف کا ثواب جمع کرتا رہتا ہوں۔ پھر جمعہ کے روز اسے بارگاہ رسالت میں پیش کر کے عرض کرتا ہوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ پر اتنا قرض ہے۔ مجھے وہاں سے مطلوبہ رقم مل جاتی ہے۔ جہاں سے مجھے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اس رقم سے میں اپنا سارا قرض ادا کر لیتا ہوں۔

حرم مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مجاور یوسف بن علی فرماتے ہیں مجھ پر قرضہ کا بوجھ بہت زیادہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میں نے مدینہ طیبہ چھوڑنے کا قصد کر لیا۔ میں گنبد خضریٰ کے پاس آیا اور ادائیگی قرض کے لیے استمداد کی میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہرنے کا اشارہ فرمایا۔ اس کے بعد جلد ہی میں سارے قرض سے سبکدوش ہو گیا۔

متورم پاؤں ٹھیک ہو گئے

ام فاطمہ اسکندریہ فرماتی ہیں کہ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچیں ان کے پاؤں سوج گئے۔ یہ تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گئیں۔ اسی کیفیت میں وہ روضۂ رسول ﷺ کے اردگرد چکر لگاتیں اور عرض کرتیں یا حبیبی! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو چکے ہیں۔ میں یہاں اکیلی رہ گئی ہوں۔ میں واپس جانے کی قدرت نہیں رکھتی یا تو یہ انتظام فرمائیں کہ میں اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچ جاؤں یا پھر یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسی حرم میں موت عطا فرمائے۔ وہ بار بار یہ دعا مانگ رہیں تھیں۔ اسی اثناء میں کہ وہ روضۂ انور کے پاس اسی کیفیت میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک تین عربی جوان وہاں آئے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا مکہ معظمہ کون جانا چاہتا ہے؟ ام فاطمہ جلدی سے ان جوانوں کے پاس گئیں اور کہنے لگیں میں مکہ مشرفہ جانے کی خواہش مند ہوں۔ ان میں سے ایک نے کہا اٹھو ام فاطمہ فرماتی ہیں میں نے کہا میں اٹھ نہیں سکتی۔ اس جوان نے کہا اپنے پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنے پاؤں پھیلائے میری کیفیت دیکھ کر اس جوان نے کہا یہ وہی ہے۔ انہوں نے مجھے اپنی سواری پر بٹھایا اور مجھے مکہ معظمہ لے آئے جب ایک جوان سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس خاتون کو لے جاؤ جو اپنے پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے یہاں بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ کئی روز سے میری بارگاہ میں استغاثہ کر رہی ہے۔ ام فاطمہ فرماتی ہیں۔ میں بڑی آسانی سے مکہ معظمہ پہنچ گئی۔ میرے پاؤں کے ورم بھی ختم ہو چکے تھے۔ میں اسکندریہ بھی پہنچ گئی لیکن مجھے تھکاوٹ کا

نے ہمیں جمع کیا اور ہم کو اجازت دی کہ ہم جو چاہیں نعرہ لگالیں۔اس وقت ہماری تعداد ساڑھے چار سو تھی۔ہم نے بیک آواز کہا'' یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم'' اور ایک ہی جھٹکے میں بیڑے کو کنارے پر لے آئے۔یہ ساری برکت اس لیے تھی کیونکہ ہم نے حضور ﷺ سے استمداد کی تھی۔

بارگاہ نبوت میں مدد کی درخواست

ابوالقاسم بن تمام فرماتے ہیں ہم دس آدمی قصر طوبیٰ میں ابو یونس کے پاس گئے۔ہم نے اس سے کہا'' ہمیں امیر کی ماں کے نام ایک خط لکھ دو زیادۃ اللہ الامیری نے ہمارے ایک سو علماء اور قراء کو گرفتار کرلیا ہے اس نے انہیں اپنے لشکر میں بھیج دیا ہے۔ابو یونس نے ہم سے کہا میں کسی امیر یا اس کی ماں کو نہیں جانتا۔میں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کو جانتا ہوں آج رات ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے اور وہ قیدی انشاء اللہ نجات پا جائیں گے۔وہ جمعہ کی رات تھی۔جب رات کی تاریکی چھا گئی تو ابو یونس کھڑے ہو گئے انہوں نے عرض کی اے احمد، اے محمد، اے ابوالقاسم، اے خاتم النبیین، اے سید المرسلین، اے وہ ہستی پاک جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کا تاج پہنا کر بھیجا ہے۔(صلی اللہ علیک وآلک واصحابک وسلم) آپ صلی اللہ علیک وسلم کی امت میں سے ایک گروہ میرے پاس آیا ہے۔اور اس نے مجھے ایک پاکباز قوم کی رہائی کے لیے کہا ہے۔میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ انہیں رہائی عطا فرمائے۔پھر ابو یونس نے اپنے وظائف کیے اور وہیں سو گئے۔وہ خواب میں حضور ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو یونس! میں نے ان علماء کی رہائی کے لیے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی ہے۔ان شاء اللہ وہ کل آزاد ہو جائیں گے۔ابن تمام فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو ہم نے ابو یونس سے کہا اے ہمارے سردار! ہم آپ کے پاس ایک حاجت لے کر حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا میں نے ان کی رہائی کے متعلق حضور ﷺ سے گذارش کی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ کل وہ آزاد ہو جائیں گے۔جمعہ کے روز وہ تمام زیادۃ اللہ بن اغلب کے دربار میں گئے اور اسے سلام کیا اس نے انہیں سلام کا جواب دیا۔انہیں خوش آمدید کہا اس نے انہیں کہا اے اہل علم! اے اہل قرآن! اللہ تعالیٰ ابن صائغ پر لعنت کرے۔جس نے تمہیں قیدی بنا کر میرے سامنے پیش کیا۔میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے لیے آزاد کرتا ہوں۔

ادائیگی قرضہ کے لیے استغاثہ

ابن محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ اہل یمن کے ایک شخص نے ان کے والد صاحب کو اسی دینار دیئے اور خود جہاد کے لیے روانہ ہو گیا۔اس شخص نے میرے والد صاحب سے کہا اگر تجھے ضرورت پڑے تو یہ دینار خرچ کر لینا۔ان شاء اللہ میں واپس آکر تم سے یہ رقم لے لوں گا۔اس کے بعد وہ شخص جہاد کے لیے روانہ ہو گیا۔اس کے جانے کے بعد اہل مدینہ کو سخت قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔میرے باپ نے وہ دینار اہل مدینہ میں تقسیم کر دیئے۔کچھ مدت ہی گزری تھی کہ وہ شخص میرے والد صاحب کے پاس آیا اور اپنی رقم کا تقاضا کیا۔میرے والد صاحب نے کہا میں کل تمہاری رقم واپس کردوں گا میرے باپ نے وہ ساری رات مسجد نبوی میں گذاری کبھی وہ حضور ﷺ کی قبر انور کے ساتھ لپٹ جاتے اور کبھی منبر شریف کے ساتھ لپٹتے۔سحری کے

اوراوپر سے دیکھ کر پڑھنا شروع کیا۔اب یہ میرا معمول بن گیا تھا کہ میں قرآن پاک کو دیکھ کر ہی پڑھتا تھا۔جب مجھ سے غلطی ہو جاتی تو خواب میں اشارہ کر دیا جاتا کہ تو نے فلاں جگہ غلطی کی ہے۔

حضور نبی محترم سے استمد اداور سند قرأت کا حصول

جامع عتیق مصر کے ایک قاری نے تین طلاقوں کی قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک کسی شاگرد کو سند اجازت نہیں دوں گا۔ جب تک وہ مجھے دس دینار نہیں دے گا اتفاق سے ایک نادار شخص نے اس قاری سے قرأت پڑھی جب اس کا کورس مکمل ہو گیا تو اس نے اپنے استاذ سے سند اجازت طلب کی قاری صاحب نے اس مفلس کو اپنی قسم کے متعلق بتایا جسے سن کر اسے بہت دکھ ہوا۔اس نے اپنے دوستوں سے پانچ دینار جمع کئے اور قاری کی خدمت میں پیش کیے۔لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔انتہائی دکھ کے عالم میں وہ کنگال شخص اس شہر سے باہر نکلا اس نے ایک قافلہ دیکھا جو حج کے لیے عام سفر تھا۔اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم! میں یہ دینار حج پر صرف کروں گا۔اس نے اپنا زادراہ خریدا اور قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔حتی کہ وہ مکہ معظمہ پہنچ گیا۔حج ادا کرنے کے بعد وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔جب اس نے قبر انور کی زیارت کی تو اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یوں سلام عرض کیا۔''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَآلِکَ وَسَلَّمَ'' پھر دس یا سات ائمہ کی قرأت کے مطابق تلاوت کی پھر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ قرأت اللہ رب العزت سے حضرت جبرائیل کے واسطہ سے آپ ﷺ تک اور پھر فلاں قاری کے واسطہ سے مجھ تک پہنچی ہے۔میں نے اپنے شیخ سے سند اجازت طلب کی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس قرأت کی سند کے حصول کے لیے میں آپ کی بارگاہ میں سراپا فریاد ہوں۔پھر وہ سو گیا۔خواب میں رحمت عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اپنے استاذ کو میرا سلام دینا اور اسے حکم دینا کہ رسول مکرم ﷺ تجھے حکم فرماتے ہیں کہ مجھے بلا معاوضہ سند اجازت دے دے۔اگر اسے کوئی تردد ہو تو اسے کہنا کہ میرے اس خواب کی صداقت کی علامت ''زُمَرًا زُمَرًا'' ہے۔جب وہ غریب شخص مصر آیا۔تو وہ اپنے استاذ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے نبی مکرم ﷺ کا پیغام سنایا۔لیکن اس نے اس خواب کی تصدیق نہ کی اس شخص نے استاذ سے کہا جناب! اس خواب کی صداقت کی دلیل ''زُمَرًا زُمَرًا'' ہے اس وقت استاذ نے بلند چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔جب اسے ذرا افاقہ ہوا تو اس کے دوستوں نے پوچھا اے استاذ محترم! یہ کیا معاملہ ہے؟ استاذ نے کہا میں اکثر تلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا۔ایک دن میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا:

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (البقرہ:۷۸)

''اوران میں کچھ ان پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو بجز جھوٹی امیدوں کے اور وہ تو محض وہم وگمان ہی کرتے رہتے ہیں''۔

میں نے قسم اٹھائی کہ اب میں قرآن پاک کو پڑھتے ہوئے خوب غور وفکر کروں گا۔اب میں قرآن کو خوب سمجھ کر پڑھتا۔ قرآن پڑھنے کی رفتار کم ہو گئی۔حتی کہ مجھے قرآن پاک بھولنے لگا۔میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور قرآن پاک کو دوبارہ حفظ

احساس تک نہ ہوا۔

آنکھ کی شفا کے لیے استغاثہ

عبدالرحمٰن الجزولی فرماتے ہیں ہر سال میری آنکھ خراب ہو جاتی تھی۔ جب مجھے مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی سعادت ملی تو میں حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی پناہ میں ہوں اور میری آنکھ خراب ہے۔ حضور ﷺ کی برکت سے اسی وقت میری آنکھ ٹھیک ہوگئی اور اس کے بعد آج تک میری آنکھ کو تکلیف نہیں ہوئی۔

بیس دراہم کے لیے التجاء

ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم الرندی فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا۔ جب میں وہاں سے جانے لگا تو کچھ درویش بھی میرے ہمراہ ہو گئے۔ میں گنبد خضریٰ کے پاس آیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے بیس درہموں کی ضرورت ہے۔ کچھ دیر بعد ایک شخص مجھے ملا جس نے مجھے بیس درہم دیئے۔

وسعت رزق چاہتے ہو تو شام جاؤ

ابو موسیٰ عیسیٰ بن سلامہ کہتے ہیں کہ ابو مروان عبدالملک بن حزب اللہ تیرہ سال مدینہ طیبہ میں ٹھہرے اسی دوران اہل مدینہ کو شدید قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ میں نے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کی اور اپنی ضرورت عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا شام کی طرف چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ سے جدائی کیسے برداشت کروں گا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ یہی فرمایا شام کی طرف چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی آپ سے جدائی ناقابل برداشت ہے۔ آپ ﷺ نے سہ بارہ یہی فرمایا حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی قبر انور کی طرف سفر کرو۔ (شام کی طرف چلے جاؤ) وہ فرماتے ہیں۔ میں شام کی طرف عازم سفر ہوا راستہ میں مجھے بہت سے برکات ملیں۔

ناظرہ تلاوت کے لیے استغاثہ

ابو موسیٰ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے شیخ ابو غیث ربیع ماردینی قرآن پاک کو اوپر سے دیکھ کر پڑھتے ہیں کیونکہ پہلے وہ حروف کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے میں نے اس کا انکار کر دیا۔ جب میں مکہ معظمہ میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے انہیں دیکھا وہ قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھ رہے تھے۔ جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا جب مجھے مدینہ طیبہ جانے کی سعادت ملی تو میں رات مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں بسر کرتا تھا۔ جب میں قبر انور کے پاس تنہا ہوتا تو میں بارگاہ ایزدی میں حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتا۔ مولا! میرے لیے قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا آسان فرما دے۔ ایک شب میں وہیں بیٹھ گیا۔ مجھ پر اونگھ طاری ہوگئی۔ میں نے نبی محترم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا کو شرف قبولیت بخشا ہے۔ اب قرآن مجید کھولو اور اس سے دیکھ کر پڑھو۔ صبح میں نے قرآن کھولا

مجھے نبی مکرم ﷺ کے پاس چھوڑ کر آ گئے تھے۔ان میں سے بعض نے مجھے سچا سمجھا اور بعض نے میری تکذیب کی۔چند ماہ بعد میرے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔انہوں نے بھی لوگوں کو یہی واقعہ سنایا۔

نبی مکرم ﷺ کی حاجت روائی

ابوالقاسم ثابت بن احمد البغدادی فرماتے ہیں کہ انہوں نے مدینۃ النبی میں ایک شخص دیکھا۔اس نے قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر صبح کی اذان دی۔اذان میں اس نے ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہا مسجد نبوی کے خدام میں سے ایک خادم اس کے پاس آیا اور اسے تھپڑ رسید کیا۔وہ آدمی رونے لگا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ذرا ملاحظہ تو فرمائیں آپ کی بارگاہ میں مجھ سے کیسا سلوک ہو رہا ہے۔اس کے فوراً بعد اس خادم کو فالج ہو گیا اسے فوراً اپنے گھر پہنچایا گیا۔تین دن کے بعد وہ وہیں مر گیا۔

ہاشمیہ خاتون بارگاہ رسالت میں

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہاشمیہ خاتون روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر مجاورہ تھی۔کچھ خدام اسے ستاتے تھے۔وہ فرماتی ہیں ایک روز میں نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں استغاثہ کیا۔مجھے حجرۂ مبارکہ سے آپ کی صدا مبارک سنائی دی۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا میری زندگی تمہارے لیے نمونہ نہیں ہے۔اسی طرح صبر کرو جس طرح میں نے صبر کیا۔وہ خاتون فرماتی ہیں میرا غم و دکھ اسی وقت ختم ہو گیا۔ابھی تین دن نہیں گزرے تھے کہ وہ تینوں خادم جو مجھے ستاتے تھے مر گئے۔اس ہاشمیہ خاتون کے مدینہ طیبہ میں ہی وفات پائی۔

اور مجھے میرا نور نظر مل گیا

شیخ ابوالقاسم بن یوسف الاسکندرانی فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں موجود تھا۔میں نے بارگاہ نبوت میں ایک شخص دیکھا وہ استغاثہ کر رہا تھا وہ عرض کر رہا تھا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے دامن کرم سے لپٹ کر عرض کرتا ہوں کہ میرا لخت جگر مجھے مل جائے۔میں نے اس سے اس کے بیٹے کے متعلق پوچھا اس شخص نے کہا جدہ سے وہ میرے ساتھ روانہ ہوا تھا راستہ میں ایک جگہ وہ قضائے حاجت کے لیے اپنی سواری سے اترا اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔ابوالقاسم فرماتے ہیں اس واقعہ کے دو سال بعد میں نے اسی شخص کو مصر میں دیکھا میں نے اس سے اس کے بیٹے کے متعلق پوچھا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے میرا بیٹا ملا دیا تھا۔وہ گم ہو جانے کے بعد بنوشعبہ کے اونٹ چراتا رہا۔اسی دوران ایک معزز خاتون نے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کی۔آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا تم اس مصری شخص کو بنوشعبہ کی قید سے آزاد کرواؤ اور اسے اس کے اہل و عیال تک پہنچانے کا بندوبست کرو۔حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کی وجہ سے ہی یہ مسئلہ حل ہوا۔

ابوعبداللہ محمد بن ابی الامان فرماتے ہیں کہ جب ابوعزیز قتادہ مدینہ طیبہ پر قبضہ کرنے کی ناپاک خواہش لے کر آیا تو وہ باب بلاط سے داخل ہو کر باب حدید کی طرف گیا اور مدینہ طیبہ کے بعض مقامات پر قبضہ کر لیا۔ایک بشریٰ نامی خادمہ نے

کرنے لگا۔تھوڑی مدت میں مجھے قرآن حکیم دوبارہ یاد ہوگیا۔تلاوت کرتے ہوئے ایک روز میں نے یہ آیت پڑھی:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ (فاطر:۳۲)

''پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا۔اپنے بندوں سے پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں''۔

میں دل میں سوچنے لگا نہ جانے میرا انجام کس گروہ میں سے ہوگا۔میں لیٹے ہوئے سوچتا رہا یقیناً میں نہ دوسرے گروہ میں سے ہوں نہ تیسرے میں سے اس لیے میرا شمار پہلے گروہ میں سے ہی ہوگا۔اس رات میں اسی غم وحزن میں سوگیا۔خواب میں رسول محترم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کے قاریوں کو بشارت ہو وہ جنت میں ''زُمَرًا زُمَرًا'' گروہ درگروہ داخل ہوں گے۔

پھر اس استاذ نے اپنے مفلس شاگرد کی طرف توجہ کی۔اس کی پیشانی کو چوما اور اپنے دوستوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے شاگرد کو سند اجازت دے دی ہے۔وہ خود بھی پڑھے اور لوگوں کو بھی پڑھائے۔قرأت کی سند اجازت بارگاہ رسالت میں استغاثہ کی وجہ سے ملی۔

سب کے مشکل کشا سلام علیک

شیخ ابو ابراہیم ایک بلند پایہ ولی تھے۔ان کی کرامات پورے مغرب میں مشہور تھیں۔ایک مرتبہ انہوں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ فریضۂ حج ادا کیا۔کیونکہ وہ مفلس تھے اس لیے ان کے رفقاء انہیں مکہ معظمہ چھوڑ کر واپس چلے آئے۔شیخ ابو ابراہیم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور مکین گنبد خضریٰ کے حضور یوں عرض کناں ہوئے۔یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے مشاہدہ نہیں فرمایا کہ میرے ساتھی مجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔انہوں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔نبی اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا مکہ معظمہ چلے جاؤ جب تم آب زمزم کے کنویں کے پاس پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایک شخص ملے گا۔ جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہوگا۔اسے کہنا کہ رسول مکرم ﷺ تمہیں فرما رہے ہیں کہ مجھے میرے گھر تک چھوڑ آؤ۔ابو ابراہیم فرماتے ہیں میں مکہ معظمہ آیا۔جب میں چاہ زمزم کے پاس آیا تو میں نے وہاں اسی شخص کو دیکھا جس کی طرف نبی اکرم ﷺ نے خواب میں اشارہ فرمایا تھا۔میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس نے مجھ سے کہا ذرا ٹھہرو! میں لوگوں کو پانی پلانے سے فارغ ہو جاؤں۔جب وہ فارغ ہوا تو رات کی تاریکی چھا چکی تھی۔وہ بیت اللہ سے نکلا اور مکہ معظمہ کے بلند پہاڑوں کی طرف آیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔صبح کے وقت ہم ایک ایسی وادی میں پہنچے۔جہاں سرسبز شاداب درخت تھے۔وہاں پانی کے چشمے رواں دواں تھے۔میں نے کہا یہ خوبصورت جگہ وادی شفشاوہ سے کتنی مشابہت رکھتی ہے جوں جوں صبح کا اجالا پھیلتا گیا مجھے یقین ہوتا گیا کہ وہ وادی شفشاوہ ہی ہے۔میں اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور انہیں عجیب واقعہ کے متعلق بتایا انہوں نے بھی تعجب کا اظہار کیا۔یہ واقعہ سن کر لوگ بھی متعجب ہوئے۔انہوں نے مجھ سے قافلہ کے متعلق پوچھا۔میں نے انہیں بتایا کہ وہ

مجھے اپنے پیچھے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا حتی کہ میں مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔

ابوالحجاج فرماتے ہیں میں نے ایک بزرگ دیکھا وہ نبی محترم ﷺ کے دربار گوہر بار کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ راستہ میں وہ بھٹک گیا اس نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اسے اسی وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا روضہ نظر آیا۔ حالانکہ اس کے درمیان اور مدینہ طیبہ کے درمیان ابھی دو دن کا فاصلہ تھا۔

ہر مشکل وقت میں حضور ﷺ سے استمداد کرو

ابوعبداللہ سالم فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بحر نیل کے ایک جزیرے میں ہوں۔ میں نے وہاں ایک مگرمچھ دیکھا جو مجھے نگل لینا چاہتا تھا۔ اسے دیکھ کر میں خوف زدہ ہوگیا۔ پھر اچانک ایک خوبرو شخص ظاہر ہوا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا کُنْتَ فِیْ شِدَّةٍ فَقُلْ اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

''جب تو کسی مشکل میں پڑ جائے تو یہ کہا کر یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

میرا ایک بھائی روضہ اطہر کی زیارت کے لیے سفر پر روانہ ہوا۔ وہ نابینا تھا۔ میں نے اس سے یہ خواب بیان کیا میں نے اس کو کہا جب بھی مشکل پڑے یہی کہو ''اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ'' دوران سفر وہ رابغ کے مقام پر پہنچا وہاں پانی قلت تھی۔ اس کا خادم پانی کی جستجو کے لیے نکلا۔ وہ بیان کرتا ہے۔ مجھے شدید پیاس لگی تھی۔ میرے ہاتھ میں خالی مشکیزہ تھا۔ اس وقت مجھے نبی محترم ﷺ کا فرمان یاد آ گیا۔ میں نے ''اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ'' کہا اسی اثناء میں میں نے ایک شخص کی آواز سنی وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ اپنا مشکیزہ قریب کرو میں نے اپنے مشکیزہ میں پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ حتی کہ وہ مشکیزہ پانی سے لبریز ہوگیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ شخص کہاں سے آیا تھا۔

شیر سے حفاظت

شیخ صالح ابوالحسن علی بن یوسف البقوی فرماتے ہیں۔ ایک رات میں نے خواب میں ایک بہت بڑا شیر دیکھا وہ میرے آگے سے مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں نے پکارا ''محمد'' ﷺ جونہی یہ مبارک اسم میرے لبوں سے نکلا۔ شیر مجھ سے دور ہوگیا۔ پھر وہ میری دائیں طرف سے مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں نے پھر پکارا ''محمد'' ﷺ وہ مجھ سے دور ہوگیا۔ پھر میرے بائیں پہلو سے مجھ پر حملہ آور ہوا میں نے پھر ''محمد'' ﷺ کہا ایک شخص اچانک نمودار ہوا وہ میرے اور اس شیر کے مابین حائل ہوگیا اس کے بعد وہ شیر مجھے نظر نہ آیا۔ پھر میں بیدار ہوگیا۔

ضیافت مصطفیٰ ﷺ

ابومحمد عبدالواحد ابن علی الصنہاجی فرماتے ہیں میں ملک شام میں تھا۔ میں تقریباً چھ ماہ مریض رہا۔ میں نے ایک قافلہ دیکھا جو مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر تھا۔ میں نے بھی سفر کرنے کا عزم مصمم کرلیا۔ اہل کارواں نے صدا لگائی ''تین ایام کا پانی

مدرسہ کے چند بچوں کو ہمراہ لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضری دی ان بچوں نے اپنے گلوں میں عمامے لٹکا رکھے تھے۔ وہ اپنی زبانوں سے یوں گویا تھے:

اِسْتَجَرْنَابِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

''یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ کی پناہ کے لیے حاضر ہوئے ہیں''۔

اس استمداد کے بعد صرف دو آدمیوں شریف اور مولیٰ نے پورے لشکر کو مغلوب کر لیا یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل گیا۔

منکر و نکیر سے نجات مل گئی

ابو العباس احمد بن محمد فرماتے ہیں فاس کے ایک شہر میں ایک عورت رہتی تھی۔ وہ جب کوئی حیرت انگیز معاملہ دیکھتی یا کوئی خوف افزا چیز دیکھتی تو وہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیتی، اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتی اور اپنی زبان سے ''محمد'' ﷺ کہتی۔ جب وہ اس دار فانی کو خیر آباد کہہ گئی تو اس کے ایک قریبی عزیز نے اس کو خواب میں دیکھا وہ کہتا ہے میں نے اس خاتون سے پوچھا اے پھوپھی! کیا تم نے ان دو فرشتوں (منکر و نکیر) کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہاں وہ دونوں میرے پاس آئے۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو میں نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا۔ اپنے چہرے کو ڈھانپ کر ''محمد'' کہا جب میں نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹایا تو وہ دونوں وہاں سے جا چکے تھے۔

اونٹ کی دستیابی

ابو اسحٰق ابراہیم بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ اور شام کے مابین عازم سفر تھا۔ اسی دوران ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ میں نے الشیخ احمد رفاعی کا ایک فرمان سن رکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا جسے کوئی ضرورت پیش آئے وہ عبادان کی طرف منہ کر کے سات قدم چلے پھر مجھ سے استمداد کرے تو اس کی ضرورت کو پورا کر دیا جائے گا۔ جب میں نے عبادان کی طرف منہ کیا اور استغاثہ کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے ہاتف غیبی سنائی دی۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی تم حضور ﷺ کے علاوہ دوسروں سے مدد طلب کر رہے ہو۔ پھر میں نے مدینہ طیبہ کی طرف رخ کیا اور عرض کی: یَا سَیِّدِیْ! یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ آلِکَ وَسَلَّمَ اَنَا مُسْتَغِیْثٌ بِکَ ''اے میرے سردار! اے اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے دربار دُربار کی پناہ کا خواہاں ہوں۔ میں نے ابھی تک اپنی عرض مکمل بھی نہیں کی تھی کہ میرے پاس اونٹوں کا نگران آیا اس نے بتایا ہمیں اونٹ مل گیا ہے۔

مدینہ طیبہ کا راستہ مل گیا

ابو الحجاج یوسف بن علی فرماتے ہیں۔ میں مدینہ طیبہ حاضر ہونے کے لیے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا۔ میں راستے میں بھٹک گیا۔ میں نے بارگاہ نبوت میں استغاثہ کیا۔ اچانک میں نے ایک عورت دیکھی جو مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر تھی۔ اس نے

ﷺ کی حرمت کے طفیل ہمیں اس عذاب سے نجات عطا فرما اور سلامتی کے ساتھ ساحل آشنا کر۔ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ ابھی تک میں نے اپنی دعا کو مکمل نہیں کیا تھا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا انہوں نے ہمارے جہاز کو گھیر رکھا تھا اور ہمیں سلامتی کی نویدیں سنا رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو بشارت دی کہ ان شاء اللہ کل ہم سلامتی کے ساتھ مرسی پہنچ جائیں گے۔

صالح بن شوشا البلنسی فرماتے ہیں ہم اپنے جہاز پر سوار ہو کر بحری سفر پر رواں دواں تھے۔ اچانک ہمیں دشمن کا جہاز نظر آیا وہ ہمارے تعاقب میں تھا۔ جب وہ جہاز ہمارے قریب تر پہنچ گیا۔ تو میں نے بارگاہ رسالت میں یوں استمداد کی۔ اے محمد !صلی اللہ علیک وسلم ہم آج آپ کے مہمان ہیں۔ اس استغاثہ کے فوراً بعد ہم نے اس جہاز میں دھماکے کی آواز سنی۔ جس کے بعد وہ کئی ٹکڑوں میں منقسم ہو گیا۔ انہیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور ہم نبی مکرم ﷺ کی برکت سے بخیر و عافیت تونس چلے گئے۔

میری نیا پار لگا دینا

علی بن مصطفیٰ العسقلانی فرماتے ہیں۔ ہم بحر عیذاب میں عازم سفر تھے۔ ہم جدہ پہنچنا چاہتے تھے راستہ میں ہمیں شدید طوفان کا سامنا کرنا پڑا ہم نے خوف و ہراس کے عالم میں اپنا سامان زیست سمندر میں پھینک دیا اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ ہم نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرنا شروع کیا۔ ہماری زبان پر یا **محمد !صلی اللہ علیک وسلم یا محمد!صلی اللہ علیک وسلم** کے کلمات تھے۔ ہمارے ساتھ مغرب کے ایک بزرگ تھے۔ انہوں نے فرمایا اے حجاج !پرسکون ہو جاؤ۔ تم خیریت کے ساتھ ساحل تک پہنچ جاؤ گے۔ میں نے نبی محترم ﷺ کا خواب میں دیدار کیا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ !صلی اللہ علیک وسلم آپ کی امت آپ سے مدد طلب کر رہی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے ابو بکر !انہیں خیریت سے کنارے تک پہنچا آؤ۔ میری آنکھ اب یہ نظارہ کر رہی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سمندر میں اتر چکے ہیں اور وہ جہاز کو اگلے حصے سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ حتی کہ انہوں نے اسے خشکی پر لنگر انداز کر دیا۔ اے لوگو !تمہیں یہ نجات اس وجہ سے ملی ہے کہ تم نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا تھا۔ اب تم تمام سفر سلامتی کے ساتھ کرو گے۔ ہمارا یہ سارا سفر برکات و فیوض سے بھرپور رہا۔

ابو عبد اللہ محمد بن علی الخزرجی فرماتے ہیں میں ''جرجر'' میں تھا۔ وہاں سے میں بحری سفر پر روانہ ہوا اچانک مجھے طغیانی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب مجھے غرق ہو جانے کا یقین ہو گیا تو میں نے بارگاہ رسالت سے مدد چاہتے ہوئے پکارا یا **رسول اللہ !صلی اللہ علیک وسلم** اچانک مجھے ایک لکڑی مل گئی۔ میں اس پر بیٹھ گیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی برکت سے مجھے نجات عطا فرمائی۔ فقیہ امام قاسم بن فقیہ امام شہید عبد الرحمن بن القاسم فرماتے ہیں جب 645 ہجری میں ہم قصیر سے مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر ہوئے تو ہم نے جزیرۂ سرناقہ کی طرف سے سمندر کو عبور کرنے کا قصد کیا ہم عصر کے بعد سمندری کشتیوں پر سوار ہو گئے۔ اس وقت سمندر میں شدید طوفان تھا۔ ہوا تیز ہو چکی تھی اور سورج بھی غروب ہو چکا تھا۔ ہم ساحل تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ نہ ہی ہمیں اپنی سمت کا علم تھا اسی دوران کشتی کے تختے ٹوٹ گئے۔ ہم نے اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کیا جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا تو طوفان میں شدت آ گئی۔ میں نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اس استغاثہ کو

لے لو" رات کے وقت میں نے سورہ طٰہٰ کی تلاوت کی اور پھر بارگاہ رسالت میں عرض کی اَنَا فِیْ ضِیَافَتِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَآلِکَ وَسَلَّمَ۔ "اے رسول مکرم! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں"۔ میں نے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی کہ مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو تاکہ میں اپنے معاملہ میں آپ سے مشاورت کرسکوں۔ میں سو گیا خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے پکڑا اور اپنے سینۂ اقدس سے چمٹالیا اور فرمایا تجھے اپنی کامیابی پر بشارت ہو کسی قسم کا خوف نہ رکھو۔ نبی محترم ﷺ کی برکت سے ہم صبح کے وقت پانی کے چشمہ پر خیمہ زن تھے۔ سارے کارواں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا میں نے بھی اپنے جسم میں قوت وتوانائی محسوس کی۔ لوگوں نے مجھے سواری کے لیے اپنے جانور پیش کیے۔ لیکن میں نے انکار کردیا۔ اب حضور ﷺ کی برکت سے میں سارے قافلہ سے آگے تھا۔

ابوعبداللہ محمد بن سالم السجلماسی فرماتے ہیں جب میں نے تاجدار مدینہ ﷺ کی زیارت کا ارادہ کیا تو میں پیدل ہی عازم سفر ہوگیا۔ جب مجھے کمزوری کا احساس ہوتا تو میں کہتا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔ جونہی میں یہ عرض کرتا میری تمام کمزوری اور ناتوانائی ختم ہو جاتی۔

کنویں کی گہرائی سے نجات

احمد بن محمد السلاوی فرماتے ہیں جب میں بارگاہ نبوت سے رخصت ہونے لگا تو میں نے عرض کی یاحبیبی، یامحمد یاسید الکونین صلی اللہ علیک وسلم میں صحراء میں عازم سفر ہونے لگا ہوں۔ دوران سفر جب مجھے کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں گا۔ آپ کا وسیلہ پکڑوں گا۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر آیا اور یہی کلمات عرض کیے میں سات دن تک جنگل میں عازم سفر رہا دوران سفر میں ایک کنویں میں گر پڑا صبح سے لیکر شام تک میں اسی کنویں میں رہا مجھے موت آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہی تھی۔ مجھے اچانک وہ کلمات یاد آ گئے جو میں نے وقت رخصت بارگاہ رسالت میں عرض کیے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یاحبیبی، یامحمد صلی اللہ علیک وسلم ملاحظہ فرمائیں میں کس مصیبت میں مبتلا ہوں۔ پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اسماء یاد کر کے یہی کلمات عرض کیے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی شخص مجھے کنویں سے باہر نکال رہا تھا۔ نبی محترم ﷺ کی برکت سے میں نے کنویں سے نجات حاصل کی۔

حضور ﷺ کے وسیلہ سے نجات

ابوالعباس المرسی فرماتے ہیں میں ایک دفعہ ایک سمندری جہاز پر سوار ہوا۔ ہمیں اچانک تندوتیز طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ طوفان اتنا شدید تھا کہ ہمیں اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا۔ میں نے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ اے دشمنو! اے دشمن کی اولاد! تم کس لیے یہاں آئے ہو۔ یہ کلمات سنتے ہی میں نے اپنے ہاتھوں کو بلند کردیا اور یہ دعا مانگی۔ مولا! اپنے پیارے نبی محترم

انہیں خواب میں نبی مکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری اس تکلیف کو دور کر دیا گیا ہے اور تمہارا مدعا پورا ہوگیا ہے۔ اس کے بعد انہیں نبی اکرم ﷺ کی برکت سے شفامل گئی۔

ابن بونی فرماتے ہیں کہ میرے والد تنگی نفس کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ یہ تکلیف اتنی شدید تھی کہ وہ بالا خانے سے نیچے نہیں اتر سکتے تھے۔ لوگ ان کے پاس زانوئے تلمذ طے کرنے کے لیے بھی آتے تھے۔ میں بھی بیمار تھا اور پہلی منزل میں میرا بستر تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی محترم ﷺ ہمارے غریب خانے میں تشریف لائے۔ میں نے تکیہ پیش کیا آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے والد محترم ضعیف و ناتواں ہیں۔ وہ ضیق النفس کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ وہ بالا خانے سے نیچے تشریف نہیں لا سکتے اور میں اپنی علالت کی وجہ سے ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتا۔ میری یہ عرض سن کر نبی محترم ﷺ میرے والد کے پاس تشریف لے گئے۔ صبح کی نماز کے وقت میں نے سیڑھیوں پر آہ آہ کی آواز سنی۔ میرے والد محترم سیڑھیوں سے نیچے تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے میرے پاس آ کر فرمایا اے میرے نور نظر! آج شب نبی محترم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نے جواب دیا نبی اکرم ﷺ پہلے میرے پاس تشریف لائے اور اس کے بعد آپ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے فوراً بعد ہم دونوں شفایاب ہو کر کھڑے ہو گئے۔

قید سے نجات

صالح بزرگ ابو محمد عبدالرحمان میدانی فرماتے ہیں میں ایک رات بحر اسکندریہ کے کنارے پر قیام پذیر تھا۔ مجھے اچانک خیال آیا کہ ملک صالح کرک قید میں ہے۔ مجھے اس کی رہائی کے لیے دعا مانگنی چاہیے میں شیخ مغاور کی قبر انور پر حاضر ہوا۔ چند رکعت نماز ادا کی پھر نبی محترم ﷺ کے توسل سے اس کی رہائی کے لیے دعا کی پھر میں وہیں سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی فوجیوں کی قید میں ہے اور وہ ان کے گھیراؤ سے نکلنے کے لیے سعی پیہم کر رہا ہے۔ مگر کامیاب نہیں ہو رہا اچانک نبی مکرم ﷺ وہاں تشریف لے آئے آپ ﷺ نے سبز حلہ زیب تن فرما رکھا تھا۔ آپ ﷺ کے دائیں بائیں نور کے دو مینار تھے۔ یہ مینار آسمان تک بلند تھے۔ جونہی حضور ﷺ ان فوجیوں کے قریب پہنچے وہ گھیراؤ توڑ کر چلے گئے اس خواب کے بعد میں بیدار ہو گیا چند دن بعد مجھے خبر ملی کہ ملک صالح رہا ہو کر مصر چلا گیا ہے۔

داڑھی اُگ آئی

شیخ ابو مدین فرماتے ہیں کہ ایک شام میں غسل خانے میں گیا وہاں مجھے تیل نظر آیا جسے میں نے اپنی داڑھی پر مل لیا۔ جب میں غسل خانے سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ میری داڑھی کے تمام بال جھڑ چکے تھے۔ میں نے اسی وقت دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔ میں نے بارگاہ صمدیت میں عرض کی مولا! میں نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ میری داڑھی اُگ آئے۔ میری یہ دعا فوراً قبول ہوئی اور اسی رات میری داڑھی اُگ آئی وہ پہلے سے زیادہ حسین تھی۔

ابھی چند ساعتیں ہی گذری تھیں کہ ایک بزرگ نیند سے بیدار ہوا۔ اس نے تین حج کیے تھے اور ''الحاج'' کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے خوشی سے ہم سے کہا تمہیں خوشخبری ہو میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں سلامتی کی نوید سنائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے تم سوموار کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد وہ سفر بخیر و خوبی پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ سفر کے دوران ہم نے بہت سی برکات کا مشاہدہ کیا۔ پیر کے روز ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

راستے کا خطرہ ٹل گیا

صفی الدین ابو عبداللہ حسین بن ابی منصور فرماتے ہیں کہ میں شام کے شہر حمص میں قیام پذیر تھا میں مصر جانا چاہتا تھا مگر راستے میں فرنگیوں، عربوں اور غاجریوں کی وجہ سے خطرہ تھا ان کی وجہ سے آمد و رفت کا سلسلہ بھی منقطع تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں مجھے نیند آ گئی خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی پناہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے دوبارہ عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کس کا خطرہ ہے تم کسی چیز سے خوف نہ رکھو میں نے تیسری بار عرض کی کہ دشمن بہت زیادہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کس چیز کا خطرہ ہے اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ پھر حمص سے مصر کی طرف عازم سفر ہوا۔ مصر پہنچنے تک میں نے اور میرے ساتھیوں نے کوئی پریشانی نہ دیکھی حالانکہ ہر طرف قتل و غارت جاری تھی۔

نظر کرم سے بینائی مل گئی

محمد بن مبارک حربی فرماتے ہیں کہ ابو الکبیر علی نابینا تھے۔ انہیں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ جب وہ صبح بیدار ہوئے تو اس کو بینائی مل چکی تھی۔

ابو القاسم بن یوسف اسکندری فرماتے ہیں ہمارا ایک ساتھی نابینا ہو گیا تمام حکیموں نے اس کا علاج کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ ایک شب وہ زیارت مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں بینائی عطا کر دی جائے گی۔ اس بشارت کے بعد وہ نیند سے بیدار ہو گیا۔ پندرہ دن کے بعد اسے دوبارہ نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس نے آپ ﷺ کو وعدہ یاد دلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سیہی کے خون اور لومڑ کے پتا کی سلائی آنکھوں میں لگاؤ تمہیں صحت مل جائے گی۔ انہوں نے صبح اٹھ کر سیہی کو شکار کیا اور لومڑ کو پکڑ کر اس کا پتا حاصل کیا پھر ان کی ایک ایک سلائی آنکھوں میں لگائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بینائی عطا فرما دی۔ ابو القاسم فرماتے ہیں۔ میں نے ان کی آنکھوں کا خود مشاہدہ کیا ہے وہ ایسی تھیں گویا کہ انہیں کوئی مرض لاحق ہی نہیں ہوا۔

علالت سے شفاء

ابو محمد عبدالسلام فرماتے ہیں کہ میرے بھائی کے گلے میں گلٹیاں نکل آئیں جن سے انہیں سخت تکلیف ہوئی ایک دفعہ

نے فرمایا بیٹی! میں تمہارا باپ محمد عربی ﷺ ہوں۔ میں نے رو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائے۔ میری اس گذارش پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لبوں کو حرکت دی اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ جب میں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو آپ ﷺ نے میرے ہاتھ کو کھینچا اور مجھے نیچے بٹھا لیا پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر کھڑی ہو جا۔ میں نے عرض کی مجھ میں اٹھنے کی سکت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ آگے کرو۔ جب میں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا میں بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسے ہی کیا اور فرمایا اللہ رب العزت نے تجھے صحت عطا فرمائی ہے۔ اس ذات والا کا شکر ادا کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ جب میں صبح بیدار ہوئی تو میں بالکل شفایاب تھی۔ اس علویہ خاتون کا یہ حیرت انگیز واقعہ سارے بغداد میں مشہور ہے۔

بیماری سے شفا

امام ابو محمد عبد الحق الاشبیلی فرماتے ہیں میں غرناطہ گیا وہاں ایک ایسے شخص کا مہمان بنا جو ایک لا علاج بیماری میں مبتلا تھا۔ اطباء اس کے علاج سے عاجز آ چکے تھے۔ اس کی طرف سے وزیر ادیب ابو عبد اللہ محمد بن ابی الخصال نے بارگاہ رسالت میں ایک عریضہ پیش کیا۔ اس خط میں شفایاب ہونے کی درخواست تھی۔ اس خط میں درج ذیل اشعار بھی مرقوم تھے:

كِتَابُ وَقِيذٍ فِيْ زَمَانَتِهٖ مُشْفِيْ   بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحْمَدَ يَسْتَشْفِيْ

"یہ اس ضعیف و نزار علیل کا خط ہے جو عرصہ دراز سے بیمار ہے اور وہ نبی مکرم، احمد مجتبیٰ ﷺ سے طالب شفا ہے۔"

لَهٗ قَدَمٌ قَيَّدَ الدَّهْرُ خَطْوَهَا   فَلَمْ يَسْتَطِعْ اِلَّا الْاِشَارَةَ بِالْكَفِّ

"اس کے قدم تو ہیں لیکن زمانے نے انہیں چلنے سے روک رکھا ہے۔ وہ سوائے ہاتھ سے اشارہ کرنے سے اور کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔"

وَلَمَّا رَأَى الزُّوَّارَ يَبْتَدِرُوْنَهٗ   وَقَدْ عَاقَهٗ عَنْ قَصْدِهٖ عَائِقُ الضُّعْفِ

"جب اس نے عشاق کو مدینہ طیبہ کی طرف رواں دواں دیکھا اس حال میں کہ اس کو انتہائی کمزوری اور ناتوانی نے ایسا قصد کرنے سے روک رکھا تھا۔"

بَكٰى اَسَفًا وَاسْتَوْدَعَ الرَّكْبَ اِذْ غَدَا   تَحِيَّةَ صِدْقٍ تعمم الرَّكْبَ بِالْعَرْفِ

"تو وہ انہیں دیکھ کر رونے لگا اس نے قافلہ عشق و مستی کو صبح کے وقت الوداع کیا اور اس کو صدق و صفا کا ایک سلام دے کر بھیجا جس نے تمام قافلہ کو معنبر و معطر کر دیا۔"

فَيَا خَاتَمَ الرُّسْلِ الشَّفِيْعِ لِرَبِّهٖ   دُعَاءَ مَهِيْضٍ خَاشِعِ الْقَلْبِ وَالطَّرْفِ

"اے خاتم النبیین! اے اپنے مولا کی طرف سے منصب شفاعت پر فائز ہونے والے! اس آفت زدہ شخص کی طرف نظر کرم فرمائیں جس کا دل خشوع سے لبریز اور جس کی نگاہ جھکی ہوئی ہے۔"

دست شفا بخش کی برکت

ابوالفرج عبدالرحمان بن علی فرماتے ہیں کہ حضرت حماد کے ہاتھ پر آبلے نکل آئے۔ جس کی وجہ سے ان کا ہاتھ پھٹ گیا۔ تمام حکیموں نے رائے دی کہ اگر اس ہاتھ کو کاٹ دیا جائے تو بہتر ہے۔ حضرت حماد فرماتے ہیں میں نے وہ شب انتہائی قلق واضطراب میں گذاری میں اپنے گھر کی چھت پر چلا گیا اور بارگاہ ربوبیت میں عرض کی اے سلطنت عظیم کے مالک! مجھے شفاء عطا فرما۔ پھر نیند کی حالت میں مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ہاتھ کی طرف نظر التفات فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاؤ۔ جب میں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو آپ ﷺ نے اپنا دست شفا بخش اس پر پھیرا اور فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں کھڑا ہوا تو آپ ﷺ کی برکت سے میری تمام بیماری ختم ہو چکی تھی۔

سید شریف قاسم بن زید بن جعفر الحسینی فرماتے ہیں میرا دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا اور بائیں ہاتھ کا جوڑ نکل گیا دو ماہ تک میرے ہاتھ میری گردن کے ساتھ بندھے رہے۔ شدید سردی تھی مجھے اتنی تکلیف تھی کہ میں رات بھر سو بھی نہ سکتا تھا۔ ایک رات میری آنکھ لگی تو خواب میں مجھے تین آدمی نظر آئے میں نے ان سے ان کے متعلق پوچھا ان میں سے ایک نے فرمایا میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ نبی مکرم ﷺ ہیں۔ میں نے جونہی تاجدار مدینہ ﷺ کی زیارت کی۔ میں آپ ﷺ کی جانب دوڑ کر گیا میں نے رو کر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم میری حالت زار ملاحظہ فرمایئے؟ آپ ﷺ نے میرا شکستہ ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ لیا اور ہاتھ مبارک اس کے اوپر پھیرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھانے میں زیتون کا تیل استعمال کیا کرو اور اس کی مالش کیا کرو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ میری مفلسی دور فرمائے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور فرمایا میرا اور میرے اہل بیت کا وسیلہ پکڑا کرو۔ صبح کے وقت میں نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور پٹیاں کھول دیں۔ نبی کریم ﷺ کی برکت سے میرے دونوں ہاتھ ٹھیک ہو چکے تھے۔ میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق زیتون کا تیل استعمال کیا۔

شفا ملتی ہے پل بھر میں

بغداد میں ایک خاتون رہتی تھی اس کا تعلق خاندان علویہ سے تھا۔ وہ پندرہ سال سے مسلسل بیمار تھی ایک رات وہ سو کر اٹھی تو وہ بالکل تندرست و توانا تھی۔ اب وہ چل پھر بھی سکتی تھی۔ جب اس کی اس شفایابی کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا میں عرصہ طویل سے علیل تھی۔ ایک رات میں نے گھبرا کر دعا مانگی مولا! یا تو میری اس تکلیف کو دور کر دے یا مجھے موت آ جائے۔ اس رات میں نے خوب آہ و زاری کی اور پھر سو گئی۔ خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے خوفزدہ ہو کر اس سے پوچھا اے شخص! تمہارا میری طرف دیکھنا کیسے جائز ہے۔ اس شخص نے کہا میں تمہارا باپ ہوں۔ میں سمجھی کہ شاید وہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین! کیا آپ میری اس علالت کو ملاحظہ نہیں فرما رہے۔ اس شخص

یہ دعا مانگنے کے بعد وہ شخص لوٹ کر عبدالملک کے پاس آیا۔عبدالملک نے دوبارہ اس کے پیٹ کو چیک کیا اور کہا اب تم مکمل صحت یاب ہو چکے ہو۔اس وقت تمہیں کوئی مرض لاحق نہیں ہے۔

محبوب خدا ﷺ کا ہے کیا خوب شفاخانہ

ابوالحسن علی بن ابوبکر اپنی کتاب ''الاشارات'' میں رقم فرماتے ہیں کہ جزیرہ میں ''تونہ'' نامی ایک شہر ہے۔وہاں نبی محترم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت گاہیں موجود ہیں۔میں نے اس شہر کے لوگوں سے پوچھا کیا ان زیارت گاہوں کی تعمیر حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر ہوتی ہے۔انہوں نے کہا ان کے متعلق درد وسوز سے لبریز ایک داستان ہے۔پھر انہوں نے ایک نورانی بزرگ کو بلایا اور کہا یہ بزرگ جذام میں مبتلا ہو گئے تھے۔لوگوں نے انہیں جزیرے کے ایک گوشے میں پھینک دیا تا کہ یہ مرض پھیل نہ جائے۔ایک رات انہوں نے ایک خوفناک چیخ ماری۔لوگ دوڑ کر ان کے پاس پہنچے لوگ انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے۔وہ بالکل سیدھے کھڑے تھے اور ان کا مرض بھی ختم ہو چکا تھا۔جب لوگوں نے ان سے ان کی صحت اور تندرستی کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا اس جگہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا یہاں مسجد تعمیر کرو۔میں نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم میں مرض جذام میں مبتلا ہوں۔لوگ میری بات کو سچا نہیں سمجھیں گے۔آپ ﷺ کے پاس ایک اور شخص کھڑا تھا آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے علی!اس شخص کا ہاتھ تھام لو۔انہوں نے اپنا دست اقدس میری طرف بڑھایا جس کی برکت سے میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ تم ملاحظہ کر رہے ہو۔

ابن نعمان فرماتے ہیں میں نے اس مسجد کی زیارت کی ہے اور میں نے اپنے شیوخ سے بھی سنا ہے وہ بھی اس بابرکت مسجد کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔وہ سب اس بات کے قائل تھے کہ اس شخص کو نبی اکرم ﷺ کی برکت سے شفا نصیب ہوئی۔وہ مسجد مسجد النبوی کے نام سے معروف ہے۔

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں

شیخ ابواسحٰق فرماتے ہیں کہ میرے کندھے پر برص کا داغ نکل آیا مجھے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔میں نے آپ ﷺ سے برص کی شکایت کی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے کندھے پر اپنا دست اقدس پھیرا جب میں صبح بیدار ہوا تو میرے کندھے پر برص کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

شیخ عبداللہ محمد بن محمود بیان کرتے ہیں کہ مجھے باری کے بخار کی شکایت ہوگئی جب ایک روز بخار چڑھنے لگا تو میں نے ''کتاب الشفا فی شرف المصطفیٰ'' کو اٹھایا اور اپنے سینے اور کندھے پر رکھا اور بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی پناہ میں ہوں۔جونہی میں نے یہ عرض کی میرا تمام بخار جاتا رہا اور مجھے مکمل شفا مل گئی۔

ایک صالح بزرگ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ جونہی رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوا میں بخار میں مبتلا ہو گیا۔مجھے یقین

دَعَاکَ لِضُرٍّ اَعْجَزَ النَّاسَ کَشْفُهٗ لِیَصْدِرَ دَاعِیْهِ بِمَا شَاءَ مِنْ کَشْفِ

''اس مریض نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو اس مرض کے لیے پکارا ہے جس کے علاج نے لوگوں کو عاجز کر دیا ہے۔ اس کی اس عرض کا مقصد یہ ہے کہ اسے شفاء کامل نصیب ہو۔''

لِرَجُلٍ رَمٰی فِیْهَا الزَّمَانُ فَقَصُرَتْ ۔ خُطَاهَا عَنِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فِی الزَّحْفِ

''یہ اس مرد میدان کی گذارش ہے جس کو زمانہ نے آگ کی بھٹی میں ڈال دیا۔ لیکن اس کے قدم اس مرض کی وجہ سے صف اول میں جانے سے قاصر ہیں۔''

وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَعُوْدَ سَوِیَّةً بِقُدْرَةِ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَمَنْ یَّشْفِیْ

''مجھے اس ذات کی بارگاہ سے تندرستی وتوانائی کی بھرپور امید ہے جو ہڈیوں کو زندہ کرتی ہے اور بیماروں کو شفا دیتی ہے۔''

فَاَنْتَ الَّذِیْ نَرْجُوْهُ حَیًّا وَّ مَیِّتًا لِصَرْفِ خُطُوْبٍ لَا تَزِیْغُ اِلٰی صَرَفٍ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم ہی وہ ذات ہیں جس سے ہم زندگی اور موت میں ان مصائب کے ٹلنے کی امید رکھتے ہیں جو کسی صورت میں بھی ٹلنے کا نام نہیں لیتے۔''

عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰهِ عِدَةَ خَلْقِهٖ وَمَا تَقْتَضِیْهِ مِنْ مَّزِیْدٍ وَّ مِنْ ضَعْفٍ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم پر اللہ تعالیٰ کا سلام مخلوق کی تعداد کے برابر ہو۔ بلکہ اتنا زیادہ اور اتنا دگنا سلام ہو جس کا آپ تقاضا کریں''۔

جب یہ قافلہ روضۂ انور پر حاضر ہوا اور یہ اشعار وہاں پیش کیے گئے تو اس علیل کو شفا مل گئی۔ اس کے بعد جب یہ خط لے جانے والا شخص واپس آیا اور اس نے اس مریض کو دیکھا تو اسے یوں محسوس ہوا کہ اسے کوئی بیماری لاحق ہوئی ہی نہیں تھی۔

وسیلہ کی دعا

کثیر بن محمد بن کثیر بن رفاعہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی عبدالملک بن سعید بن خیار بن ابجر کے پاس آیا۔ اس نے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور کہا تم ایک لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو۔ اس شخص نے پوچھا میں کس بیماری میں مبتلا ہوں۔ اس نے کہا تجھے دبیلہ کی شکایت ہے۔ وہ شخص اپنے گھر واپس چلا گیا اور تین مرتبہ دعا کی:

اَللّٰهُ، اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ وَرَبِّیْ اَنْ یَّرْحَمَنِیْ مِمَّا بِیْ رَحْمَةً یُّغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاهُ

''اللہ، اللہ، اللہ ہی میرا رب ہے۔ میں اس ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ اے مولا! میں تیرے نبی مکرم محمد سراپا رحمت ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے آپ ﷺ کے پروردگار کی طرف توجہ کرتا ہوں وہ مجھے ایسی رحمت سے نواز دے جو مجھے دوسروں کی رحمت سے مستغنی کر دے''۔

دروازے پر میرا انتظار کر رہا تھا۔اس نے اپنے دامن میں کوئی چیز چھپا رکھی تھی۔اس نے مجھ سے مخاطب کر کے کہا کہ اے شیخ کیا آپ کسی دکھ میں مبتلا ہیں۔حالانکہ وہ اس سے قبل مجھ سے آشنا نہ تھا۔میں نے کہا ہاں! مجھے رسول مکرم ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور آپ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم بیس درہم مجھ کو دے دو۔یہ سن کر اس نے اپنے دامن سے بیس درہم نکالے اور میرے سپرد کر دیئے۔میں نے وہ درہم لے لیے اور اس مجوسی سے پوچھا اے شخص! مجھے تو تمہارے متعلق علم تھا اس لیے میں تمہارے پاس آ گیا۔ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہیں میرے متعلق کیسے علم ہوا اس نے جواب دیا میں نے گذشتہ رات اس طرح کی نورانی صورت خواب میں دیکھی اس شخص نے مجھ سے فرمایا صبح اگر اس حلیے کا شخص تمہارے پاس آئے تو اس کو بیس درہم دے دینا۔رات کے وقت میں نے جو علامت دیکھی تھی اسی کی وجہ سے تمہیں پہچان لیا۔میں نے اس مجوسی سے کہا وہ نورانی شکل کے بزرگ ہمارے رسول محمد عربی ﷺ ہیں۔وہ مجوسی کچھ دیر سوچ و بچار کرتا رہا پھر مجھ سے کہنے لگا۔مجھے اپنے گھر لے چلو۔میں اسے اپنے گھر لے آیا وہ دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا اس کی بہن اور بیٹے نے بھی اسلام قبول کر لیا۔پھر حسن وخلوص سے زندگیاں بسر کیں۔

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں

ایک شخص نے نبی محترم ﷺ کی زیارت خواب میں کی۔غربت و مفلسی کا شکوہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ تمہیں اتنی رقم دے دے جس سے تم اپنی زندگی بسر کر سکو۔اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص سے کہنا تم نے سنگلاخ نشیبی زمین میں میرا دیدار کیا۔اس وقت میں بلند جگہ پر تھا۔میں نیچے اتر آیا تم بھی میرے قریب آ گئے پھر میں نے تم سے کہا کہ اب تم واپس چلے جاؤ وہ شخص عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس آیا اور اس خواب کا تذکرہ اور اپنی حاجت بیان کی۔عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا تم نے سچ کہا ہے۔انہوں نے اس شخص کو چار سو دینار قرض کی ادائیگی کے لیے دیا پھر چار سو اور دیئے اور کہا اسے اپنے لیے زاد راہ بنا لو جب یہ ختم ہو جائیں تو میرے پاس چلے آنا۔

تم نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے

ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز فرماتے ہیں ایک وقت ہم پر ایسا بھی آیا کہ میرے والد صاحب بالکل تہی دست ہو گئے۔ہر طرف مفلسی اور ناداری کا دور دورہ تھا۔عید کا دن قریب تر تھا۔جب چاند رات آئی تو ہمارے پاس پہننے کے لیے کپڑے تک نہ تھے۔وہ شب ہم نے بڑے قلق واضطراب میں گذاری۔رات کے ابھی دو پہر ہی گذرے ہوں گے تو باہر شور سنائی دیا۔دروازے پر دستک ہوئی جب ہم نے دروازہ کھول کر دیکھا تو ہمیں کافی چراغ نظر آئے۔ہمارے دروازے پر بہت سے لوگ کھڑے تھے۔جب انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی میرے والد محترم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ابن ابی عمیر اندر آئے انہوں نے کہا مجھے ابھی ابھی سرور کائنات ﷺ کا دیدار نصیب ہوا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ابوالحسن تمیمی اور ان کی اولاد ناداری اور غربت کی حالت میں ہیں۔تم ان کے لیے کپڑے اور کھانے پینے کا سامان لے جاؤ۔

ہو گیا کہ اس بار میں رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی سعادت سے محروم رہوں گا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اور اپنی مرض کی شکایت کی۔ اللہ رب العزت نے اسی وقت میری بیماری کو دور فرما دیا اور میں نے رمضان المبارک کے سارے مہینے کے روزے رکھے امام ابوعبداللہ محمد بن محمد قرطبی فرماتے ہیں۔ میرے والد محترم علیل ہو گئے اور وہ لگاتار تین ماہ اسی مرض میں مبتلا رہے۔ وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ اپنے بستر سے اٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب انہیں شفا نہیں ملے گی۔ ان کے علاج کی وجہ سے ہم بہت زیادہ نادار اور مفلس ہو چکے تھے۔ انہیں خواب میں شہر یار مدینہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ والد محترم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تنگ دستی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَهَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

''اے مولا! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عفو، عافیت اور معافات کا سوال کرتا ہوں''۔

میرے والد محترم نے خواب میں ہی یہ دعا مانگی جب وہ صبح بیدار ہوئے تو وہ بالکل تندرست و توانا تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی مرض میں مبتلا ہی نہ تھے۔ جب لوگ ان کی عیادت کے لیے آئے تو انہیں صحیح وسالم دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جب ان کی اس شفایابی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے تمام داستان بیان فرما دی۔ اسی دوران سلطان ملک الاشراف مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے آیا جب اس نے ہمارے گھر لوگوں کا ہجوم دیکھا تو اس نے پوچھا یہ بھیڑ کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص بیمار ہے لوگ اس کی عیادت کے لئے آ رہے ہیں سلطان وقت بھی میرے باپ کی عیادت کے لئے آیا والد صاحب نے اپنی صحت یابی کی ساری داستان انہیں سنائی جب وہ سلطان واپس گیا تو اس نے اس قدر مال بھیج دیا کہ ایک طویل عرصہ تک ہم خوش حال رہے۔

مجوسی کا مشرف باسلام ہونا

شیراز کے ایک بزرگ فارس حذاء کے ساتھ ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سخت سردی کا موسم تھا۔ تاریک رات تھی آسمان ابر آلود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک نور نظر عطا فرمایا اس وقت میں بالکل تہی دامن تھا۔ نہ تو میرے گھر میں لکڑیاں تھیں اور نہ ہی چراغ میں تیل تھا اور نہ ہی ہمارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز تھی۔ اس غربت اور ناداری کو دیکھ کر طبیعت سخت بے چین ہو گئی۔ اسی دوران میری آنکھ لگ گئی خواب میں حضور ﷺ کا دیدار کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کیا اور فرمایا تجھے کیا پریشانی ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بڑے پریشان کن حالات سے دوچار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب صبح ہو تو فلاں آتش پرست کے پاس جانا (میں اس مجوسی کا نام جانتا تھا) اور اس کو میرا حکم دینا۔ اس سے کہنا کہ رسول مکرم ﷺ تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ مجھے بیس درہم دو۔

جب میں بیدار ہوا تو میں نے کہا یہ بڑا عجیب وغریب معاملہ ہے۔ شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی صورت کریمانہ کو اختیار کر سکے میں اسی کیفیت میں دوبارہ سو گیا پھر حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا۔ سستی نہ کرو اور اس آتش پرست کے پاس ضرور جاؤ۔ جب صبح ہوئی میں اس مجوسی کے پاس آیا میں نے دیکھا وہ

خانے سے نکال کر میرے سامنے پیش کیا جائے۔ جب جمال کو خلیفہ کے سامنے لایا گیا تو خلیفہ نے اس سے سوال کیا تم کب سے ہماری قید میں ہو۔ اس نے جواب دیا میں تین سال سے قید وبند کی سختیاں جھیل رہا ہوں۔ خلیفہ نے سوال کیا وہ جرم کیا تھا۔ جس کی پاداش میں تم گرفتار ہوئے۔ جمال نے جواب دیا۔ موصل میرا مسکن تھا۔ میرے پاس ایک اونٹ تھا۔ جس پر میں محنت مزدوری کر کے اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتا تھا۔ جب موصل میں معاشی حالات درست نہ رہے تو میں نے سوچا معیشت کی تلاش میں کہیں اور جانا چاہیے۔ جب میں اس ارادے سے موصل سے روانہ ہوا تو راستے میں مجھے راہزنوں کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ ملا۔ اس دستے نے دس راہزنوں کو گرفتار کر رکھا تھا۔ نگران نے مرکز کو اطلاع دی کہ فوجی دستے نے دس راہزنوں کو پکڑ رکھا ہے۔ بعد میں ایک ڈاکو نے مال دے کر رہائی حاصل کر لی۔ اس دستے نے اپنی تعداد کو پورا کرنے کے لیے مجھے گرفتار کر لیا۔ انہوں نے میرا اونٹ بھی چھین لیا میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا۔ لیکن وہ نہ مانے اور مجھے پابند سلاسل کر دیا کچھ مدت بعد کچھ راہزن مر گئے اور بعض نے رہائی پالی۔ قید خانے میں اکیلا میں ہی رہ گیا۔ یہ دردناک داستان سن کر خلیفہ نے خازن کو حکم دیا۔ خزانے سے پانچ سو دینار لے کر آؤ۔ خلیفہ نے وہ دینار مجھے دیئے اور تیس دینار ماہانہ تنخواہ مقرر کر کے مجھے اونٹوں کی نگرانی پر مامور کر دیا۔ پھر خلیفہ نے ہماری طرف توجہ کی اور کہا میں نے ابھی ابھی سرور کائنات ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے احمد! اسی وقت منصور جمال کو قید سے نجات دو اور اس کے ساتھ احسان کرو کیونکہ وہ مظلوم ہے۔

تاجدار حرم ﷺ کی نظر کرم

خراسان کے ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا۔ اس نے دس ہزار درہم کی ایک تھیلی ابوحسان زیدی کے پاس رکھی۔ اسی دوران اس کو اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی جس کی وجہ سے اس نے حج کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ وہ ابوحسان کے پاس آیا اور اپنی رقم کا مطالبہ کیا۔ ابوحسان بہت مقروض تھا۔ اس نے اسی شب وہ رقم اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کر دی تھی۔ اسے اس شخص کے تقاضا سے بڑی پریشانی ہوئی۔ اسی دوران خلیفہ مامون نے ایک شخص ابوحسان کے پاس بھیجا۔ جب وہ اس کے دربار میں آیا تو خلیفہ نے کہا مجھے اپنا قصہ سناؤ۔ ابوحسان نے اپنا تمام واقعہ بیان کر دیا۔ دردناک حکایت سن کر مامون رونے لگا اس نے کہا اے ابوحسان تم پر افسوس ہے تمہاری وجہ سے ساری رات سرور کائنات ﷺ نے مجھے سونے نہیں دیا۔

نبی اکرم ﷺ رات کے پہلے حصے میں میرے پاس تشریف لائے اور مجھے حکم دیا ابوحسان کی مدد کرو میں نیند سے بیدار ہوا تمہاری بہت جستجو کی لیکن تم نہ مل سکے۔ میں نے تمہارا نسب نامہ یاد کیا اور دوبارہ سو گیا۔ حضور ﷺ دوبارہ خواب میں تشریف لائے اور وہی حکم دیا میں گھبرا کر بیدار ہو گیا مگر کچھ دیر بعد پھر سو گیا۔ تیسری مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ ﷺ نے زور دے کر فرمایا ابوحسان کی فوراً مدد کرو۔ میں نے تمہاری تلاش میں لوگوں کو روانہ کیا اور خود ساری رات جاگ کر گزاری۔ خلیفہ نے ابوحسان کو دس ہزار درہم دیئے اور کہا یہ خراسانی قرض خواہ کو دے دو۔ پھر مزید دس ہزار درہم دیئے اور کہا ان دراہم سے اپنی مفلسی کو دور کرو اور گھر کی تعمیر کرو۔ پھر خلیفہ نے ابوحسان کو مزید تیس ہزار درہم عطا کیے اور کہا اس رقم سے اپنی بیٹیوں کے لیے جہیز اور ان کی شادیوں کا انتظام کرو اور اپنی بیٹیوں کی شادیوں سے فراغت کے بعد میرے پاس آؤ

اب میں تمہارے لیے کپڑے لایا ہوں۔ میں اپنے ساتھ درزی بھی لے کر آیا ہوں۔ والد محترم ہمیں باہر لے آئے درزیوں نے ہمارا ناپ لیا اور وہ کپڑے سینے کے لیے وہاں ہی بیٹھ گئے ابن ابی عمیر اور دیگر لوگ صبح تک میرے والد صاحب کے پاس ہی رہے۔ جب تمام کپڑے مکمل ہو گئے تو وہ چلے گئے۔

جب پڑے مشکل شاہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

خلیفہ مہدی ایک شب محو استراحت تھا۔ وہ اچانک گھبرا کر اٹھا اور اپنے پولیس کے آفیسر کو حکم دیا فلاں علوی حسینی کو قید سے رہائی دے دو اور اسے بتاؤ کہ اسے اختیار ہے۔ خواہ وہ اپنے اہل وعیال کے پاس چلا جائے اور خواہ ہمارے پاس قابل رشک زندگی بسر کرے۔ وہ علوی اس قید خانے میں عرصہ دراز سے مقید تھا۔ اس کا جسم سوکھ پرانی مشک کی طرح ہو چکا تھا۔ جب افسر کا حکم نامہ علوی نے سنا تو اس نے اپنے اہل خانہ کے پاس جانے کو ترجیح دی۔ جب وہ عازم سفر ہونے لگا تو اس افسر نے اسے قسم دے کر پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ امیر المومنین نے تمہیں کیوں رہائی دی ہے؟ علوی نے جواب دیا ہاں۔ اللہ کی قسم مجھے معلوم ہے۔ مجھے اس رات خواب میں حضور پرنور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے لخت جگر! ان لوگوں نے تم پر ظلم کیا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہاں مجھ پر زیادتی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ اور دو رکعتیں نماز ادا کر کے یہ دعا مانگو۔

يَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَيَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَيَا كَاسِيَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا اِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

''اے وہ ذات! جس کی اجازت کے بغیر کوئی کام رونما نہیں ہوتا۔ اے آہ وزاری کو سننے والے، اے وہ ذات جو موت کے بعد ہڈیوں کو گوشت پہناتی ہے۔ محمد ﷺ اور آل محمد پر درود بھیج مجھے اس قید سے رہائی پانے کی کوئی سبیل اور اس مصیبت سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھا۔ بلاشبہ تجھے ہر چیز کا علم ہے جبکہ میں نہیں جانتا۔ تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور تو علام الغیوب ہے۔ اے ارحم الراحمین!''

وہ علوی کہتا ہے کہ میں نے دو رکعت نماز ادا کی اور ابھی ان کلمات کا ورد کر ہی رہا تھا کہ تم نے آ کر دروازہ پر دستک دی اور قید سے نجات دی۔ وہ پولیس افسر کہتا ہے۔ جب میں خلیفہ مہدی کے پاس آیا اور اس علوی کی ساری داستان بیان کی تو خلیفہ نے کہا اللہ کی قسم! اس علوی نے سچ کہا ہے میں نے خواب میں ایک حبشی دیکھا وہ لوہے کا گرز پکڑ کر میرے سرہانے کھڑا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اے خلیفہ! فلاں علوی کو رہا کر دو ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ اسی اضطراب میں میں بیدار ہو گیا اور جب تک تم اسے رہا کر کے نہیں آئے میں سو نہیں سکا۔

مظلوم کی دادرسی

ایک رات خلیفہ معتمد علی اللہ بڑی پرسکون نیند سو رہا تھا وہ اچانک گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے حکم دیا۔ جمال نامی شخص کو فوراً قید

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُــْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ (الانبیاء: ۸۷۔۹۹)

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ (المومن: ۴۴۔۴۵)

ابن طباطبا فرماتے ہیں جب میں بیدار ہوا تو مجھے یہ پانچ آیات یاد تھیں۔ صبح مسجد کا دروازہ کھلا چند لوگ میرے پاس آئے۔ میں ان لوگوں سے آشنا نہ تھا۔ وہ مجھے ولی عہد کے پاس لے گئے ولی عہد نے مجھ سے سوال کیا، کیا تم نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں میری شکایت کی ہے؟ میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ سے ایسی کوئی شکایت نہیں کی۔ اس نے کہا نبی محترم ﷺ نے مجھے تمہارے متعلق ایک خصوصی حکم دیا ہے۔ ولی عہد نے مقروض افراد کی فہرست منگوائی اور وہاں سے میرے نام کو کاٹ دیا اور میرا حساب ختم کر دیا۔ میری ناداری کو دیکھ کر اس نے مجھے ایک ہزار دینار دیئے اور مجھے قید و بند کی سختیوں سے رہائی دی۔ اس طرح میں نے مذکورہ بالا پانچ آیات کی برکت خود ملاحظہ کی۔

آپ ﷺ کی برکت سے قرض کی ادائیگی میں آسانی

کرخ کا ایک عطار بغداد میں اقامت گزیں تھا۔ وہ امانت داری اور پردہ پوشی میں مشہور تھا۔ وہ مقروض تھا اور اسی پریشانی کی وجہ سے ہمہ وقت گھر میں ہی رہتا۔ ہر وقت نماز اور دعا میں مشغول رہتا۔ جب جمعہ کی رات آئی تو وہ حسب عادت نماز اور دعا میں مشغول ہو گیا وہ کہتا ہے کہ اس رات مجھے سرور دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اور اسے میرا حکم دو کہ وہ تمہیں چار سو دینار دے۔ تم ان سے اپنی ضروریات پوری کر لو۔ اس وقت مجھ پر چھ سو دینار قرض تھے۔ جب میں علی بن عیسیٰ کے مکان کے پاس پہنچا تو چوکیدار نے دروازے پر ہی مجھے روک دیا۔ کچھ دیر بعد اس کا سیکرٹری باہر آیا وہ مجھے جانتا تھا۔ میں نے اسے اپنی ساری داستان بیان کی تو وہ کہنے لگا علی بن عیسیٰ صبح سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بھی تمہارے متعلق پوچھا لیکن میں تمہیں بھول گیا تھا۔ پھر وہ شخص اندر چلا گیا اور علی بن عیسیٰ کو میرے متعلق بتایا اس نے جلد ہی مجھے اندر بلا لیا۔ اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا میں عطار ہوں۔ علی نے پوچھا تمہارا تعلق کس علاقے سے ہے میں نے کہا میں کرخ کا رہائشی ہوں۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے خدا کی قسم! میں تمہاری وجہ سے شب بھر نہیں سو سکا۔ رات کو میرا بخت جاگا۔ رسول عربی ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا فلاں عطار کو چار سو دینار دے دینا۔ تا کہ وہ اپنے قرض سے سبکدوش ہو سکے۔ میں نے کہا رسول محترم ﷺ میرے پاس بھی تشریف لائے تھے اور آپ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس آنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ کی خاص نظر عنایت ہے۔ پھر انہوں نے اپنے خازن کو ایک ہزار دینار لانے کا حکم دیا۔ جب دینار آ گئے تو انہوں نے مجھ سے کہا چار سو دینار تو اس لیے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ان کا حکم دیا ہے اور باقی چھ سو دینار میری طرف سے بطور تحفہ قبول کر لیں۔ میں نے کہا اے وزیر محترم!

تا کہ میں تمہیں مزید انعامات سے نوازوں اور تمہیں اپنی مملکت کی اہم ذمہ داری سونپ دوں۔

جب ابوحسان زیادی گھر آئے تو خراسانی قرض خواہ ان کے انتظار میں تھا۔ انہوں نے اس کو وہ تھیلی دی۔ جس میں دس ہزار درہم تھے۔ جب خراسانی نے تھیلی دیکھی تو اس نے کہا یہ تھیلی وہ تو نہیں جو میں تمہیں دے کر گیا تھا۔ یہ سن کر ابوحسان رونے لگے اور روتے روتے اپنی داستان بیان کر دی۔

جب خراسانی نے تمام قصہ سنا تو کہنے لگے اے ابوحسان! اگر تم مجھے پہلے ہی صورت حال سے آگاہ کر دیتے تو میں تم سے اس رقم کا مطالبہ ہی نہ کرتا اللہ کی قسم! یہ مال اب میرے لئے جائز نہیں ہے۔ اس کے اب تم ہی مالک ہو۔

جب ابوحسان کی بیٹیوں کی شادی کا دن آیا تو وہ صبح سویرے ہی خلیفہ کے پاس پہنچ گئے۔ خلیفہ نے ابوحسان کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں تمہیں مدینۃ السلام کے مغربی حصہ پر قاضی مقرر کرتا ہوں۔ تمہیں اتنا ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا جس سے تم تقویٰ اختیار کر سکو۔ حضور ﷺ کی چشم کرم ہمہ وقت تمہارے شامل حال رہے گی۔

پانچ آیات کی برکت

عزیز باللہ نے اپنے ولی عہد کو حکم دیا۔ مصر کے مقروض گورنر سے فوراً قرضہ وصول کیا جائے۔ شریف ابن طباطبا پر بھی تین ہزار قرض تھا۔ وہ اپنا قرض ادا نہ کر سکا۔ ولی عہد نے اسے مسجد میں قید کر کے اس پر نگران مقرر کر دیئے۔ شریف نے وہ رات انتہائی پریشانی کے عالم میں گذاری۔ خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا ولی عہد نے تم پر نگران مقرر کر دیئے ہیں۔ شریف نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ نے فرمایا وہ پانچ آیات تلاوت کیوں نہیں کرتے جنہیں بارگاہ ربوبیت میں پہنچنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ ان آیات کے طفیل ہی تمہیں رہائی نصیب ہو جائے گی۔ شریف نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون سی آیات ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آیات درج ذیل ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (بقرہ: ۱۵۵۔۱۵۶۔۱۵۷)

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ (آل عمران: ۱۷۳۔۱۷۴)

وَأَيُّوْبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ أَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾

(الانبیاء: ۸۳۔۸۴)

تیسری فصل

بھوک اور پیاس کے عالم میں نبی محترم ﷺ سے استغاثہ

شریف ابومحمد عبدالسلام بن عبدالرحمان حسینی فرماتے ہیں۔ میں تین دن تک مدینہ منورہ میں اقامت گزیں رہا۔ اس تمام عرصہ میں مجھے کھانے پینے کے لیے کچھ نہ ملا۔ میں منبر رسول ﷺ کے پاس آیا دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بارگاہ رسالت میں یوں عرض گذار ہوا۔ اے نانا محترم! میں بھوکا ہوں۔ میں آپ صلی اللہ علیک وسلم سے ثرید کا طلب گار ہوں۔ پھر مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں وہیں سو گیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ ایک شخص نے مجھے جگایا اس شخص کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا۔ جو ثرید، گھی، گوشت اور مصالحہ سے لبریز تھا۔ اس نے مجھ سے کھانے کی درخواست کی میں نے اس شخص سے سوال کیا۔ آپ یہ کھانا کہاں سے لائے ہیں اس شخص نے جواب دیا۔ میرے معصوم بچے تین دن سے اس کھانے کی خواہش کر رہے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ سامان مہیا کیا جس سے میں اپنے بچوں کو یہ کھانا کھلا سکوں۔ جب یہ کھانا تیار ہوا تو میں سو گیا خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں تمہارا ایک بھائی سویا ہوا ہے۔ اس کو اس کھانے کی ضرورت ہے اسے یہ کھانا فوراً پیش کرو۔ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق میں یہ کھانا لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

بارگاہ رسالت سے دودھ ملنا

شیخ ابوعبداللہ بن ابی الامان فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں محراب فاطمہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت شریف مکثر القاسمی تہہ محراب سو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ بیدار ہوئے بارگاہ رسالت میں گئے اور سلام عرض کیا پھر مسکراتے ہوئے ہماری طرف آئے روضۂ اطہر کے خادم شمس الدین صواب نے مسکراہٹ کا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا میں بھوکا تھا گھر سے نکلا اور حضرت فاطمۃ الزہراء کے کاشانۂ اقدس کی طرف آیا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بھوکا ہوں۔ پھر میں وہیں سو گیا۔ خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا جسے میں نے خوب سیر ہو کر پیا جب شیخ نے اپنا لعاب اپنی ہتھیلی پر رکھا تو وہاں دودھ ہی دودھ تھا اور ان کے منہ میں ابھی تک دودھ کے اثرات بھی عیاں تھے۔

کھانے کی خواہش پوری ہوگئی

شیخ صالح عبدالقادر تنیسی فرماتے ہیں۔ جب میں مدینہ طیبہ پہنچا تو میں نے بارگاہ رسالت میں سلام عرض کیا اور بھوک کی شکایت کی۔ کھانے میں گندم کی روٹی، گوشت اور کھجوروں کی خواہش کی۔ پھر نماز پڑھنے کے بعد سو گیا۔ اچانک ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے بیدار کیا اور اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ وہ شخص ایک جوان آدمی تھا اور حسن سیرت وصورت میں رعنائی کا پیکر تھا۔ اس نے ایک بڑا سا پیالہ میرے سامنے رکھا اس میں بکری کے گوشت کی ثرید تھی۔ اس نے میرے سامنے

میں حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم سے زیادہ لینے کا خواہاں نہیں ہوں۔ مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں میں برکت دے گا۔ میرے اس سلوک کو دیکھ کر علی بن عیسیٰ رونے لگے انہوں نے کہا تمہارا حسن اعتقاد کتنا عمدہ ہے۔ جو تمہاری منشاء ہے وہ لے لو۔ میں نے چار سو دینار لے لیے ان میں سے کچھ کے ساتھ اپنا قرض ادا کیا اور باقی رقم سے دکان کھول لی۔ ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ میرے پاس ایک ہزار درہم جمع ہو گئے۔ میں نے ان سے اپنا سارا قرض اتار دیا۔ اب آئے روز میرے مال میں اضافہ ہوتا گیا اور میرے حالات سدھرتے گئے۔ یہ سب فیضان نظر مصطفیٰ ﷺ تھا۔

طاہر بن یحییٰ کا نذرانہ

خراسان کا ایک شخص ہر سال حج کرتا تھا وہ جب بھی مدینہ طیبہ حاضر ہوتا تو وہ طاہر بن یحییٰ کے پاس جاتا اور انہیں نذرانہ پیش کرتا۔ مدینہ طیبہ کے ایک شخص نے خراسانی سے کہا تم اپنا مال طاہر کو دے کر برباد کرتے ہو وہ اپنے مال کو ان مقامات پر خرچ کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ خراسانی نے اس سال طاہر بن یحییٰ کو کچھ نہ دیا۔ اگلے سال بھی نہ تو اس سے ملاقات کی اور نہ ہی نذرانہ بھیجا۔ وہ خراسانی کہتا ہے۔ جب میں تیسرے سال حج کے سفر پر روانہ ہوا۔ تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خراسانی! تم پر افسوس ہے کہ تم نے طاہر کے متعلق اس کے دشمنوں کی بات مان لی ہے اور اس کے ساتھ قطع رحمی کر لی ہے۔ میرا یہ حکم ہے کہ تم نہ صرف اس کے ساتھ اپنے تعلق بحال کرو۔ بلکہ گذشتہ غلطیوں کی تلافی بھی کرو۔ میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا اور آئندہ اسے نذرانہ دینے کا عزم کیا۔ وقت روانگی ایک تھیلی بھی اپنے ساتھ لے لی اس میں چھ سو دینار تھے۔ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے طاہر بن یحییٰ کے گھر گیا۔ ان کے گھر ایک محفل منعقد تھی۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے فلاں! اگر رسول مکرم ﷺ تمہیں میرے پاس نہ بھیجتے تو تم کبھی بھی یہاں نہ آتے۔ تو نے میرے خلاف میرے دشمنوں کی باتیں مان لی تھیں اور اپنی فیاضی کو ترک کر دیا تھا۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے خواب میں تمہیں سرزنش کی اور مجھے چھ سو دینار دینے کا حکم دیا۔ پھر طاہر بن یحییٰ نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ میں انہیں تھیلی پیش کروں۔ میں نے جب ان کی گفتگو سنی تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میں نے ان سے کہا آپ نے سب کچھ سچ فرمایا ہے مگر آپ کو ان تمام حالات کا پتہ کیسے چلا۔ طاہر بن یحییٰ نے کہا تمہارے حالات کا علم تو مجھے پہلے سال سے ہی ہے۔ مجھے تمہاری وہ کیفیت بھی معلوم ہے۔ جب تم نے نذرانہ روک لیا تھا۔ جب تم دوسرے سال یہاں آئے۔ لیکن تم نے میرے پاس آنا گوارا نہ کیا تو مجھے بہت دکھ ہوا۔ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس خراسانی کے متعلق غم نہ کرو۔ میں نے اسے خواب میں خوب جھڑکا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں نذرانے سے محروم نہ کرے۔ وہ آئندہ تمہاری مالی اعانت کرتا رہے گا۔ اب جب میں نے تمہیں دیکھا تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ جس نے میرے خواب کی تعبیر پوری کر دی۔ خراسانی کہتا ہے میں نے وہ تھیلی نکالی اور طاہر بن یحییٰ کو پیش کی۔ اس کا ہاتھ اور منہ چوما اور اس سے التجا کی کہ وہ میری غلطی معاف فرما دے۔

عمدہ کھجوریں مل گئیں

ابو اسحاق ابراہیم بن سعید فرماتے ہیں مجھے مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی میرے ہمراہ تین درویش بھی تھے۔ ہمیں وہاں کئی روز بھوکا رہنا پڑا میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں کسی بھی چیز کے تین مد ہمارے لیے کافی ہوں گے۔ ابھی میں نے یہ درخواست پیش کی تھی کہ میرے پاس ایک شخص آیا اس نے عمدہ کھجوروں کے تین مد مجھے پیش کیے۔

آپ ﷺ کی برکت سے کھانا مل گیا

امام ابوبکر بن مقری فرماتے ہیں امام طبرانی اور ابوشیخ میرے ساتھ مسجد نبوی میں تھے۔ ہم کئی روز سے بھوکے تھے۔ بھوک کے اثرات ہمارے چہروں پر عیاں تھے۔ ہم نے وہ دن صوم وصال کی طرح بسر کیا۔ عشاء کے وقت میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم سخت فاقہ کشی کی کیفیت میں ہیں۔ یہ عرض کر کے میں واپس آ گیا۔ مجھ سے ابو القاسم نے کہا تم بیٹھ جاؤ یا تو رزق ملے گا یا موت آئے گی۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں اسی دوران میں اور ابوشیخ سو گئے جبکہ امام طبرانی کسی مسئلہ کے متعلق سوچنے لگے اسی اثناء میں ایک علوی جوان نے دروازے پر دستک دی ہم نے دروازہ کھولا۔ اس کے ہمراہ دو غلام بھی تھے۔ ان دونوں میں ہر ایک کے پاس ایک ایک زنبیل تھی۔ وہ زنبیلیں کھانے سے بھرپور تھیں۔ ہم نے وہیں بیٹھ کر کھانا کھایا ہم نے سوچا شاید بقیہ کھانا غلام اٹھا کر لے جائیں گے۔ جب ہم نے جی بھر کر کھا لیا تو انہوں نے باقی کھانا وہیں رہنے دیا۔ علوی نوجوان نے کہا اے شیوخ! کیا آپ نے بارگاہ رسالت میں بھوک کی شکایت کی تھی۔ کیونکہ نبی محترم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور مجھے آپ کے پاس کھانا لانے کا حکم دیا۔

ابن الجلاء فرماتے ہیں مجھے مدینہ طیبہ میں حاضری دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔ اسی اثناء میں میں سو گیا خواب میں نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے روٹی عطا فرمائی۔ میں نے اس روٹی کا آدھا حصہ خواب میں کھا لیا جب بیدار ہوا تو دوسرا آدھا حصہ میرے ہاتھ میں تھا۔

ابو الخیر اقطع بیان کرتے ہیں۔ میں بھوک کی حالت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ وہاں پانچ دن فاقہ کشی میں ہی گذر گئے چھٹے دن میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا پہلے آپ ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ پھر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔ صرف اتنا عرض کر کے میں منبر شریف کے پاس سو گیا۔ خواب میں مقدر جاگا نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں سمت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے آگے رواں دواں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے جھنجوڑا اور فرمایا اٹھو! دیکھو نبی محترم ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔ میں نے اٹھ کر فرط محبت میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے روٹی عطا فرمائی جس میں سے نصف میں نے کھالی جب میں بیدار ہوا تو باقی

صیحانی کھجوروں سے لبریز ایک تھال بھی رکھا۔ اس نے بہت سی روٹیاں بھی مجھے پیش کیں۔ جب میں جی بھر کر کھانا کھا چکا تو اس نے میرا توشہ دان بھی گوشت، روٹی اور کھجوروں سے بھر دیا۔ اس نے بیان کیا۔ میں نماز چاشت ادا کرنے کے بعد سو رہا تھا کہ خواب میں نبی محترم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے مجھے یہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے تمہارا پتہ بھی بتایا اور فرمایا ''اسے اس کھانے کی شدید طلب ہے۔''

آپ ﷺ کے توسل سے ہر روز کھانا ملتا رہا

ایک بزرگ بیان فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ میں بالکل تہی دامن تھا۔ کئی دن کچھ نہ کھانے کی وجہ سے میں بہت کمزور ہو گیا۔ فاقہ کشی سے مجبور ہو کر میں روضۂ اطہر کے سامنے آیا اور عرض کی اے اولین و آخرین کے سردار! مصر میرا وطن ہے۔ پانچ ماہ سے آپ صلی اللہ علیک وسلم کے پڑوس میں ہوں۔ بھوک کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ میں اللہ رب العزت سے اور آپ سے عرض کناں ہوں کہ میرے لیے کسی ایسے آدمی کا انتظام ہو جائے جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پھر مجھے اپنے وطن واپس لے جائے۔ پھر میں منبر شریف کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ اچانک ایک شخص روضۂ انور کی سمت سے آیا۔ اس کی زبان پر یا جداہ! یا جداہ! تھا وہ میرے پاس آیا اس نے میرا ہاتھ تھام لیا اور مجھ اٹھنے کے لیے کہا میں اس کے ہمراہ ہو گیا وہ مجھے باب جبرائیل سے نکال کر بقیع کی طرف لے گیا۔ باہر ایک خیمہ لگایا گیا تھا جس میں ایک لونڈی اور ایک غلام موجود تھے۔ اس شخص نے ان دونوں کو حکم دیا اٹھو اور اپنے مہمان کے لیے کھانا تیار کرو۔ غلام نے لکڑیاں اکٹھی کیں۔ آگ جلائی جبکہ لونڈی نے آٹا گوندھا اور گوشت کے ٹکڑے آگ پر بھونے اسی دوران وہ شخص مجھ سے محو گفتگو رہا پھر لونڈی نے کھانا پیش کیا کھانے کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا پھر کھانے پر گھی ڈالا گیا اور اس کے ساتھ صیحانی کھجوریں بھی پیش کی گئیں۔ میرے میزبان نے مجھ کو کھانا کھانے کے لیے کہا میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور اپنا ہاتھ روک لیا۔ اس نے مزید کھانے کو کہا میں نے کچھ اور کھایا لیکن میرا میزبان برابر اصرار کرتا رہا میں نے کہا جناب! میں نے کئی ماہ سے نہ تو گندم کی روٹی کھائی ہے اور نہ ہی اور کوئی چیز تناول کی ہے لہٰذا اب مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ میں مزید کھا سکوں۔ اس نے بقیہ کھانا اور کھجوریں میرے توشہ دان میں ڈال دیں۔ پھر اس نے مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس نے کہا خدا کے لیے آئندہ بارگاہ رسالت میں شکایت نہ کرنا۔ آپ ﷺ پر یہ بات بہت گراں گزرتی ہے۔ جب تک تمہارے واپس جانے کا انتظام نہیں ہو جاتا تمہیں ہر روز کھانا ملتا رہے گا۔ پھر اس نے اپنے غلام سے کہا اس شخص کو روضہ انور کے پاس چھوڑ آؤ۔ میں اس غلام کے ساتھ ہو گیا جب ہم بقیع تک پہنچے تو میں نے اس سے کہا اب تم واپس چلے جاؤ میں روضۂ اطہر تک پہنچ جاؤں گا اس غلام نے کہا جناب محترم! میں اس وقت تک واپس نہیں جا سکتا جب تک میں تمہیں روضۂ انور کے پاس نہ چھوڑ آؤں۔ کیونکہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو حضور ﷺ میرے مالک کو میرے متعلق بتا دیں گے۔ وہ غلام روضۂ انور تک مجھے چھوڑ کر واپس آ گیا۔ کھانے کا یہ سلسلہ برقرار رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مصر جانے والی ایک جماعت کا انتظام کر دیا جس کے ہمراہ میں بخیریت وطن واپس پہنچ گیا۔ یہ سب حضور ﷺ کی برکت تھی۔

اسی دوران خواب میں حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوالعباس! تم نے تو ہم کو وحشت میں مبتلا کر دیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ میں روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس کثرت سے تلاوت کرتا تھا۔ علامہ باجی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالعباس سے پوچھا آپ نے روضۂ انور کے پاس کتنے قرآن پاک ختم کیے انہوں نے فرمایا مجھے وہاں ایک ہزار قرآن پاک ختم کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ حضرت ابوالعباس فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں فاقہ کشی سے تنگ آ گیا میں روضۂ انور پر حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بھوکا ہوں۔ پھر میں وہیں سو گیا اسی دوران ایک جوان آیا اس نے مجھے اٹھنے کے لیے کہا میں اٹھ کر اس کے ہمراہ ہو لیا جب میں اس کے گھر پہنچا تو اس نے کھجوروں، گندم کی روٹی اور گھی سے میری تواضع کی۔ اس جوان نے مجھ سے کہا خوب جی بھر کر کھایئے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے تمہاری میزبانی کا حکم دیا ہے۔ آئندہ جب بھی بھوک لگے ہمارے گھر آ جایا کریں۔

عبدالعظیم وکالی فرماتے ہیں ہم دس درویش وکال سے مدینہ طیبہ پہنچے جب ہم وہاں سے روانہ ہونے لگے تو ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم زیارت گاہ خلیل تک آپ کے مہمان ہیں۔ جب ہم وادی قریٰ میں پہنچے تو وہاں سے ایک درویش کو تین دینار ملے ہم ان تین دیناروں کو صرف کرتے ہوئے زیارت گاہ خلیل تک پہنچے۔ یہ سب حضور ﷺ کی برکت تھی۔

رسول مکرم ﷺ کی ضیافت

ابوعمران موسیٰ بن محمد نبروتی فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں تھا۔ وہاں مجھے سخت تنگ دستی نے آ لیا۔ میں روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہوا اور عرض کی یا حبیبی! یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اللہ رب العزت اور آپ کا مہمان ہوں۔ پھر عصر کی نماز کا انتظار کرتے کرتے وہیں اونگھ گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ روضۂ انور کا دروازہ کھل گیا ہے۔ وہاں سے تین اشخاص باہر تشریف لائے۔ میں انہیں سلام کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا ایک شخص نے مجھ سے کہا بیٹھے رہو ابھی رسول مکرم ﷺ حاجیوں کو سلام سے سعادت اندوز کرنے کے لیے تشریف لا رہے ہیں اور وہ حجاج کرام جن کے پاس سامان زیست نہیں ہے۔ حضور ﷺ ان میں سامان بھی تقسیم فرمائیں گے۔ میں نے سوچا میں بھی تو بے سروسامانی کی کیفیت میں ہوں۔ کچھ دیر بعد نبی اکرم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے حاجیوں کو سلام سے مشرف فرمایا میں نے بھی دست بوسی اور مصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ نے مجھے کوئی میٹھی چیز عنایت فرمائی میں نے فوراً وہ چیز اپنے منہ میں ڈال لی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ میٹھی چیز ابھی تک میرے منہ میں تھی اور میں اسے نگلنے کے لیے منہ ہلا رہا تھا۔ میں جب مسجد نبوی سے باہر آیا تو اللہ تعالیٰ نے بلا اجرت سواری کا اہتمام فرما دیا۔ اس نے اپنے دوست کو حکم دیا کہ وہ مجھے بلا معاوضہ مکہ مکرمہ چھوڑ آئے۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی نگاہ لطف وعطا کا صدقہ تھا۔

یٰسین بن ابومحمد فرماتے ہیں ہم بارگاہ رسالت میں حاضری دینے کے بعد واپس جا رہے تھے جب ہم وادئ قریٰ میں پہنچے تو ایک درویش کو شدید بھوک لگ گئی۔ میں نے اس سے کہا بارگاہ رسالت سے روانہ ہوتے ہی تمہیں بھوک نے ستا لیا ہے۔ اس نے وہیں سے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم بھوکے ہیں اور آپ کے مہمان ہیں۔ اس درخواست کے فوراً بعد

نصف میرے ہاتھ میں تھی۔

بابرکت درہم

ابن ابی زرعہ فرماتے ہیں میں اپنے والد محترم اور ابوعبداللہ بن خفیف کے ہمراہ مکہ معظمہ میں حاضر ہوا۔ ہمیں وہاں سخت فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ حاضری کی سعادت ملی وہاں بھی ایک شب بھوک کی حالت میں گذاری۔ اس وقت میں نابالغ تھا۔ کئی مرتبہ اپنے والد سے بھوک کی شکایت کی۔ بالآخر وہ مجھے ساتھ لے کر روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آج رات آپ ﷺ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد وہ مراقبہ کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا کبھی ہنسنے لگ جاتے اور کبھی رو پڑتے جب اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ابھی ابھی حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے کچھ درہم عطا فرمائے جب میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو وہ درہم میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دراہم میں اس قدر برکت فرمائی کہ ہم شیراز پہنچنے تک انہیں خرچ کرتے رہے۔

احمد بن محمد صوفی فرماتے ہیں میں تین ماہ تک جنگل میں پھرتا رہا حتی کہ پاؤں کی جلد اتر گئی پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوا نبی مکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور وہیں سو گیا۔ خواب میں نبی محترم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے احمد! تم آ گئے ہو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہاں مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کا مہمان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ہتھیلی کھولو۔ جب میں نے اپنی ہتھیلی کھولی تو آپ ﷺ نے اسے درہموں سے بھر دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ درہم میری ہتھیلی پر موجود تھے۔ میں نے ان سے میدہ کی سفید روٹی اور فالودہ خریدا اور اسے کھا کر جنگل کی سمت چل دیا۔

دریا بہا دیئے ہیں در، بے بہا دیئے ہیں

ایک بزرگ صالح مدینہ طیبہ میں اقامت گزیں تھے۔ جب انہیں شدید بھوک لگی تو وہ روضۂ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بھوکا ہوں۔ پھر وہ روضۂ انور کے پاس ہی بیٹھ گئے اسی دوران ایک سید بزرگ ان کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے چلئے انہوں نے پوچھا کہاں سید صاحب نے جواب دیا میرے گھر چلو وہاں کھانا کھاتے ہیں۔ وہ بزرگ ان کے ہمراہ ہو لیے۔ سید صاحب نے بزرگ کے سامنے ایک بڑا سا پیالہ رکھا جس میں ثرید، گوشت اور زیتون کا تیل تھا۔ پھر انہوں نے کھانے کے لیے کہا بزرگ صالح نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ جب وہ جانے لگے تو سید صاحب نے کہا جناب! اور کھا لیجئے وہ بزرگ پھر بیٹھ گئے اور کھانا تناول کیا جب وہ واپس جانے لگے تو انہوں نے فرمایا بھائی! تم میں سے ایک شخص دور دراز کی مسافتیں طے کر کے آتا ہے۔ جنگل و بیاباں کو عبور کرتا ہے۔ خویش و اقارب کی جدائی برداشت کرتا ہے۔ مگر یہاں آ کر وہ صرف یہ مانگتا ہے کہ اسے روٹی کا ایک ٹکڑا مل جائے۔ میرے برادر محترم بارگاہ رسالت میں کسی چیز کی قلت نہیں اگر تم یہاں سے جنت، مغفرت اور رضا طلب کرتے تو یہ سب کچھ تمہیں مل جاتا۔

ابوالعباس احمد بن نفیس تونسی بیان کرتے ہیں کہ میں حجاز مقدس سے مصر آیا وہاں سے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کیا

سطح بلند ہو جائے گی۔

تین دن کے بعد دریائے نیل میں پانی کی سطح 15 پندرہ انگلیاں بلند ہو گئی۔ پھر سرور دو عالم ﷺ کی برکت سے اس میں اضافہ ہوتا رہا حتی کہ یہ دریا اپنے معمول کے مطابق بہنے لگا۔

صحیح بخاری میں روایت منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باران رحمت کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کرتے تھے۔ کیونکہ وہ حضور نبی محترم ﷺ کے چچا تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل رحمت کی بارش برساتا زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کناں ہوتے:

''اے میرے مولا! میری قوم تیری بارگاہ بے کس پناہ میں میرا وسیلہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ مجھے تیرے محبوب اکرم ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق کا شرف حاصل ہے۔ اس لیے ہم پر ابر کرم نازل فرما'' آپ رضی اللہ عنہ کے دعا کرتے ہی پہاڑوں کی مانند بادل اٹھتے اور چھم چھم برسنے لگتے جس سے زمین سرسبز وشاداب ہو جاتی۔

شیخ کامل عارف عتیق فرماتے ہیں ہمارا کارواں حج کے لیے رواں دواں تھا۔ راستہ میں اہل قافلہ کو شدید پیاس محسوس ہوئی لیکن پانی ضرورت سے کم تھا۔ اس قافلہ میں سے چند لوگ شیخ ابو النجاء سالم بن علی کے پاس گئے اور ان سے بارش کی دعا مانگنے کی درخواست کی وہ فوراً تنہائی میں چلے گئے اور نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے فوراً بارش نازل فرمائی جس سے اہل قافلہ کی تشنگی ختم ہو گئی۔

شیخ ابو عبد اللہ المتہدی فرماتے ہیں۔ میں نے بیت اللہ کا حج کیا۔ دوران حج میں نے ایک ایسے شخص سے ملاقات کی جس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ پانی نہیں پیتا میں نے اس سے یہ سوال کیا تو اس نے بتایا کہ میرا تعلق حلہ کے ایک شیعہ گروہ سے تھا۔ ایک رات میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ لوگ سخت تکلیف میں ہیں۔ انہیں شدید پیاس کا سامنا ہے۔ میں بھی پیاسا ہوں۔ میں اسی کیفیت میں حضور ﷺ کے حوض پر آیا۔ وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ وہ لوگوں کو آب کوثر پلا رہے تھے۔ کیونکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتا تھا اور ان کی محبت میں انتہائی خود رفتہ تھا اس لیے میں ان کے پاس حاضر ہوا تا کہ وہ مجھے پانی پلائیں۔ مگر انہوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پھر میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پاس آیا۔ لیکن انہوں نے بھی روگردانی کا مظاہرہ کیا اس وقت سرور دو عالم ﷺ میدان حشر میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ بعض تیرہ بختوں کو پیچھے کی جانب دھکیل رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بہت پیاسا ہوں پہلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے بے اعتنائی برتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا علی تجھے پانی کیسے پلا سکتے ہیں۔ حالانکہ تو میرے اصحاب سے بغض وعداوت رکھتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں توبہ کرو پھر نئے سرے سے اسلام قبول کرو۔ میں تمہیں ایسا شربت پلاؤں گا کہ تو کبھی بھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ میں نے اسی وقت توبہ کی اور حضور ﷺ کے ہاتھ

ہمیں تیار کھانا مل گیا۔اس کھانے کو ہم لگا تار تین دن تک کھاتے رہے اس پر ابھی تک تازگی کے نشانات تھے۔

باران رحمت کے لیے استغاثہ

علامہ سمہودی خلاصۃ الوفا میں امام بیہقی اور ابن شیبہ کے حوالے سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن ملک الدار سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں لوگوں کو سخت قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ایک شخص نے روضۂ رسول پر حاضری دی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے امتی ہلاکت کے قریب ہیں۔ان کے لیے بارش کی دعا فرمائیں۔

رسول مکرم ﷺ نے اسے خواب میں اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے بتانا کہ باران رحمت آنے والی ہے اور مزید حکمت و دانائی سے کام لو۔وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور تمام واقعہ عرض کیا تمام قصہ سن کر حضرت عمر گریہ بار ہو گئے۔روتے ہوئے التجا کی اے میرے مولا! میں اپنے معاملات میں حتی الامکان سستی و کاہلی نہیں کرتا۔لیکن اگر عاجز آ جاؤں تو میں تیرا ہی بندہ ہوں۔

ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ ایک دفعہ اہل مدینہ کو سخت قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا تمام اہل مدینہ اکٹھے ہو کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور خشک سالی کی شکایت کی۔آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ انور کا بالائی حصہ تھوڑا سا کھول دو تاکہ روضۂ اطہر اور آسمان کے مابین کوئی حجاب نہ رہے۔اہل مدینہ نے نبی مکرم ﷺ کے روضۂ انور کی چھت میں ایک سوراخ کر دیا۔اس سال اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ ہر جگہ سبزہ ہی سبزہ لہلہانے لگا اور اس سال اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ چربی کی وجہ سے ان کی کوہانیں پھٹنے لگیں۔اسی وجہ سے اس سال کو "عام الفتق" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

فقیہ مقری ابوالعباس احمد بن علی فرماتے ہیں کہ 650 ہجری میں دریائے نیل خشک ہو گیا۔جس کی وجہ سے مہنگائی آسمان سے باتیں کرنے لگی۔لوگ اس صورت حال سے سخت پریشان ہو گئے۔میں نے 24 جمادی الآخری جمعہ کی رات انتہائی اضطراب میں گذاری۔اسی بے چینی میں دو رکعت نماز ادا کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ (حم سجدہ: ۵۳۔۵۴) کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ (الفتح: ۲۹) کی تلاوت کی پھر بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اور سو گیا۔خواب میں ہاتف غیبی کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ بارگاہ رسالت میں تمہارا استغاثہ قبول ہو گیا ہے۔تین دن کے بعد دریائے نیل میں پانی کی

مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ مجھے فوراً خیال آیا اگر یہ میرے بھائی کے ان دوستوں میں سے ہوتا جن کو میں نے اپنے بھائی کے متعلق لکھا تھا تو اسے میرے یہاں آنے کا مقصد معلوم ہوتا۔ میں نے سراپا سوال بن کر استفسار کیا میرے بھائی نے آپ کو کتنے دینار دینے کا لکھا ہے؟ اس نے مجھ سے پوچھا تمہارا بھائی کون ہے؟ میں نے اس سے کہا میرے بھائی کا نام ابو یعقوب بن ارزق انباری ہے اور وہ مصر میں خلیفہ کا کاتب ہے۔ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں تو اس شخص کے نام سے بھی نا آشنا ہوں۔ اس کے اس جواب سے میں بہت پریشان ہوگیا۔ میں نے اس شخص سے کہا میں تو تمہیں اپنے بھائی کا دوست سمجھتا رہا اور اس حسن سلوک کو اس دوستی کا نتیجہ سمجھتا رہا۔ اب خود ہی بتائیں اس حسن سلوک کا سبب کیا تھا۔ اس نے کہا میرے اس حسن سلوک کا سبب تمہارے بھائی کی دوستی سے زیادہ اہم ہے۔ میں یہ بیان کر کے تمہاری مسرت وشادمانی میں ضرور اضافہ کروں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب اس قافلے کے لٹ جانے کی خبر دمشق پہنچی تو ہر شخص پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ کسی کو اس کے مال کے لٹ جانے کا غم تھا۔ کوئی دوست یا رشتہ دار کی وجہ سے پریشان تھا۔ کسی کو کسی عزیز کی یاد ستا رہی تھی۔ لیکن میں مطمئن تھا میرا کوئی عزیز یا رشتہ دار اس قافلہ میں نہ تھا اور نہ ہی اس میں میرا کوئی مال اسباب تھا۔ جب وہ قافلہ یہاں پہنچا تو لوگ اس کے حالات دریافت کرنے کے لیے باہر آئے لیکن میں گھر سے باہر نہ آیا۔ جب رات کو سویا تو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابو محمد بن ارزق کے پاس جاؤ اس کی مدد کرو اور اس کے لیے ایسی سواری کا بندوبست کرو کہ وہ آرام سے اپنی منزل تک پہنچ جائے۔ اس وقت میں لوگوں کے پاس آیا اور تمہارے متعلق پوچھا میرے تمام حسن سلوک اور غم خواری کا یہی سبب تھا۔ اب تم بتاؤ کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ ابو محمد کہتے ہیں میں حضور ﷺ کی اس ذرہ نوازی پر زار زار رونے لگا اور ہچکیوں کی وجہ سے تادیر بات نہ کر سکا پھر میں نے مصر تک کی تمام ضروریات سے اپنے میزبان کو آگاہ کیا اس نے میری تمام ضروریات پوری کیں۔ بعد میں میں نے اس شخص سے تعارف پوچھا اس شخص نے کہا میں ابن الصابونی کے نام سے مشہور ہوں۔ میں جب مصر پہنچا تو میں نے اپنے بھائی سے ملاقات کی جب میں نے اس کو اپنی داستان سفر سنائی تو وہ بھی رونے لگا۔ اس کے بعد ابن الصابونی کے ساتھ خط وکتابت ہوتی رہی۔ ایک دفعہ مجھے دمشق آنے کا اتفاق ہوا تو اس وقت ابن الصابونی کے حالات بگڑ چکے تھے۔ مصائب نے اس کو گھیر رکھا تھا۔ میرے بھائی نے اس سابقہ حسن سلوک کی وجہ سے اسے دمشق میں ایک جاگیر دی جس سے اسے معقول آمدنی حاصل ہوتی تھی۔

آل سلجوق کا شہنشاہ اول طغرل بیگ جب موصل کی طرف روانہ ہوا تو اس وقت اس کے ساتھ ایک لشکر عظیم تھا۔ اس کے سپاہی راستے میں غارت گری کرتے جا رہے تھے۔ جس سے دیہاتوں کے باشندوں کو بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ طغرل بیگ خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب اس نے سلام عرض کیا تو حضور ﷺ نے روگردانی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اقتدار بخشا ہے۔ اس کے باوجود تم مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔ یہ خواب دیکھ کر وہ خوفزدہ ہوگیا اس نے اپنے وزیر کو بلایا اور کہا آج سے عدل و انصاف کا اعلان کر دو اور یہ بھی اعلان کر دو کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔

مبارک پر اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے مجھے جام کوثر عطا فرمایا جسے میں نے پی لیا۔ جب میں بیدار ہوا تو مجھے بالکل پیاس نہ تھی۔ پھر میری یہی کیفیت رہی میں کبھی پانی پی لیتا اور کبھی پانی نہ پیتا۔ پھر میں اپنے شہر حلہ میں آیا۔ میں نے اپنے تمام شیعہ رشتہ داروں سے لاتعلقی قائم کر لی۔ البتہ جن لوگوں نے میری دعوت کو قبول کر لیا اور اپنے فاسد عقائد سے توبہ کی ان سے میں نے تعلقات مزید مستحکم کر لئے۔

نوٹ: اس موضوع پر علامہ شیخ علی حلبی شافعی نے ایک مستقل کتاب رقم کی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب کا نام "بُغْيَةُ الْاَحْلَامِ بِاَخْبَارِ مَنْ فَرِحَ بِرُؤْيَا الْمُصْطَفٰى فِي الْمَنَامِ" رکھا میں اس کتاب سے وہ حکایات نقل کر رہا ہوں۔ جنہیں مصنف مصباح نے ذکر نہیں کیا۔

علامہ حلبی بیان فرماتے ہیں

ایک شخص نے بیان کیا ہے۔ میں بغداد سے مصر کی طرف عازم سفر ہوا تا کہ اپنے بھائی سے ملاقات کر سکوں۔ میرے بھائی کی بیوی اور اس کی بیٹی بھی میرے ساتھ تھیں۔ ہم ایک بہت بڑے کارواں میں محو سفر تھے۔ جب ہم دمشق کے ایک گاؤں کے پاس پہنچے تو ڈاکوؤں نے ہمیں روک لیا۔ انہوں نے لوگوں سے ساز و سامان چھین لیا۔ اس وقت ہم ایک چشمے پر خیمہ زن تھے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا موت ہر حالت میں آنی ہے۔ یہ ٹل نہیں سکتی یہاں اقامت گزین رہنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنے آپ کو بچانے کے لیے چل پڑیں۔ اللہ ہم پر ضرور رحم فرمائے گا اور ہم اس مصیبت سے نجات پالیں گے۔ ہم مسلسل دو دن اور دو راتیں چلتے رہے۔ کیونکہ میری بھابھی بالکل تھک چکی تھی۔ اس لیے میری بھتیجی میرے کندھے پر تھی۔ ہمارے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا۔ ہمارے کئی ساتھی راستے میں ہی پیک اجل کو لبیک کہہ گئے۔ تین دن بعد ہم ایک گاؤں میں پہنچے وہاں ایک خاتون ملی ہم نے اس سے کہا کہ اے خاتون! ہم تمہاری پناہ میں ہیں۔ میں نے تلاوت کلام مقدس شروع کر دی۔ جس سے اس عورت کے خاوند کا دل پسیج گیا۔ اس نے ہم سے پوچھا تمہیں کیا چاہیے۔ ہم نے کہا مہربانی کر کے ایک سواری کا بندوبست کر دیں اور دمشق تک ہمارے ہمراہ چلیں۔ وہاں پہنچ کر ہم آپ کے احسانات کا بدلہ اتار دیں گے۔ وہ ہمارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس نے ہم تینوں کو نئے کپڑے پہنائے، سواری کا بندوبست کیا اور زاد راہ لے کر ہمارے ساتھ چل دیا۔ چند دن کے سفر کے بعد ہم دمشق پہنچ گئے۔ اہل شہر نے باہر نکل کر ہمارا استقبال کیا۔ ہر شخص اپنے رشتہ دار کے متعلق پوچھتا کیونکہ اس قافلہ کی تباہی کی خبر ان تک پہنچ چکی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے متعلق پوچھ رہا ہے۔ میں نے بلند آواز سے کہا میں یہاں ہوں۔ اس شخص نے میری سواری کی مہار پکڑ لی اور مجھے اپنے گھر لے گیا اس کا گھر بڑا آراستہ و پیراستہ تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میرے بھائی کا دوست ہے۔ ہم تین دن تک اس کے مہمان رہے دو دن تک یونہی گفتگو ہوتی رہی۔ تیسرے دن اس نے مجھ سے داستان سفر دریافت کی جب میں نے اس کو حکایت غم بیان کی تو اس نے کہا تم جتنے دینار چاہتے ہو مجھ سے لے لو۔ اس نے مجھے میری ضرورت کے مطابق دینار دے دیئے۔ میں نے وہ دینار اپنے دیہاتی راہنما کے حوالے کیے اور اس کو بہت سا سامان بھی دیا۔ پھر اس دمشق کے باشندے نے مجھ سے پوچھا تمہیں کتنا زاد راہ چاہیے اور تم کس شہر میں جانا چاہتے ہو اس سوال کی وجہ سے

وہ لڑکی اتنی حسین نظر آتی تھی کہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا ناممکن تھا۔

ایک دن وہ لڑکی کھڑکی میں بیٹھ کر باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔ اس نے اچانک ایک فقیر کی یہ صدا سنی۔ جو حضور ﷺ کی محبت میں مجھے گراں قدر چیز دے گا حضور ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس لڑکی نے سوچا میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جو اس تاج سے زیادہ گراں قیمت ہو قسم بخدا میں یہ تاج ہی اس فقیر کو دوں گی۔ جب امیر مجھ سے اس کے متعلق پوچھے گا تو میں اسے گول سا جواب دوں گی۔ اس نے سائل کو رکنے کے لیے کہا وہ باہر گئی اپنے سر سے تاج اتارا اور اس گداگر کو دے دیا۔

کئی دن بیت گئے لیکن امیر نے اس لڑکی کے سر پر اس تاج کو نہ دیکھا۔ وہ تاج اسے حد درجہ مسرت و شادمانی بخشتا تھا۔ ایک دن اس امیر نے اس لڑکی سے کہا تم وہ تاج کیوں نہیں پہنتی۔ لڑکی خاموش رہی۔ امیر نے دوبارہ بھی سوال کیا۔ لڑکی نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ امیر نے تیسری مرتبہ بھی سوال کیا اور تاکید کی کہ اس سوال کا جواب ضرور ملنا چاہیے۔ لڑکی نے اب اسے تمام داستان سنا دی۔ بادشاہ نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔ اس سے تمام فاخرانہ لباس چھین لیے اور اسے کھردرے کپڑے پہنائے اس نے ایک چھری منگوائی جس سے اس لڑکی کا ایک ہاتھ کاٹ دیا۔ بادشاہ نے اس لڑکی کو طلاق بھی دے دی اور اس کا کاٹا ہوا ہاتھ بھی اسے دے دیا اور اسے اپنے محل سے نکل جانے کا حکم دیا۔ لڑکی محل سے نکل کر اپنے باپ کی دکان پر آئی۔ اس کے باپ کی دکان کے سامنے ایک سرائے تھی وہ اس کے اندر چلی گئی اسی سرائے کا نگران ایک بزرگ آدمی تھا۔ لڑکی نے اس نگران سے کہا چچا جان! میرے والد صاحب کہاں چلے گئے ہیں۔ اس بزرگ نے لڑکی سے سوال کیا تو کہاں تھی لڑکی نے گول سا جواب دیا۔ بزرگ نے کہا میں نے فلاں دن سے تمہارے باپ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی میں اس کے مسکن کو جانتا ہوں۔ اس نے لڑکی سے کہا اے میری بچی! میں ایک بوڑھا اور کمزور شخص ہوں۔ میری خواہش ہے تم میرے ساتھ ہی رہو۔ اس طرح تم محل کے حالات سے بھی آگاہ ہوتی رہو گی۔ لڑکی نے سر تسلیم خم کر دیا لڑکی نے بوڑھے سے کہا میری خواہش ہے کہ آپ میرے لیے کچھ تیل، ایندھن اور آگ لے کر آئیں۔ بوڑھے نے اسے تمام اشیاء مہیا کیں اس لڑکی نے اس تیل کو خوب گرم کیا پھر اپنا ہاتھ اس تیل میں ڈال دیا۔ اس نے یہ سارا معاملہ بزرگ نگران سے مخفی رکھا۔

وہ لڑکی کئی دن اس نگران کے ہاں ٹھہری رہی۔ ایک دن شہر حلب کا ایک کارواں اس سرائے میں آکر ٹھہرا۔ اس قافلہ میں ایک تاجر بھی تھا۔ وہ اس سرائے میں کئی دن مقیم رہا۔ ایک دن اس تاجر نے اس لڑکی کو دیکھ لیا اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ مبہوت ہو گیا۔ اس نے بوڑھے نگران کو بلایا اور پوچھا اس لڑکی کا تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے۔ بزرگ نے کہا یہ میری بیٹی ہے۔ تاجر نے کہا میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس کو اس کی خواہش کے مطابق مال و ثروت دوں گا۔ بوڑھے نے کہا میں ابھی جا کر اپنی بیٹی سے اجازت لیتا ہوں۔ اس لڑکی نے اس بزرگ کو اس شرط پر اجازت دے دی کہ وہ تاجر اپنے شہر پہنچنے سے قبل میرے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا نہیں کرے گا۔ تاجر نے یہ شرط قبول کر لی اور انہیں تحریری ضمانت دے دی۔ بادشاہ نے اس لڑکی کے لیے بہت سے تحائف بھیجے۔ اسے ایک عظیم الشان محل میں ٹھہرایا۔ لونڈیوں اور خدام کو اس کی خدمت پر مامور کیا اس لڑکی کی ہر سمت نعمتوں کی ریل پیل تھی۔ جب تاجر وہاں سے روانہ ہونے لگا تو اس نے لڑکی کے لئے ایک محمل تیار کروایا۔ لڑکی

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی ہے کہ ایک امیر شخص اپنے دوست کے ساتھ سفر کر رہا تھا دوران سفر وہ ایک دکان کے پاس سے گذرے، وہاں انہوں نے لڑکی دیکھی جو حسن و جمال کا پیکر تھی۔ امیر شخص نے اپنے دوست سے کہا اس دکان کے مالک کے متعلق معلومات حاصل کرو اس کے معتمد خاص نے اس دکان کے مالک کے متعلق تمام معلومات فراہم کیں پھر اپنے دوست کے پاس آ کر سب کچھ گوش گذار کر دیا۔ اس امیر شخص نے کہا میں اس لڑکی سے ضرور شادی کروں گا۔ اس کا دوست دوبارہ سبزی فروش (مالک دکان) کے پاس گیا۔ اس نے اس سے کہا امیر تجھے اپنے دربار میں طلب کر رہے ہیں وہ تمہیں بھلائی سے نوازنا چاہتے ہیں۔ سبزی فروش نے سر تسلیم خم کر دیا امیر کے دوست نے اس کو اپنے ہمراہ لیا جب وہ امیر کے پاس پہنچے تو اس کے دوست نے اس کو سبزی فروش کے آجانے کی خبر دی۔ امیر نے اس کو تنہائی میں بلایا اور اپنے دوست سے کہا اس سے پوچھو کہ وہ لڑکی جو تمہاری دکان میں موجود تھی کیا وہ تمہاری بیٹی ہے۔ اس دکاندار نے کہا ہاں وہ میری نور نظر ہے۔ امیر نے پوچھا کیا اس کی والدہ بحیات ہے۔ اس دوست نے کہا ہمارے آقا اس لڑکی سے شادی کرنے کے خواہش مند ہیں اس دکاندار نے کہا میری قسمت میں یہ اقبال مندی کیسے ہو سکتی ہے۔ امیر کے دوست نے کہا جاؤ اور اپنی بیٹی کو یہاں بھیج دو۔ دکاندار نے اپنی بیٹی کو اس کے محل میں داخل کر دیا۔ قاضی اور گواہ آ گئے۔ امیر نے ان سب کی موجودگی میں اس لڑکی سے نکاح کر لیا۔ پھر امیر نے اس کے باپ سے مخاطب ہو کر کہا میں اس شرط پر نکاح کر رہا ہوں کہ تو اس شہر میں نہیں رہے گا۔ تم مجھ سے ایک ہزار دینار لے لو اور کسی شہر میں چاہو اقامت اختیار کر لو۔ لیکن ان تمام امور کو پوشیدہ رکھنا اور کسی کو بھی کچھ نہ بتانا۔ اس دکاندار نے اپنے لئے ایک شہر کو پسند کر لیا۔ امیر نے اس شہر کے گورنر کو لکھا کہ اس شخص کو خصوصی مراعات سے نوازا جائے اور اس کے قیام و طعام کا فوراً بندوبست کیا جائے۔ اس شخص نے اپنا سامان زیست جمع کیا اور اس شہر کی طرف چلا گیا۔ اس کی اس نقل مکانی کے متعلق کسی شخص کو خبر تک نہ ہوئی۔ اس نے وہاں کے گورنر سے ملاقات کی اس نے اسے بہترین گھر دیا۔ اس کو خادم دیئے اور اس کی تمام ضروریات پوری کیں۔ پھر امیر نے بیوٹی پارلر خاتون کو بلایا اور اس سے کہا اس لڑکی کا بہترین میک اپ کرو۔ اس عورت نے امیر سے کہا اے امیر محترم! اللہ کی قسم! یہ لڑکی سراپا فتنہ ہے۔ پھر وہ اسے اپنے بیوٹی پارلر میں لے گئی۔ اس کا میک اپ کیا امراء کی عورتوں کا لباس اس کو پہنایا۔ اب اس لڑکی کی کیفیت یہ ہو گئی کہ کوئی شخص نظر بھر کر اس کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر وہ عورت اس لڑکی کو امیر کے پاس لے گئی۔ اس کا حسن و جمال دیکھ کر قریب تھا کہ امیر کے ہوش اڑ جاتے۔ وہ لڑکی ہمہ وقت امیر کے حواس پر سوار رہتی۔ اس نے مظلوم لوگوں کی داستانیں سننا بند کر دیں۔ لیکن اس کے ایک دوست نے اس کو سمجھایا کہ اس کی محبت میں اتنا انہماک درست نہیں ورنہ مملکت کے معاملات درست نہیں رہیں گے۔ لیکن امیر اب بھی اس کی محبت میں خود رفتہ ہوتا جا رہا تھا۔ وہ ہر روز اسے تحائف دے کر اس کا مزید قرب حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتا۔

ایک دن امیر کو اچانک یاد آیا کہ اس کے پاس ایک تاج اور ایک گلوبند ہے یہ وہ عظیم تحفہ تھا جو اس کے والد نے اس کی والدہ کو دیا تھا۔ وہ اپنے پہننے والے کے حسن کو چار چاند لگا دیتا تھا۔ بادشاہ نے وہ صندوق لانے کا حکم دیا۔ جس میں وہ تاج اور گلوبند تھے بادشاہ نے اس میں سے تاج اور گلوبند نکالے۔ اسے لڑکی کے حوالے کیا اور اسے انہیں زیب تن کرنے کا حکم دیا اب

قیمت بھی ادا کی۔اس کی حتی الامکان اعانت کی۔لڑکی بھی گاہے بگاہے اسے احسان وامتنان سے نوازتی رہی۔

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں تین سال اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا رہا کہ وہ مجھے حج کرنے کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا تم اسی سال حج کرو گے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس اتنا زادہ راہ نہیں کہ میں حج کرسکوں۔ میں نے دوبارہ آپ ﷺ کی زیارت کی آپ نے مجھ سے یہی فرمایا میں نے یہی گذارش کی کہ میں ابھی استطاعت نہیں رکھتا۔تیسری مرتبہ پھر زیارت سے مشرف ہوا آپ ﷺ نے وہی حکم دیا۔ میں نے وہی گذارش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر کی فلاں جگہ کھودو، وہاں سے تمہیں اپنے آباء کی ایک زرہ ملے گی۔ میں نے نماز صبح ادا کی اور اس مقام کو کھودا مجھے وہاں سے ایک زرہ ملی میں نے اس کو چارسو دراہم میں بیچ دیا۔ میں نے اونٹنی خریدی اور حج کے لیے عازم سفر ہوا۔ جب میں نے حج کے اعمال مکمل کر لیے تو میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری کوشش کو قبول کرلیا ہے۔تم عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہمارے پاس تمہارے تین نام ہیں۔ عمر، امیرالمومنین اور ابولیتائی میں نیند سے بیدار ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا اللہ کا نام لے کر تم وطن کو سدھار جاؤ میں تو شام جانے کا خواہش مند ہوں میں شام جانے والے قافلہ کے ہمراہ ہوگیا۔حتی کہ میں دمشق پہنچ گیا میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں آیا اور اجازت طلب کی۔انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی۔ میں نے انہیں اپنا ایمان افروز خواب سنایا۔خواب سن کر وہ اپنے کمرہ خاص میں چلے گئے اور میرے لئے ایک تھیلی لے کر آئے جس میں چالیس دینار تھے۔انہوں نے مجھ سے فرمایا میں نے اپنا سارا مال ومتاع راہ خدا میں صدقہ کر دیا ہے۔ میرے پاس صرف یہی تھیلی رہ گئی ہے۔تم اسے قبول کرلو میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں رسول اکرم ﷺ کی پیغام رسانی پر کوئی چیز قبول نہیں کروں گا۔ پھر میں ان کے دربار سے نکلا۔انہوں نے مجھے الوداع کہا میرے ساتھ معانقہ کیا اور دروازے تک میرے ساتھ آئے وقت رخصت ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

امام واقدی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے شدید ناداری کا سامنا کرنا پڑا۔ رمضان المبارک آ گیا۔لیکن میں بالکل خالی دامن تھا۔ میں نے ایک علوی دوست کی طرف خط لکھا اور اس سے ایک ہزار درہم بطور قرض مانگے اس نے وہ درہم ایک تھیلی میں مجھے بھیج دیئے۔ میں ابھی نیند سے بیدار نہیں ہوا تھا کہ مجھے اپنے ایک دوست کا خط ملا اس نے مجھ سے ایک ہزار درہم مانگے تھے۔ میں نے وہی تھیلی اپنے اس دوست کو دے دی۔ دوسرے دن صبح کے وقت میرے پاس وہ دوست بھی آیا جس کو میں نے قرض دیا تھا اور وہ علوی بھی آ گیا تھا۔ جس نے مجھے قرض دیا تھا۔انہوں نے وہ تھیلی مجھے واپس کر دی۔علوی دوست نے مجھ سے کہا پیارے دوست! رمضان المبارک کا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ میری پونجی صرف وہی درہم تھے جو اس تھیلی میں تھے جو میں نے تمہیں بھیج دی۔ میں نے تمہیں اپنے آپ پر ترجیح دی۔ میں نے اپنے اس دوست کو خط لکھا اور ایک ہزار درہم بطور قرض طلب کیے۔اس نے یہی تھیلی میرے پاس بھیج دی۔ جسے دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا۔ میں نے اسے تمام داستان سنادی ہے۔اب ہم نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم ان دراہم کو تین حصوں میں منقسم کرلیں گے اور ہر شخص اپنا حصہ لے کر

کو اس میں بٹھایا اور خادموں کو حکم دیا کہ وہ اسے اٹھالیں۔ جب کارواں شام پہنچا تو لڑکی نے پوچھا یہاں سے میرے خاوند کا شہر کتنا دور ہے۔ اسے بتایا گیا کہ ہم اتنے ایام میں پہنچ جائیں گے۔ اسی وقت وہ لڑکی آہ وزاری میں مشغول ہوگئی۔ اس نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! تجھے واسطہ اس نبی محترم ﷺ کا جس کی محبت میں میں نے گراں قدر تاج فقیر کو دیا تھا میری پردہ پوشی فرما۔ میرا یہ ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ لیکن میرا خاوند نہیں جانتا۔ میں اس ہاتھ کو لے کر اپنے خاوند کے گھر کیسے جاؤں گی۔ پھر اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔ اسے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلانہ! تیرا ہاتھ کہاں ہے اس لڑکی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ ہے میرا ہاتھ۔ نبی محترم ﷺ نے اس کے ہاتھ کو پکڑا۔ اس کو اس کے بازو کے ساتھ لگایا پھر اس کے اردگرد اپنا لعاب دہن لگایا۔ وہ ہاتھ فوراً جڑ گیا۔ آپ ﷺ نے جس جگہ اپنا لعاب مبارک لگایا تھا وہ جگہ نور فشاں ہوگئی۔ جب وہ لڑکی نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے دیکھا اس کا ہاتھ اپنی جگہ پر جڑ چکا تھا۔ اس کو اتنی خوشی اور مسرت ہوئی کہ وہ بے ساختہ گنگنانے لگی۔ تاجر نے اس کا سبب دریافت کرنے کے لیے ایک آدمی اس کے پاس بھیجا۔ لیکن اس لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔

حتی کہ اس تاجر کا گھر آ گیا۔ اس کے اہل وعیال محل سے باہر آئے۔ انہوں نے اس لڑکی کا استقبال کیا۔ جس کے حسن و جمال نے انہیں مبہوت کر دیا۔ پھر اس تاجر نے اس لڑکی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے۔ دن خوشی اور مسرت کے ساتھ گزرتے گئے۔ ایک دن تاجر اس لڑکی کے ساتھ کھڑکی میں بیٹھ کر باہر کا نظارہ کر رہا تھا کہ انہیں اچانک ایک سائل کی صدا سنائی دی۔ وہ سائل یہ آواز گا رہا تھا۔ جو شخص نبی محترم ﷺ کی محبت میں اپنی پسندیدہ چیز مجھے دے گا۔ بروز حشر نبی کریم ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس لڑکی نے اپنے خاوند سے کہا اے میرے آقا! اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو پھر دیکھیں کہ تمہیں سب سے پیاری کیا چیز ہے۔ وہ چیز اس گداگر کو عطا کر دیں۔ میں اس وقت تک سائل کو یہاں روکتی ہوں۔ تاجر نے اس لڑکی سے کہا یہ فقیر تو حقیری سی چیز پر خوش ہو جائے گا۔ لڑکی نے کہا اللہ کی قسم! میں کسی حقیر چیز پر راضی نہیں ہوں گی۔ تاجر نے کہا مجھے اللہ کی قسم! میں اس وقت تک اس سائل کو کچھ عطا نہیں کروں گا۔ جب تک تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم نے محمل میں پہلے آہ وبکاء پھر مسرت وشادمانی کا اظہار کیوں کیا تھا۔ لڑکی نے اپنی حکایت غم شروع کی نیچے سائل بھی اس کی داستان کو سن رہا تھا تمام قصہ سن کر تاجر نے کہا اللہ کی قسم! میں وہی سائل ہوں۔ جس نے اس محل کے نیچے صدا لگائی تھی۔ نیچے سے فقیر نے کہا اللہ کی قسم میں وہی امیر ہوں۔ جس نے اس لڑکی کا ہاتھ کاٹا تھا۔ تاجر اپنے محل سے نیچے اترا۔ اس سائل کو اپنے پاس لے آیا اور اس کے حالات دریافت کیے اس نے کہا۔

جب میں نے اس لڑکی کا ہاتھ کاٹا تو مجھے بہت زیادہ افسوس ہوا۔ میں ہمہ وقت اس کی جدائی اور فراق میں آہیں بھرتا رہتا۔ میرے دشمنوں نے میری یہ کیفیت دیکھ کر مجھے امارت سے محروم کر دیا۔ میں موت کے خوف سے وہاں سے بھاگ نکلا میں نے عجلت میں اپنے ساتھ کوئی چیز نہ لی۔ اسی وجہ سے آج میری یہ حالت ہوگئی ہے۔ تاجر نے کہا اے میرے آقا! اللہ کی قسم میں نے تمہارے تاج سے ایک نگینے سے زیادہ کچھ نہیں لیا تھا۔ تاجر نے اس امیر کا تاج اسے واپس کر دیا۔ اس کے نگینے کی

اس کو اپنا خواب بیان کیا۔ جب میں نے اپنی کاپی دیکھی تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کوئی رقم بھی لکھی ہوئی نہ تھی۔

ابراہیم بن اسحق بن مصعب سے روایت ہے کہ وہ بغداد میں ایک پولیس آفیسر تھا۔ اس نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا فلاں قاتل کو چھوڑ دو۔ یہ خواب دیکھ کر وہ افسر گھبرا کر بیدار ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے اس قاتل کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا ہمارے پاس ایک شخص ہے جو قتل کے جرم میں گرفتار ہوا ہے۔ اس نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہا مجھے اپنی داستان سچ سچ بتاؤ۔ اس نے اپنی داستان شروع کی۔ کہ ہمارا ایک باقاعدہ گروپ تھا۔ جو ہر روز بدکاری کے لئے جمع ہوتا تھا۔ ایک بڑھیا ہماری دلالہ تھی۔ وہ ہر روز ایک عورت لے کر ہمارے پاس آتی تھی۔ ایک دفعہ وہ ایک عورت لے کر ہمارے پاس آئی جب اس عورت کو ہمارے ارادے معلوم ہوئے تو اس نے ایک بلند چیخ ماری اور وہیں بے ہوش ہو گئی۔ میں نے اس عورت کو اسی گھر کے ایک کمرہ میں رکھ دیا۔ جب اس کو ہوش آئی تو میں نے اس کے متعلق پوچھا اس نے مجھ سے کہا اے جوانو! میرے متعلق اللہ کا خوف کرو۔ اس بوڑھی نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کے پاس ایک لاثانی موزہ ہے۔ جسے وہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکال سکتی۔ مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں اس کے موزے کو دیکھوں۔ اسی مقصد کے لیے جب میں یہاں آئی تو تم نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میرا تعلق ایک شریف خاندان سے ہے۔ رسول مکرم ﷺ میرے جدامجد ہیں اور آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا میری ماں ہیں۔ میرے اس نسب کا خیال کرو۔ اس شخص نے اپنی داستان کو جاری رکھتے ہوئے کہا

میں نے جب اس کی یہ دلخراش گفتگو سنی تو میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں ساری صورت حال بتائی۔ میں نے انہیں کہا بہتر ہے کہ ہم اس خاتون سے کوئی تعرض نہ کریں اور اسے چھوڑ دیں۔ میری یہ گفتگو سن کر وہ میری طرف لپکے انہوں نے کہا تم نے اپنی حاجت تو پوری کر لی ہے اور اب چاہتا ہے کہ ہم اس سے اعراض کریں۔ میں بھی ان کے بالمقابل کھڑا ہو گیا میں نے کہا اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی اس خاتون تک جانے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ ہمارے درمیان لڑائی ہونے لگی۔ اسی دوران میں زخمی ہو گیا میں نے اس شخص کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا جو سب سے زیادہ فعل شنیع کا حریص تھا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اس خاتون کو مکمل حفاظت کے ساتھ گھر سے باہر لے آیا۔ جب پڑوسیوں نے ہمارا شوروغوغا سنا تو وہ وہاں جمع ہو گئے۔ جب انہوں نے میرے ہاتھ میں چھری دیکھی اور میرے سامنے پڑا ہوا مقتول دیکھا تو انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا اور تمہارے پاس لے آئے۔ تمام داستان سن کر اسحاق نے اس قاتل سے کہا میں تجھے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مکرم ﷺ اور اس عورت کی حفاظت کرنے کی وجہ سے آزاد کرتا ہوں۔ پھر اس شخص نے توبہ کی اور ساری زندگی اپنی توبہ پر پختہ رہا۔

علی بن عیسیٰ فرماتے ہیں میں خاندان علویہ کے افراد سے احسان سے پیش آتا تھا۔ جب رمضان المبارک آتا تو میں اس خاندان کے ہر فرد کو طعام اور لباس وغیرہ میں سے اتنا کچھ عطا کرتا جو اس کے لیے سال بھر کے لیے کافی ہو جاتا۔ خاندان علویہ میں سے ایک بوڑھا تھا۔ وہ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھا۔ میں اسے ہر سال پانچ ہزار درہم عطا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اس کو نشہ کی حالت میں دیکھا وہ مٹی میں لت پت تھا اور لگاتار قے کر رہا تھا۔ میں نے دل میں سوچا میں

خرچ کریگا۔حتی کہ اللہ رب العزت ہمیں فراخی عطا فرمائے۔

امام واقدی فرماتے ہیں۔ہم نے ان دراہم کو تین حصوں میں بانٹ لیا۔میں نے جلد ہی اپنا حصہ صرف کرڈالا میرے پاس صرف چند درہم رہ گئے۔میں اپنے حالات کے متعلق پریشان ہوگیا۔میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے خوشحالی کی بشارت دی۔اسی شب سحری کے وقت یحییٰ بن خالد برمکی کا قاصد میرے پاس آیا۔اس نے مجھے اپنے پاس طلب کیا۔جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے کہا اے واقدی! آج رات میں نے خواب میں تمہیں پریشان کن حالت میں دیکھا ہے۔میں یہی سمجھا ہوں کہ تم کسی مصیبت میں گرفتار ہو۔مجھے اپنے حالات بتاؤ۔میں نے اسے تمام حالات بتائے۔ہماری سبق آموز حکایت سن کر اس نے کہا میں نہیں جانتا کہ تم میں سے سب سے زیادہ کریم اور فیاض کس کو کہوں۔اس نے مجھے تیس ہزار درہم دیئے اور میرے دوسرے ساتھیوں کو بیس بیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور مجھے جج کے منصب پر فائز کیا۔

ابراہیم بن مہران فرماتے ہیں۔کوفہ کے شہر میں ہمارے پڑوس میں ایک قاضی رہتا تھا۔وہ ابوجعفر کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے معاملات حد درجہ عمدہ تھے۔جب اس کے پاس خاندان علوی کا کوئی شخص آتا اور کسی چیز کا مطالبہ کرتا تو وہ کبھی بھی انکار نہ کرتا۔اگر وہ قیمت دے سکتا تو اس سے رقم وصول کر لیتا ورنہ اپنے غلاموں سے کہتا اس رقم کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کھاتے میں لکھ لو۔تادیر اس کا یہی دستور رہا۔پھر اس پر ناداری کا دور آ گیا۔وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور اپنی کاپی کو دیکھنے لگا۔اگر اس کا کوئی مقروض زندہ ہوتا تو اس سے قرض مانگنے کے لیے کسی شخص کو روانہ کر دیتا اور اگر مقروض زندہ نہ ہوتا تو اس کے نام کو مٹا دیتا۔ایک دن وہ اسی کیفیت میں اپنے گھر کے دروازے میں بیٹھا تھا اور اپنی اس کاپی میں غور وخوض کر رہا تھا کہ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اس نے از روئے مذاق کہا تیرے اس بڑے مقروض (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا کیا بنا۔طعن و تشنیع کے اس تیر نے اس شخص کو افسردہ کر دیا۔وہ شخص خاموشی سے اپنے گھر میں داخل ہوگیا۔رات کو اس کا بخت جاگا۔خواب میں نبی مکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا۔اس نے دیکھا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے۔حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا تمہارے والد محترم نے کیا کیا پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں یہاں ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! تم اس شخص کا حق کیوں ادا نہیں کرتے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گذارش کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ابھی اس کا حق ادا کر دیتا ہوں۔

وہ قاضی کہتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک تھیلی عطا کی اور فرمایا یہ تمہارا حق ہے۔حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنا حق لے لو اور اولادِ علی میں سے جو آدمی بھی تمہارے پاس آئے وہ جس چیز کا مطالبہ کرے اسے وہ چیز ضرور عطا کرنا عیش سے زندگی گزارو اب تمہیں فقر و فاقہ کا کوئی ڈر نہیں۔میں اسی وقت بیدار ہوگیا وہ تھیلی میرے ہاتھ میں تھی میں نے اپنی بیوی کو آواز دی۔میں نے اس سے پوچھا کیا میں نیند میں ہوں یا کہ عالم بیداری میں اس نے مجھ سے کہا تم عالم بیداری میں ہو۔میں نے

رَسُوْلُ اللّٰہِ'' میں نے جان لیا کہ تو اپنے نام کے ساتھ صرف اسی ذات کا نام ملاتا ہے جو تجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا اے آدم! تو نے سچ کہا ہے۔ محمد ﷺ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب تو نے ان کے وسیلہ سے مجھ سے دعا مانگی ہے تو میں تجھے معاف کر دیتا ہوں۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ فرماتا۔

امام نسائی، امام ترمذی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اندھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے نور بصارت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر صبر کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ اس صحابی نے عرض کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا عمدہ طریقے سے وضو کرو پھر یہ دعا مانگو:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیۡکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحۡمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ لِیُقۡضٰی اَللّٰھُمَّ شَفِّعۡهُ فِیَّ''

''اے میرے مولا! میں تیری بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہوں اور میں تیری بارگاہ میں محمد نبی الرحمۃ ﷺ کا وسیلہ پکڑتا ہوں۔ اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ ﷺ کے وسیلہ کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں تاکہ میری ضرورت پوری ہو جائے۔ اے مولا! اپنے محبوب کی میرے متعلق شفاعت قبول فرما''۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے یہ دعا مانگ کر جب وہ اندھا اٹھا تو اسے نور بصارت مل چکا تھا۔

الطبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص گاہے بگاہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہ تو اس کی طرف توجہ فرماتے اور نہ ہی اس کی ضرورت پوری فرماتے۔ اس نے اس بات کی شکایت حضرت عثمان بن حنیف سے کی انہوں نے فرمایا پہلے اچھے طریقے سے وضو کرو۔ پھر مسجد جاؤ اور دو رکعت نماز ادا کرو پھر یہ دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیۡکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ .... الخ

پھر اپنی حاجت بیان کرنا وہ شخص گیا اس نے وضو کیا مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد یہ دعا مانگی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ ابھی وہ دروازے پر ہی تھا کہ دربان آیا۔ اس نے اس شخص کا بازو پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا اپنی حاجت بیان کرو۔ اس شخص نے اپنی حاجت بیان کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی حاجت کو پورا فرمانے کے بعد فرمایا تو نے آج تک اپنی ضرورت بیان کیوں نہیں کی۔ تجھے جب بھی کوئی ضرورت پڑے میرے پاس آجایا کرو۔

پھر وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے اٹھا اور حضرت ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا ان سے کہنے لگا اللہ

اس فاسق کو ہر سال پانچ ہزار درہم دیتا ہوں وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں صرف کرتا ہے۔ میں نے عزم کیا کہ اب میں اسے کوئی چیز نہیں دوں گا۔ جب رمضان المبارک آیا تو وہ بوڑھا میرے پاس آیا۔ مجھے سلام کیا میں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے اس سے کہا اب تیرے لیے کوئی عزت و کرامت نہیں ہے۔ میں تمہیں درہم دیتا تھا اور تو اسے اللہ تعالیٰ کی معصیت میں خرچ کرتا تھا۔ میں نے تجھے خود دیکھا ہے کہ تو نشے کی حالت میں تھا۔ میری یہ گفتگو سن کر وہ بوڑھا چلا گیا اور اس کے بعد میرے پاس نہ آیا۔

علی کہتے ہیں جب میں اس شب محو استراحت ہوا تو خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد جمع تھے۔ میں بھی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ لیکن آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا۔ مجھ پر یہ بات بڑی گراں گزری میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے میرے ساتھ یہ رویہ کیوں اختیار فرمایا ہے۔ حالانکہ میں آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم کی اولاد پر بھی احسان کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے میرے فلاں بیٹے کو اپنے دروازے سے واپس کیوں لوٹا دیا تھا اور اس کو عزت و کرامت سے محروم کیوں کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ میں نے اس کو حالت نشہ میں دیکھا میں نے چاہا کہ درہم دے کر میں اللہ کی معصیت میں اس کی اعانت نہ کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو یہ رقم اسے اس کی ذات کے لیے دیتا تھا یا میرے لیے؟ (علامہ حلبی کی کتاب بغیۃ الاعلام اختتام پذیر ہوئی)

تتمہ

حضور پرنور ﷺ کے عہد ہمایوں سے لے کر آج تک تمام آئمہ کرام، عارفین کاملین اور شیوخ کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد اپنی ضروریات اور مشکلات کے حل کے لیے اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کا وسیلہ جلیلہ پیش کرنا جائز ہے اور یہ حقیقت تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ جس شخص نے بھی خلوص اور صداقت ویقین سے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اس کی مشکل ضرور حل ہوگئی اگر کسی کی ضرورت پوری نہ ہوسکی تو اس میں اس کے ضعف یقین، تردد اور عدم خلوص کا عمل دخل ہے۔ استغاثہ کے متعلق بہت سے دلائل ہیں۔ جو اس کتاب میں بھی موجود ہیں اور اس کے علاوہ دیگر کتب بھی ان سے بھرپور ہیں۔

خلاصہ کلام "جیسا کہ سید السمہودی نے خلاصۃ الوفاء میں ذکر کیا ہے" یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا، آپ ﷺ کے جاہ ومنصب اور برکت سے دعا مانگنا یہ مرسلین عظام اور سلف صالحین کی سنت مطہرہ ہے۔

حاکم نے صحیح حدیث روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے بارگاہ خدائے لم یزل میں عرض کی مولا! مجھے محمد ﷺ کے طفیل معاف فرما اللہ رب العزت نے فرمایا اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ میں نے انہیں ابھی تک پیدا ہی نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کی اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا میں نے دیکھا عرش کے پایوں پر لکھا تھا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ

حضور ﷺ کی حرمت وتکریم بعد از وصال بھی اسی طرح ہے جس طرح آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں تھی۔

یہ دلائل سن کر ابو جعفر نے سر جھکا لیا۔ اس نے کہا اے ابو عبد اللہ! میں دعا کرتے ہوئے قبلہ رو ہو جاؤں یا نبی اکرم ﷺ کی طرف رخ کروں۔ امام مالک نے فرمایا حضور نبی اکرم ﷺ سے روگردانی کیوں کرتے ہو۔ حالانکہ آپ ﷺ تیرے بھی اور تیرے محترم باپ حضرت آدم علیہ السلام کے بھی بروز حشر بارگاہ ربوبیت میں وسیلہ ہوں گے۔ تم حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی طرف منہ کر کے دعا مانگو اور بارگاہ صمدیت میں آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑو۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:۶۴)

"اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا۔"

امام ابن حجر مکی نے "مناسک امام نووی" پر حاشیہ لکھا ہے وہ علامہ سمہودی کی وہ عبادت جو پہلے گزر چکی ہے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آدمی مصنف کے ذکر کردہ سلام کے ساتھ اس آیت کی بھی تلاوت کرے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(الاحزاب:۵۶)

پھر ستر مرتبہ یہ عرض کرے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ (ﷺ)

کیونکہ ہمیں بعض قدیم علماء سے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس وقت ایک فرشتہ ندا دیتا ہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ لَمْ تَسْقُطْ لَكَ الْيَوْمَ حَاجَةٌ

"اے فلاں! تجھ پر بھی اللہ کی طرف سے سلام ہو آج تیری تمام حاجات پوری کر دی گئیں ہیں"۔

بہتر ہے کہ انسان سلام میں یا محمد (ﷺ) کی بجائے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عرض کرے۔ کیونکہ حضور ﷺ کو آپ ﷺ کے اسم مبارک سے ندا دینا حرام ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ اگر درود نہ ملا ہو تو نام لے کر پکارنا حرام ہے۔ لیکن یہ قول مردود ہے اور سابقہ نابینا صحابی کی حدیث سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ وہاں آپ ﷺ نے اجازت دی تھی۔

میں نے الشہاب الرملی کے فتاویٰ میں پڑھا ہے کہ حضور ﷺ کو نام مبارک سے پکارنا اس وقت حرام ہے جب اس کے ساتھ ایسا کوئی قرینہ ملا ہوا نہ ہو جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت وتوقیر پر دلالت کرتا ہو۔

امام نووی نے "المناسک" میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرنے والا یوں کہے:

رب العزت آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے جب تک مجھے یہ کلمات نہیں سکھائے تھے۔ حضرت عثمان غنی میری التجا کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ حضرت ابن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے یہ دعا تمہیں اپنی طرف سے نہیں سکھائی بلکہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک اندھا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے اندھے پن کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس پر صبر نہیں کرتا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں جس کو ساتھ لے کر میں چل پھر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وضو کرو پھر دو رکعت نماز ادا کرو پھر یہ دعا مانگو اللہ کی قسم! تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اب وہ بالکل بینا ہو چکا تھا ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اس کی آنکھوں کو کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسد کے لیے دعا فرمائی تو فرمایا:

بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہٖ (اس حدیث کی سند جید ہے)

مولا! اپنے نبی اور سابقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ان کی بخشش فرما"۔

کسی محبوب یا بزرگ ہستی کا تذکرہ کرنا دعا کی قبولیت کا سبب ہوتا ہے۔ عادت یہی ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے کسی ایسے شخص کے وسیلہ سے التجا کی جائے جو اس کے نزدیک قدر و منزلت والا ہو تو وہ شخص اس آدمی کی عزت و توقیر کی خاطر اس درخواست کو رد نہیں کرتا۔ کبھی کبھی کسی صاحب جاہ و منصب کے وسیلہ سے اس ذات کی توجہ حاصل کی جاتی ہے جو مقام و منصب میں اس سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ جب اعمال کے ساتھ وسیلہ پکڑنا جائز ہے (جیسا کہ حدیث غار سے ثابت ہے) تو نبی کریم ﷺ سے وسیلہ پکڑنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور اس کو توسل، استغاثہ، تشفع اور توجہ جیسے الفاظ سے تعبیر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور کبھی اس کو دعا کے لیے التجاء کرنے سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ طلب اور مانگنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ اگر سائل کو یہ معلوم ہو کہ وہ کس سے مانگ رہا ہے پھر مانگنا ممتنع نہیں ہے۔

امام سبکی نے تو تمام صالحین سے توسل کو جائز قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے لیے دعا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پکڑا۔

شفا میں جید سند کے ساتھ ابن حمید سے روایت ہے کہ ابو جعفر نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا۔ امام مالک نے فرمایا اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا تھا:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (الحجرات:۲)

"نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے"۔

اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ (الحجرات:۴)

"بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے"۔

شریف میں جس قدر خلوص اور توجہ ہوگی اسی قدر اس کے فوائد ملیں گے۔

عارف باللہ عبدالوہاب الشعرانی فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ جس کو کوئی ضرورت پیش آئے وہ پوری توجہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف پیش کرے۔ پھر بارگاہ صمدیت میں اپنی ضرورت بیان کرے۔ ان شاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی۔

امام شعرانی اپنی کتاب ''العہود الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہ کریں جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور ﷺ پر درود شریف نہ پڑھ لیں گویا کہ یہ اپنی ضرورت پیش کرنے سے پہلے ہدیہ دینا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں حاجت کو پورا کرنے کی چابی یہ ہے کہ اس سے پہلے ہدیہ پیش کیا جائے۔ جب ہم پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور نبی محترم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو آپ ﷺ اس ضرورت کے پورا ہونے کی بارگاہ ربوبیت میں شفاعت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدہ:۳۵)

ذرا دنیا کے بادشاہوں کے متعلق غور وفکر کرو۔ تو واضح ہوگا کہ بادشاہ کے قریب جانے کے لیے کسی قریبی واسطہ کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے راہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو حاجت کے پورا ہونے کے لیے تمہارے ساتھ چلے اگر تم بلاواسطہ بادشاہوں کے درباروں تک رسائی حاصل کرنا چاہوگے تو یہ ناممکن ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ بادشاہ کا قریبی شخص ان الفاظ سے آشنا ہوتا ہے۔ جن سے بادشاہ کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ وہ ان اوقات کو بھی جانتا ہے جن میں ان کے سامنے اپنی مشکلات بیان کی جاتی ہیں۔ جب ہم بادشاہوں سے ملاقات کرتے وقت واسطوں کے محتاج ہوتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ ادب سے پیش آئیں اور ہماری ضروریات جلد پوری ہوں تو پھر ہم جیسے کم ہمت لوگ بارگاہ ایزدی کے آداب سے کیسے آشنا ہوسکتے ہیں۔ میں نے اپنے آقا علی الخواص کو بیان فرماتے ہوئے سنا ہے انہوں نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو تو حضور ﷺ کے صدقے سے مانگو اور یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَفْعَلَ لَنَا كَذَا وَكَذَا

''اے مولا! ہم حضور نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری فلاں مشکل حل فرمادے''۔

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ جو ہماری یہ التجاء بارگاہ رسالت میں پیش کرتا ہے وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتا ہے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم فلاں شخص نے اپنی مشکل کے حل کے لیے آپ ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے۔ حضور ﷺ بھی اس مشکل کی حل کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ کی دعا درا جابت پر قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی دعا کو رد نہیں فرماتا۔

علامہ شہاب احمد المقری نے ''نفع الطیب'' میں ادیب اندلس ابو بحر صفوان بن ادریس سے روایت کیا ہے کہ ان کی لخت جگر شادی کی عمر کو پہنچ گئی جہیز کی تیاری کے سلسلہ میں انہوں نے مراکش کا سفر کیا وہ مدح خوانی کرتے ہوئے دارالخلافہ میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیْرَةَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَذِیْرُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ الرَّحْمَةِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْاُمَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَھْلِ بَیْتِکَ وَاَزْوَاجِکَ وَذُرِّیَّتِکَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اس جزاء سے کہیں افضل جزا دے جو اس نے کسی امت کی طرف سے اس کے نبی یا رسول کو دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات پر اس وقت بھی درود بھیجے۔ جب کوئی ذکر کرنے والا آپ کی ذات پر اس وقت بھی درود بھیجے۔ جب کوئی غافل آپ ﷺ کے ذکر سے غافل رہے۔ اَفْضَلُ وَاَکْمَلُ وَاَطْیَبُ مَا صَلّٰی عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اس کے عبد، اس کے رسول اور اس کی تمام مخلوق سے بہترین ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچادیا۔ امانت کو ادا کردیا۔ امت کے لیے خیرخواہی کا اظہار کیا اور راہ خدا میں کما حقہ جہاد کیا۔

اے میرے مولا! آپ ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ ﷺ کو اس مقام محمود پر فائز فرما۔ جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے اور انہیں اس رتبے کی رفعتیں عطا فرما جو مانگنے والے آپ ﷺ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

نبوت مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کی ایک اور دلیل

جو شخص حضور ﷺ کی ذات کریمانہ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے اس کو بہت سے دینی اور دنیوی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ درود شریف کو جس صیغے اور جس کیفیت سے بھی ادا کیا جائے اس کے اثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب سعادت الدارین اور افضل الصلوات میں بہت سے صیغوں کا تذکرہ کیا ہے۔ درود شریف کے فوائد اسی طرح حاصل ہوتے ہیں جس طرح بارگاہ رب العزت میں نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے سے حاجات پوری ہوتی ہیں۔ درود

الکریم بن شیخ احمد شرابانی حلبی کے ثبت میں بھی دیکھا ہے لیکن انہوں نے وہاں اس کو مخصوص عدد کے ساتھ مقید کیا ہے اور اس میں کچھ تبدیلی بھی ہے۔ انہوں نے اپنے ثبت میں فرمایا ہے۔ درود شریف کی وہ اقسام جن کی اجازت میرے استاذ محترم عارف شیخ عبد القادر البغدادی الصدیقی نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ ان میں سے ایک درود شریف یہ بھی ہے۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ

اس درود شریف کو شب و روز میں ایک مرتبہ اور مصائب کے وقت ایک ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ یہ ہر زہر کا تریاق ہے اور بہت مجرب ہے۔

میں (محمد یوسف نبہانی) نے پہلے صیغے کے ساتھ اس درود شریف کا تجربہ کیا ہے وہ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اس کی صداقت صبح کے اجالے کی مانند ظاہر ہوئی۔ میرے اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ۱۳۱۷ ہجری میں تقریباً چھ ماہ قبل میں ایک شدید مشکل میں پھنس گیا۔ مجھے اس مصیبت کی خبر جمعرات کو ملی میں اس وقت بیروت میں تھا۔ جب جمعہ کی رات کا ایک تہائی حصہ گذر گیا تو میں قبلہ رو ہو گیا۔ میں نے ایک ہزار مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھا۔ میں نے یہ ورد اس طرح کیا۔ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ'' پھر تین سو پچاس مرتبہ اسی درود شریف کا ورد کیا پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا میں سو گیا۔ پھر رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوا۔ میں نے وضو کیا اور مذکورہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھا۔ اگلے روز اس مصیبت کے دور ہونے کی خبر مجھے مل گئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مجھے بھی معلوم ہے اور میرے آشنا بھی جانتے ہیں کہ اس مصیبت کا اسی وقت دور ہو جانا اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور ﷺ کی برکت کی وجہ سے تھا۔

پہنچے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جب انہوں نے غور وفکر کیا تو انہیں اپنا یہ ارادہ درست نظر نہ آیا۔ انہوں نے سوچا کاش میں اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا۔ میں اس کے نبی مکرم ﷺ کی مدح وستائش کرتا۔ نبی محترم ﷺ کے اہل بیت کی تعریف کرتا تو میں اپنے مقصد کو ضرور پالیتا۔

پھر انہوں نے اپنے اس ارادہ سے توبہ کی انہیں معلوم ہو گیا۔ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا سہارا کافی ہے اور ان ہی کی طرف قصد کرنے سے کامیابی کی راہیں روشن ہوتی ہیں۔ انہوں نے پختہ عزم کیا کہ اب میں اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ کے علاوہ کسی اور طرف توجہ نہیں دوں گا۔

پھر جب وہ خلیفہ کے دربار میں پہنچے تو اس نے ان کی آمد کا مقصد پوچھا انہوں نے اپنے آنے کی غرض وغایت بتائی تو خلیفہ نے انہیں مال وثروت سے نوازا اور انہیں بتایا یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے خواب میں مجھے حکم دیا تھا کہ میں ادیب اندلس کی بھرپور مدد کروں۔ یوں وہ خلیفہ کے دربار سے کامران واپس پلٹے۔ پھر انہوں نے ساری زندگی اہل بیت کی مدح خوانی میں گزاری اور اسی گھرانے کی برکت سے انہیں شہرت دوام ملی۔

میں نے اپنی دونوں کتابوں میں درود شریف کے بہت سے ایسے صیغے لکھے ہیں۔ جو مصائب کو ٹالنے اور مشکلات کے حل کے وقت پڑھے جاتے ہیں۔ ان میں ایک درود شریف یہ بھی ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ یہ درود شریف کتاب ''افضل الصلوات'' پر مذکور ہے۔ اور اس کا نمبر 58 ہے۔ اور وہاں یہ اس طرح مذکور ہے۔

''ابن عابدین نے اپنی ''ثبت'' میں اپنے استاذ سید محمد شاکر العقاد سے، وہ عبد صالح شیخ احمد حلبی قاطن سے اور وہ مفتی دمشق علامہ حامد افندی العمادی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دمشق کے ایک وزیر نے انہیں گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے وہ شب قلق واضطراب میں گذاری انہوں نے رسول مکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے ان کو تسلی دی اور یہ درود شریف لکھایا اور فرمایا جب یہ درود شریف پڑھو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مشکلات آسان فرمادے گا۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئے اور انہوں نے یہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے نبی محترم ﷺ کی برکت سے ان کی مشکل کو آسان کر دیا۔

ابن عابدین فرماتے ہیں مجھے اسی استاذ محترم نے بیان فرمایا ہے کہ انہیں ایک اور مصیبت سے واسطہ پڑا۔ انہوں نے چلتے چلتے اسی درود شریف کا ورد کیا۔ ابھی انہوں نے سو قدم ہی طے کیے ہوں گے کہ ان کی وہ مصیبت فوراً دور ہو گئی۔

ایک دفعہ ان کے ہاں ایک مصیبت آن پڑی۔ انہوں نے اسی درود شریف کا ورد کیا جلد ہی اللہ تعالیٰ نے ان سے اس مصیبت کو دور کر دیا۔

ابن عابدین فرماتے ہیں۔ میں نے بھی اس درود شریف کو ایک بہت بڑی مصیبت کے وقت پڑھا تھا۔ اس مصیبت نے پورے دمشق کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔ میں نے ابھی یہ درود شریف صرف دو سو مرتبہ ہی پڑھا ہو گا کہ میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ مصیبت ٹل گئی ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔ میں نے اس درود شریف کو شیخ عبد

شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی قیامت کی علامات میں سے ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور آخری فتنہ دجال کا خروج ہے۔

فتنہ تتار

تا تاریوں کا فتنہ بھی علامات قیامت میں سے ہے۔ امام نسائی کے علاوہ صحاح ستہ کی تمام کتب میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہیں کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہ کرو گے۔ جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناک چپٹے ہوں گے۔ ان کے چہرے ڈھال کی مانند چوڑے ہوں گے۔

بخاری کی روایت ہے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم خوز اور کرمان (عجمیوں) سے نبرد آزما نہیں ہو جاتے ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گی۔ ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

امام نووی فرماتے ہیں۔ مندرجہ ذیل تمام احادیث حضور ﷺ کا معجزہ ہیں۔ یہ قوم اپنی انہیں صفتوں کی وجہ سے مشہور تھی جن کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا اور مسلمانوں نے کئی بار ان سے جنگ کی۔

علامہ تاج السبکی فرماتے ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا تخلیق کی ہے اس وقت سے لے کر آج تک کوئی ایسا فتنہ ظہور پذیر نہیں ہوا جو فتنہ تاتار سے زیادہ عظیم ہو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ تا تاریوں کا خروج جاری رہا حتی کہ ان سب کے آخر میں تیمور الاعرج کا ظہور ہوا۔ حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی سچ ثابت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ سب سے پہلے جو لوگ میری امت سے بادشاہی چھینیں گے ان کا تعلق بنو قنطورا سے ہوگا۔ قنطورا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی لونڈی تھی اور تمام تارتاری اسی کی اولاد میں سے ہیں۔ انہوں نے ہی بغداد میں فساد کی آگ بھڑکائی تھی اور بنو عباس کا آخری خلیفہ معتصم انہیں کے ہاتھوں ہلاک ہوا تھا۔ یہ تمام واقعات 656 ہجری میں رونما ہوئے۔

خطیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فرات اور دجلہ کے مابین ایک شہر آباد ہوگا۔ جس میں بنو عباس کی حکومت قائم ہوگی اس شہر کا نام الزوراء ہوگا۔ اس شہر میں ایک عظیم معرکہ بپا ہوگا۔ جس میں عورتوں کو پابہ زنجیر کیا جائے گا۔ مردوں کو اس طرح ذبح کیا جائے گا۔ جس طرح بھیڑیں بکریاں ذبح کی جاتی ہیں۔

حجاز کی آگ

اس سے مراد وہ آگ ہے جس سے مقام بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں جیسا کہ سرور کائنات ﷺ نے اس کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ امام بخاری اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ ظاہر ہوگی جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔

تیسرا باب

قیامت کی چھوٹی اور بڑی وہ نشانیاں جن کی خبر حضور نبی محترم ﷺ نے دی تھی

میں نے اس باب میں علامہ سید محمد بن عبد الرسول الحسینی البرزنجی کی تصنیف ''کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' کا خلاصہ پیش کیا ہے اور اس میں کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ یہ تالیف اس صنف پر نفیس ترین کتاب ہے۔ میں نے اس کو نقل کرنے میں امام شعرانی کی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کی پیروی کی ہے۔

علامہ برزنجی فرماتے ہیں۔ قیامت کو علامات تین حصوں میں منقسم ہیں۔

(۱) وہ قسم جو ظاہر ہوئی اور پھر ختم ہوگئی۔ اس قسم کی علامات بعیدہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۲) وہ قسم جو ظہور پذیر ہوئی لیکن ختم نہیں ہوئی بلکہ آئے روز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور یہ قسم مکمل ہونے کے لیے کوشاں ہے۔ جب یہ نکتہ کمال کو پہنچ جائے گی تو پھر تیسری قسم کی علامات ظاہر ہوں گی۔

(۳) تیسری قسم میں وہ بڑی بڑی علامات ہیں جن کے فوراً بعد قیامت قائم ہو جائے گی اور یہ اس طرح مسلسل ہوں گی۔ جس طرح کسی لڑی کے ٹوٹ جانے سے موتی پیہم گرنے لگتے ہیں۔

پہلی قسم

وہ علامات جو ظاہر ہوئیں اور ختم ہوگئیں

حضور ﷺ کا وصال

روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ کا وصال بھی قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ اس حدیث کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔ اس حدیث کو الطبرانی نے روایت کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصال

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصال بھی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول مکرم ﷺ سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک میرے صحابہ میں سے ایک شخص کو اس طرح تلاش کیا جائے گا۔ جس طرح ایک گم شدہ چیز کو تلاش کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ چیز نہیں ملتی۔ (رواہ احمد)

کے زمانہ میں ہوا یہ واقعہ 654 ہجری جمادی الآخریٰ کا ہے۔اس کی ابتداء زلزلے کے ہلکے سے جھٹکے سے ہوئی۔ پھر اس زلزلے کے ہلکے ہلکے جھٹکے لگا تار آتے رہے۔لیکن انہیں بہت کم لوگوں نے محسوس کیا۔منگل کے روز ان زلزلوں میں شدت آگئی۔ پھر بدھ کو بہت بڑا زلزلہ آیا۔لوگ اس سے ڈر گئے۔ پھر جمعۃ المبارک تک یہ جھٹکے مسلسل محسوس ہوتے رہے۔اس زلزلے کی آواز کڑک سے بھی زیادہ تھی۔ زمین متحرک لگتی تھی دیواروں میں بھی حرکت ہو رہی تھی۔حتی کہ اس ایک دن میں اٹھارہ زلزلے آئے۔ جیسا کہ علامہ قطب القسطلانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ یہ آگ انہیں کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوئی اس وقت وہ مکہ معظمہ میں تھے۔

ابوشامہ نے سنان قاضی المدینہ کی کتاب "مشاہدہ" اور قاشانی وغیرہ سے اس آگ کے بہت سے عجائب نقل کیے ہیں۔ علامہ قاشانی فرماتے ہیں۔ جمعہ کے روز زمین پر ایک بہت بڑا زلزلہ آیا۔حتی کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے مینار کانپ گئے۔اس کی چھت سے بہت سا شور سنائی دیا۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں جمعہ کے روز دوپہر کے وقت وہ آگ ظاہر ہوئی۔ پہلے اس جگہ سے دھواں نکلا جس نے افق کو ڈھانپ لیا اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔جب اس کی تاریکی گہری ہوگئی اور رات بھی چھانے لگی تو اس وقت وہاں سے آگ کی شعاع ظاہر ہوئی۔مشرق کی سمت وہ آگ ظاہر ہوئی۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہاں ایک بہت بڑا شہر آباد ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں آتش حجاز مدینہ طیبہ سے ظاہر ہوئی۔ جمادی الآخریٰ بروز بدھ شام کو وہاں ایک عظیم زلزلہ آیا۔ جمعہ کے دن چاشت تک زلزلے کے جھٹکے برابر محسوس کیے جاتے رہے پھر یہ زلزلہ تھا تو آگ کا ظہور ہوا۔ یہ آگ اس عظیم شہر کی مانند دکھائی دیتی تھی جس کو فصیل نے گھیر رکھا ہو۔جس کے کنگرے، برج اور مینار دور سے نظر آتے ہوں۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ کچھ آدمی اس آگ کو کھینچ رہے ہیں۔وہ جس پہاڑ پر گذرتی اسے پیس کر رکھ دیتی۔وہ پہاڑ اس کے سامنے پگھل جاتا ہے اس آگ سے نیلے اور سرخ انگارے نکلتے تھے۔وہ بجلی کی طرح کڑکتی تھی۔وہ چٹانوں کو نگلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ پھر وہ ایک عظیم پہاڑ کی مانند ہوگئی۔ جب وہ آگ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچی تو وہ رک گئی۔لطف کی بات یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کی سمت ٹھنڈی ہوا آرہی تھی حالانکہ یہ آگ سمندر کی طرح موجزن تھی میرے ایک دوست نے مجھے بتایا میں نے اس آگ کو پانچ دن کی مسافت سے دیکھا مکہ معظمہ سے بھی اس آگ کا مشاہدہ کیا گیا اور بصریٰ کے پہاڑوں سے بھی اس کو دیکھا گیا۔

القطب القسطلانی فرماتے ہیں ہر نشیب وفراز پر اس آگ کی روشنی غالب تھی حرم کعبہ اور مدینہ منورہ کی زمین روشن ہوگئی۔ اس آگ سے بہت سے شعلے نکلتے تھے۔ زمین پر سورج کی روشنی کا رنگ زرد ہوگیا۔سورج سرخ نظر آنے لگا اور چاند ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اس کو گرہن لگ گیا ہے۔

ابوشامہ نے سنان کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ یہ آگ مکہ معظمہ سے بھی دکھائی دی ہر بیاباں سے اس کو دیکھا جا سکتا تھا۔ مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے بیان کیا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ میں اس آگ کا مشاہدہ کیا تھا اور اس کی نورانیت میں مقام تیماء میں ایک کتاب لکھی جب تک وہ آگ ضوفشاں رہی آفتاب و ماہتاب گہن زدہ ہوکر طلوع ہوتے رہے۔سورج گرہن اور چاند

ابن ابی شیبہ، امام احمد، حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کاش میں جان لیتا کہ وراق کے پہاڑ سے وہ آگ کب نمودار ہوگی جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں جگمگا اٹھیں گی۔

الطبرانی نے عاصم بن عدی الانصاری سے روایت کیا ہے کہ جب تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا ''حبس سیل'' کہاں ہے۔ ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا میرے پاس سے بنوسلیم کا ایک شخص گذرا میں نے اس سے پوچھا تو کہاں سے آرہا ہے۔ اس نے کہا میں حبس سیل سے آرہا ہوں۔ میں نے اپنے جوتے پہنے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے ہم سے حبس سیل کے متعلق دریافت فرمایا تھا۔ لیکن ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔ ابھی میرے پاس سے ایک شخص گذرا ہے میں نے اس سے اس کا مسکن پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ حبس سیل کا رہنے والا ہے۔ حضور ﷺ نے اس شخص کو طلب فرمایا اس سے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے۔ اس نے عرض کی میرا گھر حبس سیل میں ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا وہاں سے اپنے اہل خانہ کو نکال کر لے جا۔ عنقریب وہاں سے ایسی آگ کا ظہور ہوگا۔ جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔

ابویعلیٰ اور امام احمد نے رافع بن بسر السلمی سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب حبس سیل سے ایسی آگ کا ظہور ہوگا جو سست رفتار اونٹوں کی طرح چلے گی۔ وہ دن کے وقت رواں ہوگی اور رات کو تھم جائے گی۔

مسند فردوس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک حجاز کی وادیوں میں سے ایک وادی میں آگ کا ظہور نہ ہوگا اس آگ میں بصری کے اونٹوں کی گردنیں جگمگا اٹھیں گی۔

علامہ نورالدین سمہودی سابقہ تمام احادیث کو لکھنے کے بعد رقم طراز ہیں۔ اس آگ کا ظہور ہو چکا ہے یہ مدینہ طیبہ کی مشرقی جانب سوارقیہ کی طرف سے نمودار ہوئی بنوسلیم کے شہر بھی اسی طرف تھے۔

بدر بن فرحون فرماتے ہیں یہ آگ وادی احیلین میں بہنے لگی۔ علامہ القطب القسطلانی فرماتے ہیں یہ آگ مدینہ طیبہ کے قریب قاع الہیلی کے مقام سے ظہور پذیر ہوئی اسی جگہ کے قریب بنوقریظہ کے گھر تھے۔ پھر یہ آگ پھیلتی رہی حتیٰ کہ یہ احیلین کے قریب پہنچ گئی اس آگ کے ظہور سے پہلے کئی ہولناک زلزلے آئے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا (بنی اسرائیل:۵۹)

''اور ہم نہیں بھیجتے ایسی نشانیاں مگر لوگوں کو (عذاب سے) خوفزدہ کرنے کے لئے''۔

اس آگ کے ظہور کے وقت اہل مدینہ کے اپنے نبی رحمت ﷺ کے دامن کرم میں پناہ لی پھر اس آگ نے شمال کی طرف رخ کر لیا۔ جب وہ آگ در رحمت کے سامنے آئی تو وہ بھی ٹھنڈی اور سراپا سلامتی بن گئی۔ اس طرح حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی خاک پاک کی برکت عیاں ہوئی۔

امام نووی فرماتے ہیں تمام اہل شام اس آگ کے ظہور پر متفق ہیں۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں کہ اس آگ کا ظہور ان

اس کی تپش کو محسوس نہ کیا میں اپنے گھوڑے سے نیچے اترا۔ میں پیدل چلتا ہوا آگ کے قریب تر پہنچ گیا میں نے دیکھا وہ چٹانوں اور پتھروں کو کھا رہی تھی۔ میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اس کو آگ کی طرف بڑھایا حتیٰ کہ اس کا پھل آگ تک پہنچ گیا میں اس وجہ سے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی میں نے حرارت محسوس کی پھل جل گیا لیکن لکڑی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

المطری فرماتے ہیں یہ آگ پہاڑ یا پتھر میں سے جس کے اوپر سے بھی گذرتی اس کو کھا جاتی لیکن وہ درختوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی تھی۔ میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ کے درختوں کو حرم میں شامل کیا تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت ہر مخلوق پر واجب ہے اس لیے آگ نے درختوں کا کوئی نقصان نہ کیا۔

لیکن علامہ قسطلانی کا بیان اس کا رد کرتا ہے وہ فرماتے ہیں یہ آگ آگے کی جانب رواں دواں رہی جو چیز اس کے سامنے آتی اس کو راکھ بنا دیتی وہ سرسبز شاداب درختوں اور پتھروں کو پگھلا کر رکھ دیتی۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ انہیں ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا کہ اس نے حرم کے پتھروں میں سے ایک بڑے پتھر کو دیکھا اس کا کچھ حصہ حرم سے باہر تھا۔ وہ حصہ جو حرم سے باہر تھا آگ نے اس کو جلایا لیکن جب آگ پتھر کے اس حصے تک پہنچی جو حرم میں شامل تھا تو وہ بجھ گئی۔

ایک اور جگہ علامہ القسطلانی فرماتے ہیں۔ جب آگ کا رخ شام کی طرف ہوا تو وہ آگے بڑھنے لگی حتیٰ کہ وہ قرین الارنب تک پہنچ گئی یہ مقام کوہ احد کے قریب ہے۔ یہاں آکر وہ آگ بالکل بجھ گئی۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں۔ یہ قول زیادہ قابل اعتماد ہے اور اسی سے حضور ﷺ کے معجزہ کا زیادہ اظہار ہوتا ہے۔

ابوشامہ نے ''سنان'' میں جو روایت نقل کی ہے وہ بھی مذکورہ بالا کلام کی تائید کرتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اس آگ کا سیل رواں وادی الشظاۃ میں اترا اور کوہ احد کی طرف بڑھا جب وہ حرۃ العریض کی طرف پہنچا تو وہ تھم گیا۔ پھر مدینہ طیبہ کی طرف بڑھنے والا لاوہ پرسکون ہو گیا اور حرۃ العریض کی آگ بھی بجھ گئی۔

مورخین کہتے ہیں یہ آگ ایک سیل رواں کی طرح وادی میں بہنے لگی۔ اس کا طول چار فرسخ عرض چار میل اور اونچائی ڈیڑھ قامت کے برابر تھی۔ یہ سیلاب آتش سطح زمین پر چل رہا تھا۔ چٹانیں اس کے سامنے سیسے کی طرح پگھلتی جا رہی تھیں۔ یہ لاوہ بہتا رہا حتیٰ کہ وہ وادی کے آخری کنارے پر جمع ہو گیا اور یہ وادی شظا سے لے کر جبل وغیرہ تک ایک رکاوٹ بن گیا پگھلے ہوئے پتھروں کا ایک بہت بڑا بند بن گیا۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں اس بند کے آثار آج تک موجود ہیں لوگ اسے حبس کہتے ہیں۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ مجھے لوگوں کی ایک جماعت نے بتایا ہے کہ اس آگ نے بلند و بالا پہاڑوں کو چھوڑ دیا تھا اور اسی وجہ سے وادی الشظاۃ کا راستہ منقطع ہو گیا پھر مذکورہ بند کے پیچھے اتنا پانی جمع ہو جاتا کہ وہ طول و عرض میں تا حد نظر ایک سمندر معلوم ہوتا تھا۔

دجال کذابوں کا ظہور

جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور بھی قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا

گرہن کے اثرات دمشق میں بھی ظاہر ہوئے۔ ہم حیران تھے کہ شمس وقمر کی روشنی کمزور کیوں ہوگئی ہے۔ جب ہم کو اس آگ کی اطلاع ملی تو ہم مطمئن ہو گئے۔

علامہ قطب قسطلانی فرماتے ہیں ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جبل سایہ سے اس آگ کا مشاہدہ کیا تھا اور بعض افراد نے اس آگ کو تیماء اور بصری سے دیکھنے کا دعوی کیا یہ دونوں مقامات مدینہ منورہ سے یکساں مسافت پر تھے۔

عماد بن کثیر فرماتے ہیں کہ مجھے قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی نے بیان فرمایا ہے کہ میرے والد محترم شیخ صفی الدین جو کہ بصری کے ایک مدرسہ میں مدرس تھے القضاۃ نے بیان فرمایا جب آتش حجاز کا ظہور ہوا تو اس صبح مجھے کئی صحرانشینوں نے بتایا کہ انہوں نے اس آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کی گردنیں دیکھی تھیں۔

اس سے حضور ﷺ کی پیشین گوئی کی صداقت ظاہر ہوگئی اور اسی سے نبی اکرم ﷺ کا معجزہ مکمل ہو گیا۔ یہ آگ دور دراز کے علاقوں سے اس لیے نظر آتی رہی تا کہ انذار (اللہ تعالیٰ سے ڈرانا) مکمل ہو جائے۔ یہ امر بھی مخفی نہیں کہ اس آگ کا ظہور جمعہ کے دن ہوا تھا۔ یہ آگ عذاب کی شکل میں نعمت تھی۔ دل اس سے خوفزدہ ہو گئے۔ امیر مدینہ عز الدین منیف بن شیحہ نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے۔ لوگوں سے دست تعدی روک لیا۔ ٹیکس ختم کر دیئے۔ وہ بارگاہ نبویہ میں آئے جمعہ کی رات اور ہفتہ مسجد نبوی میں بسر کیا اس کے ساتھ تمام مرد وخواتین حتی کہ کم سن بچے بھی تھے۔ ان کے سر جھکے ہوئے تھے وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے سروں کو جھکائے ہوئے تھے۔ وہ اپنے نبی مکرم ﷺ سے پناہ کے خواستگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کا رخ بدل کر شمال کی جانب کر دیا۔ وہ وادی احیلین سے شمال کی طرف چلی گئی مورخین بیان کرتے ہیں کہ وہ آگ تین ماہ تک برقرار رہی یہ اتنی طویل مدت اس لیے ضوفشاں رہی تا کہ یہ معاملہ ہر جگہ معروف ہو جائے۔ عوام الناس اس سے آگاہ ہو جائیں اور انہیں یہ معاملہ عظیم لگے تا کہ وہ اس سے آخرت کی آگ کو یاد کر سکیں۔

قطب القسطلانی نے ایک قابل اعتماد شخص سے روایت کیا ہے کہ امیر مدینہ نے کئی سواروں کو اس آگ کی طرف بھیجا ان کے گھوڑے اس کے قریب جانے کی جرأت نہ کر سکے وہ سوار گھوڑوں سے اتر پڑے اور آگ کے پاس گئے وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ آگ محلات کی طرح بڑے بڑے انگارے پھینکتی تھی۔ لیکن وہ اس کا سبب معلوم کرنے سے ناکام رہے۔ امیر مدینہ نے تنہا اس آگ کے پاس جانے کا ارادہ کیا وہ صرف دو تیروں کی مقدار ہی آگے بڑھ سکا۔ وہ آگ کی حرارت کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ وہ پتھر لوہے کی طرح دہکتے تھے ان کے نیچے آگ رواں تھی۔ وہ پتھروں کو اس طرح پھینکتی تھی جس طرح سمندر میں طلاطم خیز موجیں ابھرتی ہیں۔ اس آگ کے شعلے اتنے بلند تھے کہ انہوں نے افق کو گھیر لیا گمان کرنے والا یہ سمجھتا تھا کہ شمس وقمر گہن زدہ ہو گئے تھے۔ ان کی وجہ سے آفاق سے رونق ختم ہوگئی تھی۔

آگ کی مندرجہ بالا کیفیت اس واقعہ سے مختلف ہے جس کو علم الدین مصری سے روایت کیا گیا ہے۔ علم الدین مصری کہتے ہیں کہ انہیں امیر مدینہ نے ایک عربی شخص کے ساتھ اس آگ کی طرف بھیجا۔ اس نے ہم کو حکم دیا کہ اس آگ کے قریب جانا اور دیکھنا کہ کیا کوئی شخص اس کے قریب جا سکتا ہے کیونکہ لوگ اس سے بہت خوفزدہ ہیں۔ ہم اس آگ کے قریب گئے لیکن ہم نے

(۵) بنوعباس کے دور میں ایک گروہ نے بغاوت کی خلیفہ معتمد کے زمانہ میں فتنہ الزنج کے قائد بہبود کا ظہور ہوا۔ اس نے عراق میں فساد کی آگ بھڑکائی اور آل رسول ﷺ کی اہانت کی وہ دعوی کرتا تھا کہ اسے مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور وہ علم غیب جانتا ہے۔

(۶) مستکفی کے عہد حکومت میں یحییٰ بن ذکرویہ القرمطی نے پھر اس کے بعد اس کے بھائی حسین نے نبوت کا دعویٰ کیا اسکے چہرے پر ایک تل نکل آیا اس نے گمان کیا کہ اس کی نبوت کی یہی علامت ہے۔ پھر اس کے بھتیجے عیسیٰ بن مہرویہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنا لقب مدثر رکھا اس نے کہا سورۃ مدثر میں اسی کا تذکرہ ہے۔ اس نے اپنے غلام کا لقب مطوق بالنور رکھا اس نے شام پر غلبہ پالیا وہاں بہت زیادہ فساد بپا کیا۔ حتی کہ منبروں پر خطبوں میں اس کا نام لیا جانے لگا۔ بالآخر وہ قتل ہو کر واصل جہنم ہوا۔

(۷) مقتدر کی خلافت میں ابوالطاہر القرمطی نے نبوت کا دعوی کیا۔

(۸) الراضی کی حکومت میں محمد بن علی کا ظہور ہوا اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نے مردہ کو زندہ کرنے اور زندوں کو مارنے کا بھی دعوی کیا بالآخر اسے قتل کر دیا گیا اور اپنے ساتھیوں سمیت تختہ دار پر چڑھ گیا۔

(۹) مطیع کے عہد حکومت میں ایک گروپ نے تناسخ کا دعویٰ کیا ایک نوجوان کہا کرتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح اس میں منتقل ہوگئی ہے۔ اس کی بیوی کا گمان تھا کہ اس میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی روح حلول کرگئی ہے۔ ایک اور شخص نے جبرائیل ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اسے پابند سلاسل کر دیا گیا لیکن اہل بیت کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا گیا۔ بالآخر قتل ہو کر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

(۱۰) مستظہر باللہ کے عہد میں نہاوند کے ایک شخص نے نبوت کا دعوی کر دیا۔ بہت سے لوگ اس کی پیروی کرنے لگے بالآخر اسے گرفتار کر کے واصل جہنم کیا گیا۔

(۱۱) اہل مغرب میں سے بہت سے مردوں اور عورتوں نے نبوت کا دعوی کیا۔ ان میں سے ایک شخص ''لا'' کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اپنی نبوت کا استدلال لا نبی بعدی سے کرتا تھا وہ کہتا ہے میرا نام ''لا'' ہے اور اس حدیث میں یہی ارشاد ہے۔ اس حدیث میں لا مبتدا اور نبی اسکی خبر ہے۔

(۱۲) ایک اور عورت نے نبوت کا دعوی کر دیا جب اس کے سامنے ''لا نبی بعدی'' حدیث بیان کی گئی تو اس نے کہا اس حدیث میں کسی مرد کے نبی ہونے کی نفی ہے کسی عورت کے نبی ہونے کی نفی نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ستائیس کی تعداد یا تو پوری ہو چکی ہے یا پوری ہونے کے قریب ہے۔ مطلق کذاب تو بے شمار گزرے ہیں ان میں سے بعض نے امام مہدی ہونے کا دعوی کیا۔ بعض نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مثلاً معمر اور رتن ہندی وغیرہ کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔

بیت المقدس کی فتح

بیت المقدس کی فتح بھی ان علامات میں سے ایک علامت ہے۔ جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث

کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ امام بخاری کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو عظیم گروہ آپس میں جنگ نہ کرلیں گے ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس دجال اللہ کا رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرلیں گے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت قائم ہونے تک تیس کذابوں کا ظہور ہوگا۔ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کا تعلق انہیں کے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تیس یا اس سے زائد کذاب ہوں گے۔ میں نے پوچھا ان کی نشانی کیا ہے فرمایا وہ نیا طریقہ ایجاد کریں گے۔ وہ طریقہ تمہارے طریقے سے جدا ہوگا۔ وہ تمہارے طریقے کو بدلنے کی کوشش کریں گے۔ جب تم ان کو دیکھو تو ان سے اجتناب کرو۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں ستائیس کذاب دجال ہوں گے۔ ان میں چار عورتیں بھی شامل ہوں گی۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تیس کا عدد جزم کے ساتھ ذکر کرنا کسر کی تلافی کے لیے ہے۔ امام بخاری کی حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

الطبرانی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذابوں کا ظہور نہ ہو جائے گا۔ اسی طرح کی ایک حدیث ابو یعلی نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ممکن ہے جن احادیث میں تیس کذابوں کا ذکر ہے ان سے مراد مدعیان نبوت ہوں اور جن میں اس سے زائد کا تذکرہ ہے اس سے مراد وہ لوگ ہوں جو گمراہی کی دعوت دیتے ہیں۔ مثلاً غالی، رافضی، باطنی، حلولی اور دیگر تمام گمراہ فرقے۔ یقیناً ان کے عقائد اور شریعت حضور ﷺ کے عقائد اور شریعت کے خلاف ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں طلیحہ بن خویلد نے نبوت کا دعوی کیا۔ پھر اس نے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا۔

(۲) سجاح نامی عورت نے نبوت کا دعوی کیا۔

(۳) ابن زبیر کے زمانہ میں مختار ثقفی نے دعوی نبوت کیا۔ وہ کہتا تھا کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے وہ اپنے خطوط میں مختار رسول اللہ لکھا کرتا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے اپنی امت کو نہ صرف اس کا نام لے کر اس سے بچنے کے لیے فرمایا بلکہ اس کے اوصاف بھی ذکر کیے۔ ابن خزیمہ، حاکم، الطبرانی نے حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قبیلہ ثقیف سے ایک کذاب کا ظہور ہوگا اور اسی قبیلے سے ایک ظالم کا بھی ظہور ہوگا۔ علماء فرماتے ہیں کذاب سے مراد مختار بن عبید اور ظالم سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔

(۴) مشہور شاعر متنبی نے بھی نبوت کا دعوی کیا پھر اسے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔

ہوں گے۔ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔آپ ﷺ سے عرض کی گئی کیا صالحین کی موجودگی میں زمین دھنس جائے گی۔آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت اکثریت خبیث لوگوں کی ہوگی۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ا سوقت ہم قیامت کے متعلق بحث کر رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتی کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو گے۔آپ ﷺ نے ان نشانیوں میں تین خسوف کا ذکر فرمایا ایک خسف مشرق میں ایک خسف مغرب میں اور ایک خسف جزیرۃ العرب میں۔

یہ تینوں خسوف رونما ہو چکے ہیں۔208 ہجری میں مغرب میں تیرہ گاؤں زمین میں دھنس گئے۔346 ہجری مطیع کے عہد حکومت میں رے اور اس کے گرد ونواح میں ایک عظیم زلزلہ آیا۔جس سے شہر "طالقان" زمین میں دھنس گیا۔اس شہر کے صرف تیس افراد اپنی جان بچا سکے۔رے کے ایک سو پچاس گاؤں زمین میں دھنس گئے۔حلوان کا اکثر حصہ بھی زیر زمین چلا گیا جس سے مردوں کی ہڈیاں قبروں سے باہر نکل آئیں اور زمین سے پانی نکلنے لگا۔رے کا ایک پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس کا ایک گاؤں زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہو گیا دو پہر کے بعد وہ گاؤں زمین میں دھنس گیا۔جس سے زمین میں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے اور اس سے بدبودار پانی نکلنے لگا اور دھوئیں کے بادل اٹھنے لگے۔597 ہجری میں بصری کا ایک گاؤں زمین میں دھنس گیا۔533 ہجری میں بجیرہ کا ایک گاؤں زمین میں دھنسا اور اس کی جگہ سیاہ پانی کھڑا ہو گیا۔علامہ برزنجی فرماتے ہیں ہمارے زمانے میں آذربائیجان کی سات بستیاں زیر زمین چلی گئیں۔

زلزلوں کی کثرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔بہت زیادہ زلزلے آئیں گے۔زمانہ سمٹ جائے گا۔فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل وغارت بہت زیادہ ہو جائے گی۔

ابن عساکر نے حضرت عروہ بن رویم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں زلزلے آئیں گے۔جن میں دس ہزار بیس ہزار اور بعض اوقات تیس ہزار تک آدمی مر جائیں گے۔اللہ تعالیٰ انہیں متقین کے لیے عبرت،مومنین کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے عذاب بنائے گا۔

232 ہجری میں خلیفہ متوکل کے عہد حکومت میں دمشق میں ایک ہولناک زلزلہ آیا جس سے کئی مکانات گر پڑے اور ہزاروں لوگ ان کے نیچے آکر مر گئے۔انطاکیہ میں بھی اس کے جھٹکے محسوس کیے گئے اور وہاں بھی بعض گھروں کو نقصان پہنچا جزیرہ میں بھی اس کے جھٹکے محسوس کیے گئے۔جس سے وہاں آگ بھڑک اٹھی۔اس کی وجہ سے موصل میں 500 افراد ہلاک ہوئے۔

242 ہجری میں تونس،اس کے مضافات،رے،خراسان،نیشاپور،طبرستان اور اصبہان میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔زمین میں اتنے بڑے بڑے شگاف پڑ گئے جن میں آدمی آسانی سے داخل ہو سکتا تھا۔ان دونوں زلزلوں کے درمیان دس سال کا

سے ثابت ہے بیت المقدس دو دفعہ فتح ہو چکا ہے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور دوسری دفعہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کیا۔

مدائن کی فتح

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مدائن کا قصر ابیض فتح نہ ہو جائے اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایک اونٹ سوار عورت حجاز سے لے کر عراق تک کا سفر امن وسلامتی کے ساتھ نہ کرے گی اسے کسی چیز کا خوف نہ ہوگا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ میں نے ان دو علامات کا مشاہدہ کرلیا ہے۔ یہ دونوں نشانیاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں وقوع پذیر ہوئیں۔

عرب کی سلطنت کا زوال

قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ عرب سلطنت رو بہ زوال ہو جائے گی۔ حضرت طلحہ بن مالک سے روایت ہے کہ قیامت کے قریب آنے کی ایک نشانی عربوں کی ہلاکت ہے۔ (ترمذی)

بنو عباس کی سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی اہل عرب کی حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔

مال و دولت کی فراوانی

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی۔ مال و ثروت کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ مال کا مالک صدقہ دینے کے لیے کسی شخص کو ڈھونڈے گا لیکن اسے کوئی ایسا شخص نہ مل سکے گا جو صدقہ کا مستحق ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد زریں میں جب فتوحات کثرت سے ہوئیں تو یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔ اس وقت فارس و روم کے اموال کو تقسیم کیا گیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت میں بھی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہو چکی ہے۔ ایک شخص اپنے صدقہ کا مال ہاتھ میں لیے پھرتا تھا۔ لیکن اسے قبول کرنے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

پہاڑوں کا اپنی جگہوں سے حرکت

الطبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے حرکت کرنے لگیں گے۔ امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے کہ 242 ہجری متوکل کے عہد حکومت میں ایک پہاڑ یمن کی طرف سرک گیا جس پر کاشتکاروں نے بسیرا کرلیا۔ المقتدر کے عہد حکومت 300 ہجری میں دینور کا پہاڑ زمین میں دھنس گیا اس کے نیچے سے بہت زیادہ پانی نکلا جس سے کئی بستیاں ڈوب گئیں۔

تین مرتبہ زمین دھنسنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے بعد تین خسوف (زمین میں دھنس جانا)

پھر غمزدہ ہو کر مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ وہیں وہ سو گیا اس نے خواب میں تاجدار حرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت کی حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری محبت میں لوگوں نے اس کی زبان کاٹ دی ہے اسکی زبان درست کر دو انہوں نے اس شخص کے ہاتھ سے زبان لی اور اس کے منہ میں رکھ دی۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو اس کی زبان پہلے کی طرح بالکل درست تھی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ حسین تھی۔ اس نے کسی شخص کو نہ بتایا اور اپنے شہر واپس لوٹ گیا۔ آئندہ سال وہ دوبارہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور عاشورا کے دن قبہ عباس میں گیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت میں کوئی چیز طلب کی۔ اس کی طرف ایک نوجوان آیا اور اس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

وہ اسے اپنے گھر لے گیا وہ بعینہٖ وہی گھر تھا۔ جہاں اس کی زبان کٹی تھی اس جوان نے اسکی بہت عزت افزائی کی۔ اپنی یہ عزت واکرام دیکھ کر اس شخص کو تعجب ہوا اس نے سوچا پچھلے سال اسی گھر میں میری زبان کٹی تھی اور اس سال مجھے احترام سے نوازا جا رہا ہے۔ اس نے اس جوان سے حقیقت دریافت کی۔ وہ جوان فوراً اس شخص کے قدموں میں گر گیا اور کہنے لگا وہ بد نصیب شخص میرا باپ ہی تھا۔ اس کی شکل بندر سے تبدیل ہو چکی ہے۔ جب اس جوان نے پردہ اٹھایا تو اس شخص نے وہاں ایک بندر دیکھا جس کو زنجیر کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ اس نوجوان نے اپنے مذہب سے توبہ کی اور اس شخص سے التجا کی کہ وہ اس کے والد کے معاملہ کو پوشیدہ رکھے۔

اس قصہ کو علامہ سمہودی اور علامہ قسطلانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ زواجر میں ہے کہ حلب میں ایک شخص تھا وہ شیخین کریمین کو برا بھلا کہتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے قبر سے نکال کر باہر پھینکنے پر اتفاق کیا۔ جب انہوں نے قبر کھولی تو اس کی شکل مسخ ہو چکی تھی وہ خنزیر کی شکل میں تھا۔ لوگوں نے اسے قبر سے باہر نکالا اور اسے آگ میں جلا دیا۔

علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے خلیفہ متوکل کے زمانہ میں ایک شخص جماعت کروا رہا تھا۔ اسے ایک مقتدی نماز میں اسے تنگ کرتا رہا۔ لیکن امام نے نماز نہ توڑی۔ جب اس نے سلام پھیرا تو اس تنگ کرنے والے شخص کی شکل مسخ ہو چکی تھی وہ خنزیر بن کر جنگل کی طرف بھاگ گیا۔

جہاں تک قذف (پتھر برسنے) کا تعلق ہے تو اس کے متعلق علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ 285 ہجری میں بصرہ پر کالے پتھروں کی بارش ہوئی۔ اور اتنی سخت ژالہ باری ہوئی کہ ہر ژالے کا وزن ایک سو پچاس درہم کے برابر تھا۔ 242 ہجری میں سویدا پر پتھر برسائے گئے ہر پتھر کا وزن دس رطل تھا۔ 478 ہجری میں بغداد میں سیاہ آندھی چلی۔ شدید گرج چمک ہوئی۔ وہاں بارش کی طرح ریت اور خاک برسی۔ علامہ برزنجی فرماتے ہیں کہ مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے بیان کیا ہے کہ تقریباً 1060 ہجری میں کردوں کے علاقہ میں سیاہ پتھروں کی بارش ہوئی ان پتھروں کا حجم مرغی کے انڈے کے برابر تھا۔ ان پتھروں کی آواز اتنی زیادہ تھی کہ لوگ ایک دن کی مسافت سے ان کا شور سنتے تھے۔

سرخ آندھی اور بڑے بڑے واقعات

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مال فئے کو ذاتی دولت، امانت

عرصہ تھا۔

245ہجری میں ایک عالم گیر زلزلہ آیا جس سے شہر مسمار ہو گئے، قلعے تباہ ہو گئے، پل گر گئے اور انطاکیہ کا ایک پہاڑ سمندر میں جا گرا۔

280ہجری معتضد کے دور حکومت میں دبیل میں ایک زبردست زلزلہ آیا جس سے شہر کا اکثر حصہ پیوندز مین ہو گیا اور ملبہ سے ایک لاکھ پچاس ہزار لاشیں نکالی گئیں۔

460ہجری میں رملہ میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس نے پورے شہر کو تباہ کر دیا۔حتیٰ کہ کنوؤں کے دھانوں سے پانی نکلنے لگا۔پچیس ہزار شہری لقمہ اجل بن گئے۔سمندر اپنے ساحل سے ایک دن کی مسافت پر چلا گیا لوگ چیزوں کو اکٹھا کرنے کے لیے خشکی پر چلے گئے۔اچانک پانی واپس آ گیا جس سے تمام لوگ ہلاک ہو گئے۔

460ہجری میں ایک عظیم زلزلہ آیا جس سے بغداد کو دس جھٹکے لگے اور حلوان کا پہاڑ پارہ پارہ ہو گیا۔

460ہجری میں مصر، شام اور جزیرہ میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔جس نے کئی شہروں اور قلعوں کو تباہ کر دیا۔662ہجری میں مصر میں ایک عظیم زلزلہ آیا۔433ہجری میں بخارا میں ایک زلزلہ آیا جس سے کثیر مخلوق ہلاک ہوئی۔922ہجری میں آذربائیجان میں ایک بڑا زلزلہ آیا جس سے بہت سی دنیا تباہ ہوئی۔

922ہجری میں شہر لار میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے تمام گھر گر پڑے اور وہ یوں تباہ ہوئے کہ لوگوں کو اپنے گھروں کے محل وقوع بھی بھول گئے۔اس بڑے زلزلے سے پہلے چھوٹے چھوٹے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔جس سے بہت سے لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے۔جو وہاں سے چلے گئے وہ بچ گئے اور جو نہ جا سکے وہ ہلاک ہو گئے۔

علامہ برزنجی فرماتے ہیں۔کتاب الاشاعۃ کو تالیف کرنے کے چھ ماہ بعد ایک ہولناک زلزلہ آیا جس سے بہت کم لوگ بچ سکے۔یہ وہ عظیم زلزلے ہیں جنہیں کتابوں نے اپنے اندر محفوظ کر لیا ہے۔لیکن چھوٹے چھوٹے زلزلے آئے روز آتے رہتے ہیں اور ان کی تعداد بے شمار ہے۔اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

مسخ اور قذف

امام احمد، مسلم اور حاکم نے روایت کیا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں حسف، قذف اور مسخ ہوگا۔حسف کا ذکر تو پہلے گزر چکا ہے۔مسخ تو کئی افراد کا ہو چکا ہے۔کئی آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ فاطمیہ مصر کے عہد حکومت میں شیعہ عاشوراء کے دن قبۃ العباس میں جمع ہوتے۔شیخین کریمین اور صحابہ کرام کو برے الفاظ سے یاد کرتے ایک شخص ان کی مجلس میں آیا اس نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں مجھے کھانا کون کھلائے گا۔ایک بوڑھا اس کے پاس آیا اور ہاتھ سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔وہ بوڑھا اس سائل کو اپنے گھر لے گیا اور اس کی زبان کاٹ کر اس کے ہاتھ پر رکھ دی اور کہا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت کا صلہ ہے۔اس سائل نے اپنی زبان اپنے ہاتھ پر رکھی اور مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہو گیا۔اس نے حضور ﷺ اور شیخین کریمین کی قبور پر حاضر دی۔

اٹھالیا جائے گا۔

یہ دونوں علامات پوری ہو چکی ہیں۔ 320 ہجری سے لے کر 327 ہجری تک بغداد کے لوگ فتنہ قرامطہ کی وجہ سے حج نہ کر سکے۔ 384 ہجری کو عراقی حجاج راستے ہی سے واپس آ گئے۔ اصفر اعرابی نے انہیں راستے میں روک دیا اور ٹیکس لیے بغیر آگے نہ جانے دیا۔ لوگ فریضہ حج ادا نہ کر سکے اور وہاں سے واپس آ گئے۔ اہل شام اور اہل یمن بھی حج نہ کر سکے صرف اہل مصر نے حج کیا۔ شیخ علوان الحموی کے زمانہ میں اہل شام کئی سال حج نہ کر سکے۔

حجر اسود کو اٹھانے کا واقعہ خلیفہ مقتدر کے دور حکومت میں رونما ہو چکا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ خلیفہ مقتدر نے حاجیوں کا ایک قافلہ منصور دیلمی کی قیادت میں مکہ معظمہ روانہ کیا وہ کارواں مکہ معظمہ تو صحیح و سالم پہنچ گیا۔ لیکن ترویہ کے دن دشمن خدا ابو طاہر قرامطی نے انہیں دیکھ لیا اور ان سب کو مسجد حرام میں ہی قتل کر دیا۔ انہوں نے حجر اسود کو توڑ کر اکھیڑا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ مبارک پتھر بیس سال ان کے پاس رہا اور مطیع کے عہد حکومت میں واپس لایا گیا۔ روایت کیا جاتا ہے کہ جب قرامطہ اس پتھر کو لے کر گئے تھے تو مکہ معظمہ سے لے کر ہجر تک چالیس اونٹ اس کے نیچے ہلاک ہوئے۔ جب اسے واپس لایا گیا تو اس مبارک پتھر کو ایک اونٹ بآسانی واپس لے آیا وہ اونٹ اس کی برکت سے موٹا ہو گیا محمد بن ربیع بن سلمان کہتے ہیں۔ اس سال میں بھی مکہ معظمہ میں موجود تھا ایک شخص بیت اللہ کے اوپر چڑھا تا کہ میزاب کو اکھیڑے۔ میں اس وقت اسے دیکھ رہا تھا۔ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ میں نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! تو کس قدر حلیم ہے۔ اسی وقت وہ شخص سر کے بل نیچے گرا اور واصل جہنم ہوا قرامطی اسی وقت منبر پر چڑھا اور کہنے لگا میں اللہ کے ساتھ ہوں۔ اللہ کی قسم! میں ہی مخلوق کو بناتا ہوں۔ اور میں ہی انہیں فنا کرتا ہوں۔

اس کے بعد ابو طاہر قرامطی بھی سکون نہ پا سکا چیچک کی وجہ سے اس کا جسم پاش پاش ہو گیا۔ محمد بن نافع الخزاعی کہتے ہیں۔ جب میں نے حجر اسود کی زیارت کی تو اس وقت وہ اپنی جگہ سے اکھیڑا جا چکا تھا۔ وہ سارا سفید تھا۔ صرف سر کی جانب تھوڑی سی سفیدی تھی۔ اس کی طوالت ایک ہاتھ سے زیادہ تھی۔

آسمان سے ستاروں کا ٹوٹنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ بعض اقوام کے سروں پر آسمان سے ستارے ٹوٹیں گے۔ کیونکہ وہ لواطت کو حلال سمجھیں گے۔ (دیلمی)

323 ہجری راضی کے عہد حکومت میں یہ پیشین گوئی بھی سچ ثابت ہو چکی ہے۔ ذوالقعدہ کی ایک شب رات بھر ستارے ٹوٹتے رہے۔ اتنے کثیر ستارے پہلے کبھی نہیں ٹوٹے تھے۔ اس کے بعد بھی ستارے اور شہاب کثرت سے گرتے رہے اور لوگوں کو ہلاک کرتے رہے۔

اموات کی کثرت

بخاری میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت سے قبل چھ نشانیاں

کو مال غنیمت، زکوۃ کو ٹیکس سمجھا جانے لگے۔ تعلیم دنیا کے حصول کے لیے سیکھی جانے لگے۔ آدمی اپنی ماں کی نافرمانی اور اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے، اپنے دوست کو قریب اور اپنے والد کو دور کرے۔ مسجد میں شور و غوغا بلند ہونے لگے۔ قبیلہ میں سے فاسق آدمی اس کا سردار بن جائے۔ قوم میں سے ذلیل ترین شخص اس کا سردار ہو۔ انسان کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے۔ گلوکارائیں عام اور آلات موسیقی کی بہتات ہو جائے۔ شراب سر عام پی جانے لگے۔ اس امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے تو اس وقت سرخ آندھی، زلزلے، خسف، مسخ اور قذف کا انتظار کرو۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے فرمایا جب دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ میں آگئی ہے اور زلزلے، مصائب اور بڑے بڑے حیران کن واقعات رونما ہونے لگے ہیں تو اس وقت قیامت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک اور سر مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔

ابوداؤد اور حاکم نے لکھا ہے کہ اگر اس خلافت سے مراد بنوامیہ کی حکومت ہے تو اس میں تو بہت حیران کن واقعات رونما ہو چکے ہیں اور اگر اس سے مراد امام مہدی کی خلافت ہے تو بڑے بڑے واقعات سے مراد وہ امور ہوں گے جو قرب قیامت رونما ہوں گے۔ مثلاً دابہ کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

جہاں تک آندھی کا تعلق ہے تو 232 ہجری متوکل کے زمانہ میں عراق میں سخت آندھی آئی اس نے کوفہ، بصرہ اور بغداد کی کھیتیوں کو جلا دیا۔ یہ آندھی لگاتار پچاس دن چلتی رہی کئی مسافر مارے گئے۔ حتی کہ یہ آندھی ہمدان جا پہنچی اس کی کھیتیوں اور جانوروں کو تباہ کر دیا۔ پھر اس کا رخ موصل اور سنجار کی طرف ہو گیا وہاں لوگوں کا کاروبار تجارت بند ہو گیا راستوں پر چلنا مشکل ہو گیا اور اس کی وجہ سے بہت سی مخلوق لقمہ اجل بنی۔

280 ہجری ماہ شوال معتضد کی خلافت میں عصر تک دنیا میں تاریکی چھائی رہی، کالی آندھی چلی۔ یہ آندھی تین رات مسلسل چلتی رہی اس کے بعد ایک عظیم زلزلہ آیا جس نے دبیل شہر کی اکثریت کو تباہ کر دیا۔ 285 ہجری میں بصرہ میں زرد آندھی چلی کچھ دیر بعد سبز پھر کالی ہو گئی۔ پھر یہ کئی شہروں میں پھیلتی چلی گئی۔

مقتدر کے دور حکومت میں بغداد میں کالی آندھی چلی اور اتنی شدید گرج و چمک ہوئی کہ گمان ہونے لگا کہ قیامت آگئی ہے۔ مستظہر کے دور حکومت میں بھی کالی سیاہ آندھی چلی اتنی تاریکی پھیل گئی کہ آدمی کو اپنا ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ پھر لوگوں پر ریت برسنے لگی۔ انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ پھر آسمان صاف ہو گیا اور ہر طرف زردی چھانے لگی۔

596 ہجری مکہ معظمہ میں کالی آندھی چلی جس نے پوری دنیا کو تاریک کر دیا لوگوں پر سرخ ریت برسنے لگی اور رکن یمانی کا ایک حصہ گر پڑا۔

حج کے راستے کا مسدود ہونا اور حجر اسود کا اٹھایا جانا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتی کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ بیت اللہ کا حج نہ ہو سکے گا۔ (حاکم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ رکن کو

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ زہد رسم ورواج اور تقویٰ بناوٹ بن جائے گا۔

الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ قبیلے کا سردار منافق اور گناہ گار اس کا راہنما ہو جائے گا۔ اور ایک علامت یہ بھی ہے کہ مومن اپنے قبیلے میں بھیڑ بکریوں سے زیادہ ذلیل ہوگا۔

امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے قریب تجارت عام ہو جائے گی حتی کہ عورت تجارتی معاملات میں اپنے خاوند کی معاونت کرے گی۔ قطع رحمی عام ہوگی۔ کتابت بہت زیادہ ہوگی۔ علماء کی قلت ہو جائے گی۔ جھوٹی گواہی عام ہوگی اور سچی شہادت کو مخفی رکھا جائے گا۔

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے علامات قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ امانت کو مال غنیمت اور زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا اور دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے علم سیکھا جائے گا۔

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ شیطان ایک شخص کی شکل میں ایک قوم کے پاس آئے گا۔ اور ان کے ساتھ جھوٹی باتیں کر کے ان میں تفرقہ ڈال دے گا۔ ان میں سے ایک شخص کہے گا میں نے یہ باتیں ایک ایسے شخص سے سنی ہیں جس کا چہرہ تو میں جانتا ہوں لیکن اس کے نام سے آشنا نہیں ہوں۔

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ انسان کتے کے بچے کو پالنا اچھا سمجھے گا۔ لیکن انسانی بچہ کی تربیت مشکل ہوگی۔ بڑے کی عزت نہیں کی جائے گی۔ چھوٹے پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ حرامی بچے عام ہوں گی۔ مرد اپنی عورت سے راستہ میں ہی حقوق زوجیت ادا کرنے لگے گا۔ لوگ نرمی سے گفتگو کریں گے وہ عمدہ افعال ریاء کرتے ہوئے سرانجام دیں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ننگے، مفلس اور برہنہ پا چرواہے عمارات تقسیم کرنے لگیں تو اس وقت قیامت کا انتظار کرنا۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب کوئی عہدہ نااہل کو دیا جائے تو اس وقت قیامت کا منتظر رہنا۔

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت سلامہ بنت حران سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ نمازی مصلی امامت پر ایک دوسرے کو کھڑا کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہیں ایسا شخص نہیں ملے گا جو انہیں نماز پڑھائے۔

الطبرانی نے ابوامیہ الجمعی سے روایت کیا ہے قرب قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ علم چھوٹوں سے حاصل کیا جائے گا۔

الطبرانی نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ آدمی نبطی عورت سے مال و دولت کی وجہ سے شادی کرے گا اور اپنی چچازاد کو چھوڑ دے گا اسے دیکھے گا بھی نہیں۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کمینی عورت سے اس کی ثروت کی وجہ سے شادی کرے گا اور اپنی چچازاد کو اس کی مفلسی کی وجہ سے ترک کردے گا۔

شمار کرلو۔

(۱) میرا وصال (۲) بیت المقدس کی فتح (۳) دو موتیں۔ لوگ ان میں اس طرح مریں گے۔ جس طرح و بازدہ بھیڑیں مرتی ہیں۔

یہ پیشین گوئی بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں اس وقت پوری ہوئی جب طاعون عمواس پھیلا۔ اس کے بعد طاعون جارف میں بھی کثیر اموات واقع ہوئیں۔ دنیائے عالم میں آئے روز طاعون اور وبائیں پھیلتی رہتی ہیں۔

دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "ایک ایسا وقت بھی آئے گا جس میں علماء کو کتوں کی طرح قتل کیا جائے گا۔ کاش! اس وقت کے علماء جان بوجھ کر احمق بن جائیں۔

ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ علماء پر ایک ایسا وقت بھی گزرے گا جب موت ان کو سرخ سونے سے بھی زیادہ پیاری لگے گی۔

مامون اور اس کے بھائی معتصم کے زمانہ میں جب علماء پر دنیا تنگ کر دی گئی اور انہیں شہید کیا گیا تو یہ پیشن گوئی بھی سچ ثابت ہوگئی۔

قیامت کی وہ علامات جن کا اظہار تو ہو چکا ہے لیکن وہ ابھی تک اختتام پذیر نہیں ہوئیں

قیامت کی علامات کی دوسری قسم وہ ہے جو ظاہر تو ہو چکی ہے لیکن وہ ابھی تک ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ نقطہ کمال تک پہنچنے کے لیے ہر لحہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تیسری قسم کی علامات کے ساتھ ملنے تک اس قسم کی نشانیوں میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ یہاں میں ان احادیث کا تذکرہ کر رہا ہوں جن میں وہ علامات پائی جاتی ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ کمینے انسان دنیا میں سب سے زیادہ سعادت مند بن جائیں گے۔ اس حدیث کو امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابونعیم اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا ہاتھ میں انگارے پکڑنے والے کی طرح ہوگا۔ آخری جاہل عبادت گزار اور قراء فاسق ہوں گے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتی کہ لوگ مساجد میں لوگوں پر فخر کرنے لگیں گے۔

الطبرانی نے حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قیامت کے قریب آنے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ چاند بڑا لگے گا جب وہ طلوع ہوگا تو کہا جائے گا کہ یہ تو دو دن کا ہے۔

الطبرانی نے مرداس الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زیادہ بارشیں، کم سبزہ، زیادہ عبادت گزار، کم فقہاء، کثیر امراء اور امانت داروں کی کمی قیامت کی نشانیاں ہیں۔

میں سے ایک بھی اللہ سے ڈرنے والا نہ ہو تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے۔

ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ ایک انسان مسجد سے بغیر دو رکعت نماز ادا کیے گزر جائے گا۔

دارقطنی نے حضرت ابی سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے قریب اس امت میں چند چیزیں رونما ہوں گی۔

(۱) آدمی اپنی بیوی یا لونڈی کی مقعد میں وطی کرے گا۔ حالانکہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اور یہ فعل شنیع اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

(۲) مرد، مرد سے نکاح کرے گا۔ یہ فعل بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا حرام کردہ ہے اور اس میں ان کی ناراضگی ہے۔ ایسے آدمی جب تک یہ فعل شنیع کرتے رہیں گے۔ ان کی کوئی نماز بھی قبول نہ ہوگی حتی کہ وہ سچے دل سے توبہ کرلیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ شام کے شریر لوگ عراق اور عراق کے پاکباز لوگ شام چلے جائیں گے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ ایسا وقت آئے گا کہ آدمی کا دین صرف اسی صورت میں سلامت رہ سکے گا۔ جب وہ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی کی طرف یا ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف بھاگ نکلے گا۔ جس طرح لومڑی اپنے بچوں کو لے کر بھاگتی ہے۔ انسان کی یہ کیفیت آخری زمانہ میں ہوگی۔ جب معیشت اللہ کی معصیت سے ہی حاصل ہوگی۔ جب حالات ایسے ہو جائیں گے۔ تو اس وقت کنج تنہائی بہتر ہے۔ اس وقت انسان کی ہلاکت اس کے والدین کے ہاتھوں ہوگی۔ اگر اس کے اس وقت والدین ہوں گے۔ ورنہ اس کی تباہی اس کی بیوی اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی۔ اگر وہ بھی نہ ہوئے تو اس کی ہلاکت اس کے قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے ہوگی۔ وہ اسے رزق کے کم ہونے کی عار دلائیں گے اور اس سے وہ مطالبات کریں گے جن کی اس میں استطاعت نہ ہوگی۔ حتی کہ وہ ان مہلک اشیاء میں گر کر ہلاک ہو جائے گا۔

ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ لوگ مسجد میں دنیاوی گفتگو کریں گے۔ ایسی محفل ہرگز اختیار نہ کرنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بیہقی از حسن)

ابن السنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مومن کو اس طرح مخفی رہنا پڑے گا جس طرح تمہارے مابین منافق پوشیدہ رہتا ہے۔

دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا۔ جب اہل علم کی بات کو تسلیم نہ کیا جائے گا۔ نہ کسی حلیم شخص سے حیا کی جائے گی۔ نہ ہی بڑے کا احترام اور چھوٹے پر رحم کیا جائے گا۔ لوگ ایک دوسرے کو دنیا کے حصول کے لیے قتل کریں گے۔ ان کے دل عجمیوں کی طرح اور زبانیں عربیوں کی طرح ہوگی۔ وہ نہ کسی نیک عمل سے آشنا ہوں گے اور نہ ہی برائی سے منع کریں گے۔ پاکباز ان سے چھپ کر زندگی گذاریں گے۔ وہ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے شریر لوگ ہیں۔ بروز حشر اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ قطعی رحمی ہوگی، ناجائز مال اکٹھا کیا جائے گا۔ خونریزی عام ہوگی۔ رشتہ دار دیگر رشتہ داروں کی شکایت کریں گے۔ ایک سائل گھومتا رہے گا لیکن ہر جگہ سے اسے خالی ہاتھ لوٹا دیا جائے گا۔

الطبرانی نے ابوموسیٰ سے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ کتاب اللہ کو باعث عار سمجھا جائے گا۔ اسلام غریب الدیار ہوگا۔ لوگوں کے مابین عداوت کا ظہور ہوگا۔ علم کو اٹھا لیا جائے گا اور وقت برکت سے محروم ہو جائے گا۔ انسان کی عمر کم ہو جائے گی سال اور پھل کم ہو جائیں گے۔ امین لوگوں پر الزام اور ملزموں کو امین ٹھہرایا جائے گا۔ جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی اور سچے کو جھٹلایا جائے گا۔ قتل عام ہوگا۔ محلات تعمیر کیے جائیں گے۔ اولاد والی عورتیں اپنی اولاد کی نافرمانی کی وجہ سے غمگین ہوں گی۔ بانجھ خوشی کا اظہار کریں گی۔ حسد بغاوت اور بخل عام ہو جائے گا۔ کثیر لوگ ہلاک ہوں گے۔ جھوٹ زیادہ ہوگا۔ سچ معدوم ہو جائے گا۔ لوگوں میں باہمی اختلاف پیدا ہوگا۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کی جائے گی۔ گمان کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ بارشیں زیادہ ہوگی۔ پھل کم ہوں گے۔ جہالت عام ہوگی۔ علم کم ہو جائے گا۔ بچہ آتش پا اور گرمی کی شدت ہوگی۔ خطباء غلط بیان کریں گے۔ وہ حق امت کے شریر لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔ جس نے ان کی تصدیق کی اور ان سے راضی ہوا۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

امام احمد نے سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ ایک ایسی قوم کا ظہور ہوگا جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ یعنی وہ لوگوں کی جھوٹی ستائش کریں گے۔ تاکہ وہ ان سے مال و ثروت حاصل کر سکیں۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ لوگ جانوروں کی طرح سر عام بدکاری کا ارتکاب کریں گے۔

دیلمی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ اللہ تعالیٰ تین اشیاء کو قلیل الوجود فرما دے گا۔

(۱) رزق حلال (۲) نافع علم (۳) اللہ کی رضا کے لیے اخوت بھائی چارہ

عبدالرزاق اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن زینب الجندی سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب دیکھو کہ صدقہ پوشیدہ ہو گیا ہے۔ جہاد اجرت پر ہو رہا ہے۔ آباد مقامات ویران ہو گئے ہیں اور ویران جگہیں آباد ہو گئی ہیں اور لوگ اپنی امانت (یا اپنے دین) سے اس طرح کھیلیں جس طرح اونٹ درخت کی شاخوں پر منہ مارتا ہے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب آ گئی ہے۔

بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ حکام کا ظلم و ستم فزوں ہو جائے گا۔ نجومیوں کی تصدیق کی جائے گی اور تقدیر کو جھٹلایا جائے گا۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ اگر بیس یا اس سے کم و بیش آدمی جمع ہوں اور ان

اے سلمان! اس وقت زکوٰۃ ایک ٹیکس محسوس ہوگی۔ مال فیئے مال غنیمت بنالیا جائے گا۔ جھوٹے کی تصدیق اور سچے کی تکذیب کی جائے گی۔ خیانت کرنے والے کو امین اور امین کو خائن سمجھا جائے گا۔ روبیضہ گفتگو کرے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی روبیضہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے وہ شخص محو تکلم ہوگا جسے گفتگو کرنے کا طریقہ نہ آتا ہوگا۔ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ قرآن پاک کے صرف نقوش رہ جائیں گے۔ قرآن پاک پر سونے سے نقش و نگاری ہوگی۔ میری امت کے مردوں کے پیٹ بڑھ جائیں گے۔ مشاورت عورتوں کے لیے ہوگی۔ بچے منبروں پر خطبے دیں گے۔ عورتیں گفتگو کے ڈھنگ سیکھیں گی۔ مساجد کو کنیسوں ور گرجوں کی طرح سجایا جائے گا۔ منبر طویل ہوں گے۔ صفیں بہت ہوں گی۔ لیکن دل بغض و عناد سے بھرپور ہوں گے۔ زبانوں میں اختلاف ہوگا۔ لیکن خواہشات یکساں ہوگی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے سلمان! مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایسا ضرور ہوگا۔

اس وقت مومن امت میں سے ذلیل ترین شخص ہو جائے گا۔ اس کا دل اس کے پیٹ میں اس طرح پگھلتا رہے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ اس کی یہ کیفیت معاشرہ میں برائیوں کو دیکھنے کی وجہ سے ہوگی۔ لیکن اس میں یہ طاقت نہ ہوگی کہ وہ ان برائیوں کا قلع قمع کر سکے۔ مرد، مرد پر اور عورت، عورت پر اکتفاء کرے گی۔ لڑکوں پر اس طرح غیرت کا مظاہرہ کیا جائے گا جس طرح جوان دوشیزہ پر غیرت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اے سلمان! اس وقت امراء فاسق، وزراء فاجر، امین خیانت کرنے والے ہوں گے۔ وہ نماز کو ضائع کریں گے۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے۔ اگر تم انہیں پالو تو اپنی نماز بروقت ادا کرنا۔ اے سلمان! کچھ قیدی مشرق سے آئیں گے۔ اور کچھ مغرب سے۔ ان کے اجسام تو انسانوں کی طرح ہوں گے لیکن ان کے دل شیاطین کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ وہ چھوٹوں پر رحم نہیں کریں گے۔ بڑے کی تعظیم نہیں کریں گے۔ اس وقت بھی لوگ بیت اللہ کا حج کریں گے۔ لیکن ان کے انداز مختلف ہوں گے۔ ان کے بادشاہ خواہشات نفسانی کی تکمیل اور سیر کے لیے حج کریں گے۔ ان کے اغنیاء تجارت کے لیے اور فقراء گداگری کے لیے یہاں آئیں گے۔ ان کے قاری ریاکاری کریں گے وہ شہرت خواہاں ہوں گے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سلمان! ایسا ہوگا مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ایسا ضرور ہوگا۔

اس وقت جھوٹ کا بازار گرم ہوگا۔ دمدار ستارہ طلوع ہوگا۔ عورت تجارت میں اپنے خاوند کی معاونت کرے گی۔ بازار قریب قریب ہوں گے۔ لیکن وہاں کساد بازاری ہوگی۔ منافع کم ہو جائے گا۔ اے سلمان! اس وقت اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا۔ جس میں زرد سانپ ہوں گے وہ علماء کے سروں پر ڈسیں گے۔ کیونکہ وہ برائی کو دیکھ کر اسے روکتے نہ تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ایسا ضرور ہوگا۔ (ابن مردویہ)

ابو شیخ دیلمی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت قیامت قریب سمجھو جب دیکھو کے

ابو شیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قرب قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ پچاس آدمی نماز قائم کریں گے۔لیکن ان میں سے کسی ایک کی بھی نماز قبول نہ ہوگی۔یعنی وہ لوگ نماز کو اس کی شرائط اور ارکان کے مطابق ادا نہ کریں گے جس کی وجہ سے ان کی نماز قبول نہ ہوگی۔

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ نہ تو میراث کو تقسیم کیا جائے گا اور نہ ہی لوگ مال غنیمت پر خوش ہوں گے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمسایوں سے بدسلوکی، قطع رحمی، تلوار کا جہاز کے لئے نیام نہ ہونا اور دنیا کی وجہ سے دین میں بگاڑ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریب قیامت بے حیائی، فحاشی، بدخلقی اور ہمسایوں سے بدسلوکی عام ہو جائے گی۔

اس امت کے آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو گاڑیوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں تک آئیں گے۔ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔وہ اپنے سروں پر جوڑا باندھ کر اونٹ کی کوہان کی مانند نظر آئیں گی۔ان پر ہمہ وقت لعنت برستی رہتی ہے۔اگر تمہارے بعد کوئی امت ہوتی تو وہ اس امت کی لونڈیاں بنتیں وہ اس کی اسی طرح خدمت کرتیں جیسا کہ تم سے پہلی عورتیں تمہاری خدمت کرتی ہیں۔(امام احمد، حاکم)

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کے دو گروہ جہنمی ہیں۔ میں نے ابھی تک انہیں نہیں دیکھا۔

(۱) ایک وہ گروہ جس کے پاس گائے کی دم کی طرح ڈنڈے ہوں گے۔وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔

(۲) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں رہیں گی۔وہ اجنبی مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف رغبت رکھیں گی۔ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ہوں گے۔یہ دونوں گروہ نہ تو جنت میں داخل ہوں گے اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھ سکیں گے۔حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی مسافت سے محسوس کی جاسکے گی۔

امام نووی ریاض الصالحین میں فرماتے ہیں اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ان عورتوں کے سر بڑے بڑے ہوں گے وہ اپنے سروں پر دوپٹہ اور چادر وغیرہ باندھ کر بڑا بنالیں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا پھر باب کعبہ کے حلقہ کو پکڑا اور فرمایا اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی علامات نہ بتاؤں۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہمارے والدین آپ ﷺ پر فدا آپ ضرور بیان فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا علامات قیامت میں سے ہے کہ نماز ضائع کی جائے گی، خواہشات نفسانی کی طرف رغبت ہوگی۔صاحب ثروت شخص کی تعظیم کی جائے گی۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا ہوگا۔ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایسا ضرور ہوگا۔

سے ملاقات کرلو گے۔ میں نے اپنے نبی محترم ﷺ سے یہی سنا ہے۔

الطبرانی نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے صحابہ! تمہارے بعد صبر کرنے کے دن ہوں گے۔ جو ان ایام میں صبر کرے گا اسے تمہارے زمانہ کے پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا۔

ابوداؤد وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے آدمیوں میں رہو گے۔ جنہیں اپنی امانتوں اور وعدوں کا کوئی پاس نہ ہوگا۔ ان میں باہمی اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ حالانکہ وہ پہلے اس طرح تھے۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی مبارک انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر ان کے اتحاد کی وضاحت کی۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت اپنے گھر میں ٹھہرو۔ اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ جسے اچھا سمجھو اسے کرگزرو اور جو برا لگے اس کو ترک کردو۔ اپنے کام سے کام رکھو اور دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرو۔

ابونعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں میری امت کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان سے کوئی آدمی محفوظ نہ رہ سکے گا۔ سوائے اس شخص کے جو دین سے آشنا ہوگا اور دل و جان سے کوشش کر کے دین پر کاربند ہوگا۔ ایسے ہی شخص کو وہ انعامات دیئے جائیں گے جو سابقین کے لیے مقرر ہیں اور ایک وہ شخص بھی اسی زمرہ میں شامل ہے۔ جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور اس کی تصدیق کی۔

حضرت امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے فرمایا ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو لوگ ان کی پیروی کریں گے وہ انہیں دوزخ میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان لوگوں کے اوصاف بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے اجسام ہمارے اجسام کی طرح اور ان کی زبانیں ہماری زبانوں کی مانند ہوں گی۔ میں نے عرض کی اس وقت میں کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو اور ان کے امام کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ میں نے عرض کی اگر اس وقت نہ کوئی جماعت ہو اور نہ ہی کوئی امام ہو تو اس وقت میں کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمام فرقوں کو چھوڑ دینا۔ اگر تجھے درخت کے تنے کے ساتھ بھی چمٹنا پڑے تو پھر بھی ان میں شامل نہ ہونا حتی کہ تجھے موت آجائے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے حکام ہوں گے۔ جو نہ تو میری راہ ہدایت پر گامزن ہوں گے اور نہ ہی میری سنت پر عمل پیرا ہوں گے۔ عنقریب ان میں ایسے افراد پیدا ہوں گے جن کے جسم تو انسان کی طرح لیکن دل شیطانوں کی طرح ہوں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر میں ان کا زمانہ پالوں تو میرے لیے کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے امیر کی باتیں سنو اور ان پر عمل کرو۔ اگرچہ وہ تمہارا مال چھین لے اور تمہاری پیٹھ پر مارے۔

لوگ نمازیں ضائع کر رہے ہیں۔ امانت میں خیانت ہو رہی ہے کبیرہ گناہوں کو حلال سمجھا جا رہا ہے۔ لوگ سود خور ہیں۔ وہ رشوت کو حلال سمجھ رہے ہیں۔ وہ بلند و بالا عمارات تعمیر کر رہے ہیں۔ جب وہ خواہشات نفسانی کی پیروی میں مشغول ہوں۔ دین کو دنیا کے بدلے فروخت کر دیں۔ قرآن کو مزامیر بنا دیں۔ درندوں کی کھالوں کو بطور قالین استعمال کرنے لگیں۔ مساجد کو گذر گاہیں بنا لیں وہ ریشم پہننے لگیں۔ ظلم وستم اور زنا عام ہو جائے، طلاق کے معاملہ میں سستی ہونے لگے خیانت کرنے والے امین اور امین خائن ہو جائیں۔ بارش مسلسل اور اولاد نافرمان ہو جائے۔

امراء فاجر، وزراء جھوٹے، امین خائن اور حکام ظالم ہو جائیں، جب علماء کم اور قاری زیادہ ہو جائیں، جب فقہاء کی قلت ہو جائے، جب قرآن پاک کو سنوارا جانے لگے، مساجد کو آراستہ کیا جانے لگے، منبر طویل ہو جائیں، دل بگڑ جائیں، لوگ گلوکاراؤں کو اہمیت دینے لگیں، آلات موسیقی حلال سمجھے جانے لگیں، شراب سرعام پی جانے لگے، حدود معطل ہو جائیں گواہیاں ختم ہو جائیں، وعدے ٹوٹ جائیں، عورت تجارت میں اپنے خاوند کی مدد کرے، لوگ بڑی بڑی سواریوں پر سوار ہوں، عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی مشابہت کرنے لگیں، اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی جانے لگے، انسان گواہی طلب کیے بغیر گواہی دینے لگے۔

اس وقت زکوۃ ایک ٹیکس کی طرح لگے، امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے، آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے، وہ اپنے دوست کو قریب اور اپنے باپ کو دور کرے، جب حکمرانی موروثی ہو جائے، امت کے بعد والے لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کو برے الفاظ سے یاد کریں، آدمی کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے، سپاہیوں کی کثرت ہو جائے، جاہل منبر نشیں ہو جائیں گے، مرد تاج پہننے لگیں، راستے تنگ ہو جائیں، پختہ عمارات بنائی جائیں، مرد، مرد کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ ہم جنسی کرے، خطیب بہت زیادہ ہو جائیں، امراء بادشاہوں کی طرف میلان رکھیں گے وہ ان کے لیے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرائیں، وہ ان کی خواہشات کے مطابق فتوے دیں۔

علماء دینار و دراہم کے لیے علم حاصل کریں، قرآن کو ذریعہ تجارت بنا لیا جائے، تم اپنے اموال میں اللہ کے حق کو ضائع کرو، جب تمہارے مال تم میں سے شریر لوگوں کے پاس ہوں، تم قطع رحمی کرو، اپنی محافل میں شراب نوشی کرو، جوئے سے دل بہلاؤ، آلات موسیقی سے لطف اندوز ہوں، محتاجوں کے لیے اپنی زکوۃ روک لو، تم اسے جرمانہ سمجھو، عام الناس میں اضطراب و اشتعال پیدا کرنے کے لیے تم بے گناہوں کو قتل کرو، تمہاری خواہشات مختلف ہو جائیں، جب بخشش و عطا صرف غلاموں اور مسکین لوگوں میں رہ جائے، ماپ اور تول کے پیمانوں میں کمی کر دی جائے، جب تم میں سے احمق تمہارے امور کے والی بن جائیں گے۔ تو قیامت کی راہ دیکھنا۔

خاتمہ

امام بخاری نے حضرت زبیر بن عدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حجاج بن یوسف کے مظالم کی شکایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کی۔ انہوں نے فرمایا صبر کرو ہر آنے والا زمانہ پہلے زمانے سے خراب ہوگا حتی کہ تم اپنے رب

ہاتھ ماریں گے۔ عمر مبارک چالیس سال، بارگاہ ربوبیت میں سراپا عاجزی وانکساری، قسطوانی عبائیں زیب تن کیے ہوئے۔ وہ اخلاق میں تو سرور کائنات ﷺ کے مشابہ لیکن تخلیق میں آپ ﷺ سے جدا ہوں گے۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے یزید بن ابی سفیان کی نسل کا ایک شخص زمین میں بغاوت سرکشی اور فساد پیدا کرے گا اور کفر کو غالب کرے گا۔

مسیح دجال کا ظہور

امام مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمیم داری ایک عیسائی تھا۔ وہ میرے پاس آیا، میری بیعت کی اور دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا اس نے مجھے وہ بات بتائی جو اس گفتگو سے مشابہت رکھتی تھی جو میں تمہیں مسیح دجال کے متعلق بتایا کرتا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا۔ وہ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس افراد کے ساتھ ایک سمندری کشتی پر سوار ہوئے۔ ایک ماہ تک سمندری موجیں ان کے ساتھ ٹکراتی رہیں۔ پھر غروب آفتاب کے وقت وہ ایک جزیرے پر پہنچے جب وہ جزیرہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں ایک جانور دیکھا جس کے جسم پر بہت زیادہ بال تھے۔ اس کی شرمگاہ ان میں پوشیدہ تھی۔ انہوں نے اس جانور سے کہا تیرے لئے تباہی ہو تو کون ہے۔ اس جانور نے کہا میں جاسوس ہوں۔ انہوں نے پوچھا یہ جاسوس کیا چیز ہوتی ہے۔ اس نے کہا اے قوم! اس دیر کی طرف جاؤ وہاں ایک شخص ہے جو تمہاری گفتگو سننے کا بڑا شوقین ہے۔ ہم جلدی جلدی اس کی طرف گئے اور دیر میں داخل ہو گئے وہاں ایک عظیم انسان دیکھا۔ ہم نے اتنا عظیم شخص پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ وہ گھٹنے اور ٹخنوں تک آہنی زنجیروں کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میرے متعلق تو تم کچھ نہ کچھ جان چکے ہو اب مجھے اپنے متعلق بتاؤ ہم نے اسے بتایا ہم عربی ہیں ہم سمندری کشتی میں سوار تھے۔ ایک ماہ تک موجیں ہم سے شوخیاں کرتی رہیں پھر انہوں نے ہمیں تمہارے جزیرے پر پھینک دیا۔ ہم نے اس جزیرہ میں ایک چوپایہ دیکھا جس کے جسم پر کثیر بال تھے۔ ہم نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں جاسوس ہوں ہم نے استفسار کیا یہ جاسوس کیا ہوتا ہے۔ اس نے کہا اس شخص کی طرف چلے جاؤ جو اس دیر میں مقیم ہے بلاشبہ وہ تمہاری گفتگو کا بڑا شوقین ہے۔ ہم تمہاری طرف جلدی سے آئے۔ اس قیدی نے کہا مجھے بیسان کے نخلستان کے متعلق بتاؤ۔ ہم نے اس سے پوچھا تم کس چیز سے آگاہی چاہتے ہو۔ اس نے کہا کیا وہاں کی کھجوریں ثمر آور ہوئیں۔ ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا عنقریب وہ ثمر آور نہیں ہوں گی۔ اس نے کہا! مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ کہ کیا اس میں پانی ہے۔ ہم نے کہا! ہاں اس میں بہت زیادہ پانی ہے۔ لوگ اس کے پانی سے اپنی فصلوں کو سیراب کرتے ہیں۔ اس اسیر نے کہا! مجھے ان پڑھوں کے نبی ﷺ کے متعلق بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا۔ ہم نے اسے کہا ! کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا چکے ہیں۔ اس نے پوچھا! کیا اہل عرب ان کے ساتھ معرکہ آزما ہوتے رہے؟ ہم نے کہا جی ہاں وہ نبی محترم ﷺ سے نبرد آزما ہوتے رہے۔ اس نے پوچھا اس جنگ کا نتیجہ کیا رہا۔ ہم نے اسے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ اہل عرب پر غلبہ پا چکے ہیں اور انہوں نے آپ کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے۔ اس قیدی نے کہا! اہل عرب کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کریں۔ اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں

حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم گھٹیا انسانوں میں زندگی بسر کرو گے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا صبر کرنا، صبر کرنا، صبر کرنا، لوگوں کے ساتھ عمدہ اخلاق سے پیش آنا مگر ان کے اعمال اپنانے سے اجتناب کرنا۔

امام احمد نے حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اے خالد! میرے بعد عنقریب حادثات، فتنے، اختلافات اور فرقے ہوں گے اگر تمہیں یہ توفیق ہو کہ تم اللہ کا مقتول بندہ بنو قاتل نہ بنو تو ایسا کر گزرنا۔

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اب وہ زمانہ ہے کہ تم میں سے جو احکام اسلامیہ کا دسواں حصہ ترک کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان احکام کے دسویں حصے پر عمل پیرا ہونے والا بھی نجات پا جائے گا۔

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جو نبی بھی مبعوث کیا اس کی امت میں اس کے ایسے حواری اور ساتھی تھے جو ان کی سنتوں پر عمل پیرا ہوتے اور ان کی سنتوں کو محفوظ کر لیتے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آتے جو وہ باتیں کہتے جن پر وہ خود عمل نہ کرتے اور وہ اعمال سرانجام دیتے۔ جن کا انہیں حکم نہ دیا جاتا۔ جس نے ان کے ساتھ ہاتھ کے ساتھ جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ جس نے اپنی زبان کے ساتھ جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ جس نے اپنے دل کے ساتھ جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو لازم پکڑا اس کے لیے سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔

علامات قیامت کی تیسری قسم

ان علامات سے مراد وہ بڑی بڑی نشانیاں ہیں جن کے فوراً بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ علامات بھی بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

امام مہدی کا ظہور

یہ قرب قیامت کی پہلی علامت ہے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتنی کثیر احادیث ہیں کہ ان کا شمار نا ممکن ہے۔ ان کا نام مبارک محمد بن عبداللہ اور لقب جابر ہوگا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ وہ امت مصطفویہ کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑیں گے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہوگی۔ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ وہ گندم گوں، درمیانہ قد، روشن جبیں، ستواں ناک، قوس دار باہم نہ ملی ہوئیں ابرو، سرگیں اوز بڑی بڑی آنکھیں، روشن اور کھلے دانت، دائیں گال پر سیاہ تل، نورانی ستارے کی طرح درخشاں جبیں، گھنی داڑھی، ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت کی طرح علامت، وسیع رانیں، عربی رنگت، اسرائیلی جسم، زبان میں گرہ اور جب زبان میں رکاوٹ ہوگی تو اپنی بائیں ران پر دایاں

مابین کافر لکھا ہوا ہو گا جس کو ہر مومن خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ پڑھ لے گا یعنی وہاں کافر حروف تہجی میں اس طرح لکھا ہوا ہو گا۔ک۔ا۔ف۔ر۔

دجال کے فتنے بے شمار ہوں گے اس کے ساتھ دوزخ اور جنت بھی ہو گی اس کی دوزخ جنت اور اس کی جنت آگ ہو گی۔ جس شخص کو دجال اپنی آگ میں پھینک دے وہ اللہ رب العزت سے استغاثہ کرے۔ سورہ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے اس کلام پاک کے صدقے وہ آگ اس پر ٹھنڈی اور سراپا سلامتی بن جائے گی۔ جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اس کے لئے زمین کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا جس طرح مینڈھے کی کھال کو لپیٹا جاتا ہے۔ چالیس دن میں وہ ساری زمین کی سیر کرے گا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر قریہ جائے گا۔ سرعت رفتاری میں اس بادل کی طرح ہو گا جسے آندھی اپنے آگے آگے دھکیل رہی ہو۔ وہ تین چیخیں مارے گا۔ جسے اہل مشرق اور اہل مغرب سنیں گے۔ وہ فضا سے پرندے کو اچک لے گا اور سورج کی دھوپ میں بھونے گا۔ وہ سمندر میں تین غوطے لگائے گا۔ مگر پانی صرف اس کے پٹھوں تک پہنچ سکے گا۔ اس کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے لمبا ہو گا۔ طویل ہاتھ کو وہ سمندر میں ڈالے گا اس کا وہ ہاتھ سمندر کی گہرائیوں تک پہنچ جائے گا اور وہ اپنی منشا کے مطابق وہاں سے مچھلیاں نکالے گا۔ اس وقت دینی علم ناپید ہو چکا ہو گا۔ دنیا علم سے ناآشنا ہو گی۔ روئے زمین پر کوئی ایک شخص بھی نہ ہو گا جو اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو لوگ اس کے ذکر کو بھول چکے ہوں گے وہ ایک اعرابی کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا تیرا کیا خیال ہے اگر میں تیری ماں اور تیرے باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں وہ کہے گا ہاں ایک شیطان اس کے باپ کی شکل بنا لے گا اور دوسرا اس کی والدہ کی شکل میں متشکل ہو جائے گا وہ دونوں اس اعرابی کے پاس آئیں گے اور اس سے کہیں گے اے بیٹے! اس کی اتباع کرو یہ تمہارا رب ہے۔ پھر اعرابی اس کی اتباع کرنا شروع کر دے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دجال تمہارے زمانے میں ظاہر ہوا تو بچے پتھر مار کر اسے ہلاک کر دیں گے۔ لیکن وہ اس زمانے میں ظہور کرے گا جب دنیا دینی علوم سے ناآشنا ہو گی۔ مسیح الدجال بنجر زمین سے گذرے گا تو اسے کہے گا اپنے خزانے نکال کر باہر پھینک دے۔ اس زمین کے خزانے اس طرح اس کے پیچھے پیچھے ہوں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کی پیروی کرتی ہیں۔ مسیح الدجال دریا پر آئے گا اور اسے رواں ہونے کا حکم دے گا۔ دریا اسی وقت رواں دواں ہو جائے گا پھر وہ اسے خشک ہو جانے کا حکم دے گا اسی وقت دریا کا تمام پانی سوکھ جائے گا۔ وہ ہوا کو حکم کرے گا کہ سمندر سے بادل کو اٹھا اور زمین پر بارش برسا ہوا اس کے حکم پر عمل کرے گی۔ وہ کہے گا میں رب العالمین ہوں یہ سورج میرے اذن سے ہلتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سورج کو روک دوں۔ لوگ کہیں گے ہاں وہ سورج کو روک دے گا حتی کہ لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا کرنا پڑے گا ایک دن مہینے کی طرح طویل ہو گا اور ایک ہفتہ سال کی مانند لمبا ہو جائے گا پھر وہ کہے گا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سورج کو رواں کروں وہ کہیں گے ہاں وہ سورج کو اتنی تیزی سے چلائے گا کہ ایک دن ایک گھڑی کی طرح گزر جائے گا اس کے ظہور سے پہلے تین سال شدید قحط سالی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم فرمائے گا کہ وہ اپنے بادل کے تہائی حصے کو روک

میں مسیح الدجال ہوں۔عنقریب مجھے اس جزیرہ سے آزاد ہونے کی اجازت مل جائے گی۔تمام روئے زمین پر چلوں گا۔مکہ معظمہ اور طیبہ (مدینہ منورہ) کے علاوہ ہر قریہ ہر شہر جاؤں گا۔میں یہ تمام مسافت چالیس راتوں میں طے کرونگا مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ مجھ پر حرام کر دیئے گئے ہیں۔جب بھی میں ان میں سے کسی ایک شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرونگا تو میرا سامنا ایک ایسا فرشتہ کرے گا جس کے ہاتھ میں شمشیر بے نیام ہوگی۔وہ اس کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہوگا۔ان شہروں کے ہر جانب ملائکہ مقرر ہیں۔جو ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ طیبہ ہے کیا میں تم سے مسیح الدجال کے متعلق گفتگو نہیں کرتا تھا۔لوگوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے فرمایا مجھے اس تمیمی شخص کی گفتگو نے تعجب میں ڈال دیا ہے۔اس کا ہر تعجب خیز واقعہ اس گفتگو کے بالکل مطابق ہے جو میں تم سے کیا کرتا تھا۔مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں بھی میں تم سے اسی قسم کی گفتگو کرتا تھا۔سن لو مسیح الدجال یا تو شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں مشرق کی جانب ہے۔

علامہ البرزنجی فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق امام مسلم نے اپنی صحیح میں ''النواس'' کی حدیث ذکر کی ہے۔ابن ماجہ نے ابو امامہ سے حکم نے ابن مسعود سے، امام مسلم نے ابوسعید سے حاکم نے بھی ابوسعید سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہیں۔اب میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اسی سے توفیق چاہتے ہوئے ان روایات کو اختلاف کمی اور بیشی سمیت بیان کرتا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے فرمایا جب سے اللہ رب العزت نے اولاد آدم کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے لے کر آج تک فتنہ دجال سے زیادہ بڑا فتنہ پیدا نہیں ہوا۔اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔وہ یقیناً تم سے ہی ظہور کرے گا۔پھر نبی اکرم ﷺ نیچے جھکے پھر بلند ہوئے۔پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے ہیں۔جب ہم وہاں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اب مجھے تمہارے متعلق فتنہ دجال کے بارے کوئی تشویش نہیں۔اگر اس نے میری موجودگی میں ہی ظہور کیا تو میں اسے روک لوں گا۔میں ہر مسلمان کے لئے اس کے سامنے رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جاؤں گا اور اگر اس نے میرے بعد ظہور کیا تو ہر شخص اپنے نفس کا نگہبان ہے اور میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مومن کا کفیل ہے۔مسیح الدجال شام اور عراق کے درمیان سے ظہور کرے گا۔وہ فساد ریزی کرے گا۔دائیں بائیں اپنے لشکر بھیجے گا۔اس کے لشکر کا ہراول دستہ اصبہان کے یہودی ہوں گے۔ان کا راہنما ایسا شخص ہوگا۔جس کے بال گھنے ہوں گے اور وہ کہہ رہا ہوگا۔پیش قدمی کرو پیش قدمی کرو۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہو میں تمہارے لئے دجال کے اوصاف اتنے واضح کرونگا کہ اس سے قبل کسی نبی نے بھی اپنی امت کے لیے اتنے واضح اوصاف بیان نہ کئے ہوں گے۔جب دجال ظہور کرے گا تو وہ کہہ رہا ہوگا میں نبی ہوں میں نبی ہوں حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔پھر وہ کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔حالانکہ تم مرنے سے پہلے اپنے رب کا دیدار نہ کرسکو گے۔وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور تمہارا رب اس عیب سے پاک ہے۔اس کی آنکھ کے

اسے سفید چونا کیا جائے گا۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی کھجور کی شاخوں اور کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی مسجد نبوی کو سفید رنگ کیا گیا ہے وہ دور سے دکھائی دیتی ہے اور اس کے مینار دلکش منظر پیش کرتے ہیں۔

فائدہ

ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ میں نے الطنافسی کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے محاربی سے سنا وہ فرمارہے تھے۔ حدیث دجال کو نصابی کتب میں شامل کرنا چاہیے تا کہ طلباء اس کو جان سکیں۔

جہاں تک اس سے نجات پانے کا تعلق ہے تو اس سے نجات دو اسباب سے پائی جاسکتی ہے۔(۱) علم (۲) عمل

(۱) علم

یہ علم ہونا چاہیے کہ وہ کھائے گا پیئے گا جبکہ ذات باری تعالیٰ کھانے پینے سے منزہ ہے۔ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ایسے عیوب سے پاک ہے۔ مرنے سے قبل کوئی شخص اپنے رب کا دیدار نہ کرسکے گا جبکہ اسے لوگ مرنے سے پہلے ہی دیکھ لیں گے۔ وغیرہ۔

(۲) عمل

انسان کو چاہیے کہ وہ اس وقت حرمین شریفین میں پناہ لے کیونکہ وہ مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ بعض روایات کے مطابق وہ مسجد اقصیٰ اور مسجد طور میں بھی داخل نہ ہوسکے گا۔ انسان اس وقت سورۃ الکھف کی پہلی دس آیات تلاوت کرے۔ وہ صحراؤں اور پہاڑوں کی طرف بھاگ جائے کیونکہ وہ اکثر شہروں اور بستیوں کا رخ کرے گا۔

عبید بن عمر سے روایت ہے کہ بعض لوگ دجال کا ساتھ دیں گے وہ کہیں گے۔ ہم دجال کا ساتھ دے رہے ہیں حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔ ہماری رفاقت کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس کا کھانا کھاتے ہیں اور اس کی چراگاہوں میں جانور چراتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا تو وہ سب ہلاک ہوجائیں گے۔

نعیم بن حماد نے روایت کیا ہے کہ دجال کے چہرے پر تھوک پھینکنے سے بھی اس سے نجات مل جائے گی۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو تم میں سے دجال کو ملے اسے چاہیے کہ وہ اس کے چہرے پر تھوک دے۔ تسبیح وتکبیر وتہلیل سے بھی اس سے نجات ممکن ہے۔ کیونکہ اس قحط کے زمانہ میں وہی مومنین کی خوراک ہوگا۔ جو شخص اس وقت کسی آزمائش میں مبتلا ہو اسے ثابت قدمی اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے اگر دجال اسے آگ میں پھینک دے تو وہ اپنی آنکھیں بند کرے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے وہ آگ اس کے لیے ٹھنڈی اور سراپا سلامتی بن جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس

لے زمین کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نباتات کے تہائی حصے کو روک لے۔ پھر دوسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو دو تہائی بارش اور زمین کو دو تہائی نباتات روکنے کا حکم فرمائیں گے۔ تیسرے سال آسمان کو حکم دیا جائے گا کہ ایک قطرہ بھی بارش نہ برساؤ اور زمین کو حکم دیا جائے گا کہ کوئی سبزہ نہ اگاؤ۔ ہر کھر والا جانور ہلاک ہو جائے گا۔ **الا ماشاء اللہ۔**

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس وقت لوگ زندگی کیسے گزاریں گے آپ ﷺ نے فرمایا وقت لوگوں کی غذا تسبیح و تکبیر ہوگی۔ اور یہی ذکر ان کے کھانے کے قائم مقام ہوگا۔ مسیح الدجال ایک شخص پر غلبہ پا کر اس کو آری سے چیر دے گا اور خود اس کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان سے گزر جائے گا۔ پھر لوگوں سے کہے گا اسے دیکھو میں ابھی اسے زندہ کرتا ہوں پھر بھی یہ یہی گمان کرے گا کہ میں اس کا پروردگار نہیں ہوں اللہ تعالیٰ مردے کو زندگی عطا فرمائیں گے پھر وہ خبیث اس شخص سے کہے گا کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ وہ جواب دے گا اللہ میرا رب ہے تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ اللہ کی قسم اب میں تجھے صحیح طرح پہچان چکا ہوں۔ دجال اس شخص کو دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن وہ اس پر غلبہ نہ پا سکے گا۔ وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔ ان کیساتھ حضرت یسع علیہ السلام ہوں گے وہ لوگوں کو ڈرائیں گے وہ فرمائیں گے یہ مسیح کذاب ہے اس سے بچو اللہ رب العزت اس پر لعنت کرے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اتنی سرعت رفتاری عطا فرمائے گا کہ دجال ان کو پکڑ نہ سکے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ دجال کے آگے آگے دو شخص ہوں گے جو لوگوں کو اس سے ڈرائیں گے۔ جب بھی وہ کسی بستی میں جائیں گے تو وہاں کے لوگوں کو دجال سے آگاہ کریں گے۔ جب وہ اس بستی سے نکلیں گے۔ تو دجال کے ساتھی اس بستی میں داخل ہو جائیں گے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ وہ تمام شہروں میں جائے گا۔ جب وہ مکہ سے گزرے گا تو اسے ایک عظیم ذات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دجال اس ہستی سے پوچھے گا کہ تو کون ہے وہ کہیں گے۔ میں میکائیلؑ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا کہ میں تجھے اس کے حرم سے روک دوں۔ جب وہ مدینہ طیبہ سے گزرنے لگے گا۔ تو اسے ایک عظیم ہستی کا سامنا ہوگا۔ دجال اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے وہ کہے گا میں جبرائیل ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں اس کے رسول ﷺ کے حرم سے تجھے روک دوں۔ اس وقت وہ ایک چیخ بلند کرے گا۔ مکہ کے تمام منافق اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ اور مدینہ منورہ تین دفعہ لرز جائے گا تمام منافق دجال کیساتھ مل جائیں گے۔ مدینہ طیبہ اس دن اپنے خبیثوں کو اس طرح باہر نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے ناکارہ حصوں کو باہر نکال دیتی ہے۔ اس دن کو یوم الخلاص کہا جائے گا۔ سب سے آخر میں عورتیں مسیح الدجال کیساتھ مل جائیں گی حتی کہ ایک شخص اپنے گھر آئے گا وہ اپنی ماں۔ بیٹی۔ بہن اور پھوپھی کو زنجیروں سے باندھ دے گا تا کہ وہ دجال کے پاس نہ جا سکیں۔

حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا یوم الخلاص، یوم الخلاص، یوم الخلاص۔ کیا تم جانتے ہو کہ یوم الخلاص کیا ہے۔ دجال آئے گا وہ کوہ احد پر چڑھے گا۔ مدینہ طیبہ کی طرف دیکھے گا اور اپنے ساتھیوں سے کہے گا کیا تمہیں سفید محل نظر نہیں آ رہا یہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی مسجد ہے۔

علامہ برزنجی فرماتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے خبر دی کہ عنقریب آپ کی مسجد کو بلند کیا جائے گا اور

اذان کہے گا۔ یہود و نصاریٰ مسجد سے نکل جائیں گے۔ مسلمان عصر کی نماز ادا فرمائیں گے۔ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دجال کی جستجو میں نکلیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وقار طاری ہوگا۔ زمین ان کے لیے سمیٹ دی جائے گی۔ جہاں کسی کافر کا سامنا ہوگا۔ وہ اسے واصل جہنم فرمائیں گے۔ جس چیز پر آپ کی نظر پڑے گی آپ اس کا ادراک کر لیں گے۔ وہ قلعوں اور بستیوں کو روندتے ہوئے بیت المقدس تشریف لائیں گے۔ ان کا مقصد مسلمانوں کی نصرت و اعانت کرنا ہوگا۔ اس وقت بیت المقدس کے دروازے بند ہوں گے۔ دجال بیت المقدس کا محاصرہ کر چکا ہوگا۔ صبح کی نماز کا وقت ہوگا۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز کی نیت باندھ چکے ہوں گے۔ اس وقت کچھ مقتدی تکبیر تحریمہ کہہ چکے ہوں گے اور کچھ کہنے ہی والے ہوں گے۔ وہ مقتدی جنہوں نے ابھی تک نیت نہ باندھی ہوگی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آئیں گے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی نماز میں پیچھے ہٹنے کی کوشش کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز کی نیت باندھ لینے کا حکم فرمائیں گے۔ جب آپ حضرت امام مہدی کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھیں گے تو آپ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھیں گے اور فرمائیں گے۔ امامت کے فرائض آپ ہی سرانجام دیں۔ حضرت امام مہدی امامت کروائیں گے۔ صبح کے وقت دجال کا لشکر بکھر جائے گا۔ زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو جائے گی۔ آپ دجال کو لد کے دروازے پر جا لیں گے۔ اس وقت ظہر کی نماز کا وقت ہوگا۔ دجال لعین نماز کی مصروفیت دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن جب اسے یقین ہو جائے گا کہ بھاگنے کی تمام کوششیں لاحاصل ہیں تو وہ خوف کے مارے نمک کی طرح پگھل جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں اور دجال کے لشکر کو ہزیمت سے دوچار فرمائے گا۔ یہودی اللہ رب العزت کی جس مخلوق کی بھی پناہ لے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی عطا فرمائے گا۔ ہر شجر و حجر اور ہر دیوار اور جانور مسلمان سے کہیں گے اے عبداللہ! یہ یہودی چھپا بیٹھا ہے۔ (یا یہ دجالی ہے) آؤ اور اس کو قتل کرو لیکن غرقد کا درخت ایسا نہیں کہے گا۔ کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی عطا نہیں فرمائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد عقد نکاح فرمائیں گے۔ ان کی اولاد ہوگی پھر وہ مدینہ طیبہ میں وصال فرمائیں گے وہ بیت المقدس سے بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے تشریف لائیں گے۔ پھر روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ جائیں گے تو وہیں ان کا وصال ہوگا۔

ابوالشیخ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ وہ دجال کو قتل کریں گے۔ وہ چالیس سال تک دنیا میں تشریف فرما رہیں گے۔ وہ قرآن پاک اور میری سنت پر عمل پیرا ہوں گے۔ پھر ان کا وصال ہو جائے گا۔ بنو تمیم کے ایک شخص کو آپ علیہ السلام کا خلیفہ بنایا جائے گا۔ اس کا نام مقعد ہوگا۔ اس کی وفات کے تیس سال بعد لوگوں کی کیفیت یہ ہو جائے گی کہ قرآن ان کے سینوں سے اٹھا لیا جائے گا۔

امام ترمذی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا تورات میں نبی اکرم ﷺ کے اوصاف مرقوم ہیں۔ وہاں یہ بھی تذکرہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم آپ ﷺ کے ساتھ ہی دفن ہوں گے۔

ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب ابن مریم علیہا السلام تمہارے درمیان عادل حکمران بن کر تشریف لائیں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے اور خنزیر کو ساقط فرمائیں گے۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ غالب ہو کر تا قیامت حق کے لیے معرکہ آزما ہوتا رہے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام تشریف لائیں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا آئیں تشریف لائیں ہمیں امامت کروائیں وہ فرمائیں گے نہیں تم آپس میں ایک دوسرے کے امیر ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت مرحومہ کی عزت و توقیر کے لیے ہے۔ امام بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک یہ ہے۔

عقیل بن خالد سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگت والے گھنگھریالے بالوں والے اور کشادہ سینے والے ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آپ کی قامت معتدل سرخ و سفید رنگت اور بال خمیدہ تھے۔

آپ علیہ السلام کی سیرت مطہرہ کی واضح خوبیاں یہ ہوں گی۔ آپ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر اور بندر کو قتل کریں گے۔ جزیہ ساقط فرمائیں گے۔ اس وقت صرف دین اسلام ہی قبول کیا جائے گا۔ دین ایک ہی ہوگا۔ صرف خداوند کریم کی عبادت کی جائے گی۔ کوئی شخص زکوٰۃ لینے والا نہ ہوگا۔ اس لیے اسے ختم کر دیا جائے گا۔ اس زمانے کے خزانے ظاہر ہو جائیں گے۔ مال کو اکٹھا کرنے کی طرف کوئی رغبت نہ رہے گی۔ بخل اور بغض ختم ہو جائیں گے۔ ہر زہریلی چیز سے زہر نکال لیا جائے گا۔ حتیٰ کہ بچے سانپوں اور بچھوؤں کے ساتھ کھیلیں گے۔ وہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ چرے گا لیکن وہ اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ دنیا امن و آتشی سے لبریز ہو جائے گی۔ جنگ و جدل معدوم ہو جائے گا۔ زمین حضرت آدم علیہ السلام کے عہد کی طرح سبزہ اگائے گی۔ حتیٰ کہ ایک گروہ انگور کے ایک خوشے سے سیر شکم ہو جائے گا۔ انار کی کیفیت بھی یہی ہوگی۔ جہاد ختم ہو جانے کی وجہ سے گھوڑے سستے ہو جائیں گے۔ بیل مہنگے ہو جائیں گے۔ کیونکہ تمام زمین پر کاشتکاری ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے رسول بن کر تشریف نہیں لائیں گے۔ بلکہ وہ اسی شریعت کی تائید و تصدیق کے لیے آئیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے امر کے متعلق نزول سے قبل آسمان پر ہی جانتے ہوں گے۔ وہ نبی بھی ہوں گے اس کے ساتھ ساتھ امت محمدیہ کے ایک فرد بھی ہوں گے۔ وہ صحابی بھی ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے شب معراج حضور ﷺ کی زیارت کی اس وقت وہ تمام صحابہ سے افضل ہوں گے۔

روایات کا حاصل کلام یہ ہے کہ وہ مشرقی دمشق کے مینارہ بیضاء پر نزول فرمائیں گے۔ یہ مینار آج بھی موجود ہے۔ اس وقت ان کے ہاتھ ملائکہ کے پروں پر ہوں گے۔ ان کی تشریف آوری کے وقت دن کے چھ پہر گذر چکے ہوں گے۔ آپ علیہ السلام مسجد دمشق میں داخل ہو کر منبر پر تشریف رکھیں گے۔ اس وقت مسلمانوں کا مؤذن، یہودیوں کا بگل بجانے والا اور عیسائیوں کا ناقوس بجانے والا آئے گا۔ قرعہ اندازی کی جائے گی قرعہ مسلمانوں کے نام نکل آئے گا اس وقت ان کا مؤذن

سردار انہیں حکم دے گا کہ آج واپس جاؤ کل ان شاء اللہ ہم اس دیوار میں شگاف ڈال دیں گے اس وقت وہ ان شاء اللہ کہے گا۔ یاجوج وماجوج واپس چلے جائیں گے صبح جب آئیں گے تو دیوار کو اس حالت میں پائیں گے جس حالت میں وہ چھوڑ کر گئے تھے۔ اس وقت وہ لوگوں پر حملہ آور ہوں گے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج اللہ رب العزت نے مجھے یاجوج وماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے انہیں اللہ کی عبادت اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ لیکن انہوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔

جہاں تک ان کے خروج، فساد اور ہلاکت کا تعلق ہے۔ اسے امام مسلم نے یوں بیان کیا ہے۔ وہ اپنی صحیح میں دجال اور اس کی ہلاکت کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر اپنا دست اقدس پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی بلندی کیلئے دعا فرمائیں گے۔ اس وقت اللہ رب العزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائے گا کہ میں نے ان بندوں کو ظاہر کر دیا ہے۔ جن کے ساتھ کوئی شخص لڑ نہیں سکتا تم میرے بندوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جاؤ۔ اللہ رب العزت یاجوج وماجوج کو بھیجے گا۔ وہ لوگوں پر حملہ آور ہوں گے وہ ان کا پانی پی جائیں گے جو لوگ اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہوں گے یاجوج وماجوج ان کے مویشیوں کو کھا جائیں گے۔ سطح زمین کا سارا پانی پی جائیں گے۔ ان کے پانی پینے کی کیفیت یہ ہوگی کہ ان میں سے چند آدمی پورے دریا کو خشک کر دیں گے۔ پھر ایک شخص وہاں سے گزرے گا۔ وہ کہے گا یہاں تو کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ جب صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے۔ جنہوں نے قلعوں یا شہروں میں پناہ لی ہوگی تو اس وقت یاجوج وماجوج بحیرہ طبریہ سے گزریں گے وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے۔ ان کا آخری فرد کہے گا کہ یہاں تو کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہ طور پر محفوظ ہوں گے۔ بیل یا گدھے کا سر ان کے نزدیک ایک سو دینار سے بہتر ہوگا۔

امام مسلم کی روایت کے مطابق یاجوج وماجوج کہیں گے ہم نے تمام اہل زمین کو تو قتل کر دیا ہے۔ آؤ اب ہم اہل آسمان کو بھی قتل کرتے ہیں۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون سے رنگین بنا کر واپس بھیجے گا۔ ایک اور روایت کے مطابق ایک شخص اپنا نیزہ پکڑے گا پھر وہ اسے آسمان کی طرف پھینکے گا۔ جب نیزہ واپس آئے گا تو مصائب اور فتنے کی وجہ سے سرخ خون سے رنگین ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو بارگاہ ربوبیت میں دعا گو ہونے کیلئے فرمائیں گے۔ تمام مسلمان دعا مانگیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔ یاجوج اور ماجوج کی گردنوں میں وہ کیڑا پیدا ہو جائے گا جو اونٹوں اور بھیڑوں کی ناک میں پیدا ہو کر ان کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ صبح کے وقت وہ تمام مردہ پڑے ہوئے ہوں گے۔ ان میں کوئی حس وحرکت دکھائی نہ دے گی۔ مسلمان کہیں گے کیا کوئی ایسا دشمن ہے جو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ہمیں اس شخص کے متعلق خبر لا کر دے۔ ایک شخص اٹھے گا اگرچہ اسے اپنی موت کا یقین ہوگا۔ پھر بھی وہ مسلمانوں کو خبردار کرنے کے لئے کوہ طور سے اترے گا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ تمام یاجوج اور ماجوج مر

امام بخاری نے تاریخ میں الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ اور شیخین کریمین کے ساتھ مدفون ہوں گے اس طرح گنبد خضریٰ میں چار قبریں ہوں گی۔

یاجوج اور ماجوج کا ظہور

ارشاد ربانی ہے:

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (الانبیاء:۹۶)

''یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے بڑی تیزی کیساتھ نیچے اترنے لگیں گے''۔

حضور ﷺ نے فرمایا دس علامات کے ظہور سے پہلے قیامت قائم نہ ہوگی۔

(۱) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۲) دھوآں (۳) دابۃ الارض (۴) یاجوج وماجوج

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (۶۔۷۔۸) تین مرتبہ خسوف (۹) عدن سے آگ کا ظہور

(۱۰) دجال کا ظہور {ابن ماجہ}

یاجوج ماجوج کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں۔ یہ اولاد آدم سے ہی ہوں گے۔ یہ یافث بن نوح کی نسل سے ہوں گے۔ ان کی تین اقسام ہوں گی۔ ایک قسم ارز (بہت بڑا درخت) کی مانند ہوگی۔ ایک قسم چار ہاتھ لمبی اور چار ہاتھ چوڑی ہوگی۔ ایک قسم اپنا ایک کان نیچے بچھائے گی اور دوسرے کان کو اپنے اوپر اوڑھ لے گی۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یاجوج اور ماجوج میں سے بعض ایک بالشت بعض دو بالشت اور بعض تین بالشت طویل ہوں گے۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت خالد بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ تم تو کہتے ہو کہ اب ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے دشمن کیساتھ جہاد کرتے رہو گے حتیٰ کہ تم یاجوج وماجوج سے نبرد آزما ہو گے۔ وہ چوڑے چہرے والے، چھوٹی آنکھوں والے ہوں گے۔ ہر بلندی سے نیچے کی جانب آرہے ہوں گے ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج وماجوج میں سے ہر ایک کی کم از کم ایک ہزار فرد اولاد ہوگی۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ روئے زمین پر جن وانس کے دس اجزا ہیں۔ جن میں سے نو اجزا یاجوج وماجوج ہیں اور ایک جز انسانوں پر مشتمل ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج اور ماجوج ہر روز ایک دیوار کو کھودتے ہیں جب دیوار میں سوراخ ہونے لگتے ہیں تو ان کا سردار انہیں حکم دیتا ہے اب کام ختم کرو کل ہم اس کو مٹا دیں گے۔ جب صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دیوار کو پہلے سے زیادہ مضبوط فرما دیتا ہے۔ جب ان کی مدت تکمیل پذیر ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں پر مسلط فرمانے کا ارادہ فرمائے گا تو ان کا

کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی اس وقت بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کی طرف عازم سفر ہوں گے۔

جو لوگ مدینہ طیبہ میں اقامت گزیں رہیں گے ایک خوش گوار ہوا چلے گی جو ان کی ارواح کو قبض کرے گی۔ پھر یہ شہر خوبان بالکل خالی ہو جائے گا۔ دوسرے شہر سے پہلے اس کی ویرانی کی یہی حکمت ہے۔

کعبہ معظّمہ کا گرنا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کمزور ٹانگوں والے افراد کعبہ معظمہ کو گرادیں گے۔ امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی حدیث روایت کی ہے۔ لیکن اس میں یہ اضافہ ہے۔ وہ پتلی ٹانگوں والے اس کی تزئین و آرائش کو چھین لیں گے اور اس کے غلاف کو اتار کرلے جائیں گے۔ گویا کہ میں گنجے سر اور ٹیڑھی ٹانگوں والے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے کدال اور ہتھوڑے سے اس عمارت پر ضربیں لگا رہا ہے۔

صحیحین میں ہے گویا کہ وہ ایک سیاہ، چوڑی رانوں والا حبشی ہے جو کعبہ مشرفہ کا ایک ایک پتھر گرا رہا ہے۔

کعبہ معظمہ کے انہدام میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں گرے گا یا قیامت کے قریب اسے منہدم کیا جائے گا۔ اس وقت جب کہ ''اللہ، اللہ'' کہنے والا کوئی شخص نہ ہوگا۔

حضرت کعب سے روایت ہے کہ کعبہ مشرفہ یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں گرایا جائے گا۔ اس عرصہ میں لوگ حج کی سعادت حاصل کرتے رہیں اور عمرے کی برکات کو سمیٹتے رہیں گے۔ جیسا کہ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا تو بیت اللہ کا حج کریں گے یا عمرہ ادا فرمائیں گے یا دونوں سعادتوں سے بہرہ مند ہوں گے۔

مغرب سے طلوع آفتاب اور دابۃ الارض کا ظہور

ان دونوں علامات میں جو بھی پہلے ظہور پذیر ہوگی دوسری اس کے فوراً بعد رونما ہو جائے گی اگر پہلے سورج مغرب سے طلوع ہو گیا تو اسی روز چاشت کے وقت اس جانور کا ظہور ہوگا اور اگر پہلے جانور کا خروج ہو گیا تو اگلے ہی روز سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد ہے کہ قیامت کی سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اسی روز وقت چاشت جانور کا ظہور ہوگا۔ دونوں میں سے جو علامت بھی پہلے رونما ہوگی دوسری اس کے فوراً بعد ظاہر ہو جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو سابقہ کتب کے عالم تھے فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں پہلے سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ مغرب سے طلوع آفتاب توبہ کے دروازے کو بند کر دے گا۔ پھر جانور کا ظہور ہوگا۔ جو مومن اور کافر کے مابین تمیز کر کے توبہ کے دروازے کے بند ہونے کے مقصد کو پورا کرے گا۔

جہاں تک سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں امام احمد وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

چکے ہیں۔ اس وقت وہ بلند آواز سے پکارے گا۔ ارے مسلمانو! تمہیں خوش خبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن کو ختم کر دیا ہے۔ یہ صدائے دلنواز سن کر وہ اپنے شہروں اور قلعوں سے باہر نکل آئیں گے۔ وہ اپنے جانوروں کو بھی اپنے ہمراہ لے آئیں گے تمام چراگاہیں گوشت سے بھری ہوئی ہوں گی جانور وہ گوشت کھا کر خوب موٹے ہو جائیں گے۔ سب مل کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت کوہ طور سے نیچے تشریف لائیں گے۔ وہ دیکھیں گے کہ تمام روئے زمین یاجوج و ماجوج کی لاشوں اور ان کی بدبو سے بھر چکی ہے۔ ان کی گندی بدبو سے لوگ تنگ ہو کر اللہ کی بارگاہ میں التجا کریں گے۔ اللہ رب العزت یمن کی ہوا کو بھیجے گا۔ لوگوں پر غشی اور دھواں چھا جائے گا۔ وہ کام میں مبتلا ہوں گے۔ تین دن کے بعد جب وہ صحت یاب ہوں گے۔ تو وہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ تمام لاشوں کو سمندر میں پھینکا جا چکا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی بارگاہ ربوبیت میں دعا گو ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا۔ جو کہ بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گے۔ وہ ان لاشوں کو اٹھا کر دور دراز پھینک دیں گے۔ پھر باران رحمت کا نزول ہوگا۔ ہر گھر، ہر ٹیلہ اور ہر خیمے پر ابر کرم برسے گا۔ جو زمین کو دھو کر آئینے کی طرح صاف کر دے گا۔ پھر زمین کو حکم ہوگا۔ اے زمین! اپنے پھل پیدا کر اور اپنی تمام برکات کو لٹا دے زمین کے پھلوں میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔ مسلمان یاجوج و ماجوج کے تیر، کمانیں اور ترکش سات سال تک بطور ایندھن استعمال کرتے رہیں گے۔

مدینہ طیبہ کی ویرانی

قیامت کے قائم ہونے سے چالیس سال قبل مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا اس کے شہری وہاں سے نکل جائیں گے۔

ابوداؤد نے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ طیبہ کی ویرانی کا سبب ہوگا اور مدینہ طیبہ کا ویران ہونا کشت وخون کا سبب ہوگا۔

الطبرانی نے روایت کیا ہے۔ عنقریب مدینہ طیبہ کی عمارات سلع تک پہنچ جائیں گی۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ پر ایک ایسا دور بھی آئے گا۔ جب ایک مسافر اس کے بعض مقامات سے گذرے گا۔ تو وہ کہے گا یہ بستی بھی کبھی آباد ہوا کرتی تھی۔

امام احمد نے روایت کیا ہے جب مدینہ طیبہ کے شہری اسے چھوڑیں گے تو اس وقت وہاں پھلوں کی فراوانی ہوگی۔ لوگوں نے پوچھا پھر ان پھلوں کو کون کھائے گا۔ انہوں نے فرمایا پرندے اور درندے کھا جائیں گے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ تم مدینہ طیبہ کو اس وقت خیر آباد کہو گے جب یہ پھلوں سے لبریز ہوگا۔ پھر پرندے اور درندے ان پھلوں کو کھا جائیں گے۔ قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے سب کے آخر میں اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

علامہ برزنجی فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کی ویرانی کا سبب یہ ہوگا کہ وہاں کے تمام باشندے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ پھر یہ شہر منافقین کی وجہ سے لرز اٹھے گا۔ پھر یہ منافقین کو نکال کر دجال کی طرف پھینک دے گا اور مخلص مومن وہاں رہ جائیں گے وہ بیت المقدس کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے عنقریب ہجرت

ہوگا۔سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اوردابہ کا ظاہر ہونا گویا کہ ایک ہی علامت ہے کیونکہ ان کا ظہور یکے بعد دیگرے فوراً ہوگا۔اسی طرح آگ قیام قیامت کی پہلی نشانی ہے۔

ابونعیم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی علامت کی ترتیب یوں ہوگی۔

(۱)اہل روم کا خروج (۲)دجال (۳)یاجوج وماجوج (۴)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

(۵)دھواں (۶)دابۃ الارض کا ظہور

یہ ترتیب زمینی نشانیوں کے لحاظ سے ہے اسی وجہ سے سورج ان میں شامل نہیں ہے۔

حاکم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج وماجوج کے بعد لوگ زیادہ دیر نہیں ٹھہریں گے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا اس وقت قلم خشک ہو جائیں گے، اعمال نامے لپیٹ لیے جائیں گے، کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی، ابلیس فوراً سجدہ ریز ہو جائے گا۔ وہ عرض کرے گا مولا! مجھے حکم دے تو جسے چاہتا ہے میں اسے سجدہ کرتا ہوں اس کے پاس دیگر شیاطین جمع ہوں گے۔وہ کہیں گے اے ہمارے سردار تو کس کی بارگاہ میں آہ وزاری کر رہا ہے۔وہ کہے گا میں اپنے پروردگار سے عرض کناں ہوں۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ مجھے قیامت تک مہلت دے دے۔اس نے مجھے قیامت تک مہلت دے دی۔اب سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہے۔یہی مقررہ مدت ہے۔اس وقت تمام شیاطین سطح زمین پر ظاہر ہو جائیں گے۔ایک آدمی آسانی سے بتا سکے گا کہ یہ ہی میرا ساتھی تھا۔ جو مجھے بہکایا کرتا تھا تمام ستائش اسی خدا کے لیے ہے۔جس نے اس کو ذلیل ورسوا کیا۔ابلیس آہ وزاری کرتا ہوا سجدہ ریز رہے گا۔حتیٰ کہ دابۃ الارض (جانور) کا ظہور ہوگا۔وہ حالت سجدہ میں ہی اس کو قتل کر دے گا اس کے بعد چالیس سال تک مومن لطف اندوز ہوتے رہیں گے وہ جس چیز کی تمنا کریں گے وہ فوراً دستیاب ہوگی۔

چوپائے کا ظہور

ارشاد ربانی ہے:

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (النمل:۸۲)

”اور جب ہماری بات کے ان پر پورا ہونے کا وقت آجائے گا تو ہم نکالیں گے ان کے لئے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے گفتگو کرے گا“۔

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں جب لوگ نیکی کا حکم نہ دیں گے اور برائی سے منع نہ کریں گے تو ہم ان کے لیے جانوروں کا ظہور فرمائیں گے۔

ابوالعالیہ فرماتے ہیں قول کے واقع ہونے سے مراد ایمان اور توبہ کے دروازے کا بند ہو جانا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ تہامہ کی ایک وادی سے ظاہر ہوگا۔حضرت ابن عباس اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسی اثناء میں کہ لوگ پاکیزہ گھر مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے

عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ جب مغرب سے طلوع شمس ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو وہ سب ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اس وقت کسی کا ایمان لانا اس کے لیے فائدہ مند نہ ہوگا۔ سوائے ان لوگوں کے جو اس سے قبل ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر ایمان لا چکے ہوں گے۔

ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے منبع کمالات ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی نشانی کیا ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت ایک رات طوالت میں دو راتوں کے برابر ہو جائے گی۔ امام بیہقی کی روایت کے مطابق وہ رات دو یا تین راتوں کے مساوی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے لوگ بیدار ہوں گے۔ نماز ادا کریں گے اور حسب معمول اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔ جب دیکھیں گے کہ ستارے ابھی ٹمٹما رہے ہیں وہ پھر محو استراحت ہو جائیں گے۔ کچھ دیر بعد وہ پھر بیدار ہو جائیں گے۔ اپنی نماز ادا فرمائیں گے۔ رات کی تاریکی اسی طرح چھائی ہوگی کہ گویا ابھی تک اس کا کچھ حصہ بھی نہیں گزرا وہ پھر سو جائیں گے شب تارا ابھی تک برقرار ہوگی۔ وہ رات ختم ہونے میں نہ آئے گی۔ جب اہل ایمان یہ کیفیت دیکھیں گے تو وہ خوفزدہ ہو جائیں گے۔ وہ اسے کسی خطرہ کا آلارم سمجھیں گے۔ لوگ گھبرا جائیں گے وہ اس کے متعلق ایک دوسرے سے سوالات کریں گے۔ وہ تمام مساجد کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ صبح کے وقت سورج تاخیر سے طلوع ہوگا وہ ابھی منتظر ہوں گے کہ سورج مشرق سے طلوع ہو کہ اچانک سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔

ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس صبح سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس وقت اس امت کے کئی افراد کی شکلیں بگڑ جائیں گی۔ وہ بندر اور خنزیر کی صورتوں میں متشکل ہو جائیں گے۔ اعمال ناموں کو لپیٹ دیا جائے گا۔ اس میں نہ کسی نیکی کا اضافہ اور نہ کسی بدی میں کمی ہو سکے گی۔ کسی کافر کا ایمان اسے نفع نہ دے گا۔

عبد بن حمید ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بدکار لوگ مغرب سے طلوع شمس کے بعد ایک سو بیس سال تک زندہ رہیں گے۔

تنبیہ

بعض روایات میں ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی دجال کا ظہور ہے۔ بعض روایات کے مطابق قیامت کی پہلی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے اور بعض روایات کے مطابق ایسی آگ کا ظہور قیامت کی پہلی علامت ہے جو لوگوں کو محشر میں جمع کر دے گی۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ان مختلف روایات میں تطبیق یوں دی جاسکتی ہے کہ دجال کا ظہور ان بڑی بڑی علامات میں سے پہلی نشانی ہے جو لوگوں کو آگاہ کریں گی کہ زمین کے عام حالات تبدیل ہو چکے ہیں اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا اس سے قبل ظہور اس کے منافی نہیں ہے۔ یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال پر اختتام پذیر ہوگا اور اس کے بعد قحطانی وغیرہ کا ظہور ہوگا۔

مغرب سے طلوع شمس اس بات کی پہلی نشانی ہوگا کہ عالم علوی تبدیل ہو چکا ہے اور یہ سلسلہ قیامت کے قائم ہونے پر ختم

دھواں

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم قیامت کا تذکرہ کررہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم کس کا تذکرہ کررہے ہو ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم قیامت کا تذکرہ کررہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا جب تک دس علامات کا ظہور نہ ہو جائے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔پھر آپ ﷺ نے دھواں کا ذکر کیا۔(مسلم،ترمذی،ابن ماجہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ دھواں چالیس روز تک روئے زمین پر چھایا رہے گا۔ اس دھواں سے کفار بے ہوش اور مومنین کو زکام کی شکایت ہو جائے گی۔

معطر ہوا اور بت پرستی کا اعادہ

امام مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ یہ شب و روز ختم نہ ہوں گے حتی کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کو لات وعزیٰ کی پرستش کرنے لگیں گے۔اللہ رب العزت معطر ہوا کو بھیجے گا۔جس سے ہر مومن انتقال کر جائے گا۔خواہ اس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔روئے زمین پر صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں ذرہ بھر بھی خیر و برکت نہ ہوگی۔ وہ دوبارہ اپنے آباء واجداد کے دین کو اپنالیں گے۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چلے گی۔جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا وہ ہوا اس کی روح کو قبض کرے گی۔اگر کوئی شخص پہاڑ کے غار میں پناہ گزین ہوگا تو یہ ہوا وہاں بھی داخل ہو جائے گی اور اس کی روح کو قبض کرلے گی۔دنیا میں صرف بدکار لوگ رہ جائیں گے۔وہ نہ تو کسی بھلائی سے آشنا ہوں گے اور نہ ہی کسی برائی کا انکار کریں گے۔شیطان شکل انسانی میں ان کے پاس آئے گا۔ان سے کہے گا کیا تم میری بات نہیں مانو گے وہ لوگ کہیں گے تو ہمیں کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ شیطان انہیں بتوں کی پرستش کا حکم دے گا۔وہ لوگ بتوں کو پوجنا شروع کردیں گے۔ان کی اس کیفیت میں بھی انہیں رزق ملتا رہے گا۔انہیں زندگی کی تمام آسائشیں حاصل ہوں گی پھر صور پھونکا جائے گا۔

حاکم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت نقل کی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا،میری امت کا ایک گروہ اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے دشمن کے ساتھ برسرپیکار رہے گا۔اسے دشمن پر غلبہ نصیب ہوتا رہے گا اور اس کا مخالف اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔یہ روایت سن کر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جی ہاں! اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجے گا۔جو کستوری کی طرح معنبر اور ابریشم کی طرح نرم ہوگی۔وہ ہر مومن کی روح کو قبض کرلے گی خواہ اس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔پھر صرف برے لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔

امام احمد،ترمذی اور امام مسلم نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ اسی

ہوں گے کہ یہ جانور رکن اور مقام کے درمیان رونما ہوگا۔ یہ اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوا ظاہر ہوگا۔ اسے دیکھ کر لوگ منتشر ہو جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس جانور کی گردن طویل ہوگی جسے مشرق و مغرب کے لوگ ہر جانب سے یکساں دیکھ سکیں گے۔ اس کا چہرہ انسان کے چہرہ کی طرح، چونچ پرندے کی چونچ کی طرح ہوگی۔ اس کے جسم پر بال و پر ہوں گے۔ جن میں ہر رنگ ہوگا۔ اس کی چار ٹانگیں ہوں گی۔

آپ ہی سے روایت ہے کہ اس میں ہر جانور کا رنگ ہوگا اور ہر امت کی ایک علامت ہوگی امت محمدیہ کی اس میں علامت یہ ہوگی کہ یہ فصیح عربی زبان میں گفتگو کرے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس جانور کے بال و پر ہوں گے۔ نہ کوئی پکڑنے والا اس کو پکڑ سکے گا اور نہ کوئی بھاگنے والا اس سے بھاگ سکے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس جانور میں ہر رنگ ہوگا اور اس کے سینگوں کے مابین بیٹھنے کی جگہ ہوگی۔ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس جانور میں ہر جانور کی خوبی ہوگی۔ اس کا سر بیل کے سر کی طرح، اس کی آنکھ خنزیر کی آنکھ کی طرح، اس کے کان ہاتھی کے کان کی طرح، اس کے سینگ بیل کے سینگوں کی طرح، اس کی گردن شتر مرغ کی گردن کی طرح، اس کا سینہ شیر کے سینے کی طرح، اس کا رنگ چیتے کے رنگ کی طرح، اس کا پہلو بلی کے پہلو کی طرح، اس کی دم مینڈھے کی دم کی طرح، اس کی ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح اور اس کے دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ بلند آواز سے پکارے گا۔ بلاشبہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ مومن اور کافر دونوں کے چہروں پر نشان لگائے گا۔ جس کی وجہ سے مومن کا چہرہ درخشاں ستارے کی طرح ہو جائے گا۔ وہ اس کی دونوں آنکھوں کے مابین ''مومن'' لکھا جائے گا۔ وہ کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان سیاہ نقطہ لگائے گا اور وہاں ''کافر'' لکھا جائے گا۔

ایک اور روایت کے مطابق لوگ اس کو دیکھ کر بھاگنے لگیں گے۔ لیکن مومنین کا ایک گروہ ثابت قدم رہے گا۔ وہ یہ سمجھ جائیں گے کہ وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ وہ مومنین کے چہروں پر نشان لگائے گا۔ جس سے ان کے چہرے ستارے کی طرح درخشاں ہو جائیں گے۔ وہ اتنی سرعت رفتاری سے بھاگے گا کہ کوئی پکڑنے والا اس کو پکڑ نہ سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے نجات نہ پا سکے گا۔ حتی کہ ایک شخص جانور سے بچنے کے لیے نماز میں مشغول ہو جائے گا۔ یہ جانور اس کے پیچھے سے آئے گا اور کہے گا اے فلاں! اب تو نماز پڑھنے لگ گیا ہے۔ نمازی اس کی طرف توجہ کرے گا تو وہ اس کے چہرے پر نشان لگا جائے گا۔ اس وقت لوگوں کی کیفیت یہ ہوگی کہ مال و دولت میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ شہروں میں مل جل کر رہیں گے۔ مومن کافر سے آشنا ہوگا اور کافر مومن کو جانتا ہوگا۔ حتی کہ مومن کافر سے کہے گا اے کافر! میرا حق ادا کر اور کافر کہے گا اے مومن! میرا حق ادا کر۔

ایک روایت کے مطابق جب یہ جانور ظاہر ہوگا تو وہ تین چیخیں بلند کرے گا۔ جن کو تمام لوگ سن لیں گے۔

عدن سے آگ کا ظہور

امام مسلم وغیرہ نے حضرت حذیفہ ابن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم دس علامات نہ دیکھ لو گے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی اور سب سے آخری علامت یہ ہے کہ یمن سے آگ کا ظہور ہوگا جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

روایت کیا جاتا ہے کہ یہ آگ عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی امام احمد وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۔ اس وقت اہل زمین میں سے بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑیں گے۔ اس وقت زمین پر صرف بدکار لوگ ہی سکونت پذیر ہوں گے۔ آگ انہیں بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کر دے گی۔ وہ انہیں کے ساتھ رات بسر کریں گے انہیں کے ساتھ دوپہر گزاریں گے اور پیچھے رہ جانے والوں کو درندے ہڑپ کر جائیں گے۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عنقریب حضر موت سے یا حضر موت کے سمندر سے آگ کا ظہور ہوگا یہ لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دے گی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت شام کی طرف ہجرت کر جانا۔ یہی ہجرت گاہ ابراہیم علیہ السلام ہے۔

طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب آگ تمہارا قصد کرے گی۔ آج یہ ادیہال کی وادی میں خاموش ہے۔ قیام قیامت سے پہلے یہ لوگوں پر چھا جائے گی۔ اس میں دردناک عذاب ہوگا۔ یہ مال و دولت اور جانوں کو خاکستر بنا دے گی۔ آٹھ دنوں میں پوری دنیا کا چکر لگائے گی۔ ہوا و رباد ل کی طرح اڑتی جائے گی اس کی رات کی گرمی، دن کی گرمی سے زیادہ شدید ہوگی۔ زمین و آسمان کے مابین اس کی گرج اور کڑک سنائی دے گی۔ یہ لوگوں کے سروں کے قریب تر ہوگی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا یہ آگ اس دن مومنین اور مومنات کے لئے سلامتی کا پیغام لے کر آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت روئے زمین پر کوئی مومن یا مومنہ نہیں ہوگی۔ اس وقت کے انسان گدھوں سے زیادہ برے ہوں گے۔ وہ جانوروں کی طرح سر راہ بدکاری کریں گے۔ ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو انہیں اس فعل شنیع سے روک دے۔

یہ وہ خلاصہ کلام ہے جو میں نے علامہ برزنجی کی تالیف ''کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' سے نقل کیا ہے۔ حضرت العلام نے ایک ہزار چھتر 1076 ہجری کو یہ کتاب مدینہ منورہ میں مکمل فرمائی۔ علی صاحبہا افضل الصلاۃ واکمل السلام۔

امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کی 65 ویں بحث میں فرماتے ہیں کہ قیامت کی وہ تمام علامات جن کی خبر آقائے دو عالم ﷺ نے دی ہے وہ حق ہیں اور وہ قیامت کے ظہور سے قبل ضرور رونما ہوں گی اور وہ علامات درج ذیل ہیں۔

کیفیت پر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے خوشگوار ہوا بھیجے گا۔ وہ ان کی بغلوں کو مس کرے گی اور ہر مومن اور ہر مسلمان کی روح کو قبض کر لے گی۔ سطح زمین پر صرف بدکار لوگ ہی رہ جائیں گے۔ وہ گدھے کی طرح سرعام بدکاری کریں گے۔ ان لوگوں پر ہی قیامت قائم ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ لوگوں میں بدکاری کا رواج بڑھتا جائے گا حتی کہ ایسا وقت آجائے گا کہ کوئی بچہ بھی نکاح سے پیدا نہیں ہوگا۔ پھر تیس سال تک اللہ تعالیٰ عورتوں کو بانجھ کر دے گا۔ وہ لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی وہ سب کے سب حرام کی اولاد اور شریر لوگ ہوں گے۔

ابن ماجہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت اسلام کا نام ونشان اس طرح مٹ جائے گا جس طرح کپڑے سے داغ ختم ہو جاتا ہے۔ کسی کو بھی روزے، نماز، حج اور صدقے کا علم نہ ہوگا۔ لوگوں میں بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ہی ایسی رہ جائیں گی۔ جو یہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے آباء واجدا کو دیکھا تھا وہ یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے ہم بھی یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کیا یہ کلمہ انہیں کسی قسم کا فائدہ دے گا۔ آپ نے سوال کرنے والے سے اعراض فرمایا اس نے دوبارہ یہی سوال کیا آپ نے اس کی طرف توجہ نہ دی جب سائل نے تیسری مرتبہ پوچھا تو فرمایا ہاں یہ کلمہ انہیں آتش جہنم سے بچائے گا۔

امام احمد نے قوی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ سطح زمین پر **لا الہ الا اللہ** کہنے والا ایک شخص بھی نہ رہے گا۔ امام مسلم کی روایت میں **لا الہ الا اللہ** کی جگہ لفظ اللہ، اللہ ہے۔

یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شریر لوگوں سے مراد وہ افراد ہوں گے جو **لا الہ الا اللہ** کی گواہی نہ دیں گے جب تک نوع انسانی میں یہ گواہی دینے والا ایک شخص بھی موجود رہے گا قیامت قائم نہ ہوگی۔ قیامت ان کفار پر قائم ہوگی جو نکاح سے نا آشنا ہوں گے اور نہ ہی ان کی اولاد نکاح سے پیدا ہوگی۔ وہ حقیقت میں انسان نہیں ہوں گے بلکہ انسان کی شکل میں جانور ہوں گے بلکہ ان سے بھی زیادہ احمق ہوں گے۔

مصاحف اور سینوں سے قرآن پاک کا اٹھ جانا

دیلمی نے حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قرآن پاک پر ایک شب ایسی گزرے گی کہ اس کی صبح کے وقت قرآن پاک کے الفاظ مصاحف اور لوگوں کے سینوں سے مٹ چکے ہوں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ قرآن اسی جگہ لوٹ جائے گا۔ عرش الٰہی کے ارد گرد شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز نکالے گا۔ اللہ رب العزت ارشاد فرمائیں گے۔ اے کلام پاک تجھے کیا ہو گیا ہے۔ وہ عرض کرے گا مولا میں تجھی سے ہی نکلا ہوں اور تیری ہی طرف لوٹ کر آگیا ہوں۔ اب میری تلاوت تو کی جاتی ہے۔ لیکن کوئی شخص مجھ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس وقت قرآن پاک اٹھالیا جائے گا۔

الازرقی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے رکن قرآن پاک اور نبی محترم ﷺ کی خوابوں کو اٹھایا جائے گا۔

خاتمہ

کرامات اولیاء کا جواز

اس باب میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ ہر وہ فعل جو کسی نبی کے لیے معجزہ بن سکتا ہے وہ کسی ولی کے لیے کرامت بھی بن سکتا ہے۔ حضور ﷺ کی امت کے اولیاء عظام کی کرامات آپ ﷺ کے زندہ جاوید معجزات ہیں۔

اس طرح آپ ﷺ کے معجزات کی تعداد کئی گنا ہو کر حد و شمار سے ماوراء ہو جاتی ہے۔

خاتمہ تین بحثوں پر مشتمل ہوگا۔

پہلی بحث

اس بحث میں اولیاء کرام کی کرامات کے جواز پر دلائل دیئے جائیں گے نیز یہ ثابت کیا جائے گا کہ ہر ولی کی کرامت دراصل اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۝

(یونس: ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴)

''سنو! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور عمر بھر پرہیز گاری کرتے رہے۔ انہیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں نہیں بدلتی اللہ تعالیٰ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے''۔

ارشاد ربانی ہے:

وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ تُسَٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِى وَٱشْرَبِى (مریم: ۲۵۔ ۲۶)

''اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں۔ (میٹھے میٹھے خرمے) کھاؤ اور (ٹھنڈا پانی) پیو''۔

پھر ارشاد فرمایا:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ

(۱)امام مہدی کا خروج (۲)دجال کا خروج (۳)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
(۴)جانور کا ظاہر ہونا (۵)آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (۶)قرآن پاک کا اٹھ جانا
(۷)یاجوج وماجوج کا خروج

اگر دنیا کی عمر ایک دن بھی باقی ہے تو یہ علامات ضرور ظہور پذیر ہوں گی۔ شیخ تقی الدین ابن ابی منصور نے اپنی کتاب "عقیدۃ" میں فرمایا ہے کہ درج ذیل تمام علامات قیامت کے قریب اس دن ضرور رونما ہوں گی جس کا وعدہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت سے فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میری امت پاک باز رہی تو اس کی شان وشوکت کا ایک دن ہوگا۔ اور اگر اس نے فساد برپا کیا تو اس کی عظمت وسطوت کا آدھا دن رہ جائے گا۔ اس حدیث شریف میں دن سے مراد وہ یوم ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا۔

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (الحج:۴۷)

"اور بیشک ایک دن تیرے رب کے ہاں ایک ہزار سال کی طرح ہوتا ہے جس حساب سے تم گنتی کرتے ہو"۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ پہلے ہزار سال کا شمار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد کیا جائے گا اور خلفائے راشدین کی خلافت کی تمام مدت حضور ﷺ کے دور رسالت ونبوت میں ہی شمار ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں خلفاء کے عہد زریں میں شہروں کو فتح فرمایا آپ ﷺ کے اس ارشاد پاک کا مفہوم یہ ہے ایک ہزار سال تک ہر سو شریعت کا اجالا ہوگا۔ پھر آہستہ آہستہ اعمال میں ضعف اور کمزوری آتی جائے گی۔ حتیٰ کہ یہ دین اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جس طرح یہ آغاز میں تھا اس دینی ضعف کا اظہار گیارہویں صدی کے ابتدائی تیس سال گذرنے کے بعد ہو چکا ہے۔

اس کے بعد علامہ شعرانی نے امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے متعلق تفصیل سے بحث کی ہے اور ان کے اوصاف اور خوبیاں رقم کی ہیں۔ پھر دیگر علامات قیامت کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے یہ تمام تفصیل "فتوحات مکیہ" سے نقل کی ہے۔ وہ شخص جو ان علامات کا تفصیل سے مطالعہ کرنے کا خواہاں ہو وہ "فتوحات مکیہ" اور "الیواقیت والجواہر" کی طرف رجوع کرے۔ میں نے بھی علامات قیامت پر ایک علیحدہ کتاب تحریر کی ہے۔

رونما ہونا اس ولی کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ جو ولی سچا نہیں ہوتا۔ اس سے ایسی کرامات کا ظہور ناممکن ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمارے لیے کرامات کے ظہور کو ایسا آلہ بنایا ہے جس سے ہم جھوٹے شخص اور سچے ولی کی پہچان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ کرامت اللہ کے ولی کے ساتھ خاص ہے اور وہ شخص جو ولایت کا صرف دعویٰ کرتا ہے وہ ایسی خصوصیت سے عاری ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ولی سے رونما ہونے والی کرامت نہ صرف خلاف عادت افعال میں سے ہو بلکہ اس کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ یہ کرامت اس ولی سے اس وقت ظاہر ہو جب وہ احکام الٰہیہ کا مکلف ہوتا کہ ہم اس کے احوال کے متعلق اپنا نکتہ نظر بیان کر سکیں۔

اہل حق کے بہت سے علماء نے معجزہ اور کرامت کے درمیان فرق کو بیان کیا ہے۔

ابو اسحق الاسفرائینی فرماتے ہیں معجزات انبیاء کرام کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں اور نبوت کی دلیل نبی کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہو سکتی۔ امام ابو اسحاق فرماتے ہیں۔ اولیاء عظام سے کرامات کا ظاہر ہونا جائز ہے یہ کرامات دعا کی قبولیت کے مشابہ ہوتی ہیں۔ لیکن جنس کے اعتبار سے یہ انبیاء کے معجزات سے مختلف ہوتی ہیں۔

امام ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ معجزات صداقت کے دلائل ہیں۔ اگر وہ شخص جس سے خلاف عادت فعل کا ظہور ہو رہا ہے اگر وہ نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ معجزہ اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ اپنے قول میں سچا ہے اور اگر وہ شخص ولایت کا دعویٰ کر رہا ہو تو یہ خلاف عادت فعل اس کی ولایت کی دلیل ہوگا اسی وجہ سے اس کو کرامت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسے معجزہ نہیں کہتے۔ خواہ وہ فعل معجزہ کی جنس میں سے ہی ہو۔

علامہ قشیری فرماتے ہیں ''یکتائے روزگار قاضی ابو بکر الاشعری نے فرمایا ہے معجزات انبیائے کرام کے ساتھ اور کرامات اولیاء کے ساتھ مختص ہیں اولیاء سے صادر ہونے والی کرامات کو معجزہ کے نام سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ معجزہ کے ساتھ دعویٰ نبوت کا متصل ہونا ضروری ہے۔ کوئی معجزہ بھی اپنے وجود کی وجہ سے معجزہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ بہت سے ایسے اوصاف پر مشتمل ہے۔ جو اسے معجزہ بناتے ہیں۔ اگر وہ شرائط اور خوبیاں نہ پائی جائیں۔ تو ہم اسے معجزہ نہیں کہیں گے ان شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ متصل ہو۔ جبکہ ولی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا اس لیے اس کے دست اقدس سے رونما ہونے والے خلاف عادت واقعہ کو ہم معجزہ نہیں کہہ سکتے۔

امام قشیری فرماتے ہیں۔ اسی قول پر ہم اعتماد کرتے ہیں اور اسی کے ہم قائل ہیں۔ معجزات کی تمام شرائط یا اکثر شرائط کرامات میں بھی پائی جاتی ہیں۔ سوائے ایک شرط کے وہ شرط یہ ہے کہ معجزہ کے ساتھ دعویٰ نبوت کا متصل ہونا ضروری ہے۔

کرامت ایک ایسا خلاف عادت فعل ہے جو ابدی نہیں بلکہ اختتام پذیر ہونے والا ہے اس لیے یہ کسی ایک شخص کے ساتھ مختص نہیں ہوتا۔ یہ فعل خلاف عادت ہوتا ہے اور ولی کے زمانہ تکلیف میں اس سے صادر ہوتا ہے یہ کسی شخص کی خصوصیت اور فضیلت کے اظہار کے لیے رونما ہوتا ہے۔ یہ فعل کبھی اس ولی کے اختیار اور اس کی دعا سے رونما ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کے اختیار یا دعا سے صادر نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ولی کو یہ اجازت بھی نہیں ہوتی کہ وہ اپنی کرامت کے ساتھ ولایت کا

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (ال عمران: ۳۷)

''جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (ایک بار) بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب''۔

قرآن مجید میں مزید ارشاد ہے:

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ (کہف: ۱۶۔۱۷)

''اور جب تم الگ ہو گئے ہو ان (کفار) سے اور ان معبودوں سے جن کی یہ پوجا کرتے ہیں اللہ رب تعالیٰ کے سوا۔ تو اب پناہ لو غار میں پھیلا دے گا تمہارے لئے رب اپنی رحمت (کا دامن) اور مہیا کر دے گا تمہارے لئے تمہارے اس کام میں آسانیاں، اور تو دیکھے گا سورج کو جب وہ ابھرتا ہے تو ہٹ کر گزرتا ہے ان کے غار سے دائیں جانب اور جب وہ ڈوبتا ہے تو بائیں طرف کتراتا ہوا ڈوبتا ہے''۔

امام یافعی نے اپنی کتاب ''نشر المحاسن الغالیۃ'' میں اہل السنّت والجماعت کے جید آئمہ کرام اور مشائخ اسلام سے کرامات کے جواز پر مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ ان سب سے اولیاء کی کرامات کا اثبات ہوتا ہے وہ علماء

(۱) امام الحرمین (۲) ابوبکر الباقلانی (۳) ابوبکر بن فورک (۴) امام غزالی (۵) امام رازی

(۶) امام بیضاوی (۷) محمد بن عبدالملک السلمی (۸) ناصر الدین الطوسی (۹) حافظ نسفی

(۱۰) ابوالقاسم القشیری رحمہم اللہ اجمعین ہیں۔

امام یافعی ان ائمہ کرام کی عبارات نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔

یہ وہ علمائے کرام ہیں۔ جنہوں نے اپنی تصانیف میں تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک عقائد میں ان کی گفتگو معتبر ہے میں نے صرف انہیں علماء کے تذکرے پر اکتفاء کیا ہے۔ کیونکہ یہ ایسے عظیم علماء ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے علماء کی کثیر تعداد کو ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان سب نے یہی قول فرمایا ہے کہ معجزہ اور کرامت میں صرف یہی فرق ہے کہ معجزہ کے ساتھ کسی نبی کا چیلنج متصل ہوتا ہے۔ کسی امام نے بھی یہ شرط نہیں لگائی کہ کرامت کے لیے جنس و عظمت میں معجزہ سے اختلاف ہونا ضروری ہے۔

امام قشیری اپنی کتاب ''رسالہ'' میں فرماتے ہیں۔ اولیاء کرام کی کرامات کا ظہور جائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہے جس کے رونما ہونے کا عقل بھی فتوی دیتا ہے اور اس کے ظہور پذیر ہونے کی وجہ سے اصول دین میں سے کسی اصل پر بھی کوئی زد نہیں پڑتی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ یہ یقین رکھا جائے کہ اللہ رب العزت اس پر قادر ہے کہ وہ کسی ولی سے کرامت کا ظہور کرے۔ جب اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین ہو جائے گا تو پھر کوئی چیز کرامت کے صادر ہونے کے مانع نہ رہے گی۔ کسی ولی سے کرامت کا

اپنے اسلام میں سچا نہ ہو اس سے کرامات کا ظہور نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی نبی کے کسی ایک امتی سے صرف ایک کرامت کا بھی ظہور ہوا سے بھی اس نبی کے معجزات کے زمرہ میں شامل کیا جائے گا۔ کیونکہ اگر وہ نبی سچا نہ ہوتا تو پھر اس کے پیروکار سے ایسی کرامت کا ظہور نہ ہوتا۔

اولیاء درجہ اور مرتبہ میں کبھی بھی انبیاء و رسل کے درجہ و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس بات پر امت کا اجماع ہے۔ پھر یہ کرامات کبھی تو دعا کی قبولیت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں اور کبھی کسی خالی برتن میں کسی ظاہری سبب کے بغیر کھانا موجود ہوتا ہے۔ کبھی پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لیے پانی دستیاب ہو جاتا ہے کبھی طویل فاصلے قلیل مدت میں طے ہو جاتے ہیں۔ کبھی دشمن سے نجات مل جاتی ہے اور کبھی غیب کی صدا سنائی دیتی ہے وغیرہ۔

بہت سے افعال (مقدورات) ایسے ہیں۔ جن کے متعلق یقینی علم ہے کہ وہ بطور کرامت کسی ولی سے صادر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً انسان کا والدین کے بغیر پیدا ہونا، جمادات کا جانور میں تبدیل ہو جانا اور کسی ٹھوس چیز کا حیوان میں متغیر ہو جانا وغیرہ۔

ولی وہ ہوتا ہے جو اطاعت الٰہیہ پر کاربند رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت و حراست کا نگران ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نافرمانی کی رسوائی سے بچالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ابدی توفیق عطا فرماتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ اطاعت خداوندی بجالاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّٰلِحِينَ ''اور وہ حمایت کیا کرتا ہے نیک بندوں کی'' (الاعراف: ۱۹۶)

اولیاء کرام انبیاء عظام کی طرح معصوم نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی اس طرح حفاظت فرماتا ہے کہ وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں جس شخص نے چالیس روز تک صدق دل سے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی اس کے دست اقدس سے کرامات کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اور اگر اس سے کرامات کا ظہور نہ ہو تو یہی سمجھا جائے گا کہ ابھی اس کے اخلاص و صدق میں کچھ کمی ہے۔ حضرت سہل سے گذارش کی گئی کہ اس شخص کے لیے کرامت کا ظہور کس انداز سے ہوگا۔ انہوں نے فرمایا وہ آدمی جیسے چاہے، جو چاہے اور جہاں سے چاہے کرامت کا ظہور ہوگا۔ اولیائے کرام کی کرامات کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ انہیں اطاعت الٰہی بجالانے کی سرمدی توفیق حاصل ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ گناہوں اور برے کاموں سے وہ محفوظ کر دیے جاتے ہیں۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مواقع النجوم ومطالع اهل الاسرار والعلوم'' میں فرماتے ہیں۔ مردوں کو زندہ کرنے، اندھوں کو بینا کرنے اور کوڑھیوں کو تندرست کرنے میں بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رتبہ بہت بلند اور عظیم تھا۔ لیکن ان معجزات کا ظہور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہوا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختلف پرندوں کو جمع فرمانا، پھر ان کے اجزاء بنا کر مختلف پہاڑوں پر بکھیر دینا، پھر ان کو آواز دینا اور ان پرندوں کا زندہ ہو کر آپ علیہ السلام کے پاس دوڑے دوڑے آنا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اذن سے ہی ہوا اور عقل و دانش سے یہ بھی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء میں سے کسی ولی کو ایسی کرامت سے نواز دے اور اس کے دست اقدس سے ایسے خلاف عادت فعل کو ظاہر فرما دے وہ

دعویٰ کرے اور اگر وہ کسی ایک شخص کے پاس اس خصوصیت کا اظہار کر دے جو اس کا اہل ہو تو پھر جائز ہے۔

ضروری نہیں کہ جو کرامت کسی ایک ولی کے ہاتھوں رونما ہو اس کا ظہور دوسرے اولیاء سے بھی ہو بلکہ اگر کسی ولی سے دنیا میں کوئی کرامت بھی ظاہر نہ ہو تو پھر بھی ہم اس کی ولایت پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ لیکن انبیاء کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ان کے لیے معجزات کا رونما ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ نبی کو مخلوق کی طرف مبعوث کیا جاتا ہے اور لوگوں کو اس کی صداقت کا عرفان ضروری ہے اور یہ عرفان صرف معجزہ کے ظہور سے ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن ولی کا معاملہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ مخلوق کے لیے یہ جاننا ضروری نہیں کہ وہ ولی ہے بلکہ بعض اوقات اسے خود بھی اس کا یقین نہیں ہوتا۔

ولی کو اس کرامت پر مطمئن نہیں ہونا چاہیے جو اس سے رونما ہو اور نہ ہی صرف اس پر نظر رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس جیسے واقعات تو صرف اس کے یقین میں اضافہ اور اس کی بصیرت کو زیادہ کرتے ہیں تاکہ انہیں یہ یقین ہو جائے کہ ایسے افعال اللہ رب العزت کی طرف سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ ایسی کرامات سے اپنے عقائد وغیرہ کے صحیح ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں۔ اس تمام بحث سے یہی واضح ہوتا ہے کہ اولیائے کرام کی کرامت کو ماننا لازم ہے۔ جمہور اہل عرفان کا یہی نکتہ نظر ہے اور واقعات و حکایات کی کثرت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔ اس طرح شکوک وشبہات کے تمام بادل چھٹ جاتے ہیں اور حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

کرامات کے جواز کے دلائل میں سے قرآن پاک کا بیان کردہ وہ واقعہ بھی ہے جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا تذکرہ ہے اس نے کہا تھا:

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (النمل: ۴۰)

''میں لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے''۔

حالانکہ وہ صحابی نبی نہ تھا۔

اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت میں ہے کہ انہوں نے جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا یَاسَارِيَةُ الْجَبَلَ ''اے ساریہ! پہاڑ کی جانب ہو جاؤ'' ان کی یہ آواز حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور انہوں نے اس پر عمل کیا اور وہ پہاڑ کے دامن کی طرف چلے گئے۔

سوال

یہ کرامات اولیاء جو انبیاء و رسل کے معجزات سے معانی و مفہوم میں زائد ہوتی ہیں کیا ان کا ظہور ممکن ہے۔ کیا اولیاء کو انبیاء سے افضل قرار دینا جائز ہے؟

جواب

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام کرامات ہمارے نبی محترم ﷺ کے معجزات کے ساتھ ملحق ہیں۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو

دوسری وجہ

حضرت مریم علیہا السلام کی تعجب خیز داستان بھی کرامات کے جواز کی دلیل قاطع ہے۔ آپ کو بغیر کسی بشر کے مس کیے حمل ہونا، کھجور کے خشک تنے سے تروتازہ کھجوریں ملنا ان کے پاس بے موسم پھل آنا۔ جیسا کہ اللہ کے اس ارشاد میں ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ

(آل عمران: ۳۷)

"جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیز (ایک بار) بولے اے مریم کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے۔ یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے"۔

حضرت مریم علیہا السلام سے ایسے ہی خلاف عادت افعال کا ظہور ہوا حالانکہ آپ نبیہ نہ تھیں۔

تیسری وجہ

اصحاب کہف کا قصہ بھی کرامت کے جواز کی دلیل ہے۔ وہ تین سو نو سال تک غار میں رہے وہ زندہ اور سلامت کسی آفت کے بغیر سوئے رہے۔ انہیں کوئی غذا یا پانی نہیں ملتا تھا اس کے باوجود ان کی سابقہ قوت برقرار رہی حالانکہ وہ انبیاء نہ تھے اس لیے ہم اس خلاف عادت فعل کو معجزہ نہیں کہیں گے بلکہ کرامت کے نام سے موسوم کریں گے۔

چوتھی وجہ

آصف بن برخیا کی حکایت دلنشیں بھی کرامت کے جواز کی اہم دلیل ہے۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھی تھے اور انہوں نے آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کے تخت کو اٹھا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کیا تھا۔ اکثر مفسرین نے اللہ کے فرمان "الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ" (النمل: ۴۰) سے آصف بن برخیا کی ذات ہی مراد لی ہے۔

ہم نے پہلے صحابہ کرام کی مختلف کرامات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے عہد ہمایوں کے بعد بھی کرامات کا سلسلہ جاری رہا۔ کوئی شخص ان کرامات کو شمار نہیں کر سکتا اہل کرامات سابقہ زمانہ میں بھی رہے اور آئندہ بھی ان کے وجود مسعود سے دنیا سعادت مند ہوتی رہے گی۔ ہمیں یہ دلیل ہی کافی ہے کہ ان منکرین سے پہلے بھی لوگ کرامات کا ذکر کرتے رہے۔ بنو اسرائیل اور ان کے زمانہ کے بعد کے اولیاء کی کرامات تو کتب میں بھی موجود ہیں۔ صحابہ کرام بڑی دلچسپی سے ان کرامات کے تذکرے کرتے تھے۔

پانچویں وجہ

کرامات کے جواز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے اولیاء اور علماء کو علوم کثیرہ سے نوازا حتی کہ انہوں نے بہت سی کتب تصنیف کیں اگر اندازہ لگایا جائے تو کوئی اور شخص اتنی کم مدت میں ان کتابوں جیسی ایک کتاب بھی نہیں لکھ

کرامت جو کسی بھی ولی سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ یا اسے عطا ہوتا ہے تو یقیناً اس کی عزت و شرف نبی اکرم ﷺ کی طرف ہی راجع ہے کیونکہ وہ ولی آپ ﷺ کے پیروکاروں میں سے ہی ہے اور احکام شریعت کی پیروی کرنے سے ہی اس کو یہ رفیع مرتبہ ملا۔

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء ولی کی کرامت، نبی کا معجزہ ثابت کرتے ہیں اور بعض اس سے انکار فرماتے ہیں اور بعض ولی کے لیے اس فعل کرامت کو ثابت کرتے ہیں۔ جو نبی کے لیے بطور معجزہ رونما نہ ہو چکا ہو۔ لیکن ہمارے صوفیائے کرام اس کی نفی نہیں کرتے کیونکہ وہ ایسی کرامات کا اپنی ذات میں اور دیگر صوفیاء کرام کے ہاتھوں پر ہر روز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں وہ اصحاب کشف اور باذوق ہوتے ہیں۔ اگر ہم ان کرامات کا ذکر کریں جن کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے اور ان کرامات کا بھی تذکرہ کریں جو ہم نے ثقہ راویوں سے سنی ہیں تو سننے والا ششدر رہ جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان کا انکار کر دے۔ یہ صرف اس کی نظر کا قصور ہوگا۔ کیونکہ اس نے اس شخص کو ہی دیکھا جس کے ہاتھوں کرامت کا ظہور ہوا اس نے اس ذات کی طرف دھیان دیا جو قادر مطلق اور مختار کل ہے اور جس نے اس ولی کے دست اقدس پر ایسی کرامت کا ظہور کروایا۔

میں نے اپنے زمانے کے ایک فقیہ کو دیکھا وہ کہتا تھا اگر میں کسی شخص کے ہاتھوں ایسے امور (کرامات) کو صادر ہوتے ہوئے دیکھ لوں تو میں یہی کہوں گا کہ یہ میرے دماغ کا فساد ہے کرامت کا ظہور اگرچہ میرے نزدیک جائز ہے میں پھر بھی اسے تسلیم نہیں کروں گا۔

اللہ رب العزت کی یہ شان ہے کہ وہ جس شخص کے ہاتھوں چاہے اپنی منشاء کے مطابق کرامت کا ظہور کر سکتا ہے۔ اے نور نظر! ذرا دیکھو یہ حجاب کتنا کثیف ہے اس شخص کی جہالت کتنی بڑی اور اس کا انکار کتنا شدید ہے۔ اللہ رب العزت ہی ہماری دستگیری فرمائے اور اس کی بھی راہنمائی کرے اور ہمارے نور بصیرت کو عام کر دے۔

امام تاج الدین السبکی نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں کرامات کے جواز پر طویل گفتگو تحریر فرمائی ہے اور منکرین کو شافی و کافی جوابات ارشاد فرمائے ہیں پھر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات کو رقم فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔ یہ واقعات جو میں نے ابھی ذکر کیے ہیں یہ اس شخص کے لیے تو کافی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی بصیرت بھی عطا فرمائی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی انکار ہی کرے اور اثبات کرامات کے لیے کسی خاص دلیل اور عمدہ برہان کا متلاشی ہو تو ہم اس سے کہیں گے کہ کرامات کے ثبوت کی دلیل کئی وجوہات پر مشتمل ہے۔

پہلی وجہ

یہ وجہ اتنی مشہور و معروف ہے کہ اس کا انکار صرف جاہل ہی کر سکتا ہے علماء اور صالحین کے ہاتھوں رونما ہونے والی کرامات اتنی ہی مشہور ہیں جتنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت مشہور ہے۔ بلکہ کرامات کا انکار کرنا شجاعت علی رضی اللہ عنہ اور سخاوت حاتم کے انکار سے زیادہ حیرت انگیز ہے کیونکہ کرامات کا شہرہ ان کے ان اوصاف سے بھی زیادہ ہیں کرامات کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل مسخ ہو چکا ہو اللہ تعالیٰ پناہ دے۔

علامہ شارح فرماتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کے بعد اگر کسی ولی سے کرامت ظاہر ہوتی ہے تو وہ کرامت اس نبی کے معجزات کا تتمہ ہوتی ہے۔ اس امت مرحومہ کے صالحین کی کرامات نبی محترم ﷺ کے معجزات کا تکملہ ہیں اولیاء کا وجود مسعود بھی نبی محترم ﷺ کی مستقل کرامات میں سے ہے۔ کیونکہ انہی کے صدقے بندوں کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ شہروں سے بلائیں ٹلتی ہیں۔ رحمت کا نزول ہوتا ہے اور عذاب ٹل جاتا ہے۔

امام محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی فرماتے ہیں۔ امت محمدیہ کے اولیاء کی کرامات کی کثرت کی وجہ یہ ہے تاکہ سارے انبیاء ورسل پر حضور ﷺ کی سیادت وسرداری کا اظہار ہو جائے کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین اور حبیب رب العالمین ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے دین مبین کو تا قیامت دوام حاصل ہے۔ اسی وجہ سے ایسے اسباب کی بھی ضرورت ہے جو لگا تار اس کی تصدیق کرتے رہیں ان اسباب میں سے سب سے قوی ترین سبب اولیاء کی کرامات ہیں جو درحقیقت آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔ قرآن پاک جو تمام معجزات کا سردار ہے وہ ان کے علاوہ ہے یہ کتاب لاریب آیات بینات کی جامع ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم اور ذکر حکیم ہے۔

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (حم سجدہ: ۴۲)

''اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے، یہ اتری ہوئی ہے بڑی حکمت والے سب خوبیاں سراہے کی طرف سے''۔

اسی طرح ان معجزات میں قیامت کی وہ نشانیاں بھی شامل ہیں جن کا اظہار آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت میں موجود ہیں اور آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے معجزات کا اسی طرح مشاہدہ کر رہی ہے۔ جس طرح لوگ آپ کی حیات ظاہری میں معجزات کا مشاہدہ کرتے تھے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں اضافہ فرمائے۔ اور کفار میں سے جس کو چاہے دولت اسلام سے مالا مال فرمائے۔ کرامات کی کثرت اس بات پر شاہد ہے کہ حضور ﷺ کی امت میں اولیاء کثرت سے ہیں اور ان کا ظہور ہر زمانہ میں ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن عربی وغیرہ نے بیان کیا ہے صحیح کشف کے مطابق امت محمدیہ میں اولیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یعنی انبیاء کرام کی تعداد کے برابر ہے۔ یقیناً ان سے کثیر کرامات رونما ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تمام کرامات نبی محترم ﷺ کے معجزات ہی ہیں ان کی وجہ سے آپ ﷺ کے معجزات کئی گنا ہو کر اتنے ہو گئے ہیں کہ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے صحابہ کرام کے ہاتھوں زیادہ کرامات رونما نہ ہونے میں بھی یہی حکمت کارفرما تھی کیونکہ ان کے عہد رزیں میں حضور ﷺ کے معجزات کی وجہ سے نور ایمان کا اجالا اور ہدایت کی روشنی عام تھی وہ ہمہ وقت آپ ﷺ کے معجزات کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔ کرامات صحابہ بھی اگرچہ اولیاء کی کرامات کی طرح آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔ لیکن وہ کم ظہور پذیر ہوئیں۔ کیونکہ اس وقت ان کی ضرورت بالکل کم تھی۔

سوال

علامہ تاج الدین ''الطبقات'' میں ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ صحابہ کرام کی کرامات اگرچہ کثیر ہیں لیکن یہ ان کرامات سے

سکتا۔ پھران علماء نے اپنی کتابوں کو لطیف نکتوں اور عمدہ دلائل سے لبریز کر دیا ہے کہ اہل عقل ششدر رہ جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصنیفات میں کتاب وسنت سے عجیب حکمتیں بیان کی ہیں۔ حق کو ثابت، باطل کا بطلان کیا ہے۔ پھر انکا مجاہدات کرنا اور اللہ کی طرف دعوت دینے پر صبر کرنا مختلف اذیتوں کو برداشت کرنا انتہائی ذہین وفطین ہونے کے باوجود ان کا اپنے آپ کو دنیاوی آسائشوں سے دور رکھنا اسی طرح اپنے آپ کو علوم کے حصول کے لیے وقف کرنا۔ اگر کوئی غور وفکر کرنے والا ان انتہائی عظیم امور میں غور وفکر کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ یہ نعمتیں (کرامتیں) بیابان میں پارہ ناں ملنے اور چٹیل میدان میں پانی کا پیالہ ملنے سے کتنی عظیم ہیں۔

امام شعرانی اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کے انتیسویں باب میں لکھتے ہیں:

''جمہور علماء کا قول ہے کہ وہ خلاف عادت فعل جو کبھی نبی کے لیے بطور معجزہ رونما ہو کسی ولی کے لیے بطور کرامت رونما ہوسکتا ہے۔ اس نظریہ میں معتزلہ اور ابو اسحٰق الاسفرائینی کا اختلاف ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں وہ خلاف عادت واقعہ جو کسی نبی کے لیے بطور معجزہ رونما ہو وہ کسی ولی کے لیے بطور کرامت ظہور پذیر نہیں ہوسکتا۔ ولی کی زیادہ سے زیادہ کرامت یہ ہوسکتی ہے کہ اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا جائے بیابان میں اس کو پانی وغیرہ مل جائے وغیرہ

شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ کے ایک سوستائیسویں باب میں لکھتے ہیں۔

استاذ محترم ابو اسحٰق کا نکتہ نظر بالکل درست ہے۔ لیکن میں اس کے ساتھ ایک اور شرط کا اضافہ کرتا ہوں وہ یہ کہ ہمیں کہنا چاہیے کہ کسی نبی کا معجزہ کسی ولی کی کرامت نہیں ہوسکتا۔ سوائے اس کے کہ وہ ولی اس معجزہ واقعہ سے اپنے نبی کی تصدیق وتائید کرے وہ اسے اپنی طرف سے بطور کرامت ظاہر نہ کر رہا ہو۔ جیسا کہ اولیاء کے مابین مشہور ہے۔ اگر وہ نبی چیلنج کے وقت کسی خاص وقت میں اس خلاف عادت فعل سے روک دے یا اپنی ظاہری زندگی تک منع کر دے تو پھر اس مشروط زمانہ کے گذرنے کے بعد کسی ولی کے لیے اس واقعہ کا بطور معجزہ رونما ہونا جائز ہے۔ اور اگر اس نبی نے اس معجزہ کو مطلق رکھا اور کوئی قید نہ لگائی تو پھر اسی طرح ہے جس طرح استاذ محترم نے بیان فرمایا ہے۔

امام شیخ محمد بن علی امام سبکی کے اس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

وَفِیْ کُلِّ وَقْتٍ اِنْ تَاَمَّلَ ذُوالنُّھٰی
یُشَاھِدُ حُدُوْثَ الْمُعْجِزَاتِ الْجَدِیْدَةِ

''اگر کوئی عقلمند تامل کرے تو اس کو ہر لمحہ نئے معجزات رونما ہوتے ہوئے دکھائی دیں گے''۔

امام عارف شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ اولیاء کی کرامات کی کئی اقسام ہیں کبھی وہ فضا میں سے غیب کی صدا سنتے ہیں۔ انہیں اپنے اندر سے آواز آتی ہے۔ بعض اوقات ان کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ اور کبھی وہ بعض حادثات کے رونما ہونے سے قبل ہی ان کی خبر دیتے ہیں۔ انہیں یہ سعادت حضور ﷺ کی مکمل اتباع کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اولیاء کی [illegible]ت انبیاء کے معجزات کا تتمہ ہے''۔

دوسری بحث

کرامات کی اقسام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامات کی کئی اقسام ہیں

(۱) مردہ کو زندہ کرنا

ایک دفعہ ابوعبید البسری رحمۃ اللہ علیہ نے راہ خدا میں جہاد کیا۔ دوران جہاد ان کی سواری مرگئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ اسے زندہ فرمادے تاکہ وہ بسر واپس جاسکیں۔ اسی وقت ان کی سواری کان جھاڑتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔ جب وہ جہاد سے فارغ ہوکر واپس بسر تشریف لے گئے تو خادم کو حکم فرمایا ''اس سواری سے زین اتارلو' جب اس نے اس کی زین اتاری تو وہ فوراً مرکر نیچے گر پڑی۔

اس طرح کی اور بھی بہت سی حکایات ہیں۔ حضرت مفرج الامامینی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے عظیم ولی تھے ایک دفعہ ان کے سامنے بھونا ہوا چوزہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے اڑنے کا حکم دیا وہ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہوکر محو پرواز ہوگیا۔

شیخ محترم حضرت الاھدل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بلی پال رکھی تھی ایک دن ان کے خادم نے اسے مارا جس کی وجہ سے وہ مرگئی۔ خادم نے بلی کو باہر پھینک دیا۔ دو یا تین راتوں کے بعد شیخ نے خادم سے بلی کے متعلق پوچھا خادم نے کہا'' میں نہیں جانتا'' انہوں نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا پھر شیخ نے بلی کو آواز دی۔ وہ فوراً ان کے پاس آگئی۔

غوث الثقلین حضور غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بھی اس قسم کی حکایت مشہور ہے ایک دفعہ آپ نے مرغی کا گوشت تناول فرمایا پھر اس کی ہڈیوں کو جمع کر کے اپنا دست اقدس ان پر رکھا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ ہوجا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے۔ اسی وقت وہ مرغی زندہ ہوگئی۔

اسی طرح روایت ہے کہ شیخ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ساتھی فوت ہوگیا اس کے اہل وعیال نے اس پر آہ و بکا شروع کی جب شیخ نے ان کی گھبراہٹ دیکھی تو وہ اس مردہ کے پاس گئے اور فرمایا ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ'' اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجا۔ وہ مردہ اسی وقت کھڑا ہوگیا اور پھر عرصہ طویل تک زندہ رہا۔

شیخ زین الدین الفاروقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ مدرس مدرسہ الشامیہ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک بچہ چھت کے نیچے آکر فوت ہوگیا۔ انہوں نے اس کی زندگی کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات نو عطا فرمائی۔

اس قسم کی کرامات بے شمار ہیں اور میرا ان پر ایمان ہے لیکن میرے نزدیک یہ ثابت نہیں کہ کسی ولی نے کسی ایسے مردہ کو زندہ کیا ہو جو عرصہ دراز سے مرچکا ہو اور اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہوں۔ پھر وہ حیات نو ملنے کے بعد کافی عرصہ زندہ رہا ہو۔

پھر بھی کم ہیں جوان کے زمانہ کے بعد رونما ہوئیں اس کی کیا وجہ ہے؟

پہلا جواب

امام جلیل، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان قوی تھا۔ اس لیے انہیں کسی ایسی چیز کی ضرورت نہ تھی جو ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ان کے زمانے کے بعد مرور وقت کے ساتھ ساتھ ایمان کمزور ہوتا گیا اس لیے ایمان کو تقویت دینے کے لیے کرامات کو ظاہر کیا گیا۔

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نظر کی تائید کرتا تھا۔ وہ فرماتے ہیں۔ خلاف عادت واقعہ کا ظہور اس لیے ہوتا ہے تاکہ اس سے صاحب کشف کے یقین کے ضعف کا علاج کیا جا سکے۔ یہ ظہور عبادت گذار بندوں کے لیے ثواب معجل (جلدی ملنے والے ثواب) کی طرح ہے۔ لیکن اس گروہ سے بلند تر ایک ایسی قوم بھی ہے جن کے دلوں سے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں اس لیے انہیں ایسے واقعات کے ظہور کی کوئی حاجت نہیں ہوتی۔

دوسرا جواب

صحابہ کرام کے ہاتھوں رونما ہونے والی کرامات ان کے مقام رفیع اور عظمت کے سامنے ہیچ تھیں۔ کیونکہ وہ لوگ اتنے سعادت مند تھے کہ انہوں نے طلعت مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کی تھی وہ راہ استقامت پر گامزن تھے اور یہ سب سے بڑی کرامت ہے۔ دنیا ان کے سامنے مغلوب تھی لیکن انہوں نے اسے نگاہ غلط سے بھی نہ دیکھا اس کی طرف ذرا بھر بھی میلان نہ رکھا۔ اللہ رب العزت نے ان کے سر پر اپنی رضا کا تاج سجایا ان کے پاس دنیاوی ساز و سامان آج ہمارے دنیاوی ساز و سامان سے کہیں زیادہ تھا اس لیے ان کا اعراض بھی شدید تھا اور یہی سب سے بڑی کرامت ہے انہیں ایک ہی شوق بے چین رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور لوگوں کو بارگاہ ربوبیت کی طرف دعوت دی جائے۔

امام قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں۔ اگر کسی ولی کی کوئی کرامت دنیا میں ظاہر نہ بھی ہو تو اس کی وجہ سے اس پر یہ الزام نہیں لگایا جائے گا کہ وہ ولی نہیں ہے۔ شیخ اسلام زکریا انصاری اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں۔ بعض اوقات وہ ولی جس کی کرامات ظاہر نہ ہوں وہ اس ولی سے افضل ہوتا ہے جس کے دست اقدس سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ کیونکہ افضلیت کا انحصار یقین کی زیادتی پر ہے نہ کہ کرامت کے ظہور پر۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ ولی جس کے ہاتھوں کرامات کا ظہور ہوتا ہو اس ولی سے افضل ہو جس کے دست اقدس پر کرامات کا ظہور نہ ہوتا ہو۔ بعض اوقات صاحب کرامت ولی سے وہ ولی افضل ہوتا ہے جس سے کوئی کرامت صادر نہ ہو۔

انجیر کا درخت دیکھا میں نے اس کا پھل حاصل کرنے کے لیے آگے ہاتھ بڑھایا اس وقت اس درخت سے آواز آئی اپنی قسم کی حفاظت کریں اور میرا پھل نہ کھائیں کیونکہ میں ایک یہودی کی ملکیت میں ہوں۔ میں نے اسی وقت اپنا ہاتھ روک لیا۔

بیماروں کا شفایاب ہونا

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ وہ پہاڑوں پر ایک ایسے شخص سے ملے جو کوڑھیوں، اندھوں اور مریضوں کو تندرست کرتا تھا اسی طرح حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ایک اپاہج، مفلوج اور جذامی لڑکے سے فرمایا: قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ''اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا'' وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اسے کوئی مرض لاحق ہی نہیں۔

حیوانات کا اطاعت کرنا

جیسا کہ شیر حضرت ابوسعید بن ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا حکم بجالایا تھا اور اسی قسم کا واقعہ حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔ نہ صرف حیوانات بلکہ جمادات بھی اولیاء کی اطاعت کرتے ہیں۔ جیسا کہ سلطان العلماء، شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرنگیوں کے واقعہ کے روز فرمایا تھا اے ہوا! انہیں پکڑ لے۔

زمانے کا پھیل جانا اور سمٹ جانا

عقل و دانش کے لیے ایسی کرامات کو سمجھنا از حد دشوار ہے اس لیے اس مسئلہ کو اولیاء کرام کے سپرد کرنا ہی بہتر ہے۔ اس قسم کی کرامات بھی بے شمار ہیں۔

دعا کی قبولیت

اس قسم کی کرامات بھی ان گنت ہیں اور ایک جماعت نے ان کا مشاہدہ کیا ہے۔

زبان کا کلام کرنے سے رک جانا یا زبان کی گرہ کا کھل جانا۔ نفرت سے بھرپور دلوں کو ایک ہی نظر میں اپنا گرویدہ بنا لینا۔ غیب کی بعض خبریں دینا۔ اس کا ظہور بھی زیادہ ہے۔ عرصہ طویل تک کھانے پینے سے پرہیز کرنا

مقام تصرف پر فائز ہونا

اولیاء کرام کے ہاتھوں اس قسم کی بہت سی کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابوالعباس الشاطر بارش کو درہم و دینار سے فروخت کرتے تھے۔ اس قسم کی روایات اتنی کثرت سے منقول ہیں کہ سننے والے کے ذہن کے لیے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

زیادہ کھانا کھانے پر قدرت، حرام کھانے سے اجتناب

حضرت حارث المحاسبی کے متعلق حکایت ہے کہ وہ کھانے کو سونگھ کر معلوم کر لیتے کہ وہ حرام ہے یا حلال اگر کھانا حلال کا ہوتا تو کھا لیتے ورنہ ترک کر دیتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ایک رگ پھڑکتی تھی جس سے وہ معلوم کر لیتے تھے کہ یہ کھانا

کسی ولی کے بارے منقول نہیں کہ اس سے اس قسم کی کرامت رونما ہوئی ہو۔ البتہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اس قسم کے معجزات ہیں۔ لیکن ایسے معجزہ تک کرامت کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ یہ ممکن ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی سابقہ امم کے افراد کو زندہ کر دیتا پھر وہ تادیر زندہ رہتے۔ لیکن میرا یہ اعتقاد نہیں کہ کوئی ولی ہمارے لیے امام شافعی یا امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ علیہ کو زندہ کر دے اور وہ ہمارے پاس طویل عرصہ زندہ رہیں اور وہ اسی طرح لوگوں میں مل کر رہیں جس طرح وہ وفات سے پہلے لوگوں میں مل جل کر رہتے تھے۔

مردوں کا کلام کرنا

کرامات کی یہ قسم، پہلی قسم کی کرامات سے زیادہ رونما ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت ابوسعید الخراز رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اور دیگر کئی اولیائے کرام سے اس قسم کی کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔

سمندر کا پھٹنا اور پانی پر رواں ہونا

اس قسم کی کرامات بھی کثرت سے رونما ہوتی ہیں۔ مثلاً شیخ الاسلام تقی الدین بن دقیق العبد رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی ہی کرامات کا ظہور رہا۔

مختلف اشیاء کا تبدیل ہو جانا

شیخ ہتار الیمنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص نے ازروئے مذاق دو ایسے برتن بھیجے جو شراب سے بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک برتن کو دوسرے میں انڈیلا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ جب لوگوں نے کھانا شروع کیا تو وہ شراب گھی میں تبدیل ہو چکا تھا اس کی رنگت بھی بے مثال تھی اور اس کی خوشبو بھی بے نظیر تھی۔

زمین کا سمٹ جانا

ایک بزرگ جامع طرسوس میں تھے ان کے دل میں حرم پاک کی زیارت کا شوق پیدا ہوا انہوں نے اپنا سر گریبان میں ڈالا جب سر باہر نکالا تو وہ حرم کعبہ میں موجود تھے۔ اس قسم کی روایات تواتر کے ساتھ منقول ہیں کوئی احمق ہی ان کا انکار کر سکتا ہے۔

حیوانات اور جمادات کا محو کلام ہونا

یہ کرامات بھی کثرت سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کے راستہ میں انار کے ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس درخت نے عرض کی اے ابواسحٰق! مجھ سے کچھ تناول فرما کر مجھے عزت بخشیں۔ اس درخت نے تین بار یہی عرض کیا اس وقت وہ ایک چھوٹا سا درخت تھا اور اس کے انار بھی کڑوے تھے۔ جب حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں سے ایک انار کھایا تو اس وقت درخت بھی بڑا ہو گیا اور اس کے انار بھی میٹھے ہو گئے۔ وہ درخت سال میں دوبار ثمر آور ہوتا اسی وجہ سے اس کا نام "رمانۃ العابدین" پڑ گیا۔

حضرت شبلی فرماتے ہیں میں نے قسم اٹھائی کہ صرف حلال چیزیں ہی کھاؤں گا۔ میں صحراء میں عازم سفر تھا میں نے وہاں

زمینی خزائن کا علم ہونا

حضرت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے زمین پر اپنا پاؤں مارا جس سے شفاف پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ ایک اور شخص سے روایت ہے کہ اسے حج کے راستہ میں شدید پیاس لگی لیکن اسے پانی دستیاب نہ ہوسکا اس نے ایک فقیر دیکھا جس نے اپنا عصا زمین کے اندر گاڑھ رکھا تھا اور عصا کے نیچے سے پانی کا چشمہ رواں تھا۔ اس نے نہ صرف اپنا مشکیزہ پانی سے بھرا بلکہ دیگر حاجیوں کو بھی اس کے متعلق بتایا انہوں نے بھی اس پانی سے اپنے برتن بھر لیے۔

تھوڑے عرصہ میں کثیر تصانیف کا مصنف ہونا

اس قسم کی کرامات کا تعلق نشر زمان کے ساتھ ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا حساب کیا جائے تو ان کی عمر ان کی تصانیف کے دسویں حصہ پر بھی پوری نہیں ہوتی۔ حالانکہ انہیں کتابیں لکھنے کے علاوہ اور بھی بہت سی مصروفیات تھیں۔ مثلاً غور وفکر کر کے قرآن پاک کی تلاوت کرنا، رمضان المبارک میں دو دفعہ قرآن پاک پڑھنا، درس و تدریس اور فتویٰ نویسی میں مصروفیت، ذکر وفکر کرنا اور امراض کی اتنی کثرت کہ ہر وقت انہیں ایک یا دو بیماری ضرور لاحق ہوتی تھیں۔ ایک دفعہ انہیں لگا تار تیس بیماریوں کا سامنا کرنا پڑا۔

امام الحرمین ابوالمعالی الجوینی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی بھی یہی حالت ہے۔ اگر چہ وہ طلبہ کو پڑھانے، ذکر کی مجالس اور وعظ کی محافل میں مصروف رہتے تھے پھر بھی ان کی تصانیف کی تعداد بے شمار ہے۔ اسی طرح امام نووی کی تصانیف بھی ان گنت ہیں۔

زہر اور دیگر مہلک اشیاء کا اثر نہ کرنا

ایک بادشاہ نے کسی بزرگ سے کہا میرے لیے کسی کرامت کو ظاہر کر، ورنہ میں تمام فقراء کو تہ تیغ کر دوں گا۔ بادشاہ کے قریب اونٹوں کی لید پڑی ہوئی تھی۔ بزرگ نے بادشاہ سے کہا ادھر دیکھو جب بادشاہ نے ادھر دیکھا تو تمام لید سونے کی بن چکی تھی۔ بادشاہ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا اس بزرگ نے وہ پیالہ لیا اسے ہوا میں اچھالا جب اس نے اسے دوبارہ پکڑا تو وہ پانی سے لبریز تھا۔ انہوں نے پانی کے پیالے کو الٹا کر دیا۔ لیکن اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی نیچے نہ گرا۔ یہ تمام کرامات دیکھ کر بادشاہ نے کہا یہ جادو ہے۔ اس بزرگ نے آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کرنے کے لیے کہا پھر سماع کا حکم دیا۔ جب تمام درویش وجد میں آگئے تو وہ بزرگ اپنے درویشوں سمیت آگ میں کود پڑے۔ پھر وہ بزرگ باہر آئے انہوں نے بادشاہ کے نورِ نظر کو پکڑا اور اس کو لے کر آگ میں داخل ہو گئے۔ پھر جب بادشاہ بے حد مضطرب ہوا تو وہ بچے کو لے کر آگ سے باہر نکل آئے۔ بچے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے ہاتھ میں انار تھا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے سے پوچھا تم کہاں تھے۔ اس نے کہا میں ایک گلشن میں تھا۔ بادشاہ کے درباری نے کہا یہ سب کچھ شعبدہ بازی ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بادشاہ نے بزرگ سے کہا اگر تو زہر سے بھرا ہوا یہ پیالہ پی لے گا تو میں تجھے ولی تسلیم کرلوں گا۔ بزرگ نے زہر کا پیالہ نوش کرلیا۔ اس کی تاثیر کی وجہ سے ان کے کپڑے پھٹ گئے۔ لوگوں نے انہیں نئے کپڑے دیئے وہ بھی ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اسی طرح انہوں نے کئی جوڑے پھاڑ دیئے۔ بالآخر ان کے اپنے ہی کپڑوں کو استحکام نصیب ہوا۔ وہ بزرگ پسینے سے شرابور ہو

حلال ہے یا حرام، شیخ ابو العباس المرسی کے متعلق حکایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے انہیں آزمانے کے لیے ان کے سامنے حرام کھانا رکھ دیا۔ انہوں نے فوراً بتا دیا کہ یہ کھانا حرام ہے۔ انہوں نے فرمایا اگر محاسبی کی حرام کھاتے وقت ایک رگ پھڑکتی تھی تو میری ستر رگیں پھڑک کر مجھے یہ بتا دیتی ہیں کہ یہ کھانا حرام ہے۔

دور سے دیکھ لینا

حضرت ابو اسحٰق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بغداد میں بیٹھ کر کعبہ مشرفہ کو دیکھ لیتے تھے۔

ہیبت و رعب

بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے اتنا رعب اور دبدبہ عطا فرمایا کہ آدمی صرف دیکھنے سے ہی مر جاتا۔ مثلاً حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اسی طرح بعض اولیاء کے رعب کی وجہ سے انسان کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور بعض اولیاء کی ہیبت کی وجہ سے انسان اپنا عیب بھی بیان کر دیتا ہے۔ ایسی کرامات کثرت سے صادر ہوتی رہتی ہیں۔

حفاظت خداوندی

اللہ رب العزت بعض اولیاء کو ایسے شخص سے بچا لیتا ہے جو انہیں تکلیف دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ اس کے برے ارادے کو بھلائی میں بدل دیتے ہیں۔ جیسا کہ امام شافعی کا واقعہ وغیرہ۔

شکلیں تبدیل کر لینا

اس کو صوفیاء عالم امثال کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ عالم امثال عالم ارواح سے کثیف اور عالم اجسام سے لطیف ہوتا ہے وہ ارواح کے مختلف اجساد اختیار کرنے کی بنیاد اسی پر رکھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑتے ہیں:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم:17)

''حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے ایک بشر کے روپ میں ظاہر ہوئے''۔

حضرت قضیب البان موصلی وقت کے ابدال تھے۔ ایک شخص نے ان پر الزام لگایا کہ وہ نماز نہیں پڑھتے۔ انہوں نے فوراً مختلف شکلیں اپنائیں اور فرمایا تم نے مجھے کس شکل میں نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔

ایک شخص کہتا ہے کہ اس نے قاہرہ کے مدرسہ ''السیوفیہ'' میں ایک ضعیف شخص کو بلا ترتیب وضو کرتے ہوئے دیکھا اس شخص نے کہا اے شیخ! آپ ترتیب کے بغیر وضو کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں تو ترتیب سے وضو کر رہا ہوں لیکن تجھے نظر نہیں آ رہا۔ اگر تجھے قوت بصارت ہوتی تو یوں دیکھ لیتا۔ انہوں نے اس شخص کے ہاتھ کو پکڑا اور اسے کعبہ شریف کی زیارت کرا دی۔ پھر فوراً اسے مکہ معظمہ میں پہنچا دیا وہ کئی سال وہاں مقیم رہا۔

تیسری بحث

صحابہ کرام کی کرامات

صحابہ کرام کے زمانہ اقدس کے بعد سے لے کر عصر حاضر تک بے شمار کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ اتنی ان گنت ہیں کہ اگر صرف ایک دن رونما ہونے والی کرامات کو جمع کیا جائے تو پھر بھی کئی کتابیں مرتب ہو جائیں۔ علماء کرام نے اس صنف پر مفصل اور مختصر تصنیفات لکھی ہیں۔ بعض علماء نے ان کرامات کو مختلف کتب مثلاً تصوف، مواعظ، مناقب، طبقات اور تاریخ کی تالیفات میں پھیلا دیا ہے۔ ہر آنے والی نسل اپنے آباء سے کرامات روایت کرتی رہی۔ اور ہر زمانہ میں نئی کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ ان کرامات کا مشاہدہ صرف ایک انسان نہیں کرتا بلکہ لوگوں کا جم غفیران پر شاہد ہوتا ہے۔ وہ اپنی مجالس ومحافل میں ان کے تذکرے کرتے ہیں۔ خواتین ومرد اور چھوٹے، بڑے ایک دوسرے سے انہیں روایت کرتے ہیں۔ ہر وقت اور ہر جگہ ان کو یاد کر کے رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ میں نے اس باب میں صرف صحابہ کرام کی کرامات کو جمع کیا ہے۔ میں نے انہیں خصائص کبریٰ اور دیگر کتب سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامات

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تین مہمان آ گئے۔ آپ بارگاہ رسالت میں کھانا کھانے کے لیے جا چکے تھے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہی حاضر رہے۔ جب رات کافی گذر گئی تو اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے عرض کی آپ اپنے مہمانوں کے لیے جلد گھر تشریف نہ لائے کیا وجہ ہے؟ آپ نے استفسار کیا، کیا انہوں نے کھانا کھا لیا ہے؟ ان کی اہلیہ نے کہا مہمانوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا جب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر تشریف نہیں لائیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اب میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر انہوں نے اپنے مہمانوں سے کہا کھانا شروع کرو۔ ان مہمانوں میں سے ایک کا بیان ہے۔ اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے اس کے نیچے سے کھانا مزید اوپر آ جاتا اور کھانے میں اضافہ ہو جاتا ہم خوب سیر ہو چکے تھے۔ لیکن کھانا پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھانے کو ملاحظہ کیا تو وہ پہلے کی نسبت زیادہ تھا۔ انہوں نے اپنی اہلیہ محترمہ سے پوچھا اے بنوفراس کی بہن! اس کی حقیقت کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس سے ناآشنا ہوں۔ یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا ہے۔ یہ تو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کھانا تناول فرمایا انہوں نے فرمایا میرا قسم اٹھانا تو شیطان کی طرف سے تھا۔ پھر انہوں نے کچھ کھانا نبی محترم ﷺ کو بھی پیش کیا۔ آپ ﷺ کے پاس صبح تک وہ کھانا پڑا رہا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان ایک عہد تھا جس کی مدت ختم ہو گئی۔ حضور ﷺ نے بارہ افراد کو مختلف مہمات پر بھیجا

گئے۔لیکن زہر نے ان پر کوئی اثر نہ کیا۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں۔کرامات کی اقسام ایک سو سے بھی زائد ہیں۔میں نے کرامات کی جو اقسام تحریر کی ہیں وہ ان اقسام کے جواز کی دلیل ہیں جو تحریر نہیں کیں۔یہ اقسام ان حضرات کی تسلی کے لیے کافی ہیں جو غفلت کے خول سے باہر آچکے ہیں۔میں نے کرامات کی جو اقسام بیان کی ہیں ان میں سے ہر قسم کے متعلقہ بہت سے واقعات و حکایات ہیں۔حق کے بعد صرف گمراہی ہے۔ہدایت کے دلنشین بیان کے بعد امر محال کے علاوہ اور کیا رہ جاتا ہے۔اہل تسلیم تو سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

میں بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ وہ ہمیں صالحین کے راستہ پر چلنے کی توفیق دے۔کیونکہ صراط مستقیم ان کا ہی راستہ ہے۔اگر ہم اولیاء کی تمام کرامات کو لکھیں تو ہمارے نفس ختم ہو جائیں اور بے شمار کاغذ لکھنے پڑیں۔(علامہ تاج السبکی کی عبارت ختم ہوئی)

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ (رحمٰن:۴۶)

"اور جو ڈرتا ہے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے تو اس کو دو باغ ملیں گے"۔

قبر کے اندر سے جوان نے کہا اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں اس نعمت سے دومرتبہ سرفراز فرمایا ہے۔ علامہ تاج سبکی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا صحابہ! تم سے سابقہ امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس مقام رفیع کی دلیل یہ کرامت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ کو مسلمانوں کے ایک لشکر کا امیر مقرر کیا اور انہیں ایران کے شہروں کو فتح کرنے پر مامور فرمایا جب انہوں نے نہاوند کا محاصرہ کیا تو اس کے دروازے پر انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جاتی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے دوران خطبہ بلند آواز سے کہا: یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ "اے ساریہ پہاڑ کی طرف پناہ لے لو"۔ جس نے بھیڑوں کو چرانے کے لئے بھیڑیے کو نگران مقرر کیا اس نے ظلم کیا۔ اللہ رب العزت نے حضرت عمر کا یہ فرمان حضرت ساریہ تک پہنچا دیا ان کے لشکر نے بھی یہ آواز سنی اس وقت وہ پہاڑ کے دامن میں آ گئے۔ سب نے کہا یہ آواز امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس طرح آپ کے فرمان پر عمل کرنے کی وجہ سے مسلمان مصائب سے نجات پا گئے اور بعد میں انہیں کامیابی نصیب ہوئی۔

امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس محفل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ان سے عرض کی گئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساریہ کو آواز کیوں دی حالانکہ اس وقت ساریہ ہماری محفل میں موجود نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عمر کا معاملہ انہیں پر چھوڑ دو وہ جس مسئلہ میں داخل ہوتے ہیں اس سے نکلنے کی راہ بھی ڈھونڈ لیتے ہیں۔

علامہ تاج سبکی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ حکم فرمایا تو اس وقت آپ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ میری کرامت کا اظہار ہو جائے بلکہ آپ کو اس وقت کشف ہوا۔ آپ نے میدان نہاوند میں مسلمانوں کا اسی طرح مشاہدہ کیا گویا کہ وہ آپ کے سامنے تھے۔ وہ اس وقت مدینہ طیبہ میں اپنی مجلس میں موجود نہ تھے۔ آپ کے تمام حواس میدان نہاوند میں لشکر اسلام میں مشغول تھے۔ آپ نے نہ صرف ان کے امیر کو خطاب کیا بلکہ پورے لشکر کو پہاڑ کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔

اللہ رب العزت جب اولیاء کی زبان سے ایسے امور کا اظہار فرماتا ہے جن میں احتمال یہ ہے کہ وہ ان امور سے آگاہ ہوتے ہیں اور اگر یہ احتمال نہ بھی ہو پھر بھی یہ واقعہ ان کے لئے کرامت ہی ہوگا۔

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الشامل" میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں زلزلہ آیا آپ نے اللہ رب العزت کی حمد و ثنا بیان کی لیکن زمین پر بدستور لرزہ طاری رہا۔ آپ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا پرسکون

اور ہر شخص کے ساتھ بہت سے افراد تھے۔ حضور ﷺ نے وہ کھانا تمام کے ساتھ بھیجا انہوں نے خوب جی بھر کر کھایا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ''مقام غابہ'' میں کچھ مال تھا۔ آپ نے اس میں بیس وسق کھجوریں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائیں۔ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اے میری لخت جگر! میں اپنے وصال کے بعد نہ تو تم سے کسی کے زیادہ مالدار ہونے کا خواہاں ہوں اور نہ ہی تم سے زیادہ کسی کی تنگ دستی کی فکر ہے۔ میں نے تمہیں بیس وسق کھجوریں دی تھیں اگر تم اس پر قبضہ کر لیتی تو وہ تمہاری تھیں۔ لیکن اب تو وہ مال ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ورثاء میں شامل ہیں۔ تمام وراثت کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے والد محترم! اگر میرے پاس مال و دولت کی کثرت ہوتی پھر بھی میں اس سے کنارہ کش ہو جاتی لیکن تعجب کی بات تو یہ ہے کہ میری صرف ایک بہن حضرت اسماء ہے اور آپ دو کا ذکر فرما رہے ہیں۔ دوسری کون ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے۔ میرے علم کے مطابق وہ لڑکی ہے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے ہاں بچی کی ولادت ہوئی۔

علامہ تاج سبکی فرماتے ہیں۔ اس واقعہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو کرامات ہیں۔ ایک یہ خبر دینا کہ اس مرض میں ان کا وصال ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا یہ مال اب ورثاء کا ہے۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ہاں ایک بچی ہونے کی خبر دی۔ یہ خبر دینے میں حکمت یہ تھی۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ مال واپس کر دیں جو انہیں ہبہ کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس پر قبضہ نہ کیا۔ اس لیے انہوں نے فرمایا یہ مال اب ورثاء کا ہے اور ان کے ساتھ دو بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ اس انداز گفتگو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی نور نظر کی رضا اور خوشی کتنی عزیز تھی۔ اس لیے انہوں نے فرمایا اے میری نور نظر! مجھے تمہاری ثروت مندی بڑی عزیز ہے اور تمہاری تنگ دستی مجھ پر کتنی گراں گزرتی ہے۔ پھر فرمایا اے عائشہ! ورثاء تمہارے بھائی اور بہن ہی ہیں اور اجنبی نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی دور کا رشتہ دار رہے۔ اس گفتگو میں وہ نرمی اور شفقت ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ بقیع کے قبرستان سے گذرے۔ آپ نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ ہمارے پاس اور تمہارے متعلق خبریں یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے شادیاں کر لی ہیں۔ تمہارے گھروں کو لوگوں نے بسا لیا ہے اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں۔ ایک غیبی صدا نے حضرت عمر فاروق کو جواب دیا اے عمر بن خطاب! ہمارے پاس خبریں یہ ہیں کہ جو کچھ ہم نے آگے بھیجا تھا وہ ہمیں مل گیا ہے۔ جو ہم نے راہ خدا میں خرچ کیا تھا۔ اس کا نفع ہمیں مل گیا ہے جو کچھ ہم نے پیچھے چھوڑا ہے وہ سراپا نقصان ہے۔

ابن عساکر نے حضرت یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک جوان کی قبر کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں بلند آواز سے صدا لگائی۔

میں ایک عورت کو نگاہ غلط سے دیکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم میں سے ایک شخص اس حالت میں میرے پاس آتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں بدکاری کا اثر ہوتا ہے"

اس شخص نے کہا کہ کیا نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد دوبارہ سلسلہ وحی شروع ہو گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ تو مومن کی فراست ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو ڈانٹنے اور اسے تادیب سکھانے کے لیے اپنی اس کرامت کا اظہار فرمایا علامہ تاج فرماتے ہیں، جب انسان کا دل صاف ہو جاتا ہے تو پھر وہ اللہ کے نور سے دیکھنے لگتا ہے۔ جب اس کی نگاہ کسی گندی چیز پر پڑتی ہے تو وہ فوراً پہچان جاتا ہے۔ پھر اس مقام کے بھی کئی درجات ہیں۔ بعض اولیاء تو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ فلاں جگہ گندگی ہے۔ لیکن وہ اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتے اور بعض اولیاء کا مرتبہ اس سے بھی بلند ہوتا ہے وہ اس چیز کی گندگی کو بھی پہچان جاتے ہیں اور اس کی حقیقت سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسی درجہ عالیہ پر فائز تھے۔

جب ایک مرد نے عورت کو نظر بد سے دیکھا تو اس کی نظر گندی ہو گئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی نگاہوں کی کدورت کو بھی دیکھا اور اس کا سبب بھی معلوم کر لیا۔

یہاں ایک اور بات بھی پیش نظر رہے کہ ہر معصیت اور گناہ دل پر سیاہ نقطہ لگا دیتا ہے وہ نقطہ دل کے لیے زنگ بن جاتا ہے۔ جس طرح کہ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (المطففین: ۱۴)

"نہیں نہیں درحقیقت زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر ان کے کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے"۔

پھر وہ نقطۂ سیاہ قرار پکڑ لیتا ہے سارا دل ظلمت سے بھر جاتا ہے نور وا جالے کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اس پر مہر لگ جاتی ہے۔ اس کے لیے در توبہ بند ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ (توبہ: ۸۷)

"انہوں نے یہ پسند کیا کہ ہو جائیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر تو وہ کچھ نہیں سمجھتے"۔

اے برادر محترم! جب تو اس حقیقت سے آگاہ ہو گیا ہے تو تجھے جان لینا چاہیے کہ گناہ صغیرہ دل کو اپنی مقدار کے مطابق تھوڑا گندہ کرتے ہیں اور وہ استغفار سے مٹ جاتے ہیں اور اس گناہ کا ادراک صرف وہی مومن کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فراست ایمانی بخشی ہو جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا گناہ معلوم کر لیا تھا۔ مرد کا عورت کو نظر بد سے دیکھنا صغیرہ گناہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اس کا ادراک کر لیا بلکہ اس کی حقیقت بھی جان لی۔ یہ درجہ بہت بلند ہے۔ بہت سے درجات اس کے سامنے سرنگوں ہیں۔

جب ایک صغیرہ گناہ پر دوسرا صغیرہ گناہ کیا جاتا ہے۔ تو دل کی کدورت اور گندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے تو دل بالکل تاریک ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی ظلمت کو ہر صاحب بصیرت شخص دیکھ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس کا ادراک نہ کر سکے تو اسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بھی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے بصیرت سے محروم ہو چکا ہے کیونکہ اگر

ہو جا کیا میں نے تجھ پر عدل نہیں کیا اسی وقت زمین پر سکون ہو گئی۔

علامہ تاج سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حقیقت میں ہر ظاہری اور باطنی چیز پر اللہ کے خلیفہ تھے۔ وہ زمین کو بھی اسی طرح ادب سکھا سکتے تھے جس طرح لوگوں کو ان کی خطاؤں پر سزا دے کر ادب سکھایا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دریائے نیل اس وقت تک رواں نہ ہوتا تھا۔ جب تک اس میں ایک کنواری دوشیزہ کو نہ پھینکا جاتا تھا۔ جب اسلام کا اجالا پھیلا دریائے نیل کے جاری ہونے کا وقت آیا تو وہ رواں نہ ہوا اہل مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں آگاہ کیا کہ دریائے نیل کا معمول یہ ہے کہ یہ اس وقت تک رواں نہیں ہوتا جب تک ایک دوشیزہ کو زیورات اور ملبوسات سے مزین کر کے اس کے والدین کے سامنے دریا میں نہیں پھینکا جاتا، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا اب ایسا نہیں ہو سکتا اسلام تو جاہلیت کی رسوم کو مٹانے کے لئے آیا ہے۔ لوگوں نے تین ماہ انتظار کیا لیکن دریا میں کوئی پانی نہ آیا حتی کہ لوگوں نے مصر کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا حضرت عمرو بن عاص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر تمام صورت حال بیان کی۔ جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو! رضی اللہ عنہ آپ کی رائے درست ہے۔ اسلام جاہلیت کی رسوم کو مٹانے کے لئے آیا ہے میں تمہیں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں۔ اسے دریائے نیل میں پھینک دینا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جب رقعہ پڑھا تو اس پر لکھا تھا۔

"امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کی طرف

اما بعد اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر الواحد القہار رب تجھے چلاتا ہے تو ہم اسی کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرما دے۔"

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے وہ رقعہ دریائے نیل میں پھینکا اس وقت اہل مصر مصر سے جانے ہی والے تھے۔ صبح کے وقت انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو جاری فرما دیا تھا۔ دریائے نیل میں سولہ ہاتھ بلند پانی تھا جو تسلسل کے ساتھ رواں دواں تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کو طلب کیا تا کہ انہیں شام کی سرحد کی طرف بھیجا جائے۔ آپ کے سامنے ایک گروہ پیش ہوا لیکن آپ نے اس سے اعراض فرمایا وہی گروہ دوبارہ حاضر خدمت ہوا، آپ نے پھر بھی اس سے روگردانی فرمائی وہ گروہ تیسری مرتبہ حاضر خدمت ہوا آپ نے پھر بھی کوئی توجہ نہ کی بالآخر معلوم ہوا کہ اس گروہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے کبھی بھی حضرت عمر کو کسی چیز کے متعلق یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ یہ چیز ایسی ہو گی مگر وہ چیز ایسی ہی ہوتی جیسے کہ حضرت عمر گمان کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کرامات

علامہ تاج السبکی نے "الطبقات" میں لکھا ہے ایک دفعہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جس نے راستہ

''اے مولا! تیرا وفد تو بیت اللہ کے اردگرد سو گیا پھر بیدار ہو گیا۔ لیکن اے حی و قیوم ذات تجھے کوئی نیند نہیں آتی۔''

هَبْ لِیْ بِجُوْدِکَ فَضْلَ الْعَفْوِ عَنْ زُلَلِیْ   یَا مَنْ اِلَیْهِ رِجَاءُ الْخَلْقِ فِی الْحَرَمِ

''اپنے فضل و کرم کے طفیل میری لغزشوں سے درگزر فرما اے وہ ذات جس کی طرف لوگ حرم میں پناہ حاصل کرتے ہیں۔''

اِنْ کَانَ عَفْوُکَ لَا یَرْجُوْهُ ذُوْخَطَاً   فَمَنْ یَّجُوْدُ عَلَی الْعَاصِیْنَ بِالنِّعَمِ

''اگر گناہ گار شخص تیرے عفو و درگذر سے امید نہ رکھتا تو پھر نافرمانوں پر رحمت و کرم کی سخاوت کون کرتا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو فرمایا اس رقت آمیز دعا مانگنے والے کو تلاش کرو۔ اسے ڈھونڈ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا میں نے تمہاری دعا کو سنا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ تم کس غم میں مبتلا ہو۔ اس شخص نے اپنی حکایت غم کو یوں بیان کیا۔ میں ایک ایسا آدمی تھا جو ہمہ وقت عیش و طرب میں مستغرق رہتا تھا۔ میرے والد محترم مجھے نصیحت فرماتے رہتے وہ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کی سزا بہت سخت ہے۔ اس کا انتقام بہت شدید ہے۔ وہ ظالمین سے دور نہیں ہے۔ وہ مجھے لگاتار نصیحتیں کرتے رہتے ایک دن مجھے طیش آیا۔ میں نے انہیں سخت زدوکوب کیا۔ انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ میرے لیے ضرور بددعا کریں گے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مکہ معظمہ میں جا کر بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر بارگاہ ایزدی میں میرے خلاف گلہ کریں گے۔ انہوں نے ایسے ہی کیا اور مکہ معظمہ میں جا کر مجھے بددعا دی۔ انہوں نے اپنی دعا مکمل نہ کی ہوگی کہ میرا دایاں پہلو مفلوج ہو گیا۔ میں اپنے اس رویئے سے سخت نادم ہوا۔ میں نے ان کی منت کی اور انہیں راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ حتیٰ کہ انہوں نے وعدہ فرمالیا کہ وہ میرے لیے اسی طرح دعا کریں گے۔ جس طرح انہوں نے میرے لیے بددعا کی تھی۔ میں نے انہیں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس پر سوار کرایا۔ راستہ میں اونٹنی بدک گئی اس نے والد محترم کو دو چٹانوں کے درمیان گرا دیا اور وہ ملک عدم کے راہی ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی داستان غم سن کر فرمایا کیا تمہارا باپ تم سے راضی تھا۔ اس نے کہا ہاں اللہ کی قسم! وہ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے وہ مجھ سے راضی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی وقت کھڑے ہو گئے دو رکعت نماز ادا کی پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا اے مجسمہ برکت! اٹھ اور قدم اٹھا وہ آدمی اٹھ کر بالکل تندرست شخص کی طرح چلنے لگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو قسم نہ اٹھاتا کہ تیرا باپ تجھ سے راضی تھا تو میں تیرے لئے ہرگز دعا نہ کرتا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں شہید ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ نے انہیں غسل دے دیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے ملائکہ کو دیکھا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے۔

امام بیہقی نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ

اس کو نور بصیرت ملا ہوتا تو وہ ضرور اس تاریک ظلمت کو دیکھ لیتا۔ ہر شخص اپنی بصیرت کے مطابق اسے دیکھ سکتا ہے۔ اس بات کو خوب ذہن نشین کرلو۔

الباوردی اور ابن سکن نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے۔ کہ جہجاہ غفاری آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے آپ کے عصا کو پکڑا اور اسے توڑ دیا۔ اس واقعہ کو ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ جہجاہ کے ہاتھ پر پھوڑا نکل آیا۔ جس سے وہ مر گیا۔

ابن سکن نے خلیج بن سلیمان کی سند سے وہ اپنی پھوپھی سے اور وہ اپنے باپ اور چچا سے روایت کرتے ہیں وہ دونوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ جہجاہ غفاری حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ کے عصا کو پکڑا اور اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ اس وقت لوگ شور مچانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جہجاہ کے گھٹنے میں پھوڑا پیدا فرما دیا اس واقعہ کو ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کرامات

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے ایک قبرستان میں گئے۔ آپ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ تم اپنے متعلق ہمیں بتاؤ گے یا ہم تمہیں بتائیں۔ حضرت ابن مسیب فرماتے ہیں۔ ہم نے وہاں سے آواز سنی "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہمیں بتائیں کہ ہمارے بعد کیا واقعات رونما ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بعد تمہاری بیویوں نے نئی شادیاں کر لی ہیں۔ تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں۔ تمہاری اولاد یتیم بن چکی ہے۔ وہ بلند و بالا عمارات جس میں تم رہتے تھے وہ تمہارے دشمنوں کے پاس ہیں۔ یہ تو وہ واقعات تھے جن سے ہم آگاہ تھے۔ اب کچھ تم بھی بتاؤ کچھ خبر اس دیس کی جہاں رہتے ہو تم۔

اس مرد نے جواب دیا، کفن جل چکے ہیں، شعور منتشر ہو چکے ہیں، جلدیں پھٹ چکی ہیں، آنکھیں رخساروں پر بہہ چکی ہیں، ناک نتھنوں سے پیپ اور پانی بہہ رہا ہے، جو کچھ ہم نے آگے بھیجا تھا وہ ہمیں مل چکا ہے اور ہمیں اس پر حسرت ہے جو باقی رہ گیا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی نے "طبقات" میں روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے رات کی تاریکی میں کسی کو سنا وہ یوں صدا بلند کر رہا ہے:

یَا مَنْ یُّجِیْبُ دُعَا الْمُضْطَرِّ فِی الظُّلَمِ ‏ ‏ یَا کَاشِفَ الضُّرِّ وَ الْبَلْوٰی مَعَ السَّقَمِ

"اے وہ ہستی والا جو مجبور و مضطر کی دعا کو تاریک ظلمت میں شرف قبولیت سے نوازتا ہے اے وہ ذات جو غم، مصائب اور بیماریوں سے نجات عطا فرماتی ہے۔"

قَدْ نَامَ وَفْدُکَ حَوْلَ الْبَیْتِ انْتَھَبُوْا ‏ ‏ وَاَنْتَ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَمْ تَنَمِ

ابن سعد امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میدان احد میں نہر جاری کی تو ہم بھی شہداء کی زیارت کیلئے وہاں گئے۔ جب ہم نے شہداء کے اجسام کو باہر نکالا تو ان کے جسم بالکل تروتازہ تھے۔ان کے اطراف کو مروڑا جاسکتا تھا۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک پر کدال لگ گیا جس کی وجہ سے وہاں سے خون بہنے لگا۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک ایک زخم پر تھا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں جب میں نے اس ہاتھ کو ہٹایا تو وہاں سے خون بہنے لگا اور جب ہاتھ کو اپنی جگہ رکھ دیا گیا تو خون رک گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد محترم کو ان کی قبر انور میں دیکھا ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ سو رہے ہیں۔ان کی وہ چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا۔وہ بالکل اصلی حالت میں تھی اور وہ گھاس جو ان کی ٹانگوں پر رکھی گئی تھی وہ بھی تروتازہ تھی۔ یہ واقعہ غزوہ احد سے چالیس سال کے بعد کا ہے۔ان میں سے ایک شخص کے پاؤں پر کدال لگ گیا۔جس سے خون بہنے لگا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد کسی شخص کو حیات الشہداء سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ جب لوگ قبر کو کھود رہے تھے تو اس کے ایک حصے سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔جس سے پوری فضا مہک اٹھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت علامہ تاج السبکی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ زمین پر قحط سالی طاری ہوگئی۔ باران رحمت کی دعا مانگنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر باہر تشریف لائے۔پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بازو کو تھام کر آسمان کی طرف نگاہ امید سے دیکھا پھر عرض کیا مولا! ہم حضور ﷺ کے چچا محترم کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں قرب حاصل کرتے ہی۔ بلاشبہ یہ تیرا ہی قول ہے:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا

(الکہف: ۸۲)

"باقی رہی دیوار (تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا"۔

اے پروردگار! تو نے ان لڑکوں کے خزانے کی حفاظت اس لیے کی کہ ان کا باپ صالح تھا۔اے رب! اپنے نبی محترم ﷺ کے حق کی حفاظت ان کے محترم چچا کی وجہ سے فرما ہم تیری بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور یہ آیت مبارکہ پڑھی:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

(نوح: ۱۰۔۱۱۔۱۲)

عنہ کی قبر انور کی زیارت کی۔ میں نے آپ کو یوں سلام عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' اے رسول کریم ﷺ کے محترم چچا! آپ کو سلام ہو۔ میں نے سنا وہ فرما رہے تھے: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ

میں نے عارف باللہ شیخ محمود الکردی الشیخانی کی تصنیف لطیف ''الباقیات الصالحات'' میں پڑھا ہے کہ انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تربت انور کی زیارت کی۔ جب انہوں نے سلام عرض کیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ اپنے بیٹے کا نام حمزہ رکھیں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا انہوں نے اس کا نام ''حمزہ'' رکھا۔ انہوں نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے روضہ رسول ﷺ کی جالی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا۔ انہوں نے بڑے واضح انداز میں نبی اکرم ﷺ کا جواب سنا۔

شیخ عبد الغنی النابلسی ''صلوٰۃ الغوث الجیلانی'' کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ انہوں نے 1205 ہجری میں شیخ محمود الکردی کی مدینہ طیبہ میں زیارت کی۔ انہیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور ان کا حد درجہ احترام کیا۔ کیونکہ انہوں نے سن رکھا تھا کہ انہیں کئی مرتبہ حالت بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جب انہوں نے اس بزرگ میں صداقت کی علامات ملاحظہ کیں تو ان کے اس دعویٰ کی انہوں نے تصدیق کر دی۔

حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن سعد، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت سعید ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے غزوۂ احد سے ایک دن قبل حضرت عبد اللہ بن جحش کو سنا وہ بارگاہ صمدیت میں عرض کناں تھے۔ مولا! تجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جب کل میں دشمن سے نبرد آزما ہوں تو وہ مجھے شہید کر دے۔ پھر وہ میرے پیٹ کو چاک کر دے۔ میری ناک اور کان کاٹ دے۔ پھر تو مجھ سے سوال کرے۔ تمہاری یہ حالت کیوں ہوئی۔ میں عرض کروں مولا! یہ سب کچھ تیری رضا کے حصول کے لیے ہوا۔

جب وہ دشمن سے معرکہ آزما ہوئے تو انہیں شہید کر دیا گیا ان کا پیٹ چاک کیا گیا ان کے کان اور ناک کاٹے گئے ان کی دعا سننے والا شخص کہتا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کے پہلے حصہ کو شرف قبولیت سے نوازا اس دعا کا دوسرا حصہ ضرور قبول ہوگا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ احد کے دن میرے والد محترم شہادت سے سرخرو ہوئے تو میری پھوپھی نے ان کی لاش پر گریہ وزاری شروع کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے خاتون! نہ چلا فرشتے لگاتار اپنے پروں کے ساتھ ان پر سایہ کرتے رہے یہاں تک کہ تم نے انہیں اٹھا دیا۔ امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں میرے والد محترم کو قبر سے نکالا گیا تو میں بھی ان کی زیارت کیلئے وہاں آیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بالکل اسی حالت میں تھے جس میں انہیں دفنایا گیا تھا۔ ان کے جسم میں ذرہ بھر بھی تبدیلی رونما نہ ہوئی تھی۔ پھر انہیں دوبارہ دفنا دیا گیا۔

عنہ کے پاس حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل صورت حال معلوم کرنے کے لیے ایک شخص کو کوفہ بھیجا۔ اس شخص کو کوفہ کی ہر مسجد میں لے جایا گیا۔ اس نے ہر طرف سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق بھلائی کے کلمات سنے۔ جب وہ آخری مسجد میں پہنچے تو اس کو ابو سعدہ نامی ایک شخص ملا جب اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا سعد مال کی مساویانہ تقسیم نہیں فرماتے نہ ہی لشکر کے ساتھ میدان جہاد میں جاتے ہیں اور نہ ہی وہ عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف بددعا کی۔

''اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کی عمر میں اضافہ فرما اس کو تنگ دستی میں مبتلا فرما اور اس کو فتنوں میں مبتلا فرما'' ابن عمیر فرماتے ہیں جس شخص کے لیے حضرت سعد نے بددعا کی تھی میں نے اس شخص کو دیکھا وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس ابروئیں بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں پر گر چکی تھیں۔ وہ مفلسی میں مبتلا تھا۔ اگرچہ وہ بوڑھا تھا لیکن وہ راستہ میں بیٹھ کر دوشیزاؤں سے چھیڑ خانی کرتا تھا۔ جب اس سے پوچھا جاتا کہ تو کیسا ہے وہ کہتا میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔ مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کی بددعا لگ چکی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ ارشاد فرمایا دوران خطبہ آپ نے فرمایا میں تمہارے لیے کیسا امیر ہوں۔ ایک شخص نے کہا اے سعد! تم عوام الناس میں عدل نہیں کرتے، نہ مال کی مساویانہ تقسیم کرتے ہو اور نہ ہی جہاد کے لیے لشکر کے ساتھ جاتے ہو۔ حضرت سعد نے دعا مانگی اے پروردگار! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کو نابینا کر دے اور اس کو جلدی جلدی کنگال کر دے۔ اس کی عمر طویل فرما اور اسے فتنوں میں مبتلا فرما پھر وہ شخص نابینا ہو کر مرا اس کی ناداری کی یہ کیفیت تھی کہ وہ لوگوں سے مانگا کرتا تھا وہ مختار کذاب کے فتنہ میں مبتلا ہوا اور اسی فتنہ میں اس کی موت واقع ہوئی۔

الطبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہجو بیان کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی مولا! اس کی زبان اور اس کے ہاتھ کو مجھ سے روک لے۔ جنگ قادسیہ کے دن اس شخص کو ایک تیر لگا۔ جس کی وجہ سے اس کی زبان اور ہاتھ کٹ گئے۔ اس نے ایک بات بھی نہ کی کہ وہ مر گیا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے مغیرہ سے اور وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت جس کا قد بچوں کی طرح تھا۔ لوگ کہتے تھے یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اس نے ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالا، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ سے تیری قوت چھین لے۔ اس بددعا کے بعد اس کے قد میں اضافہ نہ ہو سکا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت حضرت سعد کو جھانکا کرتی تھی۔ انہوں نے اسے منع فرمایا لیکن وہ باز نہ آئی ایک دن اس نے آپ کو بری نظر سے دیکھا آپ نے فرمایا تیرا چہرہ تباہ ہو جائے۔ اسی وقت اس کا چہرہ گدی کی طرف ہو گیا۔

حاکم نے حضرت قیس سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ جب حضرت

ادھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ غم واندوہ میں مستغرق تھے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے ان کی شہادت کی انگلی ان کے سینے پر تھی۔ وہ بارگاہ ربوبیت میں یوں عرض کر رہے تھے:

''مولا! گم شدہ کو ضائع نہ فرما، شکستہ کو ہلاکت کے حوالے نہ کر۔ چھوٹے پریشان ہیں، بڑے مضطرب ہیں۔ وہ فریاد کناں ہیں تو ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہے۔ مولا! ان پر ابر کرم برسا انہوں نے تیری بارگاہ میں میرا وسیلہ پیش کیا ہے کیونکہ میں نبی اکرم ﷺ کا چچا ہوں''۔

اس دعا کے فوراً بعد آسمان پر بادل کے ٹکڑے نمودار ہونے لگے۔ لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا وہ بارش وہ بارش، دیکھو وہ سحاب رحمت، پھر بادل کے ٹکڑے باہم مل گئے پھر ہوا چلنے لگی پھر موسلا دھار بارش کا آغاز ہوا۔ جب مسلمان وہاں سے واپس آرہے تھے تو انہوں نے اپنے تہہ بند اٹھا رکھے تھے۔ پانی ان کے گھٹنوں تک تھا۔ لوگ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ چمٹ گئے وہ تبرک کے حصول کے لیے آپ کی چادر مبارک کو چھو رہے تھے۔ وہ سب پکار رہے تھے۔ اے ساقی الحرمین! آپ کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے باران رحمت نازل فرمائی، شہروں کو شاداب کر دیا اور اپنے بندوں پر رحم فرمایا۔

ابن لاثیر اسد الغابہ میں رقمطراز ہیں عام الرمادہ (ہلاکت کے سال) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے رحمت کی بارش کی دعا کی اس سال قحط بہت سخت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صدقے رحمت کی بارش برسائی۔ جس سے زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ سب وسیلے کی برکتیں ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

سَالَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا　　فَسَقَی الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ

''جب ہم پر قحط سالی کا دور دورہ تھا تو خلیفہ برحق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باران رحمت کے لیے دست سوال دراز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرے کے صدقے ہم پر بارش نازل کی۔''

عَمّ النَّبِیّ وَ صِنْوَ وَالِدِہِ الَّذِیْ　　وَرِثَ النَّبِیَّ بِذَاکَ دُوْنَ النَّاسِ

''وہ حضور ﷺ کے محترم چچا اور ان کے والد مکرم کے بھائی ہیں۔ تمام لوگوں کو چھوڑ صرف وہی اس معاملہ میں حضور ﷺ کے وارث ہوئے ہیں۔''

اَحْیَا الْاِلٰهُ بِهِ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ　　مُخْضَرَّةَ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْیَاْسِ

''اللہ تعالیٰ نے ان کے وسیلہ سے شہروں کو حیات نو بخشی، وہ شہر سرسبز و شاداب ہوگئے۔ حالانکہ وہاں انتہائی مایوسی کا عالم تھا''۔

جب لوگوں پر رحمت کی بارش ہوئی تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مبارک جسم کو چھونے لگے اور کہنے لگے اے ساقی حرمین! آپ رضی اللہ عنک کو مبارک ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کرامات

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کوفہ کے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ

زید کے خلاف مروان کے پاس مقدمہ دائر کروایا کہ انہوں نے اس کی کچھ زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان سن لینے کے بعد کسی کی زمین پر کیسے قبضہ کرسکتا ہوں۔ مروان نے پوچھا آپ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے کیا سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کسی کی بالشت بھر زمین پر ظلماً قبضہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق پہنائے گا۔ یہ حدیث سن کر مروان نے کہا مجھے اس حدیث کے سن لینے کے بعد کسی دوسری گواہی کی ضرورت نہیں۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے مولا! اگر وہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو نابینا کردے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کردے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اس کے آخری ایام میں اس کی نظر جاتی رہی۔ ایک دن وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر پڑی اور وہیں مرگئی۔

امام مسلم نے محمد بن زید سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے بذات خود اس عورت کا مشاہدہ کیا ہے وہ دیوار کو ٹٹول ٹٹول کر چلتی تھی وہ کہتی تھی سعید کی بددعا نے میرا کام کردیا ہے۔ وہ اس گھر کے کنویں میں گر کر مرگئی جس کے متعلق اس نے مقدمہ دائر کروایا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کرامت

امام سبکی نے ''طبقات'' میں لکھا ہے کہ ایک شیر راستہ میں بیٹھ کر لوگوں کو تنگ کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو چلے جانے کا حکم دیا وہ شیر دم ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابویعلیٰ، امام بیہقی اور ابونعیم نے ابوالسفر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرہ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ لوگوں نے عرض کی آپ عجمیوں سے بچ کر رہیں وہ کہیں آپ کو زہر نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس زہر لے کر آؤ۔ جب لوگوں نے زہر پیش کیا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ پر رکھا اور بسم اللہ پڑھ کر کھالیا۔ اس زہر نے آپ کو کوئی تکلیف نہ دی۔

الکلبی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حیرہ پر لشکر کشی فرمائی تو لوگوں نے عبدالمسیح کو زہر دے کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا زہر لاؤ، جب اس نے زہر پیش کیا تو آپ نے اس کو اپنے ہاتھ پر رکھا اور یہ دعا پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ

پھر زہر کھالیا، عبدالمسیح اپنی قوم کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا اے میری قوم! خالد تو زہر بھی کھا گئے ہیں ان کو کچھ بھی نہیں ہوا۔ فتح ان کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے۔ تم ان کے ساتھ صلح کرلو۔

سعد رضی اللہ عنہ نے سنا تو آپ نے فرمایا مولا! یہ شخص تیرے اولیاء میں سے ایک ولی کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ یہ اس جگہ سے اٹھنے نہ پائے کہ یہ تیری قدرت کا نظارہ کر لے۔ اللہ کی قسم اسی جگہ اس کی اونٹنی زمین میں دھنسنے لگی اور اسے منہ کے بل پتھروں پر گرا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حاکم نے حضرت مصعب بن سعد سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بد دعا دی۔ اسی وقت اونٹنی نے اسے پاؤں میں روند ڈالا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد فرمایا اور قسم اٹھائی کہ اس کے بعد وہ کسی کو بد دعا نہیں دیں گے۔

حاکم نے حضرت ابن میسب سے روایت کیا ہے کہ مروان نے کہا، یہ مال ہمارا اپنا ہے ہم جس کو چاہیں گے مال دیں گے۔ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بد دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا میں بد دعا کرنے لگا ہوں مروان دوڑ کر گیا اور ان کے گلے سے لپٹ گیا اس نے کہا اے ابو اسحاق! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ میرے لیے بد دعا نہ کرو۔ یہ مال اللہ کا ہے۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن لبیبہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے میرے پروردگار! میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ موت کو کچھ موخر کر دے حتی کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ آپ اس وقت شدید بیمار تھے۔ پھر اس مرض کے بعد آپ بیس سال زندہ رہے۔

الطبرانی نے حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد چلتے چلتے ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم کو برے الفاظ سے یاد کر رہا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا تو ایسے عظیم لوگوں کو برے الفاظ سے یاد کر رہا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی بشارات سے نوازا ہے۔ اللہ کی قسم! تو ان کو برے الفاظ سے یاد کرنا چھوڑ دے ورنہ میں تمہیں بد دعا دوں گا۔ اس شخص نے کہا تم تو مجھے ایسے ڈرا رہے ہو گویا کہ تم نبی ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی وقت بد دعا کے لیے ہاتھ بلند کر دیئے عرض کی مولا! یہ شخص ان لوگوں کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے جنہیں تو نے بہت سی عظمتوں اور بشارتوں سے نوازا ہے۔ تو اسے لوگوں کے لیے عبرت بنا دے۔ اسی وقت ایک اونٹنی دوڑتی ہوئی آئی لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ اس نے اس شخص روند کر مار ڈالا جب لوگوں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا تو وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے آنے لگے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے اے ابو اسحاق! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس لیے مستجاب الدعوات تھے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دعا مانگی تھی۔ امام ترمذی اور حاکم نے یہ صحیح حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت سعد کے لیے دعا کی مولا! سعد جب بھی تجھ سے دعا مانگے اس کی دعا کو قبول فرما۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو بھی دعا مانگتے وہ ضرور شرف قبولیت سے نوازی جاتی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اروی بنت اوس نے حضرت سعید بن

فیصلہ یہ ہے کہ بنوقریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے اموال کو باہم تقسیم کرلیا جائے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بارگاہ صمدیت میں یوں عرض کناں ہوئے۔

مولا! تو جانتا ہے کہ مجھے اس سے پسندیدہ کوئی عمل نہیں کہ میں تیری راہ میں ان لوگوں سے جہاد کروں جنہوں نے تیرے رسول مکرم ﷺ کی تکذیب کی اور انہیں مکہ معظمہ سے نکالا۔ میرا گمان ہے کہ ہمارے اور ان کے مابین جنگ ہو کر رہے گی اگر قریش کے ساتھ کوئی جنگ باقی رہ گئی ہے تو پھر ابھی زندہ رکھ تاکہ میں تیری رضا کے لیے ان کے ساتھ برسرپیکار ہوں اور اگر جنگ کا سلسلہ رک گیا ہے تو پھر اسے دوبارہ شروع فرما اور مجھے اس میں شہادت سے سرخ رو فرما، اسی رات جنگ ہونے لگی اور اس میں وہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر لگا جس سے ان کی رگ اکحل پھٹ گئی۔ انہوں نے عرض کی مولا! اس وقت تک میری روح قبض نہ کرنا حتی کہ میں بنوقریظہ کا حشر دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کرلوں۔ ان کی رگ سے خون اسی وقت رک گیا ایک قطرہ بھی نہ نکلا پھر بنوقریظہ نے انہیں اپنا ثالث مقرر کیا۔ جب صحابہ کرام ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو ان کی رگ پھٹ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے وصال کی وجہ سے عرش الٰہی لرز اٹھا اور ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آج کس مرد صالح کا وصال ہوا ہے؟ آج اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور ان کے لیے عرش الٰہی کانپ اٹھا ہے۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا وصال ہو چکا تھا۔

امام بیہقی نے رافع الزرقی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ مجھے میری قوم کے ایک شخص نے بتایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آدھی رات کے وقت حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے انہوں نے ریشم کا عمامہ باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کس انسان کی میت ہے۔ جس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش لرز اٹھا ہے۔ حضور ﷺ تیزی سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف تشریف لے گئے اس وقت ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر چکی تھی۔

امام بیہقی نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے عرش الٰہی لرزنے لگا۔

ابن سعد حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں حضرت سعد کے علاوہ اور کوئی شخص نہ تھا وہ اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے رکنے کا اشارہ کیا، میں رک گیا۔ آپ ﷺ وہاں سے کہیں تشریف لے گئے میں کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا پھر بھی آپ ﷺ اپنے دامن کو بچا بچا کر چل رہے

ابن ابی الدنیا نے صحیح سند سے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس کے پاس شراب سے لبریز مشکیزہ تھا۔ انہوں نے دعا مانگی اے پروردگار! اس کو شہد بنا دے وہ شراب اسی وقت شہد میں تبدیل ہوگئی۔

ایک شخص حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرا اس کے پاس ایک مشکیزہ تھا جو شراب سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے کہا یہ سرکہ ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے مولا! اسے سرکہ ہی بنا دے۔ وہ شراب فوراً سرکہ میں تبدیل ہوگئی۔

ابن سعد نے محارب بن دثار سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ آپ کے لشکر میں بعض لوگ شراب نوشی کرتے ہیں۔ آپ نے لشکر کا معائنہ کیا۔ دوران معائنہ ایک ایسا شخص ملا جس کے پاس شراب سے بھرا ہوا مشکیزہ تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے۔ اس نے جواباً کہا اس میں سرکہ ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے اللہ! اس کو سرکہ بنا دے۔ جب اس شخص نے اپنا مشکیزہ کھولا تو وہ شراب سرکہ میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اس شخص نے کہا یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی دعا کا نتیجہ ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابونعیم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ خندق کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو نبی اکرم ﷺ تیزی سے باہر تشریف لائے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے۔ لیکن آپ ﷺ انہیں درست کرنے کے لیے نہ رکے۔ آپ ﷺ کی مبارک چادر شانہ اقدس سے گرنے لگی۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے کسی طرف بھی التفات نہ فرمایا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم اتنی سرعت سے تشریف لے جا رہے ہیں کہ قریب ہے کہ آپ ہم سب کو پیچھے چھوڑ کر آگے تشریف لے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو غسل دینے میں فرشتے اس طرح سبقت نہ لے جائیں جس طرح انہوں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ہم سے پہلے غسل دیا تھا۔

امام بخاری و امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے روز حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایک کاری زخم آیا۔ حبان بن عرفہ نے ان کی رگ اکحل پر تیر مارا حضور ﷺ نے مسجد میں خیمہ نصب کر لیا تاکہ بآسانی ان کی عیادت کی جا سکے۔ جب نبی محترم ﷺ غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے۔ ہتھیار اتارے اور غسل فرمانے لگے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اپنے سر مبارک سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے ہتھیار اتار بھی دیئے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے آئیں ہم ان کی طرف تشریف لے چلیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہاں؟ انہوں نے بنو قریظہ کی سمت اشارہ کیا۔ حضور ﷺ بنو قریظہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ بنو قریظہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث مقرر کیا۔ انہوں نے فرمایا میرا

تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ دشمن نے اسے اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کیا لیکن وہ نہ مانا بالآخر انہوں نے اس کو بھی شہید کر دیا۔ اور حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کو لے کر چلے گئے مکہ معظمہ پہنچ کر ان دونوں کو فروخت کر دیا گیا۔

بنو حارث نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا کیونکہ انہوں نے غزوۂ بدر کے روز حارث کو واصل جہنم کیا تھا وہ ان کے ہاں ایک قیدی کی حیثیت سے ٹھہرے رہے۔ جب وہ ان کے قتل پر متفق ہو گئے تو انہوں نے حارث کی ایک بیٹی سے استرا منگوایا تاکہ زیر ناف بال صاف کریں۔ اس عورت نے انہیں استرا دیا۔ وہ عورت کہتی ہے میں اپنے بچے سے غافل ہو گئی۔ وہ آہستہ آہستہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا جب میں نے اپنے بچے کو ان کی ران پر دیکھا تو گھبرا گئی۔ انہوں نے میری گھبراہٹ دیکھ کر فرمایا کیا تجھے یہ خوف ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا۔ ان شاء اللہ میں ایسے برے فعل کا ارتکاب نہیں کروں گا۔ وہ عورت کہا کرتی تھی میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے عمدہ قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے انہیں دیکھا وہ انگور کے گچھے سے انگور کھایا کرتے تھے۔ حالانکہ مکہ معظمہ میں اس وقت یہ پھل موجود نہ تھا۔ وہ پابند سلاسل تھے۔ یقیناً یہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ انہیں عطا کرتا تھا۔

جب بنو حارث انہیں حرم سے باہر لے کر گئے تو انہوں نے فرمایا مجھے اجازت دو کہ دو رکعت نماز ادا کرلوں پھر انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور یہ دعا مانگی اے میرے پروردگار! ان کو گن لے، پھر انہیں علیحدہ علیحدہ ہلاک فرما اور ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا اس نے ان کی شہادت کی خبر حضور ﷺ تک پہنچا دی۔ قریش نے چند افراد حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کی طرف بھیجے تاکہ وہ ان کے جسم کے چند ایسے اعضاء لے کر آئیں جن سے ان کی پہچان ہو سکے۔ کیونکہ انہوں نے غزوۂ بدر کے دن ان کے سرداروں کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا وہ ان کی لاش پر سائبان کی طرح سایہ فگن ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے قریش کے نمائندے ان کے جسد اطہر کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے عروہ اور موسیٰ بن عقبہ کی سند سے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے اس میں اضافہ کیا ہے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے وقت شہادت دعا مانگی اے میرے رب! اس وقت میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں جسے میں رسول مکرم ﷺ کی بارگاہ میں بھیج سکوں۔ تو ہی انہیں میری طرف سے سلام بھیج دے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کی شہادت کی آپ ﷺ کو خبر دی اور ان کا سلام بھی پیش کیا۔ اس وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ' خبیب کو قریش نے شہید کر دیا ہے۔

امام بیہقی نے ابن اسحٰق کی سند سے عاصم بن عمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو بنو ہذیل نے ان کا سر اتارنے کی کوشش کی تاکہ اسے سلافہ بنت سعد کے ہاتھوں فروخت کریں۔ جب اس کا بیٹا غزوۂ احد میں مارا گیا تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر میں عاصم کے سر کو حاصل کر سکی تو میں اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔

ہیں۔اس کی وجہ کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اس محفل میں کوئی جگہ نہ تھی۔حتی کہ ایک فرشتے نے اپنے پر کو سمیٹ کر میرے لیے جگہ بنائی۔

حضرت الاشعث سے روایت ہے کہ اس دن حضور ﷺ نے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی ایک فرشتہ آیا اس کے لیے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔میں نے اس کے لئے جگہ بنادی۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ طویل القامت اور بھاری انسان تھے۔جب ان کے جنازہ کو اٹھایا گیا تو ایک منافق نے کہا،حضرت سعد کے جنازے سے ہلکا جنازہ ہم نے آج تک نہیں اٹھایا،آپ ﷺ نے فرمایا آج آسمان سے ستر ہزار ایسے فرشتے اترے ہیں جو پہلے کبھی نازل نہیں ہوئے۔

ابن سعد محمود بن لبید سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم حضرت سعد کا جنازہ کتنا ہلکا تھا۔ہم نے آج تک اتنا ہلکا جنازہ نہیں دیکھا۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ جنازہ ہلکا کیوں نہ ہوتا،آج آسمان سے اتنے کثیر ملائکہ اترے تھے کہ اس سے پہلے اتنے زیادہ فرشتے کبھی نازل نہ ہوئے تھے۔انہوں نے تمہارے ساتھ جنازہ کو اٹھا رکھا تھا۔

ابن سعد اور ابونعیم نے محمد بن شرحبیل سے روایت کیا ہے کہ ایک دن ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر انور سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی جب اسے گھر لے جا کر دیکھا تو وہ کستوری بن چکی تھی۔حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ،سبحان اللہ!اس کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ کھل اٹھا اور فرمایا الحمد للہ!اگر کوئی شخص قبر کے دبانے سے بچ سکتا تو حضرت سعد یقیناً بچ جاتے ان کی قبر نے بھی انہیں دبایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کو کشادہ فرمایا۔

ابن سعد نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں جن لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر انور کو کھودا میں بھی ان میں شامل تھا۔جب بھی ہم مٹی کھودنے کے لیے ضرب لگاتے نیچے سے کستوری کی نئی مہک اٹھتی۔

حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہما کی کرامات

امام بخاری اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک وفد روانہ فرمایا حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا۔جب وہ عسقان اور مکہ معظمہ کے درمیان پہنچا تو ہذیل کے قبیلے کو ان کی اطلاع ملی ان میں سے کئی افراد نے ان کا تعاقب کیا وہ آثار پر سفر کرتے رہے حتی کہ ان کو جالیا،حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ایک ٹیلے پر پناہ لی۔دشمن نے ان کا محاصرہ کرلیا۔انہوں نے مسلمانوں سے عہد کیا اگر تم نیچے اتر آؤ گے تو ہم تم میں سے کسی شخص کو بھی قتل نہیں کریں گے۔حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کسی کافر کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا۔انہوں نے دعا مانگی مولا!اپنے نبی اکرم ﷺ کو ہمارے حالات سے آگاہ فرمادے۔دشمن نے ان پر تیراندازی شروع کردی حتی کہ حضرت عاصم اور ان کے سات ساتھی شہید ہوگئے۔حضرت خبیب،حضرت زید بن دثنہ اور ایک اور شخص رضی اللہ عنہم زندہ رہ گئے۔دشمن نے انہیں اپنے عہد و پیمان کا یقین دلایا۔جب یہ تینوں صحابہ کرام ٹیلے سے اتر آئے تو ہذیل کے افراد نے انہیں رسیوں کے ساتھ باندھنا چاہا۔تیسرے شخص نے انکار کردیا اس نے کہا یہ تمہارا پہلا فریب ہے۔میں

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن الاثیر نے ''اسد الغابہ'' میں حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ قرآن پاک کو خوب صورت آواز میں پڑھا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں ایک شب میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہا تھا میرے ساتھ ہی میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا اور میرا لخت جگر یحییٰ بھی میرے پاس ہی لیٹا ہوا تھا۔ گھوڑے نے چکر لگانے شروع کیے میں نے تلاوت بند کر دی۔ مجھے اپنے بیٹے کی فکر تھی۔ پھر میں نے قرأت شروع کی گھوڑے نے پھر چکر لگانے شروع کیے۔ مجھے پھر اپنے بیٹے کی فکر دامن گیر ہوئی میں نے پڑھنا بند کر دیا کچھ دیر بعد سہ بارہ تلاوت قرآن پاک شروع کی گھوڑا پھر گردش کر رہا تھا۔ میں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا مجھے اوپر سائبان سا نظر آیا۔ اس عجیب منظر نے مجھے دہشت زدہ کر دیا۔ صبح کے وقت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ملائکہ تھے وہ تمہاری خوبصورت آواز سننے کے آئے تھے۔ اگر تم صبح تک تلاوت میں مشغول رہتے تو لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

حضرت عباد بن بشیر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کی کرامت

ابن سعد، حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباد بن بشیر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما ضروری کام کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے وہ رات گئے تک بارگاہ رسالت حاضر رہے۔ وہ رات انتہائی تاریک تھی۔ جب وہ بارگاہ رسالت سے رخصت ہوئے تو ان دونوں کے ہاتھوں میں چھڑیاں تھیں ان میں سے ایک چھڑی ضوفشاں ہوگئی۔ جب راستہ میں وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دوسرے صحابی کی چھڑی بھی روشن ہوگئی وہ اپنی اپنی چھڑی کے اجالے میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے دو صحابہ ایک تاریک شب میں بارگاہ رسالت سے رخصت ہوئے۔ ان کے ساتھ دو چراغ تھے۔ جو ان کے آگے آگے نور افشانی کر رہے تھے۔ جب وہ جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا چراغ جلنے لگا۔ حتی کہ وہ دونوں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی کرامت

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سرور دو عالم ﷺ نے غزوۂ احد کے دن حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اگر تم انہیں تلاش کر لو تو میری طرف سے انہیں سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ آپ کیسے محسوس کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں ڈھونڈ لیا۔ اس وقت وہ نزع کے عالم میں تھے۔ ان کے جسم پر شمشیر، نیزے اور تلوار کے ستر زخم تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا بارگاہ رسالت میں عرض کرنا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ نیز میری قوم کو یہ پیغام دینا کہ اگر دشمن حضور ﷺ تک پہنچ گیا اور تم میں سے کوئی ایک شخص بھی زندہ رہا تو پھر تمہارے لیے کوئی عذر نہ ہوگا۔ یہ پیغام دے کر ان کی روح عالم بالا کو

لیکن شہد کی مکھیوں نے حضرت عاصم کی لاش کو ڈھانپ لیا اور بنو ہذیل اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔انہوں نے شام تک مکھیوں کے چلے جانے کا انتظار کیا۔جب رات گئے تک مکھیوں نے انہیں موقع نہ دیا تو وہ چلے گئے رات کو اللہ رب العزت نے وادی میں سیلاب بھیج دیا جو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو بہا کر لے گیا۔حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ نہ تو وہ کسی مشرک کو چھوئیں اور نہ کوئی مشرک ان کو مس کر سکے۔اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی زندگی میں بلکہ وصال کے بعد بھی انہیں مشرکین کے ہاتھوں کی نجاست سے محفوظ رکھا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت بریدہ بن سفیان الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب قریش مکہ نے حضرت عاصم کے سر مبارک کو اتارنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا۔مکھیوں نے ان کی لاش مبارک کو ڈھانپ لیا اور وہ ان کے سر کو نہ لے جا سکے۔حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے مولا! مجھے ایسا کوئی شخص نہیں مل رہا جو میرا اسلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دے۔اپنے رسول مکرم ﷺ کو میری طرف سے سلام پہنچا دے۔جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کا سلام بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''وَعَلَیهِ السَّلَامُ'' صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس کے سلام کا جواب ارشاد فرما رہے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے بھائی خبیب کو شہید کر دیا گیا ہے۔حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب سولی پر چڑھایا جا رہا تھا تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے ایک شخص کا بیان ہے کہ جب میں نے انہیں دعا میں مشغول دیکھا تو میں زمین کے ساتھ چپک گیا۔ابھی ان کی شہادت کو ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ ان کو شہید کرنے والے تمام افراد مر گئے صرف وہ شخص زندہ رہ گیا جو وقت دعا زمین کے ساتھ چپک گیا تھا۔

ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے جعفر بن عمرو بن امیہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم نے انہیں بتایا کہ رسول مکرم ﷺ نے انہیں جاسوس بنا کر بھیجا۔میں اس سولی کے پاس آیا جہاں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی دی گئی تھی۔میں سولی کے اوپر چڑھا اس وقت میں دشمن سے ڈر رہا تھا۔میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کے پھندے سے آزاد کیا وہ زمین پر گر پڑے اور زمین نے انہیں دور پھینک دیا۔پھر جب میں نے دیکھا تو مجھے ان کی لاش نظر نہ آئی زمین نے انہیں نگل لیا تھا۔آج تک ہمیں ان کی ہڈی بھی نظر نہیں آئی۔

ابو یوسف نے اپنی کتاب ''اللطائف'' میں ضحاک سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت مقداد اور حضرت زبیر کو بھیجا تاکہ وہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو تختہ دار سے اتار دیں وہ دونوں قبیلہ تنعیم کے پاس پہنچے۔انہوں نے دیکھا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اردگرد چالیس افراد تھے۔وہ تمام نشہ میں مدہوش تھے۔انہوں نے حضرت خبیب کو سولی سے اتارا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا وقت ان کا جسم تر و تازہ تھا۔جب مشرکین نے ان کا تعاقب کیا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی لاش مباک کو زمین پر پھینک دیا۔زمین نے فوراً انہیں نگل لیا اسی وجہ سے ان کو ''بَلِیْعُ الْاَرْضِ'' کے دلنواز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بخاری نے ہشام بن عروہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ جب کچھ صحابہ کرام بئر معونہ پر مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے اور عمرو بن امیہ الضمری کو گرفتار کرلیا گیا تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے فرمایا یہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں عامر بن طفیل نے کہا میں نے انہیں شہادت کے بعد دیکھا انہیں آسمان کی طرف لے جایا گیا حتی کہ یہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے پھر انہیں زمین پر رکھ دیا گیا۔

جب نبی اکرم ﷺ کو ان کی شہادت کی خبر ملی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تمہارے ساتھی مرتبہ شہادت پر فائز ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے رب سے التجا کی تھی انہوں نے عرض کیا اے مولا! ہمارے بھائیوں کو بتا دے کہ ہم تجھ سے راضی تھے اور تو بھی ہم سے راضی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا ہے اور مجھے ان کی شہادت کے متعلق بتایا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے تبلیغ کے لیے صحابہ کرام کو روانہ فرمایا پھر کچھ مدت بعد آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف فرمائی اور اس کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر صحابہ کرام سے فرمایا تمہارے بھائی مشرکین سے معرکہ آزما ہوئے۔ وہ سب مرتبہ شہادت پر فائز ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچا۔ انہوں نے اپنے پروردگار سے عرض کی تھی مولا! ہماری قوم کو ہماری طرف سے پیغام پہنچا دے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے اور میں (محمد ﷺ) ان کی جانب رسول ﷺ ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اپنے رب سے راضی ہیں۔

امام واقدی نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم نے نبی اکرم ﷺ سے ایسے افراد طلب کیے جو انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ اس قوم میں عامر بن طفیل بھی تھا۔ اس نے حضرت عمرو بن امیہ سے پوچھا کیا آپ اپنے ساتھیوں کو جانتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ وہ انہیں لے کر تمام شہداء کے پاس گیا اور ان کے نسب کے متعلق سوال کیا۔ پھر اس نے پوچھا کیا ان میں سے کوئی غائب بھی ہے۔ حضرت عمرو نے فرمایا ہاں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ مفقود ہیں۔ اس نے پوچھا تم میں اس کا مرتبہ کیا تھا۔ میں نے کہا وہ ہم سب میں سے افضل تھے۔ عامر نے کہا کیا میں تمہیں ان کے متعلق حیرت انگیز بات نہ بتاؤں۔ ایک شخص نے انہیں نیزہ مارا پھر اپنا نیزہ کھینچ لیا۔ پھر آسمان سے کچھ آدمی آئے جو انہیں اٹھا کر لے گئے حتی کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ جس شخص نے انہیں نیزہ مارا تھا اس کا نام جبار بن سلمی تھا وہ کہتا ہے کہ جب میں نے انہیں نیزہ مارا تو انہوں نے یہ نعرۂ دلنواز بلند کیا۔ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ "رب کعبہ کی قسم! میں نے کامیابی پالی ہے۔" میں ضحاک بن سفیان الکلابی کے پاس آیا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی انہوں نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ میں نے جب حضرت عامر بن فہیرہ کا یہ واقعہ دیکھا تو دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا۔ ضحاک نے نبی اکرم ﷺ کو لکھا کہ ملائکہ نے ان کے جسد اطہر کو چھپا لیا تھا وہ انہیں علیین میں لے کر گئے تھے۔

احتمال یہ ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو پہلے اٹھا لیا گیا ہو پھر رکھا گیا ہو اور دوبارہ غائب کر دیا

پرواز کر گئی۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے دن فرمایا اللہ کی قسم! میں کوہ احد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ پھر وہ دلجمعی سے لڑے اور مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے دن فرمایا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے اہل خانہ سے ان کے متعلق پوچھو ان کی زوجہ محترمہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا جب جہاد کا اعلان ہوا تو اس وقت حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں تھے۔ وہ اسی حالت میں جہاد پر روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی وجہ سے ملائکہ انہیں غسل دے رہے ہیں۔

امام بیہقی نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

ابن سعد نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ میں نے زمین اور آسمان کے درمیان ملائکہ کو دیکھا وہ چاندی کے برتنوں میں بارش کے پانی کے ساتھ حضرت حنظلہ کو غسل دے رہے تھے۔ ابو اسید ساعدی فرماتے ہیں۔ جب ہم نے حضرت حنظلہ کی زیارت کی تو ان کے سر مبارک سے پانی کے قطرات بہہ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ''الغابہ'' میں اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ وہاں رات کی تاریکی چھا گئی میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی قبر کی جانب پناہ لی میں نے سنا قبر میں سے قرآن پاک پڑھنے کی آواز آ رہی تھی اتنی حسین آواز میں نے آج تک نہیں سنی تھی۔ جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت عبداللہ ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو قبض فرمایا پھر انہیں زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے وسط میں لٹکا دیا۔ رات کے وقت ان کی ارواح کو ان کے اجسام میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پھر فجر تک وہ روحیں جسموں میں ہی رہتی ہیں۔ صبح کے وقت دوبارہ وہ جنت میں چلی جاتی ہیں۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے۔ اچانک اندر سے انہیں انسان کی آواز سنائی دی کوئی شخص سورۃ الملک کی تلاوت کر رہا تھا وہ اپنی تلاوت میں مشغول رہا حتی کہ اس نے اس مبارک سورۃ کو ختم کیا۔ وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا حضور ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ عذاب کو روکنے والی اور عذاب سے نجات دینے والی ہے۔

حضرت عمر کے ساتھ چلنے لگے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ دونوں اس آگ کی طرف گئے۔ حضرت تمیم نے اپنے دست اقدس سے اس آگ کو پیچھے دھکیلنا شروع کیا۔ وہ آگ ایک گھاٹی میں داخل ہوگئی۔ حضرت تمیم بھی اس آگ کے پیچھے چلے گئے۔ حضرت عمر فرمانے لگے مشاہدہ کرنے والا اس آدمی کی طرح نہیں ہے جس نے مشاہدہ نہ کیا ہو۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

ابونعیم نے حضرت مرزوق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں آگ کا ظہور ہوا۔ حضرت تمیم داری نے اپنی چادر مبارک کے ساتھ اس آگ کو پیچھے دھکیلا۔ بالآخر وہ آگ ایک غار میں داخل ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے تمیم! ہم ایسے ہی کاموں کے لئے آپ کا انتخاب کرتے ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان ایک پیالہ میں سے کھانا کھا رہے تھے۔ اچانک وہ پیالہ اور کھانا تسبیح پڑھنے لگے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی کرامت

امام سبکی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ملائکہ کی تسبیحات سنتے تھے۔ حتی کہ انہوں نے داغ لگوا لئے۔ پھر یہ سلسلہ کچھ دیر کے لئے موقوف ہوگیا۔ جب انہوں نے داغ لگوانے بند کئے تو انہیں پھر یہ سعادت نصیب ہوگئی۔

ابن اثیر نے اسد الغابہ میں حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داغ لگوانے سے منع فرمایا ہم نے داغ لگوائے لیکن ہم کامیابی اور کامرانی نہ پا سکے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کی بیماری میں ملائکہ انہیں سلام کرتے تھے۔ پھر انہوں نے داغ لگوائے تو سلام کا آنا بند ہوگیا۔ کچھ دیر بعد پھر انہیں یہ سعادت میسر آ گئی۔ انہیں استسقاء کا مرض لاحق تھا۔ کئی سال وہ اسی مرض میں مبتلا رہے لیکن انہوں نے صبر کیا۔ ایک دفعہ ان کے پیٹ کو چیرا گیا۔ اندر سے چربی نکالی گئی اور ان کے لئے چارپائی میں سوراخ کئے گئے۔ اس حالت میں تیس 30 سال تک زندہ رہے۔ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے ابونعیم! اللہ کی قسم میں تمہاری عیادت کے لئے اس لئے نہیں آتا کہ مجھ سے تمہاری تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ حضرت عمران نے کہا اے میرے بھتیجے! بے شک تم میرے پاس نہ بیٹھو اللہ کی قسم میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں جسے اللہ رب العزت نے میرے لیے پسند کیا ہو۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے کہ محمد بن المنکدر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں ایک کشتی میں سوار ہوا۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں نے ایک تختہ پکڑا اور اس پر سوار ہو کر ایک ساحل تک پہنچ گیا۔ وہاں مجھے ایک شیر ملا میں نے اس سے کہا اے ابوالحارث! میں غلام مصطفیٰ سفینہ ہوں۔ میری یہ بات سن کر شیر نے سر جھکا لیا۔ اپنے پہلو یا

ہو۔حضرت امام بخاری کی سابقہ روایت کے ساتھ حضرت عروہ کی روایت بھی مطابقت رکھتی ہے اس روایت میں ہے پھر وہ جسم اقدس رکھا گیا، ہم نے ''مغازی عقبہ بن موسیٰ'' میں یہ قصہ اسی طرح روایت کیا ہے حضرت عروہ فرماتے ہیں حضرت عامر رضی اللہ عنہ کا جسم وہاں موجود نہ تھا ممکن ہے ملائکہ نے ان کے جسم کو چھپا دیا ہو۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ان کی شہادت کے بعد میں نے دیکھا انہیں آسمان کی طرف اٹھایا جارہا تھا۔حتی کہ میں نے انہیں دیکھا وہ زمین وآسمان کے درمیان تھے۔اس روایت میں یہ نہیں ''پھر انہیں زمین پر رکھ دیا گیا''۔ان کے آسمان میں غائب ہونے کی روایت کئی اسناد کی وجہ سے قوی ہوگئی۔امام بیہقی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتی ہیں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔اس کے بعد ان کا جسم غائب تھا۔گمان کیا جاتا ہے کہ ملائکہ نے ان کے جسم کو چھپا دیا تھا۔

حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن سعد نے جندب بن مکیث الجہنی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سپہ سالار اعظم ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کو ایک دستے کی قیادت عطا فرمائی۔میں بھی اس دستہ میں موجود تھا۔آپ ﷺ نے حکم فرمایا ''کدیہ'' میں بنوملوح پر غارت گری کرو۔ہم نے ان پر شبخون مارا اور ان کے جانور ہانک کر لے آئے۔ایک آواز دینے والے نے آواز دی جس کی وجہ سے ان کی قوم کے اتنے کثیر افراد جمع ہوگئے جن کے ساتھ ہم مقابلہ نہ کرسکتے تھے۔انہوں نے ہمارا تعاقب کیا اور ہمیں پیچھے سے جالیا حتی کہ ہمارے اور ان کے مابین صرف ایک وادی رہ گئی۔ہم وادی کے دوسرے کونے پر محو سفر تھے۔اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ وادی سیلاب سے بھر گئی حالانکہ اس دن نہ تو بارش کا نام ونشان تھا اور نہ ہی آسمان پر بادل تھے۔وہ سیلاب اتنا زیادہ تھا کہ اس کو کوئی شخص بھی عبور نہ کرسکتا تھا وہ تو وادی کے کنارے کھڑے ہوکر ہمیں دیکھتے رہے اور ہمیں گرفتار نہ کرسکے۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی کرامت

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو ایک سمندری دستے کا امیر مقرر کیا۔رات کے وقت ان کی کشتی سطح آب پر رواں دواں تھی کہ اچانک انہوں نے اوپر سے آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کیا میں تمہیں اس فیصلے سے آگاہ نہ کروں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔وہ فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص شدید گرمی والے دن اللہ کی رضا کے لیے پیاسا رہے گا۔اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اس شخص کو روز حشر پانی پلائے گا۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بیہقی اور ابونعیم نے معاویہ بن حرمل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں مقام ''حرہ'' سے آگ کا ظہور ہوا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا آؤ آگ کی طرف چلیں۔حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ذؤیب رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور انہیں آگ میں ڈال دیا۔ انہیں نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی سزا دی گئی۔ لیکن آگ نے ان کا کچھ نہ بگاڑا۔ حضور ﷺ نے یہ واقعہ اپنے صحابہ کرام سے بیان فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے امت محمدیہ میں ایک شخص کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثل پیدا کیا۔

حضرت ذؤیب، ربیعہ خولانی کے بیٹے تھے اور اہل یمن میں سے سب سے پہلے دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ خولان کے ایک شخص نے اسلام قبول کیا جبکہ اس کی قوم کفر پر ڈٹی رہی۔ اسلام لانے کی پاداش میں اس شخص کو آگ میں پھینک دیا گیا۔ لیکن آگ نے ان کا کچھ نہ بگاڑا۔ وہ شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی آپ میرے لئے بخشش کی دعا مانگیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تجھ سے دعا مانگنے کے لئے کہا جائے کیونکہ تجھے تو آگ میں پھینکا گیا۔ لیکن آگ نے تجھے کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے بخشش کی دعا کی۔ پھر وہ شخص شام کی طرف چلا گیا۔ لوگ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

حضرت ابو عیسیٰ بن جبر رضی اللہ عنہ کی کرامت

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو عیسیٰ بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ تمام نمازیں حضور ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ پھر وہ بنو حارثہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ رات تاریک تھی۔ جب حضرت ابو عیسیٰ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت سے نکلے تو ان کا عصا مبارک روشن ہو گیا حتی کہ وہ بنو حارثہ کے پاس چلے گئے۔

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں ایک قبرستان کے پاس سے گذرے۔ میں نے قبر میں شور و غوغا سنا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے چیخنے کی آواز آرہی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے یعلیٰ! کیا تجھے بھی یہ آواز سنائی دے رہی ہے۔ میں نے عرض کی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اس میت کو بالکل معمولی گناہ کی وجہ سے سزا ہو رہی ہے۔ میں نے عرض کیا اس کا گناہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ایک گناہ تو یہ تھا کہ یہ چغل خور تھا اور دوسرا گناہ یہ کہ پیشاب سے بچتا نہ تھا۔

حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام بخاری نے تاریخ میں امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ تھے۔ ایک تاریک شب میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اچانک میری انگلیاں نور فشاں ہو گئیں۔ صحابہ کرام نے ان کے اجالے میں اپنی سواریوں کو جمع کیا اور ان میں سے کسی کو بھی ہلاکت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اس تمام عرصہ میں میری انگلیاں ضوفشاں رہیں۔

کندھے کے ساتھ مجھے آگے دھکیلنے لگا۔ یہاں تک کہ مجھے ایک راستے تک لے آیا۔ جب میں اس راستے پر چلنے لگا تو اس نے آواز نکالی۔ میں سمجھ گیا کہ اب وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ طلوع فجر کا اندازہ لگا لیتے تھے۔ ان کو اس اندازہ میں کبھی غلطی نہیں ہوئی تھی حالانکہ وہ نابینا تھے۔ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ حضور ﷺ کے موذن تھے۔

حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابویعلی، امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی قوم میں مبلغ بنا کر بھیجا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو مجھے شدید بھوک لگی تھی۔ اس وقت وہ خون کھا رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بھی دعوت دی۔ میں نے کہا میں تو تمہیں اس برے فعل سے روکنے کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے میرا مذاق اڑایا۔ میری تکذیب کی اور اپنی مجلس سے نکال دیا۔ اس وقت میں بھوکا اور پیاسا تھا۔ مجھے شدید مشکل کا سامنا تھا۔ میں سو گیا ایک آنے والا خواب میں آیا اور مجھے دودھ کا برتن پیش کیا۔ میں نے وہ برتن پکڑا اور دودھ پی لیا۔ میں خوب شکم سیر ہو گیا حتی کہ میرا پیٹ باہر نکل آیا۔ ایک شخص نے میرے قبیلے سے کہا تمہاری قوم کا سردار تمہارے پاس آیا تھا۔ لیکن تم نے اسے اپنی مرضی سے نکال دیا۔ اب اس کے پاس جاؤ اور اسے کھانا پیش کرو۔ وہ اپنا کھانا لے کر میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھے تمہارے کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میری قوم نے کہا پہلے تو تجھے بھوک کی وجہ سے سخت مشکل کا سامنا تھا۔ میں نے کہا اللہ رب العزت نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی دیا ہے۔ میں نے انہیں اپنا پیٹ دکھایا۔ جب انہوں نے میری یہ کرامت دیکھی تو وہ سب نور ایمان سے منور ہو گئے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں انہیں اسلام کی طرف بلاتا رہا لیکن وہ انکار کرتے رہے میں نے ان سے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ مجھے پانی پلاؤ میں شدید پیاسا ہوں۔ میری قوم نے کہا نہیں ہم تجھے پانی نہیں پلائیں گے۔ ہم تجھے چھوڑ دیں گے حتی کہ تو پیاسا مر جائے گا۔ ان کے اسی رویہ کی وجہ سے مجھے شدید غصہ آیا میں نے اپنا سر عباء میں ڈالا اور شدید گرمی میں سو گیا ایک آنے والا میرے خواب میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں شیشے کا جام تھا۔ وہ اتنا حسین اور جمیل تھا کہ لوگوں نے اس جیسا برتن آج تک نہ دیکھا ہوگا۔ اس میں اتنا لذیذ شربت تھا کہ لوگوں نے اتنا لذیذ شربت آج تک نہ چکھا ہوگا۔ اس نے وہ جام مجھے پیش کیا جس سے میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ اللہ کی قسم اس شربت کو پی لینے کے بعد کبھی نہ تو مجھے پیاس محسوس ہوئی ہے اور نہ ہی بھوک کا احساس ہوا ہے۔

حضرت ذؤیب بن کلاب رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور صنعاء پر غالب آ گیا تو اس نے

شہداء احد رضی اللہ عنہم کی کرامت

امام بیہقی اور حاکم نے عبدالعلی سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غزوۂ احد کے شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی مولا تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ تمام لوگ شہید ہیں۔ جو بھی ان کی زیارت کرے گا اور ان کو سلام کہے گا یہ اس کا جواب لوٹاتے رہیں گے۔ حضرت عطا فرماتے ہیں میری خالہ نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے شہداء کی قبروں کی زیارت کی وہ فرماتی ہیں کہ اس وقت میرے ساتھ صرف دو بچے تھے جو میری سواری کی حفاظت کرتے تھے۔ جب میں نے شہداء کو سلام کیا تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم تمہیں اس طرح جانتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے سے آگاہ ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ یہ جواب سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں واپس آ گئی۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں ایک شخص اپنے اہل خانہ کے پاس آیا۔ اس نے دیکھا کہ گھر والوں کو شدید بھوک کا سامنا تھا۔ وہ شخص جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس نے دعا مانگی اے پروردگار! ہمیں ایسا رزق عطا فرما کہ ہم آٹا گوندھیں اور روٹیاں پکائیں اچانک ان کا پیالہ آٹے سے بھر گیا۔ چکی چلنے لگی اور تنور میں روٹیاں لگنے لگیں۔ جب وہ گھر آیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ اس عورت نے جواب دیا جی ہاں اللہ تعالیٰ ہمیں رزق عطا فرمایا ہے۔ اس کے بعد چکی کو اٹھا دیا گیا اور اس کے ارد گرد جھاڑو دے دیا گیا۔ جب یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ اسی چکی کو چھوڑ دیتے تو وہ قیامت تک چلتی رہتی۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص نادار تھا۔ ایک دن وہ اپنے گھر سے نکلا اس وقت اس کے اہل خانہ کے پاس کوئی چیز نہ تھی اس کی بیوی نے کہا کہ کاش! میں بھی چکی چلا سکوں اور اپنے تنور میں روٹیاں پکا سکوں۔ اچانک ہمسایوں نے چکی چلنے کی آواز سنی دھویں کو اٹھتے دیکھا۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ شاید ہمارے پاس خصوصی کھانا ہے۔ وہ عورت اپنے تنور کے پاس گئی۔ اس کی چکی پہلے ہی رواں دواں تھی۔ جب اس کا خاوند آیا اس نے چکی کی آواز سنی تو اس نے اس سے پوچھا تم کیا پکا رہی ہو۔ اس خاتون نے تمام واقعہ بتایا جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ان کی چکی چل رہی تھی۔ آٹا بن رہا تھا اور گھر کے تمام برتن آٹے سے لبریز تھے۔ پھر وہ تنور کی طرف گیا وہ بھی روٹیوں سے بھرا ہوا تھا پھر وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور یہ عجیب واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے چکی کے ساتھ کیا کیا ہے۔ اس نے عرض کی میں نے اسے صاف کر کے اٹھا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چکی کو اسی طرح رہنے دیتے تو یہ تمہاری ساری زندگی کے لئے کافی ہو جاتی۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت ثابت، ابوعمران الجونی اور ہشام بن حسام سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی ان کے پاس سامان زیست نہ تھا۔ جب وہ روحاء کے مقام تک پہنچیں تو انہیں شدید پیاس لگی۔ وہ فرماتی ہیں میں نے اپنے سر کے اوپر ایک صدا سنی۔ جب میں نے اوپر دیکھا تو مجھے ایک ڈول نظر آیا جو آسمان کی طرف سے سفید رسی کے ساتھ باندھ کر لٹکایا گیا تھا۔ میں نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور جی بھر کر پانی پیا۔ اس کے بعد میں شدید گرم دن میں بھی روزہ رکھتی تھی اور دھوپ میں چلتی تھی۔ لیکن مجھے پیاس کا احساس نہ ہوتا تھا۔ ابوشیخ نے حضرت خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابودرداء ہنڈیا پکا رہے تھے کہ اچانک وہ ہنڈیا حضرت ام ایمن پر گر پڑی۔ جوں ہی ہنڈیا ان کے جسم پر پڑی وہ تسبیح خوانی کرنے لگ گئی۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے سات ایسے غلاموں کو آزاد فرمایا جنہیں اللہ کی راہ میں شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان میں سے ایک حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ انہیں اللہ کی راہ میں اتنی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ نابینا ہو گئیں لیکن پھر بھی انکار کرتی رہیں مشرکین نے دعویٰ کیا کہ لات وعزیٰ نے اس کی نظر کو چھین لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم ہرگز نہیں لات وعزی نے میرا نور بصارت نہیں چھینا جلد ہی اللہ رب العزت نے انہیں بینا کر دیا۔

حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت

ابن سعد نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راہ خدا میں ہجرت کے لیے عازم سفر ہوئیں تو ایک یہودی نے ان کے ساتھ سفر کیا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں۔ افطاری کے وقت یہودی نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے اسے پانی دیا تو میں تیرے ساتھ برا سلوک کرونگا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیاس کی حالت میں رات گزار دی۔ رات کے آخری حصہ میں انہیں محسوس ہوا کہ ان کے سینے پر ایک ڈول ہے۔ انہوں نے اس ڈول سے پانی نوش کیا پھر کارواں کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ یہودی نے اپنی بیوی سے کہا میں نے اس عورت کی آواز سنی ہے وہ پانی پی رہی تھی۔ اس کی بیوی نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم میں نے اس کو پانی نہیں پلایا۔ حضرت ام شریک کے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا۔ جو شخص بھی آپ کے پاس آتا اور وہ مشکیزہ طلب کرتا تو آپ اسے عطا فرما دیتیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا آپ نے فرمایا میں اس مشکیزے کو کیسے فروخت کر سکتی ہوں۔ جب میں اس میں پھونک بھر کر اسے دھوپ میں لٹکاتی ہوں تو یہ فوراً گھی سے بھر جاتا ہے۔ کہا جاتا تھا کہ ام شریک کا مشکیزہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

حال ہے۔ جس کو کذاب نے آگ میں پھینکا تھا۔ ابومسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہی وہ شخص ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم وہی خوش نصیب ہو انہوں نے کہا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرط مسرت سے انہیں گلے سے لگالیا اور رونے لگے۔ پھر وہ ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا ''اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے زندگی عطا فرمائی حتی کہ میں نے امت محمدیہ کا ایسا خوش نصیب شخص دیکھا جس کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا واقعہ پیش آیا''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے قبیلہ خولان کے بزرگوں کو دیکھا وہ بنوعنس کے بزرگوں سے کہا کرتے تھے تمہارے کذاب نے ہمارے دوست کو آگ میں پھنکا لیکن آگ نے اس کو کوئی نقصان نہ دیا۔

یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے اور حضرت ابومسلم خولانی کی بہت بڑی کرامت ہے امام احمد اور امام بیہقی نے حمید سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ دریائے دجلہ کی طرف تشریف لے گئے دریا میں اتنی طغیانی تھی کہ وہ لکڑیوں کو کناروں پر پھینک رہا تھا۔ لیکن ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ پانی کے اوپر چلنے لگے۔

امام احمد کی روایت کے مطابق انہوں نے کنارے پر کچھ توقف کیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ بنی اسرائیل کے لیے سمندر کے پایاب ہونے کا تذکرہ کیا۔ پھر اپنی سواری کو ڈانٹا وہ پانی کی سطح پر چلنے لگی لوگ آپ کے پیچھے پیچھے تھے حتی کہ سب نے دریا کو عبور کرلیا۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف توجہ کی اور فرمایا کیا تمہاری کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی؟ تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں اور وہ تمہاری اس چیز کو واپس لوٹا دے۔

ایک انصاری خاتون کی کرامت

ابن عدی، ابن ابی الدنیا، امام بیہقی اور ابونعیم! حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نوجوان شدید بیمار تھا۔ ہم اس کی عیادت کے لیے گئے اس کے پاس اس کی بوڑھی، اندھی والدہ بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ نوجوان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ ہم نے اس کی آنکھوں کو بند کر دیا اور اس کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ ہم نے اس کی والدہ ماجدہ سے کہا صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ اس نے پوچھا کیا میرا بیٹا انتقال کر گیا ہے۔ ہم نے کہا ہاں یہ سن کر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر دیئے اور عرض کرنے لگی مولا! میں نے تیرے لیے اور تیرے نبی محترم ﷺ کے لیے یہ امید کرتے ہوئے ہجرت کی کہ تو ہر مشکل میں ہماری مدد کرے گا۔ پروردگار! مجھ پر اس مصیبت کا بارگراں نہ ڈال۔ حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ابھی اس کی دعا کو چند لمحات ہی گزرے تھے کہ اس نوجوان نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا۔ ہم نے اس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

حضرت ابومسلم الخولانی رضی اللہ عنہ کی کرامات

حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ اگرچہ تابعین میں سے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی ظاہری حیات مطہرہ میں شرف اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم کا سلسلہ ان کی کرامات پر ختم کیا جائے۔ حضرت ذؤیب بن کلاب رضی اللہ عنہ کی داستان اور حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ کا واقعہ تقریباً ایک جیسے ہیں۔ سید احمد دحلان ''سیرت نبویہ'' میں فرماتے ہیں حضرت ابومسلم خولانی کا قصہ مشہور و معروف ہے۔ کئی سیرت نگاروں نے اسے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ قصہ مشہور و مستفیض ہے۔

اس واقعہ کا خلاصہ کلام یہ ہے جب اسود عنسی نے ''صنعاء'' میں نبوت کا دعوی کیا تو اس نے ابومسلم خولانی کی طرف اپنا ایک قاصد بھیجا اور انہیں اپنے پاس بلا لیا پھر ان سے پوچھا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ انہوں نے فرمایا'' میں نے یہ نہیں سنا'' اسود عنسی نے پوچھا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ محمد (عربی فداہ روحی ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ (جان عالم) محمد (مصطفیٰ ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اسود نے کئی مرتبہ یہ سوال دہرایا حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ نے اسے ہر بار ایک ہی جواب ارشاد فرمایا، اسود نے آگ کا آلاؤ روشن کرنے کا حکم دیا۔ جب آگ کے شعلے بلند ہونے لگے تو اس نے حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ کو آگ میں پھینک دیا۔ لیکن آگ نے انہیں کوئی نقصان نہ دیا۔ اسود کے مشیروں نے اس کو مشورہ دیا کہ اس خولانی شخص کو جلاوطن کر دے ورنہ یہ فساد بپا کر دے گا۔ حضرت ابومسلم خولانی کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اس وقت نبی محترم ﷺ وصال فرما چکے تھے۔ خلافت کا بارگراں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شانوں پر آ چکا تھا۔ ابومسلم رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے دروازہ پر اپنی سواری کو بٹھایا اور ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ اچانک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا میرا تعلق یمن سے ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہمارے اس دوست کا کیا

ف لے جاتا ہے۔ فسق وفجور جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے وہ جھوٹ بولنے کی سعی کرتا رہتا ہے حتی کہ بارگاہ صمدیت میں اس کو "کذاب" لکھ دیا جاتا ہے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سچ بولا کرو کیونکہ یہ تقویٰ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جنت میں ہوں گے۔ جھوٹ سے اجتناب کرو بے شک جھوٹ فسق وفجور کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔

امام احمد ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم کون سا عمل سرانجام دیں کہ ہمیں جنت مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سچ بولا کرو۔ جب انسان سچ بولتا ہے تو وہ تقوی شعار بن جاتا ہے۔ جب تقوی شعار ہو جاتا ہے تو صاحب ایمان ہو جاتا ہے۔ جب صاحب ایمان ہو جاتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کون سا عمل آتش جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جھوٹ"۔ جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو وہ فاسق بن جاتا ہے۔ فسق کا انجام کفر ہے اور جب انسان کفر اختیار کرتا ہے تو وہ آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔

امام مسلم اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(۱) جب گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

(۲) جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(۳) جب کسی سے عہد و میثاق کرتا ہے تو دھوکا دیتا ہے۔

امام مسلم نے یہ اضافہ کیا ہے۔ اگر چہ وہ روزہ رکھتا ہو نماز ادا کرتا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

امام مسلم اور امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو گی اس میں منافقت کی بھی ایک خصلت ہو گی۔ حتی کہ وہ اس کو ترک کر دے۔

(۱) جب اسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے۔

(۲) جب گفتگو کرے تو وہ جھوٹ بولے۔

(۳) جب عہد کرے تو خلاف ورزی کرے۔

(۴) لڑائی کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔

ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ جس میں تین خصلتیں پائی جاتی ہیں وہ منافق ہے اگر چہ وہ نماز پڑھے، روزہ رکھے، حج اور عمرہ ادا کرے اور یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میں مسلمان ہوں۔

(۱) جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) جب وہ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

(۳) جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کا ارتکاب کرے۔

خاتمۃ الکتاب

سچ کی تعریف اور جھوٹ کی مذمت

اس عظیم تالیف کو ہم سچ کی تعریف اور جھوٹ کی مذمت پر ختم کرتے ہیں بالخصوص اس جھوٹ کا تذکرہ کریں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب لبیب ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ تاکہ اس کتاب کے پڑھنے والے کو حضور ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی نبوت کا یقین ہو جائے اور غیر مسلموں کے دل میں یہ خدشہ بھی نہ رہے کہ ان معجزات کو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور نبی اکرم ﷺ کی امت کے علماء نے روایت کیا ہے ممکن ہے انہوں نے یہ واقعات اپنی طرف سے گھڑ لیے ہوں۔ لیکن ایک عقلمند شخص ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کر سکتا اور تمام صحابہ کرام اور علماء عظام عقلمند، دانا اور امین تھے وہ جانتے تھے کہ جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے اور یہ حضور ﷺ کی شریعت میں حرام ہے۔ پھر نبی محترم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا اور بھی شدید گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کرے۔ اسے چاہیے کہ وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے۔ صحابہ کرام اور علماء نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع صرف اس لیے کی تھی تاکہ وہ آتش جہنم سے نجات پا جائیں۔ وہ نبی محترم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کر کے آگ اور شرمندگی کے مستحق کیسے ہو سکتے تھے۔ ''حَاشَا لِلّٰہِ حَاشَا لِلّٰہِ''! وہ پاکیزہ لوگ ایسے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر اپنی رضا کا تاج سجا دیا تھا وہ ہر حالت میں اپنے رب سے راضی تھے۔

میں نے اس موضوع کو تین بحثوں میں منقسم کیا ہے۔

پہلی بحث

سچ کی مدح اور جھوٹ کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۶۱﴾ (آل عمران: ۶۱)

''پھر بھیجیں ہم اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر''۔

ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہمیشہ سچ بولا کرو بلاشبہ سچ تقویٰ کی طرف لے جاتا ہے اور تقویٰ جنت کی طرف لے جاتا ہے انسان سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کے لیے کوشاں رہتا ہے حتیٰ کہ بارگاہ ربوبیت میں اس کو ''صدیق'' لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ سے بچا کرو بلاشبہ جھوٹ فسق و فجور کی طر

محترمہ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ اس وقت رسول مکرم ﷺ ہمارے غریب خانہ میں تشریف فرما تھے۔ میری والدہ محترمہ نے مجھے فرمایا آؤ میں تمہیں کچھ دیتی ہوں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ تو اسے کیا دینا چاہتی ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں اسے ایک کھجور دینا چاہتی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نے اسے کوئی چیز نہ دی تو پھر یہ بھی تیرے لئے جھوٹ لکھا جائے گا۔

ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہو اس شخص کے لیے جو اپنی قوم کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہو اس کے لیے ہلاکت ہو۔

امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے تین ایسے آدمی ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ بروز حشر نظر کرم سے نہ دیکھے گا نہ ہی ان کا تزکیہ کرے گا اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ بوڑھا زانی، دروغ گو حکمران اور ایسا غریب جو متکبر ہو۔

دوسری بحث

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی مذمت

ابن الحجر الہیتمی ''الزواجر'' میں فرماتے ہیں:

ارشاد ربانی ہے:

وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ (الزمر: ٦٠)

''اور روز قیامت آپ دیکھیں گے انہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے، اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا؟''

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جان بوجھ کر جھوٹ میری طرف منسوب کیا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

ابن حجر فرماتے ہیں ''اس حدیث کی کئی اسناد ہیں جو تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں''۔

امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجھ سے کوئی حدیث روایت کی جبکہ وہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹا ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ہے۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری طرف جھوٹ منسوب کرنا اس طرح نہیں جس طرح تم میں سے کسی شخص کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ہے۔ بلکہ (میری شان تو یہ ہے کہ) جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ آتش جہنم بنالے۔

امام الطبرانی نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی میری طرف وہ بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔

امام احمد، الطبرانی نے روایت کیا ہے کہ انسان اس وقت تک مکمل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک وہ مزاح اور لڑائی جھگڑے میں جھوٹ کو ترک نہ کر دے۔

ابو یعلیٰ روایت کرتے ہیں کہ انسان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مزاح، جھوٹ اور لڑائی جھگڑے کو نہ چھوڑ دے اگرچہ وہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔

امام احمد روایت کرتے ہیں کہ ایک ایماندار کی تمام خصلتیں ہو سکتی ہیں۔لیکن خیانت اور جھوٹ اس کی خصلت نہیں بن سکتے۔

امام مالک نے روایت کیا ہے بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں، پھر عرض کیا گیا۔کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے۔آپ نے فرمایا ہاں۔پھر عرض کی گئی کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔امام احمد فرماتے ہیں کفر اور ایمان ایک شخص کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے نہ ہی سچ اور جھوٹ باہم مل سکتے ہیں اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھی ہو سکتی ہیں۔

امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کرے جس میں وہ تیری تصدیق کر رہا ہو۔حالانکہ تو جانتا ہے کہ تیری وہ بات سچی نہیں ہے۔

ابو یعلیٰ، الطبرانی، ابن حبان اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے ارے سنو، جھوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے اور چغل خوری سے عذاب قبر ہوتا ہے۔امام اصبہانی فرماتے ہیں۔والدین سے حسن سلوک میں میں اضافہ جھوٹ سے رزق میں کمی اور دعا سے قضا رد ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو اس سے اتنی گندی بد بو آتی ہے کہ فرشتہ اسے چھوڑ کر ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے نزدیک جھوٹ بولنا سب سے زیادہ قابل نفرت تھا۔ اگر آپ کو کسی کے متعلق یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ جھوٹا ہے تو اس کو اپنے قلب انور سے نکال دیتے۔حتیٰ کہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا، امام بیہقی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر کوئی شخص کسی ایسی چیز کے متعلق یہ کہے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں حالانکہ وہ اسی کا طلبگار ہو۔کیا اسے بھی جھوٹ شمار کیا جائے گا۔آپ نے فرمایا بلاشبہ جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ بالکل معمولی ہو۔

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بچے سے کہا کہ میرے پاس آؤ میں تمہیں یہ چیز دیتا ہوں اگر اس نے وہ چیز اسے نہ دی تو وہ جھوٹا ہے۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ

فرماتے ہیں کہ محدث کو چاہیے کہ وہ من گھڑت روایات اور جھوٹی احادیث سے کوئی چیز بھی روایت نہ کرے۔ کیونکہ جو ایسا کرے گا وہ سخت گناہ گار ہوگا اور جھوٹوں کے زمرہ میں شامل کیا جائے گا۔

امام بخاری نے موضوع حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا جس نے جھوٹی روایت کو بیان کیا اس کی سزا یہ ہے کہ اسے سخت مارا جائے اور عرصہ دراز تک قید میں رکھا جائے۔ لیکن یہ سزا اس شخص کے لئے ہے۔ جو اس روایت کی حقیقت کو بیان نہ کرے۔ مثلاً وہ یہ نہ کہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ یہ روایت باطل ہے یا یہ موضوع ہے وغیرہ وغیرہ۔

علامہ خطیب فرماتے ہیں کہ جو موضوع حدیث کو درج ذیل مقاصد کے لئے روایت کرے۔

(۱) گھڑنے والے کے حالات بیان کرنے کے لئے

(۲) اس کی سازش اور فتنہ سے نقاب کشائی کرنے کے لئے

(۳) اس سے تعجب کرتے ہوئے۔

(۴) اس سے نفرت دلاتے ہوئے۔

تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔ یہ اسی طرح ہے۔ جس طرح کہ گواہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس پر جرح وقدح کی جاتی ہے۔

ابن حجر ''زواجر'' میں فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے ''الرسالہ'' میں فرمایا ہے ''جھوٹ کی ایک قسم کذب خفی بھی ہے'' وہ یہ ہے کہ انسان ایسے شخص سے روایت بیان کرے جس کے سچے یا جھوٹے ہونے کا اسے علم نہ ہو۔ اس کی شرح میں علامہ صیرفی فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ثقہ کی خبر میں نفس کو تسکین ملتی ہے۔ وہ اس کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔ اب اگر اس شخص کی روایت جھوٹی ہوئی تو یہ بھی اس کے جھوٹ میں شریک ہو جائے گا۔ یہ ریاء کی طرح ہے۔ جس کو شرک خفی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

محدثین نے کئی ایسی کتب تصنیف کی ہیں جن میں انہوں نے جھوٹے راویوں کے متعلق لکھا ہے۔ انہوں نے موضوع احادیث کو علیحدہ کتب میں جمع کیا ہے تاکہ لوگوں کو ان کا علم ہو جائے اور وہ ان احادیث کو حضور ﷺ کی طرف منسوب نہ کریں ہمیں اس موضوع پر طویل بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہماری اس تالیف کا مقصد ومدعا یہ نہیں ہے۔ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ اس شخص کے شک کو دور کیا جائے جو دین اسلام کے احکام سے ناآشنا ہے اور اس کو جھوٹے شخص کی مذمت کے متعلق معلوم ہو جائے۔ وہ بالخصوص اس عبرت ناک وعید کو جان لے جو اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والے کے لیے سنائی گئی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ دولت یقین عطا فرمائے کہ نبی اکرم ﷺ کے وہ معجزات اور دلائل جو صحابہ کرام اور علماء امت سے روایت کیے گئے ہیں یہ وہ امور ہیں جو فی الحقیقت رونما ہوئے تھے اور یہ ثابت شدہ حقائق ہیں۔ ان میں صرف وہی شخص شک کر سکتا ہے۔ جس کے دل پر اللہ نے مہر لگا دی ہو۔ جس کے آنکھوں اور کانوں پر ایسے پردے ہوں جو اس کو اس آفتاب ضیاء بار اور انوار ساطع کی زیارت سے محروم کر دیتے ہیں۔ میں گمان نہیں کرتا کہ دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا

علامہ الجلال البلقینی فرماتے ہیں ایسی بہت سی احادیث ہیں جن میں ذکر ہے کہ حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ امام البزار نے اس حدیث کو چالیس صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کیا ہے۔ علامہ ابن الصلاح فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے بعض علماء نے انہیں ''اسی'' شمار کیا ہے۔ علامہ ابن حجر العسقلانی نے اس حدیث کی تمام اسناد کو ایک رسالہ میں جمع کیا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد ستر سے زائد ہے۔ ان روایوں میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام عشرہ مبشرہ شامل ہیں۔

امام الطبرانی نے ان راویوں کی تعداد ستاسی بیان کی ہے۔

تیسری بحث

جھوٹی حدیث روایت کرنے پر بحث

اما حافظ سیوطی نووی کی شرح ''تدریب راوی'' میں فرماتے ہیں:

موضوع روایت وہ ہوتی ہے جو جھوٹی، خود گھڑی ہوئی اور بناوٹی ہو یہ ضعیف حدیث کی بدترین قسم ہے۔ اگر اس روایت کے موضوع ہونے کا علم ہو تو اس کو آگے روایت کرنا حرام ہے۔ خواہ اس روایت کا تعلق احکام اور حکایات سے ہو یا ترغیب و ترہیب سے ہو۔ البتہ اگر ساتھ یہ بیان کر دیا جائے کہ یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ سے کوئی حدیث روایت کی حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو پھر وہ بھی جھوٹوں میں سے ہے۔

شَرُّ الضَّعِيفِ الْخَبَرُ الْمَوْضُوعُ　　الْكَذِبُ الْمُخْتَلَقُ الْمَصْنُوعُ

''ضعیف روایت کی بدترین قسم وہ ہے جو موضوع، جھوٹی، من گھڑت اور بناوٹی ہو۔

كَيْفَ كَانَ لَمْ يُجِيزُوْا ذِكْرَهُ　　لِمَنْ عَلِمَ مَا لَمْ يُبَيِّنَ اَمْرَهُ

حدیث کی یہ قسم بری کیوں نہ ہو جبکہ علماء نے اس کو روایت کرنا ہی ناجائز قرار دیا ہے سوائے اس شخص کے جس کو اس روایت کے من گھڑت اور موضوع ہونے کا علم ہو اور وہ اسے بیان کر دے''۔

حافظ السخاوی حضور ﷺ کے فرمان ''مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَذَّابِيْنَ'' کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس شخص کے لئے شدید وعید رکھتی ہے جو جان بوجھ کر جھوٹی روایت بیان کرتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ حدیث اس کے نزدیک جھوٹی ثابت ہو اور وہ اس کو بیان نہ کرے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے محدث کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اس کے گھڑنے میں شریک ہے۔

امام ثوری فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا کہ جس نے جھوٹ روایت کیا وہ کذاب ہے۔ حضرت خطیب

دانشمند اور عاقل ہو جو حضور ﷺ کے معجزات سے آگاہ ہو پھر بھی اسے یہ شک رہے کہ حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب اپنے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے بہت کم معجزات سے آشنا ہوتے ہیں۔ پھر ان کے مابین طویل زمانہ، جہالت، انقلاب کی کثرت اور ان کے علماء میں اختلاف کی وجہ سے ان کے معجزات کی نہ تو سند متصل ہوتی ہے اور نہ ہی ان کو روایت کرنے کا طریقہ درست ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی کتب میں بھی تحریف و تبدل ہو چکا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ان کے دین بھی آپس میں مخالف ہیں۔ حالانکہ ان کے انبیاء کرام کے زمانہ اقدس میں ان کے ادیان کے مابین اس قسم کے اختلاف نہ تھے۔ لیکن جب ہم سرور انبیاء ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل دیکھتے ہیں تو عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سابقہ انبیاء کے معجزات سے کئی گناہ زیادہ ہیں۔ ان کی اسناد نہ صرف بہت زیادہ ہیں بلکہ متصل بھی ہیں۔ انہیں ثقہ علماء نے صرف ثقہ علماء سے ہی روایت کیا ہے۔ حتی کہ ان کی سند ان سعادت مند لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ جنہوں نے سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی اور ان معجزات کے ظہور اور وقوع کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اور آپ ﷺ کے بعض معجزات کو ابھی تک استحکام حاصل ہے اور آئے روز ان کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ ایک منصف مزاج دانشمند کے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کی تو تصدیق کرے ان کے ادیان کو بھی سچا سمجھے حالانکہ ان کے معجزات میں بہت سے ایسے اسباب اور وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ان کی صحت میں شک کا گمان ہوتا ہے۔ لیکن وہ نبی آخر الزمان ﷺ کے دین متین اور معجزات کی تصدیق نہ کرے۔ حالانکہ ان میں بہت سے ایسے اسباب اور وجوہات ہیں جو یقین کامل کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

ایسا رویہ صرف وہی شخص اختیار کرسکتا ہے جو گمراہ ہو اور اسے راہ ہدایت پر گامزن ہونے کی توفیق نہ دی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو حق فرماتا ہے۔ صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔

هُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

یہ عظیم تصنیف جس کا نام مبارک ''حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین'' ہے۔ امیر المومنین سلطان غازی عبد الحمید خان کے دور حکومت 1317 ہجری ذی القعدہ الحرام کو اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے آغاز و اختتام میں بے حد و بے شمار تعریف ہو اللہ رب العزت کے لیے جو سب جہانوں کا رب ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ